

اور جس قدر کہ سہل ہے ایک دمہ ہلک کر دیا اس کا پورا اعتراف اعلیٰ سے
کلام حق

تاکرر

عن نساء مکررہ

(ہر گز ہمیں یہ تو ایک عورت ہی سمجھو یا ہے اس سے عورت کیلئے)

بھی

قرآن حکیم کے صحیح مقاصد اور اس کے منجانب اللہ ہونے پر دس جلدوں میں ایک مکمل اور طبعی تبصرہ

میں لکھا گیا ہے جو ہر مسلمان کے لئے لازم ہے

مجلد اول

مقدمہ کتاب، ماہیت ایمان، حکمت عبادات وغیرہ

بہ استعانت اللہ تعالیٰ

للعقوالی السالکین

محمد عنایت اللہ خان

الشرقی

باہتمام شیخ عبدالعزیز شریف

مطبع و بازار امرتسر میں قی قوتی طبع ہوتی

وَجَزَّوْا عَلَى قَدَرٍ مَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

اور جس قوم کو ہم نے ایک حد تک کرنا اس کو رہنما مال سے (سب و سامان)

کَلَامًا

تذکرہ

۱۲۲۶

فصل سہم ذکر

ادھر جس قوم کو ہم نے ایک حد تک کرنا اس کو رہنما مال سے (سب و سامان)

یعنی

قرآن حکیم کے صحیح مقاصد و اس کے منجانب اللہ ہونے پر قرآن مجید میں ایک نکتہ اور مطبوعی مضمر

جس میں

مسلمانان عالم کو ان کی اجتماعی موجودگیات کے متعلق آخری پیغام کیا ہے

مجلد اول

مقدمہ کتاب، ماہیت ایمان و حکمت عبادات، مع افتتاحیہ و دیباچہ

للمفتی محمد رفیع الرحمن

محمد عنایت اللہ خان مشرقی ہندی

۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء

مطبع وکیل امرتسر میں بابہ تمام شیخ محمد عبد العزیز ناظم طبع ہو کر

إِنَّا أَنشَأْنَاهُ بِاللَّغَةِ الْكَرَامِ فَرَّغْنَا مِنْ الْأَمْرِ فِي يَوْمٍ مُّبَارَكٍ

فهرس

المقالات التي حاطت في الامتاحتة العربية من كتاب تذكرة
المجلد الاول

المقالات	صفحة	المقالات	صفحة	المقالات	صفحة
في حمد الله عز وجل	٣-١	ولم يجرهم على الهدى	٦	في ما احلوا للمسلمين المعاصرين من الكذب	١٣
في ان الله عز وجل جعل للانسان السمع		لكن الناس من احلوا انفسهم وجعلوا اسرارهم		ان القرآن فهمهم عن هذه الدماء	
المعصر العريان وفصله على سائر الحيوان		وجب اسماؤهم لمعصنهم من رب الله لمعصرا	٦	في انه ما حاط الله به من العلم الا ليظهره	
وحملته حمله الارض	١	فلذلك ظهر انفسادهم لا فسادهم كواهم	٤	على الذين كلفه	١٣
وعلى هذا كسبته طاعة الامساك	١	وجعل الانسان ان ينعم القرآن الكسب		وانه من حشرهما وحطت اعمالهما في	
والطاعة هي التي يصرف على اعدائه ويحلف		الله عن التحريف اللغوي		هذه الدنيا بهم الذين يحشرهم في الآخرة	١٣
في الارض	٢	لان الله ساء ان يكون للناس ائمة واحد		في انه ما كان للمسلمين المعاصرين	
ولا يحال احدا من على ربه عصبانا		ويستعمل غماصهم		من بطر وسبق واحقره ووجله الا	
طعاما ومن عمل هذا هم الذين يهلكون الدنيا	٢	في الصلوة على التسليم من المسلمين الذين		والطاعة والمواجاة واللوايسة	
في انه عز وجل اعطى الانسان الكتب التي		اتبعوا الاسماء على الامم	٨-٩	وما لهم من امر او امر او امار	١٣
حاطة له الاسماء كونه صلات التمتع للصوم		الذي رويوا الارض بل يحلوا احوالهم	٨	ولا يبدون الا ان يمسكوا على شئ	
الفقره لظلم على اقرانه تعالى	٢	ولم يبدوا ما احل الله في الشريعة الارض	٩	لهذا يحط الله اعمالهم	١٣
في ان الكذب هو الكذب حرم منه روح من اوقعا	٢	وامر ما احل الله فيما نأخذ ولم يبركوا		وهو الذين يتبعون ادبنا لهم من دون	
في انه امر اطاع ربه محرمهم الله عشت الله		في حكمهم احل	٩	الله لشركوا به اسد شركا	١٣-١٤
في الحق الزبني والحقية في الآخرة	٣	وهو والى الصراط المستقيم	٩	فلذلك اهلكوا الله في الدنيا وينتقم	
العربين بحب وحق	٣	في ما يفعل المحلوس من المسلمين		مهم	١٤-١٥
في الطلوة على نيتا صلهم	٣-٢	في رما هذا	٩-١٣	حقيقة الشرك وفي انه ما التلذ	
في انه صلهم كان من اعظم الناس		في ما كان لهم من العلم والعقل والحكم		الا الاستعراق في الحيوة الدنيا	
اكرمهم واكرمهم عبد الله	٣-٢	السنو في العرفن للارصدة	١	وعبادة اللذات والاهوية	١٨-٢١
في الصلوة على الاسماء الكرام وما		وما كان للمسلمين المعصين من القضا		وما الشرك من قول او كلفة	٢١-٢٢
حاطة ومن عبد فهو ليهذا الوهم	٥-٢	والاقتبال نامرهم	١	وما هو عبادة الاصنام المحقق	٢٢
في ان عليهم ساءهم قد احاط علم حكماء		بل ما كان لهم من الشيع والعل عباد	١	وما التوحيد بان يقولوا واحدا	
المعاصرة	٥	في ما احترق المسلمون المعاصرين من		بافواهكم	٢٣-٢٤
في انهم حاطة ومن عبدتهم تكاث احيد		دون الاول والاولا طاهر قاعهم		حقيقة الكفر والعسق والشرك	
لا يروى شئ	٥	الشعق العمل	١١	الظلم	٢٣-٢٤
وحاطوا الصلوة بان الناس لمعدوا ليدوم		في ان العمل من العمل ليس شئ عباد الله	١١	في انه من اعرض عن الدنيا هم الذين	

المقالة	صفحة	المقالة	صفحة	المقالة	صفحة
يعدون دها -	٢٦	في ما عني الله لمعظم علماء في القرآن وما أصبح العربون العالمون من	٢٦	ما هي برهنا بركه -	٤٩-٤٧
حقيقة الاتقاء وفي آتة من اتقى	٢٦-٢٧	السياسة الطمعة -	٢٦-٢٧	في ان كل واحد من العشرة المشقة	٩٠-٨٩
فهم الذين يورثهم الله الاوص -	٢٦-٢٧	في توصيف العلم وفوائده -	٢٦-٢٧	من لوازم الايمان وقرايطم -	٩٠-٨٩
ومن لم يرب الاوصون فم الذين	٢٦	في انه عرق رجل بعل سلامة كمانه	٢٦	في انه تعالى لا يرحم ولا يعص	٩٠-٨٩
يهلكون فيما -	٢٦	ووجه من قوم الزوم وافات	٢٦	الامس استمسك بالعقود المشقة	٩٠-٨٩
في انه لا يستطيع احد ان يملك	٢٦	في حقيقة الاسلام وما الذي	٢٦	جميعه الحق وما يعالجون من	٩٠-٨٩
سنة الله -	٢٦	فطر الله الناس عليه -	٢٦	في ان كل واحد من العشرة المشقة	٩٠-٨٩
في ما احوال العباد في الدنيا والاخرة	٢٦-٢٧	ها الله قد نبي الاسلام على عشرة	٢٦-٢٧	يصدر من اتقاء الله	٩٠-٨٩
من دون العاقلين -	٢٦-٢٧	اصول -	٢٦-٢٧	في حقيقة الكفر وما يصل المعنوي	٩٠-٨٩
في ان المرتبة من الذين يحسنون	٢٦	ما اركان الاسلام المتعارفة الاصل	٢٦	في ان الله ما الكفر الا الاعراض	٩٠-٨٩
في راسها هذا -	٢٦	الذات المحمدية وما هي باصل	٢٦	عن العشرة المشقة من اصول	٩٠-٨٩
مسئلة المحر والقد في آتة	٢٦	الذي فقط -	٢٦	الاسلام -	٩٠-٨٩
عرق رجل لا يجرى على شيء بل	٢٦	في ما استنبط العربون من اصول	٢٦	في انه ما الكفر الا في العمل ما	٩٠-٨٩
اطلعا لمعظم ما ساء -	٢٦-٢٧	الذين من جمعية القطر -	٢٦	هو اقول او كتاب -	٩٠-٨٩
في انه ما في المسلمين المعاصرين	٢٦-٢٧	في ما قصد الله من صلوة الذوات	٢٦	في الضراط المسقيم حقيقة	٩٠-٨٩
من محيص الا ان يعتروا ما بانهم	٢٦-٢٧	ومسبح الطلق وسبحي هم	٢٦-٢٧	في انه من استمسك ما العشرة	٩٠-٨٩
بالشيء العمل -	٢٦-٢٧	وما عني الله بالصلوة والضراط	٢٦-٢٧	المسيرة فهم الذين سلوا اصل	٩٠-٨٩
في ما فعل العربون في انما	٢٦-٢٧	المستغفر -	٢٦-٢٧	المستغفر -	٩٠-٨٩
هذا واما اعم احكام القرآن	٢٦-٢٧	في ان كل واحد من العشرة المشقة	٢٦-٨٦	الملاح الاخير للمسلمين المعاصر	٩٠-٨٩
علماء ومعلمين -	٢٦-٢٧	يصدر من التوحيد ويوحى به -	٢٦-٨٦	الملاح الاخير لاهل الاسلام و	٩٠-٨٩
في ما حرص الله الناس على طاعة	٢٦-٢٧	في انه ما العبادة الا اطاعة	٢٦-٨٦	ما كهم	٩٠-٨٩
جمعية القطر في القرآن -	٢٦-٢٧	احكامه تعالى والشيء العمل	٢٦-٨٦	تحت	٩٠-٨٩
وما استنبط العربون منها ما هو	٢٦-٢٧				

ينبغي للقارئ ان يدرك هذه الامتاحة استند برهانه من حيث هو في ما رويها من امره تعالى بقدر استطاعته حتى وسيع في ما ما الذين العلم الذي جاء به الاسماء من ربه ولم يكد ان في العصر من هذا المغالاة التي جاءت في ما ان الكتاب الا الاقل القليل الذي يجوز الا يصاح مسعى للقارئ ان يطلعها ويحوص في القاطبة الحقيقية والمحبة استند حرصا لاستقراء المطالب والاستقصاء في ما ارسل الله علينا الفلاح في الدنيا والاخرة - واخرجوا عننا ان الحمد لله رب العالمين *

فہرست مضامین: کیا ہے

[illegible]

[illegible]

فہرست مضامین تذکرہ

مجلد اول

جو مضامین کتاب کے متن میں وارد ہوئے ہیں اُن کو جلی قلم سے لکھا گیا ہے جو
حاشی میں آئے ہیں اُن کا قلم ہمیں ہے +

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۷-۳۷	علم طباطب الارواح کی تشریح	۱-۹	لغات اصطلاح کی تفسیر		۱- افتتاحیہ زبان عربی
۲۸	طبقات الارواح کی تفسیر کے تحت	۱۰-۱۱	ڈارون کا نظریہ ارتقاء	۱۲	۱-۱۲
۲۹-۳۸	رکازات ربیع دوم کی توجیہ	۱۲-۱۱	مسئلہ اعلیٰ استیع		۱۲-۱۱
۲۹	صمدی طہرت کی کتاب کے مسامح	۱۱	مسئلہ ارتقاء اور معرفت خدا		۱۲-۱۱
۳۰	طبقات الارواح کی تفسیر کے تحت	۱۱	شق اول و دوم (مسئلہ سوسائٹیزم کا سامنا)		۱۲-۱۱
۳۱	الحدیث الاولیٰ کے رکازات	۱۲	شق دوم (مسئلہ علاج النفاق)		۱۲-۱۱
۳۱-۳۳	الحدیث الاخریٰ کے رکازات	۱۳	شق چہارم (مسئلہ استیجاب الی)		۱۲-۱۱
۳۳	کونسل کی کانوں کا ذکر قرآن مجسم میں	۱۴	سوم (مسئلہ میراث کو بیجا)		۱۲-۱۱
۳۴-۳۵	انجیل و التورہ کے رکازات	۱۵-۱۴	موسیقی الثاویر کے پرکھ کا نتیجہ	۱	۱۲-۱۱
۳۴-۳۳	صلاحت دعا کی تشریح	۱۵-۱۶	نقص قیادہ کی تشریح	۲	۱۲-۱۱
۳۴	انجیل و التورہ کے رکازات	۱۶	ارتقاء انسان کے متعلق قرآنی حقائق	۳	۱۲-۱۱
۳۴-۳۵	انجیل و التورہ کے رکازات	۱۷	شق ششم (مسئلہ اجتماع و تفرق)	۴	۱۲-۱۱
۳۴-۳۶	مسئلہ صحت اہل بول کی قرآنی خدمات	۱۸	شق ہفتم (مسئلہ علاج النفاق)	۵	۱۲-۱۱
۳۷	نوشقہ اقامت کی تشریح	۱۹	شق ہفتم (مسئلہ صحت کا سامنا و صحت)	۶	۱۲-۱۱
۳۷-۳۸	تمدن انسانی اور اصلاحیت کا	۲۰-۲۱	تشریح سورۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۷	۱۲-۱۱
۳۷	مغربی عمران اور اصلاحیت بقا	۲۱	حرکت دین کے متعلق قرآنی خدمات	۸	۱۲-۱۱
۳۷	ایمان اور اعمال صالحہ کی ماہیت	۲۲	حرکت دین و ملک کے متعلق قرآنی خدمات	۹	۱۲-۱۱
۳۷-۳۹	آیہ اختلاف کا صحیح مفہوم	۲۳	حرکت دین کا انکشاف اور قرآنی خدمات	۱۰	۱۲-۱۱
۳۹-۴۸	آیہ اختلاف کا قرآنی پیش نماز	۲۴-۲۳	مسئلہ نقل و حرکت کا ابطال اور قرآن	۱۱	۱۲-۱۱
۳۹	وراثت زمین کا قرآنی پیش نماز	۲۵	مسئلہ انتقال و حرکت کے تحت	۱۲	۱۲-۱۱
۳۹	انکشاف و التورہ کے رکازات	۲۶	مسئلہ انتقال و حرکت کے تحت	۱۳	۱۲-۱۱
۴۰	سورۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جگہ	۲۷	مسئلہ انتقال و حرکت کے تحت	۱۴	۱۲-۱۱

صفحہ	مصائب	صفحہ	مصائب	صفحہ	مصائب
۸۷	علم و فہم کا قرآنی تقابل	۶۴	قرآن شعر نہیں	۴۱	آئیہ اختلاف کا سیاسی مفہوم
۸۷	صاحب علم قوم کا دینی اور دنیوی اجر	۶۴-۶۳	قرآن کی اہمیت علم و صاحب میں	۴۲	آئیہ اختلاف کا شان نزول
۸۷	ذہنی و لسانی کی سرعت	۶۶	قرآن کوئی زبان میں مل کرے کی قرآنی دہان	۴۳	آئیہ اختلاف ایک مشروطی مشاق
۹۷	علم کا اصل کا مصلح علم ہے	۷۷-۷۶	عرب لغات لسانی کا قرآنی مطالبہ پر اثر	۴۴	قرآن حکیم کی تعلیم کا عربیت پر اثر
۸۷	جیوہ و مالی قریب اندے قرآن	۷۷	قرآن اسی صمد کے احب و محبوب ہے	۴۵	ایمان اور اعمال صالحہ کا ابتدائی مفہوم
۹۴-۸۸	کلام الہی کے متعلق معسرین کی غلط فہمی	۷۸	عربی لسانی قوام کی ہلاکت کے لوازمات	۴۶-۴۵	مسلمانوں عالم کے زوال کی وجوہات
۸۸	قرآن شعر و فصاحت کا مسکر ہے	۶۹	قرن اول کا قرآن پر عمل	۴۶	قرآنی مطالب کی دیکھ کے مسئلہ عرب کی تردید
۸۹	قرآن کا مستقبل نبی موعود		قرآن اولیٰ کی اسلامی قوام کا اسلام کا نتیجہ ہے	۴۷	قرآن حکیم کی مروجہ سطحی تفسیر اور تعلیم
۸۹	قرآن دہشتناک صوبہ ہدایت کا بھی ہے	۶۹	قرآن سے	۴۷	قرآن حکیم کے مطالعے میں فہم اور تفسیر
۹-۸۹	قرآن، اہل حق و سچ کے بارے میں الہی ارشادات	۷۰	قرآن پر تکرار کرنے کی ابتدائی تاریخ	۴۷	محول اور اس کے احقر کی تاریخ
۹۱	قرآن کی تفسیر کا نتیجہ	۷۰	آیات قرآنی کی تفسیر کی تاریخ	۴۸-۴۱	یونانی فلسفے کا قرآن سے تصادم
۹۱	قرآن لغت اور حدیث سے لے کر تفسیر	۷۱	قرآن میں قرآن کا متیل پیکر کا محفل ہے	۴۸-۵۲	یونانی فلسفے کے مضمرات
۹۲-۹۱	قرآن کے لفظ سے لے کر مارے لے کر معنی	۷۲	قرآن کو فہم کرنے کے لئے قرآن کی تفسیر	۴۹	آیات کے معانی کی پہلی (دعوتِ امت)
۹۲	قرآن کے معنی میں معنی ہے	۷۳	جمع احادیث کے متعلق عرب کی قرآن اور تفسیر	۵۰-۵۲	آیات کے معنی کے لئے قرآن کی تفسیر
۹۲	حکیم اللہ کی تفسیر	۷۴	عرب فرقہ بندی کی وجوہات	۵۲	قرآن کی تعلیم کا صحیح معیار
۹۳	قرآن کے معنی میں قرآن کے متعلق الہی ارشاد	۷۴-۷۳	عرب توہمات اور فرقہ بندی	۵۳-۵۵	قرآن کی حکمت کا علم کے متعلق دعاوی
۹۳	علم کا نتیجہ قرآن میں اسلئے ہے کہ قرآن ہی	۷۵-۷۴	عرب کی قرآن رات و دن محرم کر دینے کے	۵۶	قرآن کے کامل پہنچنے کے متعلق دعاوی
۹۳	قرآن کی کفایت کے متعلق الہی ارشاد	۷۶	دعا کا الہی مفہوم (اتحاد)	۵۷	قرآن کا دعویٰ کتاب میں ہونا ہے
۹۴	قرآن کی اہمیت علم ہے	۸۱-۸۰	عرب لغات کا اسلامی جماعت پر اثر	۵۷	قرآن کے آسان پہنچنے کا دعویٰ
۹۵-۹۴	قرآن کا معنی کی مراد میں اسلئے کہ قرآن ہی	۸۱	علم اور معنی کی قرآنی مضامین	۵۷	محنت و مصائب جوئے کا دعویٰ
۹۵	قرآن کا معنی میں علم ہے	۸۱	یہ عربی زبان کا معنی و تفسیر کی وجوہات	۵۸	یہ عربی علم جوئے کا دعویٰ
۹۸-۹۶	علم کا نتیجہ قرآن کی تعلیم کا نتیجہ	۸۲-۸۱	دین اسلام پر عربی و یونانی فلسفے کے	۵۸	تفسیر کے معنی کا دعویٰ
۹۸-۹۷	ایک اہل حق و سچ کی حقیقت کا پل	۸۲-۸۱	مضمرات	۵۸	علم کی اسلامی تفسیر
۹۸	قرآن کی اہمیت قرآن کا ابتدائی مفہوم	۸۳-۸۲	دین اسلام میں تعلیمات کا حصول	۵۹	قرآن میں اجتہاد کر کے اصل اصول
۹۹	دین اسلام کی سر حقیقت کا تفسیر	۸۳-۸۲	علم کی قرآنی تفسیر	۵۹	علم اور لغت
۱-۹۹	قرآن کے تفسیر میں اسلئے کہ قرآن ہی	۸۳	سکس کا مسلمان علم اور تفسیر علم	۶۰	مسلمانوں کی تفسیر قرآن اور اس کے معنی
۱	قرآن کا معنی میں علم ہے	۸۴	علم اور قرآن کے معنی قرآنی ارشاد	۶۱-۶۲	قرآن کی تفسیر کی تاریخ
		۸۵	سین اسلئے کہ قرآن ہی	۶۱-۱۰	عرب تفسیر کا قرآن سے تصادم
		۸۶	اہل عرب کی ہلاکت کے لوازمات	۶۲-۶۱	مطالب قرآن پر عربی تہمت کا اثر
		۸۶	دین اسلام کی تعلیمات میں قرآن کی ابتدائی	۶۳-۶۲	عرب شاعری کا اثر
		۸۷	دین اسلام کی تعلیمات میں قرآن کی ابتدائی	۶۳	مستحقان و محرومان کے لئے قرآن ہی
		۸۷	دین اسلام کی تعلیمات میں قرآن کی ابتدائی		

۳. محققان و منتہائے اسلام

۱۲۵-۱۲۴	دین اسلام کی تعلیمات میں قرآن کی ابتدائی
۱۲۶-۱۲۵	دین اسلام کی تعلیمات میں قرآن کی ابتدائی

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۳۲	حد کی عینی شہادت کا حصول	۱۱۸	کی تشریح	۱۱۳-۱۱۲	انصاف کے الہی معوم کی اہم پس ہنگامی دعا کا
۱۳۳	صحیحہ فطرت کا مشاہدہ اور معرفت	۱۱۹	شرک کی ابتدائی شرح	۱۱۹	ایمان کا اشل نتیجہ زمین میں نکلنے پر
۱۳۴-۱۳۳	سادہ مطربہاں ہے	۱۱۹	لطیف حق کی استدان تہیج	۱۱۹-۱۱۳	القرآن العکس کا صحیح معوم
۱۳۴	لریض قلب کا موجود ہونا یا نہیں ہے	۱۱۹	معومہ کا صحیح معوم	۱۱۹	تہنیک اللہ کا قرآنی معوم
۱۳۴-۱۳۳	ملاومت حد کی علی سہادت قبولی میں	۱۱۹	حرکت کی صورت میں یا مال ہو گناہ سے	۱۱۹-۱۳۳	کیفیت انصاف
۱۳۴	تعلقات عیوی کا انقطاع ایمان ہے	۱۲۰	الحجہ کے حصول کے متعلق قرآنی ارشاد	۱۲۰	انصاف کا الہی معوم اتحادت اور عقدا
۱۳۵	عبودیت حد کی شہادت قبولی میں	۱۲۰-۱۱۹	واللہ الاکرام والاکرام والاکرام والاکرام	۱۲۰	وہنیک اللہ ہے۔
۱۳۶	شہادت علیہ الناس کی تشریح	۱۲۱	عروہ احد کا ذکر	۱۲۱	انصاف کا حلال اللہ کے معانی
۱۳۶	تعمادۃ کا الہی معوم	۱۲۱	مؤمنین، شہادۃ، طالع اور کائنات کی تہیج	۱۲۱	الکفر فلک کفر کا صحیح معوم
۱۳۶-۱۱۳	قرون الہی کے مسلمانوں کی استعداد قبول	۱۲۱-۱۲۰	قرآنی جان مال کے الہی ارشاد کی لم	۱۲۱-۱۲۰	الکفر کفر اور انکفر کے قرآنی مصطلحات
۱۳۶	تہنیک کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	ارنا اللہ والاکرام والاکرام والاکرام	۱۲۱-۱۲۰	کی تشریح۔
۱۳۶-۱۵۱	ذکر ع کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	مؤمنینہ کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	قرآنی مصطلحات کی تشریح میرات کا باب انصاف
۱۵۱-۱۳۶	تعمادۃ کا قرآنی معوم اسقرآن کی حد تک	۱۲۱-۱۲۰	مؤمنینہ کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	گمراہ کی جہا۔
۱۵۱	سے یاری کی سال	۱۲۱-۱۲۰	شرع سے خجہ اندر حسہ	۱۲۱-۱۲۰	انصاف کا نتیجہ زمین سے قرآن نیادی ہوتا
۱۵۱-۱۳۶	سی اسیر کی دعویٰ حادۃ کی تہیج	۱۲۱-۱۲۰	کسوا الشیاب اور مکروا الشیاب	۱۲۱-۱۲۰	اور نکلنے ہے۔
۱۵۲	مستحق ماہر میں حد تک سہ طریقہ	۱۲۱-۱۲۰	اور عیو الشیاب کا معوم	۱۲۱-۱۲۰	نکلنے کے قرآنی معانی
۱۵۲	اسلامی مار کی اصلیت بعد مدسج ہو چکی	۱۲۱-۱۲۰	حسن عمل کا الہی معوم	۱۲۱-۱۲۰	فصل کے قرآنی معانی
۱۵۲	اسلام میں تسبیح کا عطل استعمال	۱۲۱-۱۲۰	انکسۃ کا مدسج اور مدسج کے قرآن	۱۲۱-۱۲۰	کمر اور انصاف کا مالہ مدسج کے قرآن
۱۵۲-۱۵۱	انصاف کے بعد کی تہیج	۱۲۱-۱۲۰	مؤمنینہ کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	انصاف کے تہیج مدسج معوم
۱۵۲	نکاح علیہ اللہ فی اللہ فی اللہ فی اللہ	۱۲۱-۱۲۰	صکوت کے معوم کا سہیج	۱۲۱-۱۲۰	انصاف کے تہیج مدسج معوم کی فہرست
۱۵۲	سے مدسج کی قرآنی تعریف	۱۲۱-۱۲۰	سی کریم مدسج کا صحیح معوم	۱۲۱-۱۲۰	مستحق قوم کی مایا اور عورت و دونوں اندر
۱۵۲-۱۵۱	مدسج ایمان سے قرآن میں کدے ہیں	۱۲۱-۱۲۰	ماہرین عیب مدسج کا الہی معوم	۱۲۱-۱۲۰	قرآن درست ہیں۔
۱۵۲	ایمان کے لایعکلا زیات کے متعلق	۱۲۱-۱۲۰	انکسۃ کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	واسعوا الیہ لو تہنیک کی تشریح اور
۱۵۲	الہی ارشاد	۱۲۱-۱۲۰	سایہ کے انصاف کے مطالب	۱۲۱-۱۲۰	عطل مدسج معوم
۱۵۲-۱۵۱	نکاح الہی کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	نکاح الہی کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	سیرت کے خلاف قرآنی شہادت
۱۵۲	قرون الہی کے ایمان کا صحیح نصیب ہیں	۱۲۱-۱۲۰	نکاح الہی کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	مستحق قوم کی دیا سی حالت کو کدے دست پر
۱۵۲	ایمان کا حد تک حد تک تراوت	۱۲۱-۱۲۰	نکاح الہی کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	نکاح الہی کا قرآنی معوم
۱۵۲	ایمان اور ایک ماسوا	۱۲۱-۱۲۰	نکاح الہی کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	حکام کے مطابق ہیں۔
۱۵۲	ماہرین عیب مدسج کی تہیج	۱۲۱-۱۲۰	نکاح الہی کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	مستحق قوم کے لیے مدسج کے ریش کی یادداشت
۱۵۲	نکاح الہی کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	نکاح الہی کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	نکاح الہی کا قرآنی معوم
۱۵۲-۱۵۱	نکاح الہی کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	نکاح الہی کا قرآنی معوم	۱۲۱-۱۲۰	نکاح الہی کا قرآنی معوم

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۸۳-۱۸۲	ایمان کے لوازمات کی ہدایت۔	۱۶۲	ظلم کی قرآنی اصطلاحیں مصیبتیں امیر	۱۶۱	مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تسبیح
۱۹۳	ایمان کی سادہ شاخص	۱۶۲	انکسار نے خدا اور اطاعت امیر	۱۶۱	دُشمن کے معانی
۱۸۳	اَلْہٰدٰی اَصُوْبُہِی اَلْحَقُّ کی تشریح	۱۶۳	صحیح توحید کا نتیجہ احکام جماعت ہو۔		اَلْمُکْرَمُ مَسْکُوْرٌ وَلِیُّ دُوْنِہِ اَصْلَابٌ کُوْفُوْرٌ
۱۸۳	سادہ قرآن کے سطور پر لکھے۔		قرآنی مالِ جان اور اطاعت امیر کی	۱۶۱	اللّٰوْنِ کا صحیح معنی۔
	اسلام کا انتہائی حیدر زوئے قرآن	۱۶۳	غرض غایت تقویت قوم تھی۔	۱۶۲	اتقا کا نتیجہ توش بندہ حفظ نفس ہے
۱۸۵-۱۸۴	دنیا میں غالب بکر رہنا ہے۔	۱۶۴-۱۶۳	تقویت قوم کو ہی کا انتہائی نظر تھا۔	۱۶۲	اَلْمُکْرَمُ مَسْکُوْرٌ وَلِیُّ دُوْنِہِ اَصْلَابٌ کُوْفُوْرٌ
۱۸۴	سیاسی جنگ سے حیدر زوئے قرآنی تہادیں	۱۶۴	انسان کیلئے وحی کی ضرورت۔		اتقائے خدا کا نتیجہ دشمن کو مرعوب اور
۱۸۴	ریاضی حقیقت		مناجی ہی کا مالِ حفظ نفس کے حصول	۱۶۳	مغلوب کرنا ہے۔
۱۸۵-۱۸۴	غلبہ اسلام و اتحاد عالم	۱۶۴-۱۶۳	پیش کرنا تھا۔	۱۶۳	کا مرقوم کی خصوصیات۔
	اسلام کے سیاسی تکتوں اور غلبے میں		قرآن کے نازل ہونے کا آلِ امیر کے حفظ		مناجی بیان قوم کا دشمن پر غالب ہونا
۱۸۶-۱۸۵	نوع انسان کا اتحاد ضروری تھا۔	۱۶۴	نفس کے حصول سے کھلا رہا ہے۔	۱۶۳-۱۶۲	اٹل ہے۔
	دین اسلام کی دعوت اتحاد کی پہلی شکر	۱۶۴	ظلمت جہل سے نور علم کی طرف نکالنا ہی	۱۶۳	مورودہاں کے انتہائی دورے
۱۸۶-۱۸۵	اساس حق حیدر ہے۔	۱۶۴	اَلْکَلْبُ اَوَّلُ الدُّوْبِ کی تفسیر	۱۶۵	دیواری تہاں کا سامانِ تہاں تامل حال ہوا تھا
	اَلْمُکْرَمُ مَسْکُوْرٌ وَلِیُّ دُوْنِہِ اَصْلَابٌ کُوْفُوْرٌ		اتقا اور تسلیم خدا کا آلِ امت کو دنیا میں	۱۶۵	مظہر و مصور یہاں صرف یہی تہاں
۱۸۶	تشریح	۱۶۴	بے خوف و خطر کر دینا ہے۔	۱۶۵	صاحبِ یانِ قدیم پر ملائکہ کا رسل
۱۸۶	اَلْمُکْرَمُ مَسْکُوْرٌ وَلِیُّ دُوْنِہِ اَصْلَابٌ کُوْفُوْرٌ		اِسْلَام اَوَّلُ اَلْحَسَنَاتِ کی قرآنی اصطلاح	۱۶۶	ایمان اور اتقا اس میں تمام ہیں
۱۸۶	دوسری شکر اساس مسابا تہاں کو بلا	۱۶۴	کی توضیح۔		ایمان کی طاقت قول اولیٰ میں اور
۱۸۸-۱۸۷	تقریبی مناجات اللہ ماننا ہے۔	۱۸۲-۱۶۸	اسلام کے سبب دامن و نواہی کا انتہا	۱۶۸-۱۶۷	ایمانی اللہ کی دنیاوی تکتوں اور عروج۔
۱۸۷	ایمان اور عمل کا نام یہی ہے کہ جس کی پہلی تہاں	۱۶۸	محط صراط اللہ سے تہاں صراط۔	۱۶۸	اَلْمُکْرَمُ مَسْکُوْرٌ وَلِیُّ دُوْنِہِ اَصْلَابٌ کُوْفُوْرٌ
	تیسری شکر اساس اس میں فرقہ بند	۱۶۸	اتقا اور اطاعت اور اتقا لاندہاں ہیں		رَبِّہُمْ اَوْ اَنۡ یُّدۡخِلُوْہُمْ فِیۡ ذُلٍّ وَّ اَلۡیٰسَ اَلۡیٰسَ
۱۹۳-۱۸۸	نہ ماننا ہے	۱۶۸	اَلْمُکْرَمُ مَسْکُوْرٌ وَلِیُّ دُوْنِہِ اَصْلَابٌ کُوْفُوْرٌ	۱۶۸-۱۶۷	اطاعت رسول
۱۸۹-۱۸۸	اَلْمُکْرَمُ مَسْکُوْرٌ وَلِیُّ دُوْنِہِ اَصْلَابٌ کُوْفُوْرٌ	۱۸	تاسیس بیت المال کی حکمت۔		اطاعت رسول کی کیفیت قول اولیٰ میں
۱۸۹	یہی مع انسان کی حدت سل۔		امار مال کا صدقہ ایمان ہو کر عشق اور	۱۶۹	اور تحویل قبلہ کا حکم۔
۱۸۹	مستقل طبعیت اختیار ہے۔	۱۸۱-۱۸	قلب ہونا۔		اطاعت رسول اللہ و قرآن ایمان کی
۱۸۹	عمر اسلامی اللہ کے اطوار کا تہاں ہونا		ایثار مال کے انسان کی اجتماعی بہتری	۱۷۰	ایک اہم شق تھی۔
۱۹	ایمان کے نام اللہ قرآن ایک ہی حکم حال تھے	۱۸۱	کے لیے ہونے کی قرآنی شہادت۔		اَلْمُکْرَمُ مَسْکُوْرٌ وَلِیُّ دُوْنِہِ اَصْلَابٌ کُوْفُوْرٌ
۱۹	صدائے عوالم کا مقصد یہی ہے کہ انسان کو		رسول خدا کے مبعوت ہونے کی واحد	۱۷۱-۱۷۰	اولیٰ میں اور اسکا اطلاق زمانہ حال میں۔
۱۹۱	اَلْمُکْرَمُ مَسْکُوْرٌ وَلِیُّ دُوْنِہِ اَصْلَابٌ کُوْفُوْرٌ	۱۸۲	غرض غایت۔	۱۷۱	رسول خدا کی دعوت کے اطاعت رسول اللہ
۱۹۱	اَلْمُکْرَمُ مَسْکُوْرٌ وَلِیُّ دُوْنِہِ اَصْلَابٌ کُوْفُوْرٌ		حکمت کی قرآنی اصطلاح کا آخری حجت اور	۱۷۱	انتہا اسلام کیلئے ایک ہی صورت
۱۹۲	اَلْمُکْرَمُ مَسْکُوْرٌ وَلِیُّ دُوْنِہِ اَصْلَابٌ کُوْفُوْرٌ	۱۸۲	مورودہاں کی مارشال ہر دوروں پر اطلاق۔	۱۷۱	اطاعت خدا اور اطاعت رسول اللہ اور اطاعت

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۱۳-۲۱۲	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	اسلام کا ہر موعی وقت پیدا کرے اور	۱۹۳	شیئت خدا اور مشائے حد میں فرق
۲۱۳-۲۱۲	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	سی نوع اسان کو اسے میں حد	۱۹۳	تشریح کا باعث جو انسان پر حد میں
۲۱۳-۲۱۲	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	کر لینے کا حاد ہے۔	۱۹۳	و کو کھانا نہ لکھ لکھ لکھ لکھ
۲۱۵-۲۱۳	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	حکمت اہل لکھ	۱۹۳	و اجدہ کی تشریح
۲۱۵-۲۱۳	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی بابت	۱۹۳	و نہت لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
۲۱۶-۲۱۵	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة سے مقصود خارجی نظم و	۱۹۳	لکھ و لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
۲۱۶-۲۱۵	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	پیدا کر رہی ہے۔	۱۹۳	تو حید کا علی مطر اور عورت احوال
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة اور اطاعت اسیر	۱۹۳	تو حید کی قوت اہمیت
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة اور مساوات	۱۹۳	السلام کی حقیقت
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة اور اہل غیر المسلمین و المسلمین	۱۹۳	تو حید کی بابت کی تشریح
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة اور اطاعت امام کی حرمیت	۱۹۳	تو حید کا پیدا کیا ہوا اخلاق
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	مسجد کے اندر سوئے بیٹھی	۱۹۳	السلام سے حد کا پیدا کیا ہوا ایضاً
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کا اتنی معنی	۱۹۳	ایمان کی حد کی اسلام میں اہمیت
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	ماز میں خدا کے حضور میں نماز کی	۱۹۳	قرآن مجید کے احکام کی گراں قدر حقیقت
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	حاصل گزارش	۱۹۳	السلام کی اہمیت کی تشریح
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کے معنی کی ایک حد	۱۹۳	تو حید کا پیدا کیا ہوا عرفہ و اسرار و
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی تشریح	۱۹۳	اولی میں۔
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی تشریح	۱۹۳	ادامہ احکام کی تشریح
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی تشریح	۱۹۳	کی ایک حد کی تشریح
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی تشریح	۱۹۳	علو اخلاق اور شہادت حد میں
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی تشریح	۱۹۳	اولی میں۔
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی تشریح	۱۹۳	بعض حد کے علی مطر کی ایک حد میں
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی تشریح	۱۹۳	ہجری کی مثال
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی تشریح	۱۹۳	حکمت عبادات
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی تشریح	۱۹۳	تو حید علو اخلاق اور اخلاق خدا
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی تشریح	۱۹۳	کا تبلیغی اثر حد میں اسلام میں۔
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی تشریح	۱۹۳	ہر اسلام کی ادنیٰ اور عظمیٰ حد میں
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی تشریح	۱۹۳	دین اسلام کے عالمگیر باعث پیدا کرنا
۲۱۸-۲۱۶	بیعت کا لفظ و اس کی معنیوں میں	۱۹۳	الصلوة کی تشریح	۱۹۳	قوت اور نظم پیدا کرنا کے وسائل

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۵۱	مساجد کی دیرانی اور گداز کی کڑی حد	۲۲۶	صلوٰۃ مستقیمہ فصل اور اتفاقاً اور تجدید	۲۲۶	صلوٰۃ مستقیمہ کے معنی کے گداز سے شوق کی حرمت
۲۵۲-۲۵۱	مساجد کی حفاظت کی آفتی اور گداز کی اعلیٰ حد	۲۲۷	اتفاق اور اطاعت امیر کے متعلق	۲۲۷	قرآن کی کتب سے بڑھ کر پیچھے سے لکھا گیا اسطر
	الصلوٰۃ کا صحیح کتباً مطروحات ثلث مساجد	۲۲۸	کتاب اللہ کے صحیح معانی	۲۲۸	سستی عمل میں استقلال اور تکیہ کے بارے
۲۵۲	پیدا کرنا ہے۔	۲۲۹	تسک قانونی حد صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔	۲۲۹	میں توکل صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۲	الصلوٰۃ کی نثری شکل اور معانی کی حالت ہے	۲۳۰	مذہب کے اور سیمہ حد صلوٰۃ مستقیمہ ہے	۲۳۰	ایمان کو اندام پر عمل صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳	مساجد کی اتنی تعریف۔	۲۳۱	صلوٰۃ مستقیمہ پر عمل کا اور حدیث دینی تعریف	۲۳۱	امت کی تعریف کیلئے اور اہل اسلام کی تعریف
۲۵۳	الصلوٰۃ کا پس منظر اور حدیث میں اس کی	۲۳۲	اور حدیث کا حصول ہے۔	۲۳۲	ان کی کتاب کا اتنی معنی
۲۵۳-۲۵۲	الصلوٰۃ کا سامان میں اور حدیث کے تعریف سے	۲۳۳	سستی عمل کیلئے شرح حدیث اور حدیث مستقیمہ	۲۳۳	کتاب صلوٰۃ کی صورت ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۳۴	صلوٰۃ مستقیمہ کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۳۴	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۳۵	صلوٰۃ مستقیمہ کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۳۵	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۳۶	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۳۶	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۳۷	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۳۷	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۳۸	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۳۸	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۳۹	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۳۹	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۴۰	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۴۰	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۴۱	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۴۱	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۴۲	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۴۲	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۴۳	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۴۳	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۴۴	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۴۴	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۴۵	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۴۵	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۴۶	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۴۶	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۴۷	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۴۷	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۴۸	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۴۸	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۴۹	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۴۹	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۵۰	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۵۰	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۵۱	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۵۱	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۵۲	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۵۲	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۵۳	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۵۳	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۵۴	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۵۴	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۵۵	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۵۵	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۵۶	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۵۶	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۵۷	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۵۷	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۵۸	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۵۸	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۵۹	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۵۹	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۶۰	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۶۰	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۶۱	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۶۱	کر اور حدیث بیان کر اور صلوٰۃ مستقیمہ ہے۔
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۶۲	حدیث کے اتنی حدیث مسلمانان عالمی	۲۶۲	مسلمانان عالمی کے ساتھ مسلمانان اہل اسلام
۲۵۳-۲۵۲	حدیث کے اتنی حکمت۔	۲۶۳		۲۶۳	

العدد الأول اعنى ٢ وخمسة (١١٢) صفيحة - ٣ سدر الى عدد التسعة والساكن اعنى ١١٣ الى عدد الالة
والثالث اعنى ٣٤ الى عدد الضميمة مرالضامته

اعل ودر العرائز انايه		صفحات		اعل ودر العرائز انايه		صفحات		اعل ودر العرائز انايه		صفحات		اعل ودر العرائز انايه		صفحات	
٩٩		٩٩ ٥		٣٣		٣٣ ٥		٥٣١٢١		٥٣ ٣		٢٤		١١٢ ٢	
١٢٤		٤٢-٤٢ ٥		٥٩ ٣		٥٩ ٣		٥٢		٩٩ ٣		١١		١٢١ ٢	
٩١		٤٣ ٥		١٨		١٨		١٥٤٢٤		٤٥ ٣		١٣١		١٣٢ ٢	
٩٣		٤٣ ٥		٤٣		٤٣		٩٣ ٣		٨٢ ٣		٣٢		١٥٩ ١٥٥ ٢	
٨٢٤٨		١١٢ ٥		١٣١		٤-٩٩ ٣		٥٥ ٨١٢٢٩		٨٣ ٣		٣٢		١٥٤ ٢	
١٣٤		٩٩ ٣		١٣٩٢٢٢		٩٩ ٣		١		١٥٩ ٢		١٣٣٣		١٢٩١٢٢٤	
٩٢		٤١ ٣		١٤		١٤		٩٨٢٣		٩٢		١٩		٩٩١٣٥	
١٣		٤٩ ٣		١٣		١٣		١٢-١ ٣		٣٩		١٩٣ ٢		١٣١٢٩	
٣٨ ٩		٤٣		٨ ٣		١ ٣		١٢-١٠١ ٣		٨١٤٣١٢		١٩٥ ٢		١٣	
٣٩٢٩		٣٣		٨٢ ٣		١٥٤٨		١٢١٣		١٩		١٩٤-١٩٩ ٢		١٣١٢٥	
٣٥ ٩		١١٩		٨٩ ٣		١٤		١٣ ٣		٢٤		١٤ ٢		١٣٤٤١	
٤٩٢٢٥		١١٣		٩٣ ٣		٣٣		١٣٨٢٣		٩٢		١٤٢ ٢		١٣٨١٣٤	
١١٢		٤ ٩		٩٢		١٢ ٣		١٠٩		١٢٩ ٣		١٠١		١٤٣ ٢	
٤٩٢٢١١٥		٨٣ ٩		١١٩		١٢ ٣		١٥		١٣٣٣٣٣ ٣		١٥٥٢٤		١٤٤ ٢	
٣٩		٩-٨٩ ٩		٩٢		١١ ٣		١٣٩٢٣١٩		١٣٨ ٣		٤٣		١٩١ ٢	
٩٨٤١١		٩٢٢٩		١٢٩		١٣٩٢٣		١٣٨١٨١				٣٢٤٢١		١٩٣ ٢	
٤٨١١٩		٩٣١٩		٢		١٣٩-١٣٨ ٣		٩١		١٥٣ ٣		١ ٩		١٩٣ ٢	
٣٩		٩٨ ٩		١٥		١٣٥١٣		١١		١٣١١٣		١٣ ٢		٢١٣١٢	
١١١		١١٥١٩		١٢٨١٥٣		١٥٢-١٥ ٣		١٢٥		١٣٢-١٣١٣ ٣		٩٣		٢١٨١٢	
١١١		١١٩١٩		١٣٨		١٤٩ ٣		١٣٩		١٣٣١٣		١١٢٩٢		٢٢٥ ٢	
١٣٣٣١١١		١١٥-١١٤ ٩						١٣١		١٣٩ ٣		٥٣١٣٢		٢٢٩١٢	
٩٠		١١٨١٩						١١٩		١٥٥ ٣		١٣٣		٢٣٤١٢	
١٣٤		١٢٣-١٢٢١٩		١ ٩		٨١٥		١١٤		١٩٤-١٩٥١٣		١٣١		٢٥ ٢	
١ ٩		١٢٩ ٩		١٠٥		١١١٥		٥٥		١٩٩١٣		٢٢		٢٥٤١٢	
١٣٤		١٢٨-١٢٩١٩		٥٣		١٣١٥		١١٤		١٤٩-١٤٢١٣		٨٢		٢٤١ ٢	
١٩٨٤١٥		١٢٩ ٩		١٣٥		١٩-١٥١٥		٨٥		١٩٤-١٨٩ ٣		١٣١٤٩		٢٩٩ ٢	
٩٩		١٣٩-١٢٩١٩		٢٥		١٨ ١٥		٩		١٩ ٣				١٨	
٩٨		١٣٤١٩		٨١		٢٣ ٥		٨١٤٨٠		١٩٩ ٣				٥٢	
٣٩		١٣٩ ٩		١٥		٢٥.٥						١١٩		١١ ٣	
١٣٢		١٥٣-١٥٢١٩		٩٢		٢٩.٥		القسائم				١٩		١٣ ٣	
١٣٣		١٩ ١٩		١١٠		٢٢.٥		١ ٩		٩ ٣		٨٣		١٤١٣	
١٣		١٩٣-١٩٢ ٩		١٥٠		٢٥ ٥		٩٢		١٤.٢		٥٥٤٩		١٨ ٣	
١٣٢٩٢٢٢٢٢٢		١٩٩١٩		١١		٢٤ ١٥		٩٢		١٨ ٣		٩٢		٣١-٣٠ ٣	
١٤				١٤		٥٤.٥		١١٥		٢٤ ٣		١١		٥٣١٣	
الاعراف ٤															

اصول و تفسیر آیات	صفحات	اصول و تفسیر آیات	صفحات	اصول و تفسیر آیات	صفحات	اصول و تفسیر آیات	صفحات	اصول و تفسیر آیات	صفحات
۲۴	۱۰۸۱۹	ابراهیم ۱۲		۱۹	۱۰	۱۳	۵۹-۵۸	۱۳۱	۲۳
۹۱۰۹۳	۱۱۹۱۱۰			۱۲	۳	۱۴	۷	۱۴	۲۴
۱۳۰	۱۲۲-۱۲			۱۳۵	۲۵	۱۰	۹۱	۱۳	۲۹
۱۳۴	۱۲۵			۳۱	۲۶	۱۱۹	۹۵۱۰	۲۸	۳۳
بنی اسرائیل ۱۷		۱۳۶	۵	۱۴	۲۸۱	۸۱۶۴	۷۶۱۲۶	۳۵	۳۵
		۱۳۸۹۲	۷	۱۳۳	۱	۱۳۱	۳۹-۳۷	۱۳۱	۳۹-۳۷
۱۲۲	۸-۲	۱۳۱۳۱	۸	۸۴	۲۶۱۱	التوبة ۹		۱۷	۴۱-۴۰
۱۲۲	۱۰	۱۳۱	۱۲	۱۳	۲۹			۱۷	۴۱-۴۰
۱۳۳	۱۴	۱	۱۵	۲۲	۹۲-۹۱	۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱	۴۲
۹۵	۱۵	۱۳۱۳۱	۱۸	۷۲	۹۲	۱۲۹	۱۸-۱۷	۱۳۱	۴۳
۸۴	۱۶-۱۵	۱۳۱	۲۸	۱۲۲	۹۸۱۷	۲۵	۲۳۱۹	۲۷	۴۴
۲۷	۱۸	الحج ۱۵		۱۲۲	۱-۹۹	۲۵	۲۳۱۹	۱۷	۴۵
۱۲۳	۲۷-۲۶			۸۱	۸۲	۱۳۱۳۱	۲۵۱۹	۲۷	۴۶
۹۰	۳۴	۹	۲۱	۱۳۱	۸۹-۸۸	۹۲	۲۶۱۹	۱۷	۴۷
۹۲۱۲۱	۱۱۶	۲۸	۱۷	۱۳۱	۸۸	۱۳۱	۲۷	۹۱	۴۸
۱۱۵	۱۷	۱۰۸	۱۱۵-۱۱۴	هود ۱۱		۱۳۱	۲۷	۹۱	۴۹
۱۱۶	۱۷	۹۲	۱۱۵-۱۱۴			۱۳۱	۲۷	۹۱	۵۰
۱۱۶	۱۷	۲۵	۱۱۵	۳۹	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۵۱
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۵۲
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۵۳
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۵۴
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۵۵
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۵۶
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۵۷
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۵۸
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۵۹
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۶۰
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۶۱
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۶۲
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۶۳
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۶۴
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۶۵
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۶۶
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۶۷
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۶۸
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۶۹
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۷۰
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۷۱
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۷۲
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۷۳
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۷۴
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۷۵
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۷۶
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۷۷
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۷۸
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۷۹
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۸۰
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۸۱
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۸۲
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۸۳
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۸۴
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۸۵
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۸۶
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۸۷
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۸۸
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۸۹
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۹۰
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۹۱
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۹۲
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۹۳
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۹۴
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۹۵
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۹۶
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۹۷
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۹۸
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۹۹
۱۱۶	۱۷	۱۳۱	۱۱۵	۷۷	۱۱۵	۱۳۱	۲۷	۹۱	۱۰۰

أعداد سور القرآن	صفحات	أعداد سور القرآن	صفحات	أعداد سور القرآن	صفحات	أعداد سور القرآن	صفحات	أعداد سور القرآن	صفحات
٢٨-٢٤ ٣٥	٢٢	١١	٣٤ ٣	٨٤	١٧-١٥ ١٢٤	١١٢	١١ ٢٢	١٣	١١
٢٨ ٣٥	١٧٤٨٢	٩	٥٣-٥٢ ٣	٨٤	١٤ ١٢٤	١١	١٢ ٢٢	الأنبياء ٢١	
٢٨-٢٥ ٣	٩٢	لقمن ٣١		١٣	٣١-٢٤	٩٢	٢٢-٢١ ٢٢		
٣١-٢٩ ٣٥	٨٣			١٢	٢٤ ٢٤	١٣٩٩٩	٢٢ ٢٢	١٢٢	١٩-١١ ١٢١
٣٥ ٣	٦٤	١١ ٣	١١ ٣	القصص ٢٨		٥٢	٣٥ ٢٢	٤٢٤٢ ٢٨	٢٢ ٢١
٣٢ ١٣٥	٣٢	٢١ ١٥	١٣ ٣			١٢	٢٢-٣٩ ٢	٢٨	٢٣ ٢١
يس ٣٤		٤	٢٥-٢ ٣	١٣٢	٥٥ ٢٨	٧٢٤ ١	٢٢ ٢٢	١ ٧	٢١-٢٨ ٢١
		٤٩٤٩٤٩٩٩	٢٥ ٣	١٧	٢٨ ٢٢	٦١	٢٢ ٢٢	٤ ١٩	٢١ ٢١
٣٤ ٣٧	٩٥	٤٤٤	٣٤-٢ ٣	١١٦	٤٤-٤٢ ٢٨	١٣٣	٢٢ ٢٢	٨٨	٢١-٤٨ ٢١
٣٨ ٣٧	٧١	١١٥	٣٢ ٣١	١١٤	٢٨ ٨٢	١٢	٢٢ ٢٢	٤٢	٢١ ٢١
٣٧ ٣	٧٢	التوبة ٣٢		العنكبوت ٢٩		٩١٩٩٩٩٩	٥٥ ١٢٢	٩٤٤٩	٢١ ٢١
٣٧ ٣٧	١٢٩					٩٢ ٢٢	٢٢ ٢٢	١٢٢	٢١ ٢١
٣٧ ٣٧	٥١	٣	٢٢ ٢٢	١١	٢١ ٢٢	الفرقان ٢٥		٧٣ ٣٨	٢١ ٢١
والضيق ٣٤		٣	٥ ٢٢	١١ ٢٥	٣-٢ ٢٢			٢٩	٢١ ٢١
		١٢٢	٩ ٢٢	١١	٣ ٢٢	١ ٨	٣ ٢٥	الحج ٢٢	
٢٤	٧٥ ١٣٤	١٢٢	١ ٢٢	١٢٥ ٢٢	٢ ٢٢	١٢٢	٢٢ ٢٥		
١١٢٤ ٢٥	١٢٢-١١٢ ٢٤	٤٩ ٢١	١٩ ٢٢	١٢٢	١٢-٢٢ ٢٢	٩٢	٢٤-٤ ٢٥	٢٥	٢٢ ٢٢
٢٢	١٤٢ ٢٤	٢٢	١٠-١٩ ٢٢	١٢٥	٢٢ ٢٢	١٢٢	٤٢ ٢٥	٢٢ ٢٢	٢١ ٢٢
١١٩ ٢٢	١٤ ٢٤	٢٢	١٨-١٧ ٢٢	٢٥	٢٢-٢٢ ٢٢	الشعراء ٢٦		٩	٢٢ ٢٢
٢٢	١٨ ٢٤	٢٢	٢١-١٩ ٢٢	٢٩	٢١ ٢٢			١٢ ٢٢	٢١ ٢٢
ص ٣٨		٩٥	٢٢ ٢٢	٢٨	٢٢ ٢٢	٤	٤ ٢٢	٥٤	٢٢ ٢٢
		الأحزاب ٣٣		٢٢ ٢٢	٢٢ ٢٢	٤١	٤١ ٢٢	١٢٤	٢٢ ٢٢
٨٨	٢٠-١٤ ٢٨			١٢٢	٢٢ ٢٢	٤١	٤٢ ٢٢	١ ٩	٢٢ ٢٢
١٢٢ ٢٢	٢٤ ٢٨	٩٢	٥ ٢٢	٢٢	٢٢ ٢٢	٤	٤٢ ٢٢	١٢٢	٢٢ ٢٢
١ ٩ ٢٨	٢٨-٢٤ ٢٨	١١٢	٨ ٢٢	١٢٢	٢٢ ٢٢	٤	٤٤ ٢٢	١	٢٢ ٢٢
٨٤	٢٩ ٢٨	١١٤	١٩-١٨ ٢٢	١٢٢	٢٢ ٢٢	٤١	٨٢ ٢٢	المؤمنون ٢٣	
٨٨	٢٠-٢٢ ٢٨	٨١	٢٥ ٢٢	١١١	٥١ ٢٢	٤١	٨٢ ٢٢		
٢	٢٥ ٢٨	٨٠	٢٢ ٢٢	١٢٢ ٢٢	٥٢ ٢٢	٤١	٨٥ ٢٢	١٢٢	٢٢ ٢٢
٢٤	٤٢-٤١ ٢٨	٩٠	٢٢ ٢٢	٤٤	٥٢ ٢٢	٤١	٨٧ ٢٢	٢٢	٢٢ ٢٢
٢٩	٨٤ ٢٨	٩٩ ٢٢	٢٢-٢٢ ٢٢	٤٤	٥٩ ٢٢	٤٠	٨٨-٨٤ ٢٢	١٢ ٢٢	٢٢ ٢٢
الزمر ٣٩		١ ٧	٤٠ ٢٢	٦٢	١١ ٢٢	٤١	٨٩ ٢٢	١ ٢٢	٢٢ ٢٢
		التبسم ٣٣		٤٤ ٢٢	٢٢ ٢٢	٤١	٩ ٢٢	١٢ ٢٢	٢٢ ٢٢
١١٥	٢١ ٢٢			١٢٢	٢٢ ٢٢	٤١	٩١ ٢٢	٤٥	٢٢ ٢٢
١١٢	٨٢ ٢٢	٨٨ ٢٢	١٣-١٠ ٢٢	١٢٢	٢٢ ٢٢	٤٥	١١٠-١١ ٢٢	٩٩ ٢٢	٢٢ ٢٢
٨٢	٩ ٢٢	٢٢	٢٢ ٢٢	التروم ٣٠		١٢٢	١٢ ٢٢	١ ٩	٢٢ ٢٢
١ ٤	١ ٢٢	١٢	٢٢ ٢٢			٩٨	١٢ ٢٢	٢٢	٢٢ ٢٢
١٠٩	٢٢ ٢٢	٢٢	٢٢ ٢٢	٢٠	٢٤ ٢٢	١٢٢	١٢ ٢٢	١٢	٢٢ ٢٢
٨٢	٢٢ ٢٢	٢٢	٢٢ ٢٢	٢٠	٢٢ ٢٢	١٢٢	١٢ ٢٢	١٢	٢٢ ٢٢
١ ٥	٢٢ ٢٢	٢٤	٢٢ ٢٢	٢٠	٢٢ ٢٢	٨٩	١٢٤-١٢٢ ٢٢	١١٩ ٢٢	٢٢ ٢٢
٢٨	٢٨ ٢٢	فاطر ٣٥		١١٢	٢٢ ٢٢	٨٩	٢٠٩-١٩٨ ٢٢	التور ٢٣	
١٢	٢٢ ٢٢			١١٢	٢٢ ٢٢	٥١	٢٢٢-٢٢٢ ٢٢		
١٢٢	٢٢ ٢٢	٢٨	١٢ ٢٢	٤	٢١ ٢٢	١٢٢	٢٢ ٢٢	٨٢	٢٢ ٢٢
١٢٢	٥٠ ٢٢	١١٢	٤-٥ ٢٢	٢٥	٢٢ ٢٢	القل ٢٤		٩١	٥٢ ٢٢

[illegible]

فہرست آیات تذکرہ مجلد اول

اس فہرست میں صرف اُن آیات آتی کا وارد کیا ہے جن کے الفاظ مع مطالب میں کتاب یا حواشی میں آئے ہیں۔ جہاں فقرہ
آیت کا شمار لکھ کر وارد کیا گیا اُن کو بطور اعلیٰ کر دیا گیا۔

تلاوہ	سورۃ	آیت	سورۃ	آیت	تلاوہ	سورۃ	آیت
۱- الفاتحہ (۷)							
۱	(۱)	۱	۱	۱	۱	۱	۱
۲	(۲)	۲	۲	۲	۲	۲	۲
۳	(۳)	۳	۳	۳	۳	۳	۳
۴	(۴)	۴	۴	۴	۴	۴	۴
۵	(۵)	۵	۵	۵	۵	۵	۵
۶	(۶)	۶	۶	۶	۶	۶	۶
۷	(۷)	۷	۷	۷	۷	۷	۷
۲- البقرہ (۲۸۶)							
۸	(۸)	۸	۸	۸	۸	۸	۸
۹	(۹)	۹	۹	۹	۹	۹	۹
۱۰	(۱۰)	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۱	(۱۱)	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۱۲	(۱۲)	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲
۱۳	(۱۳)	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
۱۴	(۱۴)	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
۱۵	(۱۵)	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵
۱۶	(۱۶)	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
۱۷	(۱۷)	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
۱۸	(۱۸)	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸
۱۹	(۱۹)	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹
۲۰	(۲۰)	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۲۱	(۲۱)	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱
۲۲	(۲۲)	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲
۲۳	(۲۳)	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳
۲۴	(۲۴)	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴
۲۵	(۲۵)	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵
۲۶	(۲۶)	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۷	(۲۷)	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۲۸	(۲۸)	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸
۲۹	(۲۹)	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹
۳۰	(۳۰)	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰
۳- آل عمران (۱۱۰)							
۳۱	(۳۱)	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱
۳۲	(۳۲)	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲
۳۳	(۳۳)	۳۳	۳۳	۳۳	۳۳	۳۳	۳۳
۳۴	(۳۴)	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴
۳۵	(۳۵)	۳۵	۳۵	۳۵	۳۵	۳۵	۳۵
۳۶	(۳۶)	۳۶	۳۶	۳۶	۳۶	۳۶	۳۶
۳۷	(۳۷)	۳۷	۳۷	۳۷	۳۷	۳۷	۳۷
۳۸	(۳۸)	۳۸	۳۸	۳۸	۳۸	۳۸	۳۸
۳۹	(۳۹)	۳۹	۳۹	۳۹	۳۹	۳۹	۳۹
۴۰	(۴۰)	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰
۴- النساء (۱۷۶)							
۴۱	(۴۱)	۴۱	۴۱	۴۱	۴۱	۴۱	۴۱
۴۲	(۴۲)	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲
۴۳	(۴۳)	۴۳	۴۳	۴۳	۴۳	۴۳	۴۳
۴۴	(۴۴)	۴۴	۴۴	۴۴	۴۴	۴۴	۴۴
۴۵	(۴۵)	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵
۴۶	(۴۶)	۴۶	۴۶	۴۶	۴۶	۴۶	۴۶
۴۷	(۴۷)	۴۷	۴۷	۴۷	۴۷	۴۷	۴۷
۴۸	(۴۸)	۴۸	۴۸	۴۸	۴۸	۴۸	۴۸
۴۹	(۴۹)	۴۹	۴۹	۴۹	۴۹	۴۹	۴۹
۵۰	(۵۰)	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰

شماره	شماره آیت مخفی	صفحات	شماره	شماره آیت مخفی	صفحات	شماره	شماره آیت مخفی	صفحات
۱۰۱	(۴۵)	۱۴۹	۱۴۲	(۹)	۱۴۲	۱۰۱	(۴۵)	۱۴۹
۱۰۲	(۴۶)	۱۴۹	۱۴۳	(۱۰)	۱۴۳	۱۰۲	(۴۶)	۱۴۹
۱۰۳	(۴۷)	۱۴۹	۱۴۴	(۱۱)	۱۴۴	۱۰۳	(۴۷)	۱۴۹
۱۰۴	(۴۸)	۱۴۹	۱۴۵	(۱۲)	۱۴۵	۱۰۴	(۴۸)	۱۴۹
۱۰۵	(۴۹)	۱۴۹	۱۴۶	(۱۳)	۱۴۶	۱۰۵	(۴۹)	۱۴۹
۱۰۶	(۵۰)	۱۴۹	۱۴۷	(۱۴)	۱۴۷	۱۰۶	(۵۰)	۱۴۹
۱۰۷	(۵۱)	۱۴۹	۱۴۸	(۱۵)	۱۴۸	۱۰۷	(۵۱)	۱۴۹
۱۰۸	(۵۲)	۱۴۹	۱۴۹	(۱۶)	۱۴۹	۱۰۸	(۵۲)	۱۴۹
۱۰۹	(۵۳)	۱۴۹	۱۵۰	(۱۷)	۱۵۰	۱۰۹	(۵۳)	۱۴۹
۱۱۰	(۵۴)	۱۴۹	۱۵۱	(۱۸)	۱۵۱	۱۱۰	(۵۴)	۱۴۹
۱۱۱	(۵۵)	۱۴۹	۱۵۲	(۱۹)	۱۵۲	۱۱۱	(۵۵)	۱۴۹
۱۱۲	(۵۶)	۱۴۹	۱۵۳	(۲۰)	۱۵۳	۱۱۲	(۵۶)	۱۴۹
۱۱۳	(۵۷)	۱۴۹	۱۵۴	(۲۱)	۱۵۴	۱۱۳	(۵۷)	۱۴۹
۱۱۴	(۵۸)	۱۴۹	۱۵۵	(۲۲)	۱۵۵	۱۱۴	(۵۸)	۱۴۹
۱۱۵	(۵۹)	۱۴۹	۱۵۶	(۲۳)	۱۵۶	۱۱۵	(۵۹)	۱۴۹
۱۱۶	(۶۰)	۱۴۹	۱۵۷	(۲۴)	۱۵۷	۱۱۶	(۶۰)	۱۴۹
۱۱۷	(۶۱)	۱۴۹	۱۵۸	(۲۵)	۱۵۸	۱۱۷	(۶۱)	۱۴۹
۱۱۸	(۶۲)	۱۴۹	۱۵۹	(۲۶)	۱۵۹	۱۱۸	(۶۲)	۱۴۹
۱۱۹	(۶۳)	۱۴۹	۱۶۰	(۲۷)	۱۶۰	۱۱۹	(۶۳)	۱۴۹
۱۲۰	(۶۴)	۱۴۹	۱۶۱	(۲۸)	۱۶۱	۱۲۰	(۶۴)	۱۴۹
۱۲۱	(۶۵)	۱۴۹	۱۶۲	(۲۹)	۱۶۲	۱۲۱	(۶۵)	۱۴۹
۱۲۲	(۶۶)	۱۴۹	۱۶۳	(۳۰)	۱۶۳	۱۲۲	(۶۶)	۱۴۹
۱۲۳	(۶۷)	۱۴۹	۱۶۴	(۳۱)	۱۶۴	۱۲۳	(۶۷)	۱۴۹
۱۲۴	(۶۸)	۱۴۹	۱۶۵	(۳۲)	۱۶۵	۱۲۴	(۶۸)	۱۴۹
۱۲۵	(۶۹)	۱۴۹	۱۶۶	(۳۳)	۱۶۶	۱۲۵	(۶۹)	۱۴۹
۱۲۶	(۷۰)	۱۴۹	۱۶۷	(۳۴)	۱۶۷	۱۲۶	(۷۰)	۱۴۹
۱۲۷	(۷۱)	۱۴۹	۱۶۸	(۳۵)	۱۶۸	۱۲۷	(۷۱)	۱۴۹
۱۲۸	(۷۲)	۱۴۹	۱۶۹	(۳۶)	۱۶۹	۱۲۸	(۷۲)	۱۴۹
۱۲۹	(۷۳)	۱۴۹	۱۷۰	(۳۷)	۱۷۰	۱۲۹	(۷۳)	۱۴۹
۱۳۰	(۷۴)	۱۴۹	۱۷۱	(۳۸)	۱۷۱	۱۳۰	(۷۴)	۱۴۹
۱۳۱	(۷۵)	۱۴۹	۱۷۲	(۳۹)	۱۷۲	۱۳۱	(۷۵)	۱۴۹
۱۳۲	(۷۶)	۱۴۹	۱۷۳	(۴۰)	۱۷۳	۱۳۲	(۷۶)	۱۴۹
۱۳۳	(۷۷)	۱۴۹	۱۷۴	(۴۱)	۱۷۴	۱۳۳	(۷۷)	۱۴۹
۱۳۴	(۷۸)	۱۴۹	۱۷۵	(۴۲)	۱۷۵	۱۳۴	(۷۸)	۱۴۹
۱۳۵	(۷۹)	۱۴۹	۱۷۶	(۴۳)	۱۷۶	۱۳۵	(۷۹)	۱۴۹
۱۳۶	(۸۰)	۱۴۹	۱۷۷	(۴۴)	۱۷۷	۱۳۶	(۸۰)	۱۴۹
۱۳۷	(۸۱)	۱۴۹	۱۷۸	(۴۵)	۱۷۸	۱۳۷	(۸۱)	۱۴۹
۱۳۸	(۸۲)	۱۴۹	۱۷۹	(۴۶)	۱۷۹	۱۳۸	(۸۲)	۱۴۹
۱۳۹	(۸۳)	۱۴۹	۱۸۰	(۴۷)	۱۸۰	۱۳۹	(۸۳)	۱۴۹
۱۴۰	(۸۴)	۱۴۹	۱۸۱	(۴۸)	۱۸۱	۱۴۰	(۸۴)	۱۴۹
۱۴۱	(۸۵)	۱۴۹	۱۸۲	(۴۹)	۱۸۲	۱۴۱	(۸۵)	۱۴۹
۱۴۲	(۸۶)	۱۴۹	۱۸۳	(۵۰)	۱۸۳	۱۴۲	(۸۶)	۱۴۹
۱۴۳	(۸۷)	۱۴۹	۱۸۴	(۵۱)	۱۸۴	۱۴۳	(۸۷)	۱۴۹
۱۴۴	(۸۸)	۱۴۹	۱۸۵	(۵۲)	۱۸۵	۱۴۴	(۸۸)	۱۴۹
۱۴۵	(۸۹)	۱۴۹	۱۸۶	(۵۳)	۱۸۶	۱۴۵	(۸۹)	۱۴۹
۱۴۶	(۹۰)	۱۴۹	۱۸۷	(۵۴)	۱۸۷	۱۴۶	(۹۰)	۱۴۹
۱۴۷	(۹۱)	۱۴۹	۱۸۸	(۵۵)	۱۸۸	۱۴۷	(۹۱)	۱۴۹
۱۴۸	(۹۲)	۱۴۹	۱۸۹	(۵۶)	۱۸۹	۱۴۸	(۹۲)	۱۴۹
۱۴۹	(۹۳)	۱۴۹	۱۹۰	(۵۷)	۱۹۰	۱۴۹	(۹۳)	۱۴۹
۱۵۰	(۹۴)	۱۴۹	۱۹۱	(۵۸)	۱۹۱	۱۵۰	(۹۴)	۱۴۹
۱۵۱	(۹۵)	۱۴۹	۱۹۲	(۵۹)	۱۹۲	۱۵۱	(۹۵)	۱۴۹
۱۵۲	(۹۶)	۱۴۹	۱۹۳	(۶۰)	۱۹۳	۱۵۲	(۹۶)	۱۴۹
۱۵۳	(۹۷)	۱۴۹	۱۹۴	(۶۱)	۱۹۴	۱۵۳	(۹۷)	۱۴۹
۱۵۴	(۹۸)	۱۴۹	۱۹۵	(۶۲)	۱۹۵	۱۵۴	(۹۸)	۱۴۹
۱۵۵	(۹۹)	۱۴۹	۱۹۶	(۶۳)	۱۹۶	۱۵۵	(۹۹)	۱۴۹
۱۵۶	(۱۰۰)	۱۴۹	۱۹۷	(۶۴)	۱۹۷	۱۵۶	(۱۰۰)	۱۴۹
۱۵۷	(۱۰۱)	۱۴۹	۱۹۸	(۶۵)	۱۹۸	۱۵۷	(۱۰۱)	۱۴۹
۱۵۸	(۱۰۲)	۱۴۹	۱۹۹	(۶۶)	۱۹۹	۱۵۸	(۱۰۲)	۱۴۹
۱۵۹	(۱۰۳)	۱۴۹	۲۰۰	(۶۷)	۲۰۰	۱۵۹	(۱۰۳)	۱۴۹
۱۶۰	(۱۰۴)	۱۴۹	۲۰۱	(۶۸)	۲۰۱	۱۶۰	(۱۰۴)	۱۴۹
۱۶۱	(۱۰۵)	۱۴۹	۲۰۲	(۶۹)	۲۰۲	۱۶۱	(۱۰۵)	۱۴۹
۱۶۲	(۱۰۶)	۱۴۹	۲۰۳	(۷۰)	۲۰۳	۱۶۲	(۱۰۶)	۱۴۹
۱۶۳	(۱۰۷)	۱۴۹	۲۰۴	(۷۱)	۲۰۴	۱۶۳	(۱۰۷)	۱۴۹
۱۶۴	(۱۰۸)	۱۴۹	۲۰۵	(۷۲)	۲۰۵	۱۶۴	(۱۰۸)	۱۴۹
۱۶۵	(۱۰۹)	۱۴۹	۲۰۶	(۷۳)	۲۰۶	۱۶۵	(۱۰۹)	۱۴۹
۱۶۶	(۱۱۰)	۱۴۹	۲۰۷	(۷۴)	۲۰۷	۱۶۶	(۱۱۰)	۱۴۹
۱۶۷	(۱۱۱)	۱۴۹	۲۰۸	(۷۵)	۲۰۸	۱۶۷	(۱۱۱)	۱۴۹
۱۶۸	(۱۱۲)	۱۴۹	۲۰۹	(۷۶)	۲۰۹	۱۶۸	(۱۱۲)	۱۴۹
۱۶۹	(۱۱۳)	۱۴۹	۲۱۰	(۷۷)	۲۱۰	۱۶۹	(۱۱۳)	۱۴۹
۱۷۰	(۱۱۴)	۱۴۹	۲۱۱	(۷۸)	۲۱۱	۱۷۰	(۱۱۴)	۱۴۹
۱۷۱	(۱۱۵)	۱۴۹	۲۱۲	(۷۹)	۲۱۲	۱۷۱	(۱۱۵)	۱۴۹
۱۷۲	(۱۱۶)	۱۴۹	۲۱۳	(۸۰)	۲۱۳	۱۷۲	(۱۱۶)	۱۴۹
۱۷۳	(۱۱۷)	۱۴۹	۲۱۴	(۸۱)	۲۱۴	۱۷۳	(۱۱۷)	۱۴۹
۱۷۴	(۱۱۸)	۱۴۹	۲۱۵	(۸۲)	۲۱۵	۱۷۴	(۱۱۸)	۱۴۹
۱۷۵	(۱۱۹)	۱۴۹	۲۱۶	(۸۳)	۲۱۶	۱۷۵	(۱۱۹)	۱۴۹
۱۷۶	(۱۲۰)	۱۴۹	۲۱۷	(۸۴)	۲۱۷	۱۷۶	(۱۲۰)	۱۴۹
۱۷۷	(۱۲۱)	۱۴۹	۲۱۸	(۸۵)	۲۱۸	۱۷۷	(۱۲۱)	۱۴۹
۱۷۸	(۱۲۲)	۱۴۹	۲۱۹	(۸۶)	۲۱۹	۱۷۸	(۱۲۲)	۱۴۹
۱۷۹	(۱۲۳)	۱۴۹	۲۲۰	(۸۷)	۲۲۰	۱۷۹	(۱۲۳)	۱۴۹
۱۸۰	(۱۲۴)	۱۴۹	۲۲۱	(۸۸)	۲۲۱	۱۸۰	(۱۲۴)	۱۴۹
۱۸۱	(۱۲۵)	۱۴۹	۲۲۲	(۸۹)	۲۲۲	۱۸۱	(۱۲۵)	۱۴۹
۱۸۲	(۱۲۶)	۱۴۹	۲۲۳	(۹۰)	۲۲۳	۱۸۲	(۱۲۶)	۱۴۹
۱۸۳	(۱۲۷)	۱۴۹	۲۲۴	(۹۱)	۲۲۴	۱۸۳	(۱۲۷)	۱۴۹
۱۸۴	(۱۲۸)	۱۴۹	۲۲۵	(۹۲)	۲۲۵	۱۸۴	(۱۲۸)	۱۴۹
۱۸۵	(۱۲۹)	۱۴۹	۲۲۶	(۹۳)	۲۲۶	۱۸۵	(۱۲۹)	۱۴۹
۱۸۶	(۱۳۰)	۱۴۹	۲۲۷	(۹۴)	۲۲۷	۱۸۶	(۱۳۰)	۱۴۹
۱۸۷	(۱۳۱)	۱۴۹	۲۲۸	(۹۵)	۲۲۸	۱۸۷	(۱۳۱)	۱۴۹
۱۸۸	(۱۳۲)	۱۴۹	۲۲۹	(۹۶)	۲۲۹	۱۸۸	(۱۳۲)	۱۴۹
۱۸۹	(۱۳۳)	۱۴۹	۲۳۰	(۹۷)	۲۳۰	۱۸۹	(۱۳۳)	۱۴۹
۱۹۰	(۱۳۴)	۱۴۹	۲۳۱	(۹۸)	۲۳۱	۱۹۰	(۱۳۴)	۱۴۹
۱۹۱	(۱۳۵)	۱۴۹	۲۳۲	(۹۹)	۲۳۲	۱۹۱	(۱۳۵)	۱۴۹
۱۹۲	(۱۳۶)	۱۴۹	۲۳۳	(۱۰۰)	۲۳۳	۱۹۲	(۱۳۶)	۱۴۹
۱۹۳	(۱۳۷)	۱۴۹	۲۳۴	(۱۰۱)	۲۳۴	۱۹۳	(۱۳۷)	۱۴۹
۱۹۴	(۱۳۸)	۱۴۹	۲۳۵	(۱۰۲)	۲۳۵	۱۹۴	(۱۳۸)	۱۴۹
۱۹۵	(۱۳۹)	۱۴۹	۲۳۶	(۱۰۳)	۲۳۶	۱۹۵	(۱۳۹)	۱۴۹
۱۹۶	(۱۴۰)	۱۴۹	۲۳۷	(۱۰۴)	۲۳۷	۱۹۶	(۱۴۰)	۱۴۹
۱۹۷	(۱۴۱)	۱۴۹	۲۳۸	(۱۰۵)	۲۳۸	۱۹۷	(۱۴۱)	۱۴۹
۱۹۸	(۱۴۲)	۱۴۹	۲۳۹	(۱۰۶)	۲۳۹	۱۹۸	(۱۴۲)	۱۴۹
۱۹۹	(۱۴۳)	۱۴۹	۲۴۰	(۱۰۷)	۲۴۰	۱۹۹	(۱۴۳)	۱۴۹
۲۰۰	(۱۴۴)	۱۴۹	۲۴۱	(۱۰۸)	۲۴۱	۲۰۰	(۱۴۴)	۱۴۹
۲۰۱	(۱۴۵)	۱۴۹	۲۴۲	(۱۰۹)	۲۴۲	۲۰۱	(۱۴۵)	۱۴۹
۲۰۲	(۱۴۶)	۱۴۹	۲۴۳	(۱۱۰)	۲۴۳	۲۰۲	(۱۴۶)	۱۴۹
۲۰۳	(۱۴۷)	۱۴۹	۲۴۴	(۱۱۱)	۲۴۴	۲۰۳	(۱۴۷)	۱۴۹
۲۰۴	(۱۴۸)	۱۴۹	۲۴۵	(۱۱۲)	۲۴۵	۲۰۴	(۱۴۸)	۱۴۹
۲۰۵	(۱۴۹)	۱۴۹	۲۴۶	(۱۱۳)	۲۴۶	۲۰۵	(۱۴۹)	۱۴۹
۲۰۶	(۱۵۰)	۱۴۹	۲۴۷	(۱۱۴)	۲۴۷	۲۰۶	(۱۵۰)	۱۴۹
۲۰۷	(۱۵۱)	۱۴۹	۲۴۸	(۱۱۵)	۲۴۸	۲۰۷	(۱۵۱)	۱۴۹
۲۰۸	(۱۵۲)	۱۴۹	۲۴۹	(۱۱۶)	۲۴۹	۲۰۸	(۱۵۲)	۱۴۹
۲۰۹	(۱۵۳)	۱۴۹	۲۵۰	(۱۱۷)	۲۵۰	۲۰۹	(۱۵۳)	۱۴۹
۲۱۰	(۱۵۴)	۱۴۹	۲۵۱	(۱۱۸)	۲۵۱	۲۱۰	(۱۵۴)	۱۴۹
۲۱۱	(۱۵۵)	۱۴۹	۲۵۲	(۱۱۹)	۲۵۲	۲۱۱	(۱۵۵)	۱۴۹
۲۱۲	(۱۵۶)	۱۴۹	۲۵۳	(۱۲۰)	۲۵۳	۲۱۲	(۱۵۶)	۱۴۹
۲۱۳	(۱۵۷)	۱۴۹	۲۵۴	(۱۲۱)	۲۵۴	۲۱۳	(۱۵۷)	۱۴۹
۲۱۴	(۱۵۸)	۱۴۹	۲۵۵	(۱۲۲)	۲۵۵	۲۱۴	(۱۵۸)	۱۴۹
۲۱۵	(۱۵۹)	۱۴۹	۲۵۶	(۱۲۳)	۲۵۶	۲۱۵	(۱۵۹)	۱۴۹
۲۱۶	(۱۶۰)	۱۴۹	۲۵۷	(۱۲۴)	۲۵۷	۲۱۶	(۱۶۰)	۱۴۹
۲۱۷	(۱۶۱)	۱۴۹	۲۵۸	(۱۲۵)	۲۵۸	۲۱۷	(۱۶۱)	۱۴۹
۲۱۸	(۱۶۲)	۱۴۹	۲۵۹	(۱۲۶)	۲۵۹	۲۱۸	(۱۶۲)	۱۴۹
۲۱۹	(۱۶۳)	۱۴۹	۲۶۰	(۱۲۷)	۲۶۰	۲۱۹	(۱۶۳)	۱۴۹
۲۲۰	(۱۶۴)	۱۴۹	۲۶۱	(۱۲۸)	۲۶۱	۲۲۰	(۱۶۴)	۱۴۹
۲۲۱	(۱۶۵)	۱۴۹	۲۶۲	(۱۲۹)	۲۶۲			

تاریخ	شماره آیت مخبر سرور	محرکات	تاریخ	شماره آیت مخبر سرور	محرکات	تاریخ	شماره آیت مخبر سرور	محرکات
۲۲۴	(۱۸۳ ۴)	۹۸	۲۶۳	(۱۳۲ ۹)	۱۳۸	۳۰۲	(۱۱۰ ۱۱)	۱۹۲
۲۲۵	(۱۸۴ ۴)	۹۳	۲۶۴	(۱۳۵ ۹)	۱۳۸	۳۰۳	(۱۱۹ ۱۱)	۱۹۳
۲۲۶	(۱۸۵ ۴)	۸۴	۲۶۵	(۱۳۹ ۹)	۹	۱۴۰۸ یوسف (۱۱)		
۲۲۷	(۱۸۶ ۴)	۴	۲۶۶	(۱۴۲ ۹)	۱۵۸			
۲۲۸	(۱۸۷ ۴)	۴	۲۶۷	(۱۴۵ ۹)	۱۵۸	۳۰۴	(۱۲۱ ۱۱)	۹۱۵۷
۲۲۹	(۱۸۸ ۴)	۵۷	۲۶۸	(۱۴۸ ۹)	۱۲۵	۳۰۵	(۱۲۲ ۱۱)	۹۹۶۹
۲۳۰	(۱۸۹ ۴)	۱۷	۲۶۹	(۱۵۱ ۹)	۱۳۹	۳۰۶	(۱۲۳ ۱۱)	۲۱۳
۱۳۳۶ انزال (۴۵)			۲۷۰	(۱۵۴ ۹)	۷۹	۳۰۷	(۱۲۴ ۱۱)	۱۹۲
			۲۷۱	(۱۵۷ ۹)	۱۵	۳۰۸	(۱۲۵ ۱۱)	۲۸
۲۳۱	(۱۸۱ ۴)	۲۹۳۷۷۹	۲۷۲	(۱۶۰ ۹)	۱۳۳	۳۰۹	(۱۲۶ ۱۱)	۲۴۷
۲۳۲	(۱۸۲ ۴)	۲۹۳۷۸	۲۷۳	(۱۶۳ ۹)	۱۳۴	۳۱	(۱۲۷ ۱۱)	۹۲۵۹
۲۳۳	(۱۸۳ ۴)	۲۹۳۷۹	۲۷۴	(۱۶۶ ۹)	۸	۱۴۵۱ الزل (۲۳)		
۲۳۴	(۱۸۴ ۴)	۲۹۳۸۰	۲۷۵	(۱۶۹ ۹)	۱۳۳			
۲۳۵	(۱۸۵ ۴)	۱۸۴	۲۷۶	(۱۷۲ ۹)	۱۳۳	۳۱۱	(۱۲۸ ۱۱)	۱۱۵
۲۳۶	(۱۸۶ ۴)	۱۸۴	۲۷۷	(۱۷۵ ۹)	۱۸۱	۳۱۲	(۱۲۹ ۱۱)	۱۲۷
۲۳۷	(۱۸۷ ۴)	۱۸۴	۲۷۸	(۱۷۸ ۹)	۱۳۹	۳۱۳	(۱۳۰ ۱۱)	۱۲۹
۲۳۸	(۱۸۸ ۴)	۱۸۴	۲۷۹	(۱۸۱ ۹)	۲۵۵	۳۱۴	(۱۳۱ ۱۱)	۱۱۹
۲۳۹	(۱۸۹ ۴)	۱۷	۲۸۰	(۱۸۴ ۹)	۲۵۷	۳۱۵	(۱۳۲ ۱۱)	۹
۲۴۰	(۱۹۰ ۴)	۱۷	۲۸۱	(۱۸۷ ۹)	۲۵۷	۳۱۶	(۱۳۳ ۱۱)	۲۴۷
۲۴۱	(۱۹۱ ۴)	۱۷	۲۸۲	(۱۹۰ ۹)	۲۵۷	۱۸۰۳ ابراهیم (۵۲)		
۲۴۲	(۱۹۲ ۴)	۱۷	۲۸۳	(۱۹۳ ۹)	۱۲			
۲۴۳	(۱۹۳ ۴)	۲۹۳۷۷۹	۱۳۷۳ یونس (۱۰۹)			۳۱۷	(۱۱۱ ۱۱)	۲۹۹۷۵۵
۲۴۴	(۱۹۴ ۴)	۲۹۳۷۸				۳۱۸	(۱۱۲ ۱۱)	۹۹۶۹۷
۲۴۵	(۱۹۵ ۴)	۱۵۲	۲۸۴	(۱۹۶ ۹)	۵۳	۳۱۹	(۱۱۳ ۱۱)	۲۷
۲۴۶	(۱۹۶ ۴)	۷۱	۲۸۵	(۱۹۷ ۹)	۱	۳۲۰	(۱۱۴ ۱۱)	۲۵
۲۴۷	(۱۹۷ ۴)	۱۱	۲۸۶	(۱۹۸ ۹)	۱۹۱	۳۲۱	(۱۱۵ ۱۱)	۲۵
۲۴۸	(۱۹۸ ۴)	۱۸۱	۲۸۷	(۱۹۹ ۹)	۲۳۵	۳۲۲	(۱۱۶ ۱۱)	۲۴۷
۲۴۹	(۱۹۹ ۴)	۲۱۲	۲۸۸	(۲۰۰ ۹)	۱۲۸	۳۲۳	(۱۱۷ ۱۱)	۲۴۷
۲۵۰	(۲۰۰ ۴)	۱۹۸۷۷۹	۲۸۹	(۲۰۱ ۹)	۲۴	۳۲۴	(۱۱۸ ۱۱)	۹۹۶۹۷
۲۵۱	(۲۰۱ ۴)	۹۷	۲۹۰	(۲۰۲ ۹)	۱۲۱	۳۲۵	(۱۱۹ ۱۱)	۲۴۷
۲۵۲	(۲۰۲ ۴)	۱۲۳	۲۹۱	(۲۰۳ ۹)	۹	۳۲۶	(۱۲۰ ۱۱)	۲۴۷
۲۵۳	(۲۰۳ ۴)	۱۲۳	۲۹۲	(۲۰۴ ۹)	۱۵۸	۳۲۷	(۱۲۱ ۱۱)	۱۲۳
۲۵۴	(۲۰۴ ۴)	۱۲۵	۲۹۳	(۲۰۵ ۹)	۱۵۸	۳۲۸	(۱۲۲ ۱۱)	۲۱۲
۱۳۶۵ التوبة (۱۲۹)			۲۹۴	(۲۰۶ ۹)	۱۸۵	۱۹۰۲ الحجر (۹۹)		
			۲۹۵	(۲۰۷ ۹)	۱۲۷			
۲۵۵	(۲۰۸ ۴)	۱۹۹	۱۵۹۷ هود (۱۲۳)			۳۲۹	(۱۲۳ ۱۱)	۵۷
۲۵۶	(۲۰۹ ۴)	۱۵۸				۳۳۰	(۱۲۴ ۱۱)	۹۲
۲۵۷	(۲۱۰ ۴)	۱۱۷	۲۹۶	(۲۱۱ ۹)	۵۵	۳۳۱	(۱۲۵ ۱۱)	۱۲۹
۲۵۸	(۲۱۱ ۴)	۱۱۵	۲۹۷	(۲۱۲ ۹)	۲۱۲	۳۳۲	(۱۲۶ ۱۱)	۲۴۸
۲۵۹	(۲۱۲ ۴)	۱۱۵	۲۹۸	(۲۱۳ ۹)	۲۱۲	۳۳۳	(۱۲۷ ۱۱)	۷۴
۲۶۰	(۲۱۳ ۴)	۱۸۹	۲۹۹	(۲۱۴ ۹)	۲۱۲	۳۳۴	(۱۲۸ ۱۱)	۱۲۳
۲۶۱	(۲۱۴ ۴)	۲۱۲	۳۰۰	(۲۱۵ ۹)	۲۱۲	۳۳۵	(۱۲۹ ۱۱)	۷۴
۲۶۲	(۲۱۵ ۴)	۱۸۹	۳۰۱	(۲۱۶ ۹)	۲۱۲	۳۳۶	(۱۳۰ ۱۱)	۷۴

[illegible]

[illegible]

سار	سار آب ح س	صور کتاب	سار	سار آب ح س	صور کتاب	سار	سار آب ح س	صور کتاب
۱۲۷۸۵	۵۲-الطور (۳۹)	۵۲	۴۸۶	سار آب ح س (۴۳۱۵۵)	۵۲	۴۱۷	سار آب ح س (۱۸ ۶۱)	۲۷۱۸۳
۶۵۱	(۲۹ ۵۲)	۸۵	۵۰۷	۵۲-الواحة (۱۹۱)	۵۲	۴۱۸	(۹ ۶۱)	۲۱۸۲
۶۵۲	(۱۳ ۵۲)	۸۵	۶۸۷	(۱ ۱۵۶)	۱۳	۴۱۹	(۱۱ ۶۱)	۱۸۲
۶۵۳	(۱۳ ۵۲)	۸۵	۶۸۸	(۲ ۵۶)	۱۳	۴۲۰	(۱۱ ۶۱)	۱۸۲
۶۵۴	(۳۳ ۵۲)	۷۱	۶۸۹	(۳ ۵۶)	۸۳	۴۲۱	(۱۲ ۶۱)	۱۸۲
۶۵۵	(۳۳ ۵۲)	۷۱	۶۹۰	(۲۳ ۵۶)	۵۱	۴۲۲	(۱۳ ۶۱)	۱۸۲
۴۸۴۷	۵۳-الجم (۶۲)		۶۹۱	(۷۵ ۵۶)	۵۱	۵۱۹۹	۶۲-الجمعة (۱۱)	
۶۵۶	(۱ ۵۳)	۲	۶۹۲	(۷۶ ۵۶)	۵۱	۷۲۳	(۲ ۶۲)	۵۳
۶۵۷	(۲ ۵۳)	۲	۶۹۳	(۷۷ ۵۶)	۱۹۹/۵۱	۵۲۱۰	۶۳-المنعقین (۱۱)	
۶۵۸	(۳ ۵۳)	۲	۶۹۴	(۷۸ ۵۶)	۱۹۹/۵۱	۷۲۳	(۷ ۶۳)	۱۳۱
۶۵۹	(۴ ۵۳)	۲	۱۹۵	(۷۹ ۵۶)	۱۹۹/۵۱	۵۲۲۸	۶۳-التغابن (۱۸)	
۶۶۰	(۵ ۵۳)	۳	۶۹۶	(۸۰ ۵۶)	۱۹۹/۵۱	۷۲۵	(۱۱ ۶۳)	۱۲۶
۶۶۱	(۶ ۵۳)	۲	۶۹۷	(۸۱ ۵۶)	۵۱	۷۲۶	(۱۷ ۶۳)	۱۳۷
۶۶۲	(۷ ۵۳)	۲	۶۹۸	(۸۲ ۵۶)	۵۱	۵۲۳۰	۶۵-الطلاق (۱۲)	
۶۶۳	(۸ ۵۳)	۲	۶۹۹	(۸۳ ۵۶)	۵۱	۵۲۵۲	۶۶-التحریم (۱۲)	
۶۶۴	(۹ ۵۳)	۲	۷۰۰	(۸۴ ۵۶)	۵۱	۷۲۷	(۸ ۶۶)	۲۷۱
۶۶۵	(۱۰ ۵۳)	۲	۷۰۱	(۸۵ ۵۶)	۵۱	۷۲۸	(۱۲ ۶۶)	۲۲۲
۶۶۶	(۱۱ ۵۳)	۲	۵۱۰۵	۵۷-الحارید (۲۹)		۵۲۸۲	۶۷-الملک (۳)	
۶۶۷	(۱۲ ۵۳)	۲	۷۰۲	(۷ ۵۷)	۹	۷۲۹	(۲ ۶۷)	۲۶
۶۶۸	(۱۳ ۵۳)	۲	۷۰۳	(۱۱ ۵۷)	۱۳۷	۷۳۰	(۱۲ ۶۷)	۲۲۲
۶۶۹	(۱۴ ۵۳)	۲	۷۰۴	(۱۲ ۵۷)	۲۷۱	۵۲۸۲	۶۷-الملک (۳)	
۶۷۰	(۱۵ ۵۳)	۲	۷۰۵	(۱۸ ۵۷)	۱۸	۷۳۱	(۲ ۶۷)	۲۶
۶۷۱	(۱۶ ۵۳)	۲	۷۰۶	(۲۳ ۵۷)	۱۲۵	۷۳۲	(۱۵ ۶۷)	۲۹
۶۷۲	(۱۷ ۵۳)	۲	۵۱۲۷	۵۸-المجادلة (۲۲)		۷۳۳		
۶۷۳	(۱۸ ۵۳)	۲	۷۰۷	(۷ ۵۸)	۱۳۸	۵۳۳۳	۶۸-القلم (۵۲)	
۶۷۴	(۱۹ ۵۳)	۲	۷۰۸	(۲۲ ۵۸)	۱۷۹/۱۸	۷۳۴	(۲۱ ۶۸)	۲۱۸
۶۷۵	(۲۰ ۵۳)	۲	۷۰۹			۷۳۵	(۲۹ ۶۸)	۲۱۲
۶۷۶	(۲۱ ۵۳)	۲	۵۱۵۱	۵۹-الحشر (۲۳)		۵۳۸۶	۶۹-الحاقة (۵۲)	
۶۷۷	(۲۲ ۵۳)	۲	۷۱۰	(۲۱ ۵۹)	۱۵۵	۷۳۶	(۲۱ ۶۹)	۷۲
۶۷۸	(۲۳ ۵۳)	۲	۷۱۱	(۱۳ ۵۹)	۱۶۳	۷۳۷	(۲۲ ۶۹)	۷۲
۶۷۹	(۲۴ ۵۳)	۲	۷۱۲	(۱۴ ۵۹)	۱۶۳	۷۳۸	(۲۳ ۶۹)	۷۲
۶۸۰	(۲۵ ۵۳)	۲	۷۱۳	(۱۸ ۵۹)	۱۶۲	۵۳۳۰	۷۰-المعارج (۲۳)	
۶۸۱	(۲۶ ۵۳)	۲	۷۱۴	(۲۳ ۵۹)	۱۲۲	۷۳۹	(۲۱ ۷۰)	۱۶
۶۸۲	(۲۷ ۵۳)	۲	۷۱۵	(۲۳ ۵۹)	۱۲۲	۷۴۰	(۱۹ ۷۰)	۲۵۲
۶۸۳	(۲۸ ۵۳)	۲	۵۱۶۲	۶۰-المنقبة (۱۳)		۷۴۱	(۲۱ ۷۰)	۲۵۲
۶۸۴	(۲۹ ۵۳)	۲	۵۱۸۸	۶۱-الصف (۲۲)		۷۴۲	(۲۲ ۷۰)	۲۵۲
۶۸۵	(۳۰ ۵۳)	۲	۷۱۶	(۳۱ ۷۰)	۱۳۸	۷۴۳	(۲۳ ۷۰)	۲۵۲

تعداد آیت مع سورہ	صور کتاب	تعداد	تعداد آیت مع سورہ	صور کتاب	تعداد	تعداد آیت مع سورہ	صور کتاب	تعداد
۱۰۱-القارعة (۱۱)	۶۱۷۹	۸۶-الطارق (۱۷)	۵۹۵۹	۱-نوح (۲۸)	۵۴۵۸			
۱۰۲-التكاثر (۸)	۶۱۸۷	۸۷-الاعلى (۱۹)	۵۹۷۸	۱۷ (۱۳ ۷۱)	۷۴۲			
۱۰۳-العصر (۳)	۶۱۹۰	۸۸-الغاشية (۲۶)	۶۰۰۴	۱۷ (۱۴ ۷۱)	۷۴۳			
۱۰۴-الهمزة (۹)	۶۱۹۹	۸۹-الفجر (۳۰)	۶۰۳۴	۱۷ (۱۵ ۷۱)	۷۴۴			
۱۰۵-الفيل (۵)	۶۲۰۴	۹۰-البلد (۲۰)	۶۰۵۴	۲۸ (۲۰ ۷۳)	۷۴۵			
۱۰۶-القریش (۴)	۶۲۰۸	۹۱-الشمس (۱۵)	۶۰۶۹	۱۳۸ (۲۰ ۷۳)	۷۴۶			
۱۰۷-الماعون (۷)	۶۲۱۵	۹۲-اليل (۲۱)	۶۰۹۰	۵۴ (۲۰ ۷۳)	۷۴۷			
۲۵۲ (۳ ۱۱۷)	۷۴۲	۹۳-الضحى (۱۱)	۶۱۰۱	۲۶ (۲۰ ۷۳)	۷۴۸			
۲۵۲ (۵ ۱۰۷)	۷۴۳			۲۶ (۵۰ ۷۳)	۷۴۹			
۲۵۲ (۶ ۱۱۷)	۷۴۴							
۲۵۲ (۷ ۱۱۷)	۷۴۵							
۱۰۸-الکوثر (۳)	۶۲۱۸	۹۴-الانشراح (۸)	۶۱۰۹	۵۴ (۲۰ ۷۳)	۷۴۳			
۱۰۹-الکفرون (۶)	۶۲۲۴	۹۵-التين (۸)	۶۱۱۷	۳۱ (۲۰ ۷۳)	۷۴۴			
۱۶۱ (۶ ۱۹)	۷۴۶			۱۸ (۲۰ ۷۳)	۷۴۵			
۱۱۰-التصر (۳)	۶۲۲۷	۹۶-العلق (۱۹)	۶۱۳۶	۱۸ (۲۰ ۷۳)	۷۴۶			
۱۶۱ (۱ ۱۱)	۷۴۷			۱۸ (۲۰ ۷۳)	۷۴۷			
۱۶۱ (۲ ۱۱)	۷۴۸							
۱۶۱ (۳ ۱۱)	۷۴۹							
۱۱۱-الذهب (۵)	۶۲۳۲							
۱۱۲-الاخراص (۴)	۶۲۳۶							
۱۱۳-العلق (۵)	۶۲۴۱							
۱۱۴-الناس (۶)	۶۲۴۷							
تباخخه		۹۷-الزلزال (۸)	۶۱۵۷	۸۴-الانشقاق (۲۵)	۵۹۲۰			
		۱۰۰-العدیة (۱۱)	۶۱۶۸	۸۵-البروج (۲۲)	۵۹۴۲			

قرآن مجید کی کل آیات کی تعداد ۶۲۴۷ ہے جس میں سے مذکورہ حصہ سب سے کم میں ۷۹ تک مل جائے گا اسے آیات کی تشریح دیکھ کر ہمیں قرآن کا اہم سوال حل ہو جائے گا
یہ آج پہلے عربی مستندین علی بن ابی طالب قرآن ۶۲۴ آیات آجکی میں گویا اس مستند میں ہی کتاب الہی کے ساتویں حصے کی تشریح ہو گئی ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فِي الْفَاطِمَةِ وَنَزَّلْنَا إِلَيْكَ الْقُرْآنَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي تَقُولُونَ

البلغ المبين

اعنى المقالة

الافتحمة

الملاحمة العربية من كتاب بل كن الذي صنفه بالعهده الهديانية
للمعصر الى الله الرحيم الرحمن محمد بن علي بن عبد الله خان المسرفى الهدي من عطا محمد خان
من كمال الدين خان المسرفى
في مقالات عشر الفهيمان القران العظيم وتفسيره حكمه وما عونه وعلمه
بل نشره ما سرج الله منه للناس من الذين العمل الذي جاء به كل الاسماء عليهم السلام
المعول عليه لغرض الانام الرجوع اليه لا اصلاح القول صواعق الذين القولي الشريفي التطري الذي
اشاع به علماء الاسلام الذي صور ما في سبل السلام
وقد بلغت في هذا السلسل المعاصرين المسحبه عن الهالكين

بلا علة اختيارا

في حاتم وماتهم وادعوا لظهور ما يهدم الى الفقه ويدخلهم في مرق الاحكام من قبل ان ياتيهم العذاب

فانه قال

وَجِئْتُكُمْ بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ لَا يَرْجِعُونَ

ملكته محمدي ملكته محمدي

طبع هذه المقالة بواسطة السهم محمد عبد العزيز

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فِي الْفَاطِمَةِ وَنَزَّلْنَا إِلَيْكَ الْقُرْآنَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي تَقُولُونَ

تهديته

الى

الله

عز وجل

فاطر السموات والارض واحكم الحاكمين

رب انى قد حدثتك بسئى غريب

مما انيتنى من لدنك وقلوبى وحل اياه انا الذى اسباك

بالمات به احد وقلوبى وحل انى راحم اليك لومرا رب فله

فستلى عتافى فعلت فتقبل منى واصلى فى بدبرى وننت به هوادى

واحل افيدة من الناس تهوى اليه فيعلموا انه الحق منك فخصلك فلوهم

رب واصلى السلمين واهد هم بنورك فى هذا كما اصلخهم وهديتهم من قبل

فانهم قوم لا يعلمون رب اخبرنى انهم لها الكون من رب واسبهم

بنيا عظم من فور رب فالف بينهم وجمع شملهم واهد هم

الضراط المستقيم صراط الذين

انعمت عليهم

غير المغضوب عليهم ولا الضالين

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الفتحية

الحمد لله العظيم . الذي العاظم الذي فطر السموات والارض في احسن تطهير . القادر
المقدر السميع المصير الذي جعل الشمس والقمر بحسبان . وسخر ما في الارض لنعم الانسان .
حمدك مقدّم على كل امر حامع بهتم به الاعضاء والادها . واستعانة حرق الاثر الا
في لعنة السعي والعصيان . للملك حقاً ما يخلق الانطام . ومن اطاع واحرة لا نصاع .
منة من منه ان حل الانسان . ذالسميع والبصر والفرقان . فحله فلكس المكان . و
قومه على مخلوق الزمان . وفصله مع صعب حبه على سائر الحيوان . دوات القرب و
الاسنان . ثقمله في البر والبحر . وحله حلقة الحمل والعمر . والسهل والصحر .
وقدر له حطام العلل والامر . فلما كشف الغطاء . وترى الاسماء والاسماء .
اعرف الانسان بان علمه نصيباً من دون الحكم والحال من الطاعة والامتنان .
رته شديد الحال . والحكم المتعال . فسبح الحق الذي لا يموت . وسيد المدكوت .
الذي اسس سدان التدوس . تدوين الذين المستقدم . بل تكوس الكون العظيم .

على الحكم والتسليم . والتنظيم والتنظيم . وعسر التعبد وسر الامارة . وحلاوة الحكاية
 وفتر الطاعة . الذي حل مع كل يسر عسرا . ومع كل حلاوة فترا . الملك العادل
 الذي يحكم بين الناس عدلا يتخالف والحدل . ويزن بفسطاس العدل . سواء عليه
 النهر والسنوح . والتبصاري واليهود . والسلام والهيم . وسائر الخلق والولود . الذي
 لا مبدل لكلماته . ولا مصروف لآمانه . ولن تجد ندبا للحكمة وعادته . ونحويلا
 لامره وسسه . فشارك الذي بطاع ولاطيع . ويمال اليه ولا يسل . من لا غاية
 لقوته وسلطته . ولا حد لجلاله وبرهانه . مرجع الامر بين رفعه وخص . ومفتر
 الاقوام بين بسطه وقص . من هلك من حكمه فقد هلك عن بيته . ومن سلم سلم من
 اصول مسلمة . ملك الكون والفساد . وهالك كل نافع وعاد . ناري الموب والحيات . و
 الخبير بما هوات . الذي من اطاعه فرح درجاته . ومن عصاه فقد لاقى ممانته .
 احمد لا لاقى لاحد لاحد متا من دونه ملحا ومجيدا . ولا وليا ولا نصيرا . شديد
 العقاب . وفي الظول والعذاب . المعز لمن اهتدى . والمدن لمن اعتدى . الله
 يورق ويبلب ويرفع ويخص ويحبس ويبسط ويبطل ويحبب لمن اتقى او طغى
 نقد حساب . احمد لا لاقى احاف عذاب يوم عظيم للائمة التي عصت عن امره . ونفت
 عن طاعته فخر لم يكن لها من مائب . احمد لا لانه هدى الاساس صراطه . والله حياته
 وماله . وجعل له سمعه وبصره وفؤاده . وبنى له فطرته وعادته . فخر على هذا
 انزل عليه الكتب . الكتب الذي جاء به النبي العربي حاتم لاساء الى يوم الحساب .
 القول العيصل الذي جمع فيه روح من امره تعالى ولب الالاب . وسر السموات والارض
 وسر التباب . وسؤال البقاء والحواب . وعقدة من يصبه الانسان في الدنيا وحلها
 . ساقى لشريه هدا في كتاب التذكرة في مرصعة .

بالضوابط * وحكاية التواب والعذاب * الذي ينت كليمه صدقاً وعدلاً * بصدقه
 ما حرى وما حرى بطراً وعلماً * لا يخفى لأمانه والعاظه * ولا يحاسب على وحيه حوازه *
 احمده لانه قد اكمل دينه واسمى بهائه * ورصى للاسان ما احسن له * فلا تحته لنا اليوم * و
 لا هي يقطعه من التوم * لاحد من القوم * فان القول قد وقع * والحكم قد حب وورس *
 فامنا الرحمة والتواب * او المسكنة والعذاب * فالحمد لله على الدرهان * عظم الساطن
 الرحيم الرحمن * الذي علمنا القرآن * ساق به الاقوام * الى المعاد والمرام * والتأمل
 القسام * والتسقي والتظام * وسائر الافصال والاکرام * من اتبعه علماً واسلم وجهه
 لاحكامه معناه واصلاً * فخرنا وهو حثت الارض خرى من تحتها الا انهم * وفي الاحرة
 البقية الحلال التي يرثها الاخيار والابرار * ومن انكره فعلاً دون القول واللسان واصبر على
 معصية فاحله الله دار البوار * سلبهم ما كان لهم من ملك وفضل في الدنيا وطردهم من
 الجنة بالاستحمار * فمن اسلم سلم * ومن ابتغى دون ذلك وجهاً عدم وانعدم * وهذا
 هو الاصل من اصول الدين * الدين المتين الذي جاء في الكيف المبين * وما ارسل
 الله به ختم المرسلين * وصراط ربك المستقيم بحق اليقين * يجتمع فيه فلاح الدنيا و
 الدين * ويشترى به يسر الحكومة بنصر التسليم * وطاعة من في الارض بطاعة العلي
 العظيم * وبيعة الدنيا والعقوى بالضرط المستقيم * وحثت الارض والجنة المقيمة على
 رضوان الله ولقاء احكم الحكامين * فاطر السموات والارض * وما لك ما يرزله بقدر معلوم *
 يستلذه من في السموات ومن في الضمين ومن في الزوم * فسبح ربنا رب العالمين *
 والصلوة والسلام على محمد حتمه الاسباء وسيد العالمين * وامام المختارين المتقين
 واعظم المفتين الذي ائنا بقران عظيم * وهدى قومه الصراط المستقيم * و

فخاه من الكرب الاليم . وحالهم من ورثة حشاش التعيم . ومكدهم في الارض عكس المقيم
ويذل صعبهم قوة وحوهم بمقام امين . ائود للظالمين المسلمين . الذين يتبعون
علا ومعنا ما ارسل الله من الذين . ويقولون به سعيين . ومسون ويصنعون معصيين
بالحمل البدين . ويفعلون ما فعل النقي الكريم . عليه التختة والتسليم . الذي اسي عليه
العريز العليم . اصله لانه اعظم الناس واعلمهم . واكرمهم عند الله وانقهم . البطل
الحليل الذي فعل في هذه الدنيا ما لم يفعل حدا اصلا . وسلك سبيل ربه طوعا ودلا .
فبعثه ربه مقام ارحلا . وحيها في الدنيا وما نوراً . وفي الآخرة ما حوزا ومتكورا . فالحمد
لله لا شريك له في الحكم والامر . والشكر على من لا ميسل له في الظاعة والعمل . لله العال
على امره جل وعلا . وعلى النبي الباع في امره المحتش والمصطفى . صلى الله تعالى عليه وآله
واصحابه اجمعين . الى يوم الدين .

حلباب الترواحم **ولا** اقسام بافاق التجوم . **وانه** لقسم **وتعلم** عظيم (٥٠٠) . **ان** الانبياء قد
يتواقي عهودهم ما لم يمتي احد قط في هذا الزمان . من طائف الاسان . ونتاج المعنى والظن
وتقدم ما خلا التخص . وعبادة الاوابان والاصنام . واصول بقاء الاقوام . واسباب فناء
الامم . واسلحة اصلاح التتم **والحق** ان علم الانساء الذي دونه الطبعيون وعادهم
من الحكماء في زمانها هذا ليس بشئ ولا يقابل بالعلم الحليل الذي جاء به الاستاء
في عهدهم **عليهم** ود احاط بعلم حكماءنا الحاضرة . واحوى على احادهم الجارية . بل
سوى علمنا على ما نحن عليه اساقا بآفته . لانهم ايضا اصروا في عصورهم على تحصيل علم
حقائق الانساء . وتدوين حواض الاحراء والاعضاء . من دوا اصول الفناء والبقاء . و
اوصوال سياسة المدن والعيان من دوا علوم فرائض الاسان **فاحصل** عليهم صباه
الرجل المتخيرة واحدهم بحسن المرء المستكر **لا** تهم اصلحو ابال ارضا وحده واناء موصا
حين لم تكن الارض مسترقة بانوار العلم . ولم يظلم احد على سرائر البدن والجسم **ادام** الله
اتواصلهم في الدنيا واصلم الله امر فلاحهم في العقبى صلواتنا وسلامنا عليهم اجمعين .
مخلص لهم الذين **✽**

ولاسك في ان هذه الانساء الكرام والهاديتس العظام حلقوا من رتبهم حين
جاءوا بكتاب واحد . جامع الاصول والعقائد . وشارح الحقائق والفرائض .
الذين الذي اشاعوا به في الارض وشرعوا للناس لانك من كون بناءهم على اساس واحد .
جامع الناس لا فارق ***** ولانك من كونه مبهما على كلمة سواء بين البدن والخصر و
الحجم والعرب والشرق والعرب وساكن الحريرة ومكن البر ***** مستر جاكل ما يخرج
الاسان من تشرى النعم والظفر ***** مفضل لما ينبغي له لبقاء نسبه وبغوية جماعته

مَا تَقْرَفُ الَّذِينَ أَوْفُوا الزَّكَاةَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْمُنْتَهَى ۚ وَمَا أَمْرُهُمْ إِلَّا يَعْجُدُوا لِلَّهِ

رَبِّ الْأَرْبَابِ ۚ جَامِعُ الْأَشْيَاءِ وَالْأَحْزَابِ * مِنْ ذَلِكَ طَهَّرَ الْفَسَادَ فِي الْبَرِّ وَالْعَمَرَ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي

الَّذِينَ (٣١، ٣٢) * مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ * الْخَنَازِصِ الَّذِينَ يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (٣٣، ٣٤) *

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا مَلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (١١٤) * أَشْرِكُوا فَتَقَرْقُوا فَلَا

حَالِينَ مَنَاصٍ * فَيَا مَعْشَرَ الرِّجَالِ أَهْلُ لَكُمْ مِنْ جِلْدٍ عَنْ هَذَا الْحَدَالِ * وَمَنْ مَقَرَّ عَنْ هَذَا

الْقَافِ وَالْفَتَالِ * وَتَحُولُكُمْ حَالًا عَنْ حَالٍ * وَالْقَاءُ أَنْفُسَكُمْ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَالزَّوَالِ *

هَلْ لَكُمْ مِنْ حَالٍ عَنْ أَنْ تَسْوَاقِرَ أُخْرَى إِلَى رُتُوكُمْ سِدِّدِ الْحَالِ * وَمَنْ مَحِيصٌ عَنْ أَنْ تَوْبُو إِلَيْهِ

وَاجْمَعُوا أَنْفُسَكُمْ عَلَى دَسٍ رُتُوكُمْ مِنْ دُونَ أَدَانِكُمْ السَّيِّئِ صَاحِبِ الْخَوْلِ وَالْحِلَالِ * وَإِنْ تَسْتَمْسِكُوا

كَلِمَةً بِالتَّذْكَرِ الْوَاحِدِ الَّذِي أَحْطَى عَنْ الْقُرْآنِ وَالزَّوَالِ * بِالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ * وَالْعُرْفَادِ

الْحَمِيدِ * وَكِتَابِ اللَّهِ الْحَكِيمِ الرَّشِيدِ * لَا يَأْتِيهِ السَّاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِمَّنْ

حَكَّمَهُ خَيْرٌ (٣١، ٣٢) * مَا آتَاهَا النَّاسُ! هَلْ لَكُمْ مِنْ كِتَابٍ عِندَهُ خُضُوعًا وَبُشْرًا وَنُورًا وَ

مَعْلُومًا بِالْيَقِينِ مَا يَسْأَلُكُمْ رُتُوكُمْ * وَمَا يَرِيدُ نَفْسَكُمْ * وَمَا مَتَيْتُهُ * وَمَا الْقَانُونَ الَّذِي يَحْكُمُ بِهِ

وَمَا وَطِئَتْكُمْ فِي الدُّنْيَا * وَمَا بِالْكَرَمِ الْعَقْبِيُّ * هَلْ مِنْ صَحِيفَةٍ عِنْدَكُمْ مِنْ دُونِ الْقُرْآنِ

فَتُخْرِجُوهَا لَنَا نَتَنَ لَكُمْ بِلُغَتِهِ وَلَعَنَهُ مَا دَا أَسْرَأَ اللَّهُ عَلَيْنَا فَعَلْنَاهُ فَإِنَّ الصُّحُفَ الْقَدِيمَةَ * وَ

الْكِتَابَ الْمُقَدَّسَةَ كُلَّهَا فَلَا تَرْجِعُ مِنْ لِسَانٍ إِلَى لِسَانٍ * وَبُنِيتْ حَالًا عَنْ حَالٍ * وَغُذِّتْ بِمَعْنَى

عَنْ مَعْنَى * حَتَّى مَسَّهَا النَّاسُ كُلُّهَا * وَعَابَ أَصْلَهَا * وَغُذِّتْ بِحَقِيقَتِهَا وَوَحْيِهَا * وَتَنَزَّلَتْ صَوْنَهَا

مَعَ لَمَرِهَا وَنَهْيِهَا * فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا مَا هُمْ بَعْضُ الرِّجَالِ عَنِ الدَّرَجَةِ مِنْ مَطَالِبِهَا وَمَقَاصِدِهَا

الْمُهَيَّمَةِ الَّتِي يَتَرَى مَالَهَا فِيهَا * فَلَا حَالٍ لَنَا أَنْ نَدُلَّ عَلَى الْأَنْ مَا عَنِ اللَّهِ نَصُوصُهَا وَالْعَاطِفَا * وَمَا

حَالَهَا وَمَقَامَهَا * بَلْ مَا حَالُهَا وَحَرَامُهَا * فَعَالُوا إِلَى الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ! وَخُضُوعًا لَهُ خُوصَ

الصبر والعلم * ويدبروه واحرثوه بل تحتسوه بوساطة العلم الحدي الذي يكشف عنكم
 الصبر ويهداكم الى صراط مستقيم * ويجمع سكم ويرفعكم ويؤخذكم على احتلافكم الاليم*
 واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا (١٢٣) واستمسكوا بعادة الترت من دون عادة الظانق
 الذي يغري بينكم العداوة والبغضاء * والله يريد ان يجمع بينكم ويجمعكم منه ومن سرك
 ولو شاء الله لحداكم امة واحدة (١٦٩٣) * وانتم رب آءون ان تصلوا ويقتلوا انفسكم
 ولكن يصل من يشاء ويهدي من يشاء (١٦٩٣) * كل حزب بما لديهم فرحون (٢٣٥٣) *
 ولتشتتن عما كنتم تعملون (١٦٩٣)

واصل على السلف من المسلمين المؤمنين الضاحين * الذين اتبعوا الائمة الكلد
 تحت امكانهم عملاً ومعناً واتبعوهم بعين البقش * الذين صدقوا ولم يكذبوا ولم يستهزوا
 بالدين المدين * وانتوا مائة فامهم في الارض طائعين * وداموا ماداموا في الارض
 فالبين * واستأجروا القومهم العرة والعظمة واسدوا موها في الآخرين * وتحققوا باخلاق
 الله العزيز العظيم * صاحب العزة والعظمة الذي يرث السموات والارض ولا يئس ك في
 حكمه احدا (١٨٢٠١٨) من العالمين * ولو كان فيهما آلهة الا الله لفسدنا (٢١٢٢) باليقين *
 طاعوا وحدهم والجرهم عند ربهم وظالوا الحمد لله الذي صدقنا وعدة وآوينا الارض نتوا
 من الجنة حيث نشاء فزعموا اجر الغيبلين (٣٩٣٩٣) * فسلام على المتقين * الذين لم يغادروا
 من الارض قطعاً ولا ملكاً ولا صعداً ولا جراً ولا جلاً ولا سهلاً ولا بئراً ولا بهراً ولا
 ما فوق البر وما تحب البحر وما في جوف السماء وما في جوف الارض الا كانوا عليها
 قابضين * وعلكونها تخم حليعة الله في الارض وعلى ارب متن خلق الانسان منها ومن

* من اصل الانسان سلاسل في روح هذه الامة الساهرة حشر معناه هماً بالموكب على العظمة الله - اعوان الله وناه ان يجمع سكم ويرفعكم وادعكم لا تشك في هذا الورد
 منكم والله لا ياحل مستحق في مستحق واطلعه كبركم ويشل عن ايمانكم - من يصر هذا الاله انه تعالى لا يوصي احدكم الا شأب ولا يوصي احدكم الا شأب ولا يوصي احدكم الا شأب
 اناس امه واحدة لا يفسد في الارض * ساني نفسهم لا يفسد على من يفسد - انهم من هذا الاساحه من اعداء وعلى صحتهم مع الحب المدين من كان السلاسل
 من اسله شتي كبريت المتعد الذين في الارض ولله العز

طين * ويقولون رثنا ما خلقت هذا باطلا ^{١٩} وخلق الله السموات والأرض بالحق ^(٢٩ ١٩)
 ما جعل لنا خاصة كل ما خلعت بالحق في الدنا وفي يوم الدين * واعتنا بها على مقام من *
 ولا تترك لأحد سوانا في هذه الأرض ملك من قتر الدين * ولا تترك في حكمنا أحدًا لا يكون
 من المفسدين * واصلاح الأرض لنا ولداوين * وطهر الأرض من الكافرين * الدين
 مثل عملهم كرماد يأسندك به الرخ في يوم عاصف لا يقدر أن يمسكوا على شيء ^(١٣ ١٨)
 ويفسد في الأرض ولا يصلحون * والذين يؤمنون بالباطل من نعمة الله هم كقرون
^(١٦ ٤٢) * والذين يعصون نعمة الله ثم ينكرونها وأكثرهم الكفرون ^(١٦ ٨٢) * وإلهنا
 الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين ^(٥ ٤٠) *
 الضالين الذين آمنوا بالباطل وكفروا بالله وأولئك هم الخاسرون ^(٢٩ ٥٢) * واعصوا أمر
 الحق وصاروا من الاحسين * ومن كان في هرة أعنى فهو في الآخرة ^(١٤ ٤٢) من العاصين *
 من المعصوبين الضالين * فسلام على النعمين المتطوعين * وربما يؤذ الذين كفروا والحق
 كانوا مسلمين ^(١٥ ٢) * اعلم الظالمين الوادعين • الذين يرون العدم وسى يرون الأرض بتكبير
 المئين • على دعم العادين والعالمين * ولا يهتوا ولا يفتروا وأنتم إلا عاقلون ^(٣٣ ٣٨) *
 ويامعصر الخلق الذين المنتهين المتفرعين الحاصرين المنعرجين رؤسا لهذا بالسلي
 المقربين * الذين برعموا منهم يتبعون السلف من الصالحين * واتهم على أنارهم لمهندسين •
 ويطعون أنهم أساءوا الله وأنهم هم المقربون الخاضعون من دون العالمين * المعصوبين الضالين *
 قد فسدت أمور دناكم وحرمت دياركم وهلك عظمكم وجلالكم وفقدت أموالكم و
 ضاقت بلادكم وذهبت نوركم وهذا يترككم واهلككم فلم يبق منكم إلا حكاياكم • ودنى
 أمركم من الوار وانكم من الزوال • صرتم في الدنا كالعصا المعطل • وفي التادى كالحق النكل

فلا حركه لحكمكم من الموت والنوم * ولا سماع لصريحكم اليوم * ان علم انكم تنبعون الاسلاف الانبياء
وعقلهم * وفلا تشابه المؤمنين الذين خلوا من ملكهم * وقد جاءنا احاديثهم واحوالهم * و
اعمالهم واصوالهم في الغابر وصلاحيته بالهم * وما كان في هذه الدنيا لهم * وما كان عدوهم
من العلم والتور ومن معرفة الاراء الصائبة التي دفعوا بها مصرة الاعداء وحلصوا بها من الشيطان
والمهاالك * والمصائب النوائب * وما استصحبوا بها من رفع مقامهم في الدنيا بغنائس المدن عظيم
الممالك * وما استملكوا في هذه الارض من غنائم القلعة وعرائث الطبيعة للاستنفاع و
التجارة * وما اطلوا في الارض طبل لمن الملك اليوم * وما كان فيهم من العصنة و
حماية القوم * من الطاعة والعمل والجهد والجهاد دون القول والقطر * وتصديق ايمانهم
بالانفال بالامر * لا بالتاويل والمكر * وانباهم الله بقلب سليم * وحوهم من نار الجحيم *
وحماهم في الله حق حمادة * واختصامهم بالله حذامكانه * وتعددهم ربه بقلب فوج * و
تسليمهم منه ان الله ما جعل عليهم في الدين من حرج * ومسايقهم بالعامات بهم ونقلهم
الى الخيرات * ومسايرتهم الى ما هوات * واصطرهم لتفصيل الدخات * يسئى نورهم بين
ايديهم (١٣٥) وتتمهم عروس السلطنة بغير عيبكم والاموات * فاعيدوها الا انما على الكفار
رحمة ربهم (٢٩) * ولولا بقية ما في الارض جميعا ما آلت بين قلوبهم ولكن الله آلف بينهم
(٣١٨) * فانيها المسلمون الرسمون للعاصرون اهل انتم الاعلون واهل نتم مؤمنون *

فما الاسرار فيكم وبين المتعلم من المقدان * لا انتم ما كانوا عليه ولا انتم لها ساعون *

ولا انتم مقدون في الارض بل نتم ساكنون * بل الى الزوال لراجعون * ولا سارعون الا
الى العذاب المهين * والشيفون الشيقون * اولئك المقربون (١٠٥: ١٠١) * واولئك هم المؤمنون *

ثم انى يكونه مسكلا لهم كانوا يعطون ما امرهم الله بالسبب من انفسهم ولا يرضوا الله وهذا ما علم الله بعوله فاما حبل عنكم في الذين من غيرهم
ولم يطر العاني الى صفحة ١١٣ من كتاب التذكرة وبحثت في المصدر في هذه المعاني *

ثم الشيقون في لغة العرب الذين يسعون في الارض سعيا بليغا ليسقوا ويسقوا العوام مات ربهم *

وائمه لا تسبهمون فتسقون * قد قبح امور دينكم فاستمر في الاحرة ايضاً من المقوحين * و
 صلوا عن الصراط فابتم منه عيون * بل لا تستطيعون * وسيتم ما كنتم عليه فسيحكم الله
 فكتم من المستبين * وعصيتهم فعصى الله عنكم وقد قال لكم كان حقا علينا نصر المؤمنين ٥
 (٣٤ ٣٥) * فالتحد ثم فكر الاعتقاد والالفاظ والتفريعات والاقوال دون افعال الافعال
 والاعمال والاشكال . وصرير من المؤمنين ، النظرين ، المعتقدين ، . والمسلمين اللعاطين
 القول الين * فترغم في ماويل حديثكم الى ما سئتم . وتسهل دسكم عن حرج واشكال * و
 تسريجه من حال الى حال . وركتم كل ما كان فيه من اشكال العمل ويطي المحصل . والتحل تم
 حكمكم تكمرهنا . وديكم لهوا ولعنا . وذلهم قولاً ومعنا . وكترتم صغائر الامور وصغرت
 كائنها عمداً ومكراً . وحلتم تنوعلون في دينكم تؤثرون سعيكم لكرهكم تكثر ووسعيتهم (٣٥ ٣٥)
 يقولون بافواهكم تؤمن بالله كلاً . واحدتم تتحاوون قراطيس شد بها وتحققون كثر (٣٥ ٣٥) منه
 كاليهود والنادعوا بفسادكم فعلاً وعملاً * ويا ايها الذين زعمتم انكم لم تقولون بافواهكم ما ليس
 في قلوبكم ولم تقولون ما لا تفعلون كذبتم عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون (٣٥ ٣٥) *
 فمكرتم ومكر الله والله حكيم لما كبرتم * قد نكر الذين من قبلهم واني لله سائم من القوي
 فخر عليهم الشفق من قورهم واتهم العذاب من حيث لا يشعرون (٣٥ ٣٥) * الحسبتم ان تتركوا
 ان تقولوا امنا وانتم لا تعلمون * ولقد دس الله الذين من قبلكم فليعلمن الله الذين صدقوا
 وليعلمن الكذابين (٣ ٣٥) * ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين *
 (٣ ٣٥) * ام حسبت ان ندخل الجنة ولما تعلم الله الذين حاهدوا امناكم ويعلم الصبرين (٣ ٣٥) *
 فائمه لا تصدرون على مصيبتكم بل تصدرون * ولا تفهمون بل فهمون * وتظنون و

هذا الاسناد الى قوله تعالى استجب الناس ان تذكروا ان يقولوا امنا وهم لا يسمعون . وقد قال الذين من قبلهم قلوا صدقوا فليعلمن
 الكذابين (٣ ٣٥) . فالحق ان الامان بالقول ليس بصدق . وسأني سرجه في الصغائر كالتدبر .
 هذا هو القول الفصل الذي يصح منه ان القول من دون العمل ليس بشي عدا الله .

هولون ولا تفعلون * مستهدين بهاية مكركم على ان القرآن ينكم عن هذه الدنيا و
 الاعتناء ورحارها وانتم تريدون الآخرة فهل لكم من حلاق في الآخرة ان كنتم فهمها من
 الاخيرين * وقد اختلفتم هذا الكذب حين الدنيا لم يزدكم * وديكم الحرف لم يزدكم * و
 بذل الله مكانكم الحسنة الثبينة * ولم يعرف لدنوبكم فجعلتم القرآن عصيين * وقرعتموه
 كل مترن وجعلتموه احاديث للكر والرياء فخرن من الكلام عن مواضعه لتسكين شهواتكم وانتم
 رآءون الناس تقسمون * فتقطعوا امركم بينكم زبراء كل حزب بما لديهم فرحون (٢٣ ٢٤) *
 فاما مالت الدنيا الى الاقلين؟ * وبما سعهوها ساعف المتطلدين؟ * وبما لمت لهم فتعسوها
 بعسى العاصقين؟ * ولما ارسل الرسول بالهدى دين السقي؟ * ليظهره على الذين
 كلفه ولو كره المشركون (٣٣ ٣٤) * ولما القتال بالسيف مع الكافرين؟ * ولما
 ابجها دمال والانس * ولما الهمة * ولما الصوم والصلوة * ولما الحج والزكاة * ولما التلعب
 بالاحاد والضلع * وطاعة اولى الامر منكم * وبالا عصام بالله * ولما التهي عن عمادة الطاعين
 والامراء وضكم به الله مزدوج العلمكم يعقلون * فهل هذا الا ليعلمكم وليطهركم على اعداء الذين *
 ولما اسوة حلفاءكم الراشدين * وسلاطيتكم الاقلين * وشهداءكم المجاهدين * وحمودكم
 الساتحين * التي انتم في النار محرقون * الا ليصلحوا بالكم في الدنيا وليكونوا من الذين
 لا خوف عليهم ولا هم يحزنون * ولتلا تكونوا من المحسنين * في الحياة الدنيا وتكونوا في الآخرة
 من المكرمين * فهل شغل لكم كل الدين * وكل اباب الكتب المبين * وما انتم بها من
 المكلفين * وبقي لكم ما بقي من كلمة الشهادة * ولحي مسترعة * وعما تم متطوية * وانتظار
 الحجة فاستطروا الى معكم من المنتظرين * اولهم البسات ولكم السون * ولكم الحجة بغير اذى

ثم اعني انهم لم يزلوا يسلون الاولين بنبينا سنا من الجهد العثا لعل يجعلون لاهلهم الشرا ما ان لا اهل وال وهذا ما عر الله بعوله ويحكمون في الناس سخطه * ولما
 قاسمهم * راد انفسهم بالاناس كل وثقة مسودا وهو كواهم * (٥٤ - ٥٥) * في جعلوا له حقا باصنام من السبع العول المائل عرها ولا يمسهم حقا معطاً
 وطيباً وهدى ما جعل يسلمون في دما لاهل صانعين عن ذمتهم *

وَلَهُمْ فِيهَا مَادَامُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَطَافَ بِهِ خُصْرًا * قُلْ هَلْ تَتَّقُونَ إِلَّا الْخَيْرَ
 أَعْمَالَهُ الَّذِينَ صَلَّ سَعِيَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صَبْعًا *
 أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبَّطُوا أَعْمَالَهُمْ وَلَا تَجِدُ لَهُمْ يَوْمَ يُنْفَخُ الْوُحُوشِ ذُرِّيًّا * ذَلِكَ
 سَرَّأَوْهُمْ خَسَفَتْ كَقَرِّهِمْ وَأَوَّلُ الْخُذِّ وَالْأَنبَى وَرُسُلِي هَرَوًّا * (١٨-٢٠-٢١) وَلَمْ تَكُونُوا مَكْرًا تَغْلِبُ عَدُوًّا *
 وَيَقُولُونَ مَا سَأَلَى الَّذِينَ نَفَرُوا * أَفَلَيْسَ اللَّهُ بِحَكَمٍ مُحْكَمِينَ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا مِنْ دُونِ يَوْمِ الَّذِينَ *
 وَهَلْ يَحْذَرُكُمْ أَحَدٌ مِنْ دُونِهِ يَهْدِي الْعِدَابَ الْمُتَهِنِينَ * فَلَمْ تَكُنْ تَوْفِيقَكُمْ وَلَا تَصْلَحَكُمْ * وَتَقَطَّرُ
 الْقُرْآنُ وَتَقْطَعُونَ ❦

يا حارب المسلمين، وأرحمة المستثنين، المستضعفين في الأرض العالين! قد قال الله لكم فاتقوا الله وأصلحوا دعات نبيكم وأطيعوا الله ورسوله إن كنتم مؤمنين (١) * وقد قال لكم إنما المؤمنون إخوة فأصلحوا بين أخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون (٢) * وهل يتم إصلاح دين أخويكم وهل أتم مؤمنون * وهل أتم في تلك مفسلون * أوفى الأخوة شاملون * هل حكم من التطم والتسق ووحدة الأمة والطاعة والمواخاة والمواساة والمعاونة وخوف العذاب وطهر التواب ورهب الفساد ورعب الضلاح فكونوا من المؤمنين * هل يتم تطهير أولي الأمر منكم وتردون نراكم إلى الله أن تذاعنكم في شيء والله بأمركم به إن كنتم مؤمنون (٣) * هل لكم الأمر والجماعة * هل لكم من أمير أو أمير أو أماراة * هل هل من أمر من شيء ومن جمع من شيء * ومن نظم * ومن صورة * تغذون في الأرض كالآباء المكسور * وتنشرون كالهباء المسحور * فكيف لا يواحدكم الله ولا يحاسبكم، بأن كنتم من المفسدين * اعلموا لكم كرماد

ثم بعد من هذا الايات الله من حاب سعة وحط عليه ولم يعد مما كتب على نبي في هذه الدنيا فم الذي كرهوا وهم الذين لا يحسن في الاخيرة الا الحسنيين
فالمعروف والعلم العلية هي الامانة لعل الاخيرة عند الله والذين يحبونهم يحسنون صفتهم صفة من الاحياء ولا يجهلون ان يعالجوا والذين
هم كثر من انفسهم كذا علمنا وهم الذين يكرهون الله حقاً كما قال الله عز وجل قل الذين يكرهون ان ياتيهم الله تعالى ما لم يشاءوا من غير ان يكرهوا
ثم استوعبوا في ذلك من الصلوات الخمس والجمعة والعيد والاعمال الصالحة التي هي واجبة على المؤمن من غير ان يكرهوا
ما في الكفر هاتين ثم الامانة التي هي واجبة على المؤمن من غير ان يكرهوا ثم الامانة التي هي واجبة على المؤمن من غير ان يكرهوا
ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر فاحسبوا كذا وكذا

ونظرون وتعذرون في عذاب الرب والمليكة بأسطوا الذين هم في شوقكم آخر خالقكم
 اليوم محزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق وكنتم عن آياته تستكبرون ﴿١٧﴾
 ولا يقضى عليكم فموتوا ولا تحفف عكم العذاب لا تكملوا صبرهم على ما كنتم تعملون ﴿١٨﴾ ولا أصلي
 عليكم اليوم ولا استعمر لكم وإن استعمر لكم سبع سنين هل يعمر الله لكم ولا انتم حرون به و
 الله لا هدى لغوم السركين ﴿١٩﴾ فاصبحوا ولعلكم تذكرون ﴿٢٠﴾ ﴿٢١﴾ ﴿٢٢﴾ ﴿٢٣﴾ ﴿٢٤﴾ ﴿٢٥﴾ ﴿٢٦﴾ ﴿٢٧﴾ ﴿٢٨﴾ ﴿٢٩﴾ ﴿٣٠﴾
 ﴿٣١﴾ ﴿٣٢﴾ ﴿٣٣﴾ ﴿٣٤﴾ ﴿٣٥﴾ ﴿٣٦﴾ ﴿٣٧﴾ ﴿٣٨﴾ ﴿٣٩﴾ ﴿٤٠﴾ ﴿٤١﴾ ﴿٤٢﴾ ﴿٤٣﴾ ﴿٤٤﴾ ﴿٤٥﴾ ﴿٤٦﴾ ﴿٤٧﴾ ﴿٤٨﴾ ﴿٤٩﴾ ﴿٥٠﴾
 ﴿٥١﴾ ﴿٥٢﴾ ﴿٥٣﴾ ﴿٥٤﴾ ﴿٥٥﴾ ﴿٥٦﴾ ﴿٥٧﴾ ﴿٥٨﴾ ﴿٥٩﴾ ﴿٦٠﴾ ﴿٦١﴾ ﴿٦٢﴾ ﴿٦٣﴾ ﴿٦٤﴾ ﴿٦٥﴾ ﴿٦٦﴾ ﴿٦٧﴾ ﴿٦٨﴾ ﴿٦٩﴾ ﴿٧٠﴾
 ﴿٧١﴾ ﴿٧٢﴾ ﴿٧٣﴾ ﴿٧٤﴾ ﴿٧٥﴾ ﴿٧٦﴾ ﴿٧٧﴾ ﴿٧٨﴾ ﴿٧٩﴾ ﴿٨٠﴾ ﴿٨١﴾ ﴿٨٢﴾ ﴿٨٣﴾ ﴿٨٤﴾ ﴿٨٥﴾ ﴿٨٦﴾ ﴿٨٧﴾ ﴿٨٨﴾ ﴿٨٩﴾ ﴿٩٠﴾
 ﴿٩١﴾ ﴿٩٢﴾ ﴿٩٣﴾ ﴿٩٤﴾ ﴿٩٥﴾ ﴿٩٦﴾ ﴿٩٧﴾ ﴿٩٨﴾ ﴿٩٩﴾ ﴿١٠٠﴾

والبقية من صليحه ١٥) يحزن انفسهم من الناس كذبتهم هذا هم وسادتهم وكل المران شهد على ان الله عني بالحق هذا اليوم واما قرون محزون
 هذه من المديون من الناس احدا يظنون واحدا يظنون واحدا يظنون واحدا يظنون واحدا يظنون واحدا يظنون واحدا يظنون واحدا يظنون واحدا يظنون واحدا يظنون
 وقال الله تعالى في سورة الاحقاف ﴿١٧﴾ ﴿١٨﴾ ﴿١٩﴾ ﴿٢٠﴾ ﴿٢١﴾ ﴿٢٢﴾ ﴿٢٣﴾ ﴿٢٤﴾ ﴿٢٥﴾ ﴿٢٦﴾ ﴿٢٧﴾ ﴿٢٨﴾ ﴿٢٩﴾ ﴿٣٠﴾ ﴿٣١﴾ ﴿٣٢﴾ ﴿٣٣﴾ ﴿٣٤﴾ ﴿٣٥﴾ ﴿٣٦﴾ ﴿٣٧﴾ ﴿٣٨﴾ ﴿٣٩﴾ ﴿٤٠﴾
 ﴿٤١﴾ ﴿٤٢﴾ ﴿٤٣﴾ ﴿٤٤﴾ ﴿٤٥﴾ ﴿٤٦﴾ ﴿٤٧﴾ ﴿٤٨﴾ ﴿٤٩﴾ ﴿٥٠﴾ ﴿٥١﴾ ﴿٥٢﴾ ﴿٥٣﴾ ﴿٥٤﴾ ﴿٥٥﴾ ﴿٥٦﴾ ﴿٥٧﴾ ﴿٥٨﴾ ﴿٥٩﴾ ﴿٦٠﴾ ﴿٦١﴾ ﴿٦٢﴾ ﴿٦٣﴾ ﴿٦٤﴾ ﴿٦٥﴾ ﴿٦٦﴾ ﴿٦٧﴾ ﴿٦٨﴾ ﴿٦٩﴾ ﴿٧٠﴾
 ﴿٧١﴾ ﴿٧٢﴾ ﴿٧٣﴾ ﴿٧٤﴾ ﴿٧٥﴾ ﴿٧٦﴾ ﴿٧٧﴾ ﴿٧٨﴾ ﴿٧٩﴾ ﴿٨٠﴾ ﴿٨١﴾ ﴿٨٢﴾ ﴿٨٣﴾ ﴿٨٤﴾ ﴿٨٥﴾ ﴿٨٦﴾ ﴿٨٧﴾ ﴿٨٨﴾ ﴿٨٩﴾ ﴿٩٠﴾ ﴿٩١﴾ ﴿٩٢﴾ ﴿٩٣﴾ ﴿٩٤﴾ ﴿٩٥﴾ ﴿٩٦﴾ ﴿٩٧﴾ ﴿٩٨﴾ ﴿٩٩﴾ ﴿١٠٠﴾

شهيقكم وانكوا بدموعه فاصبه على حراب بلادكم وفساد احوالكم ودهاب اموالكم واسكوا
 الهم صعب فتيتكم وقلب حيلتكم وفساد حكمكم وفساد امركم في الدنيا فليس يحسبوا لكم
 ولخاصوكم من هذه المصيبة ان كانوا فادرس * ولا اسحبون لكم الا انهم يكفرون بعبادتهم
 كلاً ويقولون ما كنتم انا نعبدهم (٢٨) * ولم يعمل لكم ان بعدنا ان بعدتم وما نحن
 بما حودن بما فعل الجاهلون * وما اسم الا انكم يكفرون بعبادتهم وتقولون ما بعدهم
 بل ننبههم ديناً ومسلماً ان الله جعلهم خطيئاً علماً وهادئين لما وما احلنا بل استحكم
 ديننا، وليسهم الى اسلامنا ولمد حل الحجة مسمكين باذنا بال اولمنا، ولعل الله يفر
 ابواب السماء لنا، وكل هذا احار الله لنا، وما اختلاف اقسام الارحمة لنا، فما بعد الا الله
 لا نسرك به في القول سباً وما نحن الا من للوحدس * فلن يعمل معكم هذا المكر
 فانكم بعدتم بخلق عملاً ومعناً وشهدوا رباً بالاً والهة وتعللون ما بامرنا نكرم من
 ما بامرنا الله فما الله بعاقل عن عبادته وما الله بغافل عما تعملون (٢٩) * والله لا تقهر
 لكم ابواب السماء ولا تدخلون الجنة حتى يلم الجمل في سم الخياط فانكم كذبتم يا ابان الله
 اسكنهم عنها وذلك جزاء الجحدين * وسعبد في انات الله مخبرين * معاندين علمها بكم
 مستصعبين بعصمكم بصا مظاهرهم ومعاندين على الاتم والعدوان والشت الا ليم
 والذين يسعون في آياتنا مخبرين اولئك في العذاب محضرون (٣٠) * فلم يقل ربكم لكم
 ولا تكونوا كالذين يقرءوا وحلقوا من بعد ما جاءهم البينة وهم يقولون انهم عباد الله
 فاحجة لكم اليوم فانكم اشركم فمقرقتم وظلمتم انفسكم فصرى عليكم الذلة والاسك

* هذا اما اجمع المسلمين من احاديث نبينا صلعم فلا تشك في انه من اشترى الامانة فاق المسلمون يعودون به ويستشهدون به في ما ناهوا عنه
 سباً من الله ولا يحقون ان الايمان والاسباب هي التي يدعونهم بها *
 * الا سار الى قوله تعالى ان الذين كانوا اسماً واستكبروا عنها كما هم فيهم انوار السماء ولا تدخلون الجنة حتى يلم الجمل في سم الخياط
 وكذا في مخبري المخبرين * لهم من محضهم وها قد بين في ذلك مخبري القليلين (٣١-٣٢) *
 * اي من ان هذا هو الخياط المعاصرون اسكنهم واصنعوا بعصمكم

بطهر من كلامكم و اموالكم ولكن استوفى بما في قلوبكم ان كنتم من الضدين *
 انتم حواصدهم وكم يستوالى ما انتم في الغلب مستترون * فما هذا في التماثيل التي انتم لها
 عاكفون (٥٢، ٥١) * وما الاوتان التي انتم في صدركم مرتنون * سبون صدوركم
 لتخفوها متا و انتم في الحق لمبررون ما يريدون ان تستروا في قلوبكم ما كنتم * فما هذا
 تحت الاولادكم التي انتم بها تعنون * وما منعكم سديكم و بياكم * وما وس حنكم
 هذا الى اموالكم و انفسكم و صدم تغشيبكم ارواحكم و عتدركم و الله رعتكم الى الابد
 و اثماتكم * و ما هذا الولع بالمال و الاستعجال بالنساء و الرجال عن الرب للتعال * و
 استهتاركم على رتكم بعاش الانساء و معظم الاموال * و ماوش حنكم للعصا طرا المقطرة
 من الذهب و الفضة و الخيل المستومة و الانعام و الحرب (١٣) و اقطاع الارض و بعاش
 الظرب * و ما صم اشبهاتكم الى الاطعمة اللذيذة * و الله انساكم النعيسة * و ون سهواتكم
 المرضية * و بعل هو انكم النفسية * و ملات حنكم الحبوة الدنيا * و صوة عتقكم بالاعمال العاطية
 و غروب بحكمكم بالمال * و قد سغفكم بالحمال * و هل جففة الدنيا * و غوى العزة السابعة
 الاخرى * و الاخرون من اصنام الملاحى الملاعب ما سواها و ستنتى * فلا تعدوا لافصى * فلا
 تشفون بما انتم بعدون في قلوبكم ولكن تشفون انتم لا تعدون * من و الله الهكم حتى القين *
 الحنكم بالاموال لرب العالمين * و بالاولاد لآلاء الدس المتين * و بالشهوات
 لانتقاء وجه العزيز الحكيم * و بالاهواء لحصول رضوانه العلى العظيم * انطبعونه كما
 تطيعون اولادكم الاقربين * في الشفاء و حسن عمرهون * اما انتم تحاهدون في الله
 بجهادكم في البسين * و سعيكم لا على الارحام الاخرين * بالليل و بالنهار مبيتين مصحين *
 افلا تعبدون حكامكم المكرمين النعمين * و بدعوهم رغباً و رهبا لهم ختعين * و تعرضون

عليهم صفاءً زكياً سَخَدًا كَالْحَرَمِ مِنَ الْمَوْجِ . مد حسن مسعفين من الدل في الاصفاد
 مقربين * الَّذِينَ يَتَّبِعُ اللَّهُ يَجْعَلْ يَسْرَ لَكُمْ وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَجْعَلْ لَكُمْ فَاكِهَةً
 اَعْلَمُ اللَّهُ لِيُطْعَمَ دَابِرَكُمْ وَلِيَجْزِيَ دَابِرَكُمْ وَالْبَاقِينَ * فَعَدَفَ اللَّهُ فِي فُلُوكُمْ
 الرِّعْبَ مِنْهُمْ فَاَتَمَّ لَهُمْ عَابِدِينَ * مَسْمُوكِينَ بِهِمْ وَلَوْلَا سَمْعُهُمْ * اِنَّا سَمِعْنَا حَسْرَةً كَافِلَ
 حَسْرَتِهِمْ وَتَعَدُّ نَهْ مَعَارِمًا تَعَدُّ بِهِمْ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يَحْسَبَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ١١٣٩
 وَتَرَى الْمُؤْمِنِينَ إِذَا بَلَغَتِ الْمُلَاهُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْكُفْرَ مِنْ أُولِي الْأَرْحَامِ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ
 أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ
 لِيَكُونُوا لَهُمْ عَرَّةً ١١٤٠ * كَلَّا سَطَعُوا دَابِرَكُمْ وَيَقْطَعُونَ أَسْبَابَكُمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْكُمْ صِدْقًا
 اِفْلَحَ مَن تَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَهُوَ لَا يُخْلِفُهُ أَمْ يَتَّخِذُ الْوَحْيَ حُكْمًا أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّ اللَّهَ
 اِمْتَلَأَ بِكُمْ وَانْسَاءَكُمْ وَانْسَاءَكُمْ الْمَكْرَمِينَ * وَدَقَّ اللَّهُ لَكُمْ نَائِمًا الَّذِينَ آمَنُوا
 إِنْ مِنْكُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الْكُفْرَ وَالْكَفْرَ وَالْكَفْرَ وَالْكَفْرَ وَالْكَفْرَ وَالْكَفْرَ وَالْكَفْرَ وَالْكَفْرَ
 وَمَنْ يَتَّبِعْ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ
 وَسَيِّئَاتِهِمْ أَوْ يَرِيدُوا أَنْ يَخْلُفُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ وَالْعَرَّةَ
 وَالَّذِينَ آمَنُوا أَسْأَلُكُمْ عَنْ اللَّهِ ١١٤١ وَلَا يَدْخُلُونَ فِي حُفْرٍ مِنْهُمْ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ * وَمَنْ يَتَّبِعْ
 مَنْ يَتَّبِعْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أُنَادُوا يُحْشِرُوهُمْ كَيْفَ يَشَاءُ اللَّهُ ١١٤٢ فَمَا هَذِهِ الْأَوْيَانُ وَالْأَرْبَابُ لَا أُنَادِيكُمْ
 بِالْعَبَسِ * مَنْ وَنَّ اللَّهَ الْغُلَامِينَ * إِلَهُ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ثَلَاثُونَ لِلنَّاسِ حُجَّةٌ بَعْدَ الْعَذَابِ
 أَنْ كَانُوا غَافِلِينَ رَتَّ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ أَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ * وَلَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا
 فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ١١٤٣ * فَاتَّخَذَتْ أَلِهَةٌ مِنْ وَنْه فَاَسَدَ اللَّهُ أَمْرَكُمْ فِي الدُّنْيَا
 وَحَلَّ عَالِكُمْ سَأَلَكُمْ وَدَقَّ أَرْهَابَكُمْ حَقًّا عَلَيْهِ يَعْصِدُ الْمَفْسِدِينَ * وَفَضَى اللَّهُ عَلَى قُرْبَى كُمْ

في العقاب الله انقم التامان * ولا تشركوا بالله ان الشرك لظلم عظيم (١٣ ١٢) * والله
 لعلم الفساد المقيم * ودليل على العذاب الاليم * والله يحرق على الظلمين * يستدبرهم
 من حيث لا يعلمون * يفرقهم ويقطعهم فيما يتغلل احد الا الهه صرعا عن الناس * و
 يترقبهم كل ممر فينظرون الناس عن كل مكان امن * ومن يشرك بالله فكأنما خر من
 السماء فخبطه الطير او نهوى به الريح في مكان سحيق (٢١ ٢٢) فلا عدوان الا على الظالمين
 (١٩٣ ٢) * والذين آمنوا ولم يلبسوا ابايهم بظلم ابيك لهم الامن وهم مهيمنون (١٩٣ ٢)
 ما اتها المسركون الظلمون المعاصرين * اسم بالوحد ندعون * واسم على الله مقترون *
 وعلى اسلامكم عتو * افلس الله عالم فاستردن وما لعلون * اما هو يحيد مما تدرون ما انه
 تكلمون * اولاهو يحول بين المرء وقلبه ويعلم ما في قلوبكم وما تظهرون * افليس الله باعلم
 العالمين * واحكم الحاكمين * وامكر الماكرين * يقولون بافواهكم والبس في قلوبكم
 ونصف السنتكم الكذب تشهد على ايمانكم ويوحيدكم ايدى بكم وارجلكم ساهدة على ما في
 صدوركم من الهكم الى اسم لها السجود * والى اسمها مكلفون * وانكم يفعلون ما بانكم
 لئلا ينهاتكم يوما اسم يعا على ما يامركم رب العالمين * فيحسم على المسلمين اعداء الصبا
 المعاصرين * ما تاسيهم من شهادة شركهم الا كانوا بها كافرين * ويقولون انها حق بعدد ولا تستد
 به شيئا وحس على ذلك من الشهددين * ما قولنا والسنا وصلواتنا وكلما اتنا وحانا وعما ثمتنا
 الهه الله واحد وما نحن بما خوذنا بما نفعل بل بما نقول من كلمات الكفر وما نحن
 في الله قائلون * بل الله كلمنا بالقول وقال لبنيهم قل هو الله احد (١١٣ ١) ما نحن بصاردين
 عما جاء في الكتب المدين * واليوم طأركم معكم وتشهد على ايمانكم احوالك الستة فلم
 بعدكم الله بذنوبكم ان كنتم من الموحدين المؤمنين * الله ولي الذين آمنوا يخرجهم

(٢٥٤) مَنْ طَلَبَ الْحُبَّ وَالْحَزَبَ إِلَى نُورِ الْعِلْمِ وَالْإِيمَانِ أَوْلَىٰ بِاللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا
 هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا سَفُورًا لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَبْوَ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا يَبْدُلُ الْوَعْدَ
 اللهُ ذَلِكَ هُوَ الْقَوْمُ الْعَظِيمُونَ ﴿٢٥٥-٢٥٦﴾ فلهم في الدنيا ما يساءون وما يسهمون * وما ينزكم
 في هذه الحوبة إليها العاقلون الجاهلون ! إلا أن يحذرون ويعدون بالعذاب الآليم * فالعوا
 لبس نفي عند لا تكملون ما لا يفعلون * وما السرك إلا في العمل وما يربدا الله منكم من شيء
 إلا أن لا تسلموا وجوهكم لعبادكم كسما إناة نفرون * وقد قال الله وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ
 إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٢٥٧﴾ فما العبادة إلا أن تفعلوا ما أسديت تؤمرون • وأن لا تطيعوا من دونه
 ساء ولا تصمتوا ولا تسركوا به ما لم ينزل به من سلطان مبين * وإن كان السرك سيجيكم
 للأوثان المحترمة خاضعة من دون سائر الآلهة فما هنكم الله عن أهواؤكم ولأنكم وسهواتكم التي
 تشغلكم عن ربكم وإقبال لنبته اتق الحجارة واتخذ من دونها ما شئت سكينة لقلبك لأن
 الحجارة هي المعبودون الذين يغضبونني أشد غضبا فلا تسرك في حجر ولا تصاد بهم تكفرون *
 وإن لم يكن سركهم في عهده وثنا من أوبان فلو يك الماطنة سوى لأصنام المحجرة الظاهرة من
 ثلاثمائة وستين التي كاستخدم في حرف الكعبة وإن كان هذا مبلغ سعادته ومعظم دسه و
 استدجهاة في الأسلام فوالله لا أحد كره هذه الحكاية المهمة في الكتب المبين * بل أوداكم
 معكم وفي فلوكم وتحييتكم عن إيمانكم وعن إيساركم لارغبكم عن ربكم وتمهكم عن طاعة عماله
 وخوفه وتمعكم عن كل ما يصلح بالكم وما يوجبكم ويعقوبكم فلذلك منعكم الله عن السرك
 وهذه ما كثر سولكم في عهده كسرة نامة لو كنتم تعلمون * افترعون أنكم تعبدون ربكم بصلواتكم
 والحق أنكم لا تعبدون إلا أنفسكم ولا تحذرون * فوالله ما أشغل الهوى بأصنامهم الظاهرة
 المحجرة وظننهم ما تشغلكم أصنامكم الباطنة المفرقة ووالله ما هم بمشركين في عبادتهم إلا الجار

معانرا ما انتم تسركون * فما اعتد الا بالعمل وما العادة الا لخدمة المولى وما الحمد الا
 طاعته وما الطاعة الا لاعتناء بهما امر الامرون * وما صلواتكم من عادية وصومكم من
 طاعة وسركونكم من صدوق او تحاكم من حدة حتى تسلموا وحوكم الله كآفة وقاطبة و
 تجاهد امة حتى تجاده وتعذوه حتى قدرة وتعلوا به اقل ما لم تفعلا بل يحاكمكم
 المحبوبين للعزدين . واولادكم الا فرحين . وطواغيتكم المعوقين . واولاكم الخلفين
 وسهوانكم المعززة . واهواءكم المكتومة * فهل انتم تصرون على عصيانكم من بعد ما
 جاءكم التوبة * والقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم شيئا * واعلموا ان
 الله يحول بين المرء وفليته (٢٢٢ هـ) * ويحول بينكم واوليكم المسسكرة * واعلموا انه عزيز
 ذوالقوة * فاما المسسكرة والقولون ! ايكفكم ان تقولوا واحدا نأمرهم وتحنوا من بعده
 اربابا بعد رباب لتعدوهم عملا وتجاهدوا فيهم ثم تسئلوا الله عليه حق هذه الحدة .
 واحر هذه العباد . والجنة الآخرة . وجأت الارض المخصرة . ابلابكم ان تسئلوه
 من اجر على انتم تفعلون * فبئس ثوابكم انتم اموالكم يؤخذى اجر عند الله وينفق عليه و
 يضعف له احره والعبد لا يزال يخدم جاره ويجتد عذرة ويسجد لحصه ومع هذا لا يزال
 يشهد على كونه واحدا بلسانه ليللا ونهارا وانبتوى بالوصى عن عبدا طويقه حسانه
 مع عصيانه وطغيانه لان العبد ستماء واحدا او قال له احبب لمسامه كثره بعد مرة
 فهل يحب عليه من اجر او يلزمه من حق بهذا القول والشكر ان كنتم صدقين * فاهل
 انتم موفون عهدكم او مؤثرون احقكم بحادكم الذي يستميكم احدا ولا يفعل شيئا ثامون *
 فلن تجعل الحارة راحة مثل هذه في هذه الدنيا ولو حرصتم كل حرص فاعترفوا بانكم
 باحق من المشركين * وان فلو كنتم تشهد على عركم وانتم الاعليون بما بكم الماكرون * وان

الله بعدنا سر كما في الدنيا وان نحن الا من المعصوبين الضالين * من الذين حرم الله على
 قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظيم (٢٠٤) * ذلك بانهم استخفوا
 الحجة الدنيا على الآخرة وان الله لا يهدي القوم الكافرين (٢٠٥) * اولئك الذين طبع الله
 على قلوبهم وسمعهم وابصارهم واولئك هم العفلون (٢٠٦) * ومن الناس من يقول
 امنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين (٢٠٧) * يحذرون الله والدين امنوا وما يخشعون
 الا انفسهم وما استعزوا (٢٠٨) * افرأيت من اتخذ الهة كقولك واصلة الله على علمه
 حرم على سمعه وقليه وجعل على بصره عشوة فمن يهديه من بعد الله افلا ترون (٢٠٩) *
 فموبوا الى الله قوله تصوجا (٢١٠) وطهر وانفسكم من رحا الشيطان * وعصوا قلوبكم من
 الاوبان * وابوا في صدوركم ماء مستبدا للرحمن * حقاء الله عار مشير كين به (٢١١) احل امر
 الاصنام بها الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب
 جميعا انه هو العفو الرحيم (٢١٢) * ايبوا الى ربكم واسئلو الله من قبل ان ياتيكم
 العذاب ثم ان تصبوا (٢١٣) * وما اموالكم ولا اولادكم بالتي تقر بكم عند ما تلقى الا من
 امن وعمل صالحا فاولئك لهم جزاء الضعيف مما عملوا وهم في الغرابة امنون (٢١٤) * فانيها
 الذين زعموا ان امنوا فاقوا الى الله قوله تصوجا عني تكلم ان تكلم عنكم سبها لكم ويذحلكم
 جنب محرمي من غير ما الا نهم (٢١٥) التي اخرجكم منها وذلك هو الفوق العظيم * ولا تهنوا ولا
 تحزنوا وانتم الاكلون ان كنتم مؤمنين (٢١٦)

يا حزب المعتدين ويا معشر الظالمين ١ السركن بالحق بيت العالمين ان كان اباؤكم وانسابكم
 واهوا انكم واورا حكم وعينوا نكم واموال افترق قوتها وحرارة تخشعون كسادها وصديكن

م حصص من الموص في هذه الآيات (٢٠٤) (٢٠٥) (٢٠٦) (٢٠٧) (٢٠٨) (٢٠٩) (٢١٠) (٢١١) (٢١٢) (٢١٣) (٢١٤) (٢١٥) (٢١٦) انه من استخف الحجة الدنيا على الآخرة هم الذين طبع الله على
 قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة لا يهديهم ما عاينوا من الاعمال الطالحة في الدنيا وشهدوا بالحق انهم هم الكافرين في الآخرة
 قوله تعالى ان الله لا يهدي القوم الكافرين (٢٠٥) وقوله واولئك هم العفلون (٢٠٦) (٢٠٧)

تَرَوْهَا حَتَّى الذُّكُورِ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ وَجَاهِدِي فِي سَبِيلِهِ فَتَرَوْهَا حَتَّى بَأْنَى اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ
 لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٣﴾ * وَقَالَ لَكُمْ لَا سِحْرَ وَأَنَا كُمْ وَإِخْوَانُكُمْ أَوْلِيَاءُ
 اسْتَعِزُّوا بِالْكَفَرِ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَمِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾ * الْمَسْكُونِ
 فَأَعْلَوْ الظَّالِمِ الْعَظِيمِ * فَأَتَتْهُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَهَا كَمْ مَدَّ اللَّهُ بِدَبَابِكُمْ وَحَدَّثَ بِسَلْبِ
 مَهَانَتِهِ وَنَازِلِهَا مِنَ الْأَرْضِ وَسَعِيَتْ تَعْسُدُ الْأَمْرِ اللَّهُ فَسَدَّ اللَّهُ أَمْرَكُمْ وَدَتَّكُمْ وَهُوَ الْفَقْرُ
 الْمَسْ * وَعَلَوْكُمْ فِي الْأَرْضِ يَمْلُوكُونَ حَتَّى أَتَى اللَّهُ وَاجِبًا وَهُوَ (هـ ١٨) وَلَنْ نَمُتَ الْبَارِئَ إِلَّا بِمَا
 مَعْدُودَةٌ (٢٣) * مَعَتِ اللَّهُ عَلَيْكُمْ عِبَادَ اللَّهِ أُولَى بِأَسْ سَدِيدٍ فَاسْوَا حِلَّ نَارِكُمْ حَاكِمِينَ *
 عَرَوَاتِي غَمْرًا دَارِكُمْ حَاكِمِينَ * فَخَلَسَ فَرَصَاتُ الْحُكُومِينَ * وَعَصَبَتْكُمْ رَكْمَ عَصَبِ الْأَرْضِ
 عَنْكُمْ وَعَنْ بَاقِي * فَصَافَتْ عَلَيْكُمْ الْأَرْضُ بِمَا رَحِمَتْ (هـ ٢٥) وَسَبَّ عَلَيْكُمْ الْعَارَاتُ وَصَرَمَ
 عَرَضَاتِي فِي الْعَهْمَاتِ * وَعِبَادَةُ أُولَوِيَّاسَ مَحْرُوكُمْ مِنْ دَارِ الْإِدَارَةِ وَطَهَرَ الْفَسَادَ فِي بَرَكَمِ وَهَرَمِ
 مَا كَسَبَ أَيْدِيكُمْ لَيْدِ يَفْكَمُ بَعْضُ الَّذِي عَلَّمَكُمْ لَعَلَّكُمْ يَرْجُونَ * فَأَصْرَتْكُمْ عَلَى مَعْصِيَتِكُمْ وَتَبَاوَعَتْكُمْ
 وَتَعَاجَرَتْكُمْ وَبَوَاكَلَتْكُمْ وَتَحَادَلَتْكُمْ فَدَهَبَ اللَّهُ بِحُكْمِكُمْ وَسَعَلَكُمْ أَمْوَالَكُمْ وَأَهْلُكُمْ مِنْ
 دُونِ اللَّهِ وَرَسُولَكُمْ سَعَلًا نَافًا وَكَثُرَتْ فِيكُمْ الْأَحْلَاطُ وَالذُّنُوبُ وَارْدَتْكُمْ كُفْرًا وَظُلْمًا وَ
 فُسْقًا وَشُرْكًَا فَفَصَّصَ اللَّهُ ذَلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَارَهُ هُوَ لَا مَقْطُوعٌ مُصَيَّبٌ (هـ ٢٥) * فَلَمْ
 يَسْ مِنْ بِلَادِكُمْ قِطْعًا أَوْ مَلَكًا إِلَّا وَكَلَّهَا بِعَوْرِ لَيْسَ وَاهٍ بِكُمْ يَمِينَ * فَهَلْ يَمْلِكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ
 (٢٥ ٢٧) * وَهَلْ يَمْلِكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ (٢٥ ٢٧) * كَفَرْتُمْ وَأَخَذَ اللَّهُ فِتْنَةً وَأَفْلَحَ
 أَنْظَرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ (٢٧ ٢٨) * فَطَوَّعَ دَائِرُ
 الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَوْحَدُ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (٢٧ ٢٨) * فَيَأْمَنُ بَعْدُ بَنُونَ وَلَا يَصْلَحُونَ وَيَأْمَنُ
 أَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ * الذُّنُوبُ مَحْبُوبَةٌ عَجُوزٌ عَاقِرٌ طَلِيعَةُ اللِّسَانِ حَسَنَاءُ الْوَجْهِ الْفَتَى

سكره بعل أحد نكاح كل يوم ولا يرال سدائل بعلها وتخل له كل مأساء ويسعى لبعسه حتى
 تصعب قواه وأعصابه ويوهن امره فتركه أو طرده ولا يلد له روحا الا اخرى الحسن في
 العاقبة ولا تذاوم وصاحب الآمن انكرها وامهلها ومن احل بها ولم يدع عبده اليها بل
 بطن من طرف حتى الى حلها وعص طرده عن رحاها ورسمها فلا تدوا هذه العفو الا من
 ابعدها ولا عدها ومن دنا منها فقصيه ومن مال اليها وترعب عنه **وَمَا الْحَوَّةُ إِلَّا لِلَّهِ**
مَتَاعُ الْعُرْوَةِ (٢٥ هـ) * وهذا سر خبيثا وسخيرا ونصفها لكم وفي ذلك فليستهم للتوشيح *
 ولذلك قال الله **وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ خَرْبَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا سَوَآءَ فِي الْأَجْرَةِ مَنْ يَصِيبُ** (٢٦ هـ) ولذلك
 قال **مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ** (٢٧ هـ) وذلك
 حزن الكافرين . الذين يريدون الدنيا والدنيا تطردهم في ثلث اواخر . والذين بعدونها
 فتعدهم حاسثين * وقد قال الله **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ** (٢٨ هـ) ومن بعد
 يؤتاه الارض ان الارض لله **تُورِثُهَا مِنْ بَيْنِ عِبَادِي وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ** (٢٩ هـ) فسلام على المتقين .
 الذين يرثون الارض لا يرثون امة واحدة ويرثهم يتقون . والذين لا يشركون به شيئا في العمل
 ويطهرونه فلو بهم من رحا الاونان ويقولون انما الهنا الله واحد به سنعين . والذين
 يجاهدون اعدائهم بالسيف اموالهم وانفسهم ويهاجرون في مساله لتقوية قومهم ويهزمون
 كل ما يغلبهم من المعبوتين . والذين يطعون اولى الامر منهم ويردون نراهم الى الله اناهم
 ان ننازعوا في شئ لئلا يكونوا من المفسدين . وداموا ادموا في الارض منظمين . وفي السالك
 منسلكين . وفي الآخرة شاطرين * **الْجَاءُ الْغَفِيرُ** الذين يخشون الناس عنهم وهم لا يخشون
 احدا الا عذاب احكام الحاكمين * **الَّذِينَ عَلَى الْأَعْدَاءِ رَحْمَةٌ** لا بعد من الاعلى الظالمين .
 المشركين المفسدين للنصعفين من الرجال فيخطونهم خطفة العفان الشاهين . ويقولون

لا تذرفي الاضاحدا من المسركس • ودنا من الكهرس • اَلَا مَنْ اَنَّى اللهُ يَغْلِبُ سَلْبُهُ
 (٢٧ ٢٨) • وسالك صراطه المسقيم • وطامع واسلم وتنظم ونطوع ولم يفتش الا الله وانى
 معقوى واحس فاولئك من العليين * والذين اذا اصابهم النعوى هم يصدرون (٢٢ ٢٣) •
 وَالْمُتَوَنِّعِينَ إِذَا عَاهَدُوا (٢٤ ٢٥) • اُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (٢٦ ٢٧) * تَلَىٰ مِنْ أَوَّلِيَّائِهِمْ وَأَنَّى
 فَإِنَّ اللَّهَ يُخَيِّتُ الْمُتَّقِينَ (٢٨ ٢٩) * فَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ الَّذِينَ لَا يَرَوْنَ سَاهِدِينَ عَلَى النَّاسِ
 لِرَّهْمٍ وَعَلَى نَوحِدَةٍ عَمَلًا وَمَعْنًا وَيَتَوَلَّوْنَ مَا بَيْنَهُمْ فِي أَعْلَى سِتَّةِ الْعُلَى الْعَظِيمِ * تَلَىٰ مِنْ أَسْلَمَ
 وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرٌ عَمَلًا (٣٠ ٣١) • فَمَنْ تَلَى وَأَصْلَهُ وَالْخَوْفَ عَلَيْهِمْ وَالْأَهْلَ بِحُرْمَتِهِ
 (٣٢ ٣٣) * فَحَسْرَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ كَادَسَاءُ الْبَرِّ يَحْطَهُمْ وَكَسَفَ مِنَ السَّمَاءِ سَفْطَ
 عَلَيْهِمْ وَهُمْ عَالُونَ • عَسَىٰ أَنْ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ وَهُمْ فِي عَمَلِهِمْ يَعْهَدُونَ • وَيَهْوِلُونَ إِنَّا وَجَدْنَاهُ
 إِنَّمَا نَأْتِي عَلَىٰ أَمْرٍ وَإِنَّا عَلَىٰ أَمْرٍ مُّقْتَدِرُونَ (٣٤ ٣٥) • وَاتَّبَعَ الْوَقْدُونَ مِنْ دُونِ الْعَالِمِينَ
 الَّذِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ وَالْجَحِيمِ • طَلَعَتْ كَاذِبَةٌ رَدُوْنَ الْمُصِطْبِينَ (٣٦ ٣٧) * وَلَئِنْ أَوَّلَ لَهُمُ اللَّهُ
 مَا أَوَّلَ اللَّهُ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ مَا لَعَبْنَا عَلَيْهِمْ أَبَاءَ نَأْمُ وَأَوْكَانَ إِنَّا وَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ قَالُوا لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ
 (٣٨ ٣٩) * فَانْقَطِعْ وَأَنَّىٰ مَعَكُمْ مِنَ الْمُسْطَرِّينَ (٤٠ ٤١) * وَشَدَّ وَارِحَالَكُمْ فَلَئِنْ لَمْ يَكُنْ فِي
 صَبْرٍ حَامِسَةٍ أَوْ اقْرَبَ مِنْهُ بِالْبَعْدِ • وَمَطَّسَكُمْ الْحَبِيرَ • وَخَلَّكُمْ حَمْرَةً مِنْ تَارٍ وَفِي هَذَا الْحَالِ
 وَأَسْرَارُكَ الْمَعْلُومِينَ * وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ • الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ • مَلَائِكَةُ نَوْمِ النَّبِيِّ • إِنَّكَ تَعْلَمُ
 وَلَئِنْ كُنْتَ تَسْتَعِيزُ • إِنْ هَذَا إِلَّا الصِّبْرُ الْمُسْتَقِيمُ • صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ • عَلَيْهِمُ الْعُضُوبُ • عَلَيْهِمُ
 وَلَا الضَّالِّينَ (٤٢ ٤٣)

فيما مؤمن السائرين • وبأفوج النعمين • هل سم تدعون ان نذلوا سيرة الله ولا اخر
 بكم ان نضو بهوكم هلالين • مكثرين مسلمين • حامدين وحامدين * هل سم

تسعون ان تعيروا ما لكم بالخرد • او تعيروا عائدته بالخزف والفزع • او تخفروا الارض وتكثروا
السماء كسرا مكثرا المسوا في الارض مرجس * انتم تفتنون بان تبدلوا هذه الارض بغير الارض سماء
غير السماء وسنة عرسنته بعالي الحارية لنفعلوا فها ما انتم تسبهون * بل ترون في خلق السموات
من نفوٲ (٣١) • وفي الارض من صعب • وفي السماء من يعين وفي سنتهم من لبيد او تحول
لسلس لكم او يكاد يركن لكم فتصنعوا فها ما تشاؤون * بل بها فصرا مشبها وسفقا محمولا
ماء غير محول لامدل لعادته وفطرته وحفظها من كل شيطان رجس (١٠) * من شيطانيكم
الذين يوحون الى اوليائهم انهم هم القادرون على ان يبدلوا امره وحكمه بدعائهم وشفاعتهم
وهم في هذه الارض لا يملكون من انهم لا يقدرون * ولن نستطيع ان نعبروه مقدار حبة خرد
ولو اجتمعوا له انهم ومن في الارض جميعا فلما لا ترجعون * بلى وهو المليك العظيم * والاقار العلق
الحكيم * والسماء المعمر * لا يسئل عتافعل (٢١) وانهم يسئلون * فهل تنظرون الا
سنة الاولين * فسبحوا في الارض وانظروا كيف كان عاقبة المكذبين * واحذر المحرمين *
ودله الكفرس * ان سمعوا بعمر لكم فاقبل سلف وان نعوذوا فقل مصبت سنة الاولين
(٣٨) * ستة الكفار المعتدين * عسى ان يكونوا من المقوجين * فوالله انهم بمحض
الله في هدة وما كان لكم ان تعيروا عائدته ولكتم انتم من الغائبين * او مغيبين بالنسبة
من ملان ياتيكم المفاس * وان الله لا يعزب ما يقول حتى يعزروا ما بانفسهم (١١٣) ولا يتر
احدا حتى دبا امره الى الحين * واذا جاء اجلهم لا سنأجروا ساعة ولا يسفرون (٣٩) *
فعاو الى القران العنيم • واهموا الشراك والكفر هم مهجورا فحقا لا عيبا بحجهم * و
نعالوا في كلامه سوءا وسنا وسنكم الا نعبد الا الله ولا نشرك به شئا ولا يكون بعضنا
بعضا اربابا من دون الله (١٣) * فهل استمسلمون * فاطر السموات والارض وما بينهما

وحائق ما لا تعلمون * علم الغيب الهادية (١٢ ٥٩) فعلى عبائس كؤن * وهذا هو السلام
 الذى أتس عليه السموات والأرض وطام كل المكوس . وسطيم الكون المتس . و
 رب كل ما أصلح وأعلم فى العلمين * فطرت الله التى فطر الناس علمه ما لا تدرك بحول الله
 ذلك الدين العتمة ولكن أكل الناس لا يعلمون (٣ ٣) * ومن ندع مع الله الها آخر لا يؤمان له
 به وإنما حسنة عند ربه أنه لا يقبل الكفرون (١١ ٢٣) * ومن تسع عدا الإسلام زنا
 فكن يقبل منه وهو فى الآخرة من الخسرين * وانه فى هذه الدنيا من الأخسرين *
 افتدرون ما فى هذه الأرض للموحدين المسلمين . وما أحرار الغلب الضمير المؤمنين العالين
 من وى القائل الكفر . إن الله ندجل الدين أموا وعموا الضلح جنت شقى من
 يحيا بالانفهم والدين كفر أو يمتنعون وما تكون كما تاكل الأكل والناسوى لهم (١٢ ٣٤) ما
 كانوا يكفرون * والدين أموا بما نزل على محمد وهو الحق من ربهم كفر عنهم سبنا بهم
 أصلهم بالهم (١٢ ٣٤) . والدين كفر أو فمضاهم وأصل أمهم (٨ ٣٤) . ذلك بأن الله
 مولى الذين آمنوا وإن الكافرين لا مولى لهم (١١ ٣٤) * فبأئها المسلمون المعاصرون ك
 تدعون بالإيمان وبالإيمان على محمد وبالكم بال الكفر * ومثل الذين اتخذوا
 من دون الله أولياء كمثل العنكبوت اتخذت بيتا وإن أولئها البؤس لبيد العنكبوت
 لو كانوا يعلمون (٢١ ٢٩) * فبأمن نعيمهم يحسون ويصلحون بالتحادهم الأولياء متعوا
 فى هذه الأرض حتى حين * وبأمن ضل سعيهم فى الدنيا امتوا فى الأرض مشتهى فلبكم
 فرحان . ساهى أسه لكم فى يوم الدين . وما لكم فى الآخرة من التعم . من فصل رحمة
 وشراب وملكه ومن حور عين * ساهى أو ما رحو أو تفاحر أو يسكم فان لكم نار النحر * و
 عذاب ربكم المعمر * ومن دون عذابكم فى الدنيا عذاب يوم الدين * فان الدين هو

[illegible]

الْحَقُّ وَالْأَقْرَبُ سَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (٥٣) • نَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ نَوْمٍ هُوَ
 فِي سَائِثٍ (٥٥) ٢٩ فكيف احتل العالين * بل يرى عمل كل عامل في الدبأ وسعده وبعطه احره مقدار
 حده ووسعه بعد سعيه إِنْ اللَّهُ لَا يُظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسُهُمْ يَظْلِمُونَ (٥٦) ٢٩ * قَسْنَ
 تَعْمَلُ مِنْ عَمَلٍ دَرَجَةً حَتَّى تَخْرُجَ مِنْهُ وَمَنْ يَكْمَلْ مِنْ عَمَلٍ دَرَجَةً سَرَّاءُ تَرَوْنَ ٩٩ ٤٠ • فَمَا أَمَّا طَارِدُ الْعَالَمِينَ
 مِنَ الْحَيَاةِ وَقَابِلُ الْعَائِلِينَ * هُمُ الدِّبْنَ مَا ذَلَّ الْوَأَى الْأَرْضِ مَكْرَهٍ أَسْمَى وَعَاصِدٍ عَمَّ أَرَى
 وَلَمْ يَعْلَمُوا مِنْ أَمَّا حَسْ دَعْوَى وَلَمْ يَكُنْ مَوْنَى أَوْ يَعْظُمُونِ مَعْنَا مَا كَرُمُوا الْهَدْمَ عَدَى فَكَيْفَ كَرُمَ
 فِيهَا الظَّالِمِينَ الْعَادِسَ * وَإِنْ نَكْفُرُ أَسْمَ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمْعًا (٥١) ١٣ • فَايَ أَلَا اللَّهُ دَوَالِقُ
 الْعَرَبِ الْعِلْمِ * أَحْتِ كُلِّ صَاحِبِ قُوَّةٍ وَعِزَّةٍ وَعِلْمٍ مِنَ النَّاسِ الدِّبْنَ أَحْسَدُوا ضَعْفَهُمْ فِي
 الدِّبْنَ وَدَامُوا مَا دَامُوا حَلِيفَ فِيهَا وَحَلِيفَ مَتَى مَسْخَرٍ كُلِّ مَا سَخَّرَ اللَّهُ لَهُمْ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
 مَتَعَكْرِينَ فِي حَلَقِهَا وَمَا بَدَّهَا سَاكِرِينَ بِمَا أَتَاهُمْ مِنَ فَصْلِهِ وَرَحْمَتِهِ حَتَّى شَكَرَهُمْ وَفَدَّاهُمْ الَّذِينَ
 أَحْرَقُوا الْأَرْضَ نَوَسَمُوهَا وَمَسَاوَى مَا كَمَا وَتَسَوَاتِهَا وَخَرَّهَا لِعَرَفَا مِنْ أَمَّا وَمِنْ أَيْنَ كُلِّ هَذِهِ
 وَمَا هِيَ وَلَا هِيَ وَمَا كُنْهَا وَكَمْ هِيَ وَلِبْتَهْدُ أَمَّا فَعَلَهُمْ وَلِسَعْوَا مِنْ فَصْلِهِ سَاثِينَ * حَتَّى تَنْزِلَ
 فِي الْأَرْضِ قَاهِرِينَ عَلَى مَنْ صَعَفَ وَكَسَلَ وَمَكْرَمِينَ مِنْ سَحَرٍ وَبَلَّ مُتَحَلِّقُونَ بِأَحْلَاقِي أَحْلَاقِي
 فُطْرِي وَعَادِي فَاتِي أَمَّا الْخِتَارُ الْعَقَارُ الْعَوْنِي الْعَظِيمِ * وَلَا أَحْتِ الْمُسْنَعِبِينَ الْأَفْلَسِينَ
 صَرَبَ عَلَيْهِمُ الذَّلَّةُ وَالْمَسْكِينَةُ بِظُرُونِ مَنْ طَرَفَ حَتَّى إِلَى النَّاسِ مِنْ ذَلٍّ وَعَيْ سَتَلُونِ عِبَادَنَا
 الْحَقَّ وَمَعْلَمٍ لَا يَبْعُدُونَ عَلَى سَبِيلٍ وَلَا يَمْلِكُونَ يَفْرَا الَّذِينَ يَسْجُدُونَ لِكُلِّ فَوْتَاكَ أَوْ
 صَعْبًا وَيَعْبُدُونَ سِجًّا وَلَعِيًّا لَا صَعْبَ بِهِمْ مِنَ الضَّعْفِ الْعَقَرِ لَا يَحْتَسِبُونَ مَا بَانَفْسُهُمْ مِنْ بَارِ
 السَّقَرِ مَا رَأَى اللَّهُ التَّوَكُّدَ • الَّتِي تَكَلَّمَ عَلَى الْأَيْدِي (٥٢) ١١ ٤٠ • فَتَحَرَّوْهُمْ خَرَقَةً مِنْهَا • رَهْفَهُمْ
 دَلَّهُ دَمَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ (٥٣) ٢٤ • أَعْنَيْتَ وَجْهَهُمْ وَطَعَاتِهِ مِنَ الثَّقَلِ مُظْلِمًا (٥٤) ٢٤ • وَ

امثلت ما بهم الباطل المستوفى وحسن الفعل شكلاً . يَكُونُ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ (١٢٤)
 لا تحسبهم الا حرجاً من دونه خاسين * لا اختهم ولا آمن عليهم لا تتم ما قدر وياحق مدراً و
 ما عرف وياحق معرفتها وانا الذي جعل لهم السم والبصر والا فودة ليعرفوا ربهم شكرين * فعلاً
 ما كانوا يشكرون في الارض وولداً ما يسكرون * فلا يكران لسعيهم اليوم وما هم في حتمنا بدوا خبر
 ا حروا واهبطوا من هذه ان هذا كرم المحمد * وان جنتهم لحيطة بالكافرين * فما ترحمون انكم
 احق بالجنة ولستم تجدون لها وحرقت انتم ما لو كنتم تعلمون * فمن بلقي نعمه الجنة الخلد
 الماطة ان لم يكن له نصيب من نعمه الارض الظاهرة افلا تعملون * ومن كان في هذه اعمى
 فهو في الآخرة اعمى (٢١٤) ومن الضالين * فما الجنة الا لوارى جنات الارض وعيونها
 وما العاقبة الا للستقين * >>>

وانما المسلمون النصارى المعاصرون الداس بظنون انهم يظلمون في هذه الارض وان
 الله يظلمهم بمسئته منصروفاً عما يعملون ويعتدون . ملا تكم بظلام للعلماء * ان الله لا يظلم
 الناس شيئاً ولكن الناس انفسهم يظلمون (٢١٥) * يفعل ما يشاء وهو لطيف بما يشاء
 ان الله هو العليم الحكيم (١١٢) * ولا اخذ وان الا على الظالمين (١٩٣) * الذين يبعدون
 الله ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون (٢١٦) * وما اصابتكم من مصيبة فمنكم مما كنت
 ايلكم (٢١٧) فمن ساء فلدرهم الى فانوبه وحدوده وتحد الى ربه سبلاً ويصبر عليه و
 بسعير الله وكثير الظالمين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون (٢١٨)
 (١٥٦) * ومن ساء فليصبر على مصيبه وان الله عني عن العلمين (٢١٩) * وما لشاءون الا ان
 يمشاء الله رب العلمين (٢٢٠) * ما مشيتك الا ان ليس للانسان الا ما يجهد واهشيتك

في حور القاري من سدرة هذه الآية اسلمت من روض شرب مصافها ههنا باسمها آخرة بعد ربه - فالجهد هو الجهد واستادون سبلاً الآية بسا حكمهم بها مشاءون
 وان الله من سعوى الدنيا سعيها لمعاً ليعودوا به وروى في الحكم ليعودوا بها من سعوى - فلا سباً في ان معنى هذه الآية بالزود فاعلم الله بعلمه ان الله
 لا يسكن الا ما يجر (٢٢٠) ولا يريد منه ولا الفصن ما به من الرجال منه انه ما ساد تشاؤن الله فلا يمد على شيء حتى يمدن الله عليه من لده هو ليس بصحيح +

ألا ما يفعلون وما تقولون * وما منتهى الآقا نون له * فارجعوا إلى قانونه وعادته مرة أخرى
 ليكون لكم في الدنيا والعقبى ناساً * * مهملات فمهمون فهو سا محكم ويؤدى أجركم البكره
 معوصين لأنه لا يكاد ان يتداخل في مستنكم او يعارض سعيكم حتى تنتهون * * لحيكم ابر
 يعدكم بالعدل * ويرن سعيكم بالفسطاس للسعد * * فيما نساءون إلا أن نساء الله
 رت العلون : (٢٩ ٨١) * * ومن قال اتى راحته اليه محذرة عدة من فوره * وأوليك علمهم
 صلوات من تهمهم ورحمة * وأوليك هم المهملون * (١٥، ١٣) * فلا يحمدون وتنظر اهل ايموا
 الى رتكم وارحموا اليه * وما هذا اجه حق حمادة لیساء رتكم كم ما سهمون * فانه لا ساء
 كم سنا حتى نساءون * ولا يحصى حتى شهمون * * فيما نساءون إلا أن تيماء الله رت العلون
 (٢٩ ٨١) كم معاد ما تعلمون * * فسحق رت العزة عتاً بصقون : (١٨، ٣٥) * * ويقولون
 لا حيرة لنا في اعمالنا وما لنا من الامر من شيء فكيف نعتبر ما بانفسنا حتى ساء رتنا ما ساء وما
 نحن متأقنى شيء إلا ما بساء العزيز الحكيم * يغفر لمن يشاء * * ونعذب من نشاء : (١٣٨ ٣) * وان نحن
 الا من المعلومين المحسنين * * فما هذا الا مكرهم بانفسكم ولنقر وامن السعي ومكر والتثبات
 وما الله معتر ماكم حتى تغتروا ما بانفسكم وما الله تعالى عما تعلمون * * إن الله لا ظلم له متعال
 دتره وإن لك حسنة يصعقها : (٣٣ ٣٣) فسحق رت غما يصف القاريون الجاريون الذين
 قالوا ما رتبنا الا ملك مسند لا قانون له ولا يحكم الا ما يسمي من فوره متصرفاً عما يحول له عدلاً
 واصولاً * ويحدنا على ما نفعل ويعدنا ما نفعل * وقد رتبنا كل ما فعلنا وما نفعل من قبل
 فلا محص لما عتايريد * انه على كل شيء قدير * * بل قانونه مستينته * وما منتهى الآقا نون
 واهرة * وما يساء الا ما يوافق بامره * وما يامر الا ما يطابق مستينته * وما يعذب الا من بعد ان علم
 حخته وتبين قانونه * وما الانسان الا فاعدا على فعله * ولا يكلف الله احداً الا وسع نفسه

وحل اسنطاعه • ولا بربر وارز الا وزر • ولو كان فيهما ذلك مستتباً مثل ما يصعوبه
 لفصلت السموات والارض • ولا طلع الشمس مثل هذه • ولا جاء الليل بهذا التمتع وهذه
 الضحية • ولا تغورت التحوم او طلع المد بكل هذا النظم والتسوية • ولا حرب الفلك في الجبر او
 سال الماء في الاودية • او احرف النار او حرب كل ما يجري في عادة الله المؤكدة المستمرة •
 فوالله ما بعث كل هذا الملائكة بل وما اعد نهايا الا بمشئته * وما مشئته الا عادته الجارية *
 وما عادته الا ما شاء الله اعطى كل شئ خلقه ثم هدى ١٢٠٥ * كل يعمل على شاكلته ١٢٠٦
 من اول يوم خلق فلن يحد لستب الله تبدل لانه ولن يحد لستب الله فحو بلاه ١٢٠٧ * و
 من هذا الفصل خلق الانسان في ابي صورته ما شاء ١٢٠٨ ركبته * جعل له سمعه وبصره وقوة
 وبت له فطرته وعادته • وقدر له وسعته وقدرته والهمة فحوره وعصمته • خلقه فخلق
 له السبيل يستره ١٢٠٩ - ١٢ * ومع هذا النزل عليه كتابه * فم من شاء من بعد ذلك فلا سكره
 ومن شاء مكفره * وما كتابه مضى به * كلاً انك كسرته من شاء ذكره ١٢٠٩ - ١٢ * اولا
 سداً وقراناً ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً ١٢٠٩ * افا ان الله
 على كل شئ قدير بل على ان الانسان لا يعد على شئ سبياً * بل قدرة بعد على ما يعمل
 واعتاد كل عمل اخر * وان قد الانسان فادماً مستتباً • وحله سبياً بصيرا ١٢٠٩ - ١٢ برصائه
 ورعيته ابها المحملون • ولم يرض عنه من قدره اقل يوم خلقه ولا يحالفكم الا في ما
 تفعلون بمشئكم * ولا كف ابدكم عما تعملون برضاكم ورضيتكم • فما شاءون الا ان يشاء الله
 رب العالمين ١٢٠٩ - ١٢ * فما هو الا ان مشئكم مشئته • وان لم تكن مشئكم بابعة مشئته
 فتقولوا ما انشاء شئ الا ان شاءه ربنا من قل فانه اطلقكم وارسلكم رسالة تامة واعتاد جوركم
 بقدر سعيكم ووسع انفسكم • فهل لكم من حجة بعد هذه القدر والعدل ان كنتم صديقين *

وقيل الإنسان ما أكره لا طوره ١٤٠ . نعمل ما نوصيه . ثم يقول الله أحذره . فمن اس حذره . و
 نعمل العمل وسعمل أرحله وأبدنه . ولا نحالفه أحد فما نفعله * فأتها المسلمون العديون
 الحارثيون ! ما حريتم إلا ما عملتم حتى الآن . وهل لحرون بعد ذلك إلا ما يعملون * أحذروا
 انفسكم واقدروها فانكم لن تؤثروا متعال حته احرا حتى سعيها . هذا ما فعل الله لنا وهذا
 ما احذرنا عليه . ولا جبر علينا الا ان نعمل ما امرنا به احكم الحاكمين * الذي لا نبت لاحد مقام
 حكمه . واتباع امره حكم لا ريب . وهو القوي العربي الحكيم .

فأمعسر المسلمين المحمدين ! هل بقي لكم من بعد الذي نعتز به اليه من وسيله الا ان
 تسعوا لانفسكم سعيًا مساعيًا لبلادكم وهاذا ملاطاي به ولا سئق . لترضوا الله فان الله لا يرضى
 الا عن العوم العاملين * اعمالوا على مكانكم حد امكانكم . واسئقوا الفوز ولا تمنوا في رحمتكم
 الما طل ان امرنا قد تجاوز عن سعدنا . فعسى الله ان يحاور عتنا منعظا علينا واحسانا لنا مصرا
 عن سعدنا وجهدا او يرسل علينا مهلا يامشرا يهدى ويقربنا . ويعبر على اعدائنا . فتكون
 من الغالبين * فما هذا الانتظار الا لآمانه فونكم . وتوهين امركم . وتضعف اعظانكم
 في الدسا . وما اتاكم بهذا الكذب الا لئلا تتركوا المفسدين المحلقين * فلا مهدي لكم اليوم
 الا من هدى لكم . وهذا لكم الصراط المستقيم صراط الذين ١٤١ . ١٤٢ . اعلم الله عليهم .
 من نصركم ومن بذل ضعفكم قوة وخوفكم امنا . ولا سعادة على نعمة المهدي في القرآن الا ما احذ
 في احاديثكم الصعبة الموصوعة . وان كان لنا من نبي او رسول ماى من بعد حمد الاسماء اسماء
 مهدي فلما لا نشكر الله هذا الامر المهم في الكتب المبس * ولا نجد من قولكم الله يهلك الظالمين
 اذا اتاهت تعبرت فانه لا تعبرون في هذه الدنيا حتى يعثرون * وللبس الذي انتم تنظرون اليه
 ونرى من اثار القبيح . وما لكم من علم علما انتم اعلمنا عند ربي . ما يكم بعة

وانتم لا تشعرون * ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخبرون (١٣١:١٦) * وما هي الا
قام قيامتكم واتكم في موبكم تخاهلون * وتخذعون انفسكم في موب اعدائكم وتارغم
على نارهم وانكم لم تعلمون * وما يظن رجل احوال الا ان الارض ملئت من الاحولين * فلا تد
لكم من ان تسعوا وتفهموا ان اردتم ان تحتوا المقادير . وتؤثرون ان تكونوا في زمرة الاخلاء . فانه
الله لا يهيى الموتى وهو على الموتى حتى تحموا انفسكم وتخرجوها حاهدين * وما لكم لا تسبغون
من يومكم وموبكم وساثر الناس قد تيقظوا من نومهم . والشمس قد بلغت بمعدل النهار اول
تشعرون * وما لكم نطون ان خلقكم الله عبدا وانكم اليه لا ترجعون * هو الذي جعل لكم
خليفة الارض وادع بعضكم فوق بعض رحيم لیسبلوكم في ما انفسكم (١٣١:١٧) وخلق الموت و
الحياة لیسبلوكم انكم احسن عاقلين (٢٠٦) افلا تعقلون * وان ربك سميع عليم والله يعصم
رحيمكم (١٣١:١٧) * فاستمعوا من ربهم في مصاحمهم والذين يرحون لقاء ربهم يطمعون ويعملون *
يتجافى عنهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفا وطعنا وميمنا رفقهم يعقون . فلا تعلم نفس ما
اخرجهم من فترة اعين خزايا كما كانوا يعملون . اذ من كان مؤمنا كان واسعا الاستواء
(٣٢-١٨) . وما لكم تصعمون وتعسفون . وتعلمون ولا تؤمنون . وتظنون ولا تعملون .
وانتم الا تعملون ان كنتم مؤمنين (١٣١:١٣) * وانما الذين امنوا وعملوا الصالحين فلهم حيث المأوى
زكيا كما كانوا يعملون . وانما الذين فسقوا فمأواهم النار وكلما اردوا ان يخرجوا منها ليعبدوا
فيها وقبل لهم ذوقوا عذاب النار الذي كنتم به تكذبون . ولنذيقنهم من العذاب الاذى
دون العذاب الاكثر لعلهم يرجعون (٣٢-١٩-٢١) * ارجعوا فان العذاب الاذى قد تم وعل الله
يحدث بعد ذلك عذابا اخر فتكونوا من الدارين * اعملوا ولا تطوا انكم بهجري الله وتستطيعون
ان تعلموا منه اوسعوا من افطار السموات والارض بل لا تغفلون مما كنتم على شئ افلا تدرون *

اعدون على ان يكونوا اسلاية على حكامكم الذين بعهم الله عليكم اوصتوهم سبئاً ولوحصنهم . فكم
 طمعون على ان يصروا الله او يحرموه مآلت التمتوب والارض واحكم الحاكمين . بل هل سمعوا
 لكم اذا اسألتوهم سبئاً . او سخطونكم بكم حين نزلهم . باسمهم سبئاً . بعهم الله
 عليكم ليجن لكم في الدنيا ولعظكم كالآلما يريكم وما جعلكم ولا تردوا عن العوم الكفرين *
 كفرتم يا حكام الله وكذبتم بها ووليتتم . فاستدل قومكم لا نصروهم سبئاً ولا نصروه
 فانقلبوا خسرين * عمادة اولوئاس فقبل الله بعضهم على بعض درخت . يرون الارض على
 سلطان منه . لانهم احسنوا في هذه الدنيا واصبحوا وانفوا واسلوا وحوهم له . ولم يتخذوا
 ارباباً من دونه . ولم يعبدوا الا الله . ولم يسجدوا لغيره . ولم يتخذوا الهاءهم واولئاءهم
 الهه . ولم يتفترقوا . واعصوا بحمل الله جميعاً . ولم يصرفوا شئاً . ولم يفتعوا امرهم بينهم
 حزناً . واطاعوا اولي الامر منهم بالعدل ووجه . وردوا نزاعهم الى الله حين ساءعوا . وحاهدوا
 باموالهم وانفسهم . ولم يولوا اديارهم حين الباس . ولم يفرقوا عن العمال . وهاجروا من مكان
 الى مكان لنعوبه سلطانهم واحراء حكمهم في الدنيا . وهجروا اكثر ما يلحق الانسان من رجز
 الشيطان . ومن لب العداوة والعضاء بينهم . واسلكوا انفسهم في الاحقة . ولم يعتد بعضهم
 بعضاً . ولم يجتسوا بينهم . ولم يترزوا في انباء عمودهم . ولم يرفعوا اصواتهم فوق صوت
 امرهم . وعظوا الصبارهم واصواتهم عدوا الى الامر منهم . ولم يجتسوا الا الله . وتفكروا في خلق
 السموات والارض حل امكانهم . وساحوا في الارض ومساواي منكم ما حد سعيهم . وقد روى الله
 حق قدرة مدارس اعماله . وعرفوه حق معرفته بئس فطره . واحاروا كل ما جرى في العادة . و
 تركوا اكل ما يبعد فيها . وفعلوا اكثر ما امر الله من دنيا في الكتب . وغوا عن هذه في الحلة . وصاروا
 من الذين احسنوا واصلحوا . فادخلهم الله في الصالحين المحسنين العبدين * وورثهم

الأرض ومساكنكم التي كنتم فيها آمنين * وقد كتب الله في الزبور من بعد الذي ذكرنا الأرض بيننا
 عبادي الصالحين * إن في هذا للعلامة لِقَوْمٍ عَابِدِينَ (١٠٠-١٠١) * وقد قال لكم إن الأرض
 لله نورها من نساء من عبادته والعلامة لِلْمُتَّقِينَ (١٠٢) * فاعلموا أن الأرض لله * ودرجوا صحتها
 العطرة * وعلموها نوره * وطلعوها أحوال مخلوقاتها * وطلعوها على عاداتها وخصائصها * واسمعوا
 أمر معاشهم وسعهم في الدنيا * واسمعوا نال فلاح الأقوام وصلاتهم * واسمعوا للبر والملكوت
 السموات والأرض * ولطلعوها على عاداته تعالى وسننه * ولركوا ما بعد في العادة فولا واعنادا *
 واسمعوا ما يجرى فيها عملا ونظرا * وتخلقوا باخلاق الله * وبما صلح من عادات مخلوقاته السليمة *
 وماتوا المحبت من الظن * ومحبوا الثواب عن الخطاء بجلال مقامهم * واستعملوا اسمهم وبصرهم
 وقودهم لطلبوا العلم من أعمال الله من دون الظن * فعرفوا أعماله تعالى ليعرفوا ربهم * وليعلموا
 ما ربه منهم ومنهم * وأسمنه فيهم * ولخصوا حقائق العطرة * وبتنوا دقائق الأسنة ليعلموا
 منها فريضة الإنسان * ثم استعملوا لها * وصلوا من المفحين * درسوا كتاب الله * بل حجة
 البالغة الكاملة * وكسبهم عن راسنهم ليعلموا * وقد قال الله لكم إن في السموات والأرض لآيات
 لِلْمُؤْمِنِينَ (١٠٣) * وخلق الله السموات والأرض بالحق إن في ذلك لآية لِلْمُؤْمِنِينَ *
 (١٠٤) * وسخر لكم في السموات وما في الأرض جمعا مائة إن في ذلك لآيات لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ *
 (١٠٥) * وما خلقنا السموات والأرض وما بينهما إلا بالحق ولكن أكفرهم
 لَا يَعْلَمُونَ (١٠٦) * وسخر لكم الليل والنهار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بأمره *
 إن في ذلك لآيات لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (١٠٧) * واختلاف الليل والنهار وما أنزل الله من السماء
 من زرقا فاجابه الأرض بعد موتها وتصريف الرياح آيات لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (١٠٨) * وإن في
 خلق السموات والأرض واختلاف الليل والنهار والشمس والقمر والنجوم ما أنزل

اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ قَائِدٍ فَاحْتَارِبَهُ الْأَرْضُ نَعْدَمُوهَا وَتَكْفِيهَا مِنْ كُلِّ دَائِدَةٍ وَتَصْرِيفِ الدِّيَارِ وَ
 السَّحَابِ الْمُسَحَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا تَبْلُغُ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٦٣﴾ * وَفِي حَلَقَتِهِ وَمَا تَسْمِعُ
 دَائِدَةُ أَنْ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿١٦٤﴾ * وَلَنْ يَكُنْ فِي أَحْوَابِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا حَقَّ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
 الْأَرْضِ لَا تَبْلُغُ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٦٥﴾ * وَهُوَ الَّذِي حَلَّ لَكُمْ الْجُودَ لِيَهْدُوا إِلَى طُلُوبِ الْبَرِّ
 وَالْبِرِّ قَدْ فَضَّلْنَا الْأَنْبِيَاءَ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿١٦٦﴾ * وَوَدَّعَالَ اللَّهُ لَكُمْ وَمَا مِنْ دَائِدَةٍ فِي
 الْأَرْضِ وَلَا طَيْرٍ يُطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أَمْرٌ أَمَّا لَكُمْ قَرِيبٌ فِي لِكْمٍ مِنْ شَيْءٍ
 ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ﴿١٦٧﴾ * فَاحْذَرُوا أحوال الدواب والظهور واطلوعها على حوائجها
 واحلافها وقشور الطامح ماعها وعواملها وعلموا مستقرها ومسودعها وفحصوا عن نظمها
 سمعها سنها صنع الله الذي علم كل مخلوق درسه * وأعطى كل شئ حلقته ثم هدى ﴿١٦٨﴾ *
 إلا الإنسان فلم يطمع به صراطه * إلا أنه أعطاه سمعه وبصره وفؤاده * لعلم ما قريبه
 في الدنيا * ويدرس ما يريد الله منهم * ومن دون هذا أعطاه الكتاب الذي حاد به الأنبياء
 ما فرط الله فيه من شئ * وأظهر فيه كل ما خوله ويهده * وأشاره إلى كل ما سمعه ويضربه *
 يتسأل لكل شئ ﴿١٦٩﴾ * وقصص كل شئ ﴿١٧٠﴾ * لعلمكم تتدبرون * وسفكروا فيه حل فكركم و
 تدركم ولتكونوا من المفلحين * الذي ما كان لكم أن تأتوا به لو اجتمعت الأسر الجن له فانه أنزل عليهم
 الله ﴿١٧١﴾ * فهل أنتم قسسلون ﴿١٧٢﴾ * ولا يزال الحكماء الطبيعيون من العرب يطلعون على أسرار الطبيعة و
 عوائد العادة وأحوال المواليد الثلاثة من الجاد والنساء والحوانح فظهر عليهم ماثلة أمم الانسانية ما هم المخلوقات
 السفلية والمسألة بدرقاع عجمها وينعوا نداء الحروب الحيوانية الخاصة * ولم يدركوا ذلك حتى لاحت لهم
 الحقيقة * وأنصبت لهم الطريقة * وأستبدطوا من كل هذا العلم القانون الذي تيسر

وهو حق بن سيد الغزالي مطالب هذه الآلة للهمة النافعة ويظهر فيها أسرارها كآلة تعالى قد بين فيها فافهم بعلمه الإلهام لا ما سميته بنسبها كآلة
 السعلاة وحصى صفاتها من سلك صراطه السعدي والحق للعاون الذي يحرق في العادة (كما فعل الذوات والطرف) وهو الذي سلك الصراط
 الذي ما كان من المخلوقات السفلية * ولذلك قال في سببهم أحركهم فيكون (في طبعه) كافي في السعلاة وما
 والذين

عَنِ الْعَصُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ ٢١ * فَرَعِمُوا كَذَابَ اللَّهِ وَفَرَاهُ مَا حَلَمُوا
 كَذَبُوا ۝ فَرَكَا بَأْسُهُ تَنَلَّى عَلَيْهِمْ فَلَمَّا عَلَيَّ أَعْقَابُكُمْ تَكْصُوفٌ ۝ مُسْكِرِينَ ۝ بِهِ سِيرًا
 نَهَضُونَ ۝ (٢٣-٢٤-٢٥) * فَمَلِكُكُمْ كَمَلُ الْجَمَادِ نَحْلُ اسْفَارًا ۝ (٢٦-٢٧) ۝ كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ
 حَمَلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَوَّاهُا ۝ (٢٨) ۝ يَشْءُ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
 الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ (٢٩) * اِنَّمَا قَالَ اللَّهُ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَنْ فِيهَا لَاطِلًا
 ذَلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۝ (٣٠-٣١) ۝ فَكَمْ تَرَاهُمْ يَنْصَرِفُونَ عَنْ هَذَا الْحَقِّ ۝ وَاسْمُ مَا تَطْلُمُ
 السَّرْعَتِ الْمَوْصُوعِ إِلَى مَا أُنْزِلَ اللَّهُ بِهِ مِنْ سُلْطَانٍ ۝ (٣٢-٣٣) ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَكُونُونَ فِي الْقُرْآنِ
 مَا جَزَاءُ مَنْ يَكْفُرُ إِلَّا خَيْرٌ فِي الذَّنْبِ وَهُوَ فِي الْأَحْزَانِ مِنَ الْحَدِّ وَالْإِسْ ۝ أَوْ مَا قَالَ لَكُمْ فِي الْكِتَابِ هُوَ
 الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ صَبَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ لِنَعْلَمَ أَعَدَّ السَّيِّئِينَ وَالْجَسَّاتِ مَا خَلَقَ اللَّهُ
 ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ (٣٤) * فَمَا عَلِمْتُمْ مِنَ الشَّمْسِ مِنْ شَيْءٍ ۝ وَمَا تَنْتَهُمُ
 مِنَ الْقَمَرِ مِنْ نُورٍ ۝ وَعِبَادَةُ أُولَئِكَ مَكْرٌ مِنَ الْإِنْسَانِ لِيَعْلَمُوا حَقِيقَتَهَا ۝ وَيَقْدِرُوا كَيْفَ
 وَكَيْفَ هِيَ ۝ مَعْرِفَاتُهَا مِنْ مَنْ بِهِ قُلُوبُهُمْ ۝ وَيُرِيدُ هُوَ إِمَامًا ۝ وَلَمَّا كُنُوا مِنَ الشُّكْرِ ۝ وَلَقَدْ عَلِمُوا
 الَّذِينَ أَوْفُوا بِالْعِلْمِ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ فَصَبَّحَتْ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ أَتَوْا
 إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (٣٥-٣٦) * اِنَّمَا قَالَ اللَّهُ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ أَنَّهُ كَيْفَ فَصَّلَتْ آيَةُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا
 لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ (٣٧-٣٨) * وَلَقَدْ جَاءَهُمْ كِتَابٌ فَضَّلْنَاهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ
 يُؤْمِنُونَ ۝ (٣٩-٤٠) * اَعْلَمُوا أَنَّكُمْ الْمُسْتَرْعُونَ الْخَاضِرُونَ الْعُلَمَاءُ بِالْحَقِّ فِي لَعْنَةِ الْقُرْآنِ اِم
 الْحُكَمَاءُ الْعَرَبِيُّونَ الطَّاعَتُونَ الْعَاصِرُونَ الَّذِينَ عَلِمُوا عِلْمَ السَّنَنِ وَالْحِسَابِ ۝ وَرَأَوْا مَلَكُوتَ
 الْمَلَكُوتِ بِالْمَقَانِ * أُنْزِلَ الْقُرْآنُ لَكُمْ قَوْمًا جَاهِلِينَ * اَفَكُنَاكُمْ هُدًى وَرَحْمَةً لَكُمْ اَم

(المقدمة من الصفحة ٢٢) فَمَلِكُكُمْ كَمَلُ الْجَمَادِ نَحْلُ اسْفَارًا ۝ (٢٦-٢٧) ۝ كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ
 حَمَلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَوَّاهُا ۝ (٢٨) ۝ يَشْءُ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
 الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ (٢٩) * اِنَّمَا قَالَ اللَّهُ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَنْ فِيهَا لَاطِلًا
 ذَلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۝ (٣٠-٣١) ۝ فَكَمْ تَرَاهُمْ يَنْصَرِفُونَ عَنْ هَذَا الْحَقِّ ۝ وَاسْمُ مَا تَطْلُمُ
 السَّرْعَتِ الْمَوْصُوعِ إِلَى مَا أُنْزِلَ اللَّهُ بِهِ مِنْ سُلْطَانٍ ۝ (٣٢-٣٣) ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَكُونُونَ فِي الْقُرْآنِ
 مَا جَزَاءُ مَنْ يَكْفُرُ إِلَّا خَيْرٌ فِي الذَّنْبِ وَهُوَ فِي الْأَحْزَانِ مِنَ الْحَدِّ وَالْإِسْ ۝ أَوْ مَا قَالَ لَكُمْ فِي الْكِتَابِ هُوَ
 الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ صَبَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ لِنَعْلَمَ أَعَدَّ السَّيِّئِينَ وَالْجَسَّاتِ مَا خَلَقَ اللَّهُ
 ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ (٣٤) * فَمَا عَلِمْتُمْ مِنَ الشَّمْسِ مِنْ شَيْءٍ ۝ وَمَا تَنْتَهُمُ
 مِنَ الْقَمَرِ مِنْ نُورٍ ۝ وَعِبَادَةُ أُولَئِكَ مَكْرٌ مِنَ الْإِنْسَانِ لِيَعْلَمُوا حَقِيقَتَهَا ۝ وَيَقْدِرُوا كَيْفَ
 وَكَيْفَ هِيَ ۝ مَعْرِفَاتُهَا مِنْ مَنْ بِهِ قُلُوبُهُمْ ۝ وَيُرِيدُ هُوَ إِمَامًا ۝ وَلَمَّا كُنُوا مِنَ الشُّكْرِ ۝ وَلَقَدْ عَلِمُوا
 الَّذِينَ أَوْفُوا بِالْعِلْمِ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ فَصَبَّحَتْ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ أَتَوْا
 إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (٣٥-٣٦) * اِنَّمَا قَالَ اللَّهُ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ أَنَّهُ كَيْفَ فَصَّلَتْ آيَةُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا
 لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ (٣٧-٣٨) * وَلَقَدْ جَاءَهُمْ كِتَابٌ فَضَّلْنَاهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ
 يُؤْمِنُونَ ۝ (٣٩-٤٠) * اَعْلَمُوا أَنَّكُمْ الْمُسْتَرْعُونَ الْخَاضِرُونَ الْعُلَمَاءُ بِالْحَقِّ فِي لَعْنَةِ الْقُرْآنِ اِم
 الْحُكَمَاءُ الْعَرَبِيُّونَ الطَّاعَتُونَ الْعَاصِرُونَ الَّذِينَ عَلِمُوا عِلْمَ السَّنَنِ وَالْحِسَابِ ۝ وَرَأَوْا مَلَكُوتَ
 الْمَلَكُوتِ بِالْمَقَانِ * أُنْزِلَ الْقُرْآنُ لَكُمْ قَوْمًا جَاهِلِينَ * اَفَكُنَاكُمْ هُدًى وَرَحْمَةً لَكُمْ اَم

لقوم آخرين * انما قال الله لكم في القران ان الله انزل من السماء ماء * فاحرثا به سراب
فخلفا الوانها * ومن الجبال حد و مض وخمر مختلف الوانها وغرايب سود * ومن التايس
والذوات والاعوام مختلف الوانها كذلك انما يختص الله من عباده العلماء ايمان الله عز وجل
عفو (٣٥ - ٣٦ - ٣٧) * افهلا وكم الذين لم يعرفوا الماء * ولم يتدبروا نمرات الارض
ولم يتدبروا الوانها المختلفة * ولم سيدروا في الجبال لعلوا جدها البصر الحمر * ولم يتدبروا
طعمها السود النافعة الى احربها العرب واصلمها وافلم * والذين لم يعرفوا الوان التايس
والذوات وغيرها من خلق الله * اهم حرقوا بان يستمروا العلماء ام العربيتون الذين جعلوا على
الارض سا فلها * وبدلوا سا فلها عالمها * وصعدوا بجزرها * وغوروا في بطمها * وصعدوا على
جبالها * ولم يتدبروا من الارض شيئا الا عرفوا احسها وقبحها * وزيتوا الارض بزخارفها * وحلوا
لحملة العلم والابحاد والفصل والرحمة * الذين احسنوا في هذه الدنيا علما وعلماء واصبحوا
بالهم في الدنيا والآخرة فالتوى بشهادة علمكم ان كنتم ضد قين * افا لم اجدوا بهذا
اللقب في قلوبكم على جهالكم القائمة المتعدية * واذا هانكم المحملة الحاملة * وبرا هيكم الشهيعة
وتحتكم الى ليس بالعة او مافعة * واجتهدا انكم المقرقة المستنقة * والبسناكم البسرة * وعانكم
المطوية * فاوا برها ان كنتم ضد قين * انما قال الله لكم في الكتب انما جعلنا ما على الارض
زينة لها لئلا ينسوا لهم انهم احسن عملا (١٨ - ١٩) * فليتوبوا ما احسنتم في هذه الدنيا وما علمنا
وما الذي على الارض جعله زينة لها * فالعربون الذين تستمروهم الكفار بلسانكم وتطونهم
اصحاب النار والمغضوبين عليهم في ربكم فدا سا فوا على ترهه الارض وروسا من الخشب وفيها
تماسيم من الحديد * ونحت البحر جبالا من الفلز * وفي جبالها طيور من الرصاص
فيصفون فيها فتكون طيرا بان الله يطير في الهواء كالسحاب الداف * ويوفون في افراها و

محارها فحصى في البحر لآلئها وأكاليجها المبهوب . وبعلا من معالدها فسعى في الارض
 كدآلة العابه . وما كان فيكم مسحة من علم هذه الحائث العراف ، لا احد في صدوركم
 ادها لكم من شيء الا ما بسحقى منه وبسهره العالمون * فلا شك انكم محزونون ومحدلون و
 تعلمون في هذه الارض لانكم لم تعلموا الله حق قدره . ولم تعرفوا حق معرفته . ولم تشكروا حق
 شكره * اتحدتم الصفوف الارض ماسها وما علمها باطلا وعينها . واحكام ريتكم زهقا وهسا .
 فابطلكم الله وارهقكم . تشرون في الارض كل مخلوق الفهوق . ويزيدكم كالا حلاف الاحلاف
 بطردون من دار الى دار من الضعف والذل حاسين * والمغربتون العالمون الذين عرفوا
 رتبهم بواسطة صحفهم العظم ودرسوا كتاب الله فهم الذين يطئون في الارض وطاة العالين
 تعظمهم وهم الذين سألوا منكم سلا فتعصون ايا ملكم عليهم من العصب الاسف ويقولون ما
 هذا الا انهم ارادوا الدنيا ففعل الله لهم في الدنيا ما شاء . ونحن يريدون الاخرة وما لهم من نصيب
 في الاخرة ان ساء رسالت الغلبين * فاما في عملنا كما اتينا الضالون الضالون * وموبوا
 بظلمكم على قوتهم ولا خلاق لكم فيما اسموكم بعمون * ان في صدوركم الا كثر وبعا حرسكم
 فموبوا في صبعكم معاخرين * والله ما ساء ريتكم بهم ما سئتم ولا هرب انكم اقمتم في الاخرة
 من المحذولين * اما مال الله لكم واتركنا الحذر يدا فيه ثباتين شديدين وَمَا فِعْلُ النَّاسِ لِيَعْلَمَ اللَّهُ
 مَنْ تَصْغُرُهُ وَرُسُلُهُ بِالْعَمْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ (٢٥) * اما اسمهم بهذه الآية امر الكفار
 القوتون المعززون * واسمهم بغير باخلاق الله العوتى العربى امر التصارى الوتتوس * و
 انتم اسمعتم من الحد بدو العربيتون الحد دون السلدادون * اولو ثباتين شديدين ثباتين شديدين
 سكاكبهم وسدوهم ليحدوا عليهم وسددوكم ولا استطعون ان نتخذه وهم عاخرين * و
 يبتغون فعلا من الله في ممالك الارض وبه ربحون * فقد علم الله انكم لا صبر فيه ولا رساله

في اعدائكم ان اعدوا لله ما استطعتم من قوته ومن زناط التحيل رهبونا به عذ الله وعدكم
 واجرب من دونهم لا تعلموا لهم الله يعلمهم ٤٠ * فكذب علماءكم هذه الاله وضلوا
 عن سبيله حين لم يدعواكم الى حكمها * ولم يحتوكم على جمع قوتكم * ولم يحترموكم على القبال و
 الدافع لرهسوانه اعدائكم * ولا شك في انهم هددكم الى عذاب السعير * مستوفين عن علمها و
 حكمه الله التافعة للعالمه التي يحيى فيها والمغرضون كلهم صددوا بهذه الاله بالعلل وامنوا بها
 ما استطاعوا * وبذلوا احوالهم امانها * واطاعوا الله ورسوله فصاروا من المخلصين * في الدنيا
 ولا شك انهم في الآخرة من عبادة المؤمنين * فحضر الله لهم من الارض شجرها * وشجرهم
 الجمال والاهبار * والماء والهواء والجماد والتار * وسخر لهم الدق الذي يركم خوقا وسهم
 طبعاً * والريح تحرى بامرهم في الترو والجحر * والتار تحترق نادهم * والملاذ نصو على حركة اصابعهم
 وسخروا انعام الارض ليجلوا اودارهم * والذباب ليرداد وهم ربحا وبعثا * وسخروا مسلح من الحن
 والناس لخدمهم * واسألوا على الارض عموماً من الذهب العصه والحد يد اساءه الحماره
 ليعرفوا كل ما نعى في الارض من الناس ما نعى من طرق معاشهم * ومن البلاد وما نعى من اسالب
 تهدمهم * بطراً الى ناليف قلوب الرعنه وسلب حقهم * فوالله ما جاهد قوم قط في هذا
 الدنيا مل ما جاهد الغرب في دما ساهدا * ولم يعرفوا الله من اعرفه * ولم يعدوه مثل قتل و
 فكيف لا يؤذي الله احوالهم وبوقهم حتى عبادهم في الدنيا ويتم نعمه عليهم ان كانوا سكرس *
 وكيف لا يستخلف في الارض الذين امنوا بالله بالحق وعملوا الصالحات اذله سكود
 حليم * فالمليكة اكرهم سبحانه لهذا القوم * وهلاك البرق عدهم لبادنهم انرا

(المقدمة من الصحة ٥٥) وكيف اثنى الله على القطر بل كيف فعل الله كل هذا المعجزات المعجزات التي يعلمون من هذا العنبر الاثني والعشرون
 العربية التي تقدم ذكرها فلا شك انهم يشكرون ربه على شكره ويقبلون به حتى دونه والريح يحرق بامرهم كما كان يحرق في عهد النبي
 وغيرها من الاعمال التي ذكرنا على هذه القصة - وسياتي سرية الحق على صحة ٥٥ - الله من هذه الامتاحة ١٢

ثم الاشارة الى قوله تعالى وعذ الله الذين امنوا بكم وعملوا الصالحات لتسكنوا في الارض كما استخلف الذين آمنوا بكم وعملوا الصالحات ١٢

الْمَلَائِكَةُ لَا يَسْجُدُونَ لَكُمْ الْآنَ وَيَقُولُونَ هُوَ حَيْدُكُمْ خُلُقًا مِمَّا هُوَ مَعْصِلٌ وَخُلُقُهُ مِمَّا هُوَ الْآبِتُ
 سَيَحْمِلُهُ وَنَفْسٌ * وَلَا تَطْعَمُ مِنْ لَا يَطْعَمُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ * وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَعَلَّمُونَ
 إِلَّا الْعَالَمُونَ * (٢٩ ٣٠) * فَمَا يَتَّبِعُهَا الْمُسْلِمُونَ الْجَاهِلُونَ الْمُتَصَبِّعُونَ الْعَاصِرُونَ ! إِرَوْنِي مَا دَا الْحَسَنُ
 هَذِهِ الذِّبَابُ * وَمَا سَعِينُمْ فِيهَا * مَا الَّذِي فِي الْأَرْضِ يُسْجَدُ لَكُمْ * وَمَا الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ سَعَةً * مَا اسْتَعْتَمْتُمْ مِنْ
 الْحَدِيدِ * وَمَا أَحَدٌ لَكُمْ مِنَ الْجُودِ السَّوْدِ وَالْبَيْضِ * مَا اسْتَسْطَمْتُمْ مِنَ الْفَطْرِ * وَمَا اسْتَفْرَدْتُمْ مِنَ الْعَادَةِ * إِلَّا أَنْكُمْ
 الْخِزْيَانَةُ * وَعَلِمَاؤُكُمْ كَمَا بَشَّاءُ اللَّهُ هَزْأً وَهَجْرًا * وَدَسَّ لَهُوَ وَلَعْمًا * وَفَطْرُهُ بَاطِلًا وَعَبَثًا * وَلَيْكُنْ هَذَا
 وَهَجْرًا * هَجْرًا بِالْفِرَانِ وَحِكْمَةٍ * وَتَنْدُونَ وَرَاءَكُمْ عِلْمَهُ وَسُوءَهُ * مَظَاهِيرُكُمْ بِكَمَا كُنْتُمْ بِالْحِكْمَةِ
 وَنَبَاهٍ عَلَى تَعَالَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى بَشَرٍ مِثْلُ * (٣١ ٣٢) * وَهَذَا هَدْيٌ بِتَحْفِيزِكُمْ أَنْشَاءَ الْفَطْرِ عَلَى تَعَالَى مَا
 خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ * فَلَا وَاللَّهِ أَنْتُمْ هُمْ الْجَاهِلُونَ * أَنْتُمْ أَنْتُمْ أَنْتُمْ تَحْسِنُونَ فِي هَذِهِ
 وَأَنْتُمْ الْمَغْرِبِينَ هُمُ الْحَسْرُونَ * قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا * الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي
 الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يُحْسِبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعَهُ * أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَقِيلَ لَهُمْ فَخَطُّ
 أَعْمَالِهِمْ * لَا يُفْقَهُمْ لَهُمْ تَوَكُّعُهُمْ * وَزَيَّادُ ذَلِكَ جَزَاءُ هُمْ حَقُّكُمْ * كَفَرُوا بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ
 فَانْكِحُوا عَلَى فَمِنْكُمْ إِنَّهَا الْجَاهِلُونَ * وَذَوْقُوا مَا كُنْتُمْ تَحْسِنُونَ *

يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ الرِّسْمُونَ أَفَلَا تَسْمَعُونَ فِي أَسْمَاكُمْ الضَّالُّونَ * وَعَنْ الضَّرَاطِ لَنَا كِبُونَ *
 أَعْمَالُكُمْ نَعْمَلُونَ هُوَ الْإِسْلَامُ مَا نَعْمَلُ الْكُفْرُونَ * وَفَدَّ وَاللَّهِ لَكُمْ وَمَنْ تَنْتَعِبُ عَابَرُ الْإِسْلَامِ
 دِيًّا فَتَنْ يُقْبَلُ مِنْهُ * وَهُوَ فِي الْأَجْرَةِ مِنَ الْخَيْرِ * (٣٣ ٣٤) * وَلَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَا يَقْبَلُ مِنْكُمْ
 وَيَتَرَعَّبَتْ عَلَيْهِمْ وَيَعْرِضُ عَنْكُمْ * وَبَرَفَهُمْ وَخَفَضَهُمْ * وَيَقْصُ الْمُسْلِمِينَ وَيَسْطُرُ الْكُفْرِينَ *
 فَالْحَقُّ أَنَّهُ مَا هُمْ مِنَ الْإِسْلَامِ مِنْ شَيْءٍ وَأَنْتُمْ هُمْ الْمُسْلِمُونَ * عَلِمْتُمْ الْإِسْلَامَ رَسُولَكُمْ * وَذَرَفْتُمْ
 عَلَيْهِ مَا دَمْتُمْ وَنَلْتُمْ أَجْرَكُمْ مَا دَمْتُمْ * فَلَمَّا أَحْدَثْتُمْ تَنْسُونَ مَا ذَكَّرْتُمْ بِهِ دَهَبَ اللَّهُ بِكُمْ هَذَا سَيِّمٌ

فسلكم فصلتكم على العالمين . وصفتكم عن امر ربكم فاسد حكم من جيب لا يعلمون ■
 فكسبهم يعصون في ايمانكم واسلامكم وعمادة الصالحين الذين ورثوا الارض منكم كانوا يريدون
 ايماناً واسلاماً في اعمالهم حتى ظنتم انكم يعيرون القرآن مثل ما كنتم عليه وما انتم بمعاصيهم . و
 ظنتم انهم هم الكافرون ■ ولله ما كان لكم ان تدخلوا في سورة الكافران ابعداً اسهدتم بالسنتكم
 ولو عصيتكم كل العصاة عن امر رب العالمين ■ وذهب الله بقرانكم على كركم ومكركم . و
 انسلكم ما كان في ادهانكم من علم عادته وخبر سنته وكيفيته فانوبه . واسلمكم ما كان حكم
 من النبأ العظيم الذي حاد به حاتم الرسالين ■ لحسبكم ويرضه عنكم . فخطب واداه
 الارض منكم . وقرر حكمكم . واورثها كلها قومًا اخرين ■ فلنضكموا قليلاً ولنسكو اعداء
 جزاء بما كنتم تكسبون ■ والمغريون هذا بهذا العلم والنبوة الى التوحيد و
 الايمان . وبهذا القرآن وان لم يروا او يدرسوه كل يسكم الى الفلاح والعمران . وبني
 ما بقي بكم من كلامكم وجهلكم ومكر اللسان . وحبطت اعمالكم بدل الثيبان والطعان . ذلك
 هدى الله يقديهم من نصحاء من عبادته ولو انشروا الحيط عنهم ما كانوا يعملون . اولئك الذين
 اتيتهم الكتب والحكم والنبوة . فان تكفروا بها حق لا فخذوا عذابنا يومما لنسوا ما يكفروا
 (١٧٩-١٨٩) وقد نتهكم الله بوساطة رسوله وقال فاستمسك بالذي اوحى اليك انك على صراط
 مستقيم ■ قال وليرشداً لعدن هابن بالذي اوحى اليك ثم لا تجد لك به علينا كيداً
 الا رحمة من ربك ان فضله كان عليك كبيراً (١٨٤-١٨٦) فمشوا بشريتم به ضلالاً لكم
 وساء ما كنتم تفعلون ■ افامنتم ان يذهب الله بما بقي عندكم من كتابكم كله وبورته الدين
 يصطفي من عباده الصالحين ■ ليعلموا به ليكون رحمة لهم فاته قال في سبكم وما ارسلناك الا
 رحمة للعالمين (١٠٤-١٠٦) وفي كتابكم ان هو الا ذكر للعالمين (١٨٤-٣٨٨) ولله لتدكره

لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَهَدَىٰ قُرْحَمَهُ وَتَسْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝ (١٦٩-١٧٠) الطائعين ۝ وَبَيَّازِلِ الْفَائِزِ
وَهَدَىٰ قُرْحَمَهُ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (١٧٠-١٧١) وما من حي في هذه الارض اتقى واصلم لم اظلم الا
بتبعه بالحق ۝ وما يخل الله كما به وامامه عن احد فان بهركه هو لاء او عجزه
على قوم اخرين ۝ ليجلوا ومن حمله فاوليك هم المفلحون ۝ مسلم على المسلمين ۝ الذين
يجلون القرآن العظيم في زمانا هلالا وبشرهم تحت التعليم ۝ في الدنيا ولهم فيها نعيم
مقيم ۝ خلل فيهما ما داموا على الصراط المستقيم ۝ صراط الدين انعم الله عليهم غير المعصوب
عليهم ولا الضالين ۝ (١٧١-١٧٢) ولا تطوا ان قرانكم هو الذي يحطون الفاظه في صدوركم
اما في من اقله الى الحرة كالنبتة ۝ او يزينون به طبعانكم ۝ او يعلمونه في غلف السدس
المر ۝ او الجمل المعروف الذي جلد به التبي العري ۝ فانه معكم ومن اناث سنكم ۝ وما كان
لاحد ان يسرقه عنكم ۝ ولكن كتاب الله هو الهدى ودين الحق الذي ارسل به رسوله ليظهركم
فان الهدى قد غاب منكم ودين الحق قد صرف عنكم ۝ وغويت حبيبتكم عنكم ۝ فلا تغفلوا
القران الا اما في ۝ ولا تعرفون ما حكمه وعمله وصدقه وعدله ووحده وقانونه الا ما عرف
به علماءكم الجاهلون ۝ وقد نهكم الله انه شرع لكم من الدين ما وصى به نوحا ۝ والذين
اوحينا اليك وما وصينا به ابراهيم وموسى وعيسى ۝ وما وصى به كل قوم طليح ۝ و
نهكم ان اقيموا الدين ولا تتفرقوا عنه ۝ كبر على المشركين ما تدعوهم اليه ۝ الله يمسح عن الله
من يشاء ۝ وهدي الى صراط مستقيم ۝ (١٧٢-١٧٣) فما الدين قران عربي الذي تؤمنون بالفاظه اما في
ولا تعلمون ما كتب الله عليكم ۝ وما هو باقرار باللسان الذي تكرون فيه لبا ولا نارا ۝ وما هو
بالذي تفرقتم فيه ۝ او بالذي صعدتم فيه شرائع ومسالك امتا عالا وليا شكم وصلح انكم ۝ وما هو

١- أي أمانة لا فرق بين العاطلة ولا معصوما كالأمانة وهذا ظاهر الله عز وجل وأمره أو من لا يملك الكفاية أو الأمان (١١٢) وما جاء أكثر السادس من أنه حم أمته جبريل عليه السلام التي قوله عز وجل هو الذي أنزل رسوله بالحق وما من له في الدين من عوج الا انزل الله الكتاب بالحق وحملناه على باطن آلهم لا طغوا في الدين والذين آمنوا هم خير من الذين كفروا لا يمشون الا على أعقابهم واخرجهم من حيث لم يحتسبوا ولا يعلمون الا الله العزيز الحكيم (١١٣) وما قال ارسطو في الفيلسوف او العاطلة بل لا يفتقر في الدين الحق اي الهدى التي تفسد افعال القرآن علما ومعنا والخط المستقيم الذي يهدي القرآن اممهم اليه .

نقولكم ان القرآن هو بلده واصح واشهر من كل كتاب الكسوف ﴿٢٢١﴾ فما آمن نوح ولا ابراهيم وموسى
 او عيسى او غيرهم من الانبياء بغير انكروا هذا * وما كاتب الامم السليمة التي حلت من قدامكم تكرروا
 باصواتهم كلماتكم التهادية وادعيتكم العربية * او يقرءون قرأنا عربيا * او يؤمنون بصفحة
 القرآن الذي يبرأيدكم * او يكونه شعرا كما آمنتم لبسوا * فثبتوا بما الدين الذي شرع الله
 لكل الانبياء ان كنتم ضدون ﴿٢٢٢﴾ وقد قال الله لكم في القرآن ﴿٢٢٣﴾ بل لسانك لا يفتخر
 يتذكرون ﴿٢٢٤﴾ وقد قال لكم وما علمتكم الشجر وما يستغنى له ان هو الا ذكر وقرآن مبين ﴿٢٢٥﴾
 ﴿٢٢٦﴾ وقد قال الشجر انهم العاوان * انهم تراهم في كل واد يهيمون * وانهم يقولون
 ما لا يفعلون ﴿٢٢٧﴾ ﴿٢٢٨﴾ فما الدين مما دعاهم وما كان الله ليهديكم الى الاسلام بشعره
 وحسن كلامه * ولكن الدين ما ذكركم به وما يت لكم من الامر والتهى في القرآن المبين ﴿٢٢٩﴾ وانه
 هو القانون الذي وزن الله في الكتاب الحكيم ﴿٢٣٠﴾ صرنا من اللسان الذي جاء به فاللسان ليس
 بشيء عنده وعند احد من المقتنين ﴿٢٣١﴾ وما عربيتكم يد ينكم وقد جاء دونه تعالى في السند
 ستي * وقد قال الله لكم وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومهم ليهتد بهم ﴿٢٣٢﴾ وقد قال
 لكم انما جعلناه قرآنا عربيا لعلكم تعقلون ﴿٢٣٣﴾ وانما انزلناه قرآنا عربيا لعلكم تعقلون
 ﴿٢٣٤﴾ واصل الله القرآن بلسان العرب لئلا تكون للعرب حجة بعد الا انه قال فيهم ولجعلناه
 قرآنا عجميا لعلوا الا لافضلنا ائمة ﴿٢٣٥﴾ واللسان ليس بشيء عنده وما ديبكم الا الامثال
 ما امرتكم * والاعراض عن نهيه * والتذكير بما استم من درس مطالعة وتعقل فاقوله وتسميته
 وما وظفكم في لسان القرآن الا لانه عليكم حفظ الفاظه * وتصديقكم عن تحريف كلامه ومطالعه
 نظرا الى حطه مقاصد الله * ولتعلموا نعيمه وبلطفه ما امركم الله * لا تغدبوه بالسهل ويقولكم
 ان القرآن قد جاء بلسان عربي فلا سلام احد عننا * لئلا يدخل قوم في دين الاسلام حتى يؤمنوا

من الفرن العرق بأفواههم * فما يريدكم الله ان بعد سوا لسان العرب او يحقر والعجم ولكن يريد
 ان تطيعوا وتنصوا احكامه * فانه لا يؤمن احد عندك حتى تنص احكام الفرن عملاً ومعلوكتم
 تعلمون [١] ولذلك قال الله اعطوني وعربي قُلْ هُوَ الَّذِي اَمَنُوا هُدًى وَشِقَاقُ هُوَ الَّذِي
 لَا يُؤْمِنُونَ فِي اَذَانِهِمْ وَقَدْ وَهَبَهُمْ عَنِّي اُولَئِكَ سَادُونَ مِنْ مَكَارٍ نَعْبِدُ [٢] (٢٣٣) والباء ما نعت
 وفي اي لسان تسلمون فهو يعبله ونوع من الكرم اجوركم انه عني عن العلمين [٣] سواء عليه كل ما
 حل من النصاري البهق * والمسلم والهنود * وغيرهم من الافلام * الا انه من اطاعه فهو الذي امن
 اسلم عندك * ومن اسركم فعد كفر عندك * فالذين امنوا والذين هادوا والنصارى الصابون من
 امن بالله واليوم الآخر وعمل صالحا فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون
 [٤] (٦٢١٣) ليست اليهود على شيء عندك وليست النصارى على شيء عندك وليس المسلمين على شيء عندك حتى
 يعملوا وبفيموا الكتب الذي جاء به موسى عيسى خاتم النبيين والنبوتون غيرهم من قبل * مكرها
 عن اللسان الذي ارسل فيه * وان كان اللسان من شيء او التوحيد من قول عندك فليست على الله ابراهيم مسلماً
 وقال * ما كان ابراهيم يهودياً ولا نصرانياً ولكن كان حنيفاً مسلماً وما كان من المشركين [٥] (٦١٠١٣) والباء
 ولم يستحق الله النبيين من قبل سبنا عليهم الصلوة المسلمين ومؤمنين ولم يؤمنوا بهذا الفرن * ولا
 بهذا الكتاب العرق في اللسان * ولم يستحق الله كل امر صالح من قبل الاسلام مؤمنة ومسلمة في الفرن
 وما قالوا بافواههم من كلمة الشهادة وغيرها التي روج فيها في هذا الزمان * فتدبروا ان كنتم قومًا تتفكرون [٦]
 فلا الاسلام الا في العمل * ولا الدين الا ما جاء في الكتب * وما الكتب الا قانونه تعالى * وما القانون
 الا ما بين الله لنا بلسان العرب في الفرن اوفي الكتب التي جاء به الانبياء من قبل * وانه لا سلم يوم
 عند بنا الا من اثبته قانونه عملاً وفعلًا دون القول واللسان فان قانونه قانون واحد الا ان
 القرآن هو اكمل كعبه واخرها وايسر صحتها واحسنها * وحفظه الله من كل تحريف لفظي * للعول عليه

عند التصديق * والرجوع اليه للتوس * فهذا ديننا ومسلكتنا في الاعتقاد وهذا ما كلمنا الله به
 لان دينه دين واحد جامع للناس لا يارى * لدين اليهود ولا دين النصراني * لا ممسلا ولا ممتدا
 لا عريتا ولا اعنتا لا سرقا ولا عريتا مثل نورية كسكوة فيهما مصباح * المصباح في راحة الراحة
 كأنها كوكب دُرِّيٌّ نُورُهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُنْكَرَةٍ زَيْتُونُهُ لَا يَسْرِفُهُ وَلَا عَرِيسُهُ بِكَادُورِنِهَا يَصْقَى وَلَوْ لَمْ
 تَمْسَسْهُ نَارُهُ نَوَّرَ عَلَى نُورِهِ هُدًى اللَّهُ لِلنُّورِ مَنْ تَقَاتَلَ (٣٥١٢٢) وسرع الله نُورَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (٣٥١٢٣)
 لنا من نوره ما وصى به كل الأنبياء ولذلك كلم الله المسلمين بأن يؤمنوا بما أنزل إليك وما يؤمن
 مِنْ قَبْلِكَ (٣٥١٢٤) كله ومن هذا الفصل فليؤمن المؤمنون ويعمل العاملون [٣٥١٢٥] ولذلك اختص الله أحدا
 من الأنبياء سورة ووحاه في أي زمان * بل ذهب بالذي أوحي إلى قوم وبه كلفه يقوم أحمر سقاء
 ونعل دس من أمة إلى أمة ليؤدي إليهم أحق هم بقدر أعمالهم وصلاتهم * وبه صُفِيَّ سَطَوِيعِ
 ويخص نظر إلى أعمالهم لا إلى أفعالهم واعتقاداتهم فانه لا يصعب أحمر المحسن [٣٥١٢٦] وهذا هو
القانون الذي يحكم به الله بن الناس * والذين الذي ستمناه **الاسلام** صدق على كل ما قال
 فيه علماءنا والجهته [٣٥١٢٧] وهم الذين فرقوا بين الناس باجتهاداتهم الواهية وقالوا نحن نتم
 بهتنا عتداً والنصارى يتبعون نتمهم عسقى ونحن رتوب متابعون ويعفون [٣٥١٢٨] لأهم منا ولا
 نحن منهم * وما قال بيتنا الذي قال ستمهم * بل ضرب كلهم عن المسلك الذي أساء الله سونا
 فلا تشكهم **فرقوا بين الله ورسلهم** * ورموا التسل جاءوا برسلك شتى من ربهم
 وقد قال الله في رجال منهم في القرآن إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ
 اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سِمَلًا أُولَئِكَ
 هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا
 بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أَجْرُهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (٣٥١٢٩) [٣٥١٣٠] فصفا حد

الاسلام بل تعدوا واحداً والله ومن يتعدى حدَّ ودالله فأولئك هم الظالمون (٢٢٩: ٢٣٠) • ولواصوا
 بالرسول كلهم عملاً وحسبوا انهم كلهم جاءوا الكتب واحد من عند ربهم وبالذين الواحد الذي
 شرع الله لنا منه من اول يوم وبالذي وصى به ابراهيم وموسى وعيسى عليهم من القسرين ان اقيموا
 الدين ولا تتفرقوا فيه (١٣١: ١٣٢) • ولم يفرقوا فيه واحداً من الاعقاد، والواحد اهل الكتب سألوا
 الى كلمته سواء بيننا وبينكم الا نعبد الا الله ولا نسرك به شيئاً ولا نسجد بعضنا لبعضاً وانا باقرين في
 الله (١٣٣: ١٣٤) • لكان خبرهم ولجأهم • فليحج الله الناس كلهم على الاسلام ولدخلوا في دين الله أفواجاً
 (١٣٥: ١٣٦) • ولجميعهم على الهدى • وكثرت جماعتهم • ولصاروا من المفلحين • فيا ايها المسلمون
 المقتضون المقتضون! ما الاسلام بما نزع علماءكم • وما الدين بما ظنكم بل ساء الله فطرت الله
 التي فطر الناس عليها (١٣٧: ١٣٨) • لانه احداً كافة الناس عليه بل جعلهم عليها • ولهذا لا مفر لاحد
 من الناس منها • وان من قوم اصلحوا ثم افسحوا في هذه الارض الا اسلموا له • وان من ارض خاب
 اهلها الا انهم صرواعنه • لا تبدل خلق الله ذلك للذين القبر • ولكن اكثر الناس لا يعلمون
 (١٣٩: ١٤٠) • فلا شك في ان علماءنا كلهم نسوا اصل ديننا والفطرة هي التي لا تخفى على الله
 فطر عليها اصلاً ولا شك في انهم نسوا فطرتهم ونسوا حظاً عظيماً • ثم اذكروا به (١٤١: ١٤٢) • وكلهم
 صرواعن بت هذه الشرائع الى دين الاوال والعقائد وشرعة الكلمات والمناسك • مرجع
 الحقائق والفرائض • وكثروا صفات الامور وصغروا اكوارها ابغاء الفسنة وجهلاً • واخذوا
 دينهم لهواً ولعباً • ولم يتدبروه ولم يتفقهوا فيه حتى تدبره وتفقهه • فاهلنا امرنا في الدنيا • و
 اضغفوا بالناس في العقبي • واضلوا اسيبتنا وجعلونا من الاخسرين • فيا ايها العلماء للتكبرون
 المعاصرون! تتنصرون بالدين وما الاسلام ان كنتم صديقين • ما في اسلامكم من الفطرت التي
 فطر الناس عليها ان كنتم قوماً تتفكرون • وما الذي شرع الله لنا منه • والذي وصى به ابراهيم و

موسى وعيسى وغيرهم من الانبياء الى رسولنا سيد المرسلين ﷺ وما الذي احل الله الناس
 عليه فلا مجال لهم ان يعزوا منه مكرن ﷻ وان ساءل الناس سؤلكم يعزوا من فطرتهم فلما
 لا يعدلون * من فويلاته ما كان للبائع ان يسعسون ﷻ فما الذي قال الله فيه
 وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ ر ١٢٣ ولما لا يقبلون * في هذا الدنيا وهم
 يقبلون ﷻ من دون الاخرة فسنعلمون انكم من الاحمرى ﷻ وابن المطلوب الذي قال الله فيه
 إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۚ ر ١٢٤ افلا تعقلون ﷻ وان الستة من عدل بهم التي نصب
 الناس لا يدخلون في زمركم * ولا يقولون مثل ما يقولون * ولا يصلون مثل ما يصلون * ولا
 يركعون أو يسجدون أو يستحون مثل ما فعلهم * ولا يؤمنون مثل ما آمنتم * ولا يسمعون أو يأتون مثل
 ما عتدوا وتأثمتم * حرأى في زعمكم بهيهم عن الفطرة افلا تدكرون ﷻ افقولكم يا فواكهكم انه
 احل هو الاسلام فاكثرت الناس من دونكم لا يكادون يقولون هذا وما كادوا يعدلون ﷻ انصوبكم
 عامما بعد عام في اتانم معد دايه هي الفطرة فالتاس مع وكم ينكرون اصلا هذه الفطرة وهم لا
 يعتنون ﷻ أوصلوا انكم الخمسة التي نقيمها في مساحدكم ادي دياركم ويكررون اركانها بغير
 علم وبكل صفة صدقاعتا تقولون في قوماكم وعللتمكم هي الدين فالتاس غيركم لا يصلون مسلمكم
 صلوته واحدة وهم يستعسبون ﷻ افزكونكم التي تنتشرها في الارض كالزمامد عامما بعد عام فالتي
 لخرى به في جوال السماء لحد لكم وستبع المسكنة في قومكم فتذركم مستضعفين في الارض
 عدو فادين مما كسبتم على شيء هي الاسلام فساثر الناس لا ينفعون حبة مثل هذا في سبيل الله
 وهم لا يحذلون ﷻ افختمكم وهجرتمكم في اواخر عمركم الى مكة للفلاح هي الاسلام فاكثرت الناس
 في الارض لم يسموا اسم مكنكم قط وهم مفلحون ﷻ فريحان ربنا انهم الله من فضله و
 يستبشرون يا الذين لهم يلحقوا بهم من خلعهم لا خوف عليهم ولا هم يحزنون ر ١٢٩ ﷻ

فما افطرت الى فطر الله الناس عليها. وما الذي بُني عليه الاسلام لو كنتم تعلمون. وما صلت
 الانساء من فلككم صلوة مثل ما انتم عليه. ولا صاموا صوماً على فلككم في شهر رمضان. ولا انفقوا
 مثل ما انفقتم. ولا ارتحلوا من ديارهم الى مكة ليقضوا مناسكهم. ولا اسدوا اكلمكم الشهادة
 العربية. ولا نعتوا او نآزر وامل ما انتم يفعلون اصلاً. ولكنني افسحرت السماء والارض ثم
 كانوا من عباد الله المؤمنين المسلمين. وما كان الا هم الى اتعهم الا ائمة مسلمة من دوزكم
 ومن دون العلمين. ولا شك في ان اسلامهم كان مبدئاً على اركان من دوز ما انتم بطنون. فلا
 افسحهم بالله العلى العظم. ما نبي الاسلام على ما انتم برعمون. وما كلمه الشهادة و
 الضيق والصلوة والحج والزكاة التي تنموها اركان الاسلام الاشعاً اثر الأمة المحتداه
 او مناسكها التي يمتاز بها امتكم من الامم الاخرى. ولكنه ما أنس الاسلام عليها وطاً. ولا هي فطرت
 الله التي فطر الناس عليها. ولا هي ما يولد عليها ولد. ولا ما تعلم به امم. ولا ما ذكر الله به العلمين. ولا
 ما وصي به النبيون. بل ضرب الله في القرآن عن تعيين كلمة الشهادة والعاطها. وبه حصل
 اركان الضلوع وركعاتها. وعدتها واولاؤها. وتقدرباها المآل والزكاة. وبين مناسك الحج
 الامانة. وركعت كل هذه للتي العري ليعدها في اتمته اني نشاء. الا انه صارت اتمتاً بعد مرة
 واكرها مراراً على هذه الشعائر نظراً على اصلاح اعمالها وتكبل اخلافاً في هذه الدنيا. ولا حال
 الايمان في قلوبها. وليكون ما اراد الله ما. وليكون من العلمين. فلا والله ما هو الا انه قد بُني
 الاسلام على عشرة اصول (١)، التوحيد في علم من دون لقول (٢)، ووحدة
 الأمت (٣)، واطاعتها واولاها منكم (٤)، والجهاد بالمال مع الاحياء
 (٥)، والجهاد بالسيف بلا نفس (٦)، والهجرة الى البلاد وحر كل ما ينعلكم عن السعي
 (٧)، والاستقامة في السعي مع التوكل في النتائج (٨)، ومكارم الاخلاق (٩)، والعلم

(١٠) والایمان بالآخره لو كنتم تعلمون • ومن اشعر هذه العشرة عملاً ومحملاً وأوليك هم السلوب • وكل واحد من هذه العشرة المبشرة الكاملة من اصول الاسلام ومفرغ من الاصل الاقل اعنى التقوى في العمل كما نأى • وكل اوامر الفران ودواهد مفرغ من هذه الاصول ولونيد ها كما نأى • وكل ما نأى عليه الاسلام يوحى في التوحيد ويهدى العامل الى العله والا من والتمس في الارض الاستخلاف فيها • وكل هذه هي الفطرت التي فطر الناس عليها • فس اطاع الله حق اطاعته في هذه الامور وحد احده من عذرته في الدنيا • ومن عصاه او بغي عله لافى عذابه فيها • وكل هذه هو اوضى به التنوير من قبل الانبياء واتوا اجزءاً ومن امله حتى اكمل الله دمه واتم سر بعه واسمع نعمه على سنان علي الصلوة والسلام • وما كل سنة السجدة والصوم والصلوة والتحر والزكوة التي ستمي فيها اركان الاسلام ستمي الا السجدة ووسائل لاجراء هذه الاصول في اتمنا • ولا سمسك بالذي ادعى الله اليها • وما كلمة الشهادة الا مظهر التوحيد في العمل المصدى ما في قلب الانسان • وما الصوم الاجهاد بالنفس والاحساب عليها • وما الصلوة الا توحيد الامة واطاعة الامام • وما الزكوة الا الجهاد بالمال وما الحج الا اظهار وحدة الامة • وكل هذه من اركان الاسلام تصدت لناسيس الجماعة ولتوحيدها وتقويتها نظراً الى اسفلها في الارض واستخلاها فيها • وما هذه العشرة من اصول الاسلام الاروخر من امره تعالى اى فاقوله كما قال وكذلك اوحينا لك روحاً من امرنا ما كنت تدري ما الكتب ولا الایمان ولكن جعلناه نورا يهدي به من نشاء من عبادنا وانك لتهدى الى صراط مستقيم (٥٢: ٢٢) • فما هذه الاركان الا ما سكت الامة وظواهر الایمان وما هي ناصب الذر فقط بل فروع من امره • بل مستحجة منه • ولذلك قال الله عز وجل لكل امة جعلنا منسكاً هم ناسكوه فلا يمازعتك في الاله وادع الى ربك انك لعلى هدى مستقيم (٢٢: ٢٢) • جعل الله لكل امة طريقة عمادة رتبها واسلوب التعتد بقاوبها • فلا سمسك كل امة بهذه الطريقة

وتداوم عليها ولكن امره ودأبه شيء آخر سنوي في كل لأمم . فمهما استسلمت أمة بأمره
 وأثاماً واحدة فسواء علمه وهو يؤدي اليهم أحورهم بقدر سعيهم ويوفي حسابهم * فيحب على الناس
 ان لا يتنازعوا بينهم في الأمر * فالترام في الأمر هو ما بنى الاسلام وبنواصره بينه تعالى * والتمنازع
 في المناسك هو الذي يفرق بين الأقسام لا بين افرادهم ولا يعذب الله ومما حتى نأمر عوا في الأمر
 وصلوا عن سبيله المستعير ﴿ وإن أمة من الأمم استمسك مناسكها لم يرفع الله فيها معصية
 عن مقاصدها المهمة التي يحق فيها واحلب بأمره تعالى وأهمله أو تنازع فيه فلا تفتتها
 قد صلت عن سبيله ووجب عليها العذاب كما وجب على المسلمين للعاصرين الذين قالوا ما الإسلام
 إلا إقامة الصلوة وإساءة الزكوة والصوم والحج وإقراره تعالى باللسان * فما كان لنا أن نؤمن بها
 سورها * كتب الله علينا هذه الخمسة * وما نحن إلا من الملحون ﴿ وما هو إلا أنه قد غاب أصل
 الدين عنهم * وغور حقيقته * ولمسوا سطحه وظاهره * وصروا عن محجته وباطنه * أقومون
 بعض الكتيب ونكروا بعض ما جاز من تفعل ذلك منكم الإخري في الحيوة الدنيا ويوم
 القيمة يردون إلى أصل العذاب وما الله بعاقل عما نعمائون ﴿ ١٨٥ ﴿

ولاسك في أن هذه العشرة من أصول الاسلام وما ملها من الأوامر في القرآن هي الفطرة
 لاثة في أي أرض تحدوها وأي قوم يتبعها فهم لا يزالون ينتفعون منها * نرفعون بها من مقام إلى
 مقام حتى يمكنهم الله من الأرض ويعلمهم ويبدل خوفهم أمناً * فالذين حاهدوا في هذه الأصول
 حق جهادها * وبلغوا السد مبلغهم فيها * وسعوا فيها ما استطاعوا * ولم يزلوا أعينها * فأولئك هم
 الملحون ﴿ وأولئك هم المؤمنون المسلمون ﴿ وقد استند الحكماء من المغرب
 كل هذا الاسلام من دراسة أحوال الطبيعة وعوائد الحيوانات والتفليته * ومن مطالعة ما يماثل
 ويشاكل بين عوام الناس وأمم الظهور والذوآب * أساء الله اليه في الألب التي تقدم ذكرها

بحمد ما لم يقدم عليهم احد من حكماء العروى الحاملة . فغسوا مواليد الارض ولوزوا طبقانها
 الباقية ومخلوفاً بالبالية والزكازات والمخجرات . ودرسوا خبرها من العلم وحائق الاشياء وناشروا
 الهم الحاملة . فاستمعوا فيها واستمعوا الله ما هو الا ان نظام كل العالم يستعمل السعي والعمل
 الجهد والجد . والنظم والنسق . وانه لا يعلم فيها احد الا من اصله . ولا يصلح الا
 من حفظ نفسه من كل الاعداء والبلديات والحوادث والتوائف . واعد لها ما لا يستطيع من
 قوة ونظم وعلم ثم استقام السعي . واستدام في نفعه . فانه ليس للانسان في هذه الدنيا
 الا ما سعى له سعياً يليقاً ، فالسعي التقدم وحفاظه النفس هي المنتهى في الدنيا . وانما يوفى
 الناس اجر هذا السعي في العقب . فلا بد للانسان ان يراد ان يسعى وجهه الله من ان يجهل فهمها
 جهلاً متتابعاً للعبودية قومه وتركه نفسه . فها هذه الارض الامم مضرعة للابطال ومفضل للنجاة
 ليصير بعضهم بعضاً في الجادة للحياة والتنازع للبقاء . ولجعلوا انفسهم من تطاول الاعداء . و
 لكفوا ايدي الناس عنهم فيكونوا في رمة الاحياء ~~فواته~~ لا يعلم قومه عندهم هذا المقام المحضين حتى
 يزكوا قلوبهم من رجز الاوان . وعبادة الاصنام . وحب الحيوة الدنيا . والسعي بالمال
 والاولاد والمسكن وغيرها من الاوثان التي تسغلهم عن السعي والعمل والجد والجد . وما هذه الا
 اقرار التوحيد في الاعمال . واشعار القلوب بالحكم المتعال . والاعراض عن الطغوت والرجاء
 ولهذا ما استس عليه اصلاح الانسان عندهم ، وما نبي عليه كل صولهم . ويوجب فيه معظم سياستهم
 ولهذا ما اعترف به الصلاح والارتقاء عندهم . واساس البقاء في علمهم . فمن عرف هذا فقد عرف
 سر الحياة والمات . واكتشف له حقيقة الفناء والبقاء في الدنيا . ومن اعرض عنه فقد هلك بل
 استهلك واستمات . وها هذه الزكوة الا تهتئ للصلاح ومهيبة فقد افلح من ترك ^(١٢٥) ~~ترك~~
 عندهم كما قال الله عز وجل . ولكنه لا يعلم قومه في علمهم حتى ينظروا انفسهم ويوجدوا بالهوانين

قلوبهم بهذه التركيبة ويعتصموا بهيئهم وفانوب* ويطيعوا امارهم تحت استطاعتهم ولا يصلم
 قور في اصطلاحهم حتى يجاهدوا امارهم والهم وانفسهم لتكف اعدائهم عنهم* وحتى يعتد بهم
 ما استطاعوا من قوة واسلحه* ويمهاجروا من ملك الى ملك لا مصاء حكمهم على الناس وقوة
 امرهم وجماعتهم* وحط بقوسهم عند التبع* ويقدر رعيهم في الاعداء* ويخصون غرهم
 وغلبتهم* ومكسهم من الارض ولا ساءل هذا المعام قور اصلاً في هذه الدنيا حتى استقاموا
 في سعيهم وسعوا لوصولها سعياً مستمراً لا ياراً واداموا ماداموا في الارض فاولئك هم المفلحون
 ولا سلك في ان كل هذا هو مما جعل الوحي والظن والآت والاعام وعدها من الخلق والتعلق
 في مساكنها بعد استطاعتها وحدامكانها وهم الذين يسئلون الله ولا اصول التي تدع الله
 في حلدتهم وحمز في طينهم بل اوتى في حلدتهم* فانهم يدعون بعض انفسهم الاعداء حين الناس في حلدتهم
 سيوناً من الحمال ليعطوا انفسهم ويجاهدون في ديارهم ويسعون سعياً منواراً المضجوا
 اعدائهم من الارض وليجزموها عليهم حتى لا سائر* وليس ليصلوا انفسهم فيها على ارب من الله* وليس اطلوا
 على صعداتها وجربها وسهلها وصحرها* وعلى افوار الارض فالحب السماء* وعلى سطح البحر وفوقها
 على كرويه* ويتخطون اعدائهم خطفه كالملة فَيَقْلُونَ وَيُقْلُونَ (١١١) ليعطوا انفسهم* ويتناولون
 اعدائهم كافة حب وحلدتهم* ويشلوهم جميعاً حتى لا يكون وشته* وَكَوْنُ الدِّينِ كُلِّهِ لِلَّهِ (٢٩)
 ان كانوا ادرس* ولا سلك ان كل هذا الدرس والوحي من الله فانه عليهم ولم يعلمهم احد عن
 ولم يقد على تسوية خلقهم او يحط على افعالهم سواء* ولا سلك انهم له ساجدون* ولذلك
 قال الله فيهم وَلِلَّهِ سُبْحٌ مَّا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ ذَا بُرْءٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْكُرُونَ خَافُوا
 رَبَّهُمْ مِّنْ قُوَّتِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (١١٢-١١٥) فهذه سجودهم وركوعهم لرب العالمين* و
 هذه ما يؤمرون بها وهذه ما يفعلون* ومن ذلك قال الله في احدهم وَأُخِي ذَكَرْتُ إِلَى النَّحْلِ اِنَّ

الْحَدِيثُ مِنَ الْجَنَّةِ يُؤْتَى وَفِي النَّحْرِ وَمِمَّا يَغْرِشُونَ تَوَكَّلْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرِ فَاسْتَلِكْ سُبُلَ بَيْتِكَ
ذَلِكَ لِيُخْرِجَ مِنْ طُوبَى سَرَاتٍ مُخْتَلِفٍ أَوَّاهُ فِيهِ سَعَاءُ النَّاسِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ

(١١٩-١٢٠) احفظ نفسك بأعبد الله وميتك من الأعداء. وإن أحد أراد أن يجرحت منه فأهمل

علمه * واقطع أبرة - واسعى سعياً بلعاً لما أمر الله في الحفظ والامس وافعل ما تؤمر به * وهذا أصل

رتك مستقيماً في هذه الدنيا * وهذا سجود ما في السموات وما في الأرض من آتة والملئكة له

ومن في الأرض من الإنسان لا يسجد له ولا يطيعه فحقاً للكافرين * وهذا صلوة الدواب و

تسبيح الطيور لله ربكم واطر الحبال واطر القصص * وَالْحَمْدُ وَالشُّكْرُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ * اللَّهُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

وَيَسْتَعِزُّ الرَّعْدُ بِغَمْرِهِ وَالْمَلَكُ الْمُرْجُوعُ (١١٣-١١٤) * والشمس والقمر والأرض له بعدد * أَفَوَسَّرَ

إِنَّ اللَّهَ يَسْتَعِزُّ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَفٍّ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

بِمَا يَفْعَلُونَ (١٢٣-١٢٤) * وَلِلَّهِ فَالِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (١٢٣-١٢٤) * وإلى الله ترجعون * تَسْبِيحُهُ لَهُ السَّمَوَاتُ

السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ * وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْتَعِزُّ بِهِ وَلَكِنْ لَا يَقْهَرُونَ تَسْبِيحَهُ (١٢٤-١٢٥)

فبأبي حديث بعدة تؤمنون * فإنها المسلمون السنكرون المعاصرون ! الذين يزعمون

أنهم لهم ساجدون * وأنهم هم المصلون * في الأرض من الغالين * ويظنون أنهم بمحمد

مُسَبِّحُونَ * وَقَلِيلًا مِنَ النَّبْلِ مَا يَجْعَلُونَ * وَإِلَّا تَتَذَكَّرُوا فَسَوْفَ يَسْتَعْصِمُونَ (١٢٥-١٢٦) * هذا ما

الله بسبحكم وصلواتكم * وهذا تسبيح مخلوقه غيركم بل كيفية ما يريد الله أن تحبوا والكم

فما يريد الله منكم من شيء إلا أن تعنوا في الأرض طائعين * ساجدين لحكمه وقانونه فيعلمكم

الغرائب (١٢٦-١٢٧) * وإن تتخذوا من البحال والفلان والحصون بيوتاً لكم تحفظوا أنفسكم من أعدائكم

ولكنوا من الغالين * وإن لجاهدوا في هذه الأرض حتى جاهدكم وحد وسعكم واسد مبلغكم لتمتوا

هذا لا يأمركم إلا بالليل لكونهم يأتون بالليل ومعتكفين في الساجد * هذا ما عسى الساجد للعالمين هذه الآية بل هو لا يفتخرون في حوزتهم عن المصالح ولا في
سركهم ولا في علانيتهم (١٢٧-١٢٨) * ولقد مرشده على صفة ٣٧ من هذا الأساطير وساق قسراً (١٢٨-١٢٩) على صفة ٤٧ منها فمات كما أنه ما عسى الله بها الأعقاب
إدراكها له بل الله والليل بالليل ولا يفتخرون في حوزتهم ولا في علانيتهم (١٢٩-١٣٠) * ولقد مرشده على صفة ٣٧ من هذا الأساطير وساق قسراً (١٣٠-١٣١) على صفة ٤٧ منها فمات كما أنه ما عسى الله بها الأعقاب

مستعمل والظاهر ضيق مستعين * والتحرر من الأصل للفرع منظرين * كخلياته لمحتسب *
 لا مربيهم ساجدين * فاعلم بل فقال * حادين مياهم من الأرض ومنفسين * وإناهم
 مستقين * مساجين بينهم بل مطاوعين * مصالحين بل موافقين * توالمونعور
 المبرون * فصاحكون وأمنون * لأنهم كانوا لا ينقصون عفو الله من بعد استأقائه (٢٤ ٢) ولا
 بقطعون ما أمر الله به أن يوصل (٢٤ ٢) ولا يعسدون * رفع الله فيهم منة الجمل العظيم *
 فما هم عرور بعرضين * أخذوا من ما آتاهم رزقهم (١١ ١٢) بقوة وذكر من مافيه لعلمهم بعلون
 ومن اطاع وأطاعه فاولئك من الصالحين * واولئك من الذين لا خوف عليهم ولا هم يحزنون *
 في حب الأرض ويعبون * على رعم العادين * لأنهم كانوا عابدين * ولقد كنت في الزاوية من
 بعد الذي كثر أن الأرض ربها عبادي الصالحين * إن في هذا لبلغاء لغيرهم عباد (١٢ ١٣) فمن
 نظم وتطوع فاولئك هم العابدون * واولئك هم الساجدون * والمصلون * والمستقون *
 وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدوني (١٢ ١٣) * فالعابدون هم الطائعون الفاعلون * الذين
 هم في صلواتهم موحدون * والذين هم على صلواتهم مخافطون (١٣ ١٤) * ويسبحون و
 يرايطون * والذين يجهلون في عبادة جماعتهم مسيئين ومصبيين * يجاون عذابهم من
 فوقهم ويطمعون أن يكونوا من العالمين * يخافون جنونهم غير المصاحبة بدعون ربهم خوفاً و
 طمعاً ومتارفينهم ينفقون . فلا تعلم نفس ما أخفى لهم من قرة أعين جزاء بما كانوا
 يعملون (١٤ ١٥) * فاعلموا ما في هذه الأرض من قرة أعين للمستغنين المصلين * إن المستغنين
 في جنات وصوراً أجدين * لأنهم رزقهم الله ما كانوا مل ذلك محسبين * كانوا قليلاً من البخل ما
 يهجعون . وبالأشجار هم يستغفرون (١٥ ١٦) * والموسعاه فلوهم هم الذين (الممنعون)

ثم الإشارة إلى قوله وحل كذا ما سأفكره في هذا القول وحل وأما أنكم يقولون (١٣ ١٤) (١٣ ١٤) أعطيكم عليهم التوبة التي أعطاها
 الله على حل الطوبى فلهذا الله الذي أعطاهم من الله بل دفع من رزقهم حل أعطاهم بهلأحد ولا يعقده ويستعد على هذه المعاني قوله وقد عفا عنهم
 العفو عنهم وعلماهم إذا حلوا لئلا يفتقدوا في أنفسهم أحد لا يفتقدوا في أنفسهم وبقاها على طاعة (١٥ ١٦) ما كان مساقمهم لا يحل رزقهم

ما يستطعون **﴿٢٨﴾** وسلم صلواتكم ايها الظالمون المشركون **﴿٢٩﴾** تركعون وتسجدون لبريكم الناس
 واسموا بكم لا تسجدوا **﴿٣٠﴾** فويل للمصليين الذين هم عن صلاتهم ساهون الذين هم يراؤون
 ويمنعون الباعون **﴿٣١﴾** **﴿٣٢﴾** مهل تشكروا بالصلوة في قرآنكم ايها الساهون **﴿٣٣﴾** الصلوة هي
 التي تسهكم عن محسأ البخل ومنكر النفاق ولذكر الله أكبر والله يعلم ما تصنعون **﴿٣٤﴾**
 فوالله ان الانسان لخلو هلو عا اذا مسه الشر حرورعا واذا مسه الخير منوعا **﴿٣٥﴾** الا المصلين
 الذين هم على صلاتهم دائمون **﴿٣٦﴾** **﴿٣٧﴾** المدامون وخدمهم والموسعون عطايهم للتكثير
 والمجرومين **﴿٣٨﴾** الذين ان نقصوا حاجاتهم فسفحوا جامعتكم وتكبروا من العالين **﴿٣٩﴾** لا الذين
 يستلزون الناس لمخفين **﴿٤٠﴾** فما الصلوة ساءتكم تمنعون **﴿٤١﴾** ما هي الا التظم والنسق ووحدة الامة
 واطاعة الامرو بالحق والعلو حافظة النفس الجهاد والخلطة على الاعلاء والحسان الميزان
 لو كنتم تعلمون **﴿٤٢﴾** والتمكين من بر الارض ومحرمها كالدآت ومن جوار السماء كالطيور ومن فتح البحر
 كالحسان فما لكم لا تصلون ولا تفلحون **﴿٤٣﴾** والمعربون كلهم قد علموا صلاتهم وخطيئهم الارض
 من فوقها ومن تحتها والتحد اسوتا من سهلها وحضرها ونوامسا كن مراكب في برها ومحرمها المستحرا
 لله ومحرمه وهم الذين هدى الى الصراط المستقيم **﴿٤٤﴾** صراط الذين اعم الله عليهم غير المغضوب
 عليهم ولا الضالين **﴿٤٥﴾** وما علمهم ما الصراط المستقيم انما الجهلون **﴿٤٦﴾** وقد قال
 الله لكم في الكتاب المبين • في موسى وهرون • اللذان ابعا قومهما على مقام امين **﴿٤٧﴾** واورثهم
 جنت الارض وعيون **﴿٤٨﴾** التي تركوها قوم اخرون **﴿٤٩﴾** ولقد مننا على موسى هرون • ونجيتهم قومهم
 من الكرم العظيم ونصرتهم فكانوا هم الغلبين • وانهم ما الكرم المستبين • وهذا بينهم

ثم الاستاذ ان قوله تعالى اقل ما اشد المشقة الكرم والصلوة من ان الظلمة تمنع عن الحق والبر والذكر والذكر الله أكبر والله يعلم ما تصنعون
﴿٢٨﴾ **﴿٢٩﴾** تركعون وتسجدون لبريكم الناس **﴿٣٠﴾** فويل للمصليين الذين هم عن صلاتهم ساهون الذين هم يراؤون
 ويمنعون الباعون **﴿٣١﴾** **﴿٣٢﴾** مهل تشكروا بالصلوة في قرآنكم ايها الساهون **﴿٣٣﴾** الصلوة هي
 التي تسهكم عن محسأ البخل ومنكر النفاق ولذكر الله أكبر والله يعلم ما تصنعون **﴿٣٤﴾**
 فوالله ان الانسان لخلو هلو عا اذا مسه الشر حرورعا واذا مسه الخير منوعا **﴿٣٥﴾** الا المصلين
 الذين هم على صلاتهم دائمون **﴿٣٦﴾** **﴿٣٧﴾** المدامون وخدمهم والموسعون عطايهم للتكثير
 والمجرومين **﴿٣٨﴾** الذين ان نقصوا حاجاتهم فسفحوا جامعتكم وتكبروا من العالين **﴿٣٩﴾** لا الذين
 يستلزون الناس لمخفين **﴿٤٠﴾** فما الصلوة ساءتكم تمنعون **﴿٤١﴾** ما هي الا التظم والنسق ووحدة الامة
 واطاعة الامرو بالحق والعلو حافظة النفس الجهاد والخلطة على الاعلاء والحسان الميزان
 لو كنتم تعلمون **﴿٤٢﴾** والتمكين من بر الارض ومحرمها كالدآت ومن جوار السماء كالطيور ومن فتح البحر
 كالحسان فما لكم لا تصلون ولا تفلحون **﴿٤٣﴾** والمعربون كلهم قد علموا صلاتهم وخطيئهم الارض
 من فوقها ومن تحتها والتحد اسوتا من سهلها وحضرها ونوامسا كن مراكب في برها ومحرمها المستحرا
 لله ومحرمه وهم الذين هدى الى الصراط المستقيم **﴿٤٤﴾** صراط الذين اعم الله عليهم غير المغضوب
 عليهم ولا الضالين **﴿٤٥﴾** وما علمهم ما الصراط المستقيم انما الجهلون **﴿٤٦﴾** وقد قال
 الله لكم في الكتاب المبين • في موسى وهرون • اللذان ابعا قومهما على مقام امين **﴿٤٧﴾** واورثهم
 جنت الارض وعيون **﴿٤٨﴾** التي تركوها قوم اخرون **﴿٤٩﴾** ولقد مننا على موسى هرون • ونجيتهم قومهم
 من الكرم العظيم ونصرتهم فكانوا هم الغلبين • وانهم ما الكرم المستبين • وهذا بينهم

الضراط المستقيم : وَرَكْنَا عَلَيْهِ مَا فِي الْأَجْرَةِ : سَلَّمَ عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ . إِنْكَارُكَ عَمْرِي
 الْخُشْيَانِ . إِنْهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ . (١٣٤-١١٢-١١٣) * وَإِنْ كَانَ التَّسْبِيحُ تَكَرُّرَ اسْمِ اللَّهِ عَلَى
 سَبْعِ أَمْثِلِ الْجَهْلُونَ ٥ فَمَا اسْتَعْمَلَ رَسُولُكُمْ هَذَا السَّلَاحَ الْعَجِيبَ لِعَرَبِ حَيَاتِهِ فَقَدْ لَيْسَ كَوْنُ
 الْمَغْلُوبِ * فَمَا لَكُمْ لَا تُدْعُونَهُمْ لِيُقْبَلَ مِنْهُمْ * وَهُمْ يُوقِنُونَ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَخَذَ
 وَعَلَى كُلِّ مَا نَفَقَهُ الْعُلَمَاءُ الطَّاعَتُونَ وَالْحُكَمَاءُ الْعَرَبِيُّونَ مِنْ تَسْبِيحِ الظُّيُورِ وَالذِّكْرِ الْمَلَكِيَّةِ
 وَصَلَاةِ الْأَسْبَاءِ وَحَمْدِهَا وَخُصْمِهَا وَرُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا وَعَلَى كُلِّ مَا تَفَكَّرُوا فِي قَانُونِ عَدَمِ حَقِّهَا
 سَكْرَتِ الْأَسْبَاءِ الْفَطْرَةِ سَرِيعَةً تَأْتِي قَدْ دَهَبَ إِلَى أَنْ دَرَسَ اسْمَاءُ الطَّبِيعَةِ وَمَخْلُوقَاتُهَا وَحَوَائِجُهَا وَعَوَائِدُهَا
 لَا تَحْلُو أَعْرَافَ النَّفَاصِ الْعَبِيدِ لِأَنَّ الْأَصُولَ وَالْعُرْوَةَ الَّتِي تَخْرُجُ مِنْ هَذِهِ الْمَطَالَعَةِ أَوْصَدَ مِنْ
 دَرَسَةِ حَوَائِجِ الْأَشْيَاءِ لَا طَائِقَ فِي كَثَرِ الْأَحْوَالِ بِعَوَائِدِ الْإِنْسَانِ وَفَطْرَتِهِ وَلِذَا لَمْ يَحْزَلْ الْإِنْسَانُ
 أَنْ يَتَّبِعَهَا أَتَمَّامًا وَمِنْ هَذَا أَصْنَفُ الْعَرَبِيِّونَ بَانَ مَبْلَعُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ الَّذِي دَوَّيَتْهُ فِي كَثْمِهِمْ
 لَا يَكَادُ يَحْنُو عَلَى مَا يَكْفِي الْإِنْسَانَ لِعِلَاجِهِمْ وَبِقَاءِ سَلَامِهِ وَتَدْوِيمِ قُوَّتِهِ وَعَمَلِهِ مِنَ الْأَرْضِ مَصْرُفُوا
 عَنْ هَذَا السَّبِيلِ لِيَكُونُوا أَعْلَمَ مِنْ أَسَاسَةِ الْأَحْوَالِ التَّوَارِيخِ وَأَسْبَابِ ارْتِقَاءِ الْأَقْوَامِ وَمَطَالَعَةِ السِّيَاسَةِ
 الْحَالَةِ وَسِيَاسَةِ الْمَدِينِ الْمَمْدُونَةِ الْمَاضِيَةِ وَبِالْخُصْصِ فِي أَمَارِ الصَّنَاعَةِ الْأَحْوَالِ الْأَمِّ وَبِذَوِي
 أَصُولِهَا فِي الْعَاسِ سَبِينِ فَهَرَسَ الْأَعْدَادَ وَغَيْرَهَا مِنْ عُلُومِ التَّوَارِيخِ الَّتِي أَشَارَ اللَّهُ إِلَيْهَا فِي قَوْلِهِ
 إِنْ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ عَلَى أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ رَجُلًا مِنْ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ . وَلَعَدَّ رُكْنَا مِنْهَا آيَةً نَبِيَّةً
 لِيَقُومَ يَعْقِلُونَ ٥ (٢٩٠-٣٣٠-٣٤٠) فَلَا شَكَّ فِي أَنَّهُمْ صَارُوا مِنْ قَوْمٍ يَعْمَلُونَ سُنَّتَهُ وَيَعْمَلُونَ عَادَتَهُ بِأَصْلَاحٍ
 مِنَ الْمَلِكِينَ * وَنَظَرَ إِلَى كُلِّ مَا نَعَزَمُ مِنْ أَحْتِمَالِ أَهْلِ الْعَطَرَةِ وَمَلْعَمِهِمْ عَاقِلًا لِيُتَقَضَّ أَحْمَرُ
 فِي قَانُونِهِ وَأَسْتَقْرَأَتْهُمْ سُنَّتُهُ الْقَوْلُ الْحَقُّ الَّذِي لَا يَسْتَكْفِيهِ هَوَانُ كُلِّ هَذِهِ مَا ذُهِبَ إِلَيْهَا الْعَرَبُ مِنْ

٥ فَمِنْ هَذِهِ الْأَنْبَاءِ الْمَطْلُوعَةِ أَنَّهُ مِنْ صَلَاحِ مَا عَمِلَ مُوسَى مِنْ عَمَلِ السَّلَامِ بِهَرَمَاءَ عَدَدَ سَلَامٍ الظُّبُرَ الْمُسْتَعْمَرِ وَهَذَا لِيُعَدَّ دِينَهُ حَيَاةً لِلْأَمْسِ
 بِهِ حَقٌّ أَمَّا لَدُنَّ سُلَاطِنِهَا عِبَادَتُهُ وَالْمُؤْمِنِينَ أَهْلَ الْعِلْمَةِ الْأَسْلَوُكَ كَرَسَلَتْهُ وَأَسْبَابُ قَانُونِهِ لِيُعْلَمَ الْعَسْكَرُ وَالْإِسَاءُ وَلِيَكُونَ بِهَا لِلْعُلَمَاءِ دِينًا وَاحْتِرَاقًا حَقًّا
 فِي أَمْرِ مَعْرِفَةِ الْعَرَبِ أَنَّ صِلَاحَ مَسْئَلِهِمْ بِالْأَمْرِ الْأَنِي هَذَا لِلْوَصْرِ (صَرْفًا عَلَى مَا فِي سُلُوكِ الْعَالَمَةِ) وَلِذَا لَمْ يَصْدَقْ قَوْلُهُ (هَذَا الظُّبُرُ الْمُسْتَعْمَرُ) حِينَئِذٍ (الْمَا فِي

اصول الاسلام بل ديه تعالى بل فطرت الله الى فطر الناس عليها والذين الذي في قلوبهم التيتوب
لا تهم اهلوا هذا القانون واصلحوها بالهم بل المسنون في الدين واصلحوها فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون
(٣٥١) * واقفا الاحتلاف بين القرآن وبينهم في اساليب معادها وطريق اتباعها فهو من الصروع
ليس باصل الدين ولذلك يجوز بهم الله بما كسبوا ويستخلفهم في الارض ويمكن لهم دينهم الذي ارتضوا
لهم (٣٥١) * والله لا يؤمنكم ائمة الحسنين (١٣٠) * فيا من تجهلون لا تعقلون! * انبش في بها
استنظم من القرآن العظيم * وما القانون للثقف عليه الذي اسخر حتم منه فاتهم له تسجلون *
استنظم من القرآن انه من اعرف بلسانه بان الله خالق السموات والارض وهو المسلم عند
وهو الذي دخل في دينه * او امن بوحدة تعالى * فلا شك في ان كثير من العرب قبل ظهور الاسلام
والاعراب والنصارى واليهود والمغفوس وغيرهم من معاصري النبي اكثرهم كانوا
يعززون بلسانهم انه خالق السموات والارض وما كانوا يعتقدون بعبدية غيرها
لو كنتم تعلمون * ولذلك قال الله فيهم ولكن سألهم من خلق السموات والارض
ليقولن الله فقل الحمد لله بل اكثرهم لا يعلمون (٣٥) * فما كان
قولهم من دون العلم واليقين الا ما استم يقولون الان بافواهكم بعد علمهم * فلما لا ادخلهم
الله في دمره المسلمين بل سبهم المشركين * ولا شك في ان اكثرهم كانوا يقولون انه سخر
الشمس والقمر كما تافكون بالسسكم لانه قال فيهم ولكن سألهم من خلق السموات والارض
وتنشق الشمس والقمر ليقولن الله فاني يوقفون (٦١) * ولا شك في انهم كانوا يعتقدون
بافواههم بغير تعقل وعلم ان الله مثل الماء من السماء * وانه هو حي الارض بعد موتها كما
تعتدون الان * فانه قال فيهم ولكن سألهم من نزل من السماء ماء فاجابوا الارض من بطنها
(البقرة من ص ٢٥) الذين اعطيت كلمته (٦٠) الا اخرج العدم وبعه العليمة في الزمان والذين هم بالمعصية والذين هم بالدين هلكوا من فساد
حكم في الارض ومن تشبهوا الله فليطعوه في كتاب الله كبر على صفا (٢١) ٢٢٣ عليم العاري الهما للشمس المبردة وسأني بفعل ما صراط مستقيم بل ما
الصراط المستقيم على صفا (١٣٩) من فروع الامساجة سئل لكم ما الاعمال التي تدرج لاسان منه والمزدهم ما هوان الضلوة هي التي تدرج لكم الى التمسك

في ان العلم يصدق
من التوحيد
يولد منه.

مِنْهَا لِيَقُولَنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٩﴾ * وَلَا سَكَّ فِي أَنْ كَبِيرًا
 مِنْهُمْ كَانُوا يَقْرُونَ بِالْأَسْمَاءِ أَوْ صَوَاهِدَهُ نَعَالِي وَأَسْمَاءَهُ كَانُوا يَدْعُونَ بِهَا الْأَنْ لِيَدَّ وَنَهَارًا ۝ فَاتَّهَمُوا قُلُوبَهُمْ
 سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لِيَقُولَنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٣٠﴾ * وَلَا سَكَّ
 فِي أَنْ مَعَاصِرِي لَتَتَى أَكْثَرُهُمْ كَانُوا يَعْرِفُونَ بَاتَ اللَّهُ حَلَقَهُمْ مِنْ دُونَ السَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالسَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضِ كَمَا يَعْرِفُونَ وَتَلَا سَوِيحُكُمْ وَتَأْكُلُونَ بِأَفْوَالِكُمْ فِي زَمَانِنَا هَذَا كَرَّةً بَعْدَ تَرَّةٍ ۝ لَا تَدْرِي
 قَالَ وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لِيَقُولَنَّ اللَّهُ فَإِنِّي يُوقِي فَاكُونُ ﴿٣١﴾ * فَإِنْ كَانَ
 التَّوْحِيدُ فَوَلَكُمْ مَا فَوَاهِكُمْ أَوْ فَكَلَكُمْ بِالْأَسْمَاءِ خَالِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَوْ خَالِي السَّمَرِ
 وَالْقَمَرِ ۝ أَوْ مِثْلُ الْمَاءِ مِنَ السَّمَاءِ ۝ وَإِنْ لَمْ يَدْرِي هَذَا الْأَقْرَارُ عِلْمُ خَلْقِهِ وَتَعْقِلُ مَلَكُوتِهِ ۝ وَبَدْرُ
 سَمَوَاتِهِ وَارْصَادِهِ ۝ وَمَعْرِفَةُ بَدْرِ أَسْمَاءِ أَعْمَالِهِ ۝ وَبَعِثْتَ سَنَةً وَعَادَتُهُ بِالتَّفَكُّرِ فِي مَخْلُوقَاتِهِ ۝ فَلَمَّا
 لَا سَمِيَّ اللَّهُ مَعَاوِيَةَ النَّبِيِّ السَّالِمِينَ لِلْوَحْدَانِ ۝ وَلَمَّا سَمَّا هُمُ الْمُتَشَرِّكِينَ الْكَافِرِينَ * بَلْ لَا تَنِي سَمِيَّ الرَّسُولِ
 التَّوْبِيلُ لِيَهْدِي بِهِمْ ۝ وَلَمَّا قَالَ بِهِمْ عَلَى أَفْرَادِهِمْ بِاللِّسَانِ بَوْنَهُ خَالِقًا بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
 ﴿٣٢﴾ ۝ وَبَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٣٣﴾ * وَلَا تَنِي سَمِيَّ فَاخِرُ تَعَجُّبٍ ۝ وَفُجْرُ وَتَعَجُّبٍ ۝ بَلْ خَرَّ
 نَفْسُهُ عَلَى سَائِرِ الْخَلْقِ وَالْكَادِبَةِ وَقَالَ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ ﴿٣٤﴾ ۝
 وَقَالَ لَهَا خَلَقَ اللَّهُ مَا أَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ﴿٣٥﴾ ۝ وَقَالَ ادْعُوا الَّذِينَ رَعَيْتُمْ مِنْ دُونِ
 اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْ خَلْقِ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ مَا لَهُمْ فِيهِمْ مِنْ شَرِكٍ وَمَا لَهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ۝
 ﴿٣٦﴾ ۝ بَلْ لَا تَنِي سَمِيَّ اسْتَكْبَرُوا وَتَكَارَرُوا فِي سَمَائِهِ وَارْصَادِهِ وَقَالَ وَالسَّمَاءُ سَنُهَا بِأَيْدِي وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ۝ وَ
 الْأَرْضُ فَرْسُهُمَا فَيَعْمَلُ الْبَاطِلُونَ ﴿٣٧﴾ * وَلَا تَنِي سَمِيَّ اسْتَدْبَرَ الرَّسُولُ بَلْ دَلَّكُمْ عَلَى مَخْلُوقِهِ
 لَمَعْرِفَتِهِ ۝ وَاشْهَدَكُمْ عَلَى حَلَقِهِ لِحَصْبِلِ قُرْبِهِ وَذِكْرِهِ وَقَالَ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَالِقًا دُجْنَ لَعَلَّكُمْ

(المعنى من صحفه ٢٦) الضراط المسعوم والضراط هو الذي يعلوكم في الدنيا فليس توالى هذه الآيات اسما تذكره

* معني من كل هذه الآيات ان معاصي الله تعالى كلهم او اكثرهم اعادوا الكفر فكذلك وعادهم كما لو بعدوا بالسهم بالله كما بعدوا بالسلب في راسا هذا ولكنه صلح
 حادهم ليس على الله تعالى ولم يردوا من عودهم وعظم حلاله فيكم بل الصواب انهم بالله الحليم سبوا باطام حكاية القرآن العوا السبى وما مثل ما لا والى حاد

نَذَرُونَ فَفُتِّرُوا إِلَى اللَّهِ إِيَّاكُمْ مِثْلَهُ نَذَرْتُمْ بَيْنَ : وَلَا تَحْمِلُوا مَعَهُ اللَّهُ إِلَهًا آخَرَ إِيَّاكُمْ لَكُمْ مِثْلَهُ نَذَرْتُمْ
 مُبَيَّنٌ (٥١-٥٤) * وَإِنْ كَانَ التَّوْحِيدُ أَمْرًا كَمَا بَالِغًا لَكُمْ أَنْ تَحْمِلُوا كُلَّ شَيْءٍ * أَوْ عَزَبَ عَنْ فَوْقَ
 كُلِّ دِي عَرَهُ * أَوْ عَلِيمٌ فَوْقَ كُلِّ دِي عِلْمٍ كَمَا قَالَ الْكَفَّارُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ * وَإِنْ لَمْ يَشْمَلْ عَلَيْهِ بَعْدَ فِي
 الْعَمَلِ * وَطَاعَةِ أَمْرِهِ * وَاتِّبَاعِ وَأَوْبَهُ * وَشِدَّةِ حَتَبِهِ * وَبَرَكَةِ مَا سَوَانِهِ * وَإِنْ لَمْ يَنْفَاقَهُ اتِّخَاذُكُمْ إِرْبَانًا
 مِنْ دُونِهِ عَمَلًا وَمَعْنَى * وَعِبَادُكُمْ أَوْلِيَاءُكُمْ وَكَدَرَاءُكُمْ * وَتَوَقُّلُكُمْ فِي حُكْمِكُمْ وَاعْتِرَاءُكُمْ * وَعِبَادَةُ اللَّهِ هِيَ
 وَالذَّلَاتُ * وَالنَّعْفُ بِالْمَالِ وَالْأَوْلَادِ * وَالْأَعْنَةُ بِكُلِّ مَا يَعْجَلُكُمْ أَوْ يَسْغُلُكُمْ عَنْ أَحْكَامِ اللَّهِ * وَأَوْتَارُ
 الْغُلُوبِ الَّتِي تَعْبُدُ مَا مِنْ دُونِ اللَّهِ * وَالَّتِي كَانَ الْكُفْرُ بَعْدَ تَهْلُكِكُمْ * فَلَمَّا لَا صِدْقَ لِلَّهِ عَلَى أَهْلِ الْهَمِ
 الظَّاهِرَةِ * وَلَمَّا سَأَلَهَا أَفَاتٌ وَقَالَ فَأَتَى بُرْقَانُ كُونُ (١٤١٣٣) * وَهُوَ الَّذِي قَالَ فِيهِمْ وَلَيْتَ سَأَلْتَهُمْ مَزَّةَ
 حَالِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ
 كَاشِفُ صُرُوفِهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ
 (٣٨١٣٩) * وَإِنْ كَانَ التَّوْحِيدُ كُلَّهُ لَفْظًا فَلَمَّا لَا دَخَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ فِي رِصْرَةِ الْمُسْلِمِينَ وَكَرِهَهُمْ كَأَنْ يَصْفَرُوا
 بِاللَّهِ لَعْنًا * إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ قَالُوا عَزَّيْرُ اللَّهِ (٣٠) بِأَفْوَاهِهِمْ * وَلَمَّا قَالَ فِيهِمْ أَنَّهُمْ الْحَنُ وَالْأَجْمَانُ
 وَرَهْبَانُهُمْ أَرْبَابَانَا مِنْ دُونِ اللَّهِ (٣١) * وَلَمْ يَسْمَعْهُمْ أَحَدٌ أَرْبَابَهُ بِلِسَانِهِ * فَتَدْرَأُ الرِّبَا يَوْمَ تَعْرَكُونَ *
 فَمَا التَّوْحِيدُ إِلَّا بِالْعَمَلِ * وَصَارَ كَمَا اللَّهُ عَلَيْهِ لِنَعْلَمُوا رُكْمًا بِوَسْاطَةِ أَعْمَالِهِ وَتَعْقِلُوا اسْتِنْدَ * وَصَارَ كَمَا
 عَلَى الْعِلْمِ وَالتَّحْقُلِ لِنَسْخَرُ وَالسَّائِلَةِ * وَصَارَ كَمَا عَلَى سَبِيحِهَا الْمَعْرِفَةِ * وَمَعْرِفَةُ وَأَوْنَهُ * وَلَمْ يَكُنْ وَاقٍ
 الدِّيَامِ مِنَ الْغَالِبِينَ * وَمَا التَّوْحِيدُ إِلَّا تَجَرُّهُ وَالْأَحْجَارُ خَاصَّةً وَتَعْدُ وَاسْأَلُوا الْأَصْنَامَ الْبَاطِنَةَ
 الَّتِي تَسْعَلُكُمْ عَنِ السَّعْيِ أَوْ تَعْكَلُكُمْ عَنِ الْعَمَلِ * بَلْ صَارَ كَمَا اللَّهُ عَلَيْهِ لِنَتَوَحَّلَ وَأَنْفُسُكُمْ * وَبِالْقَوَائِدِ
 قُلُوبُكُمْ بِوَسْاطَتِهِ * وَلِتَهْدُوا وَإِنْ هَذِهِ الْأَرْضُ أَهْلًا مَحْدُومًا مَحْتَمَعِينَ * تَتَاغَلَبُ عَنْ كُلِّ مَا يَضَعُفُ

مِمَّا أَيْ سَارَعَ إِلَى الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَتَوَحَّدَ بِهِ مَا كَانَ لِأَحَدٍ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُ سَاءَ مَا تَعَرَّقُوا فِي أَعْمَالِ اللَّهِ وَتَدْرَأُ الرِّبَا يَوْمَ تَعْرَكُونَ هَذَا الَّذِي يَهْدِي إِلَى مَعْرِفَةِ مَا كَانَ
 لِأَحَدٍ أَنْ يَعْرِفَ اللَّهَ مَعَكُمْ فِي سَبْعٍ وَلَهُ أَنْ يَتَوَكَّلَ الصُّوفِيَاءُ وَمَا هِيَ إِلَّا مَعْرِفَةُ اللَّهِ بِوَسْاطَةِ الْأَعْيَانِ فِي سُبُوحٍ وَلِذَلِكَ مَا عَرَفُوا حَقَّ مَعْرِفَتِهِ حَقًّا
 بَلْ لَمْ يَتَوَكَّلُوا عَلَيْهِ عَادِمًا وَسَمِعَهُ أَصْلًا

قُواكُمْ مَنَظَرٍ وَمَعَاوِدٍ سَبَّحُوا فِي الْأَرْضِ مِنَ الْغَالِبِينَ * وَمَنْ حَاهِدًا لَيْسَ لَهُ هُدًى
 لِنَفْسِهِ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ عَلِيمٌ (٢٩٩) * وَهُوَ عَنِ أَنْ يَسْتَوْفِيَ أَحَدًا أَوْ أُسْرًا
 إِلَّا أَنَّهُ مِنَ الْخِدَالِ الْعَادَةِ فِي الْعَمَلِ وَظَلَّ لَهُ عَاكِفًا فَلَهُمْ حَرِيٌّ فِي الْحَيَوَاتِ الذَّبَابُ مَا دَامُوا مُشْرِكِينَ *
 وَاللَّهُ مَا حَاهِدٌ فَوْمٍ فِي رِمَاسِهِ هَذَا فِي التَّوْحِيدِ قَطْمَتًا حَاهِدٌ الْغَرِبَ لَا تَهْمُ حَاهِدٌ أَوْ رَيْتُمْ بِجَاهِهِمْ
 وَعَقْلُهُمْ * وَطَهَّرَ أَوَّلَهُمْ مِنْ رَجَزِ الْأَوْتَانِ عَمَلًا وَمَعْنًا * وَلَمْ تَخْلُقُوا أَفْكَارًا وَأَوْرَاهِمُ وَأَفْكَالَهُمْ *
 بَلْ هُمُ الَّذِينَ رَاوُوا فِي رِمَاسِهِ هَذَا مَا هُنَّ تَكْثُفَتْ خُذْرُهُ * أَوْ مَسَكْتَ رَحِمَهُ * وَمَا رَأْسُ هَذِهِ قَطْمَتٌ
 فَصَرَّحَ مِنَ الْأَحْسَرِينَ * مَا شَرَّ الْقُرْآنَ سَجُودَ كَرَامَتِهِ مِمَّا مَخْرَجَ خَاصَّةً إِلَيْهَا الْمُسْلِمِينَ الْجَاهِلُونَ *
 إِنْ هُوَ إِلَّا قَوْلُكُمْ يَا فَوَاهِكُمْ أَنَّهُ أَحَدٌ وَعَلَى هَذَا تَعْلَمُكُمْ بِأَصَابِ الْقُلُوبِ وَأَعْيَاكُمْ لَهَا * وَعَادَ نَكَمُ
 أَوْلِيَاءِكُمْ وَكُذْرَاءِكُمْ * وَالْحَادِثُ أَحَادِكُمْ وَرَهْبَانِكُمْ أَيْ نَاسُ دُونِ اللَّهِ * وَأَفْكَالُكُمْ بِلِسَانِكُمْ أَنَّهُ رَكَمٌ
 وَدَارُكُمْ وَعَلَى هَذَا عِبَادُكُمْ حُكْمًا مَكْرًا وَالْهَمُّ مِنْ الْأَرْضِ * وَشَعْفُكُمْ بِأَوْتَانِ الْقُلُوبِ وَحَادِثِكُمْ فِيهَا
 وَسَعْلُكُمْ عَنِ الْجَهَادِ فِي اللَّهِ وَاحْكَامِهِ * وَبَرَكْتُكُمْ مِنَ التَّعَلُّقِ وَالْعَمَلِ فِي سَبِيلِهِ * وَكُوبُكُمْ مِنَ الدِّينِ لَا يَعْلَمُونَ *
 (٢٩٩، ٣٠٠) سَمَّيْتُمْ وَأَوْصَيْتُمْ * وَكُوبُكُمْ مِنَ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ (٢٩٩، ٣٠٠) مَلَكُوبُهُ وَفَانُوبُهُ * وَعَدَمُ مَعْرِفَتِهِ
 بِلِسَانِهِ صَحِيحَةُ الْعَطَرَةِ * وَعَدَمُ سَبِّحِكُمْ أَسْمَاءَ الطَّبِيعَةِ * بَلْ جَعَلَكُمْ عَنْ مَسْتَحَبَةٍ * وَمَحَادِثِكُمْ
 فِيهِ بَعِيدٌ عِلْمٌ * وَسُلُوكُكُمْ سُنَنَهُ نَغِيرُهُ هَلْ لِي * وَفُولُكُمْ يَا فَوَاهِكُمْ نَغِيرُ عَمَلٍ * وَهَمُّكُمْ بِنَكَارِ
 اللَّهِ وَمَعَ هَذَا ادَّعَاكُمْ أَنْ تَعْلَمُونَهُ * وَكُوبُكُمْ مِنَ الَّذِينَ يُوقِفُكُمْ (٣٠٠، ٣٠١) يَا فَوَاهِكُمْ أَنْ تَعْلَمُونَهُ
 يَسْلُوبُ لَهُ * لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ * وَلِذَلِكَ قَالَ اللَّهُ لَكُمْ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ تَخَفَتْ لَكُمْ مَا فِي السَّمَوَاتِ مَا فِي
 الْأَرْضِ وَأَسْمَعَكُمْ نِعْمَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى
 وَلَا كِتَابٍ مُبِينٍ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا أَوَّلَ بَشَرٍ مَا وَحَدَّ بَاعْنَاهُ إِنْ شَاءَ نَارُكَ وَكَانَ

ثم من سب على صفة ٢٩٩ من طرأ الأسماء أنه إن لعلم في لغة العرب أن الله تعالى هو الذي يخلق الطبعات فلا بد من إسماعيل السمع والسمع من العباد من بعد
 المسألة والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لسنا نعلم ما من ربنا * أما كتب سيرته صلى الله عليه وآله وسلم في حياته من الأسماء
 من رتبته والله سبحانه الله الكائن في القرآن وهو صفة العطر التي هي من ألبان يكم

الناس يظنون لها عكفين (٢٦) * والذين كانوا لا يسمعونهم اذ يدعون * ولا يسمعونهم اذ
يَضْرُونُ (٢٦) * اَلَا مَنْ اَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (١٢٧) * والذين سلموا وجهه له صفاة الماقد
من المعصين * والذين بطعه ولا طعم احد من الغلبين * والذين لا يسجد للمال والدين * لمجاهد
الناس في سبيل الله باموالهم وانفسهم وليكونوا من الغلبين * ولذلك دعا ابراهيم ربه قال رَبِّ
هَبْ لِي حُكْمًا وَارْحَمْنِي بِالصَّلَاحِ (١٢٧) * بالذين يرون الارض فان الارض سرها
عبادة الصالحين * وقال واجعل لي لسان صدق في الاخرين (١٢٧) * ليصل الناس
عليه يسئلوا عنه ما دامت السموات والارض مسلمين * وقال واجعلني من رتبة جنات النعيم
(١٢٧) * فان الجنة لاولى جنت الارض من عيون * وزر ورج ومقام كرم (١٢٧) * وما هي
الا الذين قالوا الحمد لله الذي صدق ما وعده واورثنا الارض ننبتون من الجنة حب ساء
فيعم اجر العالين (١٢٧) * لان الارض لله نورها من بناء من عبادة والعاقبة للمتقين
(١٢٧) * ولذلك قال ابراهيم واذا قربت للجنة للمتقين (١٢٧) * وقربت الى الجنة للغووين
(١٢٧) * للظالمين الذين لم يروا من الارض قطعه وكانوا مستضعفين * ومن كان في هذه
اغنى فهو في الآخرة اغنى (١٢٧) * ومن الظالمين * ولذلك دعا ابراهيم ربه وقال واغفر لابي
انه كان من الضالين (١٢٧) * من الذين لم يسلكوا صراطك المستقيم * صراط الذين اقممت
عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين (١٢٧) * فالظالمون هم الذين لم يقدر واعلى انهم هم في
هذه الدنيا واولئك هم المعصونون * والمعصونون هم الذين لم يروا من الارض قطعة فصارت
مستضعفين * والمستضعفون هم الهالكون المعصونون * فانه قال ومن يخلل عليه عصي
فقد هوى (١٢٧) * وصار من الهالكين * مسلم على المتقين * الذين يرون حب الارض تنق

هذه الآية من قوله تعالى ان الله يضل من يشاء ويضل من يشاء ولا يضل من يشاء ولا يضل من يشاء ولا يضل من يشاء ولا يضل من يشاء
ان الله يضل من يشاء ولا يضل من يشاء ولا يضل من يشاء ولا يضل من يشاء ولا يضل من يشاء
بارك الله في الدنيا والآخرة

سوءون من الحق حب نشأون * مع احرا العمل السالكين للوحد من المتقين * والحمد لله

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١﴾ ﴿٢﴾

فما الشرك الا ما استعلكم عن التسبيح ايها الضالون المعصوبون ، وكل ما يصرفكم عن حدة

الامة والاتحاد الى الاشتات والافراق هو الشرك لو كنتم تعلمون * ولذلك قال الله لكم ان افنوا

الذين لا تتقوا امة وكبر على المشركين ما تدعوهم اليه (١٣، ١٢) لان الشرك مكههم عن الصلح و

الاتحاد والمشاركهم الذين يفسدون في الارض ولا يرايطون ولا يصلحون * كل

واحد منهم يسعل صنعه ويفرح بمال يهصره عن الباقيين * والله يوحدهم

ويجمع بينكم ويفتكم لو كنتم تعلمون * وان من قوم في هذه الارض اتحدوا صلحا

الا انهم طمروا قلوبهم من اوتوا الاهواء والذات فالف بينهم الله وصاروا من

وان وحده الامة
والحق الواحد
ويصل منه وما
الشرك الا ما يلهي
التوحيد

الموحدين * ولذلك قال الله لكم ولا تكونوا من المشركين من الذين قوا دينهم وكانوا شيعاء كل يخزي ربنا

لذاتهم يخزيهم ﴿٣٠﴾ ومن اسرك نطعم فصا من المدينين * ولذلك قال الله لكم فلا تدع

مع الله ايها احر فكونوا من المعتدين ﴿٢٠﴾ ولذلك قال الله لكم ان هرة امتكم امة واجل

واذا كنتم قاعدا قوب (٩٢، ١٢١) فاما التوحيد الا وحده الامة لو كنتم تعلمون * وكل من يؤمن

بالله ويحرم رجا الشيطان ويطهر قلبه من الاوباش ويترك نفسه ولا يدخل في جوف قلبه الا الحق

يتيسر له لتقوية قومه الجهاد بالمال لانه لا يصير المال ولا يتخذ الله من دون الله لا يشرك

ولا يلبس اسمانه بظلم ويؤمن بانه سوف يوفي احوه من عنده * ولذلك قال الله

لنبييه قل انما ابسر فيكم نوحى الي انما ابصر فيكم لاله واجل فاستقيموا اليه

واستقيموا له وويل للمشركين الذين لا يؤثرون الزكوة وهم بالآخرة هم كرمون (١١١، ١١٢)

فان الجهاد بالمال
والجهاد بالنفس
الحق سلك التوحيد
ويوحده

ومن يؤمن بالله وينوجهه يتيسر له الجهاد بالنفس والهجرت لانه من يؤمن بالله وعنا

ولمحت نفسه من الله فالذين آمنوا أشد حبا لله (١٦٥) ٥ ولذا قال الله فيهم والذين آمنوا
 وهاجروا وجاءوا في سبيل الله والذين أوتوا نصرا من أولئك هم المومنون حقا لهم مغفرة
 وزياد كبرهم (١٦٨) ٥ فما التوجه إلى الجهاد والجهاد من دون ما تقدم إليها المسلمون الموحدين
 وما يؤمن أحد عند حتى جاهد ما حر لتعوية قومه بل لحر كل ما يشغله عن السعي والعمل
 يفعل ذلك فأولئك هم المومنون ٥ خطأ وأولئك هم الموحدين ٥ صرنا قالوا قالوا كذب
 الكذوبون ٥ ومن يؤمن بالله وبوحدة ويزكي قلبه ينشئه طاعة أصيلة لا ته لا يحد في
 قلبه وسأما مرة شيء أحراوسه منه عنه فلذا قال الله لكم يا أيها الذين آمنوا أطعوا الله و
 أطعوا الرسول وأولي الأمر منكم فإن ساذعتم في شيء فردوه إلى الله والرسول إن كنتم تؤمنون
 بالله واليوم الآخر ذلك خير وأحسن تأويلا (١٦٩) ٥ ولا تطوا أن اطاعة الرسول في زمانها

هي ما يجهز به ومما كره المحملون ٥ الدس قالوا التماهي اتباعا لحديث النبي ليجروا
 فيها مثل ما كروا في القران ٥ وليجروها مثل ما حرموا عملا ومعتادا ٥ ويصبروا بعضهما
 بعضا ٥ وليصبروا كما كتب الله ٥ فيمشوا في الأرض حامدين صابرين وقائلين متعدين
 شاكرين بأن الله ما جعل عليهم في الدين من حرج وما لهم هم المفلحون ٥ بل طاعة

فان اطاعة الامر
 بعدد من التوجه
 وبموجبه وما
 اطاعة الرسول
 الا الاطاعة
 اولى الامر منكم

الرسول هي طاعة ما كان الرسول يامر المؤمنين في عهدا يوما فيوما مشافهة ومواجهة
 من كونه اميرا على جماعتهم وسيتلهم ليظهرهم على اعدائهم ٥ واكان يدعوهم لما يحبهم
 او يجرهم من الظلمة إلى النور ٥ لينصروا على اعدائهم غالبين ٥ ومن كان بطيعة او سخر للاحكام
 من فريضة عهد الفتوة فهو الذي قد اطاعه ٥ ومن يطيع الرسول فقد اطاع الله (١٧٠) وما
 كان للرسول ان ياتي بأمر غير ما امر به الله ٥ او يحكم بينكم الا بما انزل الله ٥ فطاعة الرسول
 الا ان اطاعة اميركم والاستجابة لصاحب الامر منكم ٥ اولين خلف من بعدك لما امركم ٥ اولين

لِيَعْبُدُونَهُ (٥٦: ١٥) وكل من يصرف عن هذه الاعمال يصرف عن التوحيد * ويشرك بالله *
 بل يظلم نفسه * فاولئك هم المهلكون * في الدنيا ايئما سطرون * ولا ستأثم في الآخرة
 من العبد وليس * والذين يعبدون الله مخلصين له الدين * ولا يحدون اربابا غيرة عملا ومعنا
 في قلوبهم ابدا * ويسعون في فوجد هم سعيًا بليغا ليلادهم اذ ليغلبوا * ويستفتون على
 اعدائهم سوجدهم * فاولئك هم الغالبون * تخاف في جنوبهم عن المضار جع يدعون رثهم خوفا
 وطمعا ومنازرتهم ينقون (١٦: ١٣) * فليلا من الليل ما يحسون (١٤: ٥١) * ليحاهدوا في
 سبيلهم بايديهم وارجلهم حتى جهادهم وليغيروا ما بانفسهم حادين * وبالا سحارهم يستعفون
 (١٨: ٥١) * ليغفر الله لهم ما تقدم من ذنبهم وغفلتهم وما تاخر * وليرجعوا اليه مصاعدا سجد
 معقدين * هم الذين قالوا ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطانا (في مساعدنا ربنا ولا تقل علينا
 اضرا كما حملت على الذين من قبلنا) ولنسفر على اعداءنا ولا يحزننا ما لا طاقة لنا به واعف عنا
 (نظر الى وسع انفسنا) وله حيلنا) واعف لنا وارحمنا انت مولنا فانصربا على القوم الكافرين *
 (٢٨٦) * لهم البشرى في الآخرة لا تبديل لكلمة الله ذلك هو الفوز العظيم
 (٦٣: ١١) * افراء يمكن انكروا الله بعبادته او حقره هل نهلك الا القوم الظالمون * (١٤)
 المشركون * ورايهم انه من امن ولم يلبس ايمانه بظلم او ليك لهم الا من وهم يفتنون * (١٦)
 فيما من يوعون الله ما العباد اذ اعصا فكم في بيوتكم او مساحدكم منصرفين عن حل الله
 راعين عما خلق الله في السموات الارض وما بينهما بالحق * حاسبين خلفه باطلا وعنا * مكترين
 اسمائه كلها وهرا * ما العباد اذ سار عمار * وما هي بخود في رواياكم الذي يستحكم
 الى الذلة والمسكنة * او عماره تصعب قلوبكم وتفتلكم * فتقولوا ما انزل الله علينا
 في القرآن من شيء * وما هو بشي يصلم بالنا في الدنيا بل يجرنا ونحسد * بل هو الذي

في انما العباد
 الا اطاعة احكام
 ما ان والشق العمل
 وما هي بهائنه

سمع الذلة والسكينة فساد وما هذا إلا أساطير الأولين ﴿١٠٠﴾ بل عنكم الله عن هذه الرهبانية
 أيها النملون ﴿١٠١﴾ اسد عمارهاكم واحاركم واصفياكم لصلحوا بال انفسهم وحرثوكم اوكسدا
 الله ما كعبها الله عليكم قط إلا ابتغاء رضوان الله فما رعوها حق رعايتها ﴿١٠٢﴾ أفلا تعقلون
 إن أنتم إلا مفترون ﴿١٠٣﴾ • على الله ما كنتم تعملون على الله ما لا تعلمون ﴿١٠٤﴾ ما يريد الله من
 تعبدكم من شيء بل ما عبادته من شيء إلا أن تسعوا في الأرض جاہدين ﴿١٠٥﴾ واستعوا رضوان
 إلا أن تعملوا وتستقيموا لله وتصبروا وتوكلوا عليه مبينين ومصحين ﴿١٠٦﴾ لتسعوا حصه
 منه ورحمة ونعمة فمن ابغى نعمته وسعى لها سعيها فهو أذنى إليني وجهه باليقين ﴿١٠٧﴾ وما
 لاحد عند من تعبد محرابي إلا ابتغاء وجه ربه الأعلى ﴿١٠٨﴾ (١٩-١٢) أفلا تتدبرون ﴿١٠٩﴾ وما يريد
 الله من عبادكم من شيء إلا أن لا تصبوا مشاقي جهادكم فتسلوا أحسنين ﴿١١٠﴾ وإن لا تجدوا شئاً
 ربكم فظنوا على عاكفين ﴿١١١﴾ شاغلين عن سعيكم فتكونوا من الخائنين ﴿١١٢﴾ وإن تقروا لله لتقروا
 عما خلاه ولزهبوا له لزهبوا عما سواه ذاهبين ﴿١١٣﴾ لتروا الأرض فأنه من ورت الأرض فاولئك
 قوم عابدون ﴿١١٤﴾ واولئك عبادة الصالحين ﴿١١٥﴾ فلذلك قال الله لكم ليعبادوا الذين آمنوا الزايعين
 واسعة ﴿١١٦﴾ فأتاى فأعبل ﴿١١٧﴾ (٢٩-٥٢) بولاية الأرض الواسعة فاما نحن نرى الأرض ﴿١١٨﴾
 ونورثها من نساء من عبادة الصالحين ﴿١١٩﴾ فما العبادة إلا أن تستموا في أرضه الواسعة وآثرين
 وإن تسعوا في منابها غالبين ﴿١٢٠﴾ فأنه قال كل نفس آتية الموت ثم السائر محصون والذين آمنوا
 وعملوا الصالحات لنكوننهم من الجنة عرافين ﴿١٢١﴾ في من تحتها ألا هم جلدان فيها نعم أجر العاملين الذين
 صابروا وعلى رزقهم يتوكلون ﴿١٢٢﴾ (٣٠-٥٠) في ناسخ سيم ﴿١٢٣﴾ لا ينجيم أجر الحسنين ﴿١٢٤﴾ (٣١-٥١)
 لا يعلمون ﴿١٢٥﴾ (٣٢-١٣) ولا يعملون ﴿١٢٦﴾ ما العبادة إلا ما ومتكم على التوحيد ما لتم وتعدكم
 له ما استطعتم واستقامتكم اليه ليلاً ونهاراً تسعوا في الأرض جاہدين ﴿١٢٧﴾ ليؤخذكم ويقيمكم

هذه التوحيد او عمادة غير هذه العمادة التي كانت نصرهم على عدائهم عابدين ولا اجري
 كلامه تعالى من اقله الى احره مسحه من خدالاته ارسل رسوله بالهدى ودين الحق
 ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون (٢٣١) فهل انتم تؤمنون بهذا الفراق
 من هذه القسمة لتظهر على احدكم عابدين وبذا الضلوع لتخطفوا كفارا الارض مهلكين
 وبذا التوحيد لتفصبوا على الارض راهبين وبذا العبادة لتعتدوا اقوام الارض سحيس
 ومن اطاع الله يطوع له جنت الارض ايها الغفلون فلستم مؤمنين به ولستم عابدين
 او مهلكين او موحدين وما اكفر الناس ولو حرصت بمؤمنين وما سألهم عليه من آخر
 ان هو الا كسر للعلمين وكان من انبه في السموات والارض ممرؤن عليهم ولمعهم ممرؤون
 وما يؤمن من اكثرهم بالله الا وهم مشركون اقاموا ان تاتيهم غاشبة من عذاب الله او تاتيهم
 الساعة بغتة وهم لا يشعرون قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني و
 سخط الله وما انا من المشركين وما ارسلنا من قبلك الا رجالا لا يؤمن بالله من اهل القرى
 اقلهم يسروا في الارض فنظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم ولذا لا اخرة خسر للدين
 التقوا اقلوا لتفعلوا حتى اذا استأثرت الرسل وطئوا آلههم قد كذبوا جاءهم نصرنا ففجئ من
 نساء ولا يرد ناسنا عن القوم الجحيميين لقد كان في قصصهم عبرة لاولي الالباب ما كان
 حذرا يفتدرون ولكن تصديق الذي بين يديك وتفصيل كل شيء وهدى ورحمة
 لقوم يؤمنون (٢٣١-١١١) هـ

ولاشك في ان كل واحد من اصول الاسلام اعني التوحيد في العمل ووحدة الامة واطاعة

الامير والجهاد بالمال والجهاد بالانفس والهجرة والاستقامة الى السعي ومكارم الاخلاق و

والنقطة من محصية) فيعرف كلام الله عن مواضعها وتتم الى معاصد الفهم ليعلموا سائر الانفس ومن شئت في كتابي ان الله صمد
 من لم يخطئ حقت الارض لا تشبه احد على انه جاء في هذا المعنى في القرآن في مواضع سقى صراحة فليدبرهم القاري الى صفحات ١١٥-١١٦-
 بحث الملبس للسيرة النزيهة في هذا المعنى بعض سلكه كل ما جرى في العادة يوما صوملا مستورا

العلم والایمان بالآخرة التي تقدم ذكرها من لوازم الايمان بل شرائطه التي ما كملها
ان يُعك عن الايمان ٥ فس لزمها اسقام في ايمانه ٥ ومن صرف عنها سقط ايمانه ٥ ومد تروا ان
اسم موم تنفكرون ٥ فاما التوحيد في العمل او عبادة تعالى والنجوا عما يحل ولا يحل
لقا باسد حثينه وانعائه ٥ او باسد حته وابغاه وجهه ٥ حل الله كلاهما على الايمان وقال
في خشيتهم اتخشونهم فالله احق ان تحسبوا ان كنتم قو قين ٥ (١٣١٩) وفي آتائه انقلوا الله
ان كنتم قو قين ٥ (١١٢١٥) وفي حته الذين ايقوا انك حقا لله ٥ فلا يدخلون في
جوف فلويهم احدا من العالمين ٥ واما وحدة الامة فحلها الله على الايمان بل لزمها علما

بقوله انما الميق قينون احوه فاصبحوا بين احبكم واتقوا الله لعلمكم وتخشون
٥ (١١٢١٩) وقوله يا ايها الذين ايقوا اصبروا وصبروا ورايطوا واتقوا الله
لعلمكم بقلوبكم ٥ (١٩٩١٣) واتقوا الله واصبروا اذ انت بكم واطيعوا الله
ورسوله ان كنتم قو قين ٥ ١١ واما طاعة الامير بدل علونها من الايمان فوله

وان وحدة الامة
داطاعة الامير
ملازم الايمان

تعالى لمعاصر السج فالتقوا الله واصبروا اذ انت بكم واطيعوا الله ورسوله ان كنتم قو قين ٥ ١١ وقوله
ما كان المؤمن ولا المؤمنة اذا قضى الله ورسوله امر ان تكون لهم اخيرة فمن اقرهم ومن يتصر
الله ورسوله فقد ضل صلا مسينا ٥ (٣٩١٣٣) بل قوله يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا
الرسول واولي الامر منكم فان تنازعتم في شئ فردوه الى الله والرسول ان كنتم قو قينون بالله واليوم
الآخر ذلك خير واحسن ناولا ٥ (٥٩١٢٢) وقوله انما الميق قينون الذين امنوا بالله ورسوله واذا
كانوا معا على امر حايير لم يد هبوا حتى بسناد نوة من الذين بسناد نوك اولئك الذين قو قينون
بالله ورسوله فاذا استاذنوا ليعص شأناهم فاذا من شئت منهم واستعصم لهم الله ان الله عفو
رحيم ٥ (٩٢٢٣) واما الجهاد بالمال والجهاد بالانفس والجهاد فحلها الله على

الايمان وبوتد هذا القول قوله اَشْمَا الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ قُلْ لَّمَّا بَرَأْنَا بَرَاءً وَ

جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُونَ ﴿١٧٣٩﴾ وقوله وَالَّذِينَ آمَنُوا

وَهَاجَرُوا وَحَاحِدٌ رَّافِيَ سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَانْتَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَوَقِّعُونَ حَقَّاءَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ

كَرِيمٌ ﴿١٧٤٠﴾ وقوله آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْقَضُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَحْلِفِينَ فِيهِ

في ان المهاد بالمال و
الانفس والهجرت
الاسمان

فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْقَضُوا لَهُمْ أَكْرَبُكُمْ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالرَّسُولِ

لَدَعُوكُمْ لِمُؤْمِنَاتِكُمْ وَمِنْ أَهْلِ ذُنُوبِكُمْ إِن كُنتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٤١﴾ وقوله وَكُفِيَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ

الْفِتَالَ وَكَارَ اللَّهُ قُرْبَاءَ عِزِّهِ ﴿١٧٤٢﴾ وَأَمَّا الاستقامة في العمل مع التوكل في النتائج فليها

على الايمان بقوله وَلَا تَقْنَطُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٤٣﴾

في ان الاستقامة و
العمل من الاسمان

﴿١٧٤٤﴾ وبقوله لَا تَهَيَّأُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَوْ صَبِرُوا أَوْ صَبِرُوا أَوْ صَبِرُوا أَوْ صَبِرُوا أَوْ صَبِرُوا ﴿١٧٤٥﴾

وبقوله إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُ اللّٰهِ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ

رَيْبِهِمْ يَقُولُونَ الْحَقُّ إِلَىٰ رَبِّنَا الَّذِينَ يَقُولُونَ مَا أُوتُوا مِنَ الْكِتَابِ وَمَا يُؤْمِنُونَ بِهِ لَسَّانًا وَمِنْهُمْ

عِدَّةٌ مِنْهُمْ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَإِنَّهُ يَكُونُ مِنَ الْغَافِلِينَ ﴿١٧٤٦﴾ وبقوله لَعَالَىٰ فِي سَمَاءِ بَلِّ قَالَ رَحُلٌ مِنَ الَّذِينَ

يُحَادِّثُونَ أَنَّهُمْ إِذَا دَخَلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ إِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَاسْكُنُوا فِي بُيُوتِهِمْ وَعَلَىٰ اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنتُمْ

تَوَكَّلُونَ ﴿١٧٤٧﴾ وبقوله يَقُولُونَ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونَا يُحِبُّ اللّٰهُ الَّذِينَ يُحِبُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ

وَأَتِمُّوا كَوَالِدَ اللّٰهِ فِي حَقِّ مَا بَعَثْنَا فِيكُمْ مِنْ رَسُولٍ لِّئَلَّا تُقَالُوا كَذِبٌ أَوَّلَ الْآيَةِ ﴿١٧٤٨﴾

من فود وما سبق لكم من ثواب الله الى يوم القيمة الاعلان فحسبها الله على الاليمان في قول شعيت ولا

في ان مكانه الاحلاق
من الايمان

تَنْقُصُوا الْمِكَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّخِيطٍ وَقَوْمٌ

أَكْثَرُ الْمِكَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقَبْطِ وَلَا يَخْشَوْنَ النَّاسَ شَيْئًا هُمْ وَلَا تَعْلَمُونَ فِي الْأَرْضِ مَعْسِدًا يَنْزِعُ اللَّهُ

حَيْثُ يَكُونُ إِن كُنتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٤٩﴾ وفي قوله يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا

فلا شك في ان العلم هو الذي يصل من دراسته اسياء الطبعة ومطالعه صحيفة الفطحة باستعمال
 السمع والابصار والافق * ومن علم اعماله تعالى مشاهد ومواجهة * ودرس كتاب الله
 الذي هو بين يديه شاهد علمه وهو الذي قد علم ربه * وهو الذي عرفه حق معرفته * بل حسنة
 حق خسته * والعلماء هم الذين يتقون بالله بالحق واولئك الذين يؤمنون به انما سطر
 تفشع من درسه حلوه هم ثم تليين قلوا بهم الى ذكر الله (٢٣٠٣) لا تهم شهد اعماله العظيمة
 الجبلية باحبهم بل شهد وامليكنه وجنوده التي لا تعلم وسعها وعد بها الا هو بسبعهم وابصارهم
 فلما عجزوا شهد والله هو العبر الحكيم الدار الفاطم الحبار القهار الذي لا اله الا هو وهو على كل
 شئ قدير * فلذلك شهد الله رضى نفسه بعبادة اعماله انه لا اله الا هو والى كنهه شهد اعلى
 بقدرتهم ووسعتهم * واولوا العلم قايما بالقسط شهد اعلى وحدته وعظمته بمشاهدتهم انه
 لا اله الا هو العزيز الحكيم (١٤٠٣) فلا شك ان اول العلم هم الذين نورهم الانبياء في زماننا
 هذا * لا تهم يرون علمهم ونباهم بعد ختم الانبياء * بل يانون بالثب العظيم الذي جاء به لاسم
 من قبل نداءه * يهدوا وادواهم قايما بالقسط الى صراط مستقيم * وهم الذين يعرفون
 ربههم بوساطة قلوبهم * ويستمعون ان يبتغوا وجهه بانماح مسنوبه * ويحافونه ليرجوا وابه *
 وينهون جماعتهم عن البغي والتفاق ليتفوا عذابه * ويحدون له عملا ومعنا لابتغوا فضله * بل
 يصلون صلاته التمجيد والشكر لينظروا جماعتهم * ويجاهدون باموالهم وانفسهم ليهديا
 قومهم * ويهدونهم بعلمهم لعالمهم يفلحون * ولذلك قال الله لكر ان الذين يتلون كتاب الله
 (اي صحيفة الفطرة) واقاموا الصلوة واتقوا ما تارفتهم سيرا وعلا كنهه يرجون مجالا ليقبضوا
 ليوفيهم اجرهم الذي نذرتهم من فضله الله غفور شكور * والذين اوحينا اليك من الكتاب هو
 الحق مصداقا لما بين يديك ان الله يعبد به يحكي بوضوح (٢٩٠٣-٣١) فلا شك في ان

القرآن هو الفطرة * بل هو الذي تحس فيه روح من امر الله تعالى * ولا شك في ان قانون ذلك الكذب
 هو ما يصل من دراسة كتب الله اعنى صحيفة الفطرة * ولا شك في ان قانونه صمد لما جرى في العباد
 وما جرى بين يديه يوما فيوما * فمن اذ في هذه الدنيا فدا فلهم هذا القانون * ومن هالك هالك
 عن يمينه (٣٢: ٨) منه * فتدبروا ان اسم قوم سد ترون * ونظرا الى كل ما تقدم من قوله تعالى في
 حقيقة العلم القول الفصل الذي لا يسكت فيه هو ان علماء الطبيعة هم الذين يؤمنون بتوحيد
 تعالى بالحق * بل يؤمنون بكتب الله الذي عرضه السموات والارض بالحق * بل بالكذب الذي اوحى
 الله الى نبينا صلعم * فانه قال بل هو ايت بيت في صدور الذين اوتوا العلم وما يتحد بالنبينا
 الا الظالمون (٣٩: ٢٩) * فما العلم الا فرع من فروع الايمان التي ما كات لها ان تفك عنه * و
 من علم اعماله تعالى بحد وسعه وبلغ فيه اشد مبلغه فهو الذي قد اس به * فلذلك قال الله فيهم
 نظرا الى سجد هولاء ونهارا لا حكام * وخيفهم عذابه ورجاءهم رحمته بل فيما هم بالفسط
 لحد روا الامهم من عاقبة امرهم في الدنيا والعقبى آمن هو فانك انا النيل سرحا وفايما يتحد
 الاخرة ويرجو رحمة ربه قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون انما ابتدوا اولوا
 الايات (٣٩: ٣٩) * ومن الله العلماء اولوا الايات لكونهم متفكرون في خلق سمويه وارضيه ليعلموا قانونه
 ويدركوا مشيئته * وليفهموا ما يريد الله منهم ومن قومهم * ولتقوا عذابه فيؤمنوا به ويفعلوا ما
 يؤمرون * فلذلك قال الله فيهم ان في خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لآيات للاولي
 الايات الذين كسروا الله قداما وفعوا وعلى جنودهم ويتفكرون في خلق السموات والارض انما
 ما خلق هذا باطلا سبحانك فقنا عذاب النار ربنا انك من شدة جل النار فقد احزينا وانا لظالمين
 من انصار ربنا انما سمعنا مناديا ينادي للايمان ان امسوا برؤسكم فامسوا ربنا فاعف عنا وكونوا
 سبيتنا وكونوا مع الامم ربنا وانا انما وعدنا على رسلنا ولا تخفنا يوم القيمة انك لا تخلف الميعاد

فَاسْتَحَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنْ لَا يَصْنَعُ كُلُّ عَامِلٍ مِمَّنْ دَكَرَ أَنْتُمْ تَعْصِمُكُمْ مِنْ نَعْيِهَا فَاذْكُرُوا
 وَأَخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُدْخِلُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتِلُوا وَقَاتِلُوا لَا تَقْرَبُوا عَنْهُمْ سِتْرًا يَوْمَ لَا تُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ
 تَجْرَى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ نَوَافِلٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ خِصُّ النَّوَافِلِ لَا يَعْزُبُ عَنْكَ مِغْلَبُ الَّذِينَ كَفَرُوا
 فِي الْبِلَادِ مَنَاعِرُ فَلَنْ تَكُونَ مَا أَوْفَتْهُمْ حَتَّى يَبْشُرَ الْمُجَاهِدُونَ الَّذِينَ الَّذِينَ الْقَوَارِثُ لَهُمْ حَتَّى تَجْرَى
 مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خُلِدَتْ فِي مَا نُزِّلَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلَّهِ تَزَكَّرُوا ۝ ١٨٩-١٩٠ ۝ بَلَا شَكَّ
 فِي أَنَّ عِلْمَاءَ الطَّبِيعَةِ وَأُولَى الْأَبْيَابِ الَّذِينَ يَفْكُرُونَ فِي حُلُوقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ هُمُ الَّذِينَ يَدْكُرُونَ
 اللَّهُ مَا مَأْوَ قَعُودًا وَعَلَى خَنُومِهِمْ لَا تَهْمُ بِعَتُونِ خَلْقِهِ لِبِلَا وَنَهَارًا لَعَرَفُوا فَاذْكُرُوا ۝ وَبِحُفُوفٍ
 قَوْمِهِمْ عِلْمًا لِيَتَعَوَّضَتْهُ ۝ وَيَوْمَ يَوْمٍ بِالْعَرَانِ عِلْمًا وَمَعْنًا لِكُفْرِهِمْ عَنْهُمْ سِتْرًا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۝ وَ
 يَعْمَلُونَ الْأَعْمَالَ الْآخِرَةَ لِيَسْأَلُوا أَحْفَوهَا مَنَاءً ۝ وَيَهْجُرُونَ وَيَهْجُرُونَ مِنْ دِيَارِهِمْ وَيُؤْذُونَ فِي سَبِيلِهِ
 وَيَهْتَلُونَ وَيُهْتَلُونَ لِدَاخِلِ الْجَنَّةِ الْأَرْضِ خُلْدِينَ ۝ وَكُلُّ هَذَا مَا يَفْعَلُ الْغَرِيبُونَ النَّصْرَانِيَّةُ
 فِي زَمَانِنَا هَذَا عِلْمًا وَعِلْمًا لَا تَهْمُ بِعِلْمِهِمْ فَاذْكُرُوا وَيَعْمَلُونَ الظُّلُمَ وَهُمْ يَصْصَلُونَ فِي جَنَّةِ الْأَرْضِ يَعْلَمُونَ
 بَعَثَهُمْ ۝ وَلَا يَغْرَهُمْ تَعْلَمُونَ فِي بِلَادِكُمُ الْبَابَةِ لَا تَهْمُ بِعِلْمِهِمْ أَتَكْمَلُونَ تَعْتَمِدُونَ عَلَى الْأَقْلِيَّةِ لَا تَعْتَمِدُونَ
 وَتَهْجُرُونَ ۝ فَهَذَا لِرَبِّهِمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ عَلَى هَذِهِ الْأَرْضِ لَا تَهْمُ بِعِلْمِهِمْ جَوْنَكُمْ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ وَمَشَقِّ وَجْهَاتِهِمْ
 أَمِينٌ ۝ بَعْلَهُمْ صَحِيفَةُ الْفَطْرِ وَبِأَمَانِهِمْ بَكْنُ اللَّهِ الَّذِي هُوَ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ ۝ بَلْ نَأْمَنُ بِالْقُرْآنِ
 الَّذِي هُوَ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَلَا شَكَّ فِي أَنَّهُمْ الْأَجْرَارُ الَّذِينَ أَضَلُّوا وَعَمِلُوا الظُّلُمَ فِي هَذِهِ الْأَرْضِ فَاذْكُرُوا
 هَذَا ۝ وَلَا شَكَّ أَنَّهُمْ هُمُ الْمَغْلُوبُونَ ۝ وَلَا تَطُوتُ اللَّهُ مَا كَانَ لِلنَّصْرَانِيَّةِ الْغَرِيبَتَيْنِ لِلْعَاصِرِينَ أَنْ
 يَوْمُنَا بِقُرْآنِكُمْ هَذَا وَإِنْ لَمْ يَرَوْهُ أَوْ يَدْرُسُوهُ كُلُّ سَكْمٍ فَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَى أَيْمَانِهِمْ بِهِ وَعِلْمُهُمْ فِي الْعَرَانِ فَاذْكُرُوا
 الْآيَاتِ الَّتِي تَقْدَمُ ذِكْرُهَا وَقَالَ وَلَنْ يَمُنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ
 إِلَيْكُمْ خُشْعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْفَعُونَ بِأَيِّبِ اللَّهِ كُنَّا قَلِيلًا ۝ أُولَئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ
 الْحِسَابِ ۝

الْحَسَابِ (١٩٨٣) ❦ بل شهد على إيمان علماء اليهود به في القرن الخالصة حين كانوا يأكلون من
 فؤدهم وصرح أصحاب رحلهم لكونهم معصيه وقال وَايَهُ لَسْتُ نَزَلَ رَبِّي الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ
 عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۚ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ
 أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَءِيلَ (١٩٢ ١٩٤) ❦ بل قال لهم بطرالى فعلموا علمكم وعلمكم واماكم به
 في زمانها هذا وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَى بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ۖ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۚ كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ
 فِي فَاوِزِ الْحَرَمِينَ لَا يَوْمِنُونَ بِهِ حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۚ مَا لَهُمْ بِعَتَّةٍ وَهُمْ لَا يَسْعُرُونَ فَقُولُوا
 هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ ۚ أَفَبَعْدَ آيَاتِنَا نَسْتَعْجِلُونَ ۚ أَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۚ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ۚ
 مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَمْتَعُونَ ۚ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قُرُونٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ ۚ ذِكْرُنَا وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ۚ
 (٢٦ ١٩٨-٢٠٢) ❦ فلا شك في أنكم لا تعلمون القرآن ولا تؤمنون به انها لا يحسمون الجحيم من الهالكين
 وما يفيض عنكم فالتمتعون في الدنيا بعد سنين ❦ فانه هوان ما انتم به تؤعدون ❦ وما انتم
 بمؤمنين بالقرآن حتى يروا العذاب الاليم ❦ افعداب رتكم لتسجلون ❦ فيا تبكم بعنة وانتم
 لا تسعرون ❦ والمغربتيون هم الذين يؤمنون بالقرآن العظيم ❦ بعلمهم وعلمهم
 في زمانها هذا ولو كره المسلمون المرتسمون ❦ لا تمهم هم الذين حاصوا في السموات والارض شدا
 حوضا في هذا الزمان ۚ واستسطوا من هذا الكلب الجلل للبهس اثبات الله البالغة النافعة التي
 هم بها مستفسكون ❦ فلا شك في انهم هم المؤمنون ❦ فانه من امن بسموته وادسه التي خلفها
 الله بالحق وعلم الصالح وهو الذي فلا من به بالحق ۚ وهو الذي انهم على وحدته وقابليه
 بل انى ملكوت السموات والارض بعينه ۚ وهو الذي امن بفرانه ۚ واسلم وجهه له ۚ وتنظم واصلم
 وتقوى ۚ واتقى عذابه ۚ واولئك من المتقين المصلحين ❦ ولذلك قال الله لكم وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ
 وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِإِطَاعِكُمْ ۚ قُلُوا لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ مَا تَفْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا

وَعَمِلُوا الظُّلُمَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ يَحْتَسِبُ الْمُنَافِقُونَ كَأَنَّهُمْ يُفْعَلُونَ وَمِنْ بَعْدِ ذَلِكَ أُنْزِلَ إِلَى
 كِتَابِهِ لِيُنذِرَ أُولَئِكَ الْبَابِ الَّذِينَ يَتَعَكَّرُونَ فِي حَلْفِهِ نَظَرًا إِلَى اسْتِنْدَاطِ قَانُونِهِ مِنْهُ وَيَتَنَعَمُونَ بِهِ
 وَقَالَ كَيْفَ آتَيْنَا إِلَيْكَ مُلْكُكَ لَيْسَ بِزَوْأَيْنَاهُ وَلَيْسَ بِكُفْرٍ أُولَئِكَ الْبَابِ (٣٨) وَلَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ اللَّهُ
 النَّاسَ عَلَى مَشَاهِدٍ خَلْفَهُ وَقَالَ تَخْلُقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَكْبَرُ مِنْ حَلْقِ النَّاسِ لَكِنَّ أَكْبَرَ النَّاسِ
 لَا يَعْلَمُونَ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا أَسْتَوِي قَوْلًا
 مَا تَتَذَكَّرُونَ (٣٩) بَلْ لَدُنكَ أَعْيُنُ اللَّهِ عَلَى آبَائِهِمْ وَحَمَلِهِمْ وَعَمَلِهِمْ فِي حَلْفِهِ
 اسْمِعُوا لَهُمْ اسْمَاءَ الظُّلُمَةِ وَمَوْلَاهَا اسْمُ مَصْرُومٍ عَلَى الْإِيمَانِ وَقَالَ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ
 عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا
 النَّاسُ عَلِمْنَا مَقْطِعَ الطَّيْرِ وَأَوْقَعْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِزْهَادًا فَالْفَضْلُ لِلَّهِ (٤٠) فَمَا كَانَ
 مَقْطِعَ الطَّيْرِ هَذَا إِلَّا مَا جُهِدَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي اسْتِعْمَالِ الطَّيْرِ وَاسْتِخْدَامِهَا لِأَجْرَاءِ حَكْمِهِ مِنْ بِلَادٍ
 إِلَى بِلَادٍ * أَوْ لَا يَلَاغِرُ رُسُلُهُ مِنْ الْمَنَاسِكِ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِثْلَ مَا اسْتَخْدَمَ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ النَّجْمَانِ
 وَالْأَبْطَالِ وَغَيْرَهُمَا مِنَ النَّاسِ كَأَنَّهُمْ عِيدُونَ فِي عِيَابَاتِ الْجِبَالِ وَالسَّوَادِ * مِنَ الْمَنَاسِكِ وَالْغَوَاصِّ لِلْعَالِ
 وَالصَّمَانِ * سَمَاهُمْ بَنُو إِسْرَءِيلَ الْبَحْرِ وَالشَّطْبِ لِعَطَاسِهِمْ وَلَكُونَهُمْ صُغَى الْأَيْدِي فِي أَعْمَالِهِمْ * وَ
 الَّذِينَ كَانُوا يَهْجُرُونَ إِلَى مَلِكِ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَيَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ لِيَجِدُوا مَوْهَمًا * وَلَيْسُوا بِمَصَالِحِهِمْ *
 وَبَرَفَعُوا مَسَاسِكِهِمْ وَمَسَاجِدَهُمْ * وَلِيَهْرُوا بِطِفَاتِ الْجِبَالِ لَهُمْ * وَبَسُوفَ أَمْرَ أَكْثَرِهِمْ عَلَى التَّرَاوُجِ لَطَرًا
 إِلَى تَسْخِيرِهِمُ الرِّيحَ * وَبَعْدَ نَوَالِ الْحَارِّ وَالْمَعَادِنِ لَهُمْ لَطَرًا إِلَى تَسْخِيرِهِمُ الْحِمَالِ أَطْعَامَ الْأَرْضِ * كَمَا بَعَثَهُمْ
 أَوْ اسْتَعِذَّ بِكَ الْغُرَبَاءُ أَلَا لَنْ لَطَبِ التَّعَمُّ مَسْكُ * وَلِيَسْخَرُوا مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَمْعًا لَهُمْ
 وَمَعَ هَذَا يَسْتَوِي كَوْنُهُمْ تَسْمِيَةَ الْعَصْرَاءِ وَالْحَمَوَاءِ بَلْ نَقَرْنَا فِي الْأَصْفَادِ لِعَدْلِهِمْ قَوْلَهُمْ فَلَدُنْكَ
 قَالَ اللَّهُ فِيهِمْ وَخَيَّرَ سُلَيْمَانَ جُنُودَهُ مِنَ الْبَحْرِ وَالْأَنْدَالِ الطَّيْرِ فَهُمْ نُورُ عَوْنٍ (٤١) وَلَدُنَّا لَطَرًا

عليها لتسبحهم اشداء الطبيعة * وسعيهم لاجراء الصبغة والحرارة والعلم في ملكهم وقال داود
وسلمن اذ يحكس في تحريث اذ بعثت فيه علم القوم وكنا حكمهم شهدين فقهنا سالكين * و
كلامنا حكما وعلمنا ونحرمنا مع داود الجمال نسحق والظهور وكنا ضيلاب * وعلمنا صنعة البصر
لكنهم لخصيتكم من ناسكم فقل انتم شاكرون * وسلكين الزينة عاصفة تحري باقرة الى الارض التي
بركنا فيها وكنا لكل شئ عليهم * (٨١-٤٨٠٢١) وقال في تسخير سلبين البحر وجرأ حكمه عليه
فسخرنا له الزينة بحرنا باقرة رجاء حنت اصاكت والشئ يطعن كل بناء وغواصين واخرين فقهنا
في الاكثافه هلا عطاونا قامن او امسكنا بعير حساب وان له عندنا لزلزل وحسن ما ي *
(٣٨-٣٧-٢) وسبحى الله داود ذا الابد لكوبه عملا وبناء في ملكه * ولانه عماره استعمارة *
ومد المداش * واشاء العمان في ملكه وسخر الجمال الطير لتقوية قومه ومشدد ملكه فعال الاكثر عبد الله داود
ذا الابد ان الله اواب انا سخرنا الجمال معه ليحزن بالعبث والاشراق والطير محسورة مثل له اوان وشرفنا
ملكه وانبياء الحكمة وفصل الخطاب (١٣٨-١٣٧) * واشى عليه اشد ماء لانه بلغ اشد مبلغه فصناعة الحكمة
وعمل الشعب * وبغير السر * ونشى عليها كل تنبئة وحيل انما اسال على الارض عونا من الحيلة والقطر من الجمال
التي سخرها بواسطة البحر والشيطان وحمل كل هذا على الصلابة والامان عباد الله وشكروا وقدره حتى فده وقال
ولقد انبأ داود منا فضلا يجمال اوتى معه والطير والذئب له الحديد ان اعمل سبعين قذرا
في السرور واعملوا صالحا ما اتي بها تعملون بصبر * ويسلمن الزينة عداوها شهرة ورواحها شهرة
واسلنا له عين القطر ومن ايج من يعمل بين يديه ياذن ربه ومن يزعج منهم عن امرنا يذره
من عذاب السعير يعملون له ما شاء من تحارب وما نزل وجنان كالجواب قد وردت
اعمالوا آل داود شكرا وقليل من عبادي الشكور * (١٣٣-١٣٢) فهذا ما كان لهم
من علم وعقل وفكر في مخلوقاته وهذا ما كانوا يعلمون * لسماوا صالحا في الدنيا ولهم ما

فِي الْآخِرَةِ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٠﴾ فَنَبِّئْهُمْ بِمَا صَدَّقُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا إِنَّمَا أَتَاهَا الْغَافِلُونَ ﴿١٠١﴾ وَ
 بِمَا تَشْتَرُونَ بِجَانِكُمْ فِي الْعَمَى إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٠٢﴾ فَالْمُغْرَسُونَ هُمُ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ عَلَى أَعْيُنِهِمْ
 وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بَأْيْدِهِمْ وَارْجُلِهِمْ بِالْحَقِّ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاعِلُونَ ﴿١٠٣﴾ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ لَكُمْ فِي أُمَمٍ
 حَلَّتْ مِنْ قَبْلِكُمْ وَلَقَدْ أَخَذْنَا نَبِيَّ إِسْرَءِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ مِنْ فِرْعَوْنَ إِذْ كَانَ عَلَى الْقَوْمِ الْفُتُورُ
 وَلَقَدْ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَى عِلْمِنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾ (١٠٣-١٠٢-١٠١) وَقَدْ قَالَ اللَّهُ لَكُمْ وَسَخَّرْنَاكُمْ قُلُوبَ السَّمَوَاتِ وَ
 مَا فِي الْأَرْضِ حَمِيَّةً مِنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْتَكِرُونَ ﴿١٠٥﴾ فَلِلَّذِينَ آمَنُوا بِغَيْرِ الْإِنشَاءِ
 أَيَّامُ اللَّهِ يُخْزِي قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٠٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلِمَ أَنَّ نَارَهُ إِلَى رَبِّهِ
 تُرْجَعُونَ ﴿١٠٧﴾ وَلَقَدْ أَسْنَيْنَا نَبِيَّ إِسْرَءِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنَّبُوءَةَ وَرَفَعْنَاهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ وَخَصَّيْنَاهُمْ
 عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٠٨﴾ (١٠٨-١٠٧-١٠٦) فَمَا فَصَّلُوا إِلَّا أَنَّهُمْ يَكْفُرُونَ بِحُلِيِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَتَسْخَرُونَ
 لَأَنفُسِهِمْ مَا فِيهَا وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا عَلَيْهَا نَبَذْنَا آيَةً لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿١٠٩﴾ وَأَمَّا الْبَالِدُونَ فَخَلَعَهُ اللَّهُ بِالْحَقِّ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
 بِالْقَطْرِ وَالْحَدِيدِ فَجَزَاهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١١٠﴾ وَأَنْتُمْ لَا تَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ وَلَا تَسْتَفِيدُونَ فَصَلِّ أَيْمَانَكُمْ
 لَا تَوْمِنُونَ وَلَا تَصْلَحُونَ بَلْ تَوْمِنُونَ بِالظَّنِّ مِنْ دُونِ الْعِلْمِ وَتَوْمِنُونَ بِمَا نَاطَلَكُمْ الشَّرْعُ الْمَقْرُوفُ ۝ وَ
 ظَنُّوكمُ الْمَمْلُوكَةَ الْمَعْظَلَةَ ۝ وَمَسْأَلُكمُ الْفَهْمِيَّةَ الْوَاهِدَةَ ۝ مَا ارْتَلَّ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ بَيْنَهُ ۝ يَحْسِبُونَ
 حَلْقَهُ عَيْثًا وَبَاطِلًا وَتُخَذَ مِنْ أَيْدِيهِمْ سِحْرًا وَهَرَا ۝ تَكُونُ فِي نَحْوِكُمْ وَيَدْعُوكُمْ وَسِعْرَكُمْ أَتُمْ أَوْ لَوْ عَلِمْتُمْ
 وَتَعْدُونَ بِالْجَنِّ وَالْعُتُورِ وَالْأَوْلِيَاءِ لَتَعْلَمُوهُمْ ۝ وَتُخَذَ مِنَ اللَّهِ مِنَ الْأَرْضِ لَكُمْ رَوَاقِي تَوْحِيدِكُمْ ۝
 وَلَا وَاللَّهِ أَنْتُمْ تَوْمٌ تَحْمِلُونَ ﴿١١١﴾ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ لَكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكُفَرُوا بِاللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ
 الْخَسِرُونَ ﴿١١٢﴾ (١١٢-١١١) وَقَدْ قَالَ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ أَحْدَثُوا الْأَشْيَاءَ أَنْ يَتَّخِذَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَ
 عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً عِندَ رَبِّهِمْ وَمِمَّا نُهُوا عَنْهُ وَتَحْكُمُونَ ۝ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ
 كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١١٣﴾ (١١٣-١١٢) وَقَدْ لَتَنَّهُمُ اللَّهُ فِي صَبْعِهِ الْعِلْمَ بِقَوْلِهِ وَلَا يَقَعُ مَالُ النَّاسِ

لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (٣٧: ١٤) اُولَئِكَ يَكُونُ
فِي الْعِلْمِ اَلْاَمْرُ مِنْ اَسْمَاعِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالْفُؤَادِ وَمَا الْعِلْمُ اِلَّا مَا شَهِدَ مِنْ بَابِ بَصَارِكُمْ وَسَمْعِكُمْ
وَيَجْزِي بُونَهُ لِبَاوِلُوْمَا اَلْفُؤَادُ كَمَا الَّذِي لَمْ يَشْهَدْ عَلَيْهِ سَمْعَكُمْ وَبَصَرَكُمْ وَفُؤَادُكُمْ هُوَ الظَّنُّ فَمَا تَتَّبِعُونَ
اِلَّا الظَّنَّ وَانْ اَلْمَرَاةَ تَحْصُونَ ﴿٣٨﴾ وَانْ ذِكْرُكَ هُوَ اَعْلَمُ مِنْ تَحِيلِ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ اَعْلَمُ بِاَلْمُهْتَدِينَ .
﴿٣٨﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لِيُخْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيُخْزِيَ الَّذِيْنَ اٰحْسَنُوْا بِالْحَسَنَةِ
﴿٣٩﴾ اُولَئِكَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاحْسَنُوْا وَاَصْلَحُوْا فِيْ هٰذِهِ الْاَرْضِ وَلَمْ يَسْتَغْوِ الْاِلَهَ الْعِلْمُ وَلَمْ
يُؤْمِنُوْا اِلَّا بِالْحَقِّ يُخْزَوْنَ بِالْحَقِّ وَيَفْلَحُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَانْ لَّمْ تَصْلَحُوْا وَلَا تُوْمِنُوْا وَلَا تَجْمَعُوْا اِلَّا مَا نَكْسِبُوْنَ ﴿٤٠﴾
وَقَدْ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيَسْكَنَنَّ لَهُمْ فِيْهَا دِيْنُهُمُ الَّذِيْ رَزَقْنٰهُمْ وَلَهُمْ فِيْهَا وَلَدٌ وَلَهُمْ فِيْهَا مَرْجِعٌ فَرِيْنٌ
لَّا يُشْرَكُوْنَ فِيْ شَيْءٍ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا لَا يَسْتَخْلِفُكُمْ
اللّٰهُ وَلَمَّا لَا يَبْدُلْ حُفُوَكُمْ اٰمَنًا وَهُمْ يَجْلَعُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَتَدُلُّونَ هُمْ عَنْكُمْ فَيُضْرَبُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَلَنْ يَخْلَفَ اللّٰهُ وَعْدًا
﴿٤٣﴾ اَبَدًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَلَا شَكَّ اَنَّكُمْ لَا تُوْمِنُوْنَ وَلَا تَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ لَا تَعْبُدُوْهُ بَلْ
تَشْرِكُوْنَ بِهِ وَكَذَّبْتُمْ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَالْمَعْرِيَتُ هُمُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ زَمٰنِهَا
فَيَسْتَخْلِفُهُمُ اللّٰهُ وَيَسْتَدْلِكُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٥﴾ اَكْرَهُ كُلَّ هٰذَا اَوْ لَا تَكْرَهُوْا وَسُبُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ اَوْ لَا تَسْتَعِيْزُ
لَكُمْ لَهَا لَكُنْ ﴿٤٦﴾ فَاِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتِ وَلَا تَسْمِعُ الصُّمَّ الدَّعَاةَ اِذَا اُولُوْا مُدْبِرِيْنَ . وَمَا اَنْتَ بِهٰذَا الْعَمِيْ
عَنْ صَلَاتِهِمْ اِنَّ سَمْعُ الْاَمْنِ يُؤْمِنُ بِاٰيَاتِنَا وَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَحَرَامٌ عَلٰى قُرْبٰكٍ
اَهْلٰكُنَّهَا اِنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٤٨﴾

فِيَا مَعْشَرَ الْهٰلِكِيْنَ ! يَا زُجْجَةَ الْيَتِيْمِيْنَ السَّمْعِلِكِيْنَ ! الْمُتَعَارِفِيْنَ فِيْ زَمَانِهَا بِالْمُسْلِمِيْنَ
اَلْمُؤْمِنِيْنَ ! مَا لَكُمْ لَا تَتَّبِعُونَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الَّذِيْ يَصْبِرُ عَنْكُمْ صُرُكُمُ وَالْاَعْلَالَ الَّتِيْ يَفْقِدُكُمْ فَالَّذِيْنَ

عَفْوٌ لِلَّذِينَ يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ ۚ وَبِأَنَّهُمْ يُتَابَعُونَ ۚ (٢٤١٩) فَاتَّهَا السُّلُوكُ الْمَجَاهِلُونَ الْمَعَاصِرِينَ ۚ وَبِأَنَّهُمْ يُتَابَعُونَ ۚ
 الْعَادُونَ ۚ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ بِالْغَدْرِ وَمَا هُمْ بِمُصْطَرِينَ ۚ وَالَّذِينَ لَا يُتَوَبُّونَ إِلَى اللَّهِ فَيَسْتَغْفِرُوا لَهُ
 وَاللَّهُ عَفْوٌ ذَكِيٌّ (٢٤١٩) ۚ الْأَخْبِتُونَ أَنْ يَعْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ وَاللَّهُ عَفْوٌ ذَكِيٌّ (٢٤١٩) ۚ مَا كَانَ اللَّهُ
 أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ وَلَسْتَ بِتَائِبِينَ إِلَيْهِ مِنْ فَوَاحِشٍ أَنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۚ أَنْ تَحُلَّ عَلَيْهِمْ غَضَبُهُ وَمَنْ تَحُلَّ عَلَيْهِ
 غَضَبُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۚ هَالِكُونَ ۚ وَكَفَى لَكُمْ عَمَلًا أَنْ يَكُونَ اللَّهُ لَكُمْ عَمَلًا رَحِيمًا وَلَسْتَ بِتَائِبِينَ
 مَا يَأْمُرُكُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَى ظُلُمِهِمْ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ
 (٢٤١٩) ۚ أَفَلَا تَعْمَلُونَ ۚ فَوَاللَّهِ مَا دَرَكَكُمْ لَكُمْ بِعَمَلٍ رَحِيمٍ ۚ أَنْ هُوَ يَحْفَظُ الْأَلَمَ الْغَرِيبِينَ لِلصَّالِحِينَ
 الْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَدْعُونَ فِي زَمَانِنَا هَذَا عَلَى جِهَادِهِمْ بِالسَّيْفِ ۚ الْأَنْفُسُ بِكُفْرَانِهِمْ الْأَعْدَاءُ
 عَنْهُمْ ۚ وَالَّذِينَ يَمْجُرُونَ مِنْ مَلِكٍ إِلَى مَلِكٍ لِقَوَّةٍ قَوْمِهِمْ وَالَّذِينَ يَصْبِرُونَ فِي سَبِيلِهِمْ صَبْرًا
 تَامًا فَإِنَّهُ قَالَ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ هَاجَرُوا وَأَصْبَرُوا وَأَنَّ رَبَّكَ لَمْ
 يَحْدِثْ هَاجَرُوا لِقَوَّةٍ ذَكِيٍّ (٢٤١٩) ۚ وَقَالَ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأَصْبَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 أُولَئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَفْوٌ ذَكِيٌّ (٢٤١٩) ۚ وَمَا هُوَ بِغَافِلٍ لِحَدِّثِ الْأَنْفُسِ وَالَّذِينَ
 عَلَى جِهَادِهِمْ بِالْمَالِ وَالْإِيمَانِ بِالْآخِرَةِ وَالْإِيمَانِ بِاللَّهِ عَلَى تَوْحِيدِهِمْ عِلْمًا وَمَعْنًا ۚ فَادْعُوا
 وَمِنْ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُعْطَى قَوْلًا عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ الْأَكْرَامِ
 قُرْبَةً لَهُمْ يَسْتَسْبِغُ فِيهِمْ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَاللَّهُ عَفْوٌ ذَكِيٌّ (٢٤١٩) ۚ وَمَا يَغْفِرُ إِلَّا لِلَّذِينَ لَمْ
 يَنْفِرُوا وَلَمْ يَمُوتُوا وَاعْلَى التَّفَاقُ بِلِ دَاوَمُوا عَلَى وَحْدَةِ الْأُمَّةِ فَإِنَّهُ قَالَ وَتَحْتَ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ
 مُتَفَقِّهُونَ ۚ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَنْ مَرَدُّوا عَلَى التَّفَاقُ لَا تَعْلَمُهُمْ حَسْبُ عِلْمِهِمْ سَعَى بِهِمْ قُرْتَيْنِ تَحْتَ
 مِنْ دُونِ الْإِلَاحِ الْعَظِيمِ ۚ وَخَرُّوا أَعْدَاءُ قَوْمِهِمْ خَطُّوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخِرَتُهُمْ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ
 عَلَيْهِمْ ۚ وَاللَّهُ عَفْوٌ ذَكِيٌّ (٢٤١٩) ۚ وَلِلَّذِينَ دَاوَمُوا عَلَى اطَاعَةِ أَمِيرِهِمْ وَأَمْنَابِهِ

ما داموا في الأبرص فاولئك الذين يحتمهم الله ويعفوا لهم ذنوبهم ويؤتي هذا قوله لمعاصمهم **عَلَيْهِ**
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ **قُلْ اَطِيعُوا**
اللَّهَ وَالرَّسُولَ **وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ** (٣١-٣٠-٣٢) **وَالَّذِينَ اسْتَدْنُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ**
 لبعض شئائهم واذا كانوا معه على امر جامع لم يدعوا حتى يسأذوه وعصوا اوصواتهم عنه ولم يرفعوا
 اوصواتهم فون صوبه فاولئك الذين يعفوا الله لهم فانه قال **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ**
وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوا **وَأَنَّ الَّذِينَ يُؤْتُونَ**
يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ **وَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأَذِنَ لِمَنْ سَأَلَ مِنْهُمْ** **وَالسَّعَفَرُ لَهُمُ اللَّهُ**
إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو جَلَالٍ (٦٢-١٢٣) **وَمَا هُوَ بِغَفُورٍ رَحِيمٍ** **إِلَّا الَّذِينَ يَهْدِي اللَّهُ فَمَا لِي بِمَا لِي غَافٍ**
الْإِخْلَاقِ **وَيَسْعُونَ أَنْ يَرْكَبُوا النَّفْسَ مِنْ دَجْرِ الشَّيْطَانِ** فانه قال **بِأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ**
الشَّيْطَانِ **وَمَنْ تَبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْعُرْشَاءِ وَالْمَنَكْرِ وَلَوْ أَن فَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةً**
مَا ذَكَرْتُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا **وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنِ يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ** **وَلَا بَاطِلَ أَوْفُوا الْفَصْلَ مِنْكُمْ**
وَالشَّعْلَةَ أَنْ يُوْثِقُوا أُولَى الْقُرَى وَالسُّلَاسِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ **وَلَتَعْفُوا وَلَيَصْفَحُوا** **إِلَّا الْاَلْمُتَوَدِّعَاتِ**
أَنْ تَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ **وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو جَلَالٍ** (٣٣-٣١-٣٢) **مَنْ يَغْفِرَ لِلَّذِينَ يَدْرُسُونَ حَقِيقَةَ الْفَطْرَةِ**
 ويستنطون منها فانوبه وعلمه فيشكرهم وينبذهم من فضله ورحمته فانه قال **وَمَنْ**
التَّائِبِينَ الَّذِينَ لَا يُعْلَمُونَ خُتْلَفَ الْوَالَةِ كَذَلِكَ **إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ** **إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ**
ذُو جَلَالٍ **إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ**
بِجَارَةٍ **لَنْ نُؤْتِيَ لَهُمُ أَجْرَهُمْ وَنَنزِيلُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ** **إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو جَلَالٍ** (٣٥: ٣٨ - ٣٦)

ثم طالع هراية من يدان اعمال الله والكتب التي هي من يداه فعمله له يدان من فضله كما قال الله المصرا من علمنا وفصلا وحكما في وما ما هذا رعد
 حاد سمع الله بهذه الا نامة الملعنة الملعنة على صفة ٣٨ من هذه الاما حة وسماني سسة في كتاب الدكا كذا بعد مرة واما قوله
 تعالى شكوت ففصل على شكرنا من عظمهم بعد رحمتهم ونوقم اجرهم بعد ايمانهم والله يد اسه صحفه العطر

يَتَجَنَّبُ ۞ اِنْ هُوَ يَتَجَنَّبُ اِلَّا لِلدِّينِ يُتَعَوَّنُ الْعُسْرَةُ الْمُسْتَرَّةُ مِنْ اَصْوَالِ الْاِسْلَامِ عَلًا وَمَعْنًا وَمِنْ سَبْعِهَا
فَاُولَئِكَ هُمُ الْمَعْلُومُونَ ۞ وَمِنْ سَبْعِهَا هُمُ لَا يَسْتَعِينُونَ ۞ لَا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ اِيْمَانًا
تَطْمَئِنُّ ۞ وَانْ تَسْتَغْفِرُوا لَانْفُسِكُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً اَوْ سَوَوْا اِلَيْهِ اَكْتَرُ مِنْهُ بَاوَالِكُمْ اَوْ كَمَا تَكُمُ السَّعْفُ
فَلَنْ يَعْرِفَ اللَّهُ لَكُمْ ذَلِكَ بِأَنكُمْ كُفَرْتُمْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۞ (١٠) ۞ وَانْ
تَعْمَلُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ رَحِيمٌ ۞ يُوْنَهُمْ أَجْرُكُمْ مِنْ فَوْرِ اللَّهِ وَفَالْعَصَلِ الْعَطْمُ ۞ يَحْلِفُكُمْ
فِي الْأَرْضِ لِمَا كَلُمُوا مِنْ وَفْوَكُمْ وَمِنْ سَبْعِ أَرْحَامِكُمْ خُلْدِي ۞ وَانْ تَوَلَّوْا فَاِنْ هَذَا إِلَّا الْبَلَاغُ لِلْمُبِينِ ۞
وَعَلَيْكُمْ إِسْرَافُكُمْ أَصْحَابُ الْأَرْضِ مِثْلَ ذَلِكَ ۞ وَاتَّهَ الْكُفْرُ بِعِبَادِي الَّذِينَ اسْتَفْتَوْا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْطَعُوا مِنْهُ
رَحْمَةُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ تَعَزَّ الذُّنُوبَ جَمْعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۞ وَاتَّبِعُوا إِلَى رَحْمَتِهِ وَأَسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ
قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمْ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُصَرِّفُونَ ۞ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمْ
الْعَذَابُ بَغْتَةً ۞ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۞ (٣٩-٥٥) ۞ وَانْ تَسْتَعِيذُوا بِاللَّهِ مِنْ أَنْ يَهْلِكَ قَوْمُ نُوْحٍ وَابْرَاهِيمَ
صَالِحًا وَلَوْ طَوْشَعِبَ مُوسَى غَيْرُهُمْ مِنْ أَسْبَاطِهِ فَلِمَا يَسْتَعِيذُ مِنْ أَنْ يَهْلِكَ أُمَّةٌ مِثْلَهُمْ أَوَّلًا
تَعْمَلُونَ ۞ وَانْ قَالَ لَكُمْ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ ۞ (١٤) ۞ مَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۞
(الشُّعْرَاءُ) ۞ وَقَالَ أَوَلَمْ يَهْدِ اللَّهُ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ مُكَلِّمِينَ الْقُرُونِ يَسْتَوُونَ فِي مَسْكِينِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً
أَفَلَا تَسْمَعُونَ ۞ (٣٢-٣٦) ۞ وَقَالَ أَلَمْ يَرْوِكُمْ أَهْلَكْنَا مِنْ الْقُرُونِ أَتَنْتَحِبُونَ ۞ (١١-١٤) ۞
وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَى بِظُلْمٍ وَأَهْلِهَا مَظْلُومُونَ ۞ (١١-١٤) ۞ فَيَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ ! تَوَيَّأُوا إِلَى اللَّهِ
مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمْ الْيَقِينُ ۞ وَاللَّهُ لَا يَسْتَعِيذُ مِنْكُمْ مِنَ الْعَالَمِينَ ۞ وَاتَّهَ هُوَ الَّذِي مَارَدَ الْقُوَّةُ
الْمُتَّبِعِينَ ۞ وَاعْلَمُوا أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْكُمْ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْمَأْخُودِينَ ۞ يُوْا خِذْكُمْ فِرَادَ اِفْرَادِي
وَلَوْ نَدِمْتُمْ عَلَيْهَا أَجْرُكُمْ مَحْصُوعِينَ ۞ لَعَلَّ تَعْمَلُوا الْعِلَّ اللَّهُ يَعْفُو عَنِّي أَوْ يَغَادِرُنِي فَأَكُونَ مِنَ الْخَالِدِينَ ۞
وَإِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۞ لَيْسَ لَوْفِعِهَا كَاذِبَةٌ ۞ خَافِصَةً ۞ زَافِعَةً ۞ (٣-١) ۞ وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ وَوُكِي

الْأَرْضَ بَارِئَةً ^(٢٤١) وَعَرَصَ النَّاسَ عَلَى رِجْلِهِمْ صُفُوفًا مُسَوِّبَةً ^(٢٤٢) فَقُلْ لِنَفْسٍ أَيْتَنَى بِهَا
 كَيْفَ تَعْمَلُونَ فِي الدُّنْيَا أَمْ تَجْعَلُونَ ^(٢٤٣) لَنَا مَا كَانَتْ الدُّنْيَا إِلَّا مَرْرَةً لِلْآخِرَةِ ^(٢٤٤) ابْتَغَى
 مَا كُنِبَ سِرَّكُنَّ بِاللَّهِ سِرًّا وَعِلَانِيَةً ^(٢٤٥) فَاذْكُرْ عَلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْمَلُ بِهِ وَعَلَيْنَا مَا نَعْمَلُ ^(٢٤٦) وَاهْلِ
 حِكْمًا وَعَمْرِيَةً ^(٢٤٧) فَعَلِبَ لِرِصْقِ قُلُوبِكَ وَتَحَلَّى سِرَّكَ فَالْآنَ نَعْمَلْ مَا رَضِينَا وَتَرْضِيهِ ^(٢٤٨)
 ادْخُلِي فَإِنَّ لَكُمْ بَارِئًا حَامِيَةً ^(٢٤٩) لَا تَكُنَّ كُنْتُمْ تَسْتَحْبُونَ الْحَيُوفَ الدُّنْيَا وَتَذَرُونَ الْعَاقِبَةَ ^(٢٥٠) وَ
 مَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ مَا مَرْتُمْ لَتَكُونُوا فِي الدُّنْيَا فِي عَشَةِ رَاضِيَةٍ ^(٢٥١) مَتَكِبِينَ عَلَى سِرِّهِمْ قَابِلَةً ^(٢٥٢) فَادْخُلَا
 نَارَ اللَّهِ الْوُفْقَ ^(٢٥٣) فَهَاطِبًا وَنَصْبٌ وَتَصْلَةٌ ^(٢٥٤) حَالِدَةٌ بِأَفِيَةٍ ^(٢٥٥) فَيَا أَيُّهَا النَّفْسُ أَهْمِي
 جَزَاءً وَفِعْلًا ^(٢٥٦) وَإِنْ قَسَيْتُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَمًّأً مَقْضِيًّا ^(٢٥٧) فَاتَّهَ ^(٢٥٨)
 قَالَ وَخَشَرْتُمْ هُمْ فَلَمْ تَعَاوِدْ مِنْهُمْ أَحَدًا ^(٢٥٩) لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْتُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَرَادِئًا ^(٢٦٠)
 بَلْ زَعَمْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَكُمْ مُوَعِدًا ^(٢٦١) فَيَا سَافِهًا وَجْهًا مَا لَكُمْ تَشْرِكُونَ بِاللَّهِ وَلَا تَصْلَحُونَ ^(٢٦٢) وَقُولُوا
 وَلَا تَفْعَلُونَ ^(٢٦٣) كَذَرْتُمْ مَقَامًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ^(٢٦٤) افْعَلُوا مَا اتَّخَذَ اللَّهُ غَفُورًا
 تَرْحِيمًا ^(٢٦٥) وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ^(٢٦٦) الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ
 نَسْتَعِينُ ^(٢٦٧) اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ^(٢٦٨)
 ونظر إلى كل ما تقدم في لوارم الأيمان وشرائطه القول الفيصل الذي لا يرتاب به هوان
 كل هذه العشرة من اصول الإسلام هي الأيمان * فمن صرف عنها في أي زمان ومكان
 سقط إيمانهم بالله بل كفر وأبه أشد كفرًا * ومن سعى لها سعيًا تامًا ليلًا ونهارًا فهم الذين
 أسلموا بل آمنوا عند * وأولئك الذين يغفر الله لهم ويرحمهم في الدنيا والآخرة مع أولي العلمين
 وما الأيمان بأن تقولوا آمنا بأفواهكم بل ان تصيد قواما في قلوبكم بالحمد والعمل في سبيله لو كنتم
 تعلمون * وما الأيمان أصلا إلا أن تفعلوا ما أنتم به تؤمرون ^(٢٦٩) فوالله ما آمن مؤمن بأحد

حتى اسلم وجهه له * ولم يسل منه قوله حتى اعتصم بأمره وقانونه * ومن اعتصم بسوالة
 لم استعام فلا شك في انه كان من المجابدين * والله ما يفعل أحد كل هذه العشرة حتى فعله
 الا من اشعر نفسه التوحيد * واستعمر الله قلبه من دوس سائر الالهة * وشرح صدره للعمل
 ليشاكل قوله فعله * ومن قدم لنفسه هذه الاعمال الاحرة بوجعها الى معاد ومن اثار قوته
 بها فاولئك من الصالحين * وما هذه العشرة الا قانون مولكم الله في هذه الارض وستنه *
 وستة كل امة مسلمة التي اصلحتم اهلها في الدنيا * بل ستة الله في الذين خولوا من قبل
 وَلَنْ نَخْدَأَ لِسُنَّتِهِ اللَّهُ تَبْدِيلًا (٣٣ ٦٢) افلا تنكرون * وان منكم من يؤمن بحكمة هذا
 القانون على علمه فيهدي قومه على بصيرة من ربه * وان منكم من يعتقد هذا القانون مرتسمًا
 فينتعه اثنا عشر كبرائه * وان منكم من يتبع عمله ومن يتبع بعلمه * ومنكم من يطعم بابل
 وارجله ومن يطعم بسمعه وبصره وفؤاده * ومنكم سائق بالخير ومقتصد ومن هو ظالم
 لنفسه * فيا معشر الجن والانس اراستطعتم ان تعدوا من افطار السموات والارض لتعروا
 من هذا القانون فانعدوا ولا تنعدوا ولا يسليكم (٥٥ ٣٣) منه فانه ما خلق الجن والانس
 الا ليعبدوه وله اسلم من السموات والارض طوعًا وكرهاً ولله رجوع (٣ ٨٢) * ارجعوا اليها
 المقل من قبل ان ياتيكم اليقين * وانتم الى ربكم اريدون ان تكونوا من المفلحين *
 انبوا لان الله لا يعجز ما يقوم حتى يعجزوا وما ياتهم من انفسهم (١٣ ١١) وحرام على قريظة اهلكتم باآسهم
 لا يرجعون (٢١ ٩٥) * وذروا شرًا من الجن في الهلكة التي تشغلكم عن السعي العمل كالزنا وطبقة
 ان كنتم مؤمنين * ارجعوا اولاد ارجعوا جميعًا فانكم الى ربكم لتحشرون * والله لا يفلح
 احد منكم في الآخرة حتى يفلح قومه في الدنيا ومن افلح قومه وانتصر بعد ظلمه (٢٢ ٢١) ونسركم
 فاولئك من المفلحين * ومن يفعل كل هذه العشرة وما يليها من الامور ويصدق في الجاد بالعمل

هم الذين يلاحون في هذه الدنيا ايما ننظرون * وهم الذين يدومون ماداموا في الارض عالمين *
 ومن صرف عنها وكذب فاولئك من الهالكين * فمن امن امن * ومن اسلم وجهه له سلم * واولئك
 هم المسلمون المؤمنون حقا صوابا قال الفاتلون وكذب الكذوبون * ليهلك من هلك عن
 بينك ويحيى من حي عن بينك (٢٢٠٨) وان الله ليس بظالم للعالمين * ولذلك قال الله لكم في
 الامم الهالكة التي حلت من قبلكم فكدنوا فاهلكهم وان في ذلك لآية * وما كان اكثرهم قسوة
 (١٣٩ ١٤٠) فالايمان الا ان نمسوا في الارض امنين * لمصلحوا بالكم في الدنيا ولمسكونا
 في الآخرة من المأمونين * وبوم يحشركم جميعا فيقول بحسبكم واولياكم الدنيا والآخر
 ان الذين هودر القال والقليل * لمضلوكم عن سواء السبيل * يعضر الجحش قد استكبرتم من الاشر
 (١٣٩ ١٤٠) لمصلحوا بال انفسكم في الدنيا وخرنم عبادي وانهم كانوا قوم لا يعقون * قد استمتعتم
 من عبادي الذين لم يعبدوني وكانوا يعبدونكم بحجة ما لم استمتع منهم * ولم ارد منهم من دري ولم
 ارد منهم ان يطعمون * قد استمتعتم منهم كذا الا انهم كانوا يريدونكم ولم يريدوني * وكانوا
 يعوذونكم ولم يعوذواي * وصاروا يريدكم ولم يصروا يريدوني * وكانوا يحتنونكم استدحنا
 ولم يحتنوني معنارحتهم لكم * وانهم كانوا يفعلون ما امرتم وما كادوا يفعلون ما امرتهم * يقرضون
 مرسا سيقا ويقرضونكم فرضا حسنا * يحلون لله متادرا من الحرث والاعمار (١٣٩ ١٤٠) ولما ل نصيبا
 خندا ويحلون لكم نصيبا طيبا * بل يحلون لله البنات سجناء (١٣٩ ١٤٠) ولكم ما تشتهون *
 واذا ابشراكمهم بالانقي ظل وجهه مسودا وهو كظيم (١٣٩ ١٤٠) * وكنتم تحشرون اذيا لكم على الارض
 من النعم * وتخذون بيوتكم من الذهب والفضة * وحب لكم من الصل واللين * وكنتم تحشرون
 انفسكم من غير ان يعبدكم استعادة ولو كنتم غائبا عنهم في غيب السموات والارض فلم يعبدوني * وكانوا
 ينفعون في سبيلكم ليحلوا العيب منكم وكنتم اعلم العيب فلم يعفوا حجة حردل في سبيل * بل

كانوا يعمرون دينكم ليحذروا ولم يعمروا دينا ولو انهم اقاموا دينا كما كانوا من قوتهم ومن تحت ارجلهم
 (٦٦) * فقال اولئك هم من الارس ربنا اسمع بعضا بعضا احلنا الذي اخلت لكم قال النار
 موقدكم مغلدا في هالكا ما شاء الله ان ربك حكيم عليم. وكذلك نولي بعض الظالمين بعضا بما كانوا
 يكسبون. نسعسر الجن والانس انما نرسل منكم بعضكم بعضا انبياء وننذر رؤسكم لقاء يومكم
 هذا فالواشهدنا على انفسنا وعزيتهم الحجة الدنيا وتهدوا على انفسهم انهم كانوا كافرين. ذلك ان
 لم تكن ذنوبك مهلك الفري بطم واهلها عيولون. ولكل درخت ثمرات عملوا وما رزقنا فيل عتيا
 نعملون. ورنك العوى ذوال الحمة ان نسا لد هلكم ويستخلف من بعدكم نساء كما آتاكم من ذرية
 يوم اخرن. ان ما نودع من لال وما انتم ببعض خيرين فل نعوم اعمالوا على مكائكم اني عامل مؤق
 نعلمون من تكون له عاقبة الدار اذ ان لا يقلم الظالمون (١١٩-١١٦) * ولقد ذرانا لجهنم كثيرا
 من الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بهاد ولهم اعين لا يبصرون بهاد ولهم اذان لا يسمعون
 بهاد اولئك كالانعام بل هم اضل. اولئك هم الغفلون (١٢٠-١١٩) * هو يوم تعلى وجوههم في النار
 يقولون ليتنا اطعنا الله واطعنا الرسول. والوا انما انا اطعنا سادتنا وكرهنا فاصنونا السبيلا ربنا انهم ضعيف
 من العباد انهم لم يذكروا (١٢٣-١٢٠) * وقال الذين كفروا اننا الذين اصطلنا من الجن والانس فاعلما صحت
 اقد امثالكم انما من الاسفلين (١٢٤-١٢٣) * كما جعلنا اسافل لة وضعا في انا نارنا * ما اتيها الغفلون
 من الجن والانس لما لا تسمعون هذا الفران الذي يهديكم الى التمد يهديكم صراطا مستقيما *
 وبالكبرياء الخلق من الجن واجداد الاسلام لم تستكروا من الانس افواجا ويجمعون وراء ظهوركم
 احزابا * لم تقطعوا قومكم ونفروا دينكم فريقا فريقا * وانتم كوا بالله فانه قال ولا تكونوا من المشركين
 من الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا (١٢٣-١٢٠) * لما يجمعون الذين يعوذونكم من الانس على الهدى
 لا تهدونهم طريقا سويًا * كبرياء الخلق من الامم الاخرى الجنة يهدون انا سبهم الى العلم والفصل الحكيم

وانهم تصعقونهم ليعشواهم ومن لحقواهم جميعاً * العاقبة من الناس يؤمنون كما لهم به علمكم
وتذكرهم وفضائلكم * وهم لا يزالون سمسكون بأذيالكم وينظرونكم ظنوناً ليعلموا في الدنيا بوساطة
النور الذي يسعى في اذهابكم والنار التي تسري في اعضاءكم وطستكم وانهم يستعملون نوركم وناركم
لتصلوهم صلياً مقصداً * خلق الانسان من طين وعجل حماء وانهم حلفهم من نار ونور وماء * كانكم
اعلام في رؤسها نار لما تم الهداة لكم * ولكن سطبتكم من السداد والاحبار والرهبان يفسعون عن
امريهم ويجعلون للناس فحواً ومصالحاً لصلوهم ضللاً اميباً * ما للناس اتحد فكما ادنا با من
دور الله وما لكم نشر كون بالله ونحو الناس على عبادكم لفتحوا حبراً الا نفيكم والجمعوا سائرهم وما
لكم تدعون انكم تكون لهم ضراً ورشداً * تدعون ان تجيروهم من عذاب الله وتعلمون الغيب
لست تذكروا لانفسكم من الخبر ولست تنصروا سبها * ام عندكم خزائن ربكم ام انتم المصيطرون في الارض
منصبها ونسبها * ام لكم سؤل (٣٨، ٥٢) لسمو في سر آثرتكم فليات مسميكم بسلطان مبدى من
العرش هبطاً * وقد سته الله رسولكم الشهدا امير الذي لم يكن مثله في الدهر ابدل * بتهاته
يلتم رسالته فقط ولا تدعى من دونه شيئاً * وقال قل انما ادعوا ربي ولا أشرك به احداً قل
اني لا املاك لكم ضراً ولا رشداً * قل اني لن ينجيني من الله احداً * قل ان احدا من جنه متخذاه
الا بلغا من الله ورسوله ومن يعص الله ورسوله فان له نارا جنته خلد به فيها ابداً حتى اذا اراد ان
يقعدون فسيعلمون من اضعف ناصراً واقل عدداً * قل ان ادري افرى افرى قانوعون ام يجعل له ربي
املا * علم الغيب فلا تظهرهم على غيبها احداً الا من ارصى من رسول فانه يسلك من بين يديه
ومن خلفه رصداً * فاذ ابغوا رسلهم وراحموا ما كذبهم واحصوا كل شئ عند الله (٣٨، ٢)
ما لكم لا سلخون رسل ربكم لا زيادة ولا نقصاً * ولا تحيدون انفسكم منه بالتأعستة معاً وعلاً
وما لكم يكتمون ما ارسل الله من الميثاق والهدى من بعد ما بينه للناس في الكتاب (١٥٩، ٢) ويقولون ما كنت الله

علينا الصلوات والهجرات والجهاد بالمال • وما كتب علينا اطاعة الابرار والاسقامه في الاعمال • ووحده
 الامم ونوحده في الاعمال • والامان بالاحرة ومكارم الاخلاق وعلم التنوير والارض والحمال •
 بل ما كتب على الاحلاف الا العفاند والاقوال • فالذين يكتفون بما أنزل الله من الكتب ويسرون به
 بما قبله أو ليك ما كانوا في نظونهم الا النار ولا يكتفونهم الله يوم القيمة ولا يبرئهم (١٤٣) و
 اعد الله لهم عذابا نكرا • وان استطعتم منعهم من الحق ان سعد وامر اقطار التنوير والارض لتفروا
 من فانيه تعالى او تجزوه هربا لا تحرونه فرائدا وعدا • ولولست السماء هاتس نرا من ملكوته و
 حكمه لكونكم اولى علم وسرا وطاية في رعمكم لو حرموها ملئت حرسا سيدنا وسهنا (١٤٤) • ولما لا
 كتب الله عليكم القتال وسائر محلو قاده من الذاته والظهور والاعام عدها يفعلون ويقتلون لحفظوا
 انفسهم من اعدائهم خطأ • والى اتي حوايا اوسا يطرهم وحدهم حافط لنفسه سوكة ومنقار
 او اسنانا وقرنا • وفي اتي ثمر او روع او اصل يظفون نجهونه جاهدا في سبيله سعبا وعلا • و
 التعم لحدونه سالك اسئل رده طوعا وذللا • او نكم صم كل هذا ام من شركاؤكم واولياءكم احد
 سوى • اهم يهودون لحكمكم ام لا احد سواكم المختار المهيمن الاعلى • ام لكم شرك في السموات
 وفعلوا احس بصرف حيب سناء ملكونه الادنى • ام كان لكم علم بالملا الاعلى فمهموا احس بصرف
 سئته في الارض ليكون للانسان ما رضى • فترك الذي يحوله كل من خلق ولا يسجد لاحد سواه
 اصلا • ولما لا كتب الله عليكم التوحيد في العمل من دون ما تذكرونه قولا ولعطا • فالعلمون
 والخطون والظالمون هم الذين يؤتون من عند ربهم اجرا حسنا • في رما سا هذا ابما ننظرون اليه
 نظرا • والفاقلون لا يبالهم الله بقرابنا • وان وجب على معاصري النبي القتال وسيركم فهل
 محتون وسنة الله دلا • ام كم بعدون من السماء معاعد التمتع حريه الله كل سنته وقد قال ما
 يبدل القول الذي (٢١٥) ولا يبدل وعدا • وان لم يكن للاسماء ان يقاتلوا الكفار والاعداء الا للظلم

وحاب الياس كما تقولون فلما ارسل سليمان الى امرأه سبأ كما نأ والى على ما قولاً غلظا ﴿٢١٠﴾ الّا تَعْلَمُوا عَلَيَّ
وَأَنِّي مُسْلِمٌ مُّسْلِمٌ ﴿٢١١﴾ تُكُونُونَ فِي بَهْلِكُمْ وَجَنَاتِكُمْ حَطّاً وَأَمّاً ﴿٢١٢﴾ وَأَنْ لَمْ تَمُتْ هِيَ أَعَدَّ بِكُمْ عَذَاباً
بَشِئاً ﴿٢١٣﴾ فَيَا مَعْشَرَ الْحَقِّ وَالْأَسْلِ لَمْ تَقْنَعُوا عَلَى اللَّهِ كَيْدًا وَهَجْرًا ﴿٢١٤﴾ وَيَقُولُونَ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ لِلزَّبْحِ حُلَا
وَأَنْ لَنَا مَا نَقُولُ نَطْرًا وَعُجْدًا ﴿٢١٥﴾ وَإِنْ كَانَ الْإِسْلَامُ فَكْرًا فَوَاهِكُمْ فَلَمَّا قَالَ نَسْتَبْكُمُ لِلَّذِي سَلَّاهُ مَا لَكُمْ
إِنَّمَا هُوَ السَّمْعُ وَالطَّالِقَةُ وَالْحَمْدُ بِالسَّيْفِ وَالْهَجْرُ وَالْإِيمَانُ بِاللَّهِ سَعْبًا وَعَملاً ﴿٢١٦﴾ وَلَمَّا قَالَ يَكْفِكُمْ أَنْفُسُهُ
أَحَدًا وَإِنْ لَا تَشْرِكُ بِهِ هَجْرًا ﴿٢١٧﴾ وَاتَّهَ كَانَ فِي عَهْدِ التَّبِيِّ مِنَ الْبَهْلِكِ رَجَالٌ مِثْلُكُمْ مِنَ الْبَحْرِ يُسْتَعَاذُونَ
بِرَجَالٍ مِنَ الْأَسْلِ وَكَانُوا يُجِيرُونَ لَهُمْ كَمَا يَجُودُ النَّاسُ كُمْ وَيُجِيرُونَ لَهُمْ الْأَنْ * وَيَنْتَوُونَ النَّاسَ بِالْعَيْشِ فِي زَمَرٍ
كَمَا تَفْعَلُونَ بِأَحْزَابِكُمْ * وَيَلْسُونَ السَّمَاءَ لِبَعْرِ وَأَمِنْ اللَّهِ أَوْ يَعْجِزُهُ بِكُمْ هُمْ وَيُخْرِجُهُمْ سِتَّةَ اللَّهِ * وَيَرْجُونَ
أَنَّهُمْ الْحَدُّ فِي السَّمَاءِ مَقَاعِدُ السَّمْعِ كَمَا تَرْجُونَ الْأَنْ لِنَحْدِ عَوَالِي النَّاسِ * صَدَقُوا إِلَى رَسُولِنَا يَسْتَوِي حَوْنُ الْقُرْآنِ
فَلَمَّا حَصَرُوا قَالُوا الرِّضْوَانُ فَلَمَّا قُتِبُوا وَلَوْ إِلَى قَوْمِهِمْ مُقْدِرِينَ ﴿٢١٨﴾ كَلَّا ﴿٢١٩﴾ قَالُوا أَنْفُسَنَا إِنَّا سَمِعْنَا
كُنَّا أَنْزَلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَهَدَى إِلَى الْحَقِّ ﴿٢٢٠﴾ وَلَا يَسْمَعُونَ قَوْلَنَا حُجَّابًا يَهْدِي إِلَى
الرَّشْدِ قَامَتْ بَيْنَهُ وَنَ قَشْرَتِ بَرْتَا أَحَدًا ﴿٢٢١﴾ صَدَقَ مَا يَجْرِي بَيْنَ يَدَيْهِ فِي الْعَادَةِ وَ
وَبُتِدَ مَا يَجْرِي بَيْنَ يَدَيْكُمْ مِنْ سُنَّةِ اللَّهِ نَطْرًا وَعَملاً ﴿٢٢٢﴾ بِقَوْمِنَا كُجِبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَأَمَّا إِلَهُكُمْ يَعْمُرُكُمْ
مِنْ دُونِكُمْ وَيُخْرِجُكُمْ مِنْ عَذَابِ الْبُيُوتِ ﴿٢٢٣﴾ مِنْ دُونِ مَا خَيْرُكُمْ كَيْدًا وَمَكْرًا ﴿٢٢٤﴾ وَمَنْ لَا يُجِيبُ دَاعِيَ اللَّهِ
فَلَسَ وَمَنْ يَعْجِزُ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ﴿٢٢٥﴾ فَلَسَ مَا لَكُمْ تَمُونَا أَوْلِيَاءُكُمْ وَإِنْ بَالَكُمْ
وَبَشَاءُ نَرْجُو أَنْ يَحْمِلَ اللَّهُ هَرَبًا ﴿٢٢٦﴾ وَاللَّهُ تَعَالَى جَلَدٌ بَيْنَا مَا لَكُمْ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدًا * وَاللَّهُ كَانَ يَقُولُ
سَفِهْنَاهُ عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ﴿٢٢٧﴾ وَأَنَا أَمْنًا وَلَكُمْ وَاحِبُطَا أَعْمَالَكُمْ بِالشَّرِّ وَالظَّالِمِ فَلَا تَقْدَرُ
الْآنَ أَنْ تَبْعَثَكُمْ حَيًّا ﴿٢٢٨﴾ بَلْ جَعَلْنَا قُلُوبَكُمْ قَسِيَةً أَنْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَحَدًا ﴿٢٢٩﴾ فَلَا يَحْكُمُ
الْآنَ بَعْدَ مَوْتِكُمْ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ لَا تَشْرَكَكُمْ أَوْ بَرْتَكُمْ أَحَدًا أَصْلًا ﴿٢٣٠﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

في ان العشرة
المستع مراد
الاسلام بصد
من الاتقاء
وما الاتقاء
الا اتباع هذه
الاصول +

ولاسك في ان كل واحد من العشرة المستع التي تقدم ذكرها من لوازم الاتقاء من
دور الايمان فمن اتبعها عملاً ومعتناً وسعى لها سعيًا يليقًا فاولئك هم المتقون * صرفاً
عنا قال فمهاكم الذين لا يعلمون * الذين قالوا الله من عبثكم وبنا أرسلنا من
نعمنا وباركنا ووارسلوا الحاهم فاولئك من المتقن * **فاذا التوحيد في العمل**
فحمله الله على الاتقاء وقال بآياتها الناس عُدُّوا رُكُومُ الذي خلقكم والذين من

فَلَكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ حَتْمًا مِمَّا بَيْنَ يَدَيْهِمْ يَوْمَ يُغْشَى الْبَنَاتُ عَنْ أَدْعَائِيهِمْ فَتَنْصُرُهُمْ وَتُكْفِّرُهُمْ إِنَّهُمْ أَوْتَرُكُوا يَوْمَ يَأْتُ السَّحَابُ ظَدِيرًا مَلِيحًا كَالْغَيِّثِ أَتَمْنُونَ (٢١١) * لانه من يتق ربه استدل حتمية فهو الذي يجعله بالحق ومن عبث
بالحق فهو الذي ينقضه من دور العلمين * **واما اوجاد الله في التوحيد من اتقاء الله خاصة ودل على**
هذا قوله **وَإِنَّ هَذِهِ أُمَمٌ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ** (٥٢:١٣) * لانه من شئ ربه حق نفسه
فلا يكادون ان يصادوا اسمهم من خوف عذابه لانه قال فيهم **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَتَّى تَسْمِعُوا**
وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُمْتَرِينَ واتقوا الله فليعلموا ان الله لا يفرق قوامه وادكره وايضا الله عليه السلام
كُنْتُمْ عِدَاءَ قَالَفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْتَعَمْتُمْ بَيْنَهُمْ فَأَخُوتًا وَأَكُنْتُمْ عَلَى سِفَا حَصَرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ
فَمِنْ هَذَا كَذَلِكَ يَسْتَبِينَ اللَّهُ لَكُمْ أَنْتُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ يَوْمَ يَأْتُ السَّحَابُ ظَدِيرًا مَلِيحًا كَالْغَيِّثِ أَتَمْنُونَ (٢١١) * ولذلك قال **لَتَبَا اللَّهُ يُسُونَ لِحُورَةٍ**
وَاصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (١٠:١٢٩) * **واما اطاعة الامير وهي التي يصدر**
ابصار من اتقاء الله ويظهر مدعاه قوله **فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا إِذْ أَنْتُمْ تُبْكَرُونَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ**
مُؤْمِنِينَ (١١:٨) وقوله للاعراب اذ كان الرسول يأمر عليهم من الذين يعطون اصواتهم عند رسول الله
اولئك الذين آمنوا بالله قُلُوبُهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَعْرِفَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ (٣:٢٩) * لانه من يتق اميره
يتق الله ويخاف عذابه الذي يصدر من عصيان الامير ولذلك قال الله عز وجل **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**
اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَهُ الْغُفُورِ
وَالَّذِينَ آمَنُوا لَا يَتُوبُونَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ حَاطَّةً واعلموا ان شدة بند العقاب (٢٥:٢٧) *

(للعنه من صفة ١٣) كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (١٠:١٢٩) * ولما جاء العادي الى قوله تعالى (٢١:١٢٩) و (٢٢:١٢٩) على ما سلف على صفة ١٥-١٦ تحت الذين (الباق)

وأما الجهاد بالمال والآنفس والهجرة فعملها الله كلها على الاتقاء وتوئد هذا قوله
 تعالى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ تَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْجِدُوا فِيكُمْ عِلَّةً، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ
 الْمُتَّقِينَ (١٠٣-١٠٤) * وقوله وَارْتَبِعُوا الصُّبُوحَ كَمَا تَعْلَمُونَ كَمَا كَفَّ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ
 (١٠٦-١٠٧) * وقوله يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَحَاجِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
 (١٠٨-١٠٩) * وقوله لَا يَسْأَلُكَ الَّذِينَ يَتِيمُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَاللَّهُ
 عَلِيمٌ بِالْمُفْقَرِينَ (١١٠-١١١) * وقوله وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَحِمْلٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ لَعَلَّكُمْ
 تَتَتَّقُونَ الَّذِينَ يُفْقَرُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَارِطِينَ الْعَدُوَّ وَالْعَائِدِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُجِبُ
 الْحُجَّتَ (١١٢-١١٣) * وإنما لا يسألهم في السعي فعملها الله على الاتقاء ويعسى
 عليه قوله تعالى وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ
 الْمُتَّقِينَ (١١٤-١١٥) * وقوله فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلَامِ وَأَنْتُمْ لَا عَلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَكُونَكُمْ
 رَيْبٌ مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لَعَبٍّ وَهُمْ وَلَنْ تَوَدُّوا أَنْ يُقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَسْأَلَكُمْ أَمْوَالَكُمْ (١١٦-١١٧) * وقوله
 قَالَ مَوْسَى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ
 (١١٨-١١٩) * وقوله يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ
 أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (١٢٠-١٢١) * وأما مكارم الأخلاق
 فعمل الله معظمها على الاتقاء وسهد على هذا قوله في التصديق بالعمل والذي جاء بالصدق صدق
 به أولئك هُمُ الْمُتَّقِينَ (١٢٢-١٢٣) * وقوله فِي إِيفَاءِ الْعَهْدِ كُلِّ مَنْ أُوفِيَ بَعْدَ وَاتَّقَى فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ
 (١٢٤-١٢٥) * وقوله فِي إِيفَاءِ الْعَهْدِ بِالْعَدَاءِ أَلَا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُواكُمْ شَيْئًا وَلَمْ
 يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ حُلًّا قَالُوا لَا إِلَيْهِمْ مِنْكُمْ هُمْ إِلَى اللَّهِ مَدَّيْنُ إِنَّ اللَّهَ مُحِيطٌ بِالْمُفْقَرِينَ (١٢٦-١٢٧) * وقوله فِي
 التَّصَدِيقِ بِالْعَمَلِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (١٢٨-١٢٩) * وقوله وَلِيَحْكَمْ

الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْقِهِمْ ذُرِّيَّةً ذُخْفًا أَخَذُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (١٩) *
 وقوله يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (١٣٣) * وقوله وَالَّذِينَ آمَنُوا
 لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُتَعَدَّةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (١٣٩) * وقوله فِي الْعَدْلِ يَا أَيُّهَا
 الَّذِينَ آمَنُوا أَتُؤْتُونَ قَوْلًا مِنْ اللَّهِ شَهَادًا بِالْفُسْطِ وَلَا يُخْرِجُ مِنْكُمْ شَيْئًا قَوْمٌ عَلَىٰ آلَاءِ تَعْدَاؤِ الْعَدْلِ لَوْ
 هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ زَوَاتُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ حَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (٥٠) * وقوله فِي الْعَصَاصِ فَمِنْ أَعْدَىٰ عَلَيْهِمْ
 فَأَعْتَدُوا عَلَيْهِمْ عَذَابًا أَعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي اللَّهُ وَأَعْلَمُ ۖ أَلَا اللَّهُ مَعَ الْمُتَّقِينَ (١٩٢) * وغيرها
 من الأقوال التي لم يذكر فيها خوف الطواله * وأما العلم فحمله الله على الاتقاء واستند عليه
 قوله إِنَّ الْخَلْقَ لَرِيبٌ أَلَمْ نَخْلُقْ الْإِنسَانَ مِنْ طِينٍ وَآلَمْ نَجْعَلْ لَكَ شِمْلًا وَإِنِّي اللَّهُ وَأَعْلَمُ ۖ أَلَا اللَّهُ مَعَ الْمُتَّقِينَ (١٩٢) * وقوله
 وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ قَوْلُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمِيرَ الْكَافِرِ
 أَمْ يَحْسَعِلُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ يَحْسَعِلُونَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمِيرَ الْكَافِرِ (٢٠٠-٢٠١) *
 لأنه من حسب حلقه باطلا ولم يسمع منه فقد كفر وفجر ومن طلب العلم منه فاولئك هم الملقون *
 ويهدى على هذا قوله إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (٢٨١) فالعلماء هم الذين يعرفونه
 حقا وبه يتقون * وأما الإيمان بالآخرة فحمله الله على الاتقاء بقوله ذَٰلِكَ الْكِتَابُ
 لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ۚ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ
 وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (٢٠٢-٢٠٣) * وما
 يؤمن من أحد منكم بالغيب حتى يتقرب به بالغيب فلذلك قال الله وَلَقَدْ آمَنَ مُوسَىٰ
 هَارُونَ أَخَاهُ إِذْ قَامَا فَقَالَ هَارُونَ لِلَّذِينَ اتَّبَعَتْهُمَا إِنَّ أَفْعَالَكُم مَثْوًىٰ لَدُنِّي ۖ وَسَوْفَ نُصَوِّرُكُمْ لَكُمْ أَعْيُنًا تُرَىٰ بِهَا ۖ فَتَعْلَمُونَ
 مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (٢٥٠-٢٥١) * وغيرها من الأقوال التي لم يذكر فيها أحد من المؤمنين * ولا شك في
 أن كل هذه الأعمال التي يصدق من الاتقاء من لوازم الإيمان لأنه قال وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا

[illegible]

ولذلك قال وليس خاف مقام ربي جنتين: (٢٧١-٢٧٥) وقال إن المتقين في جنات وعيون
أجلين ما أنهم رزقهم الله كما رزقوا قبل ذلك محسنين: (١٧-١٥١) وقال إن المتقين في جنات
وعيون: فكهن ما أنهم رزقهم الله ووفهم رزقهم عذاب الجحيم: كانوا أنسوا ههنا كما كنتم تعلمون
ميكيلين على سرر مصفوفة وروحهم يحور عين: (١٢-١٤) وقال إن اليقطين في جنات وعيون
أدخلوها أسلماً أمين: (٢٧-٣٥) وقال إن النقيين في مقام أمين: في جنات وعيون
يلبسون من سندس واستarif منغيرلين: كذلك وروحهم يحور عين: بدعون فيها بكل
فاكهة أمين: لا يدؤفون فيها الموت إلا الوتة الأولى ووفهم عذاب الجحيم فضلاً من ربك
ذلك هو الفوز العظيم: (٥٤-٥١) وقال في بالهم في الآخرة وسبق الدارين يقولون لهم الجنة
أمرأ حتى إذا جاءوها وفتحت أبوابها وقال لهم خزنتها سلم عليكم طيبتم فادخلوها جلدات: وقالوا
الحمد لله الذي صدقنا وعداً وأورثنا الأرض من قبل: ننو من الجنة حيث نساء نعيم جبر العيلان
ورى الملك حاقين من حول العرب يستحون لحدي رزقهم وفضى بينهم بالسحق وقيل الحمد لله رب
العلمين: (٣٩-٤٣) * مدتوا بالها الفقهاء الجاهلون المعاصرون * ما التقاء
بما زعمتم وما بالذي انتم به تهجون * ان انتم الا تقولون على الله ما لا تعلمون * وما
نعمتكم الا من بعد جاءكم العلم بغيا يسكن ان ريك بغصى بينكم يوم القيمة فيما كنتم فيه تعلمون *
وقال الرسول برب ان فوى النخذ واهذا القرآن منجود: (٣٠-٣٥) افلا تدكرون * وقالوا انما الاتقاء
هو عمار وتسايير والافوال والاسماء ولحا واساليب الاستنفاء والالبسة وغسل الجنانة وكلان
الكمر والتواول وحط القرآن كالبتقاء من وز الاعمال ما أنزل الله بها من سلطان: (٣٣-٣٥) فسيق الاصل
الحجيم * افلم تدروا القول أم جاءهم ما لم يات آباءهم الاولين: أمر لهم يوم أو اسؤلهم فهم له

١٠ اى حب الارض والجنة والآخرة فانما هذا من عمل من ما يلهى هذه الآية (١٥-١٦) و(١٧-١٨) و(١٩-٢٠) و(٢١-٢٢) و(٢٣-٢٤) و(٢٥-٢٦) و(٢٧-٢٨) و(٢٩-٣٠) و(٣١-٣٢) و(٣٣-٣٤) و(٣٥-٣٦) و(٣٧-٣٨) و(٣٩-٤٠) و(٤١-٤٢) و(٤٣-٤٤) و(٤٥-٤٦) و(٤٧-٤٨) و(٤٩-٥٠) و(٥١-٥٢) و(٥٣-٥٤) و(٥٥-٥٦) و(٥٧-٥٨) و(٥٩-٦٠) و(٦١-٦٢) و(٦٣-٦٤) و(٦٥-٦٦) و(٦٧-٦٨) و(٦٩-٧٠) و(٧١-٧٢) و(٧٣-٧٤) و(٧٥-٧٦) و(٧٧-٧٨) و(٧٩-٨٠) و(٨١-٨٢) و(٨٣-٨٤) و(٨٥-٨٦) و(٨٧-٨٨) و(٨٩-٩٠) و(٩١-٩٢) و(٩٣-٩٤) و(٩٥-٩٦) و(٩٧-٩٨) و(٩٩-١٠٠) و(١٠١-١٠٢) و(١٠٣-١٠٤) و(١٠٥-١٠٦) و(١٠٧-١٠٨) و(١٠٩-١١٠) و(١١١-١١٢) و(١١٣-١١٤) و(١١٥-١١٦) و(١١٧-١١٨) و(١١٩-١٢٠) و(١٢١-١٢٢) و(١٢٣-١٢٤) و(١٢٥-١٢٦) و(١٢٧-١٢٨) و(١٢٩-١٣٠) و(١٣١-١٣٢) و(١٣٣-١٣٤) و(١٣٥-١٣٦) و(١٣٧-١٣٨) و(١٣٩-١٤٠) و(١٤١-١٤٢) و(١٤٣-١٤٤) و(١٤٥-١٤٦) و(١٤٧-١٤٨) و(١٤٩-١٥٠) و(١٥١-١٥٢) و(١٥٣-١٥٤) و(١٥٥-١٥٦) و(١٥٧-١٥٨) و(١٥٩-١٦٠) و(١٦١-١٦٢) و(١٦٣-١٦٤) و(١٦٥-١٦٦) و(١٦٧-١٦٨) و(١٦٩-١٧٠) و(١٧١-١٧٢) و(١٧٣-١٧٤) و(١٧٥-١٧٦) و(١٧٧-١٧٨) و(١٧٩-١٨٠) و(١٨١-١٨٢) و(١٨٣-١٨٤) و(١٨٥-١٨٦) و(١٨٧-١٨٨) و(١٨٩-١٩٠) و(١٩١-١٩٢) و(١٩٣-١٩٤) و(١٩٥-١٩٦) و(١٩٧-١٩٨) و(١٩٩-٢٠٠) و(٢٠١-٢٠٢) و(٢٠٣-٢٠٤) و(٢٠٥-٢٠٦) و(٢٠٧-٢٠٨) و(٢٠٩-٢١٠) و(٢١١-٢١٢) و(٢١٣-٢١٤) و(٢١٥-٢١٦) و(٢١٧-٢١٨) و(٢١٩-٢٢٠) و(٢٢١-٢٢٢) و(٢٢٣-٢٢٤) و(٢٢٥-٢٢٦) و(٢٢٧-٢٢٨) و(٢٢٩-٢٣٠) و(٢٣١-٢٣٢) و(٢٣٣-٢٣٤) و(٢٣٥-٢٣٦) و(٢٣٧-٢٣٨) و(٢٣٩-٢٤٠) و(٢٤١-٢٤٢) و(٢٤٣-٢٤٤) و(٢٤٥-٢٤٦) و(٢٤٧-٢٤٨) و(٢٤٩-٢٥٠) و(٢٥١-٢٥٢) و(٢٥٣-٢٥٤) و(٢٥٥-٢٥٦) و(٢٥٧-٢٥٨) و(٢٥٩-٢٦٠) و(٢٦١-٢٦٢) و(٢٦٣-٢٦٤) و(٢٦٥-٢٦٦) و(٢٦٧-٢٦٨) و(٢٦٩-٢٧٠) و(٢٧١-٢٧٢) و(٢٧٣-٢٧٤) و(٢٧٥-٢٧٦) و(٢٧٧-٢٧٨) و(٢٧٩-٢٨٠) و(٢٨١-٢٨٢) و(٢٨٣-٢٨٤) و(٢٨٥-٢٨٦) و(٢٨٧-٢٨٨) و(٢٨٩-٢٩٠) و(٢٩١-٢٩٢) و(٢٩٣-٢٩٤) و(٢٩٥-٢٩٦) و(٢٩٧-٢٩٨) و(٢٩٩-٣٠٠) و(٣٠١-٣٠٢) و(٣٠٣-٣٠٤) و(٣٠٥-٣٠٦) و(٣٠٧-٣٠٨) و(٣٠٩-٣١٠) و(٣١١-٣١٢) و(٣١٣-٣١٤) و(٣١٥-٣١٦) و(٣١٧-٣١٨) و(٣١٩-٣٢٠) و(٣٢١-٣٢٢) و(٣٢٣-٣٢٤) و(٣٢٥-٣٢٦) و(٣٢٧-٣٢٨) و(٣٢٩-٣٣٠) و(٣٣١-٣٣٢) و(٣٣٣-٣٣٤) و(٣٣٥-٣٣٦) و(٣٣٧-٣٣٨) و(٣٣٩-٣٤٠) و(٣٤١-٣٤٢) و(٣٤٣-٣٤٤) و(٣٤٥-٣٤٦) و(٣٤٧-٣٤٨) و(٣٤٩-٣٥٠) و(٣٥١-٣٥٢) و(٣٥٣-٣٥٤) و(٣٥٥-٣٥٦) و(٣٥٧-٣٥٨) و(٣٥٩-٣٦٠) و(٣٦١-٣٦٢) و(٣٦٣-٣٦٤) و(٣٦٥-٣٦٦) و(٣٦٧-٣٦٨) و(٣٦٩-٣٧٠) و(٣٧١-٣٧٢) و(٣٧٣-٣٧٤) و(٣٧٥-٣٧٦) و(٣٧٧-٣٧٨) و(٣٧٩-٣٨٠) و(٣٨١-٣٨٢) و(٣٨٣-٣٨٤) و(٣٨٥-٣٨٦) و(٣٨٧-٣٨٨) و(٣٨٩-٣٩٠) و(٣٩١-٣٩٢) و(٣٩٣-٣٩٤) و(٣٩٥-٣٩٦) و(٣٩٧-٣٩٨) و(٣٩٩-٤٠٠) و(٤٠١-٤٠٢) و(٤٠٣-٤٠٤) و(٤٠٥-٤٠٦) و(٤٠٧-٤٠٨) و(٤٠٩-٤١٠) و(٤١١-٤١٢) و(٤١٣-٤١٤) و(٤١٥-٤١٦) و(٤١٧-٤١٨) و(٤١٩-٤٢٠) و(٤٢١-٤٢٢) و(٤٢٣-٤٢٤) و(٤٢٥-٤٢٦) و(٤٢٧-٤٢٨) و(٤٢٩-٤٣٠) و(٤٣١-٤٣٢) و(٤٣٣-٤٣٤) و(٤٣٥-٤٣٦) و(٤٣٧-٤٣٨) و(٤٣٩-٤٤٠) و(٤٤١-٤٤٢) و(٤٤٣-٤٤٤) و(٤٤٥-٤٤٦) و(٤٤٧-٤٤٨) و(٤٤٩-٤٥٠) و(٤٥١-٤٥٢) و(٤٥٣-٤٥٤) و(٤٥٥-٤٥٦) و(٤٥٧-٤٥٨) و(٤٥٩-٤٦٠) و(٤٦١-٤٦٢) و(٤٦٣-٤٦٤) و(٤٦٥-٤٦٦) و(٤٦٧-٤٦٨) و(٤٦٩-٤٧٠) و(٤٧١-٤٧٢) و(٤٧٣-٤٧٤) و(٤٧٥-٤٧٦) و(٤٧٧-٤٧٨) و(٤٧٩-٤٨٠) و(٤٨١-٤٨٢) و(٤٨٣-٤٨٤) و(٤٨٥-٤٨٦) و(٤٨٧-٤٨٨) و(٤٨٩-٤٩٠) و(٤٩١-٤٩٢) و(٤٩٣-٤٩٤) و(٤٩٥-٤٩٦) و(٤٩٧-٤٩٨) و(٤٩٩-٥٠٠) و(٥٠١-٥٠٢) و(٥٠٣-٥٠٤) و(٥٠٥-٥٠٦) و(٥٠٧-٥٠٨) و(٥٠٩-٥١٠) و(٥١١-٥١٢) و(٥١٣-٥١٤) و(٥١٥-٥١٦) و(٥١٧-٥١٨) و(٥١٩-٥٢٠) و(٥٢١-٥٢٢) و(٥٢٣-٥٢٤) و(٥٢٥-٥٢٦) و(٥٢٧-٥٢٨) و(٥٢٩-٥٣٠) و(٥٣١-٥٣٢) و(٥٣٣-٥٣٤) و(٥٣٥-٥٣٦) و(٥٣٧-٥٣٨) و(٥٣٩-٥٤٠) و(٥٤١-٥٤٢) و(٥٤٣-٥٤٤) و(٥٤٥-٥٤٦) و(٥٤٧-٥٤٨) و(٥٤٩-٥٥٠) و(٥٥١-٥٥٢) و(٥٥٣-٥٥٤) و(٥٥٥-٥٥٦) و(٥٥٧-٥٥٨) و(٥٥٩-٥٦٠) و(٥٦١-٥٦٢) و(٥٦٣-٥٦٤) و(٥٦٥-٥٦٦) و(٥٦٧-٥٦٨) و(٥٦٩-٥٧٠) و(٥٧١-٥٧٢) و(٥٧٣-٥٧٤) و(٥٧٥-٥٧٦) و(٥٧٧-٥٧٨) و(٥٧٩-٥٨٠) و(٥٨١-٥٨٢) و(٥٨٣-٥٨٤) و(٥٨٥-٥٨٦) و(٥٨٧-٥٨٨) و(٥٨٩-٥٩٠) و(٥٩١-٥٩٢) و(٥٩٣-٥٩٤) و(٥٩٥-٥٩٦) و(٥٩٧-٥٩٨) و(٥٩٩-٦٠٠) و(٦٠١-٦٠٢) و(٦٠٣-٦٠٤) و(٦٠٥-٦٠٦) و(٦٠٧-٦٠٨) و(٦٠٩-٦١٠) و(٦١١-٦١٢) و(٦١٣-٦١٤) و(٦١٥-٦١٦) و(٦١٧-٦١٨) و(٦١٩-٦٢٠) و(٦٢١-٦٢٢) و(٦٢٣-٦٢٤) و(٦٢٥-٦٢٦) و(٦٢٧-٦٢٨) و(٦٢٩-٦٣٠) و(٦٣١-٦٣٢) و(٦٣٣-٦٣٤) و(٦٣٥-٦٣٦) و(٦٣٧-٦٣٨) و(٦٣٩-٦٤٠) و(٦٤١-٦٤٢) و(٦٤٣-٦٤٤) و(٦٤٥-٦٤٦) و(٦٤٧-٦٤٨) و(٦٤٩-٦٥٠) و(٦٥١-٦٥٢) و(٦٥٣-٦٥٤) و(٦٥٥-٦٥٦) و(٦٥٧-٦٥٨) و(٦٥٩-٦٦٠) و(٦٦١-٦٦٢) و(٦٦٣-٦٦٤) و(٦٦٥-٦٦٦) و(٦٦٧-٦٦٨) و(٦٦٩-٦٧٠) و(٦٧١-٦٧٢) و(٦٧٣-٦٧٤) و(٦٧٥-٦٧٦) و(٦٧٧-٦٧٨) و(٦٧٩-٦٨٠) و(٦٨١-٦٨٢) و(٦٨٣-٦٨٤) و(٦٨٥-٦٨٦) و(٦٨٧-٦٨٨) و(٦٨٩-٦٩٠) و(٦٩١-٦٩٢) و(٦٩٣-٦٩٤) و(٦٩٥-٦٩٦) و(٦٩٧-٦٩٨) و(٦٩٩-٧٠٠) و(٧٠١-٧٠٢) و(٧٠٣-٧٠٤) و(٧٠٥-٧٠٦) و(٧٠٧-٧٠٨) و(٧٠٩-٧١٠) و(٧١١-٧١٢) و(٧١٣-٧١٤) و(٧١٥-٧١٦) و(٧١٧-٧١٨) و(٧١٩-٧٢٠) و(٧٢١-٧٢٢) و(٧٢٣-٧٢٤) و(٧٢٥-٧٢٦) و(٧٢٧-٧٢٨) و(٧٢٩-٧٣٠) و(٧٣١-٧٣٢) و(٧٣٣-٧٣٤) و(٧٣٥-٧٣٦) و(٧٣٧-٧٣٨) و(٧٣٩-٧٤٠) و(٧٤١-٧٤٢) و(٧٤٣-٧٤٤) و(٧٤٥-٧٤٦) و(٧٤٧-٧٤٨) و(٧٤٩-٧٥٠) و(٧٥١-٧٥٢) و(٧٥٣-٧٥٤) و(٧٥٥-٧٥٦) و(٧٥٧-٧٥٨) و(٧٥٩-٧٦٠) و(٧٦١-٧٦٢) و(٧٦٣-٧٦٤) و(٧٦٥-٧٦٦) و(٧٦٧-٧٦٨) و(٧٦٩-٧٧٠) و(٧٧١-٧٧٢) و(٧٧٣-٧٧٤) و(٧٧٥-٧٧٦) و(٧٧٧-٧٧٨) و(٧٧٩-٧٨٠) و(٧٨١-٧٨٢) و(٧٨٣-٧٨٤) و(٧٨٥-٧٨٦) و(٧٨٧-٧٨٨) و(٧٨٩-٧٩٠) و(٧٩١-٧٩٢) و(٧٩٣-٧٩٤) و(٧٩٥-٧٩٦) و(٧٩٧-٧٩٨) و(٧٩٩-٨٠٠) و(٨٠١-٨٠٢) و(٨٠٣-٨٠٤) و(٨٠٥-٨٠٦) و(٨٠٧-٨٠٨) و(٨٠٩-٨١٠) و(٨١١-٨١٢) و(٨١٣-٨١٤) و(٨١٥-٨١٦) و(٨١٧-٨١٨) و(٨١٩-٨٢٠) و(٨٢١-٨٢٢) و(٨٢٣-٨٢٤) و(٨٢٥-٨٢٦) و(٨٢٧-٨٢٨) و(٨٢٩-٨٣٠) و(٨٣١-٨٣٢) و(٨٣٣-٨٣٤) و(٨٣٥-٨٣٦) و(٨٣٧-٨٣٨) و(٨٣٩-٨٤٠) و(٨٤١-٨٤٢) و(٨٤٣-٨٤٤) و(٨٤٥-٨٤٦) و(٨٤٧-٨٤٨) و(٨٤٩-٨٥٠) و(٨٥١-٨٥٢) و(٨٥٣-٨٥٤) و(٨٥٥-٨٥٦) و(٨٥٧-٨٥٨) و(٨٥٩-٨٦٠) و(٨٦١-٨٦٢) و(٨٦٣-٨٦٤) و(٨٦٥-٨٦٦) و(٨٦٧-٨٦٨) و(٨٦٩-٨٧٠) و(٨٧١-٨٧٢) و(٨٧٣-٨٧٤) و(٨٧٥-٨٧٦) و(٨٧٧-٨٧٨) و(٨٧٩-٨٨٠) و(٨٨١-٨٨٢) و(٨٨٣-٨٨٤) و(٨٨٥-٨٨٦) و(٨٨٧-٨٨٨) و(٨٨٩-٨٩٠) و(٨٩١-٨٩٢) و(٨٩٣-٨٩٤) و(٨٩٥-٨٩٦) و(٨٩٧-٨٩٨) و(٨٩٩-٩٠٠) و(٩٠١-٩٠٢) و(٩٠٣-٩٠٤) و(٩٠٥-٩٠٦) و(٩٠٧-٩٠٨) و(٩٠٩-٩١٠) و(٩١١-٩١٢) و(٩١٣-٩١٤) و(٩١٥-٩١٦) و(٩١٧-٩١٨) و(٩١٩-٩٢٠) و(٩٢١-٩٢٢) و(٩٢٣-٩٢٤) و(٩٢٥-٩٢٦) و(٩٢٧-٩٢٨) و(٩٢٩-٩٣٠) و(٩٣١-٩٣٢) و(٩٣٣-٩٣٤) و(٩٣٥-٩٣٦) و(٩٣٧-٩٣٨) و(٩٣٩-٩٤٠) و(٩٤١-٩٤٢) و(٩٤٣-٩٤٤) و(٩٤٥-٩٤٦) و(٩٤٧-٩٤٨) و(٩٤٩-٩٥٠) و(٩٥١-٩٥٢) و(٩٥٣-٩٥٤) و(٩٥٥-٩٥٦) و(٩٥٧-٩٥٨) و(٩٥٩-٩٦٠) و(٩٦١-٩٦٢) و(٩٦٣-٩٦٤) و(٩٦٥-٩٦٦) و(٩٦٧-٩٦٨) و(٩٦٩-٩٧٠) و(٩٧١-٩٧٢) و(٩٧٣-٩٧٤) و(٩٧٥-٩٧٦) و(٩٧٧-٩٧٨) و(٩٧٩-٩٨٠) و(٩٨١-٩٨٢) و(٩٨٣-٩٨٤) و(٩٨٥-٩٨٦) و(٩٨٧-٩٨٨) و(٩٨٩-٩٩٠) و(٩٩١-٩٩٢) و(٩٩٣-٩٩٤) و(٩٩٥-٩٩٦) و(٩٩٧-٩٩٨) و(٩٩٩-١٠٠٠) و(١٠٠١-١٠٠٢) و(١٠٠٣-١٠٠٤) و(١٠٠٥-١٠٠٦) و(١٠٠٧-١٠٠٨) و(١٠٠٩-١٠١٠) و(١٠١١-١٠١٢) و(١٠١٣-١٠١٤) و(١٠١٥-١٠١٦) و(١٠١٧-١٠١٨) و(١٠١٩-١٠٢٠) و(١٠٢١-١٠٢٢) و(١٠٢٣-١٠٢٤) و(١٠٢٥-١٠٢٦) و(١٠٢٧-١٠٢٨) و(١٠٢٩-١٠٣٠) و(١٠٣١-١٠٣٢) و(١٠٣٣-١٠٣٤) و(١٠٣٥-١٠٣٦) و(١٠٣٧-١٠٣٨) و(١٠٣٩-١٠٤٠) و(١٠٤١-١٠٤٢) و(١٠٤٣-١٠٤٤) و(١٠٤٥-١٠٤٦) و(١٠٤٧-١٠٤٨) و(١٠٤٩-١٠٥٠) و(١٠٥١-١٠٥٢) و(١٠٥٣-١٠٥٤) و(١٠٥٥-١٠٥٦) و(١٠٥٧-١٠٥٨) و(١٠٥٩-١٠٦٠) و(١٠٦١-١٠٦٢) و(١٠٦٣-١٠٦٤) و(١٠٦٥-١٠٦٦) و(١٠٦٧-١٠٦٨) و(١٠٦٩-١٠٧٠) و(١٠٧١-١٠٧٢) و(١٠٧٣-١٠٧٤) و(١٠٧٥-١٠٧٦) و(١٠٧٧-١٠٧٨) و(١٠٧٩-١٠٨٠) و(١٠٨١-١٠٨٢) و(١٠٨٣-١٠٨٤) و(١٠٨٥-١٠٨٦) و(١٠٨٧-١٠٨٨) و(١٠٨٩-١٠٩٠) و(١٠٩١-١٠٩٢) و(١٠٩٣-١٠٩٤) و(١٠٩٥-١٠٩٦) و(١٠٩٧-١٠٩٨) و(١٠٩٩-١١٠٠) و(١١٠١-١١٠٢) و(١١٠٣-١١٠٤) و(١١٠٥-١١٠٦) و(١١٠٧-١١٠٨) و(١١٠٩-١١١٠) و(١١١١-١١١٢) و(١١١٣-١١١٤) و(١١١٥-١١١٦) و(١١١٧-١١١٨) و(١١١٩-١١٢٠) و(١١٢١-١١٢٢) و(١١٢٣-١١٢٤) و(١١٢٥-١١٢٦) و(١١٢٧-١١٢٨) و(١١٢٩-١١٣٠) و(١١٣١-١١٣٢) و(١١٣٣-١١٣٤) و(١١٣٥-١١٣٦) و(١١٣٧-١١٣٨) و(١١٣٩-١١٤٠) و(١١٤١-١١٤٢) و(١١٤٣-١١٤٤) و(١١٤٥-١١٤٦) و(١١٤٧-١١٤٨) و(١١٤٩-١١٥٠) و(١١٥١-١١٥٢) و(١١٥٣-١١٥٤) و(١١٥٥-١١٥٦) و(١١٥٧-١١٥٨) و(١١٥٩-١١٦٠) و(١١٦١-١١٦٢) و(١١٦٣-١١٦٤) و(١١٦٥-١١٦٦) و(١١٦٧-١١٦٨) و(١١٦٩-١١٧٠) و(١١٧١-١١٧٢) و(١١٧٣-١١٧٤) و(١١٧٥-١١٧٦) و(١١٧٧-١١٧٨) و(١١٧٩-١١٨٠) و(١١٨١-١١٨٢) و(١١٨٣-١١٨٤) و(١١٨٥-١١٨٦) و(١١٨٧-١١٨٨) و(١١٨٩-١١٩٠) و(١١٩١-١١٩٢) و(١١٩٣-١١٩٤) و(١١٩٥-١١٩٦) و(١١٩٧-١١٩٨) و(١١٩٩-١٢٠٠) و(١٢٠١-١٢٠٢) و(١٢٠٣-١٢٠٤) و(١٢٠٥-١٢٠٦) و(١٢٠٧-١٢٠٨) و(١٢٠٩-١٢١٠) و(١٢١١-١٢١٢) و(١٢١٣-١٢١٤) و(١٢١٥-١٢١٦) و(١٢١٧-١٢١٨) و(١٢١٩-١٢٢٠) و(١٢٢١-١٢٢٢) و(١٢٢٣-١٢٢٤) و(١٢٢٥-١٢٢٦) و(١٢٢٧-١٢٢٨) و(١٢٢٩-١٢٣٠) و(١٢٣١-١٢٣٢) و(١٢٣٣-١٢٣٤) و(١٢٣٥-١٢٣٦) و(١٢٣٧-١٢٣٨) و(١٢٣٩-١٢٤٠) و(١٢٤١-١٢٤٢) و(١٢٤٣-١٢٤٤) و(١٢٤٥-١٢٤٦) و(١٢٤٧-١٢٤٨) و(١٢٤٩-١٢٥٠) و(١٢٥١-١٢٥٢) و(١٢٥٣-١٢٥٤) و(١٢٥٥-١٢٥٦) و(١٢٥٧-١٢٥٨) و(١٢٥٩-١٢٦٠) و(١٢٦١-١٢٦٢) و(١٢٦٣-١٢٦٤) و(١٢٦٥-١٢٦٦) و(١٢٦٧-١٢٦٨) و(١٢٦٩-١٢٧٠) و(١٢٧١-١٢٧٢) و(١٢٧٣-١٢٧٤) و(١٢٧٥-١٢٧٦) و(١٢٧٧-١٢٧٨) و(١٢٧٩-١٢٨٠) و(١٢٨١-١٢٨٢) و(١٢٨٣-١٢٨٤) و(١٢٨٥-١٢٨٦) و(١٢٨٧-١٢٨٨) و(١٢٨٩-١٢٩٠) و(١٢٩١-١٢٩٢) و(١٢٩٣-١٢٩٤) و(١٢٩٥-١٢٩٦) و(١٢٩٧-١٢٩٨) و(١٢٩٩-١٣٠٠) و(١٣٠١-١٣٠٢) و(١٣٠٣-١٣٠٤) و(١٣٠٥-١٣٠٦) و(١٣٠٧-١٣٠٨) و(١٣٠٩-١٣١٠) و(١٣١١-١٣١٢) و(١٣١٣-١٣١٤) و(١٣١٥-١٣١٦) و(١٣١٧-١٣١٨) و(١٣١٩-١٣٢٠) و(١٣٢١-١٣٢٢) و(١٣٢٣-١٣٢٤) و(١٣٢٥-١٣٢٦) و(١٣٢٧-١٣٢٨) و(١٣٢٩-١٣٣٠) و(١٣٣١-١٣٣٢) و(١٣٣٣-١٣٣٤) و(١٣٣٥-١٣٣٦) و(١٣٣٧-١٣٣٨) و(١٣٣٩-١٣٤٠) و(١٣٤١-١٣٤٢) و(١٣٤٣-١٣٤٤) و(١٣٤٥-١٣٤٦) و(١٣٤٧-١٣٤٨) و(١٣٤٩-١٣٥٠) و(١٣٥١-١٣٥٢) و(١٣٥٣-١٣٥٤) و(١٣٥٥-١٣٥٦) و(١٣٥٧-١٣٥٨) و(١٣٥٩-١٣٦٠) و(١٣٦١-١٣٦٢) و(١٣٦٣-١٣٦٤) و(١٣٦٥-١٣٦٦) و(١٣٦٧-١٣٦٨) و(١٣٦٩-١٣٧٠) و(١٣٧١-١٣٧٢) و(١٣٧٣-١٣٧٤) و(١٣٧٥-١٣٧٦) و(١٣٧٧-١٣٧٨) و(١٣٧٩-١٣٨٠) و(١٣٨١-١٣٨٢) و(١٣٨٣-١٣٨٤) و(١٣٨٥-١٣٨٦) و(١٣٨٧-١٣٨٨) و(١٣٨

مُتَكِرُونَ أَمْ يَحْقِرُونَ بِهِ جَنَّةً دَبْلُ جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ وَأَكْبَرُ هُمُ الْبَاطِلُ ﴿١٣٣﴾ ٢٨-٤٠ * وَاللَّهُ
مَا قَالَ رَسُولُكُمْ لَكُمْ أَنْ تَحْفَظُوا الْفَظَا الْقِرَاءَ فِي صِدْقِهِ وَرُكْمِ كَالسَّغَاءِ أَوْ يَحْمِلُوهَا مِثْلَ الْحِمْلِ أَسْفَارًا
بَلْ أَصْرَعُوا عَلَى أَنْ تَحْفَظُوا مَطَالِبَهَا وَمَقَاصِدَهَا وَأَوَامِرَهَا وَنَوَاهِيهَا بِالتَّيْبَتِ لَكُمْ مَا الْإِقْتَاءُ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا
سَرَاطُهُ وَلِوَاظِمُهُ مِثْلَ مَا تَقْدَمُ * وَلَنْدُ كُرُوا فِي أَنْفُسِكُمْ مَا الْإِيمَانُ وَلِوَاظِمُهُ وَكَمِيَّتُهُ وَكَمِيَّتُهُ
وَتَوَانُهُ وَاجِرُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ كَمَا دُرُكُمُ اللَّهُ بِهَا فِي الْكُتُبِ * فَتَجَاهِدُوا فِيهَا حَتَّى تَهَادُوا وَسِعِيَهَا
فَتَكُونُوا مِنَ الْمَغْلُوبِينَ * فَمَاهِي الْأَنْفُكَ فَرِيضَتُهُ مِنَ دِينِ الْأَعْمَالِ وَالْإِسْكَالِ إِلَى دِينِ الْكَلِمَاتِ
وَالْأَفْوَالِ لَتَيْسَرُ إِبَالُ أَنْفُسِكُمْ وَأَصْرُكُمْ عَلَى النُّفَى وَالْعَصَبَانِ لَتَفْرَوا مِنْ اللَّهِ فَاعْلَمُوا مَا أَنْتُمْ بِمَحْمَرِي
اللَّهُ فِي هَذِهِ الْأَرْضِ هَرَبًا أَنْتُمْ الْأَخْصَرُونَ * وَدَهَبَ اللَّهُ سَوْدَكُمْ وَحَمَلَ صِدْقَكُمْ صَبِيغَةً
أَنْفُسَكُمْ مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ بَلْ أَنْفُسَكُمْ بِنَفْسِهِ وَأَقْنَى فُلُوبِكُمْ وَقُلُوبُ نَاغِيَكُمْ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَنْتُلُ سَوَاقُ
وَلَنْ مِنْ الْحِجَارَةِ لَمَّا يَنْفُخُ مِثْلُ الْأَمْهَالِ وَوَلَدَتْ مِمَّا يَنْتَفِقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَلَنْ مِمَّا يَنْفُخُ
مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٣٤﴾ فَاعْمَلُوا أَوْ زَادَكُمْ كَامِلَةً نَوْمَ الْفَبِيهِ وَمِنْ أَوْ زَادَ
الَّذِينَ نَضَلُونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَسَاءُ مَا تَزُرُونَ * أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صِدْقَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّنْ
رَّبِّهِ فَوَيْلٌ لِلنَّفْسِ مِنَ فُلُوبِهِمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿١٣٥﴾ * فَمَنْ يَرْوِدُ اللَّهَ أَنْ يُقَدِّمَهُ
يُشْرَحَ صِدْقَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يَرْوِدُ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صِدْقَهُ ضَيْقًا حَرَجًا كَمَا مِمَّا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ
كَذَلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٣٦﴾ * فَمَنْ يَرْوِدُ اللَّهَ أَنْ يُقَدِّمَهُ
وَأَنْ لَمْ تَعْمَلُوا فَاسْطَرُوا إِلَى مَعَكُمْ مِنَ النَّظَرِينَ * ۞

على الناس رسالهم لعين ❦ اذ علموا انكم تعلمون كتب الله وفانوه ولو علموه بخبرهم على
 اذ قال لكم خاشعين ❦ مصدا عين من خشية الله ولكسرتهم اقلامكم وفردم فراطسكم كل مسترق
 تائب ❦ نعاذون بيبكم ونعاجزون لتصغفوا قواء امتكم وتفسلوا اولئك ربكم (٢٧: ٨) ما ترككم
 على ظم الارض من نرسولكم الا انهم ممتوءة بالكفر والفسق والشرك فمهل عندكم من سلطان اربل الله اليكم
 كمرهم وانا بيا نكم ان كنتم صدقين ❦ وان اخراجتم كل المسلمين من جماعتكم وانقض الناس
 من حولكم فسبعيتكم من بعد الا تنصرون ❦ واني نقدر من بعد ذلك على ان يقول الناس
 عليكم لتسوا في الارض كافرين ❦ افترعون انكم مسلمون من دون الناس المسلم من يعلم المسلمون
 من يدك ولسانه عند سولكم والمؤمنون المؤمنون يظنون بانفسهم حايرون (١٢: ٢٣) عبد الله افلا تدرون
 وقد قال لكم يا ايها الذين آمنوا اختبئوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب
 بعضكم بعضا احببت احداكم ان تاكل لحم اخيه ميتا فكرهوه واثقوا بالله والله كواب رحيم
 (١٢: ٢٩) ❦ وقد قال لكم ربنا المؤمنون اخوة فاصبروا بن اخوتكم واثقوا بالله لعلكم ترحمون (١٠: ٢٩)
 وان صارا الناس مسلمين عندكم بلحاظهم والستم وعماهم وصاروا لكم من بركهم المستكم وعماهم
 مسائلكم التي ابدعتم في دينكم بعير علم وسلطين فاروى ماد انتم تحكون ❦ تستشهدون منكم
 الفقهاء واباطيلكم الشرعية المخزعة التي لا يجوز لاحد ان يقي بها * وتبذل كتب الله واداء ظهوركم
 لتخذه ومجهولا * وتتسددون الى اراء اسلافكم وقياسات كراءكم وظنون جملاءكم الذين تسقونهم
 العلماء لتخروا دينكم وتبذلو اكلتم الله * ولحكون بما جاء من غير الله * ما كرين ان القرآن لم يقصد
 لكم من ايات الله حق بعصياها ولم يبين لكم من كتابه حق سيبها * وما لكم لا تتقون انه قال لكم
 ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون (٢٥: ٥) ❦ بل قال ومن لم يحكم بما انزل الله
 فاولئك هم الفاسقون (٢٤: ٥) ❦ وقصى بكم انه من لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكافرون (٢٧: ٨)

اغفر الله تتعون حكماً وهو الذي أنزل الكتب مفصلاً ^(١١٥١٦) والذي ألهم الله الكتب
 تعلمون أنه مدبر من ذلك بالحق ^(١١٥) فلا يكون من الممترين [﴿] فالحق انكم ما انتم وتبكم كما به
 ولا انتم تعلموه بالحق [﴿] وهو الذي قال لكم وتمت كلمت ربك صدقاً وعدلاً لا
 مبال ل كليمه وهو السميع العليم ^(١١٦) [﴿] وهو الذي سمع رسولكم بطرا الى ما اسم يعملون
 الان وقال وان طعم اكثر من في الارض يصلوا عن سبيل الله ان تتعون [﴿] الا الظن وانهم
 الا يخبرون [﴿] ان ربك هو اعلم من يصل عن سبيله وهو اعلم بالمهديين ^(١١٧ ١١٨) [﴿] وقد قاله
 ونزلنا عليك الكتاب تسبانا لكل شئ [﴿] وهدي ورحمة ونسري للمسلمين ^(١١٩) [﴿] بعد كفرهم
 وفسقهم في دنياكم انها المعتنقون الماهلون المعاصرون [﴿] وقد طلبتم انفسكم باخذكم
 ما وحدهم عليه ابناءكم [﴿] وتعلمكم ما ظنوا واخترعوا من الشرع من انفسهم [﴿] ولم يؤمنوا ان
 كلمت ربكم فدنست القران صدقا وعدلا [﴿] فحسبنا كتابه [﴿] بل طعم اكثر من في الارض لبطول
 الناس عن سبيل الله [﴿] واتبعم الظن من دون العلم الذي جاءكم في الكتب المبين [﴿] افما
 قال الله لرجال منكم الذين لم يؤمنوا بالقران حق ايمانه اولم يكفهم انما انزلنا عليك الكتاب مثلي
 علمهم ان في ذلك لرحمة وذكرى لقوم يؤمنون ^(١٢٠) [﴿] فالحق انكم ما استبطتم من
 الكتب من ذكر ومن رحمة [﴿] بل ما امنتم به [﴿] ولو امنتم به وقرانتم اليه حق قرانه لصبرتم
 من الملحين [﴿] في الدنيا ابدآ وفي الآخرة ابدآ انه لا نضيع اجر المحسنين [﴿] وقد قال لكم
 الذين اتيتهم الكتب سلوة حق تلاوته اولئك يؤمنون به ومن يكفر به فاولئك هم
 الخاسرون ^(١٢١) [﴿] فلا والله ما امنتم بالقران حق ايمانه وما درسموه حتى درسوا وتلاوته
 بل كفرتم فصرتم من الاخسرين [﴿] فحسبنا ان الكفر هو اقول الكفر وكلماتكم [﴿] ونسناكم
 اساليب العسل والظهاره القابض من انفسكم [﴿] ونسناكم مسائل الحيض والنفس ونسناكم

الفاظ القرآن واعرابها من التكرار * او سجدات الشهور في صلواتكم * اولو تخمكم الى الكعبة في
 العائط * او صبركم في مناسك التعميم والتأدير * او اعتمادكم اللفظية * وعارها من الاباطل
 التي يسئرها للناس التي لا تعد ولا تحصى * وانتهم يحذرون الله هزواً ودينه لهواً ولعباً ايها
 الجاهلون. * وان كان الكفر مثل هذه اودبن الله مثل هذا اللغو فانوابه هادة حكمكم في الكتب
 ان كنتم صدقين * انما الكفر نسيانكم درس الله * وتضعكم اراءكم الشئى * واسمساكم
 مذاهبكم المختلفة * واتاعكم ظنكم الواهية * بل اتباكم بانفسكم بالكبر والجهل لو كنتم
 تعلمون * وانما الكفر هو الاعمال من دون الكلمات الاقوال * بل ما اسم تكسبون ايديكم
 وارجلكم ايها الغفلون * فانه قال لكل امرئ منهم ما اكتسب من الاثم (٢٣) وكل امرئ
 بما كسب هزين. * وان ليس للإنسان الا ما سعى (٢٤) فهل شعروا الا ما انتم
 تكسبون * وانما الاعمال بالنيات * فلا يواحدكم الله باللغو في اقوالكم بل يؤخذكم بما كسبت
 قلوبكم (٢٥) * بل بما كسب ايديكم وارجلكم بالتصديق من قلوبكم باعين عا حكم
 الله وفطرته ايها الجاهلون * وهو الذي قال وذُرِّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَعَرَجَهُمُ
 الْحَيَوةَ الدُّنْيَا وَذَكَّرَنَاهُ أَنْ تَبْغَلَ نَفْسٌ مِمَّا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ
 وَإِنْ نَعْدِلْ كُلُّ عَدْلٍ لَا يُؤْخَذُ مِنْهُ مَا أُولَئِكَ الَّذِينَ أُسْلُوا بِمَا كَسَبُوا لَهُمْ شَرَّاتٌ مِنْ حَسَنَاتٍ
 أَلَيْسَ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ. (١٦) * فعزكم بالحياة الدنيا حين اتخذتم دينكم لعباً ولهواً
 بل كفرتم * لانكم صرفتم عن دين الاعمال والاشكال الى دين الكلمات والاقوال * وقلتم على
 الله ما لا علم له * وطعتم بقولون ما لا تفعلون (٢٦) لتسروا دياركم جامدين * كبر مقتاً
 عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون. (٢٧) * فما الكفر من ان علم ايها الزاعمون الجاهلون انما
 هو اعمالكم واعمال ائمتكم الثلاثة التي لهدىكم الى الضيعف والخوف * ونكذبكم ايات الله بالعمل * و

نكد سكر رسولك محمودكم وقبادة فلو كنتم لو كنتم لعلون * ولو علمتم كتب الله لما هرتهم
 مثل هذا بل ما قلتم ليس الفى المكمل فولا لست مؤمناً * ١٩٢ اذنا * الامس كهر ربه بالعمل * و
 عصاه عملاً ومعملاً * ومن لم يعصم بحمله وصار من الذين فتر قوادسهم وكافوا سيعك كل حرب
 بهالذيهم فرحون * (٣٢ ٣١) * وان كنتم على بينة من ربكم في فتاؤكم من الكفر والعسو و
 الشرك والنجوى او نرساوا على بصيرة منه فانوى بتهادة حكمكم ان كنتم ضد فن * و
 ان لم تفعلوا اولى تفعلوا (٢٣١: ٢٣٢) ففعلوا انت لکم ما الكفر بما جاء في القرآن المبين * اما قال
 الله لكم في الكتب افس هو قاييم على كل نفس بما كسبت (توذا ان تؤذى النفس احراها بما قالت
 ولا فعلت) و (الناس) جعلوا الله سركا في اعمالهم بالخاذهم رايانا واولياء من وده عملاً ومعملاً
 على قولهم انهم يؤمنون بالله باقواهم قل سموهم ويؤمنوا الى ما لهم من شرك في السموات والارض
 فيكونوا اجد رب له ام تتيؤونه بما لا يعلم في الارض ام ترعون ان تجد عوا الله بظاهر من
 القول لو نكروا مكرانا فواهم والسنتكم بل زين للذين كفروا مكرهم وصددوا عن السبيل
 ومن يضل الله فماله من هاد لهم عذاب في الحيواة الدنيا ولعذاب الآخرة اشق وولاهم
 من الله من وافي * (١٣ ١٣٢ - ١٣٣) * فدا مكر الذين من قبلهم فليدركهم الله المكر جميعا يعلم ما تكسب
 كل نفس وسيعلم الكفر من عفى الدار * (١٣١: ١٣٢) * فدا الكفر الاما تصفون بالسنتكم
 من الكذب وظاهر من القول في الله * بل ما تفتنون الناس عليه من الكلمات الاقوال ليعلموا
 انهم امنوا ولما يدخل الايمان في قلوبكم * (١٣٢: ١٣٣) ايها القائلون الجاهلون * وما الكفر الا ان
 تقولوا في الله مالا تفعلون * فاته لا يؤمن احد عند الامن صدق ايمانه بالعمل
 ولا يؤحد احد الا بما يكسون * فاته يعلم ما تشرؤن وما تعلمون (١٤: ١٤) * واته امكر
 الماكرين * يحول بين الرء وقلوبهم (٢٣١: ١٤) ويعلم ما يعمل وما تصنعون * وما الكفراة

عنادكم اولادكم واموالكم * وسغفكم بسكم وسانكم * واتخاذكم اولياءكم اربابا لكم * واتخاذكم
 مساكنكم وحكامكم اصناما لكم * وحتكم للقناطر المغنطرة من الذهب الفضة * لنخلوا فومكم
 دار الدلة والمسكنه * وتكمروا من شدة عذابه ونذروا عاهة فومكم والاحرة * فاته قال الله تعالى
 لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَذُلُّ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيدٍ الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ
 الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَعْتَوِي عَنَابُهُمْ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ
 (١٣-١٢) * وقال من سحر بالكفر بهذا فعليه عضة من الله ولهم عذاب عظيم * ذلك بأنكم
 استحبوا الحياة الدنيا على الآخرة * وأن الله لا يهدي القوم الكافرين * أولئك الذين
 طبع الله على قلوبهم وسمعهم وأبصارهم * وأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ لَاجِرًا أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ
 الْخَسِرُونَ (١٦-١٧-١٩) * وقال يأيها الناس إن وعدا لله حق فلا تعثرنكم الحياة الدنيا
 ولا تعثرنكم بالله العزوة إن السخط لكم عداوة فالتحذوة عداوة عداوة بما أبدعوا حسنة ليكنوا من
 أصحاب السعير * الذين كفروا لهم عذاب شديد * والذين آمنوا وعملوا الصالحات هم مغفرون
 وَأَجْرُكُمْ ذُو الْقُرُونِ * ما لكم الا اعراضكم عن التوحيات عداوة ومعنا وعبادكم الشيطان
 وابصكم وصدركم ايها العائلون * وما الكفر الا عدم مد ومنكم على التوحيد ليل اولها را
 واتخاذكم اصناما لكم من امعة الخبوة الدنيا بوما فيوما * واسمعواكم فلوبكم الشهوات والذات
 كربة بعدرة * لتسركوا بالله وتغفلوا عن ذكره واحكامه عملا ومعنا فاته قال واذا امرت الانسان
 ضربه عاركة منيبا اليه ثم اذا حوله بعنة منه سعى ما كان يدعوا اليه من قتل وحل لله انكاد
 لِيَصْرُخَ تَعِزَّنِي سَيِّدِي * قل تسمع بكفرك قليلا انك من أصحاب النار (٣٩-٤٠) * وقال واذا غشيهم
 موج كالظلل دعوا الله مخلصين له الذين ءلفناهم الى البر فبهم مقصود * وما تحبوا بالدين
 (اي احكامنا) الا كل حناري كفور (٣١-٣٢) وقال واذا امسككم الضر في البحر صل من تدعون

فان الكفر
 الاعراض عن
 التوحيد

* وفي مصحف احمد حل الله الاعراض عن التوحيد على الكفر وقال من تدعونهم الله ايها الاحرة لا تجعل له ربة فاما جانه عند ربك ليه لا تعلم الكفر ذن ٢٣٩ ١١٤

الْأَيَّامَ ۖ فَلَمَّا أَحْكَمُوا إِلَى الدَّرِ اءِ اَعْرَضَهُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا (١٥٠-١٤٩) * بل قال في هال المسرود

مثلكم الى يوم القيمة الذين يقولون الان لا ندعو الا الله بالسنة وافضلوا ثم قيل لهم ان ما

كُنتُمْ شُرَكَاءَ فِيهِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ وَالْوَاضِعُ لَئِنْ كُنْتُمْ تُدْعَوْنَ إِلَى سَبْإٍ كَذَلِكَ تَصِلُ إِلَهُ

الكُفْرَيْنِ (٣٠-٤٣) * وقال في المنكرين الكفارين الذين اتخذوا آلهة أصنامهم

وَابْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِلَّهِ رَبِّي افْعَلْ إِنِّي أَخَافُ الْكَافِرِينَ

شیعاً مخالفةً لمختلفه والذين اتخذوا من دونه أولياءً لعلهم يرحلوا عنه ولما هم منكم ومن الناس من قطعهم

يَقُولُونَ لَكُمْ فِي رِءُوسِهِمْ عَادِيَ اللَّهِ كَذِبًا وَمَكْرًا ۖ مَا تُنْعَدُّ هُمْ إِلَّا لِلْعِقْرِ ۖ نُوَوِّا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ

بِبَهُمْ فِي هَاهُمْ فِيهِ يَحْيَى لَقَوْلَهُ آيَةُ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُهْدِي مَنْ هُوَ كَبُرَ كَفَارُهُ (٣١: ٣٩) مَا الْكَفَرُ إِلَّا

اخْلَافَكُمْ بَيْنَكُمْ يَظْلِمُكُمْ وَيُسْرِكُمْ وَأَعَارِضُكُمْ عَنِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَتَاهُمُ الْعُقُولُ

وما لكم إلا تخلقكم بأموال لغوية فوكم من الخا ذكم المال وسئلكم فاته قال الذين

يَخَافُونَ وَأَمَّا رُؤُوسُ النَّاسِ بِالْجُلِّ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَأَعْتَدَ لِلْكَافِرِينَ

عَدَا اِيَّاهُمْ هُنَا ۝ (١٧) بَلْ مَا لَكُمْ اَلَا اَنْفَاكُمْ اَمْوَالُكُمْ فِي سَبِيلِ حُكْمِكُمْ اَلَمْ تَدْرُسْ

لَعَنَهُمُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ لَعْنُوكُمْ وَبِصَفْوَاؤِ أَقْمَتِكُمْ هَيْدُوكُمْ فَإِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اسْتَغْفِرُونَ أَقْوَامَهُمْ

لِيُؤْتِيَهُمْ مِنْهُ لِيَسْبِغُوا فِيهِ ثُمَّ يَخْلُبُونَ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى

جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ۚ لَيْسَ لِلَّهِ الْخَبِيرِ مِنَ الظَّالِمِينَ وَيَجْعَلُ الْحَبِيبَ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ وَيُرَكِّمُ جَمِيعًا

فَيُجْعَلُ فِي حَمِيمِهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْخَيْرُونَ (٣٦-٣٧) وَمَا الْكُفْرُ إِلَّا أَنْفَافُكُمْ أَمْ الْكُفْرُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ إِذَا خَرَجْتُمْ مِّنَ بُيُوتِكُمْ أَوْ مِّنَ الْمَسْجِدِ أَوْ إِذَا تَخَرَّجْتُمْ إِلَى الْمَوَاقِدِ ۚ فَكُلُوا وَشَرُّوا مُسْتَعِذِينَ بِرَبِّكُم مِّمَّا تَكْفُرُونَ ۚ

بِقُدْرَتِهِمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كَسَالَى وَلَا يُعْطُونَ إِلَّا وَهُمْ

[illegible]

وَقِي مَوْجِدُ أَحْمَدَ لِقَاءَ الْإِسْلَامِ وَالْأَحْلَافَ عَلَى الْكَلْبِ وَمَا سَأَخْلَفَ الْأَنْدَالَسَ مِنْ بَنِيهِمْ وَلَوْلَا ذَلِكَ لَكُنَّ كَمَا وَأَمَّا قَسْمُهُ دُونَ عَطَائِهِ (٣٤)

وَمَكْفُوفٌ ﴿٥٧-٥٨﴾ وَقَالَ فِي التَّحَاذُفِ لِلدَّالِّ وَنَالَهُمْ لِيُشْرَكَوا بِاللَّهِ فَبَسْتَغْنُوا عَنْ عَاقِبَةِ مَوْعِدٍ

وَوَيْلٌ لِلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا الْكَافِرُ إِلَّا آسَافٌ

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «وَمَا الْكَفَرُ إِلَّا فِرَارُكُمْ بِالْإِسْتِغْنَاءِ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ وَرُكُودُكُمْ

اعتدل اركم عن طاعنيه اذ ادعاكم لىما ينجيكم (٢٣: ٨) * واعرضكم عن الاستجابة لمخليفة الرسول منكم

اد اذ ذكركم يا ثام الله اود عاكم ليوم النفر ۞ فانه قال في الذين كانوا يستاذنون الرسول فلما امر الموت

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَعْمَلُ الثَّانِيَ وَالْأَلْفَ فِي الْقِسْمَةِ سَقَطَ وَأَوَّلَ حَقِّهِ كُتِبَ لَهُ

الاعراض عن

طاعة الامم

سیدوں ۛ و سیدہا جبراد پھروں ۛ ایسعدہ س سسی ۛ رحمن سیدو پھروں ۛ

هو الذي نصره الله واوحي اليه الحكيم
فانه قال في مناقبي القيس اه لوني وذي

لَوْ تَعْلَمُونَ مَا تُفْعَلُونَ مِنْ دُونِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَهْتَبُونَ ۚ وَرِجَالٌ مِمَّنْ جَاءُوا الْمَدِينَةَ لِيُسْهِرُوا مَعَكُمْ فِي أَصْنَافٍ مِنْ أَشْيَاءِكُمْ ثُمَّ إِذْ رَأَوُا رَسُولَ اللَّهِ فَاتَّخَذُوا مِنْكُمْ هُمُومًا كَثِيرًا ۚ وَرِجَالٌ مُسْتَعْتَبُونَ ۚ وَرِجَالٌ مُدْرِكُونَ ۚ

يُولُوا أُولَئِكَ وَهُمْ وَأَسْلُفُهُمْ حَبِيبٌ وَحَلْمٌ وَمُؤْمِنٌ وَلَا سَخِينٌ وَمِنْهُمْ وَلِيٌّ وَلَا نَصِيٌّ (١٨٤) ﴿١٨٤﴾ وَاللَّهُ

الأعراس كعن **الشيخ** لعوية قومكم أو مداعة أنفسكم أيتها الضعفاء العالون

ومن لا يقاتل أعداءه حلا استطاعه حين الناس ليكف اذى الناس عن قومه

ومن فرمن الموت مسلأ وحشاً ، واعتدل الى اميرة ليجلف ومرصدة الناس عن

انهم ادخوها وترهبوا فويل للذين كفروا عما كانوا يعملون ۝ فانه قال المؤمنون القرون

الْأُولَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا الْإِحْرَامُ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا

غُرَىٰ تَوَكَّلُوا عَلَيَّ مَا مَلَائِكُوا وَمَا قِيلُوا يُجْعَلْ لَكَ ذُلٌّ ذَلِكَ خَسْرَةٌ فِي فُلُوقِهِمْ ۖ وَاللَّهُ يَهْدِي وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

فان الكفر هو
الاعراض عن
اطاعة الرحمن

في ان الكفر والعلم
من النجس والنجس
بالشيف

سمعت في سبيله من ليل ولحين نما أحسن الله اليه كما أجمع القسوس في الكنيست (أي بعلبك) (أرناك يا شيخ القديس) ٩٠٨ ٤٧ عه عماله على عمله على الكهنه واولاهم هذا ذهاب رافاقي

وَلَعَلَّكَ الدِّينَ يَافَعُوًّا ۖ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا فَاذْكُرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا اللَّهَ
اَسْعَوْا لَهُمُ لِلْكَفْرِ تَوْبَةً قَرِيبًا مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ تَاللَّهِ فِي قُلُوبِهِمْ وَمَا اللَّهُ
أَعْلَمُ بِمَا تَكْمُلُونَ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا أَلَا تَعْلَمُونَ أَنَّ قُلُوبَهُمْ أَقَادَرُوا عَنْ تِلْكَ
أَنزِكُمْ صِدْقًا ۚ (١٦٥-١٦٤) وَقَالَ فِي بَابِهِمْ يَوْمَ حُرَّامٍ دِيَارِهِمْ إِلَى نَدْرِ الصَّعْرَى الَّذِينَ قَالُوا
لَهُمُ النَّاسُ إِنَّا لَنَنصِرُكُمْ فَاحْشَوْهُمْ فَرَّادَهُمْ بِهَا نَارًا وَقَالُوا احْسَبْنَا اللَّهَ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ فَانْقَلَبُوا
بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَصْلٍ لَمُتَّسِمَةٍ سُوءًا ۖ وَاسْعَوْا رِضْوَانِ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ إِنَّمَا ذَلِكُمُ السَّيْطَانُ
يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا رَبَّكُمُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَحْزَنُكَ الدِّينُ سَاعِدُونَ فِي الْكُفْرِ
إِنَّهُمْ لَن يَصِرُوا لِلَّهِ سُنْدًا يَرْبُدَ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حِزْبًا فِي الْأَرْضِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِنَّ الدِّينَ أَسْرَدُوا
الْكَفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَصِرُوا لِلَّهِ سُنْدًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (١٤٢-١٤١) ۚ وَقَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ فِي مَسْجِدِ
الْعُرَى الْأُولَى وَالْمُنْفَقِينَ مِنْهُمْ كَانَ رَجَعَكَ اللَّهُ إِلَى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُواكَ لِلْعُرَى فَقَالَ لَن
نَحْرُجُ مَعَهُ أَبَدًا وَلَن نَقَاتِلُ أَمْرِي عَدُوًّا إِنْ كُنْتُمْ رَضِيْتُمْ بِالْفُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَأَعَدُّ وَأَمَرَ الْحَالِفِينَ مَوْلَى
نَصَلَ عَلَى أَحَدِهِمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا نَقِمُ عَلَى قَتْلِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَآ قَاوَهُمْ فَيَقُوتُونَ
وَلَا يَحْجَمُ أَمْوَالَهُمْ وَأَوَّلَاهُمْ إِنَّهُمْ يَرْتَدُّوا إِلَى اللَّهِ أَنْ يَبْعَدَ عَنْهُمْ فِي الدُّنْيَا وَرَهَقَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ
(٨٣-٨٥) ۚ وَفِي الْمَعْدِنِ مِنْهُمْ وَجَاءَ الْمَعْدِنُونَ مِنَ الْأَنْعَارِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَفَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا
اللَّهَ وَرَسُولَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابُ أَلِيمٌ (٩٠-٩١) ۚ وَفِي الْمَعْقُوبِينَ مِنْهُمْ قَدْ عَلِمَ
اللَّهُ الْمَعْقُوبِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلْ تَزِلَّ الْجَنَّةُ وَلَا يَأْتُونَ النَّاسَ إِلَّا قَلِيلًا ۚ أَلَمْ يَخْلُقْكُمْ
فَإِذَا جَاءَ الْحُوفُ رَأَيْتَهُمْ يُنْظَرُونَ أَلَيْسَ لَكَ دُرُوعُهُمْ كَالَّذِي يُصْنَعُ عَلَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ فَإِذَا هُمُ بِالْحُوفِ
سَلَفُوكُمْ بِالنَّسَاءِ جَدًّا رَاحَةً عَلَى الْخَيْرِ أُولَئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْطَ اللَّهُ أَنَّ هُمْ دُونَكَ
عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا (٣٣-١٨-١٩) ۚ وَفِي الْحَالِفِينَ السُّفْهَانَ الْمَعْدِنِينَ مِنْهُمْ سَقُولُ لَكَ الْحَالِفُونَ مِنْ

الْأَعْرَابِ سَعَيْنَا أَمْوَالَنَا فَأَسْعِفْهُنَا يَا سَيِّدِي قَالُوا فِي قُلُوبِهِمْ قُلُوبٌ
 تَمُرُّ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَقَاتٌ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا بَلْ خَسِنَتْكُمْ
 أَنْ تَتَقَلَّبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ آنَذَا وَرَيْنَ ذَلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَطَسَنُمْ طَسَنَ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ
 قَوْمًا تَوْرَاهُ وَمَنْ لَمْ يَأْمُرْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا (١١٣-١١٤) وقال
 يَعْتَدُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَدُوا رُوَايَ تَوْعَمِ لَكُمْ قَدْ نَبَأَ اللَّهُ مِنَ الْمُحَارِبِ كَذَّبُوا وَكَرَى
 اللَّهُ عَنْكُمْ وَرَسُولُهُ تَعَرَّوْا إِلَى عِلْمِ الْعَرَبِ وَاللَّهُ يَدْعُو فَتَجِدُكُمْ كَمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ سَخِرَ لِقَوْمٍ بِاللَّهِ كُفَرُوا
 إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لَعَنَهُمْ وَأَعْنَاهُمْ فَاعْبُدُوا عَصَاهُمْ أُولَئِكَ هُمُ الرِّجْسُ وَمَا وَهُمْ بِمُحْتَسَبِينَ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ
 يَخْلَعُونَ لَكُمْ لِرِضْوَانِهِمْ فَإِنْ رَضُوا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى عَنْ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ الْأَعْرَابُ أَسَدُ
 كُفْرًا وَبِقَائِهِمْ أَحَدًا لَا يَعْلَمُوا أَحَدًا مَا أُنْزِلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ (١١٥-١١٦) و
 مَا الْكُفْرُ إِلَّا فَنَاءٌ لَكُمْ فِي سَبِيلِ حُكْمِكُمْ وَأَعْدَاءُكُمْ وَطَوَائِفُكُمْ الَّذِينَ بَعَثَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ لِيُعَذِّبَكُمْ فَتَتَّقُوا
 عَذَابَ الْعَذَّةِ وَتَتَّقُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُسْلِمِينَ فَتَقْبَلُوا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي
 سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ وَقَالُوا أَوْلِيَاءُ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ
 الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا (١١٧-١١٨) فما الكفر إلا اعراضكم عن الجهاد في سبيل الله وفراقكم
 من المومنين لا تصرون من لا يقاتل أعداء الله في سبيل الله حتى قتله ويدعونهم
 إلى السلم حد الموت فيهم ويخزن ومن يؤمنهم يؤمنهم دونه لا مخرج فالقتال أو
 مخرج إلى مكة (١١٩) فهو امره في الدنيا ومن لا يغلب لا يبصر من الله
 وهو الذي كفر عند الله وأولئك هم الكفرون فاته قال لمؤمني القرن الأول بل في كل من
 ادخل لايمان في قلبه يوم خلق السموات والارض إلى يوم القيمة ولو قالوا لكم الذين كفروا لولا
 الأذى بارئكم لا يحذرون ولتباؤا لا نصبراه سنة الله التي قد خلقت من قبل ولن تجد لسنة

فإن الكفر هو إعراض
 المحمدا سبغ الأداة
 وهو الكفر الاعراضكم
 الأسعافه في العمل
 والتطمع والس

اللَّهُ تَبْدِيلًا ﴿٢٨﴾ ٢٣-٢٢ ﴿٢٨﴾ وقال قل للذين كفروا استعجلون وحشر من استعجل
 ونشأ الهادئ (١١: ١٣) انك لا تعلم الكفر (١١: ١٤) فالحق ان الكفر من هم الذين يعلمون في
 هذه الدنيا انما تطرون من اقل يوم خلق السموات والارض الى يوم القيمة فاعلموا
 هم الكفرون ابداً والمؤمنون لهم النصرون ابداً وان جندهم لهم العلون (١١: ٢٤) ﴿٢٨﴾ ولن يحدا
 في سنته سداً ولو حرصتم انما الجهلون ﴿٢٩﴾ يحبون ان تبدلوا بمكرهم وقد قال ما تبدل الاقل
 لذي (٢٩: ٢٩) انما الماكرون ﴿٣٠﴾ هذا سنته الان وقد مضت سنة الاولين (٣٨: ٣٨) ﴿٣٠﴾
 فالكفرون هم الذين يولوا الادبار ولا ينصرون ﴿٣١﴾ يعلمون لكونهم موهبين في امرهم و
 مسصعين في سعيهم بل ناس من جملة في جدهم يخشون الناس ولا يخشون الله واهلهم
 حق حسنة محسبهم جميعاً وقلوبهم شتى ذلك يا أيهم قوم لا تعجلون (١٣: ٥٩) ﴿٣١﴾ والمؤمنون
 اسد رهبة في صدورهم من الله ذلك يا أيهم قوم لا يفتقروا (١٣: ٥٩) ﴿٣٢﴾ يرجون من الله ما لا
 (١٣: ٢٢) يرج الكفرون وان يكن منهم فائدة تغلبوا الغافلين الذين كفروا يا أيهم قوم لا يفتقروا
 (٢٥: ١٨) سنة الله في هذه الارض ولا يعلمون ﴿٣٣﴾ لا يستطيعون ان يتنظروا او يظنوا انهم
 في الآخرة وباعدون بينهم ويجاذلون ويواكلون في تدبير امرهم ويسعدون عن عاقبة بالهم
 واحق سعيهم بل سكرون عن اجر الآخرة فلذلك يحبط الله اعمالهم ويصل سعيهم في الدنيا و
 ويحطهم من الاخسرين ﴿٣٤﴾ ولذلك قال الله بهم الذين كفروا وصدا عن سبيل الله لصيد
 انما الهمة (١١: ٣٤) والذين قتلوا في سبيل الله فلن نجزيك انما الهمة سبيلهم ويصلهم بالهمة
 (٢٤: ٢٤) وقال والذين كفروا فاعسا لهم وافتنهم ذلك يا أيهم قوم هو اما انزل الله
 (من سنته) فاحبط انما الهمة (٢٤: ٢٤-٢٩) وقال في ما يلي هاتين الايتين ليريا كيف يحبط الله
 اعمالهم في الدنيا سد مير حكهم ولسب قوتهم وملكهم افكم يسيروا في الارض فيظنوا انهم

عَافِيَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَدْ كَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ دَوْلَهُمْ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْنًا لَهَا. ذَلِكَ بِأَنَّهُ مَوَلَى الَّذِينَ آمَنُوا
 وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوَلَى لَهُمْ. (١١-١٠، ١٢) قُلْ قَالُوا فِي مَا بِلَى هَاتَيْنِ الْأَيْتِينَ لِمَا جَاءَ الْمُؤْمِنِينَ
 فِي هَذِهِ الدِّينِ وَمَا بِلَى الْكَافِرِينَ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ نَدَّجِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَمْعًا تَخْرُجُ
 مِنْ قُبُورِهِمْ أَلَانَهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّهُمْ يَكُونُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَوْجِدَةٌ لَكُمْ
 (١٢) فَالْحَقُّ أَنَّ الْكَافِرِينَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ سُنَّةَ اللَّهِ فِي هَذِهِ الْأَرْضِ هُمُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِمَا
 نَزَّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ (٢١، ٢٢) فَلِذَلِكَ لَا يَكْفُرُ اللَّهُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَبَذَرَهُمْ يَتَمَتَّعُونَ فِي الْأَرْضِ كَالْأَنْعَامِ حَاسِبِينَ
 لَا يَعْلَمُونَ فِي الدِّينِ سَعْيًا بَلِغًا وَلَا يَعْلَمُونَ الصَّلَاةَ وَلَا يُؤْتُونَ زَكَاةً وَلَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ
 مِمَّا كَسَبُوا عَلَى شَيْءٍ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صَبْعًا عَافِينَ ﴿٢٣﴾ فَلِذَلِكَ قَالَ اللَّهُ فِيهِمْ مَثَلُ الَّذِينَ
 كَفَرُوا بِآيَاتِهِمْ أَنَّمَا لَهُمْ كَرَمَادٌ اسْتَقَرَّ عَلَيْهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا شَيْئًا
 ذَلِكَ هُوَ الصَّلَاحُ الْيَقِينُ (٢٣) ٥٨ وَقَالَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا لَهُمْ كَسْرَابٌ مَنَعَتْهُمْ يُنْجِسُهَا الظَّنُّ
 مَاؤُهُمْ حَتَّى إِذَا جَاءَهُمْ نَجْدَةٌ شَيْئًا وَوَحَدَ اللَّهُ جَنَدَهُ فَوْقَهُمْ حِسَابُهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ أَوْ ظَلَمُوا
 فِي شَيْءٍ يَتَّبِعُهُمْ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِمْ مَوْجٌ مِنْ تَوْتِهِمْ سَحَابٌ ظَلَمَتْ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَحْمَسَ بِلَاءُهُ
 لَمْ يَكُنْ دَرَكًا وَمَنْ لَمْ يَحْمِلِ اللَّهُ لَهُ تَوْرًا فَمَالَهُ مِنْ تَوْرَةٍ (٢٣) ٢٩-٣٠ أُولَئِكَ هُمُ الَّذِينَ
 يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ (أَيِ احْكَامِهِ) لِيُخْرِجُوا مَقَاصِدَهَا وَيُجَادِلُوا بِالظَّنِّ لِيُدْخِلُوا بِهِ الْعِلْمَ
 وَيُجْعَلُوا أَيْسَرًا لَانْتِصَحَ مَا كَرِهَ ﴿٢٤﴾ فَلِذَلِكَ قَالَ اللَّهُ فِيهِمْ مَا يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَالْأَنْعَامُ
 بِغَيْرِ ذِكْرِ تَقْلُدُهُمْ فِي الْغَلَاظِ كَذَّبَتْ قُلُوبُهُمْ قَوْمٌ مَخْرُجُونَ وَالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْضِهِمْ وَهَنَتْ كُلُّ قُوَّةٍ وَسُئِلَهُمْ
 لِيَأْخُذُوا وَجَادِلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْخِلُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذَهُمْ فَكَفَّ كَارِحَاتِ كَذَلِكَ حَقٌّ كَلِمَةً
 رَيْنَكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ (٢٤) ٥٩ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿٦٠﴾ وَقَالَ مَا نَرْسِلُ الرُّسُلَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَ
 مُنْذِرِينَ وَجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْخِلُوا بِهِ الْحَقَّ وَالْحَقُّ فَالْبَاطِلُ مُدْخَرٌ وَأَمَّا الْأَعْمَانُ

ولذلك قال في عدم مدادهم وقلب حيلهم وبوهر لهم في التمسالة دعوة الحق والذين مدعون من دونه
لا يستحيون لهم شيء إلا كما سطر كفيه إلى الماء لمسألة قاه وما هو به الغم وما دعا الكافرين
إلا في صلب (١٣٠-١٣١) أفلا تصرون * وما الكفر إلا عدم الشئ فقامتكم في العمل وأمركم

عن التظم السق بل مخزنكم من شرككم وعبادتكم أولادكم وأهواءكم ونهواتكم
ومن بعدكم كبراءكم وأولمءكم ومراسنساكم بأحماركم و
رهبانكم ومن ظلمكم أنفسكم من السعي والعمل في الدنيا لتغلبوا

في الكفر والأعراض
عن الاستعانة في العمل
والأعراض عن المظم
والسعي

أيها الفقهاء المتجاهلون المعاصرون! * وما الكفر إلا ضلل سعيكم
في الحق الدنا * وجبوط أعمالكم فيها * وسوء بالكم في الأرض * وتمتعكم كانعام على
ظهورها * وعدم قدرتكم * وفقدان حكمكم في هذه * من نوهتمكم ونقص إيمانكم وسوء
أعمالكم وتعتدكم أنفسكم وعبادتكم الطاعوت لو كنتم تعلمون * فانه قال الفحسب الذي نس
كفر وأن يجحد وأعبادى من دونه أولياء دنا اعتدنا جهم للكافرين تركه قل هل يستقيم
بالآخرين أعمالاً الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون أنهم يحسنون
صنعاً أولئك الذين كفروا بآيات ربهم ولعابيه فحبطت أعمالهم راي في الدنيا فلا يقيم
لهم يوم القيمة وزنا ذلك جزاءهم بما كفروا والحد وأيتى ورسلى هزوا وإن الذين
أمسوا وعملوا الظلمات كانت لهم جنت الفردوس تركه خللن فيها لا يعنون عنها جحولا (١٣١-١٣٢)
أفلا ترجعون * وقال الذين كفروا أصد وأعن سبيل الله زدتم عدنا راي في الدنيا فوق
العذاب راي عذاب الأخرة بما كانوا يفسدون * وقال في بنى إسرائيل حين هزلوا
علوا في الأرض وافقد الله حكمهم في الدنيا وقضيت إلى بنى إسرائيل في الكتب لتفسدن في الأرض
مترتين ولتعلن علواً كبيراً فإذ أضاء وعد أولهم ما لعننا عنكم عبادنا أولى بآس سألنا فما سوا

خَلَّلَ الدِّينَارَ كَانَ وَعَدًا مَقْعُورًا ۖ تَوَرَدْنَا لَكُمْ الْكَذِبَ عَلَيْهِمْ وَأَمَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَسَّ وَحَدَّ لَكُمْ
 أَكْرَبَ تَعْدًا ۖ إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِنَفْسِكُمْ وَإِنْ أَسَاءْتُمْ نَكَهْنَا قُلُوبَنَا وَوَعَدَ الْآخِرَةَ لَكُمْ ۖ
 وَحُوهَكُمْ وَلَمَّا حُوتُوا اسْتَبَدَّ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَبِهِ نَارٌ وَمَا عَلَوْا شِرَارًا ۖ عَسَىٰ تَكْفُرُونَ رَحِمَهُ
 وَإِنْ عَدْنَاكُمْ لِنَامٍ وَحَسَلْنَا حَمَمًا لِلْكَافِرِينَ حَسْرَةً ۖ (٣١٤-٣١٨) ۖ فَلَا تَقْرَأُ عَلَى السَّكِينَةِ وَلَا
 تَقُولُوا لِلْأَعْرَابِ بِحَىٰ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَيْسَ وَجْهَ الْفَهَارِ وَسَبِيصٌ حُوهَكُمْ فَاهُ قَدْ جَاءَ كَمَا أَلَسَ
 وَقَدْ أَسَاءَ وَحُوهَكُمْ وَلَا تَقُولُوا فِي فَلَوْكُمْ أَنْ الْعَرَانَ يَهْدِيكُمْ إِلَى الدَّلَةِ وَالْمُسْكَمَةِ أَوِ الْعَامَةِ وَالسَّامِيَةِ
 تَكْهَمُ لَا تَهْ ۖ قَالَ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنُ يَهْدِي لِلَّذِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ
 الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَثِيرًا ۖ (٩١١) ۖ هِيَ أَيْهَا الْمُعْتَبِرُونَ الْمُعَاظِرُونَ! أَلْقُوا عَلَى اللَّهِ مَآلًا
 تَعْمَلُونَ ۖ (٩٨) ۖ قَالَ إِنَّ الَّذِينَ يَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ لَا يَفْعَلُونَ ۖ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ أَلْقَا
 مَرَجَهُمْ فَقَدْ نَبَقَهُمُ الْعَذَابُ السَّيِّئُ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۖ (١٠٩-١١٠) ۖ وَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ
 مُحَمَّدٌ بِهَذِهِ الْآيَاتِ وَكَمِمْ شَهَادَتَهَا ۖ وَمَا قَدْ مَنَعْنَا مِنْ السَّعْيِ الْعَمَلِ لِنَجْعَلُوا أَسْرًا لِنَقْصَمَ ۖ
 مَا أَسْمَهُ بِالْكَذِبِ حَقِّ إِمَامِهِ ۖ بَلْ كَفَرْتُمْ ۖ ۖ قَالَ الَّذِينَ اتَّبَعْتُمُ الْكُفْرَ يُؤْفِكُونَ بِهِ وَمَنْ هُوَ لَكُمْ مِنْ
 يُؤْمِنُ بِهِ وَمَا نَحْنُ إِلَّا الْكَافِرُونَ ۖ (٢٩) ۖ أَفَلَمْ يَقُلْ لَكُمْ فِي الْكِتَابِ خَلَقَ اللَّهُ
 السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ۖ (١٢٥-١٢٦) ۖ أَوَلَمْ تَنْتَوِجْهُمَا إِلَى قَوْلِهِ
 وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ نِسْبَتَكُمْ ۖ (١٢٧) ۖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مِمَّا
 تَعْلَمُونَ ۖ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا يَسْتَوِي ۖ قَلِيلًا مِمَّا
 نَعْلَمُ ۖ تَعَالَىٰ قَوْلُهُ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بِطَرَاكٍ ۖ (١٢٨) ۖ
 الَّذِينَ كَفَرُوا قَوْلًا قَوْلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا أَمْرٌ الْقَادِرُ ۖ (١٢٩) ۖ فَلَا سَكَنَ فِي آتِهِ تَعَالَىٰ خَرَضْنَا فِي هَذِهِ الْآيَاتِ

على استعمال سمعها وابصارها وايدئنا الذي ملكوه ولنطلب العلم من اعماله من دون الظن و
لنؤمن سموايه وارصه وما بهما استد ايماننا ولنؤمن بالحق متصرفين عن الباطل فانه قال
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٢٩﴾ وقال الذين كفروا
اتَّبِعُوا الْبَاطِلَ ﴿١٣٤﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّكُمْ ﴿١٣٥﴾ وقال اِفْهَمْ الْبَاطِلَ يُؤْمِنُونَ
وَيُزَيِّمُ اللَّهُ كُفْرَهُمْ ﴿١٣٩﴾ ﴿١٤٠﴾ فما الكفر الا اعراضكم عن العتق لكم ايها الجاهلون *

لنحلوا قومكم دار الذل والمسكنة تجهلكم ولننكر والنعمة ربكم ولثلاثا نعدوها
حق ودها وسكرها فانه قال ألم ير الى الذين نكأوا نساء الله كفرا فحلوا قومهم
دار البواره ﴿١٣٨﴾ وقال يعرفون نعم الله ثم يكفرونها واكثرهم

وان الكفر هو الاعراض
عن العلم عن درس
اعماله تعالى

الْكُفْرُ ﴿١٣٩﴾ ﴿١٤٠﴾ فمن قدر انعم ربه حتى قدما وطلب العمل منها وخاص فيها
استد خوصنا وملك سبل ربه لمدوم عليها فاولئك هم المؤمنون * واولئك هم المفلحون
في الدنيا ايما تنظرون * وما كان الله ان يحب الذين يطردون انعمه بالاستحقاق او يكرهون
ما خلق السموات والارض ايها العفول ! * فلا شك في انكم في اسلامكم الضالون * ومن اعرض
عن مكارم الاخلاق ولم يسع لها سعيها فاولئك هم الكفرون * فاما الايقاف بالجهنم فقال
اتَّخَذَ الَّذِينَ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ كَاُتُوهُونَ الَّذِينَ عَاهَدَتْ مِنْهُمْ ثُمَّ يَقْضُونَ عَنْهُمْ
فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿١٤٠﴾ واما الاسراف في المال فقال وَلَا تَمْنُنْ بِرَبِّكَ
إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ، وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿١٤١﴾ وغيرها من

في ان الكفر هو الاعراض
عن مكارم الاخلاق

الافعال التي لم اذكرها من خوف الظواهر فتدبروا ان كنتم قومًا تتفكرون * ولا شك في انه
من لم يؤمن باليوم الآخر عملا ومعبدا ولم يسعه له سعي باليعا ولهجهته نفسه بل لم يرد الا الحق الذي انما
فقد كفر عند ربه فانه قال مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَدَّدٍ وَالَّذِينَ

كَفَرُوا عَمَّا أَتَتْهُمْ آيَاتُهُمْ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبَأٍ إِلَّا تَعَفَّى ۖ (٣١-٣٠) وقال واقتموا يا الله جهنم انما هم لا سمعوا من ربهم
 نَلَى وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۚ لَيْسَ لَهُمْ الَّذِي يَحْكُمُونَ فِيهِ وَلَيْعَلَّ الَّذِينَ
 كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَذِبًا ۚ (٣٩-٣٨) وقالوا اذ اصطبنا في الارض انا لفي خلق جديد
 نَلَّ هُمْ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ كَيْفًا وَنَلَّ مَا الْكَفَرُ لَا اِعْرَابَكُمْ عَنِ الْإِيمَانِ
 بِالْآخِرَةِ عِلْمًا وَمَعَالِكُمْ تَعْلَمُونَ ۚ وَلَا تَجِدُ أَصْفًا مِنْ قَوْلِكَ اَتَكْفُرُونَ
 بِالْآخِرَةِ يَا قَوْمِ الْكُفْرُ وَالسُّكْمُ وَكَلِمَاتُكُمْ السَّهَادَةُ وَالْفُؤْلُ لِسَ شَيْءٍ عَدُوٌّ
 سَحَابُ الْعَمَلِ ۚ وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ
 بِمُؤْمِنِينَ ۚ (٢٠١٢) فاعلموا واحمدوا وارجعوا لِقَاءَ رَبِّكُمْ واستمبوا الفوزوا في الدنيا فانه لا
 يكاد ان يعرفكم يوم القيمة حتى يموتوا جامدين ۚ وان شاء الله ان تتبعوا ولا الله و
 حُبِّهِ فَلَا تَتَّبِعُوهُ اِنَّهُ حَتَّى تَعْرِضُوا انفسكم عليه وموتوا الموت في سبيله لتكونوا
 الَّذِينَ يَمُنُّونَ بِالْغُلُوبِ ۚ فانه يتهمكم بقوله وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى تَعْلَمَ الْمُجْرِمِينَ مِنْكُمْ وَالضَّالِّينَ
 وَسَمَّا احْبَارُكُمْ (٣١١٢) وقضى الله بحسب الدين يقاتلون في سبيله صفا كَانَهُمْ مُنَافِقًا
 فَخُصُّوا ۚ (٢٠١١) اذ لا يدركون ۚ وان زعموا ان يصرون اولياء الله بما اثمكم وشبهكم
 اقوالكم او باعتكم في البهوت والمساخر اذ من الموت ما كرس انكم تعبدون الله وتحبونه
 فساء ما نزعون ۚ وقد كانت اليهود نفر من الرب ملككم على هذا لعلنا انفسهم ظنونا كما
 يظنون وداهم ربه بقوله يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا اَلْزَعْمُ اَنَّهُمْ اَوَّلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَكَلَّمُوا
 الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ وَلَا يَمُوتُونَ اَبَدًا بِنَاقِدَتِ اَبَدِيَّتِهِمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۚ قُلْ
 اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَعْرِفُونَ مِنْهُ فَارَنَّهُ مُلْقِيَكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ اِلَىٰ عِلْمِ الْعَيْبِ وَالْمَقَادِرِ فَيُنشِئُكُمْ مَعَكُمْ
 تَعْمَلُونَ ۚ (١٨-١٧) بل عاكر والغي الكفر قولا غلظا بقوله اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدَّ حُلُوفُ الْحَقِّ وَلَمَّا

فان الكفر هو الاعراض
 عن ايمان بالآخرة

نَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ حَاهَدُوا مِنْكُمْ وَنَعْلَمُ الظَّالِمِينَ . وَلَعَدَّ كُفْرًا أَنْ يَنْتَوِيحَ مِنْ قِبَلِ أَنْ
 تَقُوءَ فَقَدْ ائْتَمُّوا وَأَنْتُمْ تُنْظَرُونَ . ﴿١٣١-١٣٢﴾ فَمَا لَنْ مَطْلُوبٌ لَطَالَمَا وَوَلَّاهُ حَتَّى
 لَا حَرْهَ لَهُ أَنَّهُ بَعَرَصَ نَفْسَهُ عَلَيْهِ وَبَقِيَ الْوَبُ فِي سِدْلِهِ لَا تَصْرُحُ . وَمَا لِي أَحَدًا أَحَدًا
 حَتَّى مَسَّةً وَعَلِمَ اللَّهُ بِصِدْقِ قَوْلِهِ بِالْعَمَلِ مِنْ صِدْقِ مَا وَلَّيْتُكَ مِنَ الْحَبِيبِينَ . وَلَئِنْ لَمْ تَنْتَوِيحْ
 رَكْمًا لَكُمْ أَحَبَّ النَّاسِ أَنْ يُنْزِلُوا أَنْ تَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْقِنُونَ . وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
 فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ . ﴿٢٩-٣٠﴾ وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ
 إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ . ﴿٢٩﴾ . جَاهِدْ لِيُغْلِبَ نَفْسَهُ عَلَى الْعَدَاءِ وَلِيَكُونَ فِي الدِّينِ هَاسِمًا
 الَّذِينَ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ . فَبَاكِرَاءِ الْخَلْقِ مِنَ النَّاسِ أَعْمَلُوا وَعَامِلُوا وَأَصْدُرُوا
 وَصَابِرُوا وَلَا تَقْرُوا مِنَ الْعُيُوتِ وَلَا تَقْطَعُوا أَعْمَلُوا بِأَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَتَحْتَسُوا مِنْ تَمَكِينِكُمْ مِنَ
 الْأَرْضِ وَالْغَلْبَةِ وَالْأَمْنِ الَّذِي سَلَبَكُمْ اللَّهُ بِكُفْرِكُمْ وَلَا تَأْتُوا مِنْ رُوحِ اللَّهِ إِلَهُ لَا يَأْتِي مِنْ رُوحِ
 اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ . ﴿١٤٠﴾ . وَلَا تَطْمِئِنُّوا بِمَا لَكُمْ مِنَ الشَّوْءِ فِي زَعْمِكُمْ أَنَّهُ سَيُعَصِّرْكُمْ فَانْهَ
 قَالَ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَأَوْرَثُوا بِأَحْبَابِهِمُ الدُّنْيَا وَأَطْمَأْنُونُوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَاتِهِمْ غَافِلُونَ .
 أُولَئِكَ مَا دَأَبَهُمُ النَّارُ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ . إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِآيَاتِهِمْ
 هُجْرَتِي مِنْ خَلْقِي مَا أَكْفَرُوا بِآيَاتِي فِي جَهَنَّمَ . ﴿٩٠﴾ . وَهَلْ يَأْتِيهِمُ الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا قَوْلًا مَغْشُوبًا
 اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ بَيَّنَّا آيَاتِهِ لِلَّذِينَ لَا يُخْفُونَ كَمَا بَيَّنَّا لِلَّذِينَ آمَنُوا قَوْلًا مَغْشُوبًا . ﴿١٣١﴾ . وَلَا تَكْفُرُوا بِآيَاتِ
 اللَّهِ عَمَلًا وَلَا تَكْذِبُوا بِهَا بَلِ اسْمُدُّوا بِهَا بِالْعَمَلِ وَلَا تَقُولُوا كَالْكَافِرِينَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا
 الْقُرْآنِ وَالْعَوَاقِبَةِ (يَقْعِدُكُمْ وَاحِدًا مِنْكُمْ وَجَاهِدُكُمْ وَأَبَاطِلُكُمْ) لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ . ﴿٣١﴾ . فَالَّذِينَ
 كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَئِكَ يَكْسِبُونَ خَسْرًا وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ . ﴿٣٢﴾ . وَالْكَافِرُ
 هُمُ الَّذِينَ إِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْمَعُونَ . بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يَكْذِبُونَ . ﴿٣١-٣٢﴾ .

وَأَدَّاتُنَّ عَلَيْهِمْ أَسَاتِيْبُ نَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ يَكَادُونَ يَسْطُورُونَ بِالَّذِينَ
تَتَلَوْنَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا قُلْ أَفَأَنْتُمْ تُبْشِرُونَ بِالْآثَارِ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَبَشِّرِ الْمُصْبِرِينَ
(٢١: ٢٢) أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿١﴾ فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ رَعِمُوا انْصَبُوا سِدْرًا وَأَلْهَدُوا الْعُرَارَ وَاسْكُنُوا عَيْدَهُ فَلَا
مِجَالَ لَكُمْ أَنْ تُعْرَضُوا بِهِ جَادِلْ ﴿٢﴾ هَذَا بَصَائِرُ لَكُمْ أَنْ تَكُونُوا تَرْجُونَ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكُمْ تَقُومُونَ
وَأَدَّاتُنَّ الْقُرْآنُ فَأَسْمِعُوا لَهُ وَأَنْصِبُوا الْعِلْمَ تَرْجُونَ ﴿٣﴾ وَلَقَدْ أَجْمَعَتِ الْإِنْسُ
الْحُجَّ عَلَى أَنْ تَقُولُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِبَيِّنَةٍ وَلَوْ كَانَتْ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (٢١: ٢٣)
أَفَلَا تُؤْمِنُونَ ﴿٤﴾ وَلَوْ أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْنَاهُ خَائِفًا مُتَمَدِّدًا مِنْ خَشْيَةِ
اللَّهِ (٢١: ٢٤) أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ بَنَى اللَّهُ فَا سَمِعَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أُولَئِكَ هُمُ
الْفَاسِقُونَ (٢١: ٢٥) وَلَا تَقُولُوا لِمَا نَعْبُدُكُمْ مِنْ سُلُوكِكُمْ أَسْبِيلًا لِنَتَّخِذَ مِنْهَا قَائِدًا
قَالَ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا الَّذِينَ آمَنُوا أَلَيْسَ أَسْبِيلُنَا وَلَعَلَّ حَطِيكُكُمْ وَمَا هُمْ بِحَاطِينَ مِنْ حُكْمِهِمْ
مِنْ شَيْءٍ إِنَّهُمْ لَكَذِبُونَ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ أَلَيْسَ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَلٌ كَانُوا
يَعْتَرُونَ (٢١: ٢٦) وَاهْجُرُوا الشِّرْكَ وَالْكَفْرَ هُمْ أَهْمُ مَا يَعْزُبُ عَنْ قُلُوبِكُمْ وَاعْبُدُوا سُبْحَانَ اللَّهِ
بِالتَّوْحِيدِ وَصَلُّوا صَلَاةَ الْجَمْعِ وَالشُّجْرِ وَانْعَمُوا وَلَا تَسْكُرُوا مِنَ الْخَيْرِ وَأَقْبُوا اللَّهَ فَإِنَّهُ
قَالَ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْبُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفْرِ أُولَئِكَ حِطُّوا
أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ جُلَدُونَ إِنَّمَا يَعْزُبُ عَنْ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ
وَأَتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَحْشَ إِلَّا اللَّهَ فَهَؤُلَاءِ أُولَئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُفْلِحِينَ (٢١: ٢٧) فَلَمَّا يَنْظُرُونَ
إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا مَا نِ لَهُمْ إِذَا جَاءَهُمْ نُهُمْ (٢١: ٢٨)
مُسْلِينَ ﴿١﴾ فَلَا تَنْظُرُوا بِاسْمِكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا أَوْلَادَكُمْ تَصُورُوا وَتَفْرَحُوا بِمَا عِنْدَكُمْ مِنْ
الْعِلْمِ لَا تَهْدِيكُمْ إِذَا جَاءَ كُمُ الْعَذَابُ فَإِنَّكُمْ لَا تَنْظُرُونَ ﴿٢﴾ فَإِنَّهُ قَالَ فَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

قِرْحُولًا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَخَافَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَفْهِزُّونَ . فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا
 قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكُفِّرْنَا مَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ . فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِنَّمَا تَنَزَّلْنَا بِهِ بَأْسَنَا
 سُبْحَتِ اللَّهُ النَّبِيَّ فَلَمْ تَكُنْ فِي عِبَادَةٍ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ﴿١٠٣-١٠٥﴾ فَعُولُوا الْحَمْدُ
 لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ ۝ إِيَّاكَ تَعْبُدُ وَإِلَيْكَ تُسْجُدُ ۝ هَٰذَا
 الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۚ خَيْرٌ مِمَّا يَشْتَرُونَ وَلَا الضَّالِّينَ ۚ ﴿١٠٦﴾
 وان حرم اللفاظ القرآن اسد حرًا او حصن عنه اسد محصًا ايها المفتون المعاصرون
 فلن تجدوا معه كفرًا هذا الكفر بالافعال * او انكارا غير هذا الانكار بالاعمال *
 ولن تجدوا معه كفرًا بالاقوال * او ايمانًا بغير اللسان والكلمات والامال * او اسلا ما لا علم
 ولا لبسة والسر بال * الا الله من جاء بكلمة ستية بعمل ليشاكل قوله فعليه نعم اسد امر عليه و
 احاطت به خطبتة (١٠٦) ومن صرف عن ارباب ربه علماء ومغالب الشغل عنه ما خلاه نعبًا وكرما
 فقد كفر عند ربه * ولا يكفر احد عند الله حتى بلغ في اشتغاله مبلغة العبادة * او توكل في
 حبه عاكفًا * او اعتدى حدود الحب ليشرك بالله * فلذلك قال الله عز وجل في التصاريف
 الاقد من الذين كانوا يعبدون السيم اسد عبادة علماء ومغالب هذا كانوا يقولون يا فواهم الله ان
 الله كما يقولون الان رواحا وعادة . لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا اِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيُّ اَنْ قَرَّبَ قَوْلَ السَّمِيِّ
 يَبْنَى اسْرَاءِيلَ اَعْدُو اللَّهِ رَفِئُو كُمْ اِنَّهُ مَزِيئُكُمْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْحَنَةَ وَمَا وَدَّ الْمَأْرُوءُ
 مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا اِنَّ اللَّهَ ثَلَاثُ ثَلَاثٍ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ وَاحِدٌ وَارْتَمَوْا
 بِهِنَّ هَوَاعِثًا يَقُولُونَ لَبِئْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا فَمِنْ حَرِّ الْبَرِّ (١٠٦-١٠٧) * ما كان قولهم هذا الا ما
 كان يحثهم على عبادة السيم علماء ومغالب رافع احكامه تعالى لك ما اختصر عز وجل كلهم بالعذاب
 الامر كفر منهم بالعلم لذلك سمي قولهم المصاهاة بالافواه وقال : وَقَالِ الْيَهُودُ عِزُّهُمْ بَيْنَ اللَّهِ وَ

وَقَالَ النَّصْرِيُّ الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَقْوَامِهِمْ يُصَلُّونَ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْلِ مَا تَقُولُهُمْ
 اللَّهُ أَنْ يَبُوءُوا كُفْرًا وَمَرَعَدُ ذَلِكَ قَالَ نَظَرُ إِلَى عِبَادِهِمْ أَجْلَاهُمْ وَرَهْبَانِهِمْ وَالْحَلَّاحُ لَهُمْ
 أَحَدٌ أَوْ بَابُهُ بِلِسَانِهِ وَحَلَّ هَذَا الْعَمَلُ عَلَى الشَّرْكِ بِعَوْلِهِ لِحَدِّهِ وَأَحَادُهُمْ وَرَهْبَانُهُمْ أَلَا تَأْمَنُ دُورَ اللَّهِ
 وَالْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَمَا أَمْرُؤُا إِلَّا لِبَعْدِ الرُّلُوفِ أَحَدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١٠٩﴾ فَتَدَبَّرُوا
 يَا أَيُّهَا الْعَقَمَاءُ الْقَوْلُونَ مَا الْكُفْرُ عَاطِنُكُمْ مِنْ أَلْقَوَالٍ بَلْ هُوَ مَا أَنْتُمْ تَفْعَلُونَ وَمَا أَنْتُمْ تَكْسِبُونَ
 وَمَا أَنْتُمْ يَقُولُونَ يَا قَوْمَاهُمْ لَتَقَرَّ فَوَائِدُ النَّاسِ وَتَحَاصُّهُمُ اسْتِغْنَاءُ قُصْدِهِمْ وَاسْتِغْنَاءُ فَرْجِهِمْ بِمَا لَدَيْكُمْ مِنْ أَلْقَوَالِكُمْ
 كَلِمَاتِكُمْ هُوَ الْكُفْرُ * لِأَنَّهُ مِنْ لَمْ يَحْتَصِمْ بِحُكْمِ اللَّهِ وَلَمْ يَصِلْ بِبَيْنِ النَّاسِ لَمْ يَرِاطُ بَيْنَ أَحْرَابِهِمْ وَهُوَ الَّذِي
 كَفَرَ عِنْدَ اللَّهِ أَشَدَّ كُفْرًا بَلْ وَلَيْكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاللَّهِ بِرُسُلِهِمْ وَبَيِّنَاتِهِمْ أُولَئِكَ مِنَ الْمَعْدِنِ ﴿٣١١٠﴾ فَاتَّعَدَّ
 مِنْ أَمْرِ اللَّهِ وَبَيِّنَاتِهِمْ فَتَدَبَّرُوا مِنْ بِلَا تَحَادُّ بَيْنِ النَّاسِ * وَهُوَ الَّذِي فَدَا مِنْ بِلَا مَسَاوَاةٍ وَالْمَصَالِحَةِ وَ
 الْمَوَاحِدَةِ بِهِمْ * وَهُوَ الَّذِي فَدَا مِنْ بِلَا تَحَادُّ بَيْنِ النَّاسِ لَمْ يَرِاطُ بَيْنَ أَحْرَابِهِمْ وَهُوَ الَّذِي
 وَمِنْ أَمْرِ اللَّهِ حَوَائِجُهُمْ فَهُوَ الَّذِي فَدَا مِنْ بِلَا تَحَادُّ بَيْنِ النَّاسِ لَمْ يَرِاطُ بَيْنَ أَحْرَابِهِمْ وَهُوَ الَّذِي
 بَيْنَ النَّاسِ لَمْ يَرِاطُ بَيْنَ أَحْرَابِهِمْ فَهُوَ الَّذِي فَدَا مِنْ بِلَا تَحَادُّ بَيْنِ النَّاسِ لَمْ يَرِاطُ بَيْنَ أَحْرَابِهِمْ
 الرُّبُلُ بِلِسَانِهِ لِأَنَّهُ يَحِبُّ أَنْ يُوَحِّدَ بَيْنَ تَالِعِهِمْ بَلْ يَعْصِدُ مِنْ سَلَاةِهِمْ شَيْئًا إِلَّا الْإِصْلَاحَ وَالِاتِّحَادَ وَمِنْ ذَلِكَ
 اللَّهُ الَّذِينَ يَرِيدُونَ الْأَشْيَاءَ بَيْنَ النَّاسِ بِأَقْوَالِهِمُ الْوَاهِيَةَ الْكُفْرَ حَقًّا وَقَالَ الرَّبُّ يَرِيدُ كُفْرُونَ بِاللَّهِ رُسُلُهُ
 وَيُرِيدُونَ أَنْ تَقَرَّ قَوْلَ اللَّهِ رُسُلُهُ يَقُولُونَ نُوْمِنُ بِبَعْضٍ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَكُونَ أُولَئِكَ
 سَيِّئًا أُولَئِكَ هُمُ الْكُفْرُ وَحَقًّا * وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا * وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا
 بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أَجْرُهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٥٠: ١٥١﴾ فَانْكَرُوا الْقَوْلَ مِنْ
 كُفْرٍ عِنْدَ اللَّهِ فَاهْوَالًا أَنْ تَقُولُوا تَقَرَّ فَوَائِدُ النَّاسِ * أَوْ تَقُولُوا تَحَاصُّهُمُ اسْتِغْنَاءُ قُصْدِهِمْ وَاسْتِغْنَاءُ فَرْجِهِمْ بِمَا لَدَيْكُمْ مِنْ أَلْقَوَالِكُمْ
 تَقُولُوا التَّسَاتُوتُ * وَمَنْ يَقُلْ مِنْكُمْ مِثْلَ هَذَا الَّذِي يُذِيلُ الْأَشْيَاءَ بَيْنَ النَّاسِ فَاوْلَئِكَ هُمُ الْكُفْرُونَ * وَإِنْ كَانَ الْكُفْرُ مِنْ
 * أَطْلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حُكْمَهُ مِنْ هَذَا الْقَوْلِ مِنْ دُورِ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ * لَا السَّيِّئَاتِ مِنْ مَرْيَمَ ابْنِ أَحَادِهِمْ وَرَهْبَانِهِمْ عَمَّا لَوْ مَعْنَاهُ قَوْلُهُمْ وَرَهْبَانِهِمْ

قول او كل في عهد الله فما هو الا ان تقولوا باواهم انكم لا تؤمنون بكتب مر عند الله عن هذا المراد * او
 نعوذوا ان الرسل قد جاءوا من عند ربهم برسلك سبي * لا بالكتب الواحد الذي هو بين ايديكم * ونقولوا
 ما كتب الله في الصحف التي جاءوا بها ما كتب الله لنا في المراد فقروا بين الله ورسله ويريد الناس اناسا لانه قال
 يا ايها الذين آمنوا ايا الله ورسوله في الكتاب الذي نزل عن رسوله الكتاب الذي نزل من قبل من يكفر
 بالله وكتبه فكيف في رسوله في اليوم الآخر فقد بين خبر الا بعد (١٣٦: ١٣٧) * فما الكفر الا ما يهكم عن الاتحاد
 بكتبكم عن التوحيد بين الناس ايها المنفردون المستثنون! فقولوا انما نحن نعبده ولا نعبد الا الله ولا سائر به نسبنا
 ولا يتخذ احدا من رسول ربنا لنا نعظمه او نكرم ما فولو انما نحن له مسلولون (١٣٨: ١٣٩) وما الايمان الا ان نكونوا
 عيسويتنا وموسويتنا وعهدنا من خاصه بل ان نكونوا احقاء لله مسلمين له غرضه كمن به احل من العلمين * فقولوا
 احمل الله رب العلمين في الحزم والرجحان في يوم الدين اياك نعبد وياك نستعين * هذا الصراط المستقيم صراط
 الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين (١٤٠: ١٤١) *

وما فمهم ما الصراط المستقيم ايها الضالون! * بل ما الذي ينعم الله عليكم به انكم به متمسكين *
 وما الذي تشلون تكملوا ونهارا وصلوا لكم ارحمكم اليه مغفلاين * وما الذي سمي للمعتدون من العلماء
 اضيء من الشعر واحد من السيف في نعمهم وزعم الجهاد منكم انه مغرر على حصره جهنم لتدحوا الجته منكم على
 ظهورهم بكم بكم فوجس * وادار حصر الله لكم الحنة لمحوكم وماتكم وبلغتم اجوركم من هذا الفصل وهل نسبحكم
 كل الدين * ام نبحر ونسبحكم هو اولعبا ايها اللعوب! * وما هو الا انكم نلتعبون بانفسكم ما مواويلكم
 ايها الغفلون! * تتجاهلون لنجد عوا الله وما تجدون الا انفسكم وما تستعرون * ما الصراط
 المستقيم بما انتم فجهرون * ان هو الا اعتدكم برتكم في العمل واعراضكم عن الطاغوت والرجال
 واشعاركم انفسكم بالثبوت في الجليل * وما منكم عليه بكرة واصبلا * فانه قال انما اعهد اليكم بيني
 آدم ان لا تعبدوا الشيطان انه لكم عدو ومباين * وان اعبدوني هذا صراط مستقيم (١٤٢: ١٤٣) *

وقال قل اني هادي ربي الى صراط مستقيم ديني بما امله انهم حنيفا. وما كان من المشركين

قل ان صلاتي وسكني ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذلك

أمرت وأنا اقل المسلمين ١١٢٠:١١٢٣ ﴿١﴾ وقال ان انهم كان امة فانا لله

حنيفا. ولم يك من المشركين شاكرا لا نعوذ اجتنده وهداه الى صراط مستقيم

واثينه في الدنيا حسنة. وانه في الآخرة له الصالحين ١١٢٣:١١٢٤ ﴿٢﴾ وقال

ان الله هوري وربكم فاتخذوا هدا صراط مستقيم ١١٢٣:١١٢٤ ﴿٣﴾ وقال فاتخذوا صراطا مستقيما

والاعراض عن عبادة الطاغوت وانهم هذا صراط مستقيم ولا يصدكم الشيطان انه لكم

عدو ومبين ١١٢٣:١١٢٤ ﴿٤﴾ وما صراطكم السننيم الامدا ومنكم على وصلة الامتياز

واعراضكم عن الاختلاف والافتراق بينكم وفي كتاب الله ١١٢٣:١١٢٤ ﴿٥﴾ بل في الكتب

الذي جاء به كل الاسباء. واعراضكم عن كونكم على شفا حفرة من النار والعصا

بصل لله ١١٢٣:١١٢٤ ﴿٦﴾ والاصل امر بهن الناس. فانه قال ومن يتصم بالله فقد هدى الى

صراط مستقيم بآيتها الذين امنوا الله حق تفهم ولا تؤمنوا الا وانتم مسلمون. واعصوا

بصل الله جميعا ولا تفرقوا واذا كرهوا بعثت الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم

فاصحتم بيمينهم اخوانا. وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها كذلك يبين الله لكم

آياته لعلكم تهتدون ١١٢٣:١١٢٤ ﴿٧﴾ وقال كان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين

مبشرين ومنذرين واترل معهم الكتب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه وما اختلف

فيه الا الذي اوتوه من بعد ما جاءهم اليست بغيا بينهم فهدى الله الذين امنوا الى صراط مستقيم

اختلفوا فيه من الحق اذ ربه والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم ١١٢٣:١١٢٤ ﴿٨﴾ وما

صراطكم السننيم الا اجناكم على نطرة واحد وروحكم اليها لتوحدوا وانفسكم ولتتخذوا لكم

في الداء اومه على
الموحد على ما
على الله بصراط
مستقيم

في وجه الامه
على ما على الله بصراط
مستقيم

وَجِهَةٌ وَمِمَّا حَارَمَ مَا هُمُ أَعْدَاءُكُمْ بَطَرًا إِلَى وَحْدَةِ أُمَّتِكُمْ فَإِنَّهُ قَالَ سَيَعُولُ الشُّعْبَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَهُمْ عَزْوَاقُهُمْ الَّذِينَ كَانُوا عَلَيْهِمْ يَدُفُّونَ لَدَى اللَّهِ السَّيْرُ وَالْمَعْرَبُ يُهْدَى مِنْ لَيْسَاءٍ إِلَى خِيَارٍ فَسَيُعَذِّبُهُمْ

(١٣٢) وَمَا صِرَاطُ رَبِّكُمْ الْمُسْتَقِيمُ إِلَّا اتِّبَاعُ عِظَائِكُمْ آمِينَ رَبِّكُمْ وَلَا عُدْ

في ادعاء ومساعط
اطاعة الأعداء
الجهاد بالسيف
والجهاد بالمال
الهمزة من الله
صراط مستقيم

وَنَجَّةٌ وَاتِّبَاعُهُ فِي أَيْ حَالٍ وَلِسْكَالٍ وَعَرْضُكُمْ عَلَيْهِ أَمْوَالُكُمْ وَأَنْفُسُكُمْ بِلِ
يُحَادِّثُكُمْ بِاللَّيْلِ فَيَقُولُ مَعَ أَعْدَائِكُمْ وَيُجَاهِدُكُمْ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ لَسْتُمْ تَأْتُوا
أَنْتُمْ أَسَدٌ تَنْسِبُونَ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ نَوَافِلُهَا فِي الْآخِرَةِ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ
عَلَيْهِمْ وَلَكُمْ نَوَافِلُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنَ الصَّالِحِينَ فَإِنَّهُ قَالَ وَلَوْ أَكُنَّا
عَلَيْكُمْ أَنْ أَفْلَحُوا أَنْفُسَكُمْ أَوْ أَخْرَجُوا مِنْ دَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ
فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ لَكُنَّا فَجًّا قَلِيلًا وَأَسَدًا تَنْسِبُونَ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْكُمْ مِيثَاقًا

أَجْرًا عَظِيمًا وَلَهُدَيْنَهُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ
اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ذَلِكَ الْفَصْلُ
مِنَ اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ عَلِيمًا (١٣٣) وقال في موضع آخر في طاعة الأعداء والأعداء من الناس و
أعراسهم عن التوحيد عملاً ومعناً ولتأخذاً عيسى بالاتباع قال قد حُشِنَ بِالْحِكْمَةِ وَلَا تَنْتَ لَكُمْ
بَعْضُ الَّذِينَ يَخْتَفُونَ مِنْهُ فَإِنَّمَا أَفْكُوا اللَّهَ وَاطِيعُونَ إِنَّ اللَّهَ مُرِيدٌ بَكُمْ وَاعْتَدُوا لَهُ هَذَا صِرَاطًا
مُسْتَقِيمًا فَاتَّخَذَتِ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ قَوِيلًا لَلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَدَايَةِ يَوْمِ الْيَوْمِ (١٣٣) (١٣٣) (١٣٣)

فإن الاستقامة
في العمل من أجل
صراط مستقيم

وَمَا صِرَاطُ رَبِّكَ الْمُسْتَقِيمُ إِلَّا اتِّبَاعُ عِظَائِكُمْ آمِينَ رَبِّكُمْ وَلَا عُدْ
وَصَبْرٌ عَلَى مَصِيبَاتِكُمْ بِالْحَدِّ وَالْحَمْدُ وَنُوحٌ كَلَّمَ عَلَى اللَّهِ فِي التَّائِبِينَ وَجِهَادٌ كَرِي
مَا أَصَابَكُمْ أَشَدُّ الْجَهَادِ لِكُفْرٍ وَأَعَزُّكُمْ الصِّيَاتِ فَأَمَّا قَالَ وَمَا لَنَا أَنْ نَبُذَّكَ عَلَى اللَّهِ
وَقَدْ هَدَانَا رَبَّنَا وَإِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ بَرْزَخًا وَبَيْنَهُمْ بَرْزَخًا (١٣٣) (١٣٣) (١٣٣) وقال

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لِنَهَيِهِمْ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْعِيسْيَاءِ وَأَقْبَلَ اللَّهُ لَهُمُ الْعُسْبَيْنِ (٢٩١-٢٩٢) وقال ابن تيمية عليه السلام
 رَفِيَّ وَرَبِّكُمْ مَا مَرَّ دَانِيَةً إِلَّا هُوَ أَخَذَ بِنَاصِيَتَيْهِمَا لَمْ يَكُنْ عَلَى خَيْرٍ لَكُمْ مِنْهُمَا (٥٦: ١٥) وما هو
 إلا غلظتكم على أعدائكم وحفظكم أنفسكم منهم لتقبلوا عليهم ميلة واحدة فقتلواهم أشد قتيل
 باستعامتكم في السعي العمل فانه قال وَعَلَّمَكُمُ اللَّهُ مَعَانِيَ كَثِيرَةً تَأْخُذُوهَا فَجَعَلَ لَكُمُ هُنَا وَ
 كَفَّ أَبْدَى النَّاسِ عَنْكُمْ وَلَيْكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيكُمْ خَيْرَ طَرِيقٍ لَكُمْ (٢٠: ١٢٨) وقال تعالى
 فَكُنَّا لَكَ فِتْنَةً يَا أَيُّهَا الْمُبِينُ لِيَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ مَا لَمْ يَدْرُ مِنْ قَبْلِكَ وَمَا نَأْخُذُ بِكُمْ نِعْمَةً عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ
 خَيْرَ طَرِيقٍ لَكُمْ (٢١: ٢٨) وما صار طريقكم المستقيم إلا مد أوتىكم على
مِكَارِمْ الْأَخْلَاقِ وأعرضكم عن الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولجنتا بكم
 ما حرم الله عليكم من كافر الأثم صرفا عما يجر بها علما وكم من الذبيحة والخضعة
 والنجاسة متوغلين في ما أنزل الله لتمشوا في مناكب الأرض آمنين ولتغفلوا
 سته الله في الأرض وسنه من بقي على ظهرها آمننا ولتكنوا في الدنيا ما دمتم غالبين فانه
 عَرَّوْجَلٌ قَالَ قُلْ نَعَالُوا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّي عَلَيْكُمْ الْأَشْرَافُ كُذِّبُوا شَبَابًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا
 نَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا نَعْرِضُكُمْ لِمَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَاطِنُ
 وَلَا تَقْسُوا الْقُلُوبَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ مَذْلُومٌ وَضَعَكُمْ بِهِ لَعْنَتَكُمْ تَعْقِلُونَ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ
 الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ وَالْزَّيْنُ بِالْقِسْطِ لَا تُكَلِّفُوا نَفْسًا
 أَلَّا وَسْعَهَا وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَيَعْمَلِ اللَّهُ أَوْفَاءً ذَلِكُمْ وَضَعَكُمْ بِهِ لَعْنَتَكُمْ
 تَذَكَّرُونَ وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ
 ذَلِكُمْ وَضَعَكُمْ بِهِ لَعْنَتَكُمْ تَعْقِلُونَ (١٥٢: ١٥٣) وما صار طريقكم المستقيم إلا دراسكم
 أعمال رتكم وتحصيل العلم من صحيفه الله التي عرضها السموات والأرض ودراسكم أحوال

في ان المد اومه
 على مكارم الاخلاق
 هو ما عى الله بصراط
 مستقيم

و ان تحصل العلم
من مطالعة اعمال الله
واسما به هو ماعى
الله صراط مستقيم

الطبيعة واحوال مخلوقاتها التسفليه لتعرفوهم * ومن عرفهم فعرف
نفسه ودرته * فانه عز وجل ذكر ما ساء خلق على ظمرا لارض من مخلوقاته
الحيواته * ووجع نساها وكونها من ماء واحد * فخرض الانسان
على دراسة احوالها * وحمل مطالعها على اسقامه الصراط وقال **وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ
مِّنْ مَّاءٍ** راي بصلون من اصل واحد، فبينهم من يمشى على بطنه (مثل الحيتان) ومنهم من
يمشى على رجلين (راى الطيور) ومنهم من يمشى على اربعة (كالانعام والانسان) **يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ**
اِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۲۳-۲۴) وبعد ذلك قال **لَقَدْ اٰتٰنَا اِيْمًا مَّبِيَّتًا** راي التى
ستين لكم من ابن خلق كل هذه مثل سوا احوال مخلوقاته لتعرفوا من انتم اى خلقكم وراى
جنتكم **وَاللّٰهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ** (۲۴-۲۶) فاشعركم ربكم فى هاتين الايتين
بانه خلق كل شىء من ماء واحد واصداهم من اصل واحد ونسل كما قال الحكماء العربيون
فى نوصيفهم **مسئلة الارتقاء** وحرصكم على الاعتراف بهذه الحقيقة الجسيمة الغريبة
لتعرفوا انفسكم ولتعلموا ارتكاح قلوبكم ولتقدروا عظمتهم وجلالهم ووسعة قلوبهم وحمل كل
هذه الدراسة على صراط مستقيم * واصراطكم المستقيم الاطلبكم العلم وتبصركم
ما شهد به عليه سمعكم وبصركم وفؤادكم من دون الكذب الظن فانه قال فى موضعه اخرى
الَّذِينَ كَانُوا يَتَّبِعُونَ الظَّنَّ مِنْكُمْ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّمَ وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ
وَلَا الظَّنَّ لَا يَصْحَقُ **مِنَ الْحَقِّ نَسَبًا** فاعرض عن من توكل عن ذكرنا ولم يزد الا الحيوة الدنيا
ذلك مبطلهم من العلم ان ربك هو اعلم من صلب عن يمين الله راي صراطه المستقيم وهو اعلم من
اهل الدنيا (۱۸-۲۰) وفي موضع اخر قال للتبى **وَاِنْ نُّطْعَ اَكْثَرُ مَنْ فِي الْاَرْضِ بِصَلٰوةٍ لَّعَنَ سُبْحَانَ اللَّهِ**
راى صراطه المستقيم **اِنْ يَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ** ومن دور العلم وانهم لا يحضر صواب لان ربك هو

اعلم من فضل عز سبيلك راي صراطه المستقيم وهو اعلم بالمهديين (١١٨-١١٤) وما
 صراطكم المستقيم الا تحصيلكم العلم وترككم ما يبعد في العادة واتحادكم ما جرى فيها و
 اسمساكم سنة الله الجارية ودراسكم احوال مخلوقاته ومعرفتم انفسكم وعلتكم على
 اعدائكم وتكليمكم من الارض بواسطة العلم بل تبينكم حكمة ما ارسل الله اليكم من الكتب بواسطة
 التوراة الذي يصدق علم القرآن وحكماءه وموعظاته على التصاريح اليهود وغيرهم
 من اهل الكتب بالذي يجري في العادة بين يديهم وعلى رسالهم لوكم تعلمون وما
 كان لكم ان يجادلوا اهل الكتب بهم بالنكرات القائمة المنعقدة التي تسب في اذهانكم ايها الجاهلون
 وما كان لكم ان يجادلوا بصرفكم وشوكم او بشعركم وصناعتكم وبدايتكم او بسببكم وعماكم فاتهم
 اللغو معرضون (٢٣) وما كان لكم ان قبيلوهم الى الاسلام او تدخلوهم في زمركم حتى تعلموا
 مثل ما يعلمون وتهدوا في سبيل الله مثل المجهدين فاتهم يقولون لكم ادا جادتموهم
 بهم لكم لنا اعمالنا ولكم اعمالكم سلام عليكم لا تبتغي الجاهلين (٢٨) واذا سمعوا اللغو اعرضوا
 عنه (٢٨) والمؤمنون هم الذين اذا امروا باللغو مروا كراما (٢٨) واذا خاطبهم الجاهلون
 قالوا اسلمناهم معرضين يعلمون سنة الله في الارض بالحق ويعلمون ما يريد الله بهم
 ويتبعون العلم من دون الظن وانهم لا تعلمون من شيء ولا يعلمون بل تضنون وتخبرون
 فلذلك يخزي الله الذين احسنوا باحسن ما في السموات والارض (٥٣) وانتم تضنون ولذلك
 قال الله لكم في اهل الكتب ادعوا الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجاؤهم بالتي احسن
 (١٢٥) راي بواسطة العلم والحكمة والموعظة من دون الظن بعلم الدين او هو العلم الله الحق
 من ربك فيؤمنوا به فتخبت له قلوبهم واران الله لها الذين امنوا الى صراط مستقيم (٢٢)
 وقال ان ربك هو اعلم من فضل عز سبيلك وهو اعلم بالمهديين (١٢٥) فما صراطكم

ما سار الى ملة علي واهله في السموات والارض والذين احسنوا بالحق والذين احسنوا بالحق والذين احسنوا بالحق

المسفهم الا تعلمكم حكمه العراى وتيسيركم موعظه ايها العلور الجادلون: ﴿ بل اهلوا
 احباركم الناس على احسنه وصدقه وعدله وهداه ولورده وساربه ورحمه وحسنه وعظم
 وسفاهه بعلمكم وشهادتكم لا تكذب به يهلككم لو كنتم تعلمون ﴾ فانه يهدي الناس الى السلام
 والحفظ والامن ليكونوا والذين لا خوف عليهم ولا هم يحزنون ﴿ وليكونوا من
 الاحق من المكرمين ﴾ ولما لا يكفهم ان نزل الله اليكم كتابا بديل خوفهم امنا ابدا وبشرهم
 بنعمهم مقيم ان يتبنوه بعلمكم بل اكرمهم بهادكم على ان يدخلوا في دسكم افوا حاسا حارس ﴿
 فانه قال بل هو ايت نبيك في صدق الدين او تو العلم وما تحب ما نينا الا الظالمون ﴿ ١٢٩
 وما لا يستسلمون للعراى ان يتبنوهم نورة او حشموهم بنياه وعلمه بعلمكم وما لا يستحيونكم
 ان اخرجتموهم من ظلماتهم وهدبموهم بالحق الى صراط مستقيم ﴾ فانه قال في كتابكم الذي
 انتم بهجرونه الان قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين ﴿ يهدي الله من اشتهر رضوانه
 سبيل السلام ويخرجهم من الظلمات الى النور ياديه ويهديهم الى صراط مستقيم ﴿ ١٣٠-١٣١
 يخرجهم من ظلمات الحرف المحرر الى نور السلام الامن بواسطة التوحيد والايمان ليكونوا
 في الدنيا من العلمس ﴿ في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وذلك جزاء المسلمين ﴾ والله
 يدعوا الى دار السلام ويهدي من يشاء الى صراط مستقيم ﴿ ١٣٢ ﴾ فاصبر اطرركم المستهم
 الا ان سلوا اسئل المسلم في الدنيا ما اتها الها لكون ﴿ وارسلناك بما اوحى الله اليك من قلوب
 مسدات ومصحين ﴿ فانه قال فاسميك بالذي اوحى اليك اذك على صراط مستقيم ﴿
 ﴿ ١٣٣-١٣٤ ﴾ وارسلناك بما اوحى الله اليك من قلوب مسدات ومصحين ﴿ فانه قال فاسميك بالذي اوحى اليك اذك على صراط مستقيم ﴿
 راد لم يخط عليه ما لقانون الذي يحري في العادة وكذلك اوحى اليك روحا من امر ناد ما كنت
 تدري ما الكتاب ولا الايمان ولكن جعلناه نورا يهدي به من شاء من عباده ياد وارك له يهدي الى

يُحِيطُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٢﴾ ۞ وَاللَّهُ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٥٣﴾ ۞ وَمَا

اسم معبى الصراط او سالكة حتى تثقوا الله حتى تثقوا بل تفعلوا اعمال الاتقاء الى مقدم ذكرها حتى
 يطيعوا امركم بل بعد الله عملاً ومعاً فانه كاساً ربي من اسماءكم قال لعن يومئذ قوموا
 الله واطيعون ۞ ان الله هو ربى وربكم فاعبدوه ههنا صراط مستقيم ﴿٥٣﴾ ۞ ولن

تسلكوا سبيل ربكم او تقموا صراطه المستقيم ابداً حتى تؤمنوا بالساعة استن

ايماناً وكونوا شهداء على الناس لها شهادة كما في الله استن جهداً وحتى ستينوا لهم

علمكم وعلمكم الساعة اتيه ﴿٥٤﴾ ۞ يكاد يخفيها الله ليجزى كل نفس بما تسعى ﴿٥٥﴾ ۞

وحتى تكونوا شهداء على اعين الناس برهاناً لهم ودليلاً عليهم علماً عندهم بانكم

لا تستلونهم على ما تفعلون لهم من اجر وتؤمنون بانكم تؤدون اجرهم يوم القيمة

فانه كاساً من اسماءكم عيسى قد صار لفومهم علماً ليوم القيمة ودليلاً عليهم استن اطاعته و

جهاده في الله وخدمة العباد فاسنى عليه ربه استن اسماء وقال ولانك لعلم للساعة فلا تتردد

بها واتبعون ههنا صراط مستقيم ﴿٥٦﴾ ۞ ولن تستطيعوا ان تسلكوا صراط ربكم المستقيم

حتى تحبوا انفسكم وتخرجوا منكم من الظلم الى النور ﴿٥٧﴾ ۞ وذكروهم بايات الله (٥٨) مثل

ما فعل موسى وتمشوا في الناس بغير من تكلم ونشر حواصلهم للشعوى العمل ۞ وتوسعوا قلوبكم

للمعة والجهاد لئلا يكون عليكم في دين الله من حرج ۞ مرجان لقاء ربكم الى يوم القيمة ۞ محسنين

انفسكم من ايمانكم بالآخرة ۞ مصلحين عافية قومكم جاهدين ۞ فانه قال او من كان مثلاً

فاحيئنه وجعلنا له نوراً يمشى به في الناس كمن مثله في الظلم ليس يحارجه قهراً كذا كذا

لكم بين ما كانوا يعملون ۞ وكذا لك جعلنا في كل قرية اكبر محرمين بالكره وافهماء وما يكرهون ولا

مما لا بأس به الى قوله تعالى وكذا آتينا موسى وابراهيم ان احرم قومك من الظلم الى النور قد قهرهم بالظلمة ان في ذلك لآية لعلهم يتقون

مكتوبة (٥٨) ۞ فما كان هذا الا حرجاً الى التوراة والانجيل والاسحوا في الارض والملكين منها بواسطة الحكماء بالسميع قد تروهم

العاين الى كما في ذكره ص ٢٦٣ للتشريح المبدى ۞

وان الامان
 بالآخرة مع الله
 والعمل بها مع الله
 بصراط
 مستقيم

يَا نَفْسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ٧١ ١٢٣-١٢٢ ﴿فَسَنُّرِثُ اللَّهُ أَرْضًا بِهَا يَنْشُرُ حَبْلَ الْإِسْلَامِ وَمَنْ
تُرْدَأُ نَجْمُهُ سَحَابٌ صَدْرُهُ ضَبَقَ حَرًّا كَأَنَّمَا بَصِغَتْهُ فِي السَّمَاءِ كَذَلِكَ سَحَبُ اللَّهِ الرِّيحَ عَلَى
الدِّينِ لَا يُؤْمِنُونَ ٧٢ وَهَذَا جُزْءُ آيَاتِ رَبِّكَ فَتَذَكَّرْ ٧٣﴾ فَدَفَعْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَكْفُرُونَ ٧٤ لَهُمْ ذُرِّيَّتُهُ
الَّتِي نَحْنُ عَنْهُمْ مَرِيضُونَ ٧٥ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ مَا كَانُوا يَعْلَمُونَ ٧٦ ١٢٨-١٢٧ ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْرِفُوا مَا اللَّهُ
وَمَا دَبُّ اللَّهِ وَمَا الْفُطْرُ اللَّهُ اتَّقِ فُطْرَ النَّاسِ عَلَيْهَا حَتَّى تَوْحِدَ وَالْعَسْكَرُ ٧٧ وَنَصْلُهَا وَبَدَنُ النَّاسِ ٧٨
وَتَسَاحُوبَاتُكُمْ ٧٩ وَتَرَاطُوبَاتُ أَرْحَابِكُمْ ٨٠ وَنَصْبُكُمْ وَأَنْصَارُكُمْ وَالتَّحْدِيدُ ٨١ وَحَتَّى تَسْمَكُوا بِرُؤُوسِ
مَرَامِيقِهَا وَتَقْلَعُوا الطَّوَاهِرَ وَالْمَسَاسِكَ لَوْلَا نَازِعُوا وَتَحْتَلِفُوا أَسْمَكُمْ فِي الْأَمْرِ ٨٢ وَحَتَّى تَوْسِعُوا حُدُودَ
الْإِسْلَامِ أَشَدَّ تَوْسِيعًا تَغْلِبُوا مَا أَنَّهُ قَالَ لِكُلِّ أُمَّةٍ حَكْمًا مَسْكُومًا نَاسِكُوهُ فَلَا تَمَازِغَنَّكُمْ
فِي الْأَمْرِ وَادْعُوا إِلَى رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَى هُدًى وَفَضْلٍ ٨٣ وَإِنْ جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ٨٤ اللَّهُ
يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ٨٥ ١٢٩-١٢٨ ﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تَسْلُكُوا
الضَّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ خَاصًّا مَخْتَصًّا الَّذِي سَمَّاهُ رَبِّكُمْ حَرَّاطَ الدِّينِ أَعَمَّتْ عَلَيْهِمْ غَيْرُ الْمَضْمُونِ
عَلَيْهِمْ ٨٦﴾ فِي الْقُرْآنِ حَتَّى تَفْعَلُوا مِثْلَ مَا فَعَلَ مُوسَى وَهَارُونَ بِعَرْمَاسٍ وَتَنْصُرُوا أَنْفُسَكُمْ مِثْلَ أَنْصَارِهِمْ
وَتَنْحَاقُوا مِثْلَ مَنْحَاقِهِمْ وَتَكُونُوا غَالِبِينَ مِثْلَ غَالِبِيهِ فَانَّهُ قَالَ وَلَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى
مُوسَى وَهَارُونَ ٨٧ وَجَعَلْنَاهُمَا قَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ٨٨ وَنَصَرْنَاهُمُ فَاكْتَوَاهُمُ الْعَلِيلِينَ ٨٩ وَآتَيْنَاهُمَا
الْكِتَابَ الْمُسْتَقِيمَ ٩٠ وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ٩١ وَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ السَّلَامَ عَلَى
مُوسَى وَهَارُونَ ٩٢ إِنَّكَ كَذَلِكَ تَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ٩٣ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ٩٤ ١٣٤-١٣٣ ﴿فَإِذَا
هُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ ٩٥ وَهُوَ الْهُدَى وَدِينُ الْحَقِّ الَّذِي أَرْسَلَ بِهِ رَسُولَنَا لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ٩٦ ١٣٧-١٣٦ ﴿وَهَذَا هُوَ صِرَاطُ الدِّينِ أَعَمَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قِرْنَ النَّبِيِّينَ
وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءَ وَالصَّالِحِينَ ٩٧﴾ غَيْرِ الْمَعْصُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الصَّالِحِينَ ٩٨ ١٣٨-١٣٧ ﴿و

ان حرمتم الفاظ الغرائز تحرقوا بالنار امة الصراط المستقيم عر هذا بل للرحمة والاي
هذه الايات افلا تسمعون ﴿١٠﴾ وما الصراط الا ان تعبدوا في الدماء ومسوا في الارض امكن
وما الصراط الا ان تكونوا على في الارض وانتم الاعوان ان كنتم مؤمنين ﴿١١﴾ ١٣٨ و
لهذه تركعون وسجدون في صلواتكم اتها الشاهون! ﴿١٢﴾

فأيتها المسلمون العقلون! ما صراطكم المسفهم إلا أن سنقموا إلى العشر المبشرة
 من أصول الإسلام لتسوا في الأرض غلبين ﴿١﴾ وهذه صراط الدن ينعم الله عليهم في رماها
 هذا وهذه صراط غير المنصوب عليهم ولا الضالين ﴿٢﴾ يعلمهم ابنى تنظرون : و
 يمكنهم من الأرض ويستخلفهم في منابجها على ركعتين ﴿٣﴾ وانتم نسبتهم صراطكم أيتها الناس و
 سددوا ولو تكرروه واصلوا انكم مراراً مهملات ﴿٤﴾ نسيتم ولو ابتداء الله كما أنه به وعرض عليكم
 أن الدن هو اسعاء نعمته وانما هو هذا وأن تبتعوا وجهه لتبتعوا من فضله ورحمته غلبين ﴿٥﴾
 من صرف عرصة الصراط يحلل عليه غصبه وصار من الهالكين ﴿٦﴾ ومن رغب عنه فاولئك
 من الضالين ٥ ولو كانوا المسلمين المرسمين المعاصرين ﴿٧﴾ وما عسى الله بالنعمة غير هذه
 النعمة أيتها العقلون! ﴿٨﴾ وان تحروا العاطفان اشتد حرباً للحد وافية نعمة في غير هذه
 العافى او نعمة عن نعمة المحبوة الدنيا وما أبرز قون ﴿٩﴾ فللهذه علمكم رسولكم ان تركوا وتسجدوا
 لربكم واصلوا انكم متضرعين وحاشعين لملئوا قلب الله لكم فبردكم نعمة ورحمة وصلاح من فور
 فانه قال ولين شكرتم لازيدنكم ﴿١٠﴾ وقال وادعوه خوفاً وطمعاً ان رحمة الله قريب
 من المحسنين ﴿١١﴾ وقال فاما الذين آمنوا بالله واعنتهم وآيه فسيدخلهم في رحمة
 ربهم وقضيت وهديتهم إلى صراط مستقيم ﴿١٢﴾ افلا تدبرون ﴿١٣﴾ فمادعاءكم والضلالة
 للصراط المستقيم إلا ان يعلمكم الله في الدنيا من فور ولهذا ركعون ولهذا تسجدون ﴿١٤﴾ لتسجدوا

الحاقاً كالعقراء واعتصموا به ولتخافوا ان لا يهلككم الله بما فعل المتطاولون ﴿١٤٢﴾ * فهاذا
 الاية يذكركم بالروح من امره تعالى يوماً موماً وعرض عليكم لئلا يهاؤا كل ما حاذى
 الكتب المبين * وما الصراط المستقيم الا الله جُمع فيه كل ما كتب عليكم احكم الحاكمين *
 ولئن لك قال الله لئن لم يكن سبُعاً من المثاني وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ ﴿١٤٣﴾ *
 لان المثاني تذكركم بالصراط المستقيم والنعمة وتخوفكم بغضب الله والضلال القران يستنكم
 بها الصراط المستقيم * وبها النعمة ومنون المغضوبون عليهم ومنون الضالون * ويوضح
 لكم كيف تسلكوا الصراط وكيف تهتدون * وانه لا احد من السيف واصب من السحر لو كسر
 تعلمون * وارضى الله عنه مقدار عرض سعة لئلا يكبتكم على حوكم في التارنم والعاؤن *
 سيستمدرسكم يا ثباعتكم جهلاءكم وكبراءكم فمزية ذكركم به بعد الاقتصرون * فاذا ما
 رسولكم انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا ولا يفلحون *
 وان تكفروا انتم ومن في الارض جميعاً ﴿١٤٤﴾ فان الله غني عن العالمين ﴿١٤٥﴾ * وسيعلم الذين
 ظلموا انى ينقلبون ﴿١٤٦﴾ *

فايها المسلمين المعاصرون! الا انتم في اسلامكم الضالون * وفي نعمتكم المغضوبون
 الا تحببوا ان تغفر الله لكم والله غفور رحيم ﴿١٤٧﴾ * يغفر لكم ما تقدم من ذنبكم وما تأخر
 ويتم نعمته عليكم ويهديكم الى صراط مستقيم * الم تروا انكم تخطفون عن كل مكان مبين *
 وتسلمون وتعتقدون * ضاقت عليكم الارض بما رحبت ﴿١٤٨﴾ وانتم غفلون * الساروق
 ذهب بانث بيوتكم وانتم نامون * فهل تذكرون في ما هم هذا امين * بل اهل تحشرو
 فيكم من نعمة ومن فضيل ومن رحمة لترعوا انكم لمنظرون * افلم يهلك الله قبلكم من القرون
 وان هلكوا انتم الداثون * الخلق الله السموات والارض لعبادته وامنه لعباده

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ لَا تُرْجَعُونَ (١١٥ ١١٥) ۞ أَمْ كُلُّ لَهْءٍ أَمْرُهُنَّ هَكَوْنُ هَكَوْنُ
 مَا تَسَاءُونَ ۞ ۞ وَارِطْلَهُ الشَّمْسُ طَلْعُهَا طَوْنًا وَكَرْهًا كُلُّ يَوْمٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا أَفَلَسُمْ بِمَجْهُورِينَ ۞
 وَارْكَانَ لِلْقَمَرِ رُتَاً وَمَسْلَكًا يَتَّبِعُهُ كُلُّ لَيْلٍ فَهَلْ يُنْزِلُكُمْ كُلَّ دِينٍ ۞ ۞ وَانْزِيلُوا النُّجُومَ
 مِنْ بَعْدِ عِبْهُوَ دَهَا فِي حُجُومِ السَّمَاءِ أَيْدًا أَفَلَسُمْ بِأَفْلَسٍ ۞ ۞ وَانْزِيلُوا الْمَاءَ سَلًا نَاوَالِ النَّارِ
 مَحْرَبًا وَالرَّيْحَ حَرِيًّا نَاوَالِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۞ ۞ وَمَنْ سَاءَ حُكْمُ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
 إِنْ تُحْدِثُ كُلَّ مَرْفَعٍ مَا لَهُ فَا سِيرِ ۞ ۞ مُشْتَغِلِينَ بِمَا عَلَيْهِمْ مُسْتَعْنِدِينَ ۞ ۞ مَا رَأَوْهُمْ إِلَّا جُلُوعًا
 وَخَلْقَهُمْ غَيْرَ مُحْوَلِينَ عَوَاتِدُهُمْ مِنْ أَوَّلِ سَاعَةٍ فَلِمَا تُزْعَمُونَ أَنْ أَنْتُمْ تُبْذَلُونَ ۞ ۞ وَانْزِيلُوا
 كُلَّ مَنْ خُلِقَ حَنْفَةً لِلَّهِ فَلِمَا لَا تَرْكَبُونَ ۞ ۞ وَلَا تَمِيلُونَ وَلَا تَرْكَبُونَ ۞ ۞ فَتَبَارَكَ اللَّهُ بِمَا لَمْ يَلَمْ
 وَلَا يَمِيلُ وَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (١١٦ ١١٦) ۞ ۞ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ
 (١١٧ ١١٧) ۞ ۞ وَإِنْ لَا تَسْتَطِيعُونَ أَنْ تَكْسُوا هَاهُنَا أَنْفُسَكُمْ جَنَّةً مِنْ خُزُلٍ أَوْ مِنْ بَقَرٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ
 حَمْدِكُمْ بِأَيْدِيكُمْ وَارْجُلِكُمْ فَهَلْ تَشْرُونَ جَنَّتَكُمْ بِالْأَفْوَالِ وَالْكَلِمَاتِ أَيْهَا الْجَاهِلُونَ ۞ ۞ أَفَأَحَدُكُمْ
 مِنْ دُونِ اللَّهِ يَأْمُرُ عَلَيْكُمْ بِمَا قَدْ نَزَلَ اللَّهُ وَأَنْتُمْ لَا تَذَكَّرُونَ ۞ ۞ أَمْ يَرْيَدُ اللَّهُ عَادَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيُجْعَلَ لَكُمْ مَا
 شِئْتُمْ ۞ ۞ أَمْ لَكُمْ شِرْكٌ عِنْدَ الرَّحْمَنِ مِنْ عَهْدٍ كَبُرَتْ بَظْمُكُمْ بِمُحْرَبِينَ ۞ ۞ وَإِنْ أَعْرَضْتُمْ عَنْ كُنْزِ اللَّهِ
 مَا أَرْسَلَ بِهِ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ وَسَبَّحْهُ دَرَسَهُ مَعَالِ الْوَالِي الْبَيْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۞ ۞ يَهْتَدِ لَكُمْ مَا نَزَلَ اللَّهُ
 إِلَيْكُمْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۞ ۞ لَتَتَذَكَّرُوا إِلَيْهِ وَلَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۞ ۞ وَبُوضِعَ لَكُمْ طَرِيقٌ إِلَى الدُّخُولِ فِي
 زَمَرَةِ الْأَحْيَاءِ فِي الدَّسَائِرِ وَلَتَكُونُوا فِي الْعَقَبِ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ۞ ۞ وَلَيَزِيْجَنَّكِ السُّرُورُ وَالْحُجْنُ عَلَى أَنْ
 يَأْتُوهُمُ مِثْلُ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُوهُمُ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (١١٨ ١١٨) ۞ ۞ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۞ ۞ وَمَا لَكُمْ
 مِنْ نَبِيٍّ أَوْ عَالِمٍ أَوْ مِنْزِلٍ أَوْ فَقِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ وَلَكِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَكُونُوا كَالْأَكْفَادِ ۞ ۞ وَصَبِرْ حَامِسَهُ أَوْ اقْرَبْ مِنْهُ بِالْيَقِينِ ۞
 أَلَمْ يَأْتُوا بِنَاوَالٍ وَأَمْنُوا وَاصْلَحُوا وَاتَّقُوا فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (١١٩ ١١٩) ۞ ۞ فَاطْلُقْ بَنِي

لسا في شرح لي صدق وتأتي متاحاة في القرآن العظيم • فشرع في تصنف كتابي **ثلاثين** •
لا يبق للناس ما نزل به من العشرة المبشرة • وغيرها من حجة الله البالغة القامحة • ونبئتكم وعشرون
محدثات متامعة • واستدأته بهذه الافساحات البلاء غبطة • لا شرع لهم ما عظمه صحفة الله وامره •
وما كنت ادرى ما الكتب الا الامان فجعله ربي نوراً في صدري لا رى قومي طريقهم به فأتهم قومي
لا يعلمون • فعاو الى القرار العظيم • ونعاو الى البلاء المبين • ولا ننظر الى من قال كلفنا
بل انظر الى ما قال فاقنا ان الظلام الخطأ الاليم • اظلم لنفسي لبلأوني ما رأوا وعدا لا جلية نكرة • و
اصباً لرفقي • ولا اعبدني لبرضي من لدنه • واكذب القرار يوماً • ولا استطيع ان اداوم على
التوحد بل اصم لنفسي مكرراً بعد مكر • واسارع الى الشرك كراً بعد مكر • فلا تنظر الى بل انظر الى
ما اقول ولولا افعل شفاعاً لعلكم يفعلون • وقولوا رب اجعل لنا مفيداً ومستغني الله واجله
قائله مفيداً وادبر ما امر له ذلك انك انت حبر الرق • ربنا اظلمنا انفسنا وان لم تعف لنا وترحمنا
لمكون من الخيرين (٢٣١٤) • ربنا لا تؤاخذنا ان شئنا اخطانا ربنا والحق علينا اصراً كما حملناه
على الذين من قبلنا ربنا ولا تحمنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا
على القوم الكافرين (٢٣١٥) • ربنا انك انت فرعون وملأه زينة واموالاً في الحسرة الذين انزلنا البضائلا
عن سبيلك ربنا اظلمس على اموالهم واسد على قلوبهم فلا يؤمنوا حتى تروا العذاب الاليم (٢٣١٦) •
ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمين ونجنا برحمتك من القوم الكافرين (٢٣١٧) • ربنا اغفر
لنا ذنوبنا واسأفنا في اقرنا (٢٣١٨) واقرع علينا نصيراً وثبت اقدارنا وانصرنا على القوم الكافرين
(٢٣١٩) • ولهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا
الضالين (٢٣٢٠)

ويا صاوت المسلمين ! ويا اصرأ القوم الظالمين ! الا تطمعون ان يغفر الله لكم

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ ۖ عَسَىٰ نَكْمُنَ إِنَّمَا يَأْتِي بِأَمْرٍ لَّدُنْكُمْ وَاسْمُكُمْ مُّزْعَلُونَ ۖ وَالْمُحْسِنُونَ عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ
 انكم اوسم من رزها وحكما ووصلا وبعده من لدنه على علم عدم بل هي فتنة (٣٩ ٣٩) ولكن لكرم
 لا يعلمون ۖ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قُلُوبِهِمْ مِمَّا اعْنٰى عَنْهُمْ فَاكَانُوا كَاسِيْنَ (٣٩ ٣٩) فَاَصَابَهُمْ سَبَابُ
 مَا كَسَبُوا وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَبَابُ مَا كَسَبُوا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ (٥١ ٣٩) اوله
 يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ فِىْ بِلَدٍ تَشَاءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (٥١ ٣٩) اوله
 تد سوا في المرات انه قال ثم جعلناكم خليفين في الارض من بعدهم لننظر كيف تعملون (٣٩ ٣٩)
 وقال اذ اردنا ان نهلك قرية امرنا من رفقها ففسقوا فيها حق عليهم القول فذرناهم وما يذكرون
 (١٧ ١٤) اوله اذ اردنا ان نهلك قرية امرنا من رفقها ففسقوا فيها حق عليهم القول فذرناهم وما يذكرون
 بل قال وكم قصصنا من قريته كانت ظالمة وانما نأخذها قوما
 اخريين فلما احسنوا اسالناهم من ابركصون لا تركصوا وارجعوا الى ما اترفتم فيه مسكنكم
 لعلكم تشكرون قالوا بولكننا انما كنا ظالمين فماذا لك بذلك دعوتهم حتى جعلناهم حصيدا خامدين
 وما حلفنا السماء والارض وما بينهما العبدان لو اردنا ان نلحقهم لولوا لا تحذره من لدنا ان كنتم
 فاعلين بل نقذف بالحق على الغافل قد معه فاداهوداهوه وكم اولئ مما يصفون وله
 من السموات والارض ومن عندنا لا يسكنه دوزن عن عباديه ولا يستحصرونه يستحقون الجبل
 اللهم اذ لا نفرون (١٩ ١١٣) وقال وهو الذي جعلكم خليفين في الارض رفة بعضكم فوق بعض
 در حيت ليبلوكم في ما اتيكم من رزق الجعاب لله لغفور رحيم (١٧ ١٧) وقال
 في موضع اخر وقطعناهم في الارض مما امنتم الضلوع ومنهم دور ذلك ويكولون بالحسنات التي اتيكم لعلكم ترجعون
 خلفهم من بعدهم حلف وريو الكلب باحد فر عر هذه الازدق ويقولون سيعفوننا وارتابتم عر فله باحد هذه الم
 نوح عليهم قتاو الكلب لا تقولوا على الله الا الحق ودسوا ما فيه والدار الاخرة خبر للذين سقون اولا
 يعقلون والذين يسكنون بالكنية اقاموا الصلوة ما لا اضيع اخر المصلين (١٤٠ ١٧٨) ۖ

اعلموا من بعد ما ستلکم فیہا بان الاسلام هو التظم والنسق والجد والجہاد
 والسعی والعمل والقوة والاتحاد والغلبة والامن والاستبفاء من الله
 بل هو فی الدنیا حسنة وفي الآخرة حسنة • وانما هذه • بل کله هذه •
 لا یشتق من دون ذلك • ولا ما یجر به علماء وکرم الجہلوس • وان هو الا ان یؤمنوا بالتوحید
 لتوحدوا انفسکم • وتصلوا لتنظموا انفسکم • وتصوموا لتصبروا وتصابروا • وتجتوا
 لترابطوا وتحاطوا • وتمتقوا لتتقوا وفیکم وتعاظدا انفسکم علیہن • فما لکم
 لا تؤمنون بالله موحدین • ولا تصلون منظمین • ولا تصومون مضطربین •
 ولا یجتون مخوفین • ولا تؤننون الزکوة فاعلین بل فعالب • ولا تأخذ من
 حدکم لعلوا علی اعداءکم مبله واحد بانزعین • ولا انفسکم لا تعد فیکم الى الضرر المستقیم •
 فاکم انتم اقرآء التومنین • وما لکم لا تؤمنون ولا تصلحون • والذین آمنوا وشرعوا
 الصلح فاکم اجر غیر متکون (٧٩) • وما لکم لا تواحدون ولا ترابطون لا تشاورون
 بینکم لتتقدوا فی قلوب اعداءکم الرعب ولتسقبوا منهم وما لکم کیف تحکمون • وما لکم
 ساء ما تصنعون • فالذین آمنوا امرهم شوری بینهم (١٣٢) • والذین اصابهم البغی
 هم ینتصرون (١٣٣) • وما لکم لا تعدون منکم امیرا ارادة الله بسطة فی العلم والحجیم
 (١٣٤) لیامر علیکم ویقوم مقام الرسول فیکم بالحق علما ومعتا لتعصموا به • فالذین
 اعصموا با مایرهم واطاعوه حواطعته اولیک هم المفلحون • وما لکم تفرقون دسکم
 بینکم فیکم شافعی ومنکم خفی ومنکم خبیلون ومنکم الکہون • ووما یقون واهل
 الحدیث واهالی العرآن وعلیہا ما یصنعون • وان صلیتم انتم کل هذه الاصباء والارار
 لتفرقوا دینکم وتفسر کوا بالله فلیات شریک من شرکاءکم لیخلصنا من هذه المصیبة او باتوا



الحمد لله العلی العظیم * والصلوة علی التقی الکرم * وعلی اسمائہ اجمعین * وعلی سائر صلوات السعید

دنیا کی سب مسلم اور مروج اشیا میں سے سب بڑا از مدہیب ہے۔ یہ پوچھا گیا ہے: یہ جھکا، کیوں ہے؟ یہ رسمی عقائد اور شرعی مراسم یہ برہن کے نقشے اور بت پرست کی مورتیاں، مسلم کی تقربات، اور ہندو کے چڑھاوے کیوں ہیں؟ گہر کی شعلہ نواری کیوں ہے؟ عیسائی کا بہن خدا کیا ہے؟ تسبیحوں کے بار، حج کے ماسک، جاترے، نماز، تیتا، پٹن، دان، خیرات، صدقات، نذر نیاز، لمبی داڑھیاں، منتشر ہرے، تعویذ، مطبخ، ہون، ایشان، وغیرہ وغیرہ سب مذہبی مراسم مشق و رواج کے وہ اسرار جاری ہیں کہ انکی لم تک پونہ عوام کے نزدیک کچھ ضروری نہیں بالیں ہمہ ہر شخص ان کو نہایت عقیدت اور التزام سے کرتا ہے، انکے سچ یا جھوٹ، روایا ناروا ہونے کے متعلق ایک حرف زبان پر نہیں لاتا۔ جاہل اور عالم، کم فہم اور عاقل سب اس مشق نامعلوم میں حصہ لے رہے ہیں، اور ان کو حسب توفیق نباہتے رہنا زندگی کا منستہائے اہم سمجھتے ہیں۔ انسان کی تمام داستان فرض و یقین میں، ہیں بلکہ اسکی کشر روئداد سعی و عمل میں مذہب ہی وہ ہمہ گیر اور خاموش

حامل ہے کہ اس کا حیرت انگیز اثر کم و بیش ہر فرد پر نمایاں ہے؛ اور مذہب ہی وہ بحث سے منفک جہت
 دلیل سے خارج، اور اے حد کی وہ ارث متواتر ہے کہ ہر شخص اُس پر ہے چون چہرہ اقا باض رہنا یا فرض
 منصبی سمجھتا ہے۔

تجربہ ہی کہ مذہب کی طرف اس عام میلان کے باوجود اندازے آفریش سے آج تک قطعی فیصلہ
 نہ ہو سکا کہ کونسا مذہب سچا ہے، کونسا شرع کا نثار ہے، کونسا کے منشا کے من مطابق ہے، مذہب کی سچائی کا
 معیار کیا ہے، نہیں بلکہ خود مذہب کہا سوتا ہے، اور اس کا مقصود بالذات بعینہ کیا ہے؟ خود خدا کی
 ہستی اور اُس کے صحیح منشا کے متعلق آج تک کوئی حتمی اور متفق علیہ دلیل نہیں مل سکی، منہا مے حیات کا
 سرعظیم بالکل ناتلاش کردہ پڑا ہے، موت کا حجاب کس راز دراز انسانوں کی موت کے باوجود قطعا
 ناقابلِ درک ہوا علم حساب کی صداقتوں پر آج سب انسان متفق ہیں، اسکی کسی ایک شق کے مانے میں
 نتائج اختلاف پیدا نہیں ہوتا۔ علم الطبیعیات کے حقائق پر سارا جہان متحد ہے، اُن کو آنکھوں سے دیکھ رہا
 ہے، اُن سے طلب عمل کر رہا ہے، اُن سے تلخ اخذ کر کے قوت کی راہیں پار رہا ہے! نہیں زمین کی
 محور حرکت یا سورج کے اصافی سکون پر بھی سب دنیا مالا آخر متفق ہو گئی ہے، سب مینی تہادت
 کو فریب نظر سمجھ کر دم بخود ہو گئے ہیں۔ سکون زمین کے متعلق ارسطو کے غلط مذہب کا آج ابک یہ نظر
 نہیں آتا، اگلے وقتوں کے سب غلط علمی نظریے نسبتاً ہونچکے ہیں لیکن ہندو اور بدھ، ابھر جہن،
 عیسائی اور مسلمان کے درمیان اختلاف بدستور قائم ہے! مذہب کو ساکبان زمین نے کیوں ایسی تے
 فرض کر لیا ہے کہ اسکی سچائی کے مابین یہ بُعد المشرقین قائم ہے؟ صداقت کی جامع الناس کیفیت کیوں
 ان سب کو کسی مشترک حقیقت پر جمع نہیں کرتی؟ یہ کیوں ہے کہ سب کی نظروں میں اپنا مذہب سچ ہے اور
 باقی سب غلط ہیں حالانکہ نظام ہر سب کے درمیان تضاد قطبین ہے۔ اگر سب اپنی اپنی جگہ سچ ہیں تو اختلاف
 کیوں ہے، اور جب اختلاف قائم ہے تو سچائی کا اذکار کیا ہے؟

یہ سوالات اسے ہیں کہ میرا حب نظر انساں کو وطب حیرت میں ڈال دیتے ہیں! تاہم نسل انسانی کی اجتماعی بہتری کے لئے اُن کے قطعی طور پر حل ہو جانے کی عالم آراء اہمیت اسلئے ہے کہ روئے زمین کی اکثر حواریاں، اُسکے سسکے زیادہ ہولناک جنگ، اسکے بڑے سے بڑے محاربے اور قتالے اکثر اختلاف مذاہب کے باعث پیدا ہوئے ہیں۔ ایک قوم نے دوسری قوم کو اکثر اسی وجہ سے کاٹ کھایا کہ اسکا مذہب صراط تھا، اُسکا اعتقاد الگ تھا، اسکا خدا دوسرا تھا، اسکا پیغام سراسر اور رہنما اور تھا! اگر فی الحقیقت یہ تمام حواریاں اور مساد، یہ خانہ جنگیاں اور محاولے انسانی رہنماؤں کے ایما اور اُن کے پیغام کے باہمی اختلاف یا بالارادہ تباہی کے باعث شروع ہوئے تھے، اور قرنہما قرن تک اسی مطر پر ہوتے رہیں گے تو نسل انسانی کا ایک نہ ایک دن لڑکر کالعدم ہو جانا، یا بالآخر اسی طرح پر لڑتے رہنا مشتائے ایزدی ہے۔ اس مشتائے غالب کے ہوتے ہوئے اُن میں باہمی اشتراک و اتحاد محال ہے، اُن کے لئے امن کی مشترک سطح پیدا کرنا مستعانت طبعی سے ہی لیکن اگر نوع انسانی فی الحقیقت ایک ہی نسل ہے، اسکا اسبند ایک ہی، اسکو پیدا کرنے والی محرک طاقت ایک ہی، اگر وہ درحقیقت ایک ہی مطلب کے لئے پیدا ہوا اور ایک ہی منتہا کی طرف لوٹ رہا ہے تو یہ سب باہمی فساد غیر فطری ہے، فتنائے طبیعت کے رضالات اور خود کشی اور استہلاک ہے، ظلم و ظلم و جہالت کی موت ہو!

میرا یقین ہے کہ دنیا کے مختلف پیغام سراسر جہاں سے آئے تھے ایک ہی پیغام لائے تھے۔ انہوں نے اس کا رجانہ جہاں کو ایک ہی چشم بخیر سے دیکھا تھا، وہ انساں کی حیران کن مخلوق کو ایک ہی مقام بلند سے دیکھ کر تڑپ اٹھے تھے! حیرت کی بچلیاں، اور علم و خبر کی سنسنیاں اُن کے بدنوں میں ایک ہی راہ سے دھل ہوتی تھیں! وہ اس سوال میں محو تھے کہ یہ سب کچھ کیا ہو اور کیوں ہو! اس محویت اور عشق کے پردہ شکن اضطراب میں حجاب آراء حقیقی نے چلن کی آڑ میں جھلک دکھلائی اور کچھ کھسکھس اور جھل ہو گیا، لیکن حو کہا وہ سب ایک تھا! نوائے ساز ایک تھی! بوسہ بہ پیغام ایک تھا! جہنم ناز ایک تھی!

کلمہ راز ایک تھا! جب تک مجسم اسرار لوگ اس دنیا میں رہے اس راز کو برملا کہتے رہے، سولی پر چڑھ چڑھ کر اور رسوا ہو کر خلق خدا کو آمادہ عمل کرتے رہے، سب کو ایک نصب العین اور ایک قانون پرست کرتے رہے! لیکن جب نا حقیقت شناس اور ناجل وہ آتش الگوں نے اس کام کو سنبھالا تو لوگوں کو آہس میں ٹکرے ٹکرے کر دیا، پیغام خدا غلط سن کر اپنے پیچھے صفیں کھڑی کر دیں! آج سطح زمین پر خدائے قادر کا منتقامہ عذاب اکثر اسی ضد اور بغاوت سے ہے۔ یہ تنگ ظرفی کی چسٹ اور نابند بینی کی ضد ہی ہے جس نے دنیا کو اکثر قضا ب خانہ بنا رکھا ہے اور اگر چند سے یہی حال رہا تو نسل انسانی کا خدا حافظ ہے!

پس مذہب کی ضد فی الحقیقت جمالت اور ناشناسی کی ضد ہے، کم نگہی اور تنگ حوصلگی کی ضد ہے، نسیان دوس اور انسانیت کی ضد ہے، علم اور نبوت کی ضد قاطبہ نہیں! علم جہاں ہوتا ہے اتحاد و اشتراک پیدا کر دیتا ہے، حفظ و امن اور سعی و عمل پیدا کر دیتا ہے، اس کے بالمقابل مخالف کو دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی، اسکے ہوتے ہوئے جدال ناممکن ہے، شقاق متعذر ہے، جمود محال ہے۔ دو مخالف نسریق آج تک اس بات پر نہیں لڑے کہ پانی سیاں نہیں، آگ ٹھنڈی ہے، یا جو جھل شے آسمان کی طرف گرتی ہے اسلئے کہ سبکے ان کے متعلق علم ہے، سب سے حقیقت کو برائی لعین دیکھا ہے، سب انکے اثر کو ہر وقت اور ہر حال مشاہدہ کر رہے ہیں۔ بعینہ اسی طرح اگر روئے زمین کے تمام مذاہب علم کی کسوٹی پر پرکھے جائیں، اگر انکی اصلیت اور تعلیم بھی علم کے میار پر آد ماکر الم نشرح کر دی جائے اگر ان پر سے بھی وہ تمام رسی علاف جو جملہ نسیان سے لوگوں نے ڈال کر ان کی حقیقت کو مٹ کر رکھا ہے اٹھ دیئے جائیں، اور اس مشترک اساس، اس حقیقت مجرہ، اور اس نفس الامر کی طرف رجوع کیا جائے جو فی الحقیقت ادیان عالم کی سنام اور ان کا صدق بسیط ہے، جس پر ہر حال عمل ہو رہا ہے، جسکو ہر شخص بحیثیت خود دیکھ رہا ہے، جسکو علم نبوت نے عیاں کر کے سب کو متفق علیہ کر دیا تھا، تو آج ہی نسل انسانی متحد اور متفق اصل اسبطرچ پھر ہو سکتی ہے جیسا کہ ابتدائے آفرینش میں تھی، آج ہی سب مقاتلے پھر بند ہو سکتے ہیں، زمین کی سب بگڑی پھر بن سکتی ہے!

دنیا کے ہر شعبہ تلاش و تحقیق میں علم کا پردہ کٹا اتر انسانی اعمال و آرا پر اس شدت سے مصلح ہو کہ اس کے بعد کم از کم اس شق میں استراق متعذر ہے۔ علم کا منتہائے نظر ہر جگہ ملا ہے، خلیج فارق کو حتی الوسع کم کرنا پڑا، مشترک سطح پیدا کر کے سب کو مجبور بشیرین کر دینا ہے! لیکن شرط یہ ہے کہ علم علم ہو بمع و بصیر کی شہادت ہو، واپسی اعتقاد نہ ہو، "فرضی یقین" نہ ہو، دل کو دھوکا نہ ہو اگر یہ بات کسی جگہ حاصل ہو گئی ہے تو جبر مقادیر اور جبر ثقیل کی طرح سب دیا اسکے ماننے پر مجبور بلکہ مجبول ہے!

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ پیغام بنفسہ کیا تھا، وہ صدق بیضا اور نفس الامری کیا تھا؟ اسکی نوعیت کیا تھی؟ اسکا علم کیا تھا؟ وہ کیا تھا جو بن بن کے بگڑا اور جینک بیضا مبر آتے رہے پھر بتا رہا؟ اگر اس کی حس مشترک اس اہم اور حسیق سوال کو لاگ لپیٹ کے بدو کسی بلند مقام نظر سے حل کر سکتی ہو تو جواب یہ ہے کہ اس مالک کوں و مکان اور جہاں پناہ بے نشان نے بے نیازی کی شان میں ان دل باختہ لوگوں سے اگر کچھ کہا تو یقیناً انسان کی اپنی ہی بہتری کے لئے کہا، اسی کی بیہودی کو پیش نظر رکھ کر کہا! یہی ہو گا اور قطعاً ہے کہ اولاد آدم اس کا رگاہ جہاں کے اندر کیونکر رہے؟ اور حیوانوں کے بالمقابل فطرت کی یہ اتنی اور جاہل مخلوق کیا کرے؟ اور کیسے چلے؟ وہ کیا ہے جس سے نسل انسانی کو زندگی اس نگاہوں نے دام دم میں امن حاصل ہو، حفظ و ارتقا حاصل ہو، بقا اور رضا حاصل ہو! یہی اس نیا عظیم کائنات بنا تھا جو محکم قضا و قدر کے استاذ علیہ سے نبیوں کو ملی، اور یہی سچی نبوت ہو، یہی انتہائے علم و خبر ہے، کمال کشف و الکشاف ہو۔ اس علم کے بالمقابل سب ماسوا کا علم بسیج ہے، سب کمتر معاملوں کی خبر بسیج ہے، علم حقائق الاشیا صفر ہے، علم موالید جہاں بسیج ہے! بڑی سے بڑی اور نفع مند جبر جو انسان کو مل سکتی ہو یہ ہے کہ اس زمین و آسمان کی ملکوت کیا ہے، حکم قضا و قدر کیونکر ہے، اتنی فیصلے کس اصول اور قانون کے مطابق ہیں، آسمان کیوں فلک الافلاک چرچرہ جاتی ہیں، قویں کیوں تحت التراب میں گرتی ہیں، سڑکس معیار کو دیکھ کر آتی ہے، سڑکس دستور کو نباہ کر ماتی ہے؟ یہی وہ مہم بالشان سوال ہیں جو نسل انسانی کی سب سے بڑی

حیات کے سوال ہیں۔ ان کے بالمقابل کسی فرد کی بہبودی کا سوال ہیج ہے، شخصی افراط کی تلاش ہیج ہے، انفرادی نفس ربط کا خیال ہیج ہے۔ جو بات حتمی اور قطعی ہے یہ ہے کہ زمین کا یہ کارگاہ جلیل کمال عدل انصاف، چل رہا ہے، صحت اور توازن سے چل رہا ہے، دھڑلے اور کمکت سے، قوت اور زور سے چل رہا ہے۔ ہمیں جو بات ہو رہی ہے نقد و نظر سے ہو رہی ہے، انتخاب انتظام سے ہو رہی ہے، نظم و نسق سے اور غور و خوض سے ہو رہی ہے۔ اس کا محسوس عمل و عملی وہ مالک سمیع و بصیر ہے جو ہر شے کو بغیر تمام دیکھ رہا ہے، پنائے زمین کو دیکھ رہا ہے، نسل انسانی کو دیکھ رہا ہے، امتوں کے اعمال کو دیکھ رہا ہے، افراد کے سعی و عمل کو دیکھ رہا ہے، بددین کو، کہ ویر کو، شاہ و گدا کو، بالا و پست کو دیکھ رہا ہے، اس منظم اور مضبوط اس زندہ مکن اور صحت حکومت کے اندر استبداد کی بوجھ قطعاً نہیں، ظلم قطعاً نہیں، افراط و تفریط قطعاً نہیں، توازن کی لا اہمیت اصلاً نہیں، میرا یقین ہے کہ ملکوت جہان کی اسی اہم شق کا علم سب انبیائے کرام کو ملا، اور اسی آئین چرا و سزا کی خبر انہوں نے ڈسکے کی چوٹ دی۔ انہوں نے انسان کو اس زمین پر خوش اسلوبی سے رہنے کا ڈھنگ سکھلایا، انہوں نے اجتماعی بقا کی راہ دکھلائی، انہوں نے اقوام کے مذہب و جہر کے اصول بیان کیے، حکومت خدا کو ظلم سے قطعاً بری ثابت کر کے دنیاوی سزا کی تعمین کی، اخروی جزا و سزا کی تعمین کی، افراط کے طرز عمل کو ظاہر کیا، امتوں کو راہ راست پر چلا کر صدیوں تک ممکن اور دوام دے گئے، مافرانوں کو ان آکھوں سے سزا ملتی ہوئی دکھا گئے! یہی ان کا لایا ہوا دین تھا، اور اسی دین (طرز عمل) پر چلنے کا خدا قسم تھا۔ اگر انسان کے اس دنیا میں چلنے کا فی حقیقت کوئی مقرر دستور نہیں، اگر اس کا اس جہان میں طریق عمل سب ان اپنا پنا ہے، اگر اس کی نسل کے متعلق شادی و غم، عسر و يسر، سزا و جزا، فساد و دوام کے سب فیصلے کسی صحت اور التزام سے نہیں ہوتے، اگر زمین و آسمان کے اس کارگاہ عظیم میں انسان ہی وہ بدبخت وجود ہے جس کا اس دنیا میں طرز عمل کسی اصول کے ماتحت نہیں، اس کا کوئی دین، مقرر نہیں، دراصل ایک ادنیٰ مخلوق حیوانی اور نباتاتی سب کی سب اپنی اپنی راہ اور مذہب پر لگی ہو، مقرر

فرض ادا کر رہی ہے، ہمیں، جب سورج کا زمین سے تیرہ لاکھ گنا بڑا کرہ بھی اس ستارہ و نہایت کے باوجود اس صحت اور التزام سے اپنے وقت پر نکلتا ہے، ساکنان زمین کو نور دے رہا ہے، کسی بیت المال حکم کے حکم پر مجبور ہے، کسی ہیبت انگیز اور لرزہ جیسے قانون کو نواہ رہا ہے، اگر یہ اہل دل کے حق میں سب کچھ ہے اور انسان کے حق میں کچھ بھی نہیں تو اس دنیا کے اندر سزا و جزا سب ظلم ہے، شادی و غم ظلم ہے، فنا و بقا ظلم ہے، شان کبریا سے بچ رہے حکومت کی ساکھ کے علاوہ، سنت اللہ اور عادت رب العالمین کی نقیص ہے اگر اس کا رٹانے کی سائنس کے حق میں یہ ظلم ہے تو یہ زمین اُسکے رہنے کے لائق حتماً نہیں اور اگر عالم آرائے زمین و آسمان نے انبیاء کو کم از کم یہ طریق عمل، یہ آئین بشر، یہ دین متین، ہمیں بتلایا تو حقیقت کچھ نہیں کہا۔ پس انسان کا اس دنیا میں صحیح طرز عمل ہی فی الحقیقت اس کا دین ہے اور امتوں کی سزا و جزا کا اہل دستور سمجھ لینا اس کا فرض عین ہے، اسی کا علم **علم الاولیاء** ہے، اسی دین کی قطعی ضرورت ہر فرد کو ہے، اسی عمل کے مختلف اجزاء و تمام و کمال ہمیں ہر لڑکے جہاں مختلف موقعوں پر لائے اور تئروں تک لوگوں کو اُس بتائی ہوئی راہ پر چلائے رہے۔ یہی اور مدی، سچ اور عطا، رستی اور کمی کا تمام تر احساس نا بلایو حیوان و انسان میں اسی علم کے باعث پھیلا۔ وہ اجتماعی حویاں اور صلاح عمل و حور و زاول سے ہر زندہ قوم کے افراد کی طبیعت تانیہ بخاتی ہیں، سب کی سب اسی تعلیم سے ماخوذ اور اسی علم کا جزو قلیل ہیں۔ وہ اصول بقا و دوام خیر سب مرقی اہمیں آج بدرجہ اتم عامل ہیں اسی علم طیل کے بقیہ آثار ہیں انبیاء کو مطرت کے ہیں محکمہ کبرے کا علم ان کی بے مثال بصیرت کے باعث ملا، اس کا رگاہ جہاں کو کثیثت مجموعی اور احاطہ اعلیٰ نظر سے سمجھ کر ملا، کمال غور و اسماک سے ملا، وسیع نظری اور بلند بینی سے ملا، تعلیم کے بام بلند، اور تدبیر کے افاق اعلیٰ پر چڑھ کر ملا، زمین سے کنی منزلیں بلند ہو کر ملک **ستاروں** کی مسجد گاہوں پر پورے پھیر ملا انہیں، آسمان سے اور آسمان پر بسنے والے خدا سے ملا، وحی اور نبوت سے، عہد و عشق سے، مدنی اور حکم سے ملا، اہی

کی نبوت اُس کے ایسے زمانے میں وہ لرزہ فگن اور سکون بر انداز شے تھی کہ جو کہ وہ اُن کے حلقہ اثر میں آجاتا تھا اُن کے کہے پر یکسر عامل ہو جاتا، وہ رہنمائے جلیل اپنے گردوں شکافِ علم اور بہمِ عمل سے، اپنی یقین انگیز تعلیم اور حوصلہ افزائی سے، اپنی پردہ کثابتبین و تلقین سے قانونِ خدا اور اُس کے امن و امان کے گہر مصاحب کی نظروں میں ڈھ اور ڈھ چار کی طرح عیاں کر دیتا، پھر عالموں کا جہمِ غفیر رواہ وار اُس کے گرد جمع ہو جاتا، اقلِ قلیل مدت میں وہ اُمت کا میاب اور فائز المرام ہو جاتی، اور سبھی عمل کے اس دارالحسنہ میں آئندہ نسلوں کو مدتوں عمل کی راہ دکھلاتی! انسانی امتیں اس آئی درس کو بار بار بھولتی رہیں، بار بار اُن کے عزم میں ترنزل اور طم میں کمی واقع ہوتی رہی۔ کچھ مردِ وقت کے باعث، کچھ غلط تبلیغ سے، کچھ ناشناسوں کی کج بینی اور غلط رہنمائی سے، کچھ انسان کے اپنے مکر و تاویل سے، کچھ خوش اعتقادوں کی خُسن نیت سے، کچھ مکاروں کی ہمتی سے اور نفسِ پسندی سے لوگ اُس عہدِ خداوندی کو بار بار بھولتے رہے لیکن نہایت کرام نے پھر ایک نیت کے بعد اس سبق کی تجدید کی، قانونِ الٰہی کو دہر کر پھر عمل پیدا کیا، قرون کے جن و انقطاع کو مردی اور بامردی میں دلتے رہے۔ پہلے سبق میں کچھ اور ملاکر ہدایت کو بیش از بیش منکھل کیا۔ نئے احوال کے باعث نئے اوزارِ عمل وضع کیے۔ پُرانی روشوں کو جسے اصل قانون اور نفسِ دین پر کچھ اثر نہ پڑتا تھا، بے اثر یا غیر ضروری سمجھ کر متروک کر دیا۔ نئے اور موثر طریقے اُس اصل اصول کے لیے اختیار کیے۔ الغرض جس صورت اور رنگ میں اس تسلیم کا ظہور ہوا، اُن کے ذہن سے اصل دین ہی کی تجدید بلکہ تکمیل ہوتی رہی۔ کوئی مخالفتِ عامہ عمل کوئی یا دین یا حدِ مذہب و مِلّٰہ کے کسی نبی نے حتمًا قائم نہیں کیا۔ وہ سب کے سب اُس ایک اصل اساس ہی کو اُسی حقیقتِ مفردہ اور صدقِ بیط کو، اُس دینِ فطرت اور قانونِ خدا ہی کو از سر نو عیاں کرتے رہے جو عصیاں کار اور فطرت سے باغی انسانی امتیں دس دم بھولتی رہیں، اور دردناک سزائیں پا پا کر ہلاک ہوتی رہیں۔ الغرض انہوں نے اُسی ناقابلِ بدل آئین پر اپنے تمام عقائد کی، اعمال و افعال کی، مراسم و شریعت کی تعمیر کی۔ لوگوں نے بعد میں دینِ فطرت کے ان تمام ظواہر و مناسک جو قانونِ خدا پر چلنے کے صرف غاچی

وسائل تھے، اساس دین سمجھ لیا، فروعات کو عین شریعت سمجھا کر اصل سے نافل ہو گئے، انکی سطحی اور سی
 نباہ پر ہی اپنا سارا دھرم صرف کر کے نتائج سے بے پروا ہو گئے! ادھر امتوں نے ایسے رہنماؤں سے ذاتی عقیدت
 اور نیاز مندی ظاہر کرنے اور حسب مطلب احکام کو ضرورت سے زیادہ اہم سمجھنے میں ناروا غلو کیا، ایک پیغمبر کے ظاہر
 و شعائر سے ہٹ کر نئے رہنما کی ملت میں شامل ہونا تو ہیں سمجھا، پھر لوگ انبیاء کی وساطت سے قانون خدا
 کی تعمیل کرنے، اور اسکو ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ کر فرقہ بندی بن گئے، خدا کو تسلیم کرنے اور
 منسلک بننے کی بجائے موسیقی، ادگوئی، عیسائی اور محمدی بن گئے۔ انہی کو سراہنا، ان کو اپنے اعمال و
 افعال میں نیت بالینا جبر و دین جانا، نفعانیت اور ضد کی اس کشاکش میں اصلیت سرتایا نسخ ہو گئی، قانون خدا
 گاہوں سے اوجھل ہو گیا، مذہب صرف چند بے اثر رسوم اور بے سبب رواجوں کا نام رہ گیا، انکی لم کی غائب
 ہو گئی۔ ہندو نے گائے کے احترام میں ناروا تو غلو کر کے انکی پرستش شروع کر دی، اوصاف خدا کو ظاہری
 اہمیت دینے کے بہانے سے ہر وصف کا علیحدہ منظر دیوتا کی صورت میں وضع کیا، عیسائی مسیح کو سچ مچ
 ابن خدا کہے گئے، مسلمانوں نے دائیوں اور تہمدوں، مسواکوں اور دھیلوں کو اسلام سمجھ لیا، یہودی
 تیسویں کے پیچھے لگ گئے، بدھ چلہ کشی میں محو ہو گئے، گبر نے نور آتش کو خدا سمجھ لیا، پھر حج، جاترے،
 نماز، زکوٰۃ، روزے، برت وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسوم اور بے نتیجہ شعائر ہو گئے، مذہب دلیل
 بن گیا، ذہن اور منطق سے اسکا کچھ واسطہ نہ رہا، خدا کے بنائے ہوئے آئین عمل اور نبیاء کے لائے
 ہوئے علم نے خدا کے دیئے ہوئے ذہن کو قطعا بے دخل کر دیا! آج مذہب اور علم کے مابین جنسیت،
 اور ائم عالم کے مابین سب داغی اور خارجی فرقہ بندی اکثر اسی سیان میں اور غلو فی الدین کا
 نتیجہ ہے!

آج دنیا کے نئے اد پڑانے سب مذہب حیطہ دلیل سے اصلاً خارج ہو چکے ہیں، لوگوں نے ان کے
 بارے میں استدلال کرنا، ان کی حکمت اور دہم پر غور کرنا، ان سے نتائج اخذ کرنا، الہامی کتابوں کا بغور مطالعہ

مطالعہ کر کے اتنی دلیل کی تہ تک پہنچنا کوشش گناہ سمجھ لیا ہے ساکنان زمین کا یقین ہو چکا ہے کہ مالک میں
 آسمان کے احکام انہیں بچکر ماننے کے ہیں، اُن میں کوئی دنیاوی حکمت مضمحل نہیں، اُن کا کوئی مستقل مطلق
 نہیں، کچھ دنیاوی پہلو نہیں، کچھ فوری غرض و مطلب نہیں! اس طلسماتی جہان اور گارخانہ کائنات کا فطر
 اور گوشہ اُس خلاق عظیم کی حکمت کاملہ اور حجت بالغہ کی رستہ دلیل ہے، انسان فطرت کے بحر بیکران سے
 کچھ صدف ریزے جن جن کربادلوں میں اُڑ رہا ہے، زمین پر کلڑی کے گھوڑے اور پانی پر لوہے کے مگر مچھڑا
 رہا ہے، کبرا کی حیرت انگیز طاقت مشرق اور مغرب، شمال اور جنوب کو ایک کر رہی ہے، ہزاروں میل پر
 بھی ہونی بات چہم زدن میں کان سن لیتا ہے، حرکت، حرارت، نور، مادہ سب اپنی محض ممکنات کو عیاں
 کر کے دنیا کو دم بخود کر رہے ہیں، یہ سب کچھ اس خداے عظیم کے کئے ہوئے کام سے اخذ ہو رہا ہے مگر اُس کا
کلام الیاذ بانہی معنی ہے ناقابل التفات ہو، بے نتیجہ اور بے مطلب ہے، اسیں کچھ علم و حکمت موجود
 نہیں، کچھ خبر و نبوت ہیں، **مغرب** کے دارثان علم بھی آج اپنی تمام تحقیق و تدقیق کو استیائے فطرت
 کے خواص اور اجسام کائنات کے حقائق کی تلاطم میں وقف کر رہے ہیں، وہ ایسا سب زور اسی میں صرف
 کر رہے ہیں کہ ابدان کا صحیح علم حاصل کریں، اوسکی وساطت سے ترقی کے بام رسیع پہنچیں۔ اُن کا
 علم آج فلک افلاک کی بلندیوں اور تحت الثرے کی گہرائیوں تک پھیل چکا ہے۔ فطرت کی صحت اور قوت
 اشیاء کی لامتناہی ممکنات اور امن انسانہ کیفیات پر اُن کو یہ صبر گسل یقین ہے کہ کائنات کے ہر جزو لایف
 کے اندر انکو ایک پہاڑ پوشیدہ ہونے کا امکان نظر آ رہا ہے۔ وہ اس موقع کافی اور دقیقہ آرائی میں عمریں صرف
 کر رہے ہیں، جانیں فدا کر رہے ہیں، حیرت انگیز اضافی قوت کی دور بینیں اور خورد بینیں، دقیقہ رس آلات
 اور میز این کس اعجوبہ گاہ فطرت کے ہر ذرے کو بغور تمام پرکھ رہی ہیں، لیکن خدا کے کئے ہوئے الفاظ
 اُن کے نزدیک کچھ لائق التفات نہیں، کچھ قابل تفتیش نہیں، کچھ محفل اور حال المعانی نہیں، کچھ وقت و طر
 کے محتاج نہیں، کچھ دور بسی اور خورد بینی امتحان کے اہل نہیں **اعلم الابدان** سے مغرب کو یہ انتہائی

تعمد، لیکن علم الادیان کی طرف یہ بے توجہی ہے! اسل انسانی کو چند لمحوں کے لئے قوی تر بنا دیا
اُن کے نزدیک اس قدر ضروری ہے لیکن جماعتی بقا کے لئے محکمہ قضا و قدر کی ٹوہ لگانا کچھ ضروری نہیں
وہ حفظ و آرام کے فوری سامان پیدا کرنا ناگزیر سمجھتے ہیں لیکن دوامِ اُمم کے اصول کو نظر انداز کر رہے ہیں
اشخاص کی نفسِ رادی صحت کا انکو بے حد خیال ہے مگر اقوام کی اجتماعی موت سے کچھ سرکار نہیں، گھر کی آرائش
کا یہ خاص الخاص استہام ہے مگر گھر میں دیر تک رہنے کا کچھ فکر نہیں! صد ہا امتیں دیکھتے دیکھتے اس روئے
زمین سے محو ہو گئی ہیں، اُس کے عہدِ سرفراز کے حیرت انگیز کارنامے آج صرف امانوں میں باقی ہیں، ہلاکت
کا حکم خسروی کئی ایک کے بارے میں نافذ ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے، مگر اُس کے اسباب فنا و انحطاط، اُن کے
اس دنیا میں بُرے طرزِ عمل، انکے بُرے دین، اور غلط مذہب کا علم حاصل کرنا کچھ ضروری نہیں، ا
الماتیہ اپنے بے نظیم علم خائق الاشجار، فقید المثال عسکریت، اور حیرت العقول قوتِ هجوم کے باوجود
حال کے محاربہِ عظمیٰ میں شکست فاش کھا چکا ہے مگر اس دہشت انگیز اتنی فیصلے کی لم کو جانتا، فریقین کے اعمال
کی میل کا اضافی اور مکمل مطالعہ کرنا، انگریز کی مجموعی صلاحیت اور المانی کی اجتماعی عدم صلاحیت کی تہ تک پہنچنا مغربی
مفتش کی نگاہ میں چنداں ضروری نہیں۔ خود انگریز کا اگلا رعب و وقار اسکی اپنی مستعمرات پر چند برسوں
سے اس تیزی سے مٹ رہا ہے، مشرقی مقبوضات پر اسکی گرفت استعداد بے ثبات اور ڈھیلی ہو رہی ہے کہ اتنی
عجائبِ نایتوں اور ناشہ آرائیوں کو دیکھ کر من کے رونچھے کھڑے ہو رہے، لیکن انگریز کی گمراہی، انس کی
بے راہ روی اور اس کے غلط مذہب کا صحیح علم رکھنا یا اسکی تمدنی عدم صلاحیت کے باعث کو مدفن کرنا کچھ لائقِ توجہ
نہیں رہا! کیا انسان کے لئے اس دنیا کی ہر شے کو دریافت کرنا، اُن کی داخلی ترکیب و ترتیب کے درپے رہ کر
اُن سے طلبِ عمل کرنا تو اسے مگر خود اپنے بارے میں اس بات کا علم رکھنا کہ دنیا کے اس ناپید کان محیط اور کائنات
جہان کی اس حیران کن گاد میں وہ صحیح چل رہا ہے یا غلط چل رہا ہے، فنا یا بقا کی طرف جارہا ہے، اسکی مجموعی روش
بعینہ کیا ہو، ممکن اور اس کیونکر ہو، حفظ و دوام کس طرح حاصل ہو، غالب اور فائز المرام کیسے ہے، فی الحقیقت جرمِ عظیم و

کیا آج مغربی حکیم صرف اس بات پر مطمئن ہو گیا ہے کہ ڈارون کے اپنے زعم میں فیصلہ کن قول کے مطابق دنیا میں اسی گروہ کو بقا میں سرے جو **صلح** ہے، وہی قائم رہا ہے جو عیشت کے پیہم تنازعے میں گونے بہت بجا رہا ہے، اور جب تک مسابقت قائم رکھ سکے بے خوف و خطر، کباہیت کی اس مدون شق کو مدون کر لینے کے بعد پہلا اور آخری سوال یہ ہیں رہا کہ **صلاح** فی الحقیقت کیا شے ہے، وہ کس نامعلوم علت کا نام ہے، اس کا مکمل اور صحیح مفہوم از روئے قانون طبعیت کیا ہے؟ بلکہ بشرطہ قضا و قدر کی وہ کتاب تفسیرات کہا ہے جس میں اس کی تعریف لکھی رکھی ہے، جس میں اس کی سبب ثقیں بالتفصیل درج ہیں، جس میں اس کے ہر ممکن کیف حال کو اس طرح پر عیاں کر دیا ہے کہ بعد ازاں غلط عمل اور شک کی گنجائش قطعاً نہ رہے؟ اگر اس سوچ و سوچ سوال کا حل حکماء مغرب کے ایک عام اجلاس میں ملے ہونا قرار پائے اور دس بیس یا کس ہزار حکیم بھی اپنے علمی بھروسہ اور ذاتی تجربہ و بات کو ایک مرکز پر جمع کر کے **صلاح** کی ایک تعریف وضع کر لیں، اور بعد ازاں تاریخ زمین کو سامنے رکھ کر دنیا کی سب غیر صالح مخلوق اور فاش شدہ اقوام کے نامہ ہائے اعمال کو اپنی وضع کی ہوئی تعریف سے منطبق ثابت کر دیں، تو بھی انسانی قیاسات اور منطقات کی اس دلچسپ اور گراں گرام بحث میں آخری اعتراض ہی وارد رہے گا کہ **صلاح** کی ایسی سلسلہ تعریف کی اصل اور حتمی سند کیا ہے، اس کے **کامل** اور **حاوی** ہونے کی کیا شہادت ہے؟ اس کی الٹی اور سگری تصدیق کہاں ہے، اس پر محکمہ قضا و قدر کی ٹمکدھر ہے، اس پر شخہ حکومت کے کہاں دستخط ہیں؟ یہ کیا نسخہ پین ہے کہ مجرم یا معمول علیہ عتیت کے انسداد کا ایک گروہ خود ہی کتاب تفسیرات کی ایک دفعہ کو لیلے، اور بعد ازاں اپنے چند ایک بہائی بند مجرموں کی روئے ادب ساز و سنار کو سامنے رکھ کر اس دفعہ کی قانونی مصطلحات کی ایک لگتی ہوئی تعریف وضع کر لے، اور تصدیق شدہ ہدایت سے بے نیاز ہو جائے؟ ایسی ناقص اور خود ساختہ تعریف منشاء حاکم کو بعینہ کیونکر ادا کر سکتی ہے؟ نہیں، بلکہ حاکم وقت کی غیرت اور قدرت، اس کے علم و فضل، اس کی مصلحت شناسی اور عہد بینی کو مدنظر رکھ کر عتیت کا اس تعریف کو حاکم سے

من وعن قبلو البسنا کیونکہ ممکن ہے؟ پس بسزا و سزا کے معیار و مہاسباب کی کمال نعین حاکم اعلیٰ اور مقتضی
 اول ہی کر سکتا ہے۔ یہ اُسی کا منصب ہے کہ مصلح حکومت کو پیش نظر رکھ کر ایک قانون بنائے، اور پھر اس قانون کی
 حسب طرح پر مناسب سمجھے تشریح و تبیین کر دے، اسکے بنائے کیلئے اسالیب عمل مقرر کرے، جو وضع کرے دس
 پچاس بلکہ سو قدم آگے کو دیکھ کر وضع کرے، جو کہ ہمیں رعیت کی دائمی بہبودی نظر ہو، چین اور آرام
 پیش نہاد ہو۔ نابلد اور کوتاہ نظر رہا یا کا مقام نہیں کہ ایک لامتناہی وسعت اور ناپید اکنار علم و خبر کے
 بالمقابل اپنی محدود نقد و نظر کے مست رفقار کوڑے دھائے، یا حاکم کا صحیح اور مکمل عندیہ محکوم کے وقتی
 اور مقامی احوال کو دیکھ کر انداز کرے۔ اس طریق استغرا اور استنباط سے جو کچھ اخذ ہوگا اقلًا نامکمل ہوگا، اکثر
 قیاس رائے ہوگا، تخمین و گمان ہوگا، اٹکل کے لگ بھگ ہوگا، وہ علم و بصیرت کے بلند مقام تک ہرگز نہیں
 پہنچ سکتا، گو کہ مجوزین نے اپنے زعم میں انکی اکثر بنا مشاہدے اور تجربے پر رکھی ہو اور سب نتائج حوادث خالصہ
 یا احوال جاریہ کو دیکھ کر ہی مرتب کیوں نہ کیئے ہوں۔

میرا یقین ہے کہ انسان کو وحی کی ضرورت اُسکے اسی مفقود اور محتاج ہونیکے باعث ہے، کم نہیں
 اور کوتاہ نظر ہونیکے سبب ہے، تنگ افق اور نارسا ہونے کی وجہ سے ہے۔ نہیں، بلکہ علم الابدان کے مبادیات
 کے بعد انسانی راہ عمل اور دین کے علم حلیل کی ابتدا یہیں سے ہے! کائنات فطرت کی اس ناپید اکنار فضا
 میں جہاں جہاں انسان کا بدنی علم پہنچ رہا ہے اسکو بالآخر ماسواختیر کے کچھ ہاتھ نہیں لگتا، وہ آنکھیں پھاڑیھا کر
 دیکھتا ہے مگر آخر کار رہ جاتا ہے، کان لگا لگا کر سنتا ہے مگر سٹ پٹا جاتا ہے، وہ سمجھنے کی سعی مالا بطاق کرتا ہے
 مگر پھر کچھ نہیں سمجھتا کہ وہ خود کیا ہے اور کہاں سے کدھر کر جا رہا ہے! ایسے نگار غاندہ چین اور تختہ زار عالم میں جہاں
 اسکو ابھی اسماء اور ابدان سے پوری واقفیت نہیں ہوئی، جہاں اسکو زمین سے نزدیک ترین سیارے تک کی مخلوق
 کا حال معلوم نہیں ہوا، جہاں وہ زمین کی مخلوق کا صحیح اندازہ کرنے میں حاوی ہوئے کا اذعان نہیں کر سکتا، وہاں ہر گنا
 انسانی امتوں کے بقا و فنا کی خفیہ مسئلہ پر حاوی ہو جانا انہیں متعجب ہے! اقوام عالم کے بارے میں وہ سب

تدبیر امر جو محکمہ فضاوت در اکثر اوقات ہزاروں برس میں کرتا ہے، جس کا سبب کساد ماحض اور صحیحہ انسان کے دس ماساے حتمًا مالا تر ہے، جسکے دریائے علم و اہمت میں انسان باؤسکے رساترین دہن کی ہستی ایک تنگ سے زیادہ وقت نہیں رکھتی، جسکے صحیحہ بے پایاں کی ہولافسزاق ریوں میں اسکی بڑی سے بڑی اُرت پر واز گس سے زیادہ بلند تر نہیں ہو سکتی، ایسے تدبیر امر کی کنہ و اہمت دریات کرچیکے لیے انسان کے ظاہری اور باطنی حواس اور یہ اقل قلیل علم از بس عاجز نہیں، اُسکے لئے کوئی یقینی استقصا بے سود ہے، استقرارِ حجت ہے، استسناط محال ہے۔ انسان اس دنیا کے اندر اپنی بہتری کے لیے سب کچھ کر سکتا ہے، اپنے استعمال کے لیے ہر شے سخت کر سکتا ہے، موالید و عناصر کو اپنا طسج با سکتا ہے، آگے آتش پر، ترو بحیرہ بالا و پست پر قابض ہو سکتا ہے، اپنے حواس ظاہری کو اشیائے فطرت کی مدد سے بجد طاقتور اور دور رس کر سکتا ہے، لیکن اپنی موت و حیات کے سوال کو اس تھوڑے سے علم کی مدد سے آپ حل نہیں کر سکتا۔ اُسکے مکمل قانون کا علم لامحالہ اُس ذرہ نواز اور غریب پرورد خدا کی موہبت کبریٰ ہی ہو سکتا ہے جس نے اس زمین و آسمان کو پیدا کیا، اُس سے کمزرات کی طرف سے اسکا اذعا ہونا محال ہے جس قوم کو نعمت غیر متجزا مل ہوگی ہے، امر جو قوم اُس قانون کو دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت فی الحقیقت سمجھ کر اسپر صرح معنوں میں عمل پیرا ہے وہی صالح ہے، وہی نورا اور ناقابل ضرر ہے، وہی دائم اور قائم ہے، اُسی پر زمین و آسمان کے دروازے بلاشبہ کھل چکے ہیں اور جب تک اس صرح عمل سے یک سر و تفاوت اور تجاوز نہیں ہوتا اس دنیا میں بخوف و خطر ہو کر رہنا اُسی کا حصہ ہے!

سفری حکمانے کلام وحی کو قطعاً اُس نظریے میں دیکھا جیسا کہ اُس کا حق تبارہ اویان عالم کے باہمی فضا اور اصولی تضاد کو دیکھ کر اس سے یک متفرق ہو گئے، وہ اقوام جہان کے اُس کے متعلق مضحکہ خیز عمل کو دیکھ کر تیز آواز ہو گئے، جو دیکھا اُسکے متعلق کثرت سکرا دیا، جو پایا اُس سے فی الجملہ خاموش اعراض کیا! تین خداؤں کا ہونا اور پھر ایک کا ہونا، خدا کے ہاں بیٹے کا پیدا ہونا!، اُسکا چند سپاہیوں کے ہاتھ سے مصلوب ہونا!، کرنسی عدالت پر شکنجہ خدا کا

مذہب کو اپنے غیظ و غضب سے چلنے کیلئے کاغذ کی سولی پر چاں دیا، اُس کا مُردہ ہو کر جی اُٹھا، اُس کا بدن باپ کے
 لکھن ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا، ہندو کا ایک حیوان کو خدا سمجھنا، یتیم کے اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے تلوں
 کے آگے ہاتھ ٹیکنا، دریاؤں اور حبسِ رام فلکی کو خدا سمجھنا، گبر کا آگ کے سامنے سجدہ کرنا، مسلم کا خدا کو مُنہ سے
 ایک ایک پتے رہنا، کھمبے اور لالوں پر پڑھ کر رحمت کے حقدار بننا، قرآن کا ایک ایک حرف پڑھ کر دس
 نیکیوں کے مستظر رہنا، بیروں کی بدستش، قبروں کی زیارت، پھونکا پھانکی اور ستھانوں کو دین سمجھنا وغیرہ
 وغیرہ، فی الحقیقت ایسی مضحکہ انگیز، ناکاربر اور بے دلیل باتیں تھیں کہ ہر سلیم الذہن شخص کو ان سے اعراض کرنے کے
 سوا چارہ نہ تھا۔ انہوں نے فسادِ عقل کے اس تمام کدوستانِ اعتقاد میں نہ علم دیکھا، نہ صبر و صبر کی شہادت! **علمِ فطرت** کی حقیقت کتنا، بے منہ اور متوجہ خیر تعین کے ہوتے ہوئے اُن کو کمال کی ان قمقمہ خیز
 کارروائیوں میں نہ مسلم کی افواہی **توحید** پسندائی نہ ہسانی کا قبیلہ ساز **شُرک** اور اسی دامن میں
 لگے رہے کہ اعتقادات کو یکسر حیرانہ کر دینا کی طرف اپنی ساری توجہ صرف کر دیں اور مذہب کے اپنے
 دائرہ تحقیق سے یکسر خارج کر دیں! یہ دلیل کہ ایک خدا کی طرف سے ایک ہی نوع انسان کی طرف ایک لاکھ پیہر
 کی وساطت سے بھیجا ہوا پیغام بھی ایک ہی ہو سکتا تھا بجائے خدا اس قدر کارگر تھی کہ عیسائی اور ہندو اور یہودی
 اور مسلمان کی اپنے اپنے مذہب کی سیاقی کے متعلق ایک ہزار دلیلیں بھی اُس کے بالمقابل جتنا نہ ٹھیکر سکتی تھیں، لیکن
 انسانی ابداع و اختراع کی اس طلعت انگیز دروغ خانی میں مذہبی عالم نے اس امر کی طرف توجہ نہیں کی کہ **علمِ فطرت**
 علمِ کادِ مرضِ حقیقت اور اصل پیغام کی طرف متوجہ ہونا ہے، عوام کی اُس پیغام کے بارے میں بنائی ہوئی
 محبت سے اُسکو حینِ دامن بحث نہیں۔ یہ سوال کہ کیا سب ہنایاں خلق اور اجلۃ الناس حواہی مدۃ العمر فی
 عمل کے بعد خلقِ خدا کو ایک راہ پر لگا گئے تھے، جو اسی دامن کے استدریکے تھے کہ گروہیں کٹھا گئے مگر اپنی بات کو
 نہ چھوڑا، کیا یہ سب العیاذ باللہ جھوٹے اور دغا بار جاہل تھے؟ کیا اُن کا تہا ہوا سب تانا کمر و فریب کا جاہل ہی تھا
 جو لوگوں کو چھانسنے کی غرض سے بچا یا گیا تھا؟ کیا ان سب کو نفس نے استدر و سو کا دے رکھا تھا کہ دھوکے میں

کہ میں نے سمجھ لیا اور راز کو پایا! اور جب کویش نظر رکھ کر عرب کا آخری پیغمبر رسول اٹھا کہ اگر سورج میرے
ایک ہاتھ پر رکھ دیا جائے اور چاند دوسرے ہاتھ پر تو میں اپنی بات سے باز نہ آؤں گا! نظر آفرینش سے آج تک
حکماء گزرے ہیں انہوں نے اس راز دروں کو بہ تمام و کمال سمجھنے میں کوئی قابل ذکر کوشش نہیں کی، اور باوجودیکہ
ہر نبی نے کم از کم اپنی مدت حیات میں اس الہی سبق کو لوگوں پر دوا دوا چار کب طرح روشن کرنے میں کوئی
دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ہوگا لیکن وہ کیفیت اور ماحول جو انہوں نے ہم عصر امتوں کے افراد میں پیدا کیا تھا
خود اس قدر ناممکن لبیان رکھتا کہ بسا اوقات پہلی پشت ہی اس تخیل کو اگلی پشت تک صحیح و سالم پہنچانے میں حما
نا کام رہی۔ یہی وجہ ہے کہ جب اصلیت نظروں سے اوجھل ہو گئی تو ناشناس لوگوں نے مذہب کو وہ کچھ بنا دیا
جو وہ آجکل ہے بلکہ اسکی اصلیت یہاں تک مسخ کر گئے کہ پرے خط و خال کا پہچانا قطعاً محال ہو گیا۔ ویدوں اور کیتا
کی صحیح تعلیم کے متعلق تحقیق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ اسکا صحیح اثر کتنی دیر تک ہندو مت میں برقرار رہا مگر اسلام
کے بارے میں جو مذاہب عالم میں سے سب سے نیا مذہب ہے و ثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ عرب کی اہمیت اسلام کے
آئی اور نبوی تخیل پر تقسیم برس سے زیادہ قائم نہ رہی! خلفائے راشدین کے بعد جو عروج مسلمانوں کی نصیب ہوا
وہ صرف اُس آئی دین کو جستہ جستہ یاد رکھنے کا نتیجہ تھا لیکن تشریفاتی سبق کا ایک اہم حصہ اسوقت تک وہیں قطعاً
نکل چکا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری غالب ہے کہ اُسکے آئی تخیل کو دوسرے سے اخذ ہی نہ کر سکے ہوں، اُن کا
بہت جلد اپنے نبی کی ناروا تعظیم یا پطرس کا اُسکی ناروا تکفیر میں مشغول ہو جانا ہی اس دام مگی کی صریح دلیل
ہے، مگر پولوس کی استقامت اور عیسائیت کا بعد از وقت فروغ ایک حد تک اس امر کی تائید کرتا ہے کہ پیغام
خدا کا وہ نامکمل درس جبکو عیسیٰ علیہ السلام دیتے دیتے اور نتائج کا انتظار کیے بغیر چل بے تھے، کم از کم پولوس
نے صحیح طور پر جذب کر لیا تھا۔ بد مذہب کو ہندوستان میں بے انتہا شوکت نصیب ہوئی تھی لیکن آریوں کے
اپنے صدیوں کے ہوئے ہوئے سبق کو دہرائینے اور بدھوں کے دوسری پشت میں ہی اسکو کھول جانے نے اُس
شوکت کو جلد تر تباہ کر دیا، اور بالآخر اس عظیم الشان مت کا اثر بھی ساکنان زمین پر فی الجملہ جلد ناپید ہو گیا۔

آج اگرچہ تمام علمی دنیا ان پیشویان مذاہب کی عظمت کی اعتقادی طور پر فائز قائل ہے لیکن انکی تعلیم ان کی عظمت کی مابینت، انکے علم کا صدق بسط ماہر علم جدید کے دائرہ تحقیق و بحث سے اس قدر خارج ہے کہ وہ گنتا، ثناء و ست، تورات، انجیل، قرآن وغیرہ وغیرہ سب مقدس کتابیں محکمہ علم و تحقیق جدید کی منبر و کھلی ہونے کی بجائے اس کے عجائب خانے میں بطور ایک تاریخی تبرک کے لپیٹی ہوئی ہیں، مغربی حکیم انکی طرف تاریخی ندرت اور غربت کی نظر سے دیکھتا ہے، ان کو ایک کونے سے اٹھا کر دیکھتا ہے اور باحتیاط تمام پھر لپیٹ کر رکھ دیتا ہے اس میں شک نہیں کہ علم کی مذہب کی طرف سے یہ تمام بے رخی انکے دائرہ تدقیق و تحقیق سے خارج ہوئی ہے عام یقین کی وجہ سے جو۔ اگرچہ یہ امر پذیر روشن کی طرح عیاں ہے کہ نبی کی مہم و رسالت ہر ملے میں اپنے پیشوا کی دی ہوئی تعلیم کو اس قدر برحق، اس قدر مدلل، اس قدر رسا، اور بلحاظ نتائج اس قدر نفع مند، روشن اور بین یقین کرتی رہی ہے کہ آفتاب کی کرنیں اور مہتاب کی شعاعیں بھی انکے بالمقابل وہ نور و ضیاء نہیں رکھتی تھیں، اور انسانی سعی و عمل کا دستور بھی رد اقول سے ہی رہا ہے کہ کوئی شخص کسی امر کے متعلق دس قدم اٹھانا گوارا نہیں کرتا جب تک اس دس قدم اٹھانے کی دلیل شمس و قمر کی طرح سامنے موجود نہ ہو اور نتائج میں یقین سے نہ دیکھ لیے جائیں، تاہم مذہب کی حقیقت کو نسخ کرنے والی ناشناس اور نااہل، بے عمل اور جمود زدہ خرافات امتوں کا عقیدہ اشہر ہی رہا ہے کہ مذہب کے بتائے ہوئے اصول کسی دلیل کے متحمل نہیں، ان میں استدلال کرنا یا عقل کو دوڑانا شرفاً ناجائز ہے، انکی سب باتیں باطل و بیسی اور مافوق الدلیل ہیں، انکے متعلق تدبیر کرنا الحاد و کفر ہے یہی خیال کسی نہ کسی رنگ میں حکمائے مغرب کو بھی تحقیق مذہب کے باز رکھتا رہا ہے اگرچہ اس سے باز نہ ہونے کی وجہ یہ اوہری دلیل اور اعتقادی شان ختم نہ ہو لیکن ان امور کے علاوہ جو اہم مشکلات اس راہ میں عصر جدید کے واٹرین علم کو پیش آتی رہی ہیں، یہ ہیں کہ ان کے پاس ختم کوئی ایسی آسمانی کتاب موجود نہ تھی جو انسانی تصرف اور تبدل سے کامل طور پر محفوظ رہی ہو۔ تورات، زبور، انجیل سب کی سب موجودہ حالت میں اپنی اصل زبانوں سے ترجمہ شدہ ہیں حتیٰ کہ ان کے اصل نسخوں کے متعلق یہ بھی معلوم نہیں رہا کہ وہ کس زبان میں تھے، اور مطالب کا وہ ناقابل ک

فساد جو ترجمے اور بالخصوص لفظی ترجموں سے پیدا ہوتا ہے منشاءً وحی کی صحیح مصلحت تک پہنچنے میں ستر
 اسکندی کا حکم رکھتا ہے۔ ایک توفیق تحریر بجائے خود کسی شخص کے حقیقی خیالات اور اُن کے صحیح کیف کو ادا
 کرنے کا از بس ناقص اور نامکمل منظر ہے اور نبی کی آسمان سے لائی ہوئی وحی بسا اوقات امر و نہی کے صحیح کیف
 حال کے ادا کرنے میں اسی وقت اور صوری رو گئی ہے جب اس لڑکھن انکشاف کو لوگوں کی عام ہدایت کیلئے
 معرض تحریر میں لایا گیا ہے، لیکن بعد ازیں اگر اصلی مصنف کی وہ نفس مبین بھی انسانوں کی مدد سے ترجمہ و ترجمہ
 کر دیا جائے تو حقیقت کے جس جزو صغیر کا اُس ترجمے میں باقی رہ جانا ممکن ہے، ظاہر ہے۔ اکثر اوروں صحیفہ بھی چکی
 بابت انسان کا اذعائے کہ وہ آسمانی تھے اسی تحول و تبدل میں سیانہ بننا ہو گئے، اُن کے مطالب اور مضامین
 محرف ہو چکے ہیں، الفاظ بدل چکے ہیں، کتابت کی غلطیاں، مطالب کی نا فہمیاں، ذاتی اغراض و مفاد،
 زمانے کی دستبرد وغیرہ و غیرہ سب کے سب اُن کی مصلحت کو چھپانے میں موید ہوئے ہیں۔ روئے زمین کے
 آسمانی کتب خانے میں لے دیکر صرف ایک قرآن ہے جو سب انسانی تصرف سے محفوظ رہا ہے، اس میں ایک
 حرف کے برابر کچھ تبدیلی نہیں ہوئی، الفاظ کی ترتیب میں، آیتوں کے الفاظ میں، سورتوں کی آیتوں میں
 یہ کتاب بعینہ وہی ہے جو پیغمبر الزمان نے دنیا کو دی۔ کوئی تساہل، کوئی کوتاہ نظری، بددبانتی، یا
 غرضمندگی اس کو پہلے دن سے نقل کرنے میں نہیں ہوئی، نہیں بلکہ اسکے ایک پرانے نسخے کے متعلق جدید
 انکشاف و حال میں ہوا ہے اُسے حکماً اور علماً ثابت کر دیا ہے کہ یہ وہی ہے جو پہلے تھی، وہی ترتیب ہے جو ایک
 دفعہ مقرر ہو چکی تھی۔ وہی نص ہے، وہی الفاظ ہیں، سینوں کے جوف میں ہے تو وہی ہے، اور کافذ کے
 میدان پر ہے تو وہی ہے !

ایسی محفوظ اور مصون کتاب کے مضامین سے مغربی حکیم گر چاہتا تو بہت کچھ اخذ کر سکتا تھا، اُس کو کم از کم
 ایک مذہب کی صحیح اساس قرار دے سکتا تھا، ایک مستقل اور قائم مذہب کی مصلحت تک پہنچ کر اُس کو روضہ شون

کی طرح سچ یا غلط ثابت کر سکتا تھا۔ ایک سے فراخ ہو کر پھر انہی اصول پر اور مذاہب کو لے سکتا تھا، اور اس طرح پر دنیا میں مذہب کے سر عظیم کا یوں کیسے کھول کر سب کو ایک حقیقت کے لیے پرستش عمل یا ایک کذب عظیم سے مستغفر کر سکتا تھا، جز ثقیل یا علم حساب کی طرح سب تفروں کو مٹا کر دنیا میں ایک حصہ بنیت، ایک مت، اکائیت ایک اخوت قائم کر سکتا تھا، نہیں بلکہ ابد الابد تک مذہب کے متعلق سب جھگڑے، سب جنگ جمل، سب غیظ و بغاوت یا سرے سے محو کر کے دنیا کا باو آدم بدل سکتا تھا۔ اس طریق عمل سے مذاہب عالم کے شرعی رہنماؤں کا تعصب بھی ایک بیک بے اثر ہو جاتا، لوگ بے دلیل اور مضحکہ انگیز باتوں کو شدہ شدہ چھوڑ کر حقیقت کی طرف ایک ایک کر پونچتے، اور علنی طور پر اس کی طرح ان کے غلط مذہب کا حامی بالآخر ایک باقی نہ رہتا، سب بلا استثناء اس سے ایک مذہب اور ایک مسلک پر قائم ہو جاتے یا سب لا مذہب بن کر ایک ہو جاتے؛ لیکن بد قسمتی سے قرآن مغرب کے لیے رفراقل سے ممنوعہ درخت کی مانند رہا، عیسائی پادریوں نے جب کو اسکے کارناموں سے خاص طور پر چپ ٹھکی، جن کی تبلیغی مساعی بلکہ بسا اوقات سیاسی منصوبوں کو اس نے خاص طور پر روک کر ان کے کلام کو کالعدم کر دیا تھا اس کے کذب و افتراء ہونیکے متعلق بے سزا و افسانے بنائے۔ انہوں نے مشہور کر دیا کہ قرآن بُت پرستی کا بڑا سنگ ہے، "موند" یعنی محسوس کو خدا کہتا ہے، "توبہ" پیغمبر کے شانے پر ایک کبوتر بیٹھا رہا کرتا تھا جس کے ذریعے سے وہ شعبہ بازیاں کیا کرتا تھا؟ اسلام نے عورتوں کو عام جامد و قرار دیا ہے، اب شخص ان کی عصمت کا وارث ہے؟۔ بعض زیادہ متکار اور ہوشمند اور معاملہ فہم دشمنوں نے اُڑادی کہ "مخد" کو صرع کی بیماری تھی جس کو وہ جبریل کی وحی قرار دیتا تھا؟ قرآن میں فاش تاریخی افلاط موجود ہیں۔ وہ ایک کتاب ہے جس کا ماخذ تورات اور انجیل ہے۔ اس کے سب افسانے یہودیوں کی غیر مستند روایات سے لیے گئے ہیں، وہ سزا پائے رابطہ ہے اور کسی جنون زدہ شخص کا کلام معلوم ہوتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب الزامات اس فط کے تھے کہ اس کے بعد کسی ہوشمند شخص کا اس کتاب کی طرف متوجہ ہونا ہی دور از بحث تھا، ان نقائص کے ہوتے ہوئے اس کا خالص المتن ہونا یا تحریف لفظی سے محفوظ رہنا بھی کچھ قابل توجہ نہ ہو سکتا تھا۔ انگلستان کے ایک مشہور فلسفی (کارلائل) نے بالآخر

اس کذب و افتراء پر سے نقاب اٹھا، ان الزامات کو سچی پادریوں کی صریح بد معاشی قرار دے کر عیسائیت کو قرآن اور پیغمبر قرآن کے متعلق غلط نشر و تبلیغ کرنے کی شرم دلائی، عرب کے آخری پیغمبر کو **بطل** نسبت کیا کہ خطا دے کر اُسکی اولوالعزم بیویوں کو سراپا، اُسکو خدا کی طرف سے پتہ نبی ہونے کی سند اپنے زعم میں اپنی طرف سے دی، مگر مذہبی تعصب اور تجبر کا اثر اس علم و شہادت کے زمانے میں بھی انسان کے ہر گمراہی میں اس قدر سرایت کر چکا ہے کہ اس فلسفی نے بھی عرب رسول کی بحث کے ضمن میں تمہید کے طور پر یہ کہہ دیا کہ ہم نے اس پیغمبر کو **بطل** نسبت کیا کہ طور پر بالخصوص اسلئے منتخب کیا ہے کہ ہم اسکے حسن و قبح پر گرد گویا بالمقابل عیسیٰ علیہ السلام زیادہ آزادانہ طور پر بحث کر سکیں گے، اور یوں تو ہم میں سے کسی شخص کے عیسائیت کو چھوڑ کر مسلمان بن جانے کا امکان نہیں! اس اقرار نما انکاری حالت میں ظاہر ہے کہ کسی بڑی سے بڑی وح سرائی کا کیا اثر ہو سکتا تھا، لوگ اسکو علم ادب کے فکارات کا ایک منظر سمجھ کر خاموش ہو گئے، بہتہ چند ایک اہم الزامات کی دشمنی کی اپنے منہ سے تردید ہو گئی اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

الغرض یہ وجوہات تھیں جنکی بنا پر قرآن بھی مذہب کے متعلق کسی فیصلہ کن علمی تحقیقات کی اساس نہ بن سکا۔ لوگوں نے مذہب کو ایک مابعد الطبیعی اور ناقابل مد کشے قرار دیا تھا، علمائے مغرب نے بھی جن کے علم کی بنیاد سائنس کے مشہور عالم مسئلہ استقرار کے بعد سے یکسر مشاہدے اور تجربے پر ہی ہے، اور جو سمع و بصر اور قلب سلیم کی شہادت کے بدون کسی شے کو علم کا بلند مرتبہ نہیں دیتے، یہی سمجھ لیا کہ مذہب مابعد الطبیعی ہے، فہم سے بالاتر ہے، کسی تختل زدہ لوگوں کی عالم خیال کے جوش میں بنائی ہوئی شے ہے، اسلئے اسکو کسی صورت سے چھین کر جہلا میں ایک ہنگامہ عظیم برپا کر دیتا روا نہیں۔ جوں جوں علم کا اثر دنیا کے اکناف اطراف میں وسیع ہوتا جائے گا لوگ خود بخود اسکی بے حقیقت باتوں سے متنفر ہو کر اسکو چھوڑ جائیں گے، اور اس حقیقت کشا اور پردہ زد علم کی طرف خود بخود راغب ہونگے جو اس کا رگہ فطرت کے مطابق ہے

اخذ ہوتا ہے اور صحیح معنوں میں واقع الامر ہے۔ مذہب جاریہ کی اعتقادی اور بنیہ صورت نے
 انکو اس حقیقت تک ہرگز نہ پہنچنے دیا کہ مذہب فی الحقیقت اس دنیا میں خوش اسلوبی سے رہنے کا طریقہ
 جسکو آج مروجہ مذہب اور دستور زمانہ نے اعتقادی رنگ دیکر مسخ کر دیا، وہ نہ سمجھے کہ کلام وحی کو فنا و بقائے
 اقوام اور موت و حیات اُمم کے سوال سے ایک گہرا، طبعی، اور ناقابلِ حُک لگاؤ ہے، اور دنیا
 جہان بھی محض اسی غرض کے لئے مبعوث ہوئے تھے کہ کم ہیں، ہاشناس، اور کوتاہ نظر انسان کو قیاساً
 اور آرا کی اس ظلمت انگیز رستخیز میں قانون الہی سے صحیح طور پر واقف کئے اُن کو بقا کے صراطِ مستقیم کی طرف
 لیجائیں۔ وہ اس راز کو خفا نہیں سمجھے کہ بلا استثناسب انبیاء اپنی جماعت کو اپنی حیات میں قوت
 اور اس کی راہ پر لگا گئے، انکو قعرِ غزل و جود سے نکال کر راجِ سعی و امن پر بلا واسطہ مشرف کر گئے۔ یہی اُن کے آنے
 کی وحی و غرض تھی، اور اسی مطلب کے حاصل کرنے کے لئے انکا بے مثال سعی و عمل تھا۔ **نشارۃ الثانیۃ**
 کے اوائل میں طبعیوں کا سارا زور اسی میں صرف ہوا کہ مسئلہ استقرار کو اساس قرار دیکر حقائق الاشیاء کی طرف
 متوجہ ہوں اور اُن سے صحیح نتائج مستنبط کر کے فطرت کے خزانہ عامرہ کو اپنے استعمال میں لائیں لیکن جب اشیا کے
 مطالعے سے ظلمتِ شب دور ہوئی، نور کے نزدیک بیک کھلتے گئے، انسان کو سقفِ آسمان کے نیچے اپنی ہستی کا
 رضائی احساس ہوا، وہ آسمان کی ہولناک دوریوں کو سمجھا، اس حقہ مقدار زمین کا اندازہ لگایا، جب اس نے موالید
 زمین کی تدبیر کی، اجناس حیوانات کی تقسیم کی، اقوامِ خالیہ کے بقیہ آثار کو دیکھا، بے شمار محسوسہ حیوانی
 انواع کا ملاحظہ انگشتِ بندناں ہو کر کیا، اپنی کمالِ سبب سے اسی اور صانعِ فطرت کی کمالِ قدرت کا اندازہ کیا، اور ہر گاہ
 زمین و آسمان کے بارے میں وہ سب قیاسی خیالات حرفِ غلط ثابت ہوئے، تو پہلا سوال طبعاً ہی پیدا ہوا
 کہ اس صحنِ زمین پر اجتماعی بقا و فنا کا راز کیا ہے، وہ کیا قانون ہے جس پر حلقہ قوت اور امن ہی، راحت

۴۔ اس کتاب کا اہم طبعی نظریہ اس امر کا ہے کہ سب تک پہنچا، اور مدعیِ نام نہوت کی صحیح غرض غایتِ کرمک کر ہے اس واسطے کہ صوفیہ ۶۶ اور اس صوفیہ
 پر ڈھونڈا گیا ہے اور اس کی قرآنی سماعت ایک حد تک پس کی ہے مگر کمالِ شہادتِ اصل کتاب میں دیکھائے گی اگر اس کے کلام کے معنی کا ہرگز نہاد ہی اپنی اُمتوں کو جانوں دیا
 سے آگاہ کر کے قوتِ ماس کی راہ دکھا، اس میں ہمارے ہر مذہب و اصل وہ کوئی مقام نہیں ملے، رہا اُن کے ماس کی اُمت کوئی لہجہ نہاد کی اعتقادی صفت خواہ کچھ ہی
 نہ ہو لیکن غلط کے طالب کو اس صحت کے اعتراف کے سوا چارہ نہیں ہے

اور سخت ہو، خلد و دوام ہے، بقا و ارتقا ہے؟ ایک اُمت کیوں اس روئے زمین سے جہنم زدوں میں مبتلا کی
 ہے؟ دوسری اسکی جگہ کیوں اور کس استعداد پر لیتی ہے؟ یہ کیا رسمِ مہا دولت ہو! کبارِ عرشہ بر انگیز قانون ہے
 جو اس قوت اور زور کے ساتھ اس دنیا میں نافذ ہے۔ اسکا تحمل بیڑ کہاں ہے، اسکا سر بھر راز کیا ہے؟ معرفت
 نفس کی یہ وہ پہلی منزل تھی جو مغرب کو فطرت کے پیہم شاہدے اور استقصا کے بعد ملی، اور اسکے بارے میں
 آج تک وہ شبانہ مدد سعی و تلاش کے باوجود کمالِ تحقیق میں ہیں۔ انگلستان کے مشہور طبیعی ڈارون نے اور
 حکماء کی محبت میں مدۃ العمر بھی و جدل کے بعد اس سوال کے جواب میں یقائنہً اصلح کے عالمِ انجمن کے
 پیش کیا، انہوں نے حیوانی اُمتوں کے مدو جز کے بارے میں بہت کچھ چنانچہ کی، اصلحیت کے چند موٹے
 موٹے اصول بیان کیے، قانونِ موت و حیات کی ایک لگتی ہوئی تعریف وضع کی، مگر جب اس کا طلاق
 انسانی اُمتوں پر کیا گیا، تو صلح کی تعریف میں سجد و ماندگیاں، بے اندازہ مشکلات، ناپیش ویدر کاٹیں
 پیش آئیں۔ وہی تعریف صلح، جو حیوانی اُمتوں کے بارے میں ہادی الراے میں فیصلہ کن معلوم دیتی تھی،
 انسانی اقوام کے رو سے از بس نامکمل، بے حد نامرسا و ناقص بلکہ اکثر اوقات غلط نظر آئی۔ انسانی فطرت کا ہر تن
 اور حیوانی جبلت پر محمول ہوا بھی بجائے خود ایک مشکوک مسئلہ تھا جس کے نتیجے میں مغرب نے ناروا غلو کیا، اس کا
 فوری نتیجہ یہ ہوا کہ مغرب کی تمام تہذیب میں یہیمینت، وحشیت، درندہ پن اور نوعی انحطاط کے آثار نمایاں ہو
 گئے، بالآخر مغرب نے آج تک کلامِ وحی کی طرف رجوع نہیں کیا، انہوں نے اعمالِ خدا کے مطالعے کو چھوڑ کر
 الفاظِ خدا کے مطالعے کی طرف توجہ نہیں کی، اُن کا ذہن اس طرف منتقل ہی نہیں ہوا کہ انبیا کے کرامِ سلیم
 السلام نے اپنی بلند اجاعی نظریے سے وہ بات حتماً پالی تھی جس تک انکی دور بینیں قطعاً نہیں پہنچ سکتیں۔ اُن کا
 علم انکو نقدِ نظر کے اس اُفقِ اعلیٰ تک لیگیا تھا جہاں آج بھی کسی بڑے سے بڑے وسیع النظر طبیعی کا پونچھا
 محال ہے! وہ آئے تھے اور اپنے ساتھ زورِ عمل لائے تھے! آسمان شگافِ علم لائے تھے! اُمتوں کو آسمان تک
 اٹھا دینے کے سیرم لائے تھے! زمین کو توبالاکر دینے کے کدال لائے تھے! انکی دقتِ نظر میں آسمان

اُن کی پشت پناہ تھا۔ خلاق ارض و سما اُن کی تائید میں تھا؛ زمین اُنکے علم و عزم کے آگے پانی کی طرح بہ جاتی تھی؛ بزرگسراُن کے حوصلوں اور یقین کو دیکھ کر سپہِ ڈال دیتے تھے؛ جب تک انسانی انسان میں اس طاقت عمل، اس قدوسی علم، اس اتنی ایمان افشیں، اس روحانیت، اس لازوال عزم کا جسے قلیل موجد نہ رہے۔ امتیں کیونکر اس دنیا میں دوام حاصل کر سکتی ہیں۔ صلاحیت یہی ہے کہ انسانی طین انسانی فطرت پر قائم رہے، مغلی تغیر قبول نہ کر سکے، بہتر اور قائم تر فطرت کی طرف رجوع کرے، ادنیٰ جبلت کی طرف رغبت ہو، اُمت فی الجملہ امن میں ہو، اسکے ہر عضو میں بیداری اور تڑپ برقرار ہو، سب اعضا متناسبت ہوں۔ بڑے گھٹے نہ ہوں، اسکے کسی شعبے میں نقص پیدا نہ ہو، اگر کوئی قوم کسی ایک حصہ عمل میں بے اندازہ طور پر بڑھ گئی ہو، درحالیکہ باقی حصے بے نشوونما پڑے ہیں تو وہ حقیقتاً صلیح نہیں، وہ ایک بیدول پیدائش ہے ہنسنے بے ہنگم ہے، عجوبہ خلقت ہو؛ ایسی شکل اُمت کا اس متناسب اور خوبصورت دنیا میں کسی یدِ مدت تک رہنا محال ہے!

یہی وجہ ہے کہ حکمائے مغرب نے صلاح کی صحیح تعریف وضع کرنے میں بے اندازہ واماںدگیاں بلکہ فاش غلطیاں کی ہیں، انہوں نے احوالِ ناریج کو یا اپنے سے ادنیٰ مخلوق کے فطری عوائد کو ہی علم الدین کا صحیح ماخذ قرار دے کر انسانی حسیات کی تعمیر اُن احوال و عوائد پر کی، اور کما قضا و قدر کے فیصلہ جات سمجھنے میں ایک حصہ ارادہ خدگی مشیت اور صاحب ارادہ انسان کے اہم ترین عناصر کو بیدخل کر دیا، وہ اس ناروا تخیل میں لگے رہے کہ متوجز اقوام کے قانون کی تدوین بھی لامحالہ اُسی انداز پر ہے جس پر بشر ثقیل، یا علم حساب کے قواعد مرتب کر دیئے جاتے ہیں، اور سطح پر خواص الاشیاء کے معلوم کر لینے سے مرکبات کے خواص کی طرف ہنمائی ہوتی ہے سطح پر افراد کے مطالعے سے اقوام، اور عام حیوانی مخلوق کے مطالعے سے خاص انسانی مخلوق کی طبیعت اور فطری میلان کا کامل تپہ لگ سکتا ہے۔ بیٹن و خیال بجائے خود آج اس قدر کم نفع مند ثابت ہوا ہے کہ جہاں صلاحیت کا صحیح تحقیق نہ ہو، مادی ترقی کے مدارج اعلیٰ پر چڑھ جانے میں بیش از بیش کامیاب ہوا ہے، وہاں اسکا غلط مفہوم اسکو حسیاتی

اور رحمت ہی، خلد و دوام ہے، بقا و ارتقا ہے؟ ایک اُمت کیوں اس روئے زمین سے چشم زون میں مستطاعت ہے؟ دوسری اسکی جگہ کیوں اور کس استعداد پر لے لیتی ہے؟ یہ کیا رسم و دولت ہو! کبار عرشہ بر انگیز قانون ہے جو اس قوت اور زور کے ساتھ اس دنیا میں نافذ ہے۔ اسکا تحمل بیڑا کہاں ہے، اسکا سر بھر راز کیا ہے؟ معرفت نفس کی یہ وہ پہلی منزل تھی جو مغرب کو فطرت کے پیہم شاہدے اور استقصا کے بعد ملی، اور اسکے بارے میں آج تک وہ شبانہ مفذسی و تلاش کے باوجود کمال تحیر میں ہیں۔ انگلستان کے مشہور طبیعی ڈارون نے اور حکماء کی محبت میں مدۃ العمر صبح و صبح کے بعد اس سوال کے جواب میں بقائے اصلح کے عالم انگیز مسئلے کو پیش کیا، انہوں نے حیوانی اُمتوں کے مدو جزر کے بارے میں بہت کچھ چہان بین کی، اصلحیت کے چند موٹے موٹے اصول بیان کیے، قانون موت و حیات کی ایک لگتی ہوئی تعریف وضع کی، مگر جب اس کا طلاق انسانی اُمتوں پر کیا گیا، تو صلاح کی تعریف میں بحیرہ و مانڈ گیاں، بے اندازہ مشکلات، نا پیش دید رکاوٹیں پیش آئیں۔ وہی تعریف صلاح، جو حیوانی اُمتوں کے بارے میں بادی الزامے میں فیصلہ کن معلوم دیتی تھی، انسانی اقوام کے تو سے از بس نامکمل، بیحد نارسانا ناقص بلکہ اکثر اوقات غلط نظر آئی۔ انسانی فطرت کا ہر تن اونٹنی حیوانی جبلت پر مجبور ہونا بھی بجائے خدا ایک مشکوک مسئلہ تھا جسکے تتبع میں مغرب نے ناروا غلو کیا، اس کا فوری نتیجہ یہ ہوا کہ مغرب کی تمام تہذیب میں بہیمیت، وحشیت، درندہ پن اور نوعی انحطاط کے آثار نمایاں ہو گئے، باایں ہمہ مغرب نے آج تک کلام وحی کی طرف رجوع نہیں کیا، انہوں نے اعمال خدا کے مطالعے کو چھوڑ کر الفاظ خدا کے مطالعے کی طرف توجہ نہیں کی، اُن کا ذہن اس طرف منتقل ہی نہیں ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی بلند اجتماعی نظریے سے وہ بات حتماً پالی تھی جس تک انکی دور بینیں قطعاً نہیں پہنچ سکتیں۔ اُن کا علم انکو نقد نظر کے اس افق اعلیٰ تک لیگیا تھا جہاں آج بھی کسی بڑے سے بڑے وسیع النظر طبیعی کا پونچھا محال ہے! وہ آئے تھے اور اپنے ساتھ زورِ عمل لائے تھے! آسمان شگاف علم لائے تھے! اُمتوں کو آسمان تک اٹھا دینے کے سیرم لائے تھے! زمین کو تہ و بالا کر دینے کے کدال لائے تھے! انکی وقتِ نظر میں آسمان

اُن کی پشت پناہ تھا۔ خلاقِ ارض و سماء اُن کی تائید میں تھا! زمین اُنکے علم و غم کے آکے پانی کی طرح بہ جاتی تھی! بزرگوار اُن کے حوصلوں اور یقین کو دیکھ کر سپردال دیتے تھے! جب تک انسانی انسان میں اس طاقتِ عمل، اس قدوسیِ علم، اس آبی ایمان اور یقین، اس وعایت، اس لازوال عزم کا جسے قلیل موعود نہ رہے امتیں کیونکر اس دنیا میں دوام حاصل کر سکتی ہیں۔ صلاحیت یہی ہے کہ انسانی طین انسانی فطرت پر قائم رہے، اسفلی تغیر قبول نہ کر سکے، بہتر اور قائم تر فطرت کی طرف رجوع کرے، اپنی جبلت کی طرف رغبت ہو، اُمت فی الجملہ امن میں ہو، اسکے ہر عضو میں بیداری اور تڑپ برقرار ہو، سب اعضا متناسب ہوں، ہرے گٹھے نہ ہوں، اسکے کسی شعبے میں نقص پیدا نہ ہو، اگر کوئی قوم کسی ایک حصہ میں بے اندازہ طور پر بڑھ گئی ہو، درخاک لیکہ باقی حصے بے نشوونما پڑے ہیں تو وہ حقیقتِ صلیح نہیں، وہ ایک بیدول پیدائش ہے، ہضخہ ہے، سنگم ہے، عجیب غریب خلقت ہو! ایسی بد شکل اُمت کا اس متناسب اور خوبصورت دنیا میں کسی مددِ مدت تک رہنا محال ہے!

یہی وجہ ہے کہ حکمائے مغرب نے ضلیح کی صحیح تعریف وضع کرنے میں بے اندازہ دامانڈگیاں بلکہ فاش غلطیاں کی ہیں، انہوں نے احوالِ تاریخ کو یا اپنے سے ادنیٰ مخلوق کے فطری عوائد کو ہی علم الدین کا صحیح ماخذ قرار دے کر انسانی اخلاق کی تعمیر اُن احوال و عوائد پر کی، اُنھوں نے قضا و قدر کے فیصلہ جات سمجھنے میں ایک حصارِ ارادہ خدائی مشیت اور صاحبِ ارادہ انسان کے اہم ترین عناصر کو بیدل کر دیا، وہ اس ناروا سخیل میں لگے رہے کہ مدوجز اقوام کے قانون کی تدوین بھی لامحالہ اُسی انداز پر ہے جس پر سہرہ ثقیل یا علم حساب کے قواعد مرتب کر دیئے جاتے ہیں، اور سطح پر خواص الاشیاء کے معلوم کر لینے سے مرکبات کے خواص کی طرف ہنمائی ہوتی ہے۔ سطح افراد کے مطالعے سے اقوام، اور عام حیوانی مخلوق کے مطالعے سے خاص انسانی مخلوق کی طبیعت اور فطری میلان کا کامل تہ لگ سکتا ہے۔ یہ طرزِ حال بجائے خود آج اس قدر کم نفع مند ثابت ہوا ہے کہ جہاں صلاحیت کا صحیح تجل نہ ہو، مادی ترقی کے مدارج اعلیٰ پر چڑھ جانے میں بیش از بیش کامیاب ہوا ہے، وہاں اُنکا غلط مفہوم اس کو حلاقی

اسخطاط کے درک اسفل کی طرف نہایت تیزی سے گھسیٹ رہا ہے۔ وہ آج سب کے سب اپنی 'مادیت' پر خوش ہوئی
 کی بجائے اپنے فقدان 'روحانیت' کا ماتم کر رہے ہیں۔ سیاست کا صحیح علم اگر کہیں انکو ایک گز ابھار رہا ہے تو
 روحانیت سے کم علمی دوسری جگہ انکو دو گز دبا دیتی ہے۔ وہی تمدن جو اپنی حیرت انگیز قوت استنفاع کے باعث
 دنیا کے ہر گوشے کو آباد اور پر رونق کر رہا ہے، اُن کے اپنے گہروں کو دردناک طور پر اُجاڑ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ
 اشیائے فطرت کے بیشال علم اور ابدان عالم کے متعلق صحیح خبر کے باوجود مغرب کا روئے زمین پر دوامِ ازیں
 مشتبہ امر ہے! وہ 'علم الدین' سے کما حقہ بہت کم واقف ہیں، انکو اس دنیا کے اندر 'صراطِ مستقیم' کے ایک
 اہم حصے کی کچھ خبر نہیں رہی۔ سیاست اور مادیت کے ناروا علوت نے نامعلوم طور پر یہ بات انکی گتھی میں ڈال
 دی ہے کہ اس دنیا کے اندر 'صلحیت' محض جسمانی 'رور' اور 'مادی طاقت' ہی ہے، یہی کثیر مخلوق کے اخلاق کا
 جزوِ عظیم ہے، اسی کے اندر بقائے انواع کا راز ہے! وہ اس مادی زور کو بدترجہ اہم حاصل کر نیکے لئے سب ممکن
 اشیائے فطرت کو کرایہ پر لے رہے ہیں اور اُن کی وساطت سے زور آویختے ہیں لیکن افراد کی روحانی صلاحیت
 اور تہذیب نفس کے آسان شکن زور کی اُن کو کچھ خبر نہیں، وہ اپنی باطنی ملکوتی طاقتوں کو مادیت کی بیجان
 قربان گاہ چرچہ مہار ہے ہیں۔ اور حیرت منانے کے ہاتھوں جلد مٹ رہے ہیں! اسی غیر روحانی اور کرایہ پر لئے
 ہوئے زور کا اسٹنڈرٹ دیسلین المانیہ کی بے مثال 'جندیت' تھی جس کا بیشتر حصہ حال کے محاربہ عظمیٰ میں تباہ
 ہوا اور اسی خواہش کا ادنیٰ منظر انگریز کی 'سنز فائن جوع الارض' اور اُسکا اٹھناہ استیلاہی جو آج اُسکی اجتماعی
 بیخ و بن یاد کو کھوکھلا کر رہا ہے!

مغربی اقوام کے بالمقابل مشرقی اقوام میں صلاحیت کا مادی اور روحانی پختل دونوں اصولاً مفقود ہو چکے
 ہیں اُنکے نزدیک فطرت کا یہ کار گاہ عظیم اصلاً بیکار اور باطل ہے، اس میں کچھ شے لائق تفتیش نہیں، کچھ
 سعی و عمل کی اہل نہیں۔ دنیا کو غائر نظر سے دیکھنا اُن کی نظروں میں عبث ہے۔ اس جہان میں خوش اسلوبی اور
 زور سے رہنا اُنکی نگاہوں میں نقشِ بر آب پیدا کرنے کی سعی کرنا ہے۔ وہ خدا کی اس عظیم الشان صنعت پر لات مارنا

خوشنودی خراب سمجھتے ہیں، اور آخرت کے دوام و بقا کے دل خوش کس تصور میں غرق ہیں! روحانیت اُن کے عالم خیال میں ایک بے ہمہ زندگی ہے جہاں بیکاری اور جمود ہے، فطرت کے عطائے ہوئے اعضا کا اسطال بے نتیجہ مجاہدے اور بچکارۂ اعمال ہیں، یکم اکم ایک کا آمد نہد و تودع ہے جس کا حلقہ اثر دس قدم تک سوت نہیں رکھتا! صلاحیت کا وہ مصلح جماعت مقلب القلوب اور انقلاب انگیز تخیل جو بیائے کرام نے کسی دنیا میں رواں کیا تھا۔ آج مشرق میں حرف غلط کی طرح مٹ چکا ہے، اور اس کائنات شرط و جزا اور عمل و عملیہ میں بیکار بن کر دکھ پانا انکا شیوہ اعتقاد ہو گیا ہے! مذہب و سیاست انکے ہاں ایک دوسرے سے اس قدر الگ ہو چکے ہیں کہ گویا انکے مابین کوئی مابہ الاشتراک قطعاً نہ تھا۔ وہ سیاست جو روحانیت کے زور اثر پر اقوام عالم کو ہتھیار کی وساطت سے ملی تھی اعلیٰ آخرت کیلئے مہلک ہو گئی ہے! گہر و برہمن، بدھ و افسلم، سب اس سعی نامشکور میں مصروف ہیں کہ دنیا کے نقد کو غیر کے ہاتھ دے کر آخرت کے نیچے کو بزم خود خورہ لیں، اور کم از کم اس دنیا کے لئے مذہب کا ہونا بیکار ثابت کر دیں۔ الغرض جہاں نقد پسند مغرب صلاحیت کو جسمانی قوت کی پیدائی ہوئی سیاست کے ماسوا کچھ اور سمجھنا گناہ سمجھتا ہے، اور مذہب کے جنبی اور ناخوش آئینہ جہاں کو انکے اصلی وطن (ایشیا) میں وکیل کرنا، بعد کی گڑبڑ اس دنیا میں دوام کی لاطائل سعی کر رہا ہے وہاں مشرق کا نیسپند بلکہ روحانیت کے اصلی مفہوم کو خیر باد کہہ کر کمزوری اور جمود کی پاکبازی اور ہنس و شہی سے ہی اپنے آپ کو صالح سمجھتا ہے اور اپنے ہاتھوں آپ مٹ رہنے میں بقا کا راز عجب ٹٹول رہا ہے!

میراثین ہے کہ سعی و سکون کے یہ دونوں مناظر افراط و تفریط کے مناظر ہیں، قناعت و استہلاک کے مناظر ہیں، حفظ و امن کے مناظر نہیں! اس دنیا کی چار دیواری میں رہ کر کسی قوم کا سچا مذہب انکے دوام و بقا کا مذہب ہی ہے اور یہی سچی سیاست اور سچی صلاحیت ہے۔ دوام کے لئے جہاں اشتہار و زور کی قطعی ضرورت ہو وہاں اس نقد کو ہتھ مار رکھنے کے لئے انتہائی تزکیہ نفس و احد اور آخری وسیلہ ہے۔ بہت ممکن ہے کہ گراہ پر یئے ہوئے انسانوں یا زر کے مستنظر مزدوروں کی ایک جماعت اس دنیا کے اندر

چند لمحوں کیلئے زور پیدا کر دے، اُنہیں سب لانات غلبہ و استیلا کے موجود ہوں، اُنہیں جو بات ہو لا جو آپ اور بے مثال نظر آئے، زور آوروں میں اشد زور ہو، کمزوروں میں اشد کمزوری ہو، ایک طرف کمال بھت و انبساط ہو، دوسری طرف انتہائے عجز ہو، لیکن ایسے زرخیز زور کو وواہم قطعاً نہیں، اسیں صلاح کی باطنی استقامت نہیں، اُنہیں بلکہ کی انکساری صلاوت موجود ہے، لیکن فولاد کی اندفاعی پک قطعاً نہیں ایسی بنا کی مثال ایک مٹری کے جانے کی ہے جسکو باد ٹنڈ کا ذاسا ہو مکا کا لہر کر دیتا ہے، اور بعد ازاں اُس نل آؤ تمبر کا نشان تک باقی نہیں رہتا۔ یورپ کے تمدن کا جزو اعظم اسی کمزوری اور ناووسینی پر مبنی ہے۔ اقوام کے اس دنیا میں بقا کیلئے ضروری ہے کہ ایسے افراد کا تعلق حتی الوسع صلح فطرت کے اخلاق سے مائل ہو، اشرف المخلوق انسان سے کسی بزرگ مخلوق بننے کا تہیہ ہو، نہ یہ کہ سفلی پیدائش سے ارتقا کیا ہو انسان، پھر اُنسی درک سفلی کی طرف لوٹ آئے۔ ایسی تہذیب اپنے پاؤں پر آپ بٹرا رہی ہے گو کہ اپنے زور کے نشے میں وہ فی الحال استعلا مست ہو کہ اس خود کشی کا کچھ اندازہ نہ کر سکے!

میرا یقین ہے کہ مغرب کو ایکٹ ایکٹ ان اعمال خدا کے مشاہدے کو کچھ مدت کیلئے ملتوی کر کے الفاظ خدا کے مطالعے کی طرف آنا پڑے گا! اُس ن اُنکی سب حیرت اور مذہب حالت تیقن میں بدل جائے گی اور مڑ مستقیم کے بارے میں اُنکے سب شکوک رفع ہو جائیں گے، اصلاح کا کثیر غلط تخیل درست ہو ہو کر مکمل ہو جائیگا، اُنکے علم فطرت سے مستنبط کیے ہوئے اکثر معاشری اور تہذیبی اصول کی تائید ہزاروں برس پیش تو کے کے ہوئے الفاظ سے حیرت انگیز طور پر ہوگی! اُن کو اُنہیں تیار کے اس دنیا میں علمی مقام کا صحیح اندازہ ہو جائے گا، اپنی غلط روی کے متعلق صحیح اور تہذیبی چیز معلومات ملیں گی، صحیح روی کی انہی اور کٹری سند مل جائے گی، پھر اُن کا فاطر مین آسمان سے یہ تجاہل عارفانہ بھی نہ رہ سکیگا! منکر نے بکر، ہرگز متاں زمین کے مصداق نہ رہ سکیں گے! اس حکیم علی الاطلاق کی حکمت پر کھلا ادبے جا بانہ یقین، اُنکے اعمال پر متفقانہ نظر، اُن کے الفاظ کی خالصتہ انکی رحمت کی بے محابا تمنائیں اور تقدم کے بڑے ہوئے حوصلے اس کثرت زار عمل کو بری بھری کر دیں گے! پھر انسان

بھی ایک دوسرے سے اُفت سے راکرے گا۔ آئے دن کے مقابلوں کا جہنم اسکی معاشری بھت کے بہشت کو کچھ مستحق نہ کر سکے گا۔ اگر مغرب اور مشرق نے فی الحقیقت مذہب کو علم کی نظر سے دیکھا، اور علم نے بھی اسکو اپنی آغوشِ لطف و حرمت میں لیکر، کلامِ خدا کو از سر نو انسان کا مشترک صراطِ مستقیم اُسکا واحد دستور العمل، رب العالمین کا ایک اور اُثل پیغام، اسکا ایک اور ناقابلِ بدل قانون بلکہ انسان کا چھائے و حید اور اداوائے فریضہ ثابت کر دیا، اور اگر ساکنانِ زمین نے بھی دانشمندی اور تدبیر سے کام لیکر پیغمبرانِ جہان کی ذاتیات پر بحث کرنے کی بجائے خدا عظیم کے نفسِ الامر کی طرف توجہ کی، سب فروعات اور ظواہر کو بالائے طاق کھسک کر اصل قانون کو اپنا شہرہٴ عمل بنالیا، تو جہنم کے سب دروازے یک بیک بند ہو جائیں گے! اس دنیا میں پُرکار شیطان کا کچھ کام نہیں رہیگا، اور بد قسمت زمین پر اُسکے مستقر ہونے کی بجائے اُسکو کسی اور آسمانی کُرے کی طرف بہانہ پڑے گا!

وحی کی صحیح حقیقت اور عظمت بھی آج ہی نسلِ انسانی پر عیاں ہو سکتی ہے جب کہ اُسکا علم اوجِ کمال پر پہنچ رہا ہے، جب اُسکو میرٹج سے ہمکلام ہونے کی آزدی ہے، جب اُسکے سمع و بصر کی حکومت بامِ آسمان تک یونچ چکی ہے، جب اُسکا ساز و دھن اس سحرستانِ کائنات کو اجماعی نظر سے دیکھ رہا ہے، جب اُمتوں کے قنا و بقا کی مکمل تصویر اُن کی آنکھوں کے سامنے موجود ہے! جاہل اور کوتاہ نظر اُمتوں نے جو آج سے پہلے ہو گزری ہیں اُس مالکِ سمع و بصر اور علامہٴ مطلقِ خدا کے کلام کو کیا سمجھا ہوگا، اُسکے ناپید اکنارِ علم کی کیا قدر کی ہوگی، اُسکے عاجز و اذاحکام کی کیا لہجہ سوچی ہوگی، درِ اخالیہ کہ وہ سمجھتے رہے کہ زمین کا چورس کثرتِ ایل کے سینک پر پڑا چکر کھا رہا ہے، اور ایل مچھلی کی کمر پڑکا ہے! وہ کیا سمجھتے ہو گئے کہ اس مالکِ زمین و آسمان نے کیا کہا؟ کس غرضِ مطلب کو سوچ کر کہا؟ کس منہ تہائے حلیل کو پیشِ نظر کھسک کر کہا؟ توحید پر اصرار کیوں ہے؟ شیطان سے احراز کیا ہے؟ ایمان کا کیا مطلب ہے؟ اتقا سے کیا مقصود ہے؟ تفریق کیوں منع ہے؟ اتحاد کی توثیق کیسی ہے؟ بہشت اور دوزخ کیا ہیں؟ جاتروں کی کیوں تاکید ہے؟ تزکیہٴ نفس کی ترغیب کیوں کر ہے؟ پُن دان، نکو کاری کا کیا

متعاہد و غیرہ وغیرہ آج اس علم و شہادت کے سامنے میں ہی مذہب کے اور امر و نواہی اپنے صحیح اور سلی رنگ میں ظاہر ہو سکتے ہیں، اُن کے مقاصد کی صحیح تعین ہو سکتی ہے، اُن سے مستقل نتائج اخذ ہو سکتے ہیں، اُن سے قانون خدا اور امر رب العالمین کا پتہ چل سکتا ہے، نوکر کو آقا کا صحیح عندیہ اور آقا کو نوکر سے سچی رسم و راہ پیدا ہو سکتی ہے، ذاتیات اور تفضیل سب غلو فی الذہن اور اسراط و تفریط قطعاً ناممکن ہو سکتے ہیں، اس امر کا وثوق کے ساتھ مصلد ہو سکتا ہے کہ پیغام فی الحقیقت ایک ہی تھا، صرف اُس پر عمل کرنے کے منظر ہر جہاد تھے مقصود بالذات اصل دین ہی ہے، قانون فطرت ہی ہے، مادہ خدا کو جہنا ہی ہے، افروحات اور ظواہر اسل مذہب ختم نہیں! نہس بلکہ جو قوم اصل کو پکڑے ہوئے ہے وہی اُس کے حزانہ عامر و عامر پارہی ہے، جس نے روح کو، نفس الامر کو، صدق بسیم کو جوڑ دیا وہی ہلاک ہو رہی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جب اتحاد عالم کا نصب العین بتن ازہیں معروض عمل میں آ سکتا ہے، جب بشیمن دان زمین کی ایک موثر علم کی مشعل کو ماتھے میں لیکر دنیا کو ایک راہ پر لگا سکتی ہے، جب اس کا انوای اور قولی شعبہ حرف غلط نہ کر سکتا ہے، جب اس کا عملی اور اتحادی پہلو فہم ہوں پر پتھر کی کبریت بن سکتا ہے، جب اس کے جزئی اور ختلافی، بغاوتی اور حسدی اثر کے کا عدم ہونے کا امکان ہے، جب آئین باہجہ اور آئین بالخصی کی سب مضحکہ انگیز بخش طرفہ العین میں بد ہو سکتی ہیں، جب سچ اور جھوٹ، رعا اور ناروا کا تصفیہ لمحہ لمبصر میں ہو سکتا ہے، وحی کی سچی تدر، اسیر خفا اور بے ریا یقین، اسیر سلسل اور تیجہ خیر عمل، اسیر کامل اور لایفک اتحاد و حقیقت علم ہی سے ہو سکتا ہے، اور وہی صراط مستقیم صحیح معنوں میں بقا انگیز اور تقدیم خیر ہے جس کے مسئلہ اصول کی تائید براہ راست وحی سے ہوئی۔ دنیا کی سب سے آخری کتاب وحی (یعنی قرآن) نے نوع انسان کی موجودہ تفریق اور صورت بلکہ مذہب کی باہتیت کا فیصلہ یک قلم اس بنایا کر دیا ہے کہ مناسک اور ظواہر اور شے میں اور اہم اور چیز ہے، لکن اَمَلُو حَتَّامًا مَسْكَاةً لَهُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا تَأْزُكُوكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنْتُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ لَا تَكُنْ لَكُمْ لِهٰذَا مَسْئَلَةٌ ۚ وَاَنْتُمْ رٰجِعُونَ ﴿۳۳﴾

گویا مناسک کو بنائے نزع ہم کر قانون رب العالمین میں جھگڑا پیدا کرنا ہی صراط مستقیم اور مذہب کے پرے ہٹنا ہی

لیکن علمائے جہان کی تکرار صد و تترے قطع نظر ہوشمند اشخاص اپنی اپنی مطالعہ گاہوں میں بیٹھے ہوئے بطور خود
 اس باب کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دنیا کے سب مروجہ آسمانی صحائف کے اندر انکی اس محترف شدہ صورت میں ہی
 وحدت پیام کی ایک نہر سببیل و ڈھری ہے، سب کا بین التطور دعا اور نہاد ہی ہے، مطیع نظر ایک ہے، ہر
 ایک ہے، اگرچہ ظواہر اور مناسک کثرت حالات میں الگ الگ ہیں۔ اگر کہیں کوئی اختلاف اس امر عظیم پر عمل
 کرنے میں رونما ہوا ہے تو وہ صرف نقطہ نظر کا اختلاف ہے، منظر تصویر کا اختلاف ہی، رویائے قلب کا اختلاف
 ہرگز نہیں۔ یہی باعث ہے کہ دنیا میں جہت پر پناہ سب اپنے سے پہلے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں،
 بدھ نے کرشن کی تائید کی، موسیٰ نے ابراہیم کی تصدیق کی، عیسیٰ نے موسیٰ شریعت کو بنا کر دیا، محمد صلیم
 نے سب انبیاء کو بلکہ ہر قوم کے بلوی کو، ہر قریب کے نزدیک کو، ہر امت کے رسول کو مانا، حتیٰ کہ سکھ امت کے
 پیشوا نانک علیہ الرحمۃ نے بھی ختمِ رسل اور باقی سب ایلچیوں کو برابر کہا! یہ تصدیق بذات خود اس امر کی
 تصدیق ہے کہ یہ سب لوگ آپس میں راز و اداں تھے، ایک ہی قانون سے واقف تھے، ایک ہی امرِ مسمیٰ سے
 آشنا تھے، گویا سب سیانے تھے اور ایک ہی ممت رکھتے تھے! بلند بینی اور وسیع نظری کے باعث ان کے
 ذہن اس قدر رسا اور انکی تعلیم اس قدر حقیقت کشابن گئی تھی کہ ظواہر اور ثنائی کا اختلاف انکو کچھ اختلاف دکھائی نہ دیتا
 تھا، انکی نگاہیں اس قانون، اس نفس الامر، اس دینِ فطرت کی طرف لگی تھیں حیر چکر ہر جا امن ہے
 قوموں اور قبیلوں کا امن ہے، گہروں اور افراد کا امن ہے! مثال کے طور پر عرب کے آخری پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کی آسمانی کتاب ابراہیم، موسیٰ، داؤد، عیسیٰ، وغیرہم علیہم السلام سب انبیاء کی اپنے اپنے وقت میں مقررہ نمازوں
 کو اسی ایک لفظ الصلوٰۃ سے تعبیر کرتی ہے، وہی الزکوٰۃ کا لفظ سب کے بارے میں موجود ہے، صوم کے بارے میں
 وہی صائم علی الدین حرف تکثر لکھا ہے، حج، جاد، ہجرت، سب ادا امر کی توصیف میں جو آج ایک محقق
 شریعت سے مخصوص ہو کر اس مذہب کے شاذ بن چکے ہیں، وہی مشترک الفاظ ہیں، سب کے لئے یکساں ثواب اور ہر ایک کا
 عذاب متعین ہے، حالانکہ یہ ایک مکمل حقیقت ہے کہ ان سب کے ظواہر الگ الگ تھے، نماز کے رکوع و سجود تھے،

زکوٰۃ کے وہ حقے بخرے نہ تھے، صوم کیلئے وہ ماہ رمضان نہ تھا وہ اوقات نہ تھے، وحیرہ وغیرہ۔ یہ سب اس لئے کہ قرآن کو نفس الامر کے بیان کرنیے غرض ہے، کسی اہت کی سلیقات سے اسکو کچھ بچٹ نہیں۔ اسکے نزدیک آج بھی الصلوٰۃ وہ شے ہے جو مہی تکلیف دل، فوقیہ خیر اطاعت، وہ سبب نفس، وہ توقیت عمل، وہ اخوت اور موالات، وہ تعاون اور محافظت پیدا کر دے، جو ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے لئے ہوئے پیغام میں مقصود تھی، محمدی نماز کے ظواہر اور ارکان سے اسکو کچھ سروکار نہیں۔ اور جس طرح بھی نتائج پیدا ہو جائیں اسکی نظروں میں بارگاہ خدا میں تسبول ہیں۔ نہیں بلکہ اگر کسی نماز سے وہ بات پیدا نہیں ہوتی تو قرآن کی مطلق لغت میں ظواہر کا وہ بے روح پیکر الصلوٰۃ کہلانے کا اہل نہیں۔ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے قانون خدا کو بعینہ اسی نقطہ نگاہ سے دیکھا، اور اسی لئے سب ایک دیکھا، سب نے صلیت اور حقیقت کو پایا۔ اور اگر آج بھی صحیفہ آسمانی کا مطالعہ اس مقام نظر سے کیا جائے تو پیغام خدا کی حقیقت کو پالینا اور تمام عالم کا ایک نقطہ پر متفق ہو جانا کچھ متعذر نہیں۔ لہذا اس غرض و مطلب کے لئے ناخدا یا ان ملت کا قانون خدا کے بحر فیہ عالم و جہت کی عینکے دیکھنا لازمی ہے، ہمالت کی تنگ چشمی اس صراط مستقیم کا کچھ فیصلہ نہیں کر سکتی!

مجھے یقین ہو چکا ہے کہ اس قانون خدا اور امر رب الغلین کی حقیقت تک تمام و کمال پہنچنے کیلئے قرآن حکیم سے بہتر کامل تر، واضح تر اور صحیح تر آسمانی کتاب اس دنیا میں کہیں جو نہیں سب آسمانی صحیفے اپنے اپنے وقت نزول سے آج تک کم و بیش لفظی تحریف کا شکار ہو چکے ہیں، ان میں سے کثرت الفاظ وحی روئے زمین سے کلیتہً ناپید ہیں، اکثر میں مرد و وقت کے باعث رد و بدل وارد ہو چکا ہے حتیٰ کہ خود حاملین وحی کو کس حقیقت کا اعتراف ہے، لیکن لفظی تحریف کا گناہ عظیم انسان نے کم از کم اس کتاب کے بارے میں حتم نہیں کیا۔ قرآن حکیم کے مطالب اور مقاصد میں اگرچہ بے حد معنوی تحریف ہو چکی ہے، اس کا اہلی اور نبوی منشا جہلا اور علما کی متفقہ تاویل کے باعث اکثر ضبط ہو گیا ہے، اس کے معانی پر جب شرعی اور فقیہی غلاف پڑ چکے ہیں، اس کے کسی ایک

امرہم کا اتنی مفہوم صحیح طور پر مسلمانان عالم کے ذہنوں میں باقی نہیں رہا، اُنکے اوامر و نواہی پر اعتقاد کج صرف اقبال اور افواہ تک محدود رہ گیا ہے، اُنکو لوگ جو کچھ مان رہے ہیں مومنوں اور لفظوں، چٹوکوں اور استخاروں سے مان رہے ہیں، لیکن اُنکے الفاظ بعینہ اور باصلہ موجود ہیں۔ انسان کا بڑے سے بڑا فریب بھی اب اُنکو بدل نہیں سکتا۔ اب کی کچھ کترہ بروت نہیں کسکتا۔ **حقیق** کیلئے اس کتاب کا روئے زمین پر موجود ہونا ایک غیر تر قیہ نعمت ایسی ہے جو کتب آسمانی کے ضابطہ مطابقت میں قرآن حکیم کے الفاظ اور تحقیق شدہ مطالب کی رہنمائی صحیح منشاء خدا کی طرف پہنچی رہ سکتی ہے۔ جہاں اور سب کتب آسمانی اپنی موجودہ حالت میں کسی ایک امر کے بارے میں کوئی حکمی فیصلہ نہیں کر سکتیں، وہاں قرآن اُس امر کے متعلق اپنا **قطعی** اور آسمانی فیصلہ دے سکتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جو مشترک باتیں آسمانی صحائف میں اس وقت پائی جاتی ہیں، اور جن کا وجود اس حسری کتاب سے بھی ثابت ہے، اُن سب کا قرآن صحیح معنوں میں **مصدق** بن جاتا ہے۔ اس مقام **نظم** سے اگر کسی فرعونہ آسمانی کتاب کے اکثر مضامین اور ترانے کے مابین کوئی مابہ الاشتراک ثابت ہو گیا ہے تو اُس فرعونہ کتاب کا اُنکے اپنے عہد نزول میں منجانب اللہ ہونا بھی متحقق ہے۔ الغرض مذہب کو علم کے بلند درجے تک پہنچانیکے لئے یہ گواہ بنایا اب از بس بے ہوا اور گرانمایہ ہے۔ طالب حقیقت کی انتہائی خوش قسمتی ہے کہ اُن کے پاس کم از کم ایک ایسی کتاب موجود ہے جسکو خدا کے مال سے براہ راست ہونے کا ادعا ہے، اور جو آپ نامحرف اور بے غل وغش خالص ہے، اسکا کام اب صرف اتنا ہے کہ اسکو علم کی کسوٹی پر چٹا کر دیکھ کر سونا ثابت کر دے، یا اگر وہ اس تک پر پوری نہیں اتر سکتی تو اسکا ناقص عیار ہونا اعلیٰ الاعلان ثابت کر کے دنیا کو نہ ہر کچے **قریب عظیم** سے یکسر نجات دلوادے!

یہ وہ خیالات ہیں جنکی بنا پر میں اس کتاب کو ساکنان زمین کے سامنے پیش کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ مجھے یقین ہو چکا ہے کہ قرآن حکیم اپنی جامعیت اور انعتیت میں، اپنی حجت اور حکمت میں، اپنے علم و خیر میں وہ **فقید المثال** کتاب ہے کہ اسکا علم انسانی دانست کے ہر ممکن معراج سے بالاتر ہے۔ سب آسمانی کتابیں قانون خدا اور دین فطرت کے صرف بعض یا اکثر حصوں کو پیش کرتی ہیں مگر یہ باور الوجود حسیفہ اسکو بہ تمام و کمال پیش کر رہا ہے۔ انسانی معاشرے

اور تمدن، دنیاوی بخت اور امن، علمی تقدم اور عمران، علمی فوقیت اور تمام کا کوئی شعبہ نہیں جسکو حاصل اور بقدر رکھنے کیلئے اسکے اندر مکمل اور محی خیر اشارات نہ موجود ہوں۔ تہذیب کے سرمرحلے میں، عمران کی ہر سہل میں تقدم کے ہر قدم پر یہ کتاب انسان کیلئے سچی رہنما ہے۔ اسکی نگہداشت زہار لامحالہ اسی طرف اشارہ کر رہی ہے جس طرف بالآخر نقصان ہے، اجتماعی ضعف ہے، مجموعی موت ہے! اسکا بخوف و خطر حکم اسی صراط مستقیم کی طرف ہے جس پر چل کر امن ہے، خلل و بقاء ہے، نعمت اور عزت ہے! اسکا اہم ترین مطمح نظر امتوں کی اجتماعی حالت کی اصلاح ہے، لیکن اسی مجموعی بہت کساد کے ضمن میں اسنے افراد کی شخصی فلاح کا اہل دستور العمل بھی پیش کر دیا ہے۔ اسکو روئے زمین پر بھیجے والا وہ صاحب علم و خبر، وہ مالک سمیع و بصیر، اور وہ عالم الغیب و الشہادۃ کہ بنی نوع انسان کے تنہائی ارتقا کو ہزاروں بلکہ لاکھوں برس پہلے دیکھ رہا ہے! صد ہا برس کے گزشتہ واقعات کی سند پیش کر رہا ہے، امن کے لازماًت کی طرف اشارہ کر رہا ہے، خوف کے مقامات سے ڈرا رہا ہے۔ الغرض جو کہہ رہا ہے قوت اور زور سے کہہ رہا ہے، یقین اور وثوق سے کہہ رہا ہے، غنا اور بے نیازی سے کہہ رہا ہے! اسکا قانون اس قدر مکمل ہے کہ نارسانا نظر میں آئیں عیب نکالتی ہیں، آئیں کجی دیکھتی ہیں، اسکے متعلق شکوک پیدا ہوتے ہیں مگر علم کی وسعت اور بلند بینی پھر ان شکوک کو مشکوک کر دیتی ہے! ہر شے کے متعلق نئے احوال، نئی معلومات، نئے مقام نظر آنے دن ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور مشکوک کو بالآخر درماندہ اور سپر انداختہ کر دیتے ہیں! مقام نثار، تعدد از دواج، ممانعت خمر، معاشری مساوات وغیرہ وغیرہ چند در چند ایسے مسئلے ہیں جنکے متعلق دنیا تمدن کے اس مرحلے میں مشکل سے یک رائے و یک زبان ہو سکے گی، انہر جب تک انسانی فطرت کا علم نا مکمل ہے بحث کا سلسلہ جاری رہے گی مگر ان مباحث دقیقہ کے متعلق قرآن کے قطعی اور کسی فیصلے وہی ہیں جنہر دنیا کی عام رائے کا اہم ترین حصہ نامحسوس طور پر متفق ہو رہا ہے! وہ وہی ہیں جو تلخ تجربوں، فطری گناہ کی سزاؤں، پستینہ غفلتوں کے سم آلود نتیجوں، افراط و تفریط کے مملک اور قاطع النسل اثرات اور ترقی علم سے اخذ ہو کر دنیا کو نئی راہوں پر لگا رہے ہیں! دنیا کی شش و پنج میں گرفتار ہے، صراط مستقیم کی تلاش میں یہ غلط اور مصلح بار بار کھتی رہے، زید سے ہٹ کر عمرو کی طرف

اوسے ہر کی طرف راجع ہو مگر قرآنی حاکمے ناقابل بدل اسلئے ہیں کہ بالآخر انسانی طبیعت انہی کی طرف
 مائل ہو کر رہے گی۔ اپنی فطرت سے پھر انسان انہی پر مجبور ہے، انہی سے ہٹ کر شکست و ریخت ہے، اسی پر حلیہ
 حفظ و امن ہے، جہاں افسردگی ہے اسی کے عصیان سے ہے، جہاں باش ہے اسی کو مان کر ہے قرآن کا بتایا ہوا
 اسلام ایک فطرت ہے جس پر نسل انسانی بلا امتیاز رنگ و نسل مخلوق ہے اس میں کوئی تبدل و تحول
 اصلاً اور طبعاً نہیں ہو سکتا، یہی وہ صراط مستقیم ہے جسے سوا کوئی دوسرا خط مستقیم برابرہ ممکن نہیں بہتہ اگر
 لوگ اسکی تلاش میں ایک راہ سے ہٹ کر دوسری راہ پر چل رہے ہیں تو اسکی وجہ کمی علم ہے جس نے فطرت انسانی کا
 علم مکمل ہو جائے گا۔ صراط مستقیم سورج کی کرنوں اور متاب کی شعاعوں سے زیادہ روشن تر حقیقت ہو جائے گی یہی
 ہمارے قرآن نے اپنے بتائے ہوئے صراط مستقیم کے بارے میں کہا ہے، فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا
 لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَرِیْمُ وَلَٰكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (الزمر ۶۴)

قانون خدا کے متعلق قرآن حکیم کے اجمال اور کمی علم کے باعث بسا اوقات اُسکے یہی اخلاق کے باوجود اس کا
 بیان کر دہ آئین اہل نظر کی نگاہوں میں اس قدر تین ہے کہ کسی ایسی مختصر کتاب کا اس سے زیادہ امین اور اکمل ہونا محال ہے
 وہ بظاہر ایک ازبس مختصر صحیفہ ہے مگر اس کا دعویٰ اپنے متعلق تنبیہاً کمال تکمیل شئی ہے، اجمال کے لئے اخلاق
 لازمی سمجھے مگر اُسکے وحی کرنے والے کا دعویٰ اس کے بارے میں یَسِّرْ لَهُ یَسَّارٌ ہوا، لوگ اُسکو عیاں کرنے کی
 سعی میں قرونوں سے تفسیر کے طواریاں بندھ رہے ہیں مگر اُسکا اپنا ادعا الکتاب الیٰنین ہی ہے! شرعی علماء انکی
 ایک ایک آیت کو لائق شرح و بیان بتاتے ہیں مگر اُسکا اپنا محاکمہ الکتاب مَقْصُودٌ اور تَقْصِیْلٌ کُلُّ شَیْءٍ ہے، اُسکے
 مولوی اُسکی حکمت میں استدلال کرنا گناہ سمجھتے ہیں مگر یہ آپ اَفْلاکًا تَدَّ تَرَفْنَ اور لَعَالَهُمْ یَسْکُرُونَ کی صلائے
 عام دے رہا ہے! حدیث کے شیعہ لائق کسی ایک آیت کو صحاح ستہ سے بے نیاز نہیں سمجھتے مگر اُسکا اپنا فیصلہ
 اَوَّلُ کُتُبِهِمْ اور اَمَّا کِتَابُکُمْ فِیْہِمْ اَمَّا کِتَابُکُمْ فِیْہِمْ اَمَّا کِتَابُکُمْ فِیْہِمْ اور اُسکے ایک شیعہ لائق (حضرت عمرؓ) کا فیصلہ حسبما کما لہ اللہ ہے
 نفث ولے اسکو لغت کا محتاج کہتے ہیں مگر اس کے بڑے سمجھنے والے اور اس پر بڑے عمل کرنے والے دو سو برس تک اسکو لغت کے

بدون سمجھتے رہے، اسلامی دنیا اسکی ادبی خوبیوں اور شنیدہ فصاحت پر سر دھنتی رہی ہے مگر اسکا اپنا اعلان
 مَا عَلَّمْنَاهُ الْقُرْآنَ اور مَا تَوَارِكُنْیَ اُھلِیٰ ہي رہا ہوا، اسکے اکثر حامل پچھلی کئی متصل قرون سے وہی لوگ رہے ہیں
 جو اعمال خدا اور قدرت کے علم سے فی الجملہ نا بلداور قنینیات سے اکثر متنفر رہے مگر اسکا روئے سخن بہر نوع لفظی
 یَحْلَمُونَ اور لِقَیْلٍ یُؤْفَکُونَ ہی رہا ہے؛ اسکے دشمن پکار پکار کر اور دوست دہی آواز سے کہہ رہے ہیں کہ قرآن کے
 اندر ربط کا کچھ تہ نہیں لگتا مگر اسنے اپنی بے ربطی کا الزامی جواب الَّذِیْ یُحْکَمُ الْقُرْآنُ عِصْمَتِیٰ ہی دیا ہے؛
 الغرض عقیدت مند لوگوں کی اسکے متعلق سخن آرائیوں سے صرف نظر کر کے جو لغیسی بات قرآن حکیم کے بغور اور
 پیہم مطالعے کے بعد اخذ ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ فی الحقیقت ایک نہایت عمیق اور بلیغ کتاب ہے، اسکے اندازِ نثر
 نسل کی اجتماعی مرض الحالی کا پورا اور دائمی سامان موجود ہے، انہیں کمال تدبیر اور انتہائی غور و فکر کی پوری
 گنجائش ہے، وہ اپنے دائرے کے اندر مکمل ہے، قیاسات اور آراء کے سب انسانی مجموعوں سے بے نیاز
 وہ آبِ صبح معنوں میں اپنی تفسیر ہے، وہ سب انسان کی بنائی ہوئی اور قابلِ بدل لغات سے مستغنی ہے،
 اسکی اپنی اور ناقابلِ تغیر لغت خود اسکے اندر ہے، اسکا داخلی طریقِ تسمیہ اسکے اپنے مقرر کیے ہوئے معنوں و ذہنی کواد
 کرنیکے لئے اسقدر کافی ہے کہ کسی خارجی مدد کی اسکو ظا ضرورت نہیں، اسکی سب قانونی مصطلحات اور آئینی متعارفات
 خود اسکے ضمن میں اس صحت اور وقت، اس سلامتی اور کمال سے واضح کر دی گئی ہیں کہ اسکے بعد کسی ایک صحیح
 مطالب کی صحیح تعیین میں شک و اشتباہ کا گمان تک نہیں گندہ سکتا؛ اسکے ہر لفظ کے صحیح مطلب اور صاحب القرآن
 کے اس لفظ کے متعلق صحیح عندیہ میں وہ حیرت انگیز استقلال ہے کہ اول سے آخر تک اسکا وہی ایک پیش نہاد
 اجمالِ آیت یا تاویل یا انسان کا انسانی کمر اسکے مقصود کو قطعاً نہیں بدل سکتا۔ اسکی ایک آیت کے صرف ایک معانی
 میں، اسکے متعلق طرزِ عمل ایک ہوا، پیش نہاد ایک ہے، محاکمہ اور عندیہ ایک ہے، سیاق کلام ایک ہے، سابق یک
 ہے؛ اسی بنا پر کن حکیم اختلاف یا حشو کے ہذا انسانی عیب سے قطعاً تبرہ ہے؛ جہاں کہیں اسکی آیتوں کے
 اندر تناقص کا گمان یا کمر اور مخالف کا شائبہ نظر آتا ہے وہیں ان کے اتنی مطالب سمجھنے میں کسر رہ گئی ہے، و پھر کئی

مقامات اور موٹے موٹے جزیروں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ لوگ اس طرہ بیان کے ہش ٹرانوس ہوتے ہیں، اور بادی نظریہ میں ان کے باطنی رابطہ کو نہیں دیکھتے، وہ نہیں دیکھ سکتے کہ ان سب بیانات کی تہ میں کتنا قابل الفکاہ خلق ہے، ان کے نیچے ایک مشترک اور مضبوط زمین ہے، ایک طبعی اور غیر منقطع منطقی تسلسل ہے، یہاں لوگ کی سرفہرنگ چوٹیاں علیحدہ علیحدہ نظر آ رہی ہیں مگر ان کے دامن اور ادویاں انکی بنیادیں اور مشترک قواعد ان کے عمیق علم کے محیط میں غرق ہیں۔ وہ خود انکو بے گماں طور پر دیکھ رہا ہے، مگر لوگ اپنی کمزوری کے باعث جلد مضطر ہو جاتے ہیں؛ عیسیٰ علیہ السلام کا پہاڑی پر دیا ہوا وعظ آج تک کے ربط نظر آتا ہے، ان کے اندر فی الجملہ کوئی منطق اور ترتیب نظر نہیں آتی، ان کے سب محاکے بادی الزام میں متفرق اور غیر مخلوک دکھائی دیتے ہیں، ان سے کوئی مستقل نتیجہ قانون خدا کی اہمیت کے بارے میں مترتب نہیں ہوتا، تاہم یہ بات ہر عیسائی اور غیر عیسائی کے نزدیک مسلم ہے کہ پہاڑی کا وعظ اس اولیٰ مزم نمی کا سب سے مشہور، سب سے مشکل اور سب سے زیادہ نتیجہ خیر وعظ تھا؛ نہیں بلکہ نصارے کا شنیدہ اعتقاد صدیوں سے ان کے متعلق یہ رہا ہے کہ عیسائیت کی روحانی تعلیم یہ تمام دکمال کی وعظ کے اندر مضمر ہے۔ لوگ آج تک اکثر نہ سمجھ سکے کہ دل کے غریب، عینہ کون لوگ ہیں اور آسمان کی بادشاہت کیا ہے اور کیونکر انکی ہو؟ حلیم، کون اشخاص ہیں اور زمین کی وراثت کیونکر انکو مل رہی ہے؟ پاک دل، ہونیے کیا مراد ہے اور خدا کا دیکھ کیونکر انکی کا حصہ ہے، مسیح نے قرأت یا پہلے نبیوں کی کتاب کو کیونکر منسوخ ہی نہ کیا، بلکہ مکمل کیا حالانکہ عیسائی اور یہودی میں آج کوئی بات مشترک نظر نہیں آتی، ٹوہنے گال پر طمانچہ، والی تعلیم سے کیا مراد ہے، دشمنوں سے پیار کرنا کیونکر دین فطرت ہو سکتا ہے، کل کی فکر نہ کرو کیونکہ کل اپنی چیزوں کی آپ ہی فکر کر لیگا، کس طرح ہر ایک باعل اور وارث زمین، بانبوائے شخص کی تعلیم ہو سکتی ہے! وغیرہ وغیرہ۔ جہاں تک ایک سطحی نظر سے تاغیظ کو دیکھا جائے اس کے اندر کوئی منطق کوئی متفق علیہ دلیل، کوئی تسلسل، کوئی صغریٰ کبریٰ ثابت نہیں ہوتا۔ بڑے سے بڑا نتیجہ جو ایک نتیجہ راسخ شخص اس سے کال سکتا ہے یہ ہے کہ یہ ایک مذہبی اور انفرادی تعلیم ہے جو دنیا کو رہبانیت کی طرف ابھار رہی ہے ایک نیا مادہ شخص کا اس سے جیذاں متمتع ہونا از بس متعذر ہے۔ لیکن ابھی دو برس نہیں گزرے کہ

اسی طمانچے والی حلیم ہائیو الی تعلیم کے ایک جزو قلیل کو سبزیں بہتہ ایک متقدما اور با مل سیاسی نہ نلے سچ طوے
 لیا، اور اگرچہ اسکی تمام منطق کو سمجھنے سے وہ فی الجملہ قاصر رہا لیکن اسپر کا حقہ عمل پیدا کرنے کی سعی کی، اور لوگوں کو اس
 اٹل روحانیت کی ترغیب اور وراثت زمین کا نصب العین پیش کر کے چند مہینوں کے اندر وہ ماحول پیدا کر دیا کہ
 انگریزی حکومت کے اوسان خطا ہو گئے، لیکن نبی کی تعلیم کا پالش کر انگیزہ ربط، اور اسکا صراط مستقیم
 صرف اسی شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جسکی نظر بحد وسیع ہو، تعصب کی تنگ نظری اسکے ربط کو نہیں دیکھ سکتی!

انبیاء کی تبلیغ بک طرف، دنیا کے اور بڑے معلوم کا کلام بھی بسا اوقات سطحی نظروں میں بے ربط معلوم دیتا ہے۔
 بسکین کی کش فلسفیانہ تصانیف اور مضامین میں ایک افلاق ہے جسکے حل کرنیکے لیے ذہن کو ناگوار تکلیف
 برداشت کرنا پڑتی ہے۔ مولانا روم کی مشنوی کے اشعار میں حسنوی لگاؤ کا معلوم کر لیتا آج بھی آسان بتا
 نہیں، وہ سب کے سب نظم و متیوں کی طرح ڈھکتے دکھائی دیتے ہیں اور بہت کم اشخاص مصنف کے صحیح عہدے کی تشریح
 کر سکتے ہیں! خود کار لائل جس نے عرب پیغمبر کے لائے ہوئے قرآن کو پریشان خیالات، اکبر اسکی تخفیف کرنی چاہی ہے
 اکثر اوقات اپنی تصنیفات میں اسی غلطی کا مصنوعی رنگ پیدا کرنا چاہتا ہے، اگرچہ آپ کسی بڑے ہائے کا معلم ہیں
 اور دینی زبان سے معترف بھی ہے کہ اسی پریشان خیالات کے مجموعے نے عرب کو تمدن کے فلک الافلاک تک
 پہنچا دیا تھا! اسطو کے اکثر اقوال مطلق ہیں، بلکہ انکے سلسل مضامین بھی کئی کئی بار پڑھنے کے بعد سمجھ میں آتے ہیں
 غالب کے دو مصرعوں کے درمیان بعض اوقات ربط ٹھیک طور پر قائم نہیں ہوتا، نیوٹنی استدلال کے
 دو متصل مراحل میں مبتدی کو اکثر اوقات دشواریاں پیش آتی ہیں۔ الغرض جہاں جہاں کسی مقصد کی تصنیف میں
 کوئی افلاق نظر آتا ہے، جہاں الفاظ کی بے انتہائی اور مضمون کی بے انتہا کثرت ہے، جہاں منطق پر بلاغت اور
 عمق مطالب نے پردہ ڈال رکھا ہے، جہاں واقعات اور نتائج کو اسقدر ہمیت ہے کہ دلیل ایک ثانوی اور
 تابع خفہ بن چکی ہے، جہاں علم کا پیدا کیا ہوا استغنا جمل کے متفقہ عجز و احتجاج کی پروا نہیں کرتا، اور سچائی کے

زور پر تسہیل و تسبیح سے بے نیاز ہو چکا ہے، وہیں حقیقت کی پردہ نشیں عروس جلوہ گر ہے! وہیں سچا اور لازوال حسن مستور ہے! انہی بند بنما اور مطلق دیہجوں کی اوٹ میں حسنی کی شرمسار معشوقہ حجاب آرا ہے! اصلی اور بے مثال حسن کو نکالتی اور اعلان کی ضرورت ہرگز نہیں ہوتی، انکی آبتاب اور مجبوتیت ہی مجبوتیت میں ہے، انہیں دعوت اور تشہیر نفس کا ادھیچان قطعاً نہیں ہوتا، انکا ستور رہنما ہی نقاد نظروں کے لیے ہلا کی دعوت ہے! بہترین میٹج ہے! پیام وصال ہے! بوسہ پیغام ہے! نہیں بلکہ بسا اوقات نظر انتقاد کی تاریں بھی حجاب بن کر انکو چھپا لیتی ہیں اور ظاہر ہو جانے کی خفت کو برداشت نہیں کر سکتیں!

قرآن اگر اُس خالق زمین و آسمان کا کلام ہے، اگر وہ اُس مالک شمس و قمر کے عرب پیغمبر کے قلب پر نازل کیے ہوئے الفاظ ہیں، اگر وہ فی الحقیقت اُس معلمِ اول اور اُس ادب آموز نازل کا ساکنانِ زمین کو آخری درس ہو تو سلم کی نظروں میں انکا غیر مربوط مزایا کی بڑی سے بڑی خوبی ہے۔ وہ گرم مربوط ہو سکتا ہے تو ان ہوں کے اندر جنہوں نے اس کائناتِ عظیم کے جیسے جیسے کو دیکھ مارا ہے، جنکو اس معینہ فطرت کے راز و دروس کا اکثر علم ہو چکا ہے، جنکو علم کی بلند نگاہی اور حقیقت کی وسیع نظری آسمانوں اور ستاروں کے افق اعلیٰ پر لے گئی ہے، جو عقلی منطق کے صغریٰ و کبریٰ سے بے نیاز ہو کر واقع الامر کی قطعیت تک پہنچنے کے دپے ہیں، جو شرطِ جزا، سبب اثر، اور علت و معلول کے اس عظیم الشان موسیقی ساز میں ایجاب قبول کی تحسین سروس اور قضا و قد کی پوشیدہ نواؤں کے محرم ہیں، جنکو اس بظاہر بے ذیل ڈول، بے مرشد، نامنظم، استبداد سے بھری اور افراط و تفریط سے پرو نیا کے اندر ایک حیرت انگیز توازن، ایک عجیب العقول عدل و تسویہ، ایک بہتر تقویم اور تنظیم نظر آ رہی ہے! خدائے زمین و آسمان اپنے کلام میں اس امر کا تحمل ہو نہیں سکتا کہ مہندیوں کی طرح انسان کو حروف بجا سکھائے، پھر حرفوں اور مخلوق کو آپہیں جوڑے، پھر مخلوق اور فقرہ میں ربط دکھلاتا پھرے، اُس کا کمال عاطفت یہی ہے کہ اعلان کر دیا کہ یہ کتاب مکمل ہے، مفصل ہے، گنجینہ علم و حکمت ہے، انسان سے انکا مشیل پیدا ہونا محال ہے، آسان ہے، ہمین ہے، اختلاف سے متر ہے، صاحب علم و فکر قوم

کے لئے ہی، ہدایت اور رحمت ہے، نور و شفا ہے، مربوط ہے، یہ امور بچاے جو اُسکی جہت کو انہر من الشمس کے ہیں، اب انسان کا فرض ہے کہ اسہیں یہ جو بیاں دیکھے کی سعی مالا بطن کرے، علم کی محک پر آزمائے، حکمت کے معیار پر اُتارے، مربوط المطالب بنانے کی سعی کرے، اقل سے آخر تک واحد المطلب ثابت کرے، والا اسکو مسترد کر دے، بڑی سے بڑی اور ناقابل انکار دلیل اُسکے مربوط اور نتیجہ خیز ہونے کی یہ ہے کہ دنیا کے ایک انسان نے اُسکو کہا، تینیس برس کی زہرہ گداز تکلیف کے بعد اُسکی تعلیم کو لوگوں پر انہر من الشمس کے اُسکے ایک ایک حرف، جملے اور فقرے کے اندر وہ ناقابل انشقاق ربط، منطقی تسلسل، وہ شرط جب زکا قطعی اور عملی ماحول پیدا کیا کہ ایک نیا اسکو دیکھ کر انگشت ہنداں رہ گئی! اگر آج علو و معلول کا وہ آسمانی پیکر، وہ خدائی برہان کا مجسمہ کبر ہے، وہ محتجہ القدر البالغہ وہ مشیت ایزدی کا ناقابل بدل موقع انسان کے نسیان درس کے باعث بے دلیل اور بے ربط بن چکا ہو تو اسہیں آسمانی صحافت کی ادارت کا کیا گناہ ہے؟

خدا کے کہے ہوئے الفاظ اگر عامۃ الناس اور جملا کی نظروں میں پریشان اور بے ربط رہے ہیں تو خدا کی بنائی ہوئی فطرت ابتدائے آفرینش سے آج تک عوام کی نگاہوں میں اس سے کہیں زیادہ بے ربط ہی ہو سچا علم آج بھی خدا کی بنائی ہوئی آستین چیزوں کے درمیان کوئی ربط نہیں دیکھتا، اسکو اکثر مخلوق بے علم اور بے سبب نظر آ رہی ہے اکثر خدا اور بے سلیقہ ہے، وہ سمجھتا ہے کہ اکثر کے بدون کام کل سکتا ہے، اکثر کے نہ ہوتے ہوئے انتظام اور آرام تر ہو سکتا ہے۔ درخت کی شاخوں میں ایک ناخوش آئند بظنی ہے، دریا کی پیچ پیچ راہوں میں تکلیف دہ کچی ہو چکل کے درخت، ہمنند کی بے پایاں مخلوق، موسمی حشرات الارض، آسمان پر بکھرے ہوئے تارے اُسکے نزدیک سب وائد ہیں، وہ پتھر سے فی الجملہ ناخوش ہے، کتھی کو دخل در عقولات سمجھتا ہے، بلی کا خوب صورت کتو کو بگڑا ہوا اُسکے نزدیک ظلم ہے، مرغ کا کوڑے کو بے ہودہ کار مضہم کہ لینا گناہ ہے، مادہ زوالد اسکو کھپا دیتا ہے، انیم کی دہو گداز آئیں، جوان کی ناگہاں موت، جنبل سے لگی ہوئی ٹانگ، نکو کار کی موت آلود گوشتی، زنا کار کے سرفراک محلات میں اُسے اول سے آخر تک ایک نامور تقسیم، ایک بے مطلب فساد، ایک بے سبب ظلم،

ایک نا ضروری تشدد، ایک ناقابل انکار استبداد نظر آ رہا ہے۔ نظم و نسق، مساوات اور عدل، صلح و فساد، فقر اور ایجاد کے مسئلہ اصول کے مطابق بادی النظر میں اُسے اس دنیا کے اندر کوئی سلیقہ کوئی تدبیر، کوئی تجویز نظر نہیں آتی۔ وہ اس دنیا کی طرف آرائیوں اور بدنامیوں کو دیکھ کر بااوقات اسکے اندر کسی مجبور اعلیٰ کے وجود سے بھی انکار کر گیا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ سب کچھ جو سامنے نظر آ رہا ہے حُسن اتفاق کا ایک حیران کن اور دلربا منظر، یا سُوء تدبیر کا ایک مکروہ اور فساد آرا منظر ہے مگر توازن اور ربط اسکے اندر قطعاً نہیں، منطقی دلیل قطعاً نہیں، علت و معلول کبھی نہیں، یہی باعث ہے کہ علم و ہل کے مختلف مرحلوں میں انسان کا خیال خدائے واحد کے وجود سے ہٹ کر متفرق خداؤں کی طرف بکھینچ گیا ہے۔ جو شے بذات خود حیران کن تھی بجائے خود خدا بن گئی، کہیں صحیح ایک دیوتا تصور ہونے لگا، کہیں کوئی دریا خدا بن گیا، کہیں لگ منظر اللہ بن گئی، کہیں بڑے بچہ میں تقسیم ہو گئی، بیماریاں جنوں اور ہوتوں سے متعلق ہو گئیں، آفتوں اور آسیبوں کے الگ علم پر وارد مقرر ہو گئے، جہاں معلول کے تہو ہوئے علت ناپید تھی وہاں علت بنالی گئی، جہاں علت موجود تھی معلول فرض کر لیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ مگر جہل کی ذہنی طوائف الملوک نے انسان کو مدتوں تک یہ توفیق نہ دی کہ وہ ان سب ظواہر فطرت کو اپنے دماغ میں مناسب مقام دیکر انکو سب سے پہلے ایک طبعی ترتیب دے، پہر ان سب کے درمیان ایک علت و معلول، ایک شرط و جزا، ایک اصل و ثواب قائم کرے کہ ان سب کو ایک علت **لعلل** کے ماتحت لائے اور کائنات فطرت کے اس ہنگامہ عظیم کو واحد بالذات ثابت کر دے۔ اب بھی جہاں جہاں حالت کی حکومت قائم ہے فطرت کی یہ ظاہری بے ربطی خداؤں کو الگ کر رہی ہے اور اگرچہ خدا کا کلام آہنگ بندہ **لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلَاٰهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا**، پکار رہا ہے مگر جب تک جاہل کو اس دنیا کے اندر فساد کی صورت نظر آ رہی ہے، جب تک علم کی روشنی مشرق اور مغرب کے، شمال اور جنوب کے، آسمان اور زمین کے درمیان، نہیں بلکہ ہانی اور لگ کے درمیان، کتھی اور پھول کے درمیان ایک ناطق اتحاد اور فیصلہ کن تعاون نہیں قائم کرتی، جب تک ظلم و عدل کا سفلی اور تنگ تخت آسمانی وسعت سے ہم آغوش ہو کر ناروا کو کیسر روا، غلط کو کیسر صحیح، اور زمین کو آسمان کا ایک چمڑ ثابت نہیں کرتا تب تک کائنات فطرت کا مریوطہ نظر آنا یا اسکے باعث اول کا ایک

دیکھ سکتیں، اسکو دیکھ کر کھسیانی اور ہزار ہا حاتی ہیں، جاہل نے اُسکے ٹکڑوں کو الگ الگ کر دیا ہے، کم ہیں اُس کے اکثر الفاظ کو حشو اور زوائد سمجھ رہا ہے، مولوی اسکو علی الحساب رواں پڑھ لیتا ہے، حافظ اسکو الگ بڑبڑا لیتا ہے، کوتاہ نظروں نے اُسکے حصوں کو ایک لگ الگ بت کھڑے کر دیے ہیں، صوفی اُسکے ایک ٹکڑے میں تو غل عظیم کر رہا ہے، عاکف اُسکے ایک حصے کو سیاق سے الگ کر کے لا تقربوا الضلوعہ کا منظر پیدا کر رہا ہے، نوادہ صوفی کی مشہور حکایت کی طرح کوئی اس باطنی کو چھت کا ستون کہہ رہا ہے، کوئی ٹکڑے سے تشبیہ دے رہا ہے، کوئی دیوار یقین کر رہا ہے! الغرض ہر قرآن کا بیٹھنے والا خدا الگ ہے، ہر سورۃ اور آیت کا خدا الگ ہے، ایک حصہ دوسرے حصے کے بالمقابل صنف آ رہا ہے، قدم قدم پر اختلاف پیدا ہے، بات بات پر تفرق ظاہر ہے۔ ایک تجویز، ایک لائحہ عمل، ایک تدبیر، ایک منتہائے عمل، ایک لفظ و تسلسل، ایک راہ قرآن کی کسی شے سے ثابت نہیں ہوتا ہی باعث ہے کہ اس کتاب عظیم کے نامہ خدا مونیس آج فیصدی مسلمان انکاری ہیں، دل میں انکار موجود ہے، ذہن باغی ہے، اعضا سن ہیں زبان فی استرار لاکھ ہو مگر اُسکے کچھ نہیں قدم چلنا سچ چلنا گوارا نہیں یہ سب کچھ بے علی کا ایک دھناک منتظر ہے، ہمالت کا تنگہ اگیز مجبور ہے مگر اسکی اکیس علم کے ماسوا کچھ نہیں قرآن حکیم نے اپنے مرنے کا جانب اللہ ہونے کی مسکت دلیل بھی اَخْلَا يَتَذَكَّرُ فِي الْقُدْرَانِ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ عَلِيِّ اللَّهِ لَوْ حَدَّثَا فَيَنْوِ اِخْلَا قَا كَتَبُوْا هِی دِی ہے مگر عدم تدبیر اور کسی علم نے اختلاف کثیر اسقدر پیدا کر دیا ہے کہ آج صحیح معنوں میں اُسکے مرنے کا جانب اللہ ہونے پر شک ہے، اُسکے احکام کی قطعیت پر شک ہے، انکی نافعیت پر شک ہے، مزدا پر شک ہے، نفس امر پر شک ہے، وہی لَفْسَدَ کُنَا، والی دلیل جو قرآن حکیم نے آسمان و زمین کو ایک صنّاع عظیم کی صنعت بنا کرنے میں دی تھی یہاں بھی اپنا اثنا کام کر رہی ہے۔ جب مطالب میں قضا ہے، جب ایک آیت دوسری آیت کے علاوہ ہر سہر پکار ہے، جب قرآن کے اندر کُرام چا ہے، تو قرآن کا بنانے والا کیوں ایک ہو، ہر آیت کا خدا الگ کیوں نہ ہو، فرقہ بندیاں کیوں نہ ہوں، جمود اعضا اور فساد ذہن کیوں نہ ہو، نہیں باطنی انکار کیوں نہ ہو، قرآن کو سمجھنے کے لئے انتہائی تدبیر اور علم کی ضرورت کسی زمانے میں اسقدر تھی، اسکو تمام و کمال لیکر

اسکے ہر کڑے پر بحیثیت مجموعی غور و فکر کرنا اس قدر درکار تھا، ہر ایک کڑے کو سب سے منطبق اور سب کے ساتھ متوافق کر کے ایک لائحہ عمل اور ایک صراطِ مستقیم مستنبط کرنا اس قدر اہم تھا کہ خود صاحبِ امتیاز نے سرور کائنات کو تنبیہ کی کہ اُسکے مطالب سمجھنے میں حلد بازی مت کرو، بات کے پورا ہونے پہلے اور اُسکے تمام و کمال وحی ہونی سے پیشتر نہ تجھل کے گھوڑے مت دوڑاؤ، یہ خدائے زمین و آسمان کا کلام ہے! اناستابات نہیں! علم کا کمال ہی تم کو اسکی انتہائی حکمت پر یونہی پائے گا، اسی کو اپنے اندر زیادہ کرو اور اسکی زیادتی کی دعا مانگا کرو: وَلَا تَحْجَلْ بِالْغُرُورِ مِنْ قَوْلِ الْفَقِيهِ الْمَلِكِ وَحَمْدُهُ وَفُلَانِ بْنِ ذَرِيٍّ عَلَمَاءِ یہی وجہ تھی کہ تینیس برس میں جستہ جستہ آثار اور رسولِ عظیم کے قلب پر ایک ایک آیت اس طرح کا نقش فی الجب کر دی کہ اُس یقین کا ہیجان صدیوں تک قائم رہا۔ مسلمان جو کچھ سمجھتے ہیں سمجھتے ہیں، اسکو ایک رات کے اندر سو سو بار پڑھ کر مڑوں کو ثواب پہنچاتے ہیں، اسکو جزو انوار اور غلافوں میں لپیٹ کر کرے چوستے چاٹتے رہیں، بالائے طاق رکھیں یا آنکھوں پر لگاتیں اور کام کے وقت اسکے لئے دس قدم نہ چلیں مگر یہ وہ کلام ہے جسکو اس زمین پر بھیجے سے پیشتر خدایا (معاذ اللہ) تینیس برس تک سوچتا رہا، جسکے سمجھنے کیلئے اسکا رسول تینیس برس تک ذریٰ علیہ السلام کی دعا مانگتا رہا، جس علم کے وارث قرونِ اولیٰ میں وہ علم اربے جن کا علم بنی اسرائیل کے نبی یسار کے علم کے برابر تھا جو فطرت کی طرح خوبصورت ہے پیکر ان ہے، منتظم ہے، ہمیشہ ہے، قطعی اور آخری ہے، اور جو آج جہلا کے منہ پڑھ کر وہ پیش پا افتادہ بات بن گئی ہے کہ زمین و آسمان اس ناقدرت ناسی کو دیکھ کر لرز رہے ہیں: وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْفَيْلُ لَا يُؤْتِيهِمُ الْعَرَبُ حُمْلًا وَآجِدًا كَذَٰلِكَ: اَلَمْ يَكُنْ لَهُ فُؤَادًا وَذَكَرَ لَّهُ تَضَامُّدًا (الفرقان)

کسی قانون کے شایانِ شان ہی ہے کہ واحد المعانی ہو، متوافق المطالب ہو، اسکی کسی ایک دفعہ سے ایک اور صرف ایک مطلب نکل سکتا ہو، اُنہیں تاویل اور مکر کی گنجائش قطعاً نہ ہو، اسکو جس صورت اور نظر سے دیکھا جائے اسی ایک پہلو پر ٹھیک بیٹھ سکے والا وہ قانون قانون نہیں مجتہد فساد ہے، محشرِ ستانِ خلاف ہی، کشتِ زارِ نزاع قانون میں تاویل کا ممکن ہونا اتحادِ عمل کو توڑ دیتا ہے، لوگ اپنی اپنی پسند کے پروانوں کو دیکر مست ہو جاتے ہیں

بسی تا نکر سورتے ہیں یا ایک دوسرے کے خلاف علم نصب کر لیتے ہیں، پہر عیسٰی نہ وہ مطلب جو اجرائے قانون سے پیش نظر ہوتا ہے کیسے ضبط ہو جاتا ہے، اور وہ سپیکر کرور یا کسی معنوں میں قانون نہیں رہتا؛ رعیت کے کسی فرد نے آج تک حکومت وقت کے بنائے ہوئے قانون کی تاویل نہیں کی، کوئی انجمن اس غرض سے منعقد نہیں ہوئی کہ اپنے ملک کی کتاب تعزیرات یا اسکے نظام نامے کی کسی دفعہ کو لیک کر کے آسان اور سبب معافی تجویز کرے اور اس طرح پر بادشاہ وقت کو اپنا ہم آہنگ کر سکے۔ ایسے تمام طریقہ گروہ کی مثال سادہ لوح کبوتر کی ہے جو بلی کو تے ہوئے دیکھ کر آنکھیں میچ لیستا ہے اور چند لمحے آرام کے گزار کر موت کے منہ میں جا پڑتا ہے! ہر منظم اور مقتدر حکومت کا قانون اصلاً ایک ناقابل تاویل شے ہے، اسکا صحیح اور واحد عندیہ خود اسی کے الفاظ کے اندر ہے، اسکی مطلق اور شرح طلب اصطلاحوں کی تشریح وہیں موجود ہے، کسی شخص کے ذاتی قیاس یا رائے کو اسکی تبیین میں قطعاً کچھ دخل نہیں! گناہ کی نوعیت ہے تو وہیں ہے، فرد مجرم ہے تو وہیں ہے، سزا ہے تو وہیں لکھی ہے۔ مجرم اس سزا سے گریز کرنے یا اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کی ایک لاکھ سبیلیں پیدا کرے لیکن حاکم وقت کے فیصلے پر انکی تاویلوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا، کوئی کیسل یا پیروکار اس امر کا مجاز نہیں سمجھتا کہ مجرم کو بچانیکے لئے لغوی قانون کے معافی بدل دے یا اسکا مقصود اور پیش نظر اپنے منشا کے مطابق تسلیم کر لے اگر شہادت اور حالات سے ثابت ہو کہ مجرم ہو چکا ہے تو سزا اٹل ہے، اسکو آئی ہوئی نہ سمجھنا یا اسکے بارے میں بحث امیدیں اور لاطائل مکر کرنا بے حالت ہے پس قانون خدا کی تبیین و تشریح میں نہ کوئی اجماع امت مفید ہو سکتا ہے، نہ ذاتی قیاس و رائے، نہ تاویل سے کام چل سکتا ہے نہ علمائے قانون کے انفرادی یا مستفہد فتاویٰ مفید ہیں۔ وہ ہدایت خود اسقدر محکم اسقدر اٹل، اسقدر ناقابل بدل اور ناممکن التعریف شے ہونی چاہیے کہ فاطر زمین و آسمان بھی اسکو بدلنا نہ چاہے۔ وہ اسکی مشیت کے عین مطابق اسقدر ہو کہ اس میں تبدیلی محال ہو، اس قدر سوچ بچار کے بعد نافذ کیا گیا ہو کہ اس نظر ثانی یا ترمیم کی ضرورت نہ پیدا ہو، اسقدر مقرر و متعین شے ہو کہ اس میں گھٹاؤ اور بڑاؤ کی گنجائش باقی نہ رہی ہو، اسقدر مطابق اور متوافق ہو کہ سب کا سب ایک ہی مقصد و مصلحت کی طرف

قرآن حکیم کا اپنے بارے میں یہ حیرت انگیز اعلان فی الحقیقت اس امر کی بالواسطہ دلیل ہے کہ وہ سب کا سب
واحد المعانی ہے، فاطر زمین و آسمان کا عندیہ اس کے ایک ایک حرف اور ایک جملے کے متعلق ایک ہی ہے، لا مہدیان
لہ جگہ نہیں ہے، یہ فی الحقیقت انسانی علم کی کمی ہے جو اس کے مطالب کو مشکوک یا مستعدو کر رہی ہے، ایک سلام رو آیت
اس کے مطالب کی صحیح خاطر ایسی طرح ہو سکتی ہے کہ کسی ایک زمانے کی متشابہ آیات کو اپنے دائرہ بحث سے بحیر
خارج کر دے لیکن اعمال خدا اور صحیفہ کائنات کے علم کو حتی الامکان وسیع کرتی رہے، پھر اگر علم کی وسعت کے باعث
نور کے دوز اس قدر کھل گئے ہیں کہ وہ حقیقت و الفاظ کے اندر چھپی بیٹھی قہی حود بخود عیاں ہو رہی ہے تو اسی علم و صدا
کے زور پر اس کو عالم نشر کر دے اور پھر معاً اس کو محکمات میں داخل کر کے اسپرٹل پیرا ہو جائے۔ مثال کے طور پر اگر کسی نیا
کے حکما کا ناقص علم فطرت سورج کے عظیم الشان کرے کو فضا سے اشیری میں ساکن متصور کر رہا ہے در آنحال کہ
قرآن حکیم کا مثل محاکمہ اس امر کے متعلق وَالشَّمْسُ بَحْرِ رَیْطٍ مُّسْمَرٍ تَاقُحُ الْوُجُوهَ لَکَ یَقْدِرُ الْوَالْعِزَّزُ الْکَلِیْمُ موجود ہے تو یہ آیت
بلاشبہ اُس زمانے کی متشابہات میں سے ہے، اس کے متعلق کسی قسم کی تاویل کرنا حتماً ناجائز ہے، علمائے فطرت کے
تتبع میں یا اُن کے دعاوی کو صحیح مان کر رد و بدل کرنا یا تحریف پیدا کرنا نامانی و بیانت ہو، اسلامی امت کا فرض ضر
استعد ہے کہ اس آیت کے صحیح مطالب کی تشریح سے یکسر سراض کرے اور سوچ کی کسی مستقر کی طرف حرکت
کے بارے میں بہیم مشاہدے کرے، اس کے متعلق ناقابل انکار معلومات فراہم ہوں، اُس منتہی کی طرف
فروں اور صدیوں تک لگی رہے، تباہ روز تجربے اور معائنے ہو کریں، امت کے مختلف ادہل گروہ اس حقیقت
کو سچ کر نیٹے دپے ہو جائیں، یا اگر اس تفصیل کے ضمن میں اس آیت کے کوئی اور مطالب متکلف ہوں تو اپنی توتہ
اُدھر منتطف کر دیں مگر بینک سوچ کی کسی مستقر کی طرف فضائی حرکت کے متعلق وہی اکتشاف نہ کر لیں جس کو بالآخر
منع کے ایک حکیم ہر مثل نے تمام عمر کے مسلسل مشاہدے کے بعد کیا، امت کے سر سے اس آیت کے بارے
میں گراں فرض نہیں ٹل سکتا، اور نہ وہ آیت اُس وقت تک محکمات میں داخل ہو سکتی ہے۔ اس مقام نظم سے

۴ میں کی حرکت، سمت کے صفائی سکون، اور متوال الذکر صفائی حرکت کے متعلق ایک تاریخی بحث اہل کتاب و ملت ۲۲۴ صفحہ ۱۳۱ میں آگے چلا آ رہی ہے۔ وہاں پر مسدود
ما می اور انصوب میں کی جس کے مطلق قرآنی سادہ ہی صریح کر دی ہے۔ یہ سادہ اس قدر قطعی اور اعلیٰ سے کہ اس کے بعد کسی سادہ کی مسرورت
میں نہیں۔

متشابہات کا کتاب الہی کے اندر موجود ہونا انسان کے لئے تحقیق و تلاش کی ایک ہم راہ عمل ہے، انکی وجہ سے افراد امت کا ازہرہ گرمختلف یافتہ بہند سجا نا حتما مقصود نہیں۔ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآيٰتٍ لِّلْمُتَوَكِّلِيْنَ (۱) کا الہی محاکمہ قرآن پرعمل کرنے والے صاحب ایمان لوگوں کو جب تک زمیں و آسمان قائم ہیں اور بروز نئی راہ عمل دکھاتا رہے گا، وہ الہی مہط لاج میں صاحب ایمان بننے کی لازوال ترغیب پر آبات خدا کی تلاش میں کائنات فطرت کا ہر گوشہ دیکھتے رہیں گے، بہت ممکن ہے کہ اس آیہ جلیلہ کی کامل تفسیر اور صاحب القرآن کا اسکے بارے میں مکمل عندیہ بعد قیامت تک معلوم نہ ہو سکے، اور صحیح معنوں میں یہ آیت ابد الابد تک متشابہات میں داخل رہے۔ مگر اعمال خدا کی تلاش کو جزو ایمان قرار دیکر نئی عمل کا ہیجان غلبہ پیا کر دینا ہی اس آیہ جلیلہ کا واحد منہائے نظر ہے، یہی اسکا واحد اور ناقابل بدل مطلب ہے، مقصود ہی ایک ہے، یہ نہیں کہ سوال پیدا کر دیا جائے کہ آسمان وزمین میں آیات خدا کس نوعیت کی ہیں، اور خدا کی مراد بے حد اگلی کو کنی شق سے ہے؟ اور پہلے سوالات کو بنائے نئے قرار دیکر دنیا و دین نسبی بن جائیں جو ایک دوسرے کی رائے کو منطقی اور کاغذی اجتہاد سے رو کرتے ہیں، لیکن اس آیہ کریمہ کے اصل مقصود کی طرف ایک قدم جنبش تک نہ ہوا

متلاشیان فطرت کا دستور ہی اکثر اسی انداز پر رہا ہے، علم خالق الاشیاء کے ماہر سمیع و بصیر اور قلب سلیم کی شہادت پر ایک نظریہ مرتب کرتے ہیں، اسکو اساس قرار دیکر مشاہدات طبیعت کی توجہیں اخذ کرتے ہیں، توجہات کی مجموعی شہادت کو اُس نظریے کی صحت کا مہر و ثبوت یقین کرتے ہیں، سب کے سب اُس پر متفق علیہ ہو کر اسکو علم کے معیار پر آزماتے ہیں، پھر جوں جوں وہ نظریہ عمل کے صحیح معیار پر پورا اُترتا ہے، جوں جوں اسکے ذریعے سے نئی مشکلات یا منطابہر کا حل ہوتا ہے وہ بذات خود واقع الامر اور حقیقت بنتا جاتا ہے، والا سب کے سب اسکو مستور کر کے کسی دوسری غالب حقیقت کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں اور اُس پر اپنی تعمیر شروع کر دیتے ہیں۔ علم کی حیرت انگیز ترقی اور خاتون الاشیاء کا محمدر العقول انکشاف دنیا میں اسی ماہی محل اور نسل

اسی شفقہ رو قبول سے ہوا ہے نہیں بلکہ ایک وقت میں تک کسی غلط نظریے پر بالاتفاق قائم رہنے کا نتیجہ بھی کثیر اوقات یہی ہوا ہے کہ اس شفقہ طرز عمل کے باعث نئے راہ عمل کھل گئے ہیں، غلط راہوں پر ٹھوکریں لگنے سے صحیح راہیں ایسی کشادہ اور حقیقت نازل گئی ہیں جن کا اس سے پہلے سان گمان نہ تھا۔ الغرض علم حقائق الاشیاء کی ترقی میں حکما کا باہمی اتفاق عمل اٹلن کا سلامت و ہونا ہی نمایاں طور پر معاون رہا ہے، انہوں نے ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اکثر کوئی فرقہ بندی نہیں کی، جہاں جہاں اختلاف رونما ہوا ہے، جزوی اور عارضی طور پر ہوا ہے، کم سے کم مدت اور بحث مباحثے کے بعد حکمائے فطرت خود بخود ایک مشترک حقیقت پر متفق ہو گئے ہیں۔ علم نے ان کے وقتی اور مقامی اختلافات کو جلد سے جلد مٹا دیا ہے، اور وہ پہرہ ہر گز مصافحہ کر کے طبیعت کے اس بجز بیکراں کی تلاش میں مصروف ہو گئے ہیں جو فی الحقیقت ان کا منتہائے نظریہ و قرآن حکیم کے حقائق عالیہ کے ساتھ بھی علمائے دین کا بعینہ یہی سلوک ہونا چاہیے تھا؛ مثلاً کون مکان کے بیچے ہوئے الفاظ بھی اسی پیمانے پر مطلق اور فراخ رو عتقاد و انہماک، حیرت انگیز تحقیق طلب، جامع الناس اور بیکراں ہونے چاہیے تھے جس قدر کہ اسکی بنائی ہوئی فطرت ان آنکھوں کے سامنے نظر آرہی ہے، ان کے اندر بھی وہی ناپید کنارہ تھجڑ، وہی حقیقت کشا آفت، وہی بے نیازی کی شان اور استغنا کا سکوت، وہی منفعت بخش ہونے کا اغلاق و اشتباہ، اور عزیز اعتدال ہونے کا عشر حصول ہونا ضروری تھا جو ہر صلی اور اصولی تحریر کا جزو لا ینفک ہے مگر افسوس کہ اسلامی علماء اور متکلمین نے اشتیاد عمل کو قطعاً نظر انداز کر دیا، وہ جو کچھ انکے محدود، وقتی اور مقامی علم سے بن پڑا اس نادر الوجود کتاب کی تشریحیں کر گئے، اعتقادی طور پر اپنی اپنی طرح قطعی اور آخری قرار دیکر لوگوں کو اپنے اپنے پیچھے لگا لیا اور باہمی ضد اور ہٹ دھرمی سے فرقہ بندی بنکر کلام خدا کی حقیقت کو نظروں سے نہاں کر دیا۔ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ اُولُو الْبُكْمِ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ نَعْيًا يَوْمَئِذٍ اُولَئِكَ يَلْمِزُكَ اُولُو الْاَلْبَابِ اُولَئِكَ يَفْتَنُكَ اُولُو الْاَلْبَابِ وَمَا اخْتَلَفَ اُولَئِكَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ نَعْيًا يَوْمَئِذٍ اُولَئِكَ يَلْمِزُكَ اُولُو الْاَلْبَابِ وَمَا اخْتَلَفَ اُولَئِكَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ نَعْيًا يَوْمَئِذٍ اُولَئِكَ يَلْمِزُكَ اُولُو الْاَلْبَابِ وَمَا اخْتَلَفَ اُولَئِكَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ نَعْيًا يَوْمَئِذٍ اُولَئِكَ يَلْمِزُكَ اُولُو الْاَلْبَابِ

بَقِيَّةُ نَسَمَتِهِمْ تَوَكَّلْ عَلَيْهِمْ وَمَا كَانُوا لَهُمْ جُزَاءً إِلَّا بِمَا عَمِلُوا ۚ (الحادیہ ۸۰)۔ انہوں نے آج تک کلام خدا کی تفسیر کے کوئی مشترک علمی اصول مقرر نہیں کیے، کوئی مشترک اساس بحث و تنقید کی پیدا نہیں کی، کلام خدا کے عظیم الشان اعجاز و کمال کے اندر کوئی صحیح اور مرتقی افق نظر قائم نہیں کیا، کوئی ربط اور تسلسل کوئی حتمی دلیل اور حجت واضح نہیں کی عیسیٰ با ہے کہ قرآن صحیح علم اور اسکی عظیم الشان حکمت آج نظروں سے اکر نہیں ہو چکی ہے، اسکا پڑھایا ہوا سب کا درس بھی بھولا جا چکا ہے، وہ آپ سب کا سب ایک ناقابل التفات اور بے معنی شے بن گیا ہے، لوگ آج اس کے الفاظ کو دیکھ کر کچھ متعجب نہیں ہوتے، اس کے احکام کو سن کر اپنے میں کچھ متحرک نہیں پاتے، اسکی حکمت کو پا کر کچھ تڑپ نہیں اٹھتے، وہ مستور حقیقت حکمی مستوریت اور دلربائی بجائے خود ایک عالم کو محو تلاش اور نعل درآتش کر کے یسے ابدالاً باد تک کافی تھی، آج بے حس اور بے اثر بن چکی ہے، وہ آیات خدا جسکے مطالب کی جستجوں کا رخ گاہ جہان کے ساز و سن و راحت پر بجائے خود ایک بہیم مضرب عمل تھی، آج اسان کی صدا اور حالت، نا قیمت شناسی اور ناقدر دانی کے باعث جمود و عصبیان، فرقہ بندی اور ضعف کے محور بن چکی ہیں۔ غلط اعتقاد اور ناروا تاویل کا زنجار اُپر جم کر اُمت کی ہی طاقت کو کھار رہا ہے۔ علمائے دین اور شارحین اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا کر گئے ہیں، ہر شخص ایسے اپنے پروانے کو اپنے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا ہے اور موت کے انتظار میں چلے گئے ہر کی طرح ٹٹا کر اپنی زندگی کا سطحی ثبوت دے رہا ہے فُصِّلَ لَهُ كَثِيرًا مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِ كَذِبًا ۚ وَمَا يُصِلُّ إِلَيْهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ۚ کسی قانون کے شائع کا فرض میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ اسکی سب دفعات کو بحیثیت مجموعی ایک مقصد اور ایک منہائے اعلیٰ کی طرف جاتا ہوا ثابت کرے، نظام حکومت کو پیش نظر رکھ کر دفعات کے صحیح مقاصد کی تبیین کرے، دفعات کے مطالب کی تعمین کر کے نظام حکومت کو واضح کرنے کی سعی کرے، ہر امر و نہی کا منہائے حقیقت کا امن حاصل کرنا ثابت کر دے، انکار کے نتائج واضح ہوں، تعمیل کا انعام ظاہر ہو، حکومت کی طاقت کا نقشہ روضہ روشن کی طرح سامنے ہو، جزا و سزا کا واقع ہونا آنکھوں کے سامنے صاف دکھائی دے، نہیں، بلکہ اوامرو نواہی کی اساسی حکمت عملی کی تہ میں ایک زوال قسط و عدل، ایک حقین و گنہگار منطوق، ایک برہان و قاطع اور

حجتہ بالغہ، ایک مہیج اعضا علم کا موجود ہونا ثابت کر دے، حواس قانون پر عمل کرنے والوں میں ایک عالم گیر گنجت اور
 اضطراب عمل چاروں ناچار پیدا کر دے۔ وہ اس مثل اور قائم، اس طاقتور اور عادل حکومت کے اندر شرط و
 جزا، علت و معلول اور سبب اثر کا آپس میں ایک لاینفک تعلق دیکھیں، اور اس شرط و علت کو طوعاً و کرہاً اپنا شعار
 عمل بنالیں۔ میر تقی میر نے کرام نے قانون الہی کو اپنی امتوں پر عینہ اسی طرح پر واضح کیا، اسی نے
 انکابے مثال عمل تھا، اور یہی ایمان کی پہلی و آخری منزل ہے! حوتفسیر کلام خدا کو اس طرح پر عیاں نہیں کر سکتی
 وہ ایک بے روح جسد ہے جسکا ہونا نہ ہونا برابر ہے، اور جو ایمان اس عینی یقین کے متے تک نہیں پہنچا
 وہ ایک بے روح پس کر ہے جسکا اس دنیا کے اندر بیکار ہونا ظاہر ہے۔ انسان کے کالبد کی چھوٹی سی اوارت کے
 اندر اسیر و حکومت کرنے والا عضو ذہن ہے، باقی اعضا کے تمام اعمال و محسوسات کی پہلی طالع اسی کو
 پہنچتی ہے، یہی عضو اسیر کی چمان بین کرتا ہے، انکو صحیح یا غلط قرار دیتا ہے، اسکو حوصلوں یا مادیوں
 کی کمک دیتا ہے، اور یہی وہ امارت عظیم ہے جسے حکم پر سب اعضا ملتے اور کام کرتے ہیں۔ جب تک ذہن
 کسی شے کو تسلیم نہ کرے، اعضا کا اس شے کے بارے میں حرکت کرنا، اسکو مجال عمل بنالینا از بس متعذر ہے
 پس قانون خدا کی کوئی تشبیح جب تک ذہن کو اپنا مؤید اور قلب سلیم کو اپنا حمایتی نہ بنائے کسی شخص کے اندر سچی عمل کا
 ایجان یا ایمان کا عالم انگیز نور پیدا نہیں کر سکتی۔ یہی باعث ہو کہ ظہور اسلام سے لیکر آج تک کلام خدا کی تدبیر و تسبیح
 سے متعلق مسلسل سعی کے باوجود اسکی کوئی تفسیر حتمائیں ایمان، اس لشکر انگیز یقین، اس زہرہ گداز عمل کا کر و بار حتم
 نہ پیدا کر سکی جو نبی حسنہ الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تئیس برس کی بالمشافہ تشبیح کے بعد پیدا کیا تھا، اور جس کا پھر
 پیدا ہونا عملی نقطہ نظر سے آج محالات سے شمار ہوتا ہے۔ ہیں بلکہ یہ ایک کمالی حقیقت ہو کہ قرآن کے ہزار ہزار
 شارحین میں سے ایک متنفذ بھی اپنے قارئین میں سے کسی ایک کے ذہن کو اس طرح پر نہ مناسکا کہ وہ حضور نبی
 علی الاطلاق باقی سب اعضا کو وضع عمل کم از کم ایک عمر کے لیے کر دیتا۔ ہر منتہی کا آخری سوال اسکی مالہ ماعلمہ کو
 یثرب لینے کے بعد بھی مشہور قصے کی طرح یہی راکہ زنجبام و تھی یا عورت۔ قرآن کی تسلیم کا حاصل کیا ہے، نہیں کیا

لکھا ہے، اسیں اللہ صاحب نے جند العاظم میں کیا حکم دیا ہے، اسیں وہ تھے کہاں سے جس نے عرب کی تمام قوم کو چند
 رسول کے اندر اندر سرحد اور پار کا بک کر دیا تھا، وہ بات کہہ رہے جس نے چوٹوں اور بڑوں کے، جاہل اور
 عاقل کے، متبعی اور مطیع کے، غریب اور امیر کے دل میں وہ سکوں سوز گنگ لگادی تھی جو قرون تک بچھائے بچھی
 جس نے سیکڑوں برس تک ایک پوری امت کے اعمال و افعال، عادات و عینا میں، معاملات و تعلقات
 میں وہ عظیم پیدا کر دیا تھا کہ آج اس توح کو بھر دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس رہی ہیں، آج اگر کوئی طالب حقیقت اپنی
 بچی ہوئی لگ کو سلگانے کی نیت سے کسی بڑی سے بڑی تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہے تو پہلا درق کہہ دیتے ہی اسیں
 انسانی باطل آرائی اور غلط گوئی، داستان سرائی اور حقیقت پوشی، آسماں سوا لی اور لیماں جوابی کی وہ جیسا سوز
 بد سنوائیاں دیکھتا ہے کہ اس قصاب ماندہ مہم و قتل کو دکھ کر روح کا نپ اٹتی ہے۔ کہیں اس کے اندر صرف نوح کے
 مستقل مقالے میں، کہیں اعرا کے رفع و نصب پر لمبی چٹھی بکھینچیں کہیں اسالیب فصاحت پر بسیج وقوع ہے۔
 کہیں ظن و قیاس کے ظلمت انگیز مناظرے ہیں، کہیں حد تما اور قال حال کا بے نرا رگ ہے، کہیں فرضی اور بنے
 قصوں کا طومار ہے، کہیں بے ربطیاں میسلوں تک ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں، ہر آیت سیاق سے الگ، سباق سے
 علیحدہ، اندر سے ٹکڑے ٹکڑے، باہر سے بے مطلب اور بے نتیجہ بن گئی ہے، جہاں ربط و روز روشن کی طرح یہاں
 وہاں طفلانہ نمایش ہے، جہاں بے ربطی کی خلیج عظیم اور تدبیر اور علم کی ضرورت ہے وہاں آئیں بائیں شانیں ہے
 نہ اصول مطلب سے بحث ہو، نہ نتائج پر غور ہے، نہ علم کی تلاش ہے، نہ حکمت کی جستجو ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شراح
 کو خدائی دیسل کی آسمان تک پہنچانے والی شاہ راہ کے ہوتے ہوئے اطراف راہ کی اپنی پیدا کی ہوئی
 الجھنوں اور خاکستریوں کے باعث راہ ہمیں ملتی، اسکو گس کی مانند درختوں کی کثرت کے باعث جنگل نظر نہیں آتا،
 وہ غار دار جھاڑیوں میں خود گم ہوتا ہے اور قدم قدم پر دامن کو کاٹوں سے چھڑاتے چھڑاتے اپنا پچھلا طے کیا ہوا
 رستہ بھی بھول جاتا ہے، بالآخر جب مکر و دیکھنے سے ماتھے پہنے کچھ نہیں پڑتا تو چاروں طرف منہ اٹھائے ہوئے جدھر
 بن پڑتا ہے اپنے آپ کو دھکیلتا ہوتا ہے کسی منفرد آن کی اکثر نظر آجک اس بات پر نہیں رہی کہ تفسیر کے

ناظر کا بڑا مدعا الہی پیغام کی ماہیت کو سمجھنا ہے، یہی اُسکے اس ضخیم کتاب کو کھول کر پڑھنے کا واحد مطلب ہے، نیز اس مقصد کیلئے اُس نے ایک محل 'اور مخلوق' کتاب کو چھوڑ کر اپنے زعم میں ایک سہل اور مفصل کتاب کی طرف رجوع کیا ہے اور بعینہ اسی بنا پر، مفسر کے کلامِ خدا کے بارے میں حُسن اعتقاد کی تمام طومار نویسیوں اور حاشیہ آرائیوں کے باوجود ناظر کا مدعا وہی ہے کہ قرآن کا نفس پیغام کیا ہے، چند الفاظ میں اُسکے اندر کیا لکھا ہے، چند جملوں میں وہ کیا اصول ہیں جن پر عمل چاہیے، انکی الہی حکمت کیا ہے، انکی دستوری سند کیا ہے، وہ کیوں دُکھ لُغْلُغِیْن ہئے کیوں هُدًی مَزْجَمَہٌ ہے۔ بعینہ یہی باتیں ہیں جو ہر تفسیر اور ترجمے میں کالعدم ہیں، اسی مدعا کو دل میں سنان کر لو کہ تفسیر میں پڑھتے ہیں اور ایکس ہو کر بجاتے ہیں کوئی مستقل اصول، کوئی مختصر گز، کوئی کارگر بات جو وہ تفاسیر سے اُن کے ہاتھ پہنے ہیں یقینی الغرض تفسیر یا تراجم قرآن کا مطالعہ متلاشی علم کے لئے مدتِ مدید سے وہ بے نتیجہ اور ناموافق تھے رہا ہے کہ ایمان کے شعلے کو آسمان سا کرنے کی بجائے معتقد کی اُس خفیف سی شگفتگی ہوئی چنگاری کو بھی بجھا دیتا ہے جو ہر مسلمان کے دلیں رہنا یا خلقاً موجود ہے اور بار بار ایسا ہوا ہے کہ ایک ہوشمند اور علیم اللہ شخص ان تشریحوں اور ترجموں کو دیکھ کر دین اسلام سے یکسر متنفر ہو گیا ہے اور وہ رہی سہی عصیت جو اُسکے دل میں مسلمان ہونے کے باعث موعزن تھی ہمیشہ کے لئے ساکن ہوتے ہوئے کالعدم ہو گئی ہے!

ایک مغربی نقاد نے حُسن اعتقاد کی ان ہلاکت انگیز باطل آرائیوں کی ایک دلچسپ اور معنی خیز مثال انگلستان کے ایک مشہور شاعر کے کلام کی بے شمار مزہ تشریحوں کو پیش نظر رکھ کر اس طرح پر دی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ پاپائے روم الکبیر کے مقتدیوں (رومن کیتھولک) کے ہاں دستور ہے کہ اپنے راہبوں اور اولیاء کی تصویریں گرجاؤں میں بطور تبرک کے لٹکا دیتے ہیں، پھر لوگ اپنے اعتقاد کے مطابق اُن تصویروں کے نیچے برشیاں اس نیت سے جلاتے ہیں کہ اُن کی روشنی اُسکے چہروں کو منور کر دے اور وہ اندھ بھی پُروفت نظر آئیں۔ حقدار اعتقاد کی شدت کسی کی نسبت لوگوں کو ہے، اس قدر شمعیں اُسکے نیچے جلتی ہیں اور اس قدر عوام کی نگاہوں میں وہ شخص بزرگ شمار ہوتا ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی جنیت کے مطابق چسپ رخ جلاتا ہے، کوئی موم پتی کا صفیل کیا ہوا شمع دان لاکر رکھ دیتا ہے تو کوئی روئی کی ٹیٹی کا

پرائی وضع کا تیل سے بھرا ہوا دیا نہایت ارادت سے بچا دیتا ہے۔ مگر اس تمام عقیدت آرائی کا مجموعی اثر اس تصویر پر یہ ہوتا ہے کہ بستیوں کا بیچ و بیچ اور کلنا ہٹ سے بھرا ہوا دھواں اس ولی کے چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے، چہرے کے تمام خط و خال رفتہ رفتہ محو ہوجاتے ہیں، تیل کے دماغ لگ لگ کر تمام تصویر چپکٹ ہوجاتی ہے اور بالآخر وہ بزرگ منش کسی بھوت کی ڈراونی شکل بنجاتا ہے۔ شاعر کے بارے میں تھاؤ لکھتا ہے کہ وہ ہزار درہزار تیرہیں چوٹکپیر کے مذاحوں نے اسکی تصنیفات کو روشن کرنے کی غرض سے لکھی ہیں، بجائے خود اسکی منشا کی اصلی تصویر کو سیاہ کر دیا ہیں، خوش اعتقاد مفسروں نے اسکے کلام کے ایک ایک جملے کے متعلق معافی کے وہ بے سرو پا افسانے بنا دیے ہیں جو بچتے وقت شاید مصنف کے دہم و گمان میں نہ تھے۔ ایک شاعر کے بے نفع و ضرر اور بے نتیجہ کلام کے متعلق جو عقیدہ مند لوگوں کا یحسٰن ظن ممکن ہے دیا کے ایک نو پر بھی فی الحقیقت کوئی مضرت نہ ڈال سکا ہو۔ اسکے دس معتقدوں کا بھی صحیح معنوں میں تاحیں کی اس تمام کذب آرائی سے بال تک بیکانہ ہوا ہو لیکن مالکیت زمین و آسمان کے کلام کے مطالب میں اسلامی مفسروں کی صدیوں سے رطبے یا بس سب، راستے زبیاں اور قیاس رانیاں ایک عالمگیر قوم کی تاریخ نفع و نفع میں وہ ناقابل تلافی نقصان، اسکے اعمال میں وہ ناپیدا مثال شرارتیں، اسکے اخلاق میں وہ موت انگیز بیماریاں، اور اسکے سعی و عمل میں وہ ملامت انگیز دامندگیاں پیدا کر گئی ہیں کہ فہم سلاب کی اس سوج فرسا حکایت، اور انسانی اقوال کی اس مصرت انگیز اور عمل بر انداز روند کو سُنکر بدن کے رونچھے کھڑے ہوجاتے ہیں، بقرآن حکیم کے صحیح مقاصد کی سب موہنی موت ستر یا سیاہ ہو چکی ہے، اسکے اصلی اور حیات پرور حسن کا ایک خط و خال ظاہر نہیں رہا، ایک ایک آیت، جملے اور اصطلاح بلکہ اکثر اوقات الفاظ اور نشانات کے مطالب بگڑ چکے ہیں، تعلیم کے بگڑ چکی ہے، نصب العین بگڑ چکا ہے، نہیں نیتیں بگڑ گئی ہیں، حوصلے بدل گئے ہیں، دل اور حکمران بدل گئے ہیں! غلط نقد و نظر اور بے محابا تاویل کی پے در پے گھٹا ٹوپ بدلیوں نے معافی پر سیاہ دھوئیں کی کئی ایک تہیں جمادی ہیں، پر ان تہوں پر عادت اور تھک کا سیاہ روغن منجمد کر اس قدر چکھلا اور پڑانا ہو گیا ہے کہ آج کسی منتقد کو اصلی تصویر کے موجود ہونے کا اعتراف تک نہیں رہا، دیانے اسلام ایک روح پرور، ولولہ انگیز اور دلیرا

مسورت کے بدلے ایک میل سے چکیٹ چوکنے پر اپنا اعتقاد جاری ہے اور جس کی لشکر انگیز نژیب کے ہوتے ہوئے
مرض و گمان کے جمود میں نامرادی اور موت کی طرف آہستہ آہستہ نگہٹ رہی ہے !

کیا تفسیر کے ان ظلمات انگیز چراغوں کے ہوتے ہوئے میں بھی فی الحقیقت آئیدہ اوراق میں ایسی خست
اعتقادی کا ایک اور دُعاں خیز دیا لے آیا ہوں ، اور اس طرح پر قرآن کو اور سیاہ کرنے کا محرم باہوں ، اس کا
فیصلہ زمانہ آپ کرتا رہے گا ، مگر حسن میت کے دلوں میں اور شارحین کی طرین مابنا مجھے بھی حق حاصل سے کہ ظاہر
کردوں کہ کلام الہی کی اس تسبیح میں میں نے جان بوجھ کر کوئی بدیانتی نہیں کی۔ کوئی تاویل ، کوئی مکر و تبلیس ، کوئی فنی
قیاس یا رائے جس سے اپنے زعم میں میرا اپنا چٹکارا ہو سکتا تھا میں نے حتمائش نہیں کی۔ میں نے صرف علم اور صحیح
علم کی برقی مشعل کو قرآن حکیم کے سامنے لا کر رکھ دیا ہے ، اس کی دروں رس حقیقت کشا اور برق شعاعیں کلام خدا
کے مطالب کی مہلی اور پہلی تہ تک پہنچا دی ، انسان کے اُس پر اپنے ہاتھوں کیے ہوئے بدنما رنگ و رخ کے سپے
حقیقت کی یہ وہ نشین اعتبار گل جن سے فزوں اور تہلی سے بے نیاز عروس کی ایک جھلک دکھلا دی ہے ، کم از کم
یہ دکھ لگا دی ہے کہ الفاظ کے انہی مستعمل ، بے قدر و قیمت اور دیدہ آشنا جھروکوں کی آئیں انسانی فلاح کی وہ
آسمان تاب عقیقہ ، اور سیاہ پاش عصمت مآب بیٹی ہے جسکو قرونوں سے کسی جن و انس نے چھو ایک نہ تھا اور ہی اس
قدوسی کلام کے اندر سچی مطلوب ہے اور طلحہ مقصود ہے ! اسی کو پالینے سے قومیں عشق و نیاز کی اس جاں گداز منزل
میں فائز المرام ہو جاتی ہیں ، اُسی سے بے نیاز ہو کر عالم اسلام پُر زل و مسکت کے بادل آج چھا رہے ہیں غضب
الہی کا تصور جوش مار رہا ہے ، انعام یک بیک چینی جا رہے ہیں ، موت سامنے نظر آ رہی ہے ! اسی وہ تلاش کے ہی
حوصلہ زاتقدم میں میں نے جو کہا ہے بخوف خطر کرنا ہے ، کسی رسم و رواج کی رعایت ، کسی اجماع امت کا فیصلہ ،
کسی وضعی مسئلے کی پیروی ، کسی تباہ و گدازے ارادت ، کوئی گفٹ کے رٹائی فتوے ، کسی حکومت وقت کا خوف ، مقاصد
قرآن کے متعلق میری تحقیق پر کچھ اثر نہیں کر سکا ، قانون خدا کے متعلق جوابات و تقع الامر ہے اُسکو سچ کہہ دیا ہے
جو چھوٹ ہے اُسکو چہا کر نہیں رکھا ، جو شہادت ہے اُسکو من و عن کھول کر رکھ دیا ہے ، جو حکم کر رہے اُس کے

بچے کو ہیر دینے ہیں۔ اگر کسی بات کے کہہ دینے سے میں الٹی معنوں میں مسلمان نہیں رہ سکتا تو ایسی کچھ برواہ
 نہیں، آپ عامل نہ ہونے کی وجہ سے اسلام کی صورت کو سچ کر دینا میرے نزدیک کسی طرح روا نہیں۔ باقی مسلمانوں
 کے ساتھ ساتھ میں سب سے پہلے قصور وار ہوں، اور کسی نبوت یا ولایت، کسی مصوئیت یا اعجاز، کسی کشف یا
 کرامت، کسی مجددیت یا قیادت، فضیلت یا علم کا ادعا کرتا نہیں کرتا۔ میری نگاہ میں قانون خدا کی نہیں میں اپنے پس کے
 لئے ادنیٰ سی رعایت نہ نظر رکھتا، اور اپنے آپ کو حتیٰ الوسع مؤمن بنائے رکھنا ناقابلِ عفو گناہ ہے، ایک ہر تہ کے
 یوں گناہوں کو اپنے اوپر لادیں گے، اسکی ہلاکت کا صیغہ طور پر مؤید بن کر اپنے آپ کو جہنم میں جھونکنا ہو
 چند عاصی تمتعات کے عوض میں اپنے پیٹ کو دوزخ بنانا ہے۔ **إِنَّ الدِّينَ نَكَمُونُ مَا أُنْزِلَ اللَّهُ مِنْ الذِّكْرِ**
وَتَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي أَنْظُرِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا نَقْرًا لِلْعَذَابِ وَلَا يُرْكَعُونَ
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ أُولَئِكَ الَّذِينَ اسْتَرَفُوا الظُّلُمَةَ يَا لَهْذِهِ الْعَذَابُ بِالْمَعْمُورِ فَمَا أَصْبَرْتُمْ عَلَى النَّارِ
ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ تَزَلِ الذِّكْرَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ الدِّينَ اسْتَقْرَأَ فِي الذِّكْرِ لَيَقِيَنَّ سَفَاوٍ يُعَذِّبُهُمْ لعنت خدا کا
 مستحق بننا ہے **إِنَّ الدِّينَ نَكَمُونُ مَا أُنْزِلَ اللَّهُ مِنْ الذِّكْرِ لَيَقِيَنَّ سَفَاوٍ يُعَذِّبُهُمْ** لعنت خدا کا
 نَكَمُونُ اللَّهُ وَلَقَدْ هَمَمُوا بِالْعَبَسِ إِلَّا الدِّينَ كَانُوا وَأَصْلَحُوا وَتَبَيَّنُوا كَأُولَئِكَ أَوَّلُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الْمُجِيبُ
 (بقرہ ۲)۔ خدا سے بد عہد می ہے، بد عاصی اور بے ایمانی ہے۔ **وَلَا أَحَدَ اللَّهُ مُنْذَرُ الدِّينِ أَوْفُوا الذِّكْرَ**
لَقَسِيئَةً لِلذَّائِقِ لَا يَكْفِيهِمْ دَعْوَةُ دَعْوَةٍ وَلَا ظُهُورُهُمْ وَاسْتَرَفُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا وَلَا يَنْصَرِفُونَ (دال عمران ۳)
 جو امور میں نے کتاب خدا کو آیات بنیات ثابت کرنے میں بیش نظیر رکھے ہیں یہ ہیں کہ قرآن مکمل کتاب ہے
 مربوط ہے، اس میں کوئی لفظ حق نہیں، کوئی شاعرانہ زوائد نہیں، اسکی لغت خود اسکے اندر موجود ہے، یہ آپ اپنی
 تفسیر ہے، اسکو کسی خارجی مدد کی ضرورت نہیں، اب لا بد تک انسان کے لئے سچا دستور العمل ہے، یہیں کوئی
 بات ایسی نہیں جس پر عمل ضروری نہ رہا ہو، اس میں کامل تطابق ہے، اسکی ہر آیت کا ایک اور صرف ایک مطلب ہے،
 تمام قرآن کا منہ تہائے نظر ایک ہے، اسکا بتایا ہوا صراطِ سفیم ایک ہے، اسکی تعلیم عام اور مطلق ہے، کسی ایک زمانہ

یا امت سے مخصوص نہیں، یہ ایک قانون ہے جس میں تاویل کی قطعاً گنجائش نہیں، اسکی سب آیات بات تیات ہیں، مستقل اور ناقابل انکار حقائق کی طرف یجاہزی ہیں، جہاں تشابہ ہے کسی علم کی وجہ سے ہی، وہیں میری طرف سے حمل کا علانیہ اصرار ہے، اہلکی ہرگز اربین شیخ ہے، کسی نے علم کا اضافہ ہے، کوئی تو کید فرید ہے، یہ رب زمین و آسمان کی طرف سے انسان کے نام ایک مکتوب ہے، پیامِ گل ہے، فرمانِ خسروی ہے، حکمانہ خدا ہے، اسلئے اسکا ایک ایک حرف قابل اسماک ہے، یہ فطرت کی طرح وسیع ہے اسلئے اسکے تمام لائحہ عمل پر حاوی ہو جانا، ایک قرن، ایک یا ایک امت کا کام نہیں۔ انہی امور کو پستیں نظر رکھ کر میں نے قرآن حکیم کے بارے میں اُنکے صحیح ہونے کا بلا واسطہ علمی ثبوت دیا ہے، پیش از وقت ارادت یا عقیدت کو اس تحقیق و تلاش میں مغل کر دینا قطعاً گوارا نہیں کیا۔ میرا مقصود تمام آئندہ بحث و تمحیص سے کتابِ خدا کی خوبی کو ثابت کرنا ہے، مسلمانانِ عالم کو ایک قطعی اور نفع مند، ایک مختصر اور حیرت انگیز راہِ عمل کی طرف پھر اشارہ کرنا ہے، اُس سبق کو پھر یاد دلانا، جو کبھی اس طفل کم سواد کو خوب ازبر تھا مگر آج قطعاً بھولا جا چکا ہے، قرآن سے نا آشنا اور فطرت سے باخبر مغرب پر ثابت کر دینا ہے کہ اہلکی تمام سیاست و تدبیر، ان کا سب علمی استقصا اور تقدیم، اہلکی سب قطعی شہادت و نصیرت، اُنکے تمام نظریے اور عملیے قرآن کے ہو شر یا علم اور ہر گز انکا کشف کے بالمقابل، معیج ہیں، اپنے علم کی برتری چلانا، اپنی سابقہ کج طاہر کرنا، یا کسی نے راہِ عمل کی داغ بیل لگا کر فرقہ بندی بنا کر قطعاً نہیں۔ میرا ہمتا اتحاد اور خالصۃ اتحاد ہے، اسلام کی ہلاکت انگیز و داخلی فرقہ بندی کو حتی الوسع مٹانا ہے، سب کے لئے ایک صراطِ مستقیم کو صحیح ثابت کر دینا ہے، ہر فرقہ بند امت یا فرد کو جہنم کا مین منت سرد کر سب کو ایک مشترک سطح پر لانا ہے، دُعا ہے کہ یہ حق کا وہی قول کا ماحول پھر پیدا کرنا ہے، اسی اتحاد کو دین اسلام کا رکنِ رکین، اسکی سب حکمت کا ملکہ کی اساسِ اول، اہلکی حُجۃ بالغۃ کا محورِ عمل، اسکی فالج و نجات کی علتِ اولیٰ ثابت کر دینا ہے، اسکے ماسوا کچھ نہیں! مشیہ اور سنی، جہنی اور شافعی، متقلد اور غیر متقلد، صوفی اور وہابی وغیرہ وغیرہ میرے نزدیک کچھ شے نہیں، یہ سب جہنم کی تیاری ہے خود کشی اور ہستہلاک ہے، موت کے ساتھ لہو و لعل ہے، اس زمین و آسمان کی چار دیواری کے اندر اگر کوئی

اُسی قانون کسی جگہ نافذ ہے تو وہ خالصۃً اتحاد و انصاف ہے، علماً اتحاد ہے، طوعاً و کرہاً اتحاد ہے، مدافعتاً بلکہ جارحانہ اتحاد ہے، رز و شب کا اتحاد ہے، صلاً اور قرعاً اتحاد ہے کمزور پر بے کمزور یا کہ اصولاً اسلام میں کوئی فرقہ نہیں اور پھر فرقہ بند بکراہل نہ انت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، انکی رہی سہی طاقت کو اور سلب کر دینا، اُن میں اشتتات عمل، طوائف الملوک اور موت کے سامان پیدا کر دینا، اور پھر اپنے یا سب فرقوں کو بھی جنت کا لیکن سہنا میس کے نزدیک پرلے درجے کی فریب کاری ہے، خدا سے مکر ہے، آشوب چشم ہے، سودائے سر ہے۔ اُمت کے کسی موجودہ یا گذشتہ قائد یا مدعی قیادت کو، کسی پیر یا امام کو کسی بزرگ یا ولی کو، کسی سجادہ نشین اور مرشد کو، کسی مزار یا خانقاہ کو پیش نظر رکھ کر اُن کا اتباع کرنا، اُن سے تقلید اختیار کرنا، عام جماعت سے الگ ہو کر اتحادِ عمل میں رخنہ ڈالنا، میرے نزدیک اذکاراً تاقرین دُوبِ اللہ کو پکڑنا ہے، عبادتِ ماسوا ہے، شرک ہے، ظلم عظیم ہے، اس دنیا میں موت کی تیاری ہے، آگے چلکر جہنم کی لکڑیاں بننا ہے، اُن بیچاروں کو دوزخ کا ایندھن بنانا ہے۔ اسلام کے داخلی اتحاد اور اُسکی ماہیت کے بارے میں میرا یہ فیصلہ اس قدر مضبوط ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی مخالفت یا منطوق میرے اس عزم کو متزلزل نہیں کر سکتی، میں اسلامی جماعت کے اندر سب نظری اور اعتقادی، سب اتوالی اور اعمالی، سب اتباعی اور غیر اتباعی، سب شرعی اور فتنی تفرقے کے برخلاف ہوں، سب کو علانیہ مٹانا چاہتا ہوں، سب مطیعوں اور مطاعوں مریدوں اور مرادوں کو خدا کی سرزنش کا قطعی اہل اور غضابِ آخرت کا قطعی مستوجب سمجھتا ہوں لیکن ابھی اگر کوئی شخص یا جماعت اس کتاب کے کامل مطالعے کے بعد عقیدۃً یا عملاً مجھ کو اسلام کے کسی نئے فرقے کا رد نہ تصور کرے تو وہ میری دانست میں نہ صرف مجھے صیبِ جہنم بنا رہی ہے بلکہ آگے چلکر جہنم کی دیوٹی ہوئی آگ میں ابدالاً باد تک جلتے رہنا اُسکیا کا حصہ ہے!

اسلام میرے نزدیک سب اولیاء و اصفیاء گندہ کر صرف محمد (صلعم) کی پیروی ہے، نہیں اُسکے لئے ہوئے قانون کی پیروی ہے، انبیاء کے لئے ہوئے طریقِ عمل (دین) کی پیروی ہے، قانونِ خدا کی پیروی ہے!

اس صریح کفر کی پاداش میں عذاب نہیں ہیجا، اور اس الیک کے آخری وارثین سے حی محرکہ بدلہ لیا جب
 اسلام کے پیش نظر خارجی اتحاد و اس قدر ہے تو بعینہ اسی بنا پر ختم رسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اسلامی جماعت کے
 اندر کوئی ذرا سی تفریق پیدا کرنا بھی میرے نزدیک صحیح معنوں میں کفر ہے، جو متسی ہے کفر کا مرتبہ ہے، فحش کی
 تفریق، شریعت کی تفریق، مسئلہ و مسائل کی تفریق، طریقت اور سلسلوں کی تفریق، پیروں اور سجادہ نشینوں
 اور لیاء اور خانہ نشینوں کی تفریق، مزار پرستی اور اولیا پرستی کی تفریق سب کفر ہیں، سب انکار خدا ہے سب
 عبادت طاغوت ہے، سب اگماتا میں دوزخ کو بیڑنا ہے، سب شرک جلی ہے، ترک ص ہے
 شرک اکبر ہے، وہ ظلم عظیم ہے جسکی بخشش کی حتم کوئی آس نہیں، وہ ہی سے جسکی پاداش جہنم ہے، وَلَا
 تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا أَنبِئْهُمْ وَكَانُوا شُرَكَاءَ كُلِّ حَرْبٍ يَمْلِكُ لَهُمْ قُرْآنُ مِثْرَةٍ
 محکمات میں علم ہے، آیات بینات ہے، قانون مدہ ہے، راز زمیں و آسمان ہے، قُلْ أَتَمَلُوكُمُ
 الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ قُلْ اللَّهُ الْغَنِيُّ فَطَرَالْغَاسِ عَلَمًا ہے، ایسے علم، ایسی ریتیں خفیت
 ایسے راز، ایسی فطرت کا منتہا ہر جگہ اتحاد چاہیے، اس میں بنی نوع انسان کو اپنے میں بند کر لینے کی وسعت پابین
 نہ یہ کہ خارجی تو سب تو یک طرف خود گھر میں فساد پیدا کر لیا جائے، امت اس علم کو لیکر آپ مکرے نکرتے رہا ہے
 ایسی فرتہ بندی میری دست میں اسکی سب بڑی ناقدر شمای ہے، اس سے پورا حیل ہے آپہیں اتالی
 بغاوت کا نتیجہ ہے، ناقابل عفو گناہ سے، جہنم کی تیاری ہے۔ جو قوم علم کے ہوتے ہوئے متحد ہو سکی اسکا
 کسی اور طاقت سے متحد ہو جانا خیال محال ہے وَاللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى الْاَمْرِ وَمَا اخْلَقُوا اِلَّا مِنْ نَعْدِ مَا خَلَقَهُمْ
 الْعِلْمُ نَعْمًا سَمِعُوا رَدَّكَ نَعْمًا بَدَّعَهُمُ تَوَمَّ الْعِلْمُ وَمَا كَانُوا اَوْفَكَ يَحْلَعُونَ نَعْمَ جَعَلْتَكَ عَلَى شَرِّ نَعْدٍ مِنَ الْاَمْرِ
 قَالَتْهَا وَلَا تَسْمَعُ اَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (۲۰) رسول خدا کی تمہیں کے بعد چونکہ کتاب خدا علم نہیں رہی کسی شمس نے
 اسکی کسی حصے کو علم ثابت نہیں کیا، سب کے سب جہالت اور قیاس و ظن اور رائے، اعتقاد اور اقوال کی ظلمتوں میں رہے
 ٹامک ٹوئیے مارنے رہے، اسی لیے یہ دردناک اختلاف ہے، اسی لیے ہلاکت انگریز فرقہ بندیوں ہیں، اسی لیے کل

جز بربا لکھنم فرجوں دوست ہو اسی لیے سجا اور اصلی شرک سے۔ جس دن کتاب خدا پھر علم ثابت ہو گئی، پھر زمین و آسمان کی ملکوت کا ستر عظیم بن گئی، پھر ساکنان زمین کی جبلت اور طینت قرار پائی، پھر یہ یقین ہو گیا کہ اسی کے علم کو مان کر امن مل رہا ہے، ہر قوم کو، ہر امت کو، ہر ملک کو، ہر شے کو اس دنیائے کسب و عمل کے ہر گوشے میں امن مل رہا ہے، ان آنکھوں کے سامنے امن مل رہا ہے، انعام مل رہے ہیں، ملک مل رہے ہیں، دولت اور سلطنتیں قدموں پر نثار کی جا رہی ہیں، رحمت الہی کا دریا سب طرف جویں مار رہا، جس دن یہ صدیق ہو گیا کہ اسی کے علم سے ہٹ کر اسلام کو ذل و مسکنت نصیب ہو رہی ہے، شکستوں شکستیں مل رہی ہیں، ملک بیک بیک چھینے جا رہے ہیں، طاعون اور قحط، خوں اور بیپ، جویں اور چھتھرے مل رہے ہیں، آگ مل رہی ہے، اُسیدن یہ سب اختلاف مٹ جائے گا، سب فرقہ بندیاں فنا ہو جائیں گی، سب ارضی حسد اور دم دبا کر ہاگ بائیسکے، *حَلَّ عَصَاهُ فَاَکَاظُ اَنْعَامٍ* کا سامان بندھ جائے گا، سب اولیاد اصفیا، پیر و فقیر عرش سے گر کر فرش زمین پر آجائیں گے، طاعوت کی پرستش ماند پڑ جائے گی، جن قوائس میں مساوات ہو جائے گی، سب کا خدا پھر ایک بن جائے گا، پھر اُس دن اس علم سے منفرد بھی مشکل نظر آئے گا، طوعاً و کرہاً لوگ پھر تران کو حسبِ ناپا کار اٹھیں گے، سب اعتقاد ہی کتابیں جنہوں نے فتنہ عظیم بہکا کر رکھا ہے فی النار و التقریر و سچائی نگی، سب جگہ خاک سیاہ ہو جائیں گی۔ یہ فی الحقیقت کئی خداؤں نے ہی فساد ڈالا ہوا ہے، *عَلَا نَعَصُهُمْ عَلٰی نَعَصِی* کے مصداق بن رہے ہیں۔ *لَفَسَدَکَا* کا منظر پیدا ہو رہا ہے، جمالت کا فقر ہے، ورنہ جہاں علم ہے وہاں اتحاد ہے اور وہیں سچی اور اصلی، بے لالچ لے ریا توحید مدجی ہے!

ہاں قرآن کو تین ستر پانچ علم ثابت کرنا چاہتا ہوں مگر اسلام میرے نزدیک ستر پانچ عمل ہے، اس کی توحید عمل ہے، اس کا ایمان عمل ہے، اس کا اتقاعل ہے، اس کی عبادت عمل ہے، اس کا صراط مستقیم عمل ہے، اس کا شرک بدکاری ہے، اس کا کفر بد نظمی ہے، اس کا فسق بد عملی ہے، اس کا عمل اہمت کا اجتماعی عمل ہے، ہتھکن اور شفقہ عمل ہے، ہاتھوں اور پیروں کا عمل ہے، دلوں اور جگر دلوں کا عمل ہے، طاقت اور زور کا

مِنْ حَنْبٍ وَعُمُودٍ وَرُفُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۚ وَنَعْتُهُمْ كَذٰلِكَ سَوَّاهُمْ قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ (۱۰) مَآءٌ، خود بخود

اسرائیل سے میثاق ایزویٰ بندھانویں بندہ کہ قانون خدا پر چلتے رہو گے تو اجتماعی بدعالیان سب درکروں گا

جنات زمین کے وارث بن جاؤ گے (لَیْسَ اَقَمْتُمْ الصَّلٰوةَ وَاسْتَمْتُمْ الْاَلْبٰوةَ وَامْتَمْتُمْ سُلٰی وَاَعَزْتُمْ نَفْسَکُمْ وَافْرَضْتُمْ

اللہ وَفَرَحْتُمْ سَخٰطَکُمْ سِتَآئِکُمْ وَکَلَّکُمْ حَنْبٌ مِّنْ عَمَلِکُمْ اَلَا تَهْتَفُوْنَ ۚ) (۱۱)، زمین کی ابھی سلطنت

تمہارے حصے میں رہے گی، آسمان سے فتح باب ہو کرے گا، زمین کے دروازے کھل جائیں گے، اوپر سے کھاؤ گے

یٰۤاٰیُّوْسُ کَیْ نَیْجَیْ سَیْ نَیْجَیْ ۚ (۱۲) رُوْلًا تَمَّ اَقَامُوْا التَّوْبَةَ ۚ کَلَّکُمْ مِّنْ فَوْقِہُمْ وَفِیْ حَنْبٍ اَصْحٰبُہُمْ ۚ (۱۳) انہیں

موسیٰ علیہ السلام نے بزدل اور غلامی میں پلے ہوئی بنی اسرائیل کو پالیس برس کی اتنی تعلیم کے بعد سبنا کے جنگلوں

میں گر کچھ کہا تو یہی کہا کہ ارض مقدس پر چار خانہ حکم کرو، اسیر یکدم بلہ کرو اور سیٹھ نہ بھیجرو داخل ہو جاؤ گے تو

غالب آجاؤ گے (وَاَدْخَلْنٰوْہُ فَاَنْکَرُوْا عَلَیْہِ ۚ) (۱۴) وہ گھائے میں رہو گے (نَعُوْمُ اِذْ حُلُوْا اِلَیْہِ اَلْمَقْدَسُ ۚ

اَلْحٰی کَمَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَکَلَّکُمْ وَاعْلٰی اَدْنٰی دَکْرَہُمْ فَتَعٰیلُوْا اَحْیٰیہُمْ ۚ) (۱۵) داؤد اودھ سلیمان علیہما السلام از روئے قرآن

نبی تھے لیکن برسوں تک دھڑنے سے بادشاہت کی، ملک کو صنعت اور صرف سے مالا مال کیا، تجارت کو

استقرار فرمادیا کہ بحر و روم سے انگلستان تک ہمازل تک کا تاتا بندھ گیا، ہم عصر فونیسی سلطنت کے پایہ تخت صور

سدون سے گوانڈیل مزدور (حق) ملک کی ترقی کے بے بلوائے، پہاڑوں کو تہ و بالا کر کے سفر کیا (اِنَّا نَحْنُ بِنَا اَلْجِبَالِ

مَعًا سَخٰطَہُمْ بِالْعِیْیِ وَالْاَسْرَافِ ۚ) (۱۶) ہوا پر قابو پایا (فَتَحٰہُ اِلَیْہِمْ خِیْرًا مِّنْ رَّحْمٰتِہٖ حَنْبٌ اَصْحٰبُ اَدْنٰی) (۱۷) یہ بندوں

کا مہیا دار و الظہین مَحْضُوْرٌ ۚ کُلُّ لَہٗ اَفَاکِتٌ ۚ) (۱۸) مقدم الذکر نبی نے معذنیات کی صنعت میں وہ طلسمات کروکھا با کہ زمین

لوہے اور تانے کی نہریں بہا دیں (وَاللّٰہُ اَلْحَمْدُ ۚ) (۱۹) وَاسْأَلْنَاہُ عَلٰی الْفِطْرِ ۚ) (۲۰) تانے زمین و آسمان نے

ان سب باتوں کو عمل صالح کہا (اِنَّ اَعْمَلَ سَبِیْغٍ وَفَیْذِی السَّرَّحَ وَانْعَلُوْا اَصْلَکُمْ ۚ) (۲۱) اِنِّیْ رَمٰی تَعْمَلُوْنَ مَصِیْرًا ۚ) (۲۲)

کہا، داؤد علیہ السلام کو ذوالا ید کا خطاب دیا، صاحب دست قدرت کہا، اوقاب کا لقب دیا، عجب کچھ کر پڑا

(۱۰) مَآءٌ، خود بخود (۱۱) حَنْبٌ، زمین کی ابھی سلطنت (۱۲) یٰۤاٰیُّوْسُ کَیْ نَیْجَیْ سَیْ نَیْجَیْ ۚ (۱۳) رُوْلًا تَمَّ اَقَامُوْا التَّوْبَةَ ۚ کَلَّکُمْ مِّنْ فَوْقِہُمْ وَفِیْ حَنْبٍ اَصْحٰبُہُمْ ۚ (۱۴) وَاَدْخَلْنٰوْہُ فَاَنْکَرُوْا عَلَیْہِ ۚ (۱۵) فَتَعٰیلُوْا اَحْیٰیہُمْ ۚ (۱۶) سَخٰطَہُمْ بِالْعِیْیِ وَالْاَسْرَافِ ۚ (۱۷) اِنَّا نَحْنُ بِنَا اَلْجِبَالِ مَعًا سَخٰطَہُمْ بِالْعِیْیِ وَالْاَسْرَافِ ۚ (۱۸) فَتَحٰہُ اِلَیْہِمْ خِیْرًا مِّنْ رَّحْمٰتِہٖ حَنْبٌ اَصْحٰبُ اَدْنٰی (۱۹) وَاسْأَلْنَاہُ عَلٰی الْفِطْرِ ۚ (۲۰) تانے زمین و آسمان نے (۲۱) اِنِّیْ رَمٰی تَعْمَلُوْنَ مَصِیْرًا ۚ (۲۲)

سام اور قطعی محاکمہ دے دیا کہ ایمان اور عمل صالح کا اٹل شیعہ بادشاہت زمین ہے (وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ)۔ ابدی سلطنت ہو، خلد مرحمت ہو (حَلِيلَيْنِ فِيهَا أَنْدَادُ وَعَدَ اللَّهُ
حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ فَوَلَاةً)۔ جس بلکہ صاف، غیر مشکوک اور ناقابل تاویل الفاظ میں کہہ دیا کہ اگر قانون خدا
منہ پیر لوگے تو اجتماعی ہلاکت قطعی ہے۔ تَسْتَخْلِفُ رِيقِي فَوْمًا عَزَّكَ (ہود) کا مذاہب، محکومیت کا جہم ہے
غلامی کا طوق لعنت ہو، خوفِ عزین ہے، عجز اور بے بسی ہے، دنیا خراب اور جو آگے چل کر ملنا ہے وہ اس سے
کہیں بڑھ چڑھ کر ہے (وَلَنْ تُولُوا دَعْدًا لَتَعْلَمُنَّ مَا أَنزَلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ)۔ تَسْتَخْلِفُ رِيقِي فَوْمًا عَزَّكَ وَلَا تَعْمُرُوهُ
تَسْتَخْلِفُ رِيقِي عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَاطَّةً (ہود)۔ بر خلاف اسکے اگر نبی کے لائے ہوئے قانون کی پیروی کرو گے تو اس کا
اٹل شیعہ یہ ہے کہ دشمن عن قریب ہلاک ہو جائے گا، تم خود اسکی زمین کے وارث بن جاؤ گے، متخلف فی الارض
ہونے کا مقام حاصل ہوگا اور بعد ازاں جو کچھ ہے تمہارے اعمال پر منحصر ہے اگر اسی طرح عمل کرتے رہو گے تو جب تک
زمین و آسمان قائم ہیں بادشاہ زمین بنے رہو گے ورنہ اس خوب صورت اور منظم، اس باسلیقہ اور خدا کی اپنی حفاظت
میں لی ہوئی زمین سے تمہارا بیک بینی و دو گوش نکال دیا جانا قطعی ہے! (مَنْ عَسَىٰ أَنْ يَكْفُرَ أَنْ تَهْلِكَ عَدُوُّكُمْ وَ
تَسْتَخْلِفُ كُوفِي الْأَدْنَىٰ فَتَنْظُرَ كَفَّ لَكُمْ لَوْ هَـ (مرث)۔ یہ دنیا دار لجن ہے، ہمیں جو شے پامنا رہے سہی عمل ہے محنت
اور تکلیف برداری ہے، بے عمل اور جمود زدہ قوم کا یہاں پر صلا اور طبعاً گذارہ نہیں!

• الفرض وراثت زمین اور ممکن فی الارض کا اہم منصب ایمین نشاء آفرینش سے اسلاف نبیاس کے پیش نظر
بلا شرکت غیر سے رہا، وہ تمام عمر سیاحت کے رہے کہ اپنی امتوں کو اس لازوال قانون، اس اٹل آئین عمل،
اس امر رب العالمین، اس العلم سے آگاہ کر کے عمل پیرا کریں جس کا شیعہ اجتماعی بقا ہے۔ دوام فی الارض
بادشاہت اور غلبہ ہے۔ یہی اٹکالا یا ہوا دین تھا، اور نہ اس وراثت کا اسی طرز عمل کو تسلیم کر کے اس پر عمل پیرا ہو جانا انبیاء
کے مذہب کو ماننے کے مترادف تھا، یہی انہما ایمان لائیکے معنی تھے، یہی ایمان کا لازمہ بلکہ بدلت خود ایمان تھا۔

اسی بنا پر اسل کا اس دنیا میں مظہر و منصور ہونا لازماً رسالت تھا، اُنْهُمْ لَوْ هُمُ الْمُتَصَوِّفُونَ (مرث) کا مصداق رہنا

نہ صرف مجزوبین، یا عین ایمان، بلکہ تمام دین، تہا، لَنْ خُذَ تَالِہُمْ الْعِلْمُ (ص ۲۸) نہ صرف ایمان والوں کی علامت یا مومنوں کا نشان سیما تہا بلکہ غالب بناتلغ نئی آستوں کا واحد منظر تھا۔ دشمن قوم کی ہلاکت بھی اسی وجہ سے ہوتی تھی کہ وہ نسبتاً بکے لائے ہوئے قانون پر عمل پیرا نہ ہوتے تھے، ریح اور محنت میں لینے قن پرین کو ڈالنا پسند نہ کرتے تھے، احکام سے گریز کرتے تھے، یہی انگلیشہ ماننے کے مترادف تھا، یہی کفر تھا، یہی کفر تہا ہی تہا تہا تہا تہا۔ اور اسی بایر نبی کی تابع امت منکر گروہ پر غلبہ حاصل کر حاتی تھی۔ قرآن حکم ہے ایمان اور کفر کی اسی عملی کیفیت کو کسی قوم کی صلاحیت یا عدم صلاحیت کا صحیح معیار قرار دیکر یہ قطعی لاندوال اور اٹل محاکمہ پیش کر دیا کہ صاحب ایمان قوم کے کافر قوم سے قتال کا نتیجہ ہر نوع اور ہر حال یہ ہے کہ ایمان والی قوم اس یونے زمین کبھی بیٹھ نہیں پھیرتی، جب بیٹھ پھیرے گا تو ہی پھیرے گا۔ روز ازل سے ایک طے امر ہے، قانون خدا جو روز افریش سے برابر جلایا ہے اور جینک نے میں آسمان قائم ہیں برقرار رہے گا۔ وَلَوْ كُنَّا نَعْلَمُ الْغَيْبُ كَمَا يَعْلَمُ الْمَلَائِكَةُ الْغَيْبُ فَذَرْهُمْ هَلْ يَكْفُرُ الْكَافِرُ وَلَا تَنْصُرُهُمْ وَلَا تُجِدُ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُونَ سُبْحَانَ اللَّهِ الَّذِي فِي يَدَيْهِ مَصْرُورُ كُلِّ شَيْءٍ وَلَٰكِنْ يَجْعَلُ لِّلشَّيْطَانِ تَبْلِيًّا (الفتح)۔ گویا جہاں فتح و طغی کا پرچم لہرا رہا ہے، جہاں ایک قوم کو دوسرے گروہ پر غلبہ حاصل ہے، جہاں ایک مگر مجزوب بے بسی، اور دوسری طرف قوت اور استیلا قائم ہے، وہیں ایک قوم نسبتاً بکے خدا کے ہاں سے لائے ہوئے مشترک قانون کی صحیح معنوں میں مومن ہے، اس علم کے کسی نہ کسی اہم حصے پر عمل کر رہی ہے، نہیں اس علم و عمل کی وجہ سے ہی کامیاب ہو رہی ہے، وہیں دوسرا گروہ اس قانون خدا سے کفر کر رہا ہے، اس کا علم منکر ہے۔ یا اس کی کما حقہ تعمیل کرنے میں کسر رہ گئی ہے، یا مخالف فریق اس پر بہتر اور باحسن وجہ عمل کر رہا ہے۔ فتح و نصرت کا سلسلہ جینک قائم ہے، کفر و ایمان کا یہ محاکمہ قطعاً پورا ہوتا رہے گا۔ خدا کے قانون کی پہلی اور آخری غلطی ہے کہ ایمان بہ نوح و نصرت کے مترادف اور کفر بہر حال شکست اور نزال کے ہم معنی ہوا اسلاف نسبتاً سے قطع نظر غرضی احسن الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واحد منظر رونے زمین پر غلبہ حاصل کرنا اور امت عرب کو بقا و دوام کے معراج پر پہنچانا تھا، یہی ان کے مبعوث ہونے کی اصل و صحیح غرض

ستوبرس کے اندر اندر اس اولوالعزم نبی کے اولوالعزم پیروانہ س کی برائیوں اور فرسہ کے سبب سیدانوں میں
جاوہکے! افریقہ کے تپتے ہوئے بیابانوں کو چشمِ زدن میں طے کر کے جات زمین کی تلاش میں لگ گئے، خدا کی
زمین خدا والوں نے شیطان والوں سے جبر اور کرنا جین لی، کسب کی عظمت کو ملیا میٹ کر دیا، قیصر کے
تخت کی ہنسیا دیں، پلا دیں، فرعون کی کھوپڑی پر گھوڑے دوڑائے، او حراج ہمارے رام رام بکارتھے، یوہا
کے بلند نشینوں کو مرش پر گرا دیا! مذہب اسلام بعد میں خواہ کچھ کا کچھ بن گیا ہو، اسکی یہ مرزل الارض صورت
نا حقیقت شناس لوگوں کی متفقہ تاویل سے یا عوام کے متفقہ مکر کے باعث کچھ کی کچھ بن گئی ہو، سعی و عمل کی
وہ لشکر انگیز اور کارکن تپ اقبال اور اعتقاد کی آرام وہ اور ناکارہ صورت میں بدل چکی ہو، مگر قرآن حکیم کے
طالب العلم اور مذہب کی تہ کو پہنچنے والے دقیقہ رس کے لیے، نہیں بلکہ پیام خدا کو ابتداء آفرینش سے
اخیر دم تک ایک یقین کرنے والے حقیقت شناس کے لئے اس واقع الامر سے انکار کرنا محال ہے کہ
خاتم النبیین کا لایا ہوا اسلام اصل ہی **قرنِ اول** کا اسلام تھا، وہی ابو بکرؓ اور عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ والا اسلام
تھا، خالدؓ اور طارقؓ، مسلمؓ اور ابوعبیدہؓ والا اسلام تھا، غالب بنکر رہنے اور پیچھے نہ ہیرے والا اسلام تھا،
دوست کو آغوشِ لطف و مرحبا میں بیکرتوبہ مند کر دینے والا اسلام تھا، دشمن کو مہلت دے کر نیت و تابو کرنے
والا اسلام تھا، سب بنی نوع انسان کو سطح زمین کی تختہ بے روک ٹوک اور بے خوف خطر بادشاہت پر
خاتم کر کے، نسل انسانی کو باہم فساد سے پاک اور ایک کر دینے والا اسلام تھا رَحْمَتِی لَآ تَكُونُ رَهْشَةً
وَيَكُونُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْكَ اللَّهُ (اعسان ۱۱)، ہمیں گبر و برہمن، یہود اور عیسائی، آتش پرست اور گور پرست کے سب بادلوں اور
پنہیروں، سب رہنماؤں اور رسولوں کو اسی الاسلام کے حامل قرار دے کر، ہی وارثِ زمین اور متحد
بنانے والے پیغام کے مبلغ یقین کر کے، اسی مذہب اسی جائے ذباب اور اسی راہِ عمل کے ناشر مانکر سب کے
درمیان **تفرقہ** اور مخالفت مٹا دینے والا اسلام تھا! سب انسانوں کو ایک خدا کے مشترک بندے، ایک
باپ کے ہم مرتبہ بننے، ایک نوع اور ایک جنس کے یکساں اور مساوی افراد یقین کر کے ان کے درمیان **وجہِ امتیاز** کا

ماحول پیدا کرنے والا اسلام تھا! اس اسلام میں شدت تھی (اَسِدٌ عَلَى الْكُفَّارِ دَلِیْلٌ)، اس میں سختی اور غلطی تھی (وَأَعْلَظُ عَلَيْهِمْ دَلِیْلٌ)، اس میں دعوت اور اضطراب تھا، انابت اور اعتصاب بھی تھا (إِنَّ الدِّیْنَ سَعَدَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ زَالَ بَرٌّ)، فاتحانہ جذبہ اور خزانہ محکم تھا (كَانَ الْخَلِیْفَةُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَلِمَةُ مِنْ قَوْلِ الْمُؤْمِنِينَ (الْعَرَبِ)) اس میں حمیت اور عصبیت تھی مگر تعصب قطعاً نہ تھا، مذہبی اور اعتقادی تجسید ہرگز نہ تھی، یہود سے یہود ہونیکے باعث نفرت نہ تھی، عیسائی سے عیسائی ہونیکے باعث جہت نہایت تھا، ہنود سے کرشن علیہ السلام کی وجہ سے مخالفت نہ تھی، پارسی سے زرتشت علیہ الرحمۃ کی پر حشاش نہ تھی، انہیں اسلام سے محمد مرسل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی وجہ سے عت نہ تھا (وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ، فَذَلِكُم مِّن قَوْلِ الْفُلُكَايْنِ مِمَّا كَانُوا قُلُوبًا نَّقَلَتْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمِنْ تَقْلِبٍ عَلَى عَقِبِهِ فَلَنْ يَصُرَ اللَّهُ شَيْئًا وَسَكَحَىٰ اللَّهُ الشُّكْرُونَ (الْعَرَبِ))، دینِ خدا سے دینِ محمد ہونے کے باعث محبت نہ تھی۔ سرور کائنات علیہ التَّحِیۃ والسلام کی وفات کے بعد جب حضرت عمرؓ نے تلوار ہاتھ میں لیکر اراد کیا مصلحتاً لوگوں سے کہا کہ رسول خدا مرے نہیں تو حضرت ابو بکرؓ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ لوگو! اگر رسول خدا کی تلاش میں ہو تو وہ تو انتقال کر گئے لیکن خدا زندہ ہے اور اس کو موت ہرگز نہیں۔ یہ سب اس لیے کہ اُس اسلام کو محمدؐ سے بحث نہ تھی، اُس کو اُس جسم اطہر سے غرض نہ تھی جو مٹی میں ملکر مٹی ہو جائیو والا تھا، اُن کو بنی نوع انسان کی طرف خدا کے بھیجے ہوئے قاصد کو بُت بنانا نہ نظر نہ تھا، اُن کو پیغامِ خدا غرض تھی، نامہ رب العالمین سے بحث تھی، بنی نوع انسان کی طرف خالق زمین و آسمان کے بھیجے ہوئے خط کی بیابانی تھی، مکتوب کو چوڑ کر نامہ بر کی آوج بگت کرنا کچھ نہ نظر نہ تھا! وہ اس بات کے درپے تھے کہ حکمائانہ خدا کی تعمیل ہو، مشیتِ ایزدی پوری ہو کر رہے، جو شے وہ بادشاہوں کا بادشاہ چاہتا ہے اُسکی تعمیل ہو، جو نفس پیغام ہے اُسکی طرف توجہ ہو، یہ دینِ خدا کا بھیجا ہوا دین ہے، سب انبیاء کا لایا ہوا دین ہے محمدؐ کا بنایا ہوا دین ہرگز نہیں! یہود اور نصاریٰ سے خبر دے بھی اسی عدم تعمیل کی بنا پر تھا، وہ اس نصب العین کے درپے تھے کہ رب زمین و آسمان اپنے سب بندوں کے ساتھ مساوات اور اتحاد چاہتا ہے، نسلِ انسانی کا وہ

بقایا جاتا ہے۔ انسان کو اس زمین پر صحیح معنوں میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہے (ان حاکمیں فی الارض خلیفۃ) کی تکمیل چاہتا ہے لاکھوں امروں اور قوموں کو جو ایک ہی ملک میں چاہتا ہے، سطح ارض پر ایک متحد قومیت کا تسلط چاہتا ہے (وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً) (ہود)، مشرق اور مغرب کا، شمال اور جنوب کا، برصغیر کے کیر کا آپس میں کامل اتفاق عمل چاہتا ہے، فساد سے فی الجملہ ناخوش ہے، زمین کی متحدہ خلافت کا نصب العین ہیں کر کے سب کا ایک طرز عمل، ایک دین، ایک صراط مستقیم، ایک امت چاہتا ہے، سب نسبتاً کو اسی پیغام کا حامل، اسی اہم دستور العمل کا مبلغ، اسی غیر الحصول آماجگاہ کا متقاضی قرار دیتا ہے، ہر انسان سے یہ بات قبلہ کر سب کو ایک کر دینا چاہتا ہے، ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس (ہود) کے بہت انگیز منظر کو ایک قلم دور کر کے خلیفۃ فیہا مآد امیر السموات والارض (ہود) کا امن پسند ماحول یہ لکھنا چاہتا ہے ان شاء اللہ شکرت و تبارک و تعالیٰ لا یموت کے محشر انگیز سے کو حتی الامکان پیدا کرنا نہیں چاہتا! اسی وجہ تھی کہ صدر اسلام میں ختم نسل کا لایا ہوا دین صرف ایک جمہوریت تھا، ایک بنی نوع انسان کا بلا امتیاز رنگ و نسل اور بلا اختلاف قوم و مذہب بھائی چارہ تھا، ایک برہمن اور عالمگیر اخوت تھا، ایک اٹل اور غالب عصیت، ایک محرک اعصاب شرکت تھا، دوسری قوموں کو ناسخ چڑھا کر، ان کے مقدس معابدوں کو گالیاں دیکر، ان کے خوف لیامحرف دین کو برا بھلا کہہ کر اپنا دشمن بنا لیا اس اسلام کا نصب العین ہرگز نہ تھا! اسی سائن اور باندھنا ہی کے تحت اس دین میں مقاطیس کی بازگشت پیدا ہو گئی تھی، مَدْحُونٌ فِی دِنِ اللّٰهِ اَوْ اَحَادِسْرًا کاساں ہر طرف نظر آتا تھا۔ اسی کے باعث زمین کے ایک بڑے سے بڑے حصے پر امن پیدا ہو گیا تھا، اسی حکومت مالک ارض و سما کی منتسک عین مطابق قائم ہو گئی تھی، دوست ماں جاے بھائی کی طرح بغلیں ہوتے تھے، دشمن موت کے منتظر میں دم بخود تھے۔ امن اور بادشاہت تھی، اگرچہ اور اجار نہیں تھا دین کو لوگ فرزند ہی نہ سمجھتے تھے اھل بیت اور یہودیوں کے بالمقابل متحدی، بننا کشر نہ جانتے تھے، ان کے پیش نظر صرف قانون خدا کا عطاء طبع بناتا تھا مسلمان تھا، خدا کے بھیجے ہوئے دستور العمل کو پیہم سعی و عمل سے نبھاتا تھا، خدا کے آخری رسول کو نبوت بنا کر

اُس کے پیچھے صف آرا ہو جانا نہ تھا! یہی سچی اور بے لاگ توحید تھی، یہی توحید فی الرسالت کے صحیح معنی تھے! (مَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِكَ وَلَا يَصْرَقُوا لَكَ لِئِنْ كَانُوا يَحْقِيقُونَ مَا كُنْتُمْ لَكُمْ عِلْمًا) آج جو قومیں اس الاسلام اس دین محمد، اس مذہب خدا اور راہ مالک الملک کے عشر عشر پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہیں، جو وراثت زمین کو انسان کا صحیح معنوں میں واحد نصب العین اور یکتا مذہب عمل یقین کر کے اس رہبر فی س من دن رات لگی ہیں، جو لاشریک بادشاہت کو خدائے بے ہمتا کا واحد حکم سمجھ کر اس حکم کو فعل میں لانے کی سعی کر رہی ہیں، جو مالک زمین و آسمان کو قوی و عزیز سمجھ کر قوت اور عزت حاصل کرنے کے درپے ہیں، جو اسکو سمیع اور بصیر اور علیم یقین کر کے تخلیق و ماحلق اللہ کے کسی حق پر عامل ہیں، نہیں جو وراثت زمین کو اپنا دین و ایمان، اپنا تاج و اور مسلک یقین کر کے اور سب دینوں کے مستغنی ہیں، عیسویت اور موسویت، ہندویت اور صوفیت کی سب اعتقادی ہول بھلیوں سے بے نیاز ہیں، ایسی جماعت کے اندر ایک اٹل عصبت ایک عالم آرا وحدت، ایک دشمن کش اتحاد و میدا کر کے عاجز کو اور عاجز کر رہی ہیں، اَسَدُ اَعْلٰی الْاَعْلَادِ اور رُجَاؤُ السَّاعَةِ کی سچی تصویر ہیں نہیں جو قومیں اُس صنّاع بی مثال کے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے کیڑوں اور کوڑوں، پرندوں اور حیوانوں کے اعمال و عادات، معمولات اور اخلاق کا صحیح مطالعہ کر کے اُنہی کی طرح اس زمین کے بر بجز پر اُنکے بالادست بہ اُنکے جبل و سہل پہا، اسکے تحت الثری میں، تحت البحر میں اور جو ف آسمان پر ہر کن طریقے سے قابض ہونا چاہتی ہیں، انہی کی طرح کے ایک قطع کے امتیاز، ایک رنگ کا لباس، ایک طرز و ایش، ایک دستور العمل، ایک شکل و صورت، ایک نصب العین، ایک قاعدہ اور طریقہ، ایک دین، ایک مذہب، اپنے افراد کے اندر قائم اور دائم کر کے ایک اٹل عصبت اور جہاں شکن زور اپنے اندر پیدا کر رہی ہیں، ہاں جو قومیں اُس دین فطرت پر عمل رہی ہیں جو ہر صاحب مع و بصیر کو ہر جا اور ہر وقت اِن آنکھوں کے سامنے نظر آ رہا ہے وَفَرَ الْاِنْسَانَ عَلٰی كَيْدِهِمُ كَافٍ مِّمَّا يَفْعَلُونَ، جو قومیں اس طرح پر اپنے پا جاموں اور پگڑیوں، اپنی داڑھیوں اور مونچھوں کو جزو دین سمجھتی ہیں، اور اس اٹل اور زور آور اتحاد کو، اس یگانگت اور یک رنگی کو، اس یکتا کو، اس لاشریک

بادشاہت زمین کو، اس کا بیشتر فی حکیمۃ احکام رکھنے کے الٰہی حقائق کو، اس حق پر ت الانص (درم) کی
ربانی صفت کو، اس طریقت الملک الیوم (دوسرا) کی کربائی خاصیت کو اپنا واحد شعار اور ایک مذہب سمجھتی ہیں اور
اسکے سوا کسی انسان کے من گھڑت مذہب، کسی خود ساختہ شریعت، کسی لمبی واڑھیوں اور مسواکوں، کئی حیوانوں
اور استغیاؤں، کسی گڈیوں اور ہاموں کو اشتحاؤ کے نصب العین سے علحدہ کر کے نہیں جانتیں، وہی آج طرکت
خزانہ عامرہ سے العام پاری ہیں انصب علیکم (۱) کی مصداق ہیں، اُنہی پر رحمت ابنودی کا موسلا و معائنہ
لگاتا رہا ہے۔ اور جب تک اس صراط مستقیم پر ہیں لگاتار برستار ہے گا بخشنے عزوجل نے اسی دین
فطرت کی ماہیت کو کوتاہ نظر اور نابلد انسان پر واضح کرنے کی عرض سے اعلان کر دیا تھا کہ اگر اس دنیا کے
اندھ صراط مستقیم چاہتے ہو تو یہ سمجھ لو کہ سب حیوانی امتیں اور سفلی مخلوق تمہاری ہی طرح کی تنہا ہیں جو
وہ کر رہی ہیں وہی منشائے خدا ہے، جو کچھ انکو سکھایا ہے میری ہی مشیت ہو ہم نے اس کتاب
عظیم کے اندھ جو کتنا تاکہ دیا ہے اب ذمہ داری اور جواب دی کا بوجھ تمہاری گردن پر ہے سمیع وبصر و قلب
سلیم تمہیں ارزانی ہے، اب جان بو جھگرگو گئے اور بہرے اور اندھے بن جاؤ تو اسکی سزا آپ بھگتا کرو گے۔ وَمَا
مِنْ دَانٍ فِی الْاَنْص وَلَا ظَلَمٍ نَّظْمٌ عَاصِدٌ اِلَّا اَصَمُّ امَّا نَا لَكُم مَّا وَضَعْنَا الْکِتَابَ مِنْ شَيْءٍ لِّتَذُلُّ اِلٰی سَدِّ قُلُوبِهِمْ
لِحُسْرُوْنٍ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا صُورٌ نَّكْمُرُ فِی الظَّلَامَةِ مَنْ كَتَبْنَا لِلّٰهِ نُصْلَهُ وَمَنْ نَشَاءُ حَقَّقْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
اسلام) مجھپر کائنات مارا اپنے آپ کو اعلون ثابت کرنا یا زمین کے ایک بڑے سے بڑے ٹکڑے پر قبضہ کر کے انسان
کو مار بگا نامیسری ہی بنائی ہوئی فطرت ہو، مجھے اُس بالیمان وجود کی مثال بیان کرتے ہوئے کچھ شرم نہیں آتی
کیونکہ وہ بہر نوع مومن ہے، اور اپنی ذرا سی بساط کے مطابق اعلون رہنے کی سعی کرتا ہے خدا کے روز اول سے
باندھے ہوئے عہد کو توڑنا نہیں! (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٰ اَنْ تَضِرَّ مَثَلًا مَا يَعْبُودُهُ مَا وَقَّعَهَا مَا وَالَّذِيْنَ رَاَوْهُمْ
مَعْلُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَآخَا الَّذِيْنَ كَفَرُوا هَقُّوْا مَا اَدَّ اللّٰهُ لَهُمَا مِّنْ لَّمْ يُصْلِبْ بِهِ كَثَرًا وَفَعْدَىٰ بِهِ كَثَرًا
وَمَا تُصْلِبْ بِهِ اِلَّا الصِّرَاطُ الَّذِيْنَ يَقْعُقُونَ عَهْدَ اللّٰهِمْ تَعْدِمُنَا وَنَقَطُوعُ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهِ اَنْ يُّوَصَلَ وَ

۱۔ شیخ رحمہ اللہ کے بعد صدیق پہلی مجلس میں اس مسئلہ کو لے کر کہا کہ اس کے لیے ان اصحاب میں اور موافقا حال ہو گیا ہے ۱

يُعِدُّونَ فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْخَيْرُ الْأَكْبَرُ هُوَ الْخَبِيرُ (سورہ) میری سب مخلوق اپنی فطرت اور ہدایت پر روزِ گرفتاری سے چل رہی ہے، ایک سرِ نمودِ ہر اُدبِ نہیں بنتی (اَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ حَلْفَةً ثُمَّ هَدَىٰ إِلَيْهَا)، مگر انسان اپنی جبلت کو بھول بھول کر اپنے آپ کو دُکھ میں ڈال رہا ہے (وَلَقَدْ عَمِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قُلُوبِنَا وَلَقَدْ حَمَلْنَا لَهُ غُزَّاءَ مِنْهَا لَبَئِيسًا يَدِينُ فِطْرَتَ كُولاةٍ، مگر اس میں اپنی جبلت پر چلتے رہنے کا عزم نہ تھا۔ میں لا شریکِ خدا ہوں کسی دوسرے خدا کا اس زمین و آسمان کے اندر ہونا مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا، اگر اس کائنات کے اندر میرے سوا کوئی اور خدا ہوتا تو یہ زمین و آسمان کبھی کے بگڑ گئے ہوتے (لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلَهِ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا) میں خود اپنی فوجوں سمیت اُسچرِ ربانی کر دیتا اور اُسکو سمجھا کر رہتا (وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ إِلَهٍ إِذْ دَخَلَ إِلَيْهِ بِمَا حَقَّقَ وَلَهُمَا نَعَصُهُمْ عَلَىٰ نَعْيِهِ (المومن))، تم بھی اس طرح اس میری بنائی ہوئی زمین پر لا شریک رہو، کسی کو اپنے مقابلے میں اتنے نہ دو، وہ غالب بن کر یہو کہ زمین پر فساد کی کوئی صورت باقی نہ رہے! یاد رکھو کہ میں خدا ہوں لیکن تم منظرِ خدا ہو، اوصافِ الٰہی کا مجسمہ صغریٰ ہو، میری طرح سمیع اور بصیر ہو (فَعَلَّمْنَاهُ سَمْعًا وَبَصَرًا (دہر))، قلبِ سلیم رکھتے ہو، صاحبِ ست قدرت ہو، مالکِ ارادہ ہو، اُوْلٰی الْاَلْبَابِ وَالْاَنْصَابِ (مرا) بن سکتے ہو، میں نے تمہاری جبلت کے اندر اپنی لازوال اوصاف کا ایک جزو صغیر ڈال رکھا ہے، اپنی رُوح تم میں پھونک دی ہے (وَنَحْنُ مِنْ دُونِهِ) یہ اس لیے کہ میں تم سے وہی چاہتا ہوں جو میں خود ہوں وہی کہتا ہوں جو کر رہا ہوں۔ میں خود قوی اور عزیز ہوں، تمہاری بھی قوت اور عزت چاہتا ہوں۔ جبار اور قہار ہوں تم سے بھی جبر اور قہر چاہتا ہوں۔ رحیم اور رحمن ہوں تم سے بھی مساحت اور رواداری کا منتہی ہوں۔ کُلُّ يَوْمٍ هُمْ فِي شُكٍّ (مرا) کا مصداق ہوں تم سے بھی انتہائی سعی و عمل چاہتا ہوں، خلاقِ عظیم ہوں، تم سے بھی بڑی بڑی ایجادات اور اختراعات کا متوقع ہوں، تم اس زمین پر میرے قائم مقام ہو، خلیفہ خدا ہو، فرشتوں کی مرضی کے برخلاف تم کو یہ مقام مسیح مل چکا ہے (وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِیْفَةً فَذٰلَکَ اَوْفَعَلُوْا) میں نے تم سے بھی خلیفہ بنانا چاہا تھا (وَنَحْنُ سَيِّمٌ مِّمَّكَ) وَنَقْدُشْ لَكَ قَالَ اِنِّيْ اَعْلَمُ

مَلَاكَهَ تَكْمُونُ (سورہ) ایلئے ان کے طعنہ آمیز قول کے مطابق اس زمین پر فساد پیدا کرو! میری تکیہ و اعلا میں لگے رہو، تمہیں ایلئے متنازع کیا گیا ہے کہ تم میں علم ہے، علم اسماء اور علم حقائق الاشیاء کی کامل استعداد رکھ دی گئی ہے، ان بچارے فرشتوں میں یہ بات اصلاً نہیں، وَعَلَّمَ اَدَمَ اَلْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰذِهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ وَالْوَسْوَكَ لَاعْلَمُ لَمَّا اَرَادَ مَا عَلَّمْنَاهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ۔ قَالَ نَادٰهُمْ اَنْسِبُوْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ۔ فَلَمَّا اَنَسَاهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ عَنِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْتُمْ مَّا تَدُوْرُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (سورہ)، یہی علم و عمل تم کو اس دنیا میں سرفراز کرے گا، یہی خلیفہ خدا ہونے کا سچا اہل بنائے گا، یہ سب ملائکہ بھی تمہارے ہی خادم ہیں، تمہارے ہی مطیع بن کر رہیں گے، تمہیں ہی سجدہ کرتے رہیں گے، یہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے تمہارے لئے ہی مسخر کر رکھا ہوا (وَسَخَّرَ لَكُمْ فَاِیَ السَّمٰوٰتِ وَمَا فِیْهَا وَاَلْاَرْضِ جَمِیْعًا قَبْلَ هٰذَا) تمہاری ہی اطاعت اور تمہارے ہی استعمال کے لئے ہے بشرطیکہ تم اس کے اہل بنو، اگر کہیں کوئی شے تم سے برگشتہ ہو کر رہے گی تو وہ شیطان ہے۔ اُس پر غالب آنا تمہارا کام ہے، وہی تم سے اکڑا کر رہے گا اور مطیع بننا حق الامکان گوارا نہ کر سکے گا۔ پس اس خلافت خدا کے اہل بن کر دکھاؤ، لا شریک اور قومی بن کر دکھاؤ، عالم اور عامل بن کر دکھاؤ، یہ دنیا دارالحسن ہے، اس میں بے علم اور بے عمل قوم کا طبعاً کچھ گذارہ نہیں!

قانون خدا کا یہ وہ حیرت انگیز اور حقیقت کشا علم تھا جسکو تینیں برس کی جاں گز اور روح فسادِ محنت کے بعد یا کر عرب کی امی اور اجڈ، بے ہتھیار اور بے زرقوم نے روئے زمین کے جہتیں بزرگ و بزرگس کے اند اندر سر کر لیئے تھے۔ زمین پر حفظ و امن کی ایک غیر منقطع صورت پیدا کر دی تھی! باغ کی مرجانی ہوئی کھیتیاں یکدم لہلہا اٹھی تھیں، سرو و پھل و جہیز آگئے تھے، یہی وہ معرفت نفس کی پردہ شکن امتا کس منزل تھی کہ اعمال خدا کے علم کا حامل کرنا ہر مسلمان کا طغرائے استیاز ہو گیا تھا۔ اکی تلاش میں جہیز اور روم ایک کر دیئے تھے، مرد اور عورت سب اسی رنگ میں رنگے گئے تھے۔ خدا کی بنائی ہوئی استیاز سے طلب عمل کرنا، ان کا علم حاصل کرنا جو وہاں بن گیا تھا،

إِنَّ فِي السَّمُوتِ وَالْأَنْفُسِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (۱) کی نعمت صورت قطعاً عیاں ہو گئی تھی! اگر آج بھی اسلام کسی بڑی بڑی گزشتہوں والے مولوی حضرات، یا گزشتہ بھڑی دارھیوں والے فقیہوں کی کم گئی کے باعث مسکول اور ڈھیلوں، استخافوں اور پاجاموں، غلاموں اور دارھیوں کے اندر گس چکا ہے، اگر اُسکی اشتداد شدت حکمت اور مبلغ علم جنس و نفاس کے مسئلوں، گردن مروڑی مرغیوں کی تشبیحوں، آمین بالجہر ارفع یدین کی بحثوں جستم ہو چکے ہیں، اور ادھر قاہرہ اور شدید العقاب خدا اپنے سب اگلے دیئے ہوئے انعام اک ایک کر کے غبروں پر بانٹنے میں مصروف ہے تو خود کشی کی اس حسرت انگیز صورت کو پیداکرنے میں قرآن یا اسلام کا کیا گناہ ہے! فتح قسطنطنیہ کے عشر انگیز ایام میں رومی اور یونانی بھی اسی قطع کی مضحکہ انگیز بحثوں میں مصروف تھے اُن کا مابہ نزاع بھی یہی تھا کہ عشاء ربانی کے موقع پر عیسیٰ علیہ السلام نے جو کھانا حواریوں کی محبت میں کھایا تھا اُس میں روٹی خمیری یا فطیری تھی! اسی پر آپس میں خون کی ندیاں بہ جاتی تھیں، اسی پر ایک فرقہ دوسرے گروہ کا پشتینی دشمن بن چکا تھا، دین خدا کی حفاظت میں سب کے سب اپنا کو کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے، خمیری یا فطیری کا منہ سے کہہ دینا ایمان یا کفر کے ہم معنی بن گیا تھا! ادھر یہ سب کچھ ہو رہا تھا، مگر درس خدا سے باخبر مسلمانوں کا قائد اعظم محمد فاتح اور اپنی محاصرو کرنے والی بڑی پون اور قلعه شکن منجنیقوں کو فرقہ حصار پر لگانے میں مصروف تھا اور ابن اللہ کی روٹی کے قضیے کو از بس غنیمت سمجھ کر روز بروز شہر کے نزدیک پہنچتا جاتا تھا! اس مضحکہ انگیز خود کشی کا نتیجہ بالآخر یہ ہوا کہ دس مہینے کے اندر اندر محمد اللہ اکبر کہتے کہتے شہر میں جا داخل ہوا اور ابن خدا کی روٹی کے شیعہ دانی اس طرح دم دبا کر بہا گئے کہ آج اُس سرزمین میں چہرا غلے لے کر ڈھونڈنے سے اُس نسل کا ایک فرد باقی نہیں ملا! عہد حاضر کے مسلمان بھی جو مرضی ہو کرتے ہیں مگر خدائے قاہرہ کے انتقام کی یہی وہ دردناک صورت، جو ظلم کا قیوم ہے عہد قائم ہوتی رہی ہے اور جیتک خدا کا قانون اس زمین پر جاری ہے یہی ہوتا رہے گا! (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحَدٌ لَا تَدْرِي مَا فِي يَدَيْهِ الْغَيْبُ لَا يَحِيطُ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ يُعَلِّمُ الْغَيْبَ لِمَنْ يَشَاءُ لَيْسَ لَهُ كُفٌ يَرَىٰ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۲) (ہود))

إِذَا أَحَدُ الْقُرْآنِ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّلْمُتَّقِينَ أَحَدًا ۚ اللَّهُ شَهِيدٌ لِّلْكَافِرِينَ (۳) (ہود))

۱۔ سلسلہ چہرے طالع ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۷ء ص ۱۰۱ سے ۱۰۲ تک کے صفحے میں لکھا۔

کہتے پہرے، آنکھیں ہو ہو کر نہ دیکھیں، کانوں سے کہ سنیں، ذہنوں کو استعمال میں نہ لائیں اور مگر کی نیندیں
 لے لے کر اسلامی اُمت کو اور رسوا و ذلیل کر دیں مگر قرآن کا بتایا ہوا اسلام ہر صاحبِ خطبے کی نگاہ میں وہ روشن اور
 نالائقِ حوصلہ حقیقت ہے کہ دس لاکھ علماء کی متفقہ تائید یا دس ہزار اُمتوں کا پورا اجماع بھی اُسکے بتائے ہوئے قانون
 کو بدل نہیں سکتا؛ جبکہ اور جس شدت سے، جس وقت اور جس اُمت میں وہی قرنِ اول کا اسلام عملاً اور معنی
 موجود ہوگا، جو قوم اُس قانونِ خدا کا اتہاع اپنے تن بدن کو دکھ میں ڈال کر کرے گی، ہاتھوں اچھپروں کو
 محنت اور تکلیف برداری کا خوگر بنا کر اس کشتِ زار کسبِ عمل میں، نہیں اس ضررۃ الآخرة کی جہنِ خیر سز میں بہا
 چند دانے سعی و عمل کے بوکر انکی مناسب طور پر آبرو باری کرتی رہے گی، اور سرِ فلکِ درخت اُگنے کے والہانہ
 انتظار میں خوشدل باغبان بنے رہنے کو اپنی زندگی کا وحید مال سمجھ گی، وہی اُس جفا طلب اور کبرِ ناز
 خدا سے کچھ لیکر رہے گی۔ وہی اسکی صحیح معنوں میں محبوب اور منظور نظر، اُسکی مُسلم اور عابد بن جائے گی۔ اگر
 اس دنیا میں غالب بن کر رہنا مسلمان کی ایمان کی شرط ہے اگر خلیفہ خدا املاکِ زمین بننا عینِ اسلام
 اور تمامِ سران ہے تو یہ سب کچھ عمل اور صرفِ عمل سے ہو سکتا ہے، پیہم اور شبانہ روز تکلیف سے ہو سکتا ہے
 آرام طلبی کے نئے ڈھنگ نکال کر اور قانونِ خدا میں آسانیاں وضع کر کے اس مقامِ حلیل کے برتر رہنے کی امید
 کرنا ہوشمند قوم کا کام نہیں۔ لفظوں اور عقیدوں، کلموں اور قولوں پر اکتفا کر کے شرعی پا جائے اور باغِ پریشیا
 پہن لینا اور اس طرح پر اپنے آپ کو مسلمان بنائے رکھنا کا چھوڑ اور ناپاکِ اُمت کا شیوہ ہے۔ اُس دن
 ننانِ دُشکار کو عبث دھوکا دیتا ہے۔ خیر الما کرین کے ساتھ مکرنا ہے۔ ایک چوٹے سے چوٹا آقا بھی اس
 زبانی جمعِ حسیج اور لفظی عبادت کی کچھ پرواہ نہیں کرتا، کا مجبور نوکر کی صرف زبانی آؤ ہنگت کو دیکھ کر ملازمت
 سے چشمِ زدن میں رخصت کر دیتا ہے، پھر آقائے شمس و قمر سے اس کام پر اجرت یا نعمت کی امید رکھنا پوری
 جمالت ہے اور جو قوم کی اس حقیقت کی معترف بننے سے انکاری ہے یا معترف بننے کے بعد عمل سے گریز کر رہی ہے
 اسکی زندگی کے دن اس سطحِ زمین پر قطعاً گئے ماحکے ہیں!

ایک قطعی اور آخری فیصلہ پیش از وقت دینے سے محتزر رہوں۔ میرے نزدیک اسلام کی اس پُر آتوب حالت میں مصنف کے اپنی تصنیف کے بارے میں طبعی ٹھیل کا وقت گزر چکا ہے۔ اب مارگریہ انت کیلئے حراق سے تریاق منگولنے کی تجویز کرنا اب لاعمل ہے۔ یہ تکلفات پُر امن اور فرصت کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں آج وہ زمانہ ہے کہ مسلمانان عالم کیلئے چند لمحوں کے لئے بھی کسی مستقل اور یقین انگیز کسی نعمند اور مختصر راہ عمل کی طرف نہ آنا فوری ہلاکت کا سامنا کرنا ہے۔ دلیلیں اور بحثیں اصل کتاب کے آئندہ اوراق میں ہوتی رہیں گی، بس اُن اوراق میں اس بات کا التزام کر لیا ہے کہ کسی امر کے متعلق ایک حرف بولیں نہ کہا جائے اور ایک قسم تم گے نہ بڑا مانے جب تک کہ اتنی حجت کو پیش کر کے پچھلے قدم کو قطعاً مضبوط اور غیر متزلزل نہ کر لیا جائے لیکن نل جلدوں کا انتظار ناظر کتاب کا بالخصوص قرآن سے آشنا شخص کیلئے نہایت تکلیف دہ ہے، اور طوالت میں اصل مطلب کا خط ہوجانا بھی بسا اوقات امر غالب ہے۔ اس امر کو مد نظر رکھ کر میں نے عربی فہرستہ میں جو کچھ کہنا تھا حتی الوسع کہہ دیا ہے۔ مسلمانان عہد حاضر کو ایک قطعی اور مختصر راہ عمل کی طرف عام فہم الفاظ میں پھر اشارہ کر دیا ہے ایمان کے لافیات پیش کر دیئے ہیں، توحید کا سچا اور اصلی مفہوم بتا دیا ہے، اتقا کے اعمال وضع کر دیئے ہیں، شرک کی مابیت کو کھول دیا ہے، کفر کی مستوحش حقیقت کے بجائے اُدھیڑ دیئے ہیں، صراطِ مستقیم کو اظہر من الشمس کر دیا ہے، قانونِ خدا کا وہ علی اور ابتدائی، وہ اہم اور اہل حصہ پیش کر دیا ہے جس پر ہر قوم کو ہر امت کو، ہر قریے اور محلے کو ہر وقت اور ہر جگہ اس دنیا کے کسبِ عمل کے اندامن مل رہا ہے۔ وہ دُرسِ عظیم الشان اصول غیر مشکوک اور واضح الفاظ میں پیش کر دیئے ہیں جنکو پکارا امت محمدیہ کو چند لمحوں کے اندر بادشاہتِ زمین مل سکتی ہے، جن پر دین اسلام کا تمام صرب ہے، جن پر خاتم الانبیاء کے لئے ہوئے قانون کی ساری بنیاد رکھی ہے، نہیں بلکہ جو ہر بادشاہ قوم کا واحد اور دائم مذہب ہے اور جیتک زمین و آسمان موجود ہیں یہی طرزِ عمل رہے گا۔ اس مختصر فہرستہ کتاب کے اندر حتی الامکان اتنی سنبھٹی ہوئی ہے، ایک قابلِ رجحان کو قرآن عظیم سے لیکر تاویل کی فریب کاری اور عقائد کی بد معاشی کو جڑ سے کھینچ دیا ہے

'برہان خدا کی بے رحم کٹھاڑی کو انسان کے اپنی کاجھوری اور غفلت سے اگائے ہوئے جنگل پر یہ بیدار ہوتا ہوا
 کیا ہے کہ ہر صاحب کو اس مُملک اور قاطع نمو، اس بیکار اور ناخوش آئند گاہ و گیاہ کے نیچے اسلام کے شینا
 اور شرف و پودے کی شکل پر نظر آجائے۔ بے خوف و خطر یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ اسلام عمل اور صرف عمل ہے،
 جو عامل ہے اسکا عقیدہ بھی درست ہے۔ نہیں بلکہ اسکو کسی عقیدے یا زبانی قول کی ضرورت ہی نہیں۔
 جو قائل ہے وہ بہر نفع کچھ نہیں، کج کچھ نہیں، کل کچھ نہیں، ابد الابد تک کچھ نہیں۔ نہیں بلکہ اس دعویٰ
 کی اتنی سند بھی ایک حد تک پیش کر دی ہے۔ قطعی اور قطعی، ناقابل تاویل اور نالائق حجود شہادتیں
 پیش کی ہیں، جو کچھ کھول دیا ہے اس امر کو پیش نظر رکھ کر کہا ہے کہ ناظر کتاب کو مذہب اسلام کے متعلق میرا
 عندیہ پہلے سے واضح ہو جائے، ابتداء سے اُس پر یہ امر روشن ہو جائے کہ میں مذہب کو کیا سمجھتا ہوں، کس بات
 کی طرف جارہا ہوں، میری دانت میں قرآن کا کیا لائحہ عمل ہے، دین کیا شے تھا اور کیا کا کیا بن چکا ہے، میں
 اس کتاب کے سیاق و مفسوع کے متعلق اُسکے پڑھنے والے کی تڑپ کو پہلے سے دور کر دینا چاہتا ہوں، اُسکو جو کچھ
 میں نے بالآخر اور بتدریج تمام کہنا ہے اقل کہہ کر جلد عذر و گروانی کے اضطراب کو دور کرنا چاہتا ہوں۔ قاری
 کو چند الفاظ کے اندر سب کچھ بتلا کر آئندہ ادراک پر نہایت ٹنڈے دل سے غور کا خواہاں ہوں۔ الفاظ و جملے کے
 مطالب کے متعلق سب برانے اور و قیاسی، سب ناکارہ اور بے نتیجہ خیالات پر کجی گر کر قرآن عظیم کو نئے سرے
 سے پھر پڑھوانا چاہتا ہوں! میں چاہتا ہوں کہ اُس کتاب حلیل کے ایک ایک لفظ پر غور ہو، اُسکے بارے
 میں صاحب القرآن کے واحد اور صحیح عندیہ کا کھوج لگایا جائے، نہ کو پو نہ کرا یک مستقل راہ عمل پر پونچا جائے،
 اتنی دلیل اور قرآنی سند سے باہر سبکی تمام پونچایا جائے، اس کے اقوال کو یکسر نظر انداز کر کے مفہوم خدا کی تلاش کی جائے،
 لیکن اقلیدس کے مقالوں کی طرح دعاوی کو پہلے بیان کر دیا جائے۔ قرآن سے آشنا شخص یا گروہ کیلئے
 اس طریق کار میں یک گونہ سہولت ہو، وہ ممکن ہے پہلے ہی اپنی نتائج پر پونچ چکا ہو اور ظاہر کرنے کی فرصت یا
 ہمت نہ رکھتا ہو۔ مذہب کیلئے سوچنے کا اُٹلا موقع ہے، نا آستما کے لئے ایک چھکا دینے والا ابھٹکانی ہے

متلاشی حقیقت کیلئے مقصود کا پالینا اور عامل کے لئے ایک اہم کام کا سرست پیش ہو جانا ہے! اس ترکیب سے مسلمانوں کے سامنے صدیوں کا ہولا ہوا قرآن پریشیں نظر ہو جائے گا، ایک کامل صحیح یا کامل غلط راہ پیش پیش ہو جائے گی، وہ اس صحیح عمل معاشرے کو نیکے قابل ہو جائیگے یا کم از کم اسکو غوراً غلط قرار دے کر ذلّ مجذبات کی طباعت کے انتظار میں پریشان قلب ہو بیٹھے ہیں!

میرے نزدیک قرآن کی توحید یہ ہے کہ دل کے اندر کسی اسوائے تعلق نہ رہے کسی نیای شے سے اس قدر عتسانہ بڑھے کہ غیر خدا کو خدا پر ترجیح دیجائے، قلب کے اندر اولاد کا بُت نہ ہو، گھوڑوں اور کانوں زمینوں اور بیویوں کے بُت نہ ہوں، باپ اور ماں کی اقربا اور اعزّاء کی محبت کا بُت نہ ہو، پیر و فقیر، اولیاء و اصفیاء کی ارادت کے بُت نہ ہوں، حکام سے غرضمندی کے بُت نہ ہوں، طمع و حرص کے بُت نہ ہوں، نفس پسندي کا بُت نہ ہو، تن آسانی کا بُت نہ ہو، خیر جاہ کا بُت نہ ہو، الغرض شیطان کا کچھ بظاہر نہ ہو، کوئی شے سوائے خدا کے دل پر حکمران نہ رہے، کسی بُت کے دل آسا اور آرام دہ حکم کو خدا کے سعی طلب اور صبر آزما، حکموں پر کسی وقت ترجیح نہ دیجائے۔ یہ توحید یہ ہے، یہی اہل ایمان ہے، یہی پتلا موخ خدا ہے، وَالَّذِينَ آمَنُوا أَكْثَرُ حُبًّا لِلَّهِ (سۃ)۔ جو شخص جو ہیں گشتے اس توحید کو نپاہ رہا ہے، ہر لمحہ جو کچھ کر رہا ہے خدا کا کام کر رہا ہے، شیطان کی ملازمت نہیں کرتا، اُسکی فوری اجرت اور نقد مزدوری کا خیال نہ کر کے خدا کے افروزی اجر کو نہیں اُس عالم تطلق کے وعدے کیے ہوئے نیسے کو، اسکے وہ چند اوصاف اگر بہتر سمجھ کر شیطان کی ابلہ فریب ترغیب پر نہیں چلتا، وہ اُس چوبیس گشتے تک موصول ہے، مومن جہاں ہے، منکر شیطان ہے، ملازم حکم اہل ایمان ہے، اللہ کا نوکر ہے، عابدِ خدا ہے، جس وقت اسنے حکم خدا کو چھوڑ کر کوئی بت اپنے دل کے اندر پیدا کر لیا کسی اسوائے حکم کو ترجیح دی، کوئی تن آسانی کا مکر نہ کیا، کسی فوری نفع کے پیچھے لگ گیا، اسی وقت سے اُسکا ایمان ساقط ہے، اُسکی توحید زائل ہے، وہ مومن نہیں رہا، مسلم قطعاً نہیں، جہد نہیں، عبادت گزار نہیں، ملازم خدا نہیں۔ نہیں بلکہ وہ صحیح معنوں میں مشرک ہے، منکر خدا ہے، کافر بت اللہین ہے! یہی ہیری

لگا ہوں میں سچی عبادت ہے، یہی لفظ عبادت کا الٹی اور قرآنی، سچا اور اصلی مفہوم ہے۔ منہ سے اللہ اللہ پکارتے رہنا، زبان سے اصداد کہتے رہنا، اور دل کے اندر تین سو ساٹھ بتوں کا ایک سنگم رکھنا، اور کام کے وقت توفیق نہ ہونے کا ابلسی عند ثمان لینا میرے نزدیک بد معاشی ہے، پوری بے ایمانی اور انتہائی کفر ہے، مگر عظیم ہے! کسی ملازم نے آج تک اپنے آقا کو ایک ایک کر کے نہیں پکارا! کسی تنگل سے تنگل آقا نے اپنے نوکر کو اس بات پر متعین نہیں کیا کہ وہ اسکو روز شب ایک ایک کر پکارتا رہے! ایسا حکم ازب مسخکہ انگیز ہے، اب اس عمل ازب الہمانہ ہے! آقا کی توحید یہی ہے کہ نوکر کسی ہمسائے کا کام نہ کرتا رہے، کسی دشمن کا ملازم نہ بنے، جس سے امیدوار مزد ہو اسی کا حکم ماننے، نہ یہ کہ منہ سے تو اس کا راگ الاپتا رہے مگر کام غیروں کا کرے اور تنخواہ کے وقت آ حاضر ہو۔ نہیں بلکہ شخص آقا کے اذن میں ہے، خوش دل مزدور ہے، تنہی سے اُسکے احکام کی تعمیل کرتا ہے، اُسکی خاطر اپنی جان جو کھوں میں ڈال رہا ہے، شبانہ روز اطاعت میں مصروف ہو اُسکے لئے آقا کو مہدم سر رہتے رہتا بھی ضروری نہیں، اُسکو لمحے لمحے کے بعد سلام کرنا بھی محفل عبادت ہو، اُسکا ہر وقت کلمہ پڑھتے رہنا بھی ملازمت میں مارج ہے، اُسکو ایک ایک کتے رہنا بھی عبادت ہو، مسخکہ انگیز ہے! اُسکے اچھے ہاؤں کی حرکت، اُسکے گھر کی جھاڑ بوجھ، اُسکا آقا کی مشیا کو درست رکھنا، اُسکی تنگ و دو، دوڑ دھوپ وغیرہ وغیرہ سب اس بات کی حتمی شاہد ہیں کہ وہ ایک خواجہ کا ملازم ہے، اسہلان لامولی الا ہو کا مصداق ہے۔ اس سے بڑھ کر اس آقا کی توحید کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں! ارادت با عقیدت کے اظہار کے لئے احبابان کو ذکر کا سلام کرنا بھی ضروری ہے اُسکے حضور میں حاضر ہو کر نہایت عجز اور محبت سے، اخلاص اور ولولے سے کچھ منہ سے کہہ دینا بھی ضروری ہے، یہ بھی سچی خدمت ہو، محرک اخلاص ہے! تنگ و دو کے حوصلے بڑھاتا ہے، آقا سے ارادت پیدا کرتا ہے، اُسکو اذرخوش کرنے کا ایک عجیب و غریب نسخہ ہے! نہیں یہ بھی ایک نقطہ نظر سے اس نوکر کی ملازمت اور بندگی، اُسکی غلامی اور عبادت کا ایک جزو خفیف ہے! ادنیٰ سا مگر بزور ضروری حصہ ہے مگر یہ سلام سلام بھی اشیو ق بتا ہے جب کہ نوکر اپنے مالک کے پیہم و بین ہے

تین پر پُرسندہ دکھلاتا پھرے گا۔ اگر اُس نے کچھ کام نہیں کیا تو اُسکی حاضری بھی عبث ہے، اسکی رہبانیت بھی طائل نہ
 مالک کی رضا جوئی کے لئے قطعاً نہیں، نہیں بلکہ اُسکو لٹا طیش میں لانے کا عمدہ بہانہ ہے، قرآن کی اُصلوۃ
 صرف ایک نوکر کا پنجوقتہ سلام ہے، ایک کارکن خادم کی احیانا اپنے مالک کے حضور میں حاضری ہے، ایک نعمت کے
 حصول کی عرضداشت ہے (اور بنی الصراط المستقیم صراط الذین اُعتبت علیہم فی الدین) کسی ترقی تخواہ کی مرض
 معروض ہے، کچھ قریشاہ کے باعث حوصلہ افزائی کا سامان ہے، کچھ خدمت کے سوتے ہوئے جذبے کو محرک کرنا
 وسیلہ ہے، کچھ ٹکے ہوئے اعضا کو ہر تروتازہ کرنے کا ذریعہ ہے، کچھ آقائے نامدار کے ساتھ اپنی ارادت کو تیر کرنے
 کا اظہار ہے، یہ سب کچھ ہے مگر عبادت قطعاً نہیں۔ خدا کی عبادت فی الحقیقت ان پانچ وقتوں کے بعد سے
 شروع ہوتی ہے، وہ اس وقت ہو رہی ہے جب مصلوٰوں سے اُٹھ کر لوگ احکام خدا کی تعمیل میں لگ جاتے ہیں، جب
 ہاتھ اور پاؤں سعی و عمل (۱) میں مصروف ہوتے ہیں، جب تن آسانی کے بُت کو توڑ کر گناہ کی جانی ہے، جب
 حوادث زمین کے نصب العین کو پیش نظر رکھ کر سب اعضا وقفِ عمل ہو جاتے ہیں، جب نفس کے بُت کو زیر کر کے
 نادار کے ساتھ احسان کیا جاتا ہے، جب محبت مال کے بُت کی پردہ نہ کر کے خدا کی راہ میں جہاد بالمال (۲)
 ہوتا ہے، جب محبت اولاد کے بُت سے بے نیاز ہو کر حکم خدا سے سفر ہوتا ہے، جب مکانوں اور باغیچوں کے بُتوں
 سے تعلق توڑ کر خدا کے اشارے پر ہجرت ہو کر گتی ہے، جب نفس پسندی کے بُت کو توڑ کر جہاد بالسیف (۳)
 سبھا جاتا ہے، جان کچھ کھچکھکھ خلق تک پہنچتی ہے اور خدا یاد آ جاتا ہے، جب کبر و نخوت کے دیو کو رام کر کے مہرِ شہادت
 کی اطاعت (۴) میں سر جھک جاتے ہیں، جب فرقہ بندی کے طغوت اور خود رائی کے دجال کو جہنم میں ہونکے
 لوگ متحی ہو جاتے ہیں، توحید کو عملاً مان کر اُمت میں وحدت (۵) اور یکسوئی ہو جاتی ہے، توحید سے
 العداۃ والنفس (۶) کا شیطانی رسومہ اللہ الف سب (۷) کے ربانی عمل سے ہل جاتا ہے، شرک کی پیدا
 کی ہوئی تفریق توحید کی پیدائی ہوئی توحید سے ہل جاتی ہے، عبادت خدا کا وقت در حقیقت ہر وقت
 ہے جب اعمال خدا کے علم (۸) کی تلاش میں مشرق اور مغرب ایک کر دیئے جاتے ہیں، جب خدا کو جانتے اُسکی

عظمت اور حکمت کا برای عین اندازہ لگانے، اسکی معرفت اور شناسائی کے مدارج علیات تک پہنچنے کے لئے اسکی بنائی ہوئی اشیاء کی معرفت جزو دین بن جاتی ہے، جب **حسنِ سلاق**^(۹) اور **سامحتِ عدل** اور احسان، ایسے عمدہ اور اخوت، رحم اور رافت کی ربانی بزرگیاں ہر نفس کا عین ایمان اور عین اسلام بن جاتی ہیں، ہاں حاکمی عبادت فی الحقیقت اُس وقت ہو رہی ہے جب درجہ کے یقین پر اور یوم آخرت^(۱۰) پر ایمان کے باعث بندہ خدا اپنے تن کو من کو دھن کو اُس آقائے نامدار اور اُس مملکتِ نَوْمِ الدِّن کی خوشنودی اور خدمت میں قربان کر دیتا ہے، جہنم کے اخیر پر تنخواہ ملنے کی امید میں مہینہ بہرجان لڑا دیتا ہے، یہیں اس چاروں کی زندگی کے ختم ہونے پر اہل آباد تک الجھنے کے حقدار ہونے کی توقع میں اپنے آپ کو پیہم دکھ، مسلسل تکلیف اور متواتر سعی و عمل میں مشغول رکھتا ہے۔ عبادت کا سچا اور صحیح مفہوم یہ ہے، یہی توحید ہے، یہی **اَلَا تَعْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ** (قرآن) کے ناقابلِ انکار معانی ہیں، یہی **لَا تُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا** کا واحد مطلب ہے، اسی عبادت وقت اور مقام، قوموں اور تعدوں، رکعتوں اور رکنوں سے قطعاً مستغنی ہے، فجر اور ظہر، عصر اور مغرب، عشاء یا اشراق، مسجد یا خانقاہ سے اسکو کچھ واسطہ نہیں، یہ ایک پیہم اور مسلسل عمل ہے، چند لمحوں تک کٹا ہونا یا بیٹھ جانا اسکو ادا کرنے کا اسلوب نہیں قرآن کی بتائی ہوئی الصلوٰۃ اگر کسی معنوں میں داخل عبادت ہو تو اسلئے کہ یہ بھی آدمیوں حکومتوں میں سے خدا کا ایک حکم ہے اور بنا بریں اس فرض کا ادا کرنا بھی اور حکومتوں کی طرح شامل خدمت ہو یا اگر وہ داخل عبادت ہو سکتی ہے تو اسطرح پر جسطرح کہ ایک تیار یا سمار کا اپنے اوزاروں کو چند لمحوں کے لئے تیز کر لینا دن بھر کی مزدوری میں شامل ہے۔ اگرچہ متاجر کی اصلی غرض معمار سے مکان تیار کروانے کی ہے اس سے کتر کچھ نہیں، وہ اسی بات کو پیش نظر رکھ کر اوزاروں کو نیز کرنا بھی ملازمت اور مزدوری میں شامل کر لیتا ہے اور اسکو نوکری کا ایک جز سمجھتا ہے۔ لیکن جو تجارت تمام مرتباً تیز کرنے میں صرف کر دے اور کام کرنیے گریز کرے، ایک کیل نہ ٹھونکے، ایک شے کو صاف نہ کرے، ایک شے کو موقع پر دے لگائے، وہ متاجر کے نزدیک کچھ بچوری کر رہا ہے بلکہ اس بد معاشی کی اجرت مانگنا ہی گستاخی ہے۔

۹۔ اصل میں اس پر کلک اساتذہ کرام میں ہو چکی ہے۔ دوسرے اسم کا اصل سے مراد متوجہ ہے، اسی پایاں کا امام احمد اسیے رو کیا استناد یہ ہے۔
۱۰۔ ۹۹-۱۰۰ اس کا مکمل بحث میں درج ہے۔

یہ میرے نزدیک اصل عبادتِ عمل اور صرف عمل ہے۔ نری پنجوقتہ نماز پڑھ لینا قطعاً کوئی عبادت نہیں آفاقی ملائکہ اور عبادت کا پہلا محرک آقا سے تعلق لگائے رکھنا ہے، اور اس تعلق کو مستحکم کرنے کا عمدہ ذریعہ الصلوٰۃ ہے۔ پس اگر کوئی نماز خدائے لگاؤ پیدا کر کے اُسکی خدمت اور عبادت نہ کرے، اُس کا ذکر، اس کا کشکا، اُسکی یاد، اُسپر پس پڑ یقیں، اُسپر ایمان بالغیب پیدا کر کے اُسکے دیئے ہوئے حکموں کی تعمیل پیہم نہ کراتی رہے تو وہ ایک بیکار ہتیار ہے، نہیں بلکہ **نکاح و زنا** کے اور ذکر کا پیدا ہو جانا ہی اصل مقصود ہے **لَا الصَّلَاةَ تَنْفَعُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ** (مائدہ: ۶۰)۔ نماز سچائے خود مقصود بالذات نہیں۔ الصلوٰۃ صرف اُسوقت ایک شرا اور بکار آمد ہتیار ہے جب اُسکو پنجوقتہ اور کریمے دلوں کے تنگ اور تضییع سے بہرے ہوئے حجر پہنائے زمین و آسمان کی طرح منسج ہوتے جائیں، جب سب نمازیوں کے دلوں میں محبت اور الفت کی ایک نہر سیل سیل پیہم دوڑتی رہے، جب مسلمانوں کی عالم آرائیت میں باہمی اشتیاق کی مشترک جنبشیں اور خوفِ خدا کی مشترک لرزشیں برآں پیدا ہوں، جب مساوات اور اخوت کا آسمان شکن زور اُمت کے ہر گوشے میں ہر وقت جاری رہے، جب اطاعتِ امام کو وہ اصل اطاعتِ امیر کی ایک پیہم یاد دہانی سمجھ کر پوری اُمت ایک امیر کے اذن میں سرکوب اور تنجہ پر پہرتی رہے، جب اس پنجوقتہ اجتماع کو اتنی فوج کی اپنے سپہ سالار کے حضور میں پنجوقتہ پیشی سمجھ کر ہر مسلمان ہر وقت سپاہی بنا رہے، جب تمام جماعت کے متفقہ رکوع و سجود کو نظم و نسق کا خدائی سبق اور اطاعتِ اولوالامر کا جبرنی حکم سمجھ کر ہر مسلمان کی گردنیں رسولِ خدا کے پستے نشین اور اُمتِ محمدیہ کے پستے قائدِ اعظم کے آگے ہر دم جھکی رہیں۔ ہاں الصلوٰۃ صرف اُسوقت الصلوٰۃ ہے جب اس نے **اِهْلَ الصَّلَاةِ وَالْمَسْكَنِ** ہوتا رہے، جب خدا کے نزدیک انسان کی سب سے بڑی یعنی تفرقہ و نفاق کی بدی (المسکنة) کا نام و نشان باقی نہ رہے، جب اس پنجوقتہ صحبت کو اتحادِ عمل کا ایزدی سبق یقین کر کے عداوت اور عصیان کا طاغوتی بُت ہر لحظہ ٹوٹتا رہے، جب خدا کے نزدیک انسان کا سب سے بڑا یعنی تنگیِ قلب ٹھنڈی اور سخی کا عیب (العصیان) دلوں سے معدوم ہوتا رہے، کوئی شے، کوئی نگار کسی مسلمان سے دریغ نہ کرے، ہر جی

بڑی مسامت، بڑے سے بڑا پتار، بڑی سے بڑی رواداری بھی کسی روپر گراں نہ گذرے نہ کہ نماز پڑھ کر کے اور ریا کر کے دل اس قدر تنگ، خیالات اس قدر کمینے اور وصلے اس قدر پست ہو جائیں کہ مَعْبُودِ الْمَاعُونِ (معاونہ) کا مصداق بنے، (قَوْلُ الْمُصَلِّينَ: الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ: الَّذِينَ هُمْ يُؤْخَذُونَ: وَهُمْ عَنِ الْمَاعُونِ) قرآن کی الصلوٰۃ ان سب بیماریوں کی قاطع ہے، ان سب مرض اور متعدی، طبعی اور جبلی امراض کیلئے کبیر عظیم، انسانی اخلاق کی اس دل آویز تعمیر کے لئے بہترین اولاد ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ حُلُوقًا هَلُوًّا عَا، اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ هُوَّ عَا، وَ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَوْعَا، اِلَّا الْمُصَلِّينَ (سج)۔ نہیں جناتِ زمین کی بادشاہت حاصل کرنے کا عمدہ ذریعہ ہے، (وَلَقَدْ اَحَدَ اللّٰهُ حَنِيفًا نَّبِيًّا لِّسُرِّ اٰدَمَ، وَنَعْتَمًا مِنْهُمْ اَنِّي كُنْتُ بِعَيْنِيَ، وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّي مَعَكُمْ وَلَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّوْتُمْ وَاَنْصَلْتُمْ اِلٰهَكُمْ فَسَاجِدًا لَّكُمْ وَلَا تَحْمِلُوْكُمْ جَنٰتٍ خٰفِيٍّ مِنْ عَوْنِهَا اِلَّا اَنْتُمْ، فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ صَلَّى سَوَاءَ السَّجْدِ وَفَسَا فَعَصَوْهُمْ فَبِمَا كُنْتُمْ لَعَنْتُمْ) وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قُرْبٰى لِّقُرْبٰى هٰؤُلَاءِ الْكٰفِرِيْنَ فَوَاصِلُهُمْ وَاسْتَوٰ اَحْطَا اَعْمٰدُ ذِكْرِ وَاٰيَةٍ وَلَا رٰى اِلَّ تَكْلِمُ عَلٰى حٰلِيَّتِهِ وَتَبَيَّنَ اَلَا كَلِمَاتُهُمْ قَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفُ اِنَّ اللّٰهَ يَكْفِيُ الْفٰسِقِيْنَ، (مش)۔ اُسکا پیدا کیا ہوا ملکوتی اسلاق، اس کے ذریعے سے پائی ہوئی قوت، اسکی وساطت سے حاصل کیا ہوا غلبہ بلاشبہ عبادت ہے، خدا کی نوکری ہے، رب العالمین کی بندگی ہے، مگر وہ آپ داخل عبادت نہیں۔ اوزار کو مزدور کے دن بہرہ کا کام بھننا یا اوزار کو کھانے مستاجر سے اجرت طلب کرنا حماقت ہے، بیکار اوزار یا کامچور مزدور سے اجرت کمانے کی امید کرنا عبث ہے، اور جو قوم نماز کی روزانہ چند اٹھ بیٹھکیں یا بے روح رکوع و سجود کر کے اپنے آپ کو عابد خدا تصور کر رہی ہے اسکی کم غفلتی اور نا خدا دانی کا جسد قائم کیا جائے کم ہے!

بعینہ یہی حال میری دانت میں اور سلامی مناسک کا ہے۔ زکوٰۃ، حج، صوم، کلمہ شہادت سب کا یہی منتہی ہے، یہی غرض و غایت اور یہی پیش نہاد ہے۔ زکوٰۃ میرے نزدیک صرف جہاد بالمال ہے، پیہم جہاد مال ہے، اُنت کی تقویت کیلئے جہاد بالمال ہے، قوم کی بہتری کے لئے جہاد مال ہے، کسی اہم غرض

و مقصد کے لئے جہاد مال ہے، شبانہ روز جہاد مال ہے، حتی الوسع جہاد مال ہے؛ (رَبِّتْلُوْكَ مَاذَا يُفْقِرُوْنَ ۚ قُلِ الْعَفْوَ «نعرہ»۔) نہیں کامل جہاد مال ہے؛ (إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْحَيَاةُ ۚ ذُرِّيُّوْا) ، ابو بکر صدیق کا پورا جہاد مال ہے، عمر کا آدھا جہاد مال ہے، تصدیق دل اور تثبیت نفس کا پیدا ہوا جہاد مال ہے، صدق قلب اور رضائے خدا کا پیدا کیا ہوا صدقہ مال ہے، اُمت کے نوخیز جن کی محبت اور محنت سے آبیاری کر کے روکش چنان بنا دینے والا جہاد مال ہے؛ (وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَوَاصِلَ اللَّهِ أَنْ يَمُنُّوا أَنْفُسَهُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ ذَرَى أَصَابَهُ وَادِئٌ كَانَتْ أَكْطُفًا صَغِيرٌ فَإِنْ تُرِيَ مِنْهَا وَادِئٌ فَظُلٌّ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ «نعرہ»۔) خدا سرقہ و احسان رکھ کر دیا ہوا یا بعد میں دل کے اندر رکھ اور اوتیر محسوس کرنے والا اور پچھتاوے سے دیا ہوا جہاد مال نہیں؛ (وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَمْ يَتَغَيَّرْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَذَى لَهُمْ أَخْوَفُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ «نعرہ»)، صرف ماہِ رجب کا جہاد مال نہیں، نوافل اور شرعی چالیسویں حصے والا جہاد مال نہیں، بھگت اور کاجھوروں کو نذر دینے والا جہاد مال نہیں۔ ماں زکوٰۃ میرے نزدیک بیت المال میں جمع ہونی والا جہاد مال ہے، منظم اور مرتب جہاد مال ہے، توپوں اور تلواروں، جازوں اور طیاروں والا جہاد مال ہے، مجاہد کو سرتاپا لیس رکھنے والا، اُن کو گدیگر نہ بنانے والا، اُنکو سوا لی بننے سے مستغنی کرنے والا، اُمت کے ہر طبقے سے سکنت کو دور کر کے مسکین کو تنومند بنانے والا، مسافر کی آؤ بھگت کر کے عالم آراخت پیدا کرنے والا، غلام کو آزاد بنانے والا، مفروضوں کو بے عزت نہ کرنے والا، دشمن سے جہاد بالسيف کر کے دنیا میں غالب رکھنے والا جہاد بالمال ہے، مُت ناک کی طرح ہوا میں بکیر و بے والا، اور گھر چھونک تماشہ دیکھنے والا جہاد مال ہرگز نہیں! (لَا تَمَّا الْقَدَقْتُ لِلْعَقْرَاءِ وَالسَّكِينِ وَالْعِلَلِ عَنِّي وَالْمَوَلَةِ قُلُوْهُمْ وَفِي الزَّوَارِ الْعَالَمِيَّةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَإِنَّ السَّيْلَ وَنَصْرَةَ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ «الزُّمَر»۔) اتفاق مال کے لئے میری نگاہوں میں وقت اور مقدار کی قطعاً کوئی بندش نہیں، وہ بھی اور زیادات ہی طرح کی ایک پیہم عمل ہے، تطہیر قلب اور تزکیہ نفس کا

بڑا ذریعہ ہے (حدیث میں اُمّوالہم صَدَقَہُ نُظْمَہُمْ وَتَرَکَہُمْ عَرِیَّاتٍ) (تو وہ) حُب مال کے لم بیل اور لامبوت بُست کو توڑتے رہنے کا عمدہ اوزار ہے جو شخص اسکو حتی الامکان اور بہر آن نباہ رہا ہے وہ فی الحقیقت توحید کو نباہ رہا ہے جو اس سے گریز کر رہا ہے وہ دراصل اپنے قلب کے اندر شرک کا ناقابل عفو تائبہ پیدا کر رہا ہے، قوم کی بڑی عاقبت اور بد انجام سے غافل ہے، روزِ آخرت کے نیک اجر سے منکر ہے، (تَوَخَّی لَکَ اٰتَمَّا الْفَلَکَ وَاللّٰہَ وَاجِلًا فَاسْتَعِیْزُوا بِاللّٰہِ وَاسْتَعْمُوْهُ وَوَدَّ لِّلْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوٰتَ وَہُمْ بِالْاٰحِرَۃِ ہُمْ یَعْرِضُوْنَ (علم السعۃ))۔ اُمت کی اجتماعی شکست اور محکومیت کے روز بے بے نیاز ہو چکا ہے، اپنے آپ سے دراصل نخل کے اپنی جماعت کو موت کے گھاٹ اتار رہا ہے، (مَا لَآئِسُوْهُ لَآ وَدَّعُوْنَ لِتَنْعِقُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ فَمِنْکُمْ مَّنْ تَحِلُّ وَہُمْ یَحِلُّ مَا لَآئِسُوْا تَحِلُّ عَنْ نَفْسِہٖ وَاللّٰہِ الْعَرِیُّ وَاَنْتُمْ الْعُقَمَاءُ وَاِنْ سَوَّلُوْا اَسْتَسْئِلْ فَوْمًا عَنْکُمْ تَسْئَلُ لَا یُکُوْنُوْا اٰتَمًا لَّکُمْ) (عقۃ)۔ شرعی ماحول اس اسلامی شعاب کے گرد اگر دیکھ کا کچھ پیدا ہو جائے، لیکن زکوٰۃ بہر نورع مسلمان قوم کی اپنی ہی بہتری اور حفاظت کے لئے ہی، خدا اس روپے پیسے سے قطعاً بے نیاز ہے۔

حج کا اسلامی شعاب میری نگاہوں میں صرف وحدتِ اُمت اور اتحاد کا ایک عظیم الشان مظہر ہے، صرف تمرکز اور اجتماع کا ایک ہمیشاں پس کر ہے، اِنَّمَا یُکُوْنُوْا اٰتَمًا بِکُمْ اللّٰہُ جَمِیْعًا (روا) کو عمل میں لانے کا صحیح اور کارگر ذریعہ ہے، مَا تُوْنَا مِّنْ حَیْثُ یَخْرُجُ رِجْلُکَ وَلَوْلَا اَنْکَبِیْرُ مِنْظَرُکَ یُہْدِیْکَ اِلَیْہِ مَا لَآئِسُوْا تَحِلُّ فَاکَ شَرِّکَ خَوْفَ کُوْا اُتَمَّتَ کِی ہر گ روپے میں جاری کر کے سب کو ایک کرنے کا مؤثر اور بڑا (لَنْ یَّأَلَّ اللّٰہُ تَحُوْمَہَا وَکَ لَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنْ یَّأَلُّہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ) (عقۃ)۔ اس سے کتر یا زیادہ ترکیبہ نہیں۔ خدا کی نظروں میں مشرق اور مغرب سب ایک ہیں (قُلْ لِلّٰہِ الشَّرْفُ وَالْعَرَبُ) (نورۃ)۔ اسکی نگاہوں میں روئے زمین کی ہر اُمت کا کوئی نہ کوئی مرکز ہے (وَالْحِجْلُ وَحُجَّۃُہُمْ مَّوْلَتَہَا) (روا)۔ کوئی نہ کوئی مرجع، اور ایک نہ ایک آبِ ضرور ہے، نہیں بلکہ ہر قوم کا اپنے خدا سے تعبد اور تعلق کا طریقہ اظہار بھی خود اسی نے مقرر کیا ہے (لِیُحِلَّ اَمْرَہُمْ حَمَلًا مَّسْکًا هُمْ نَاسِکٌ) (عقۃ)۔ پس اگر حج سے میری نظروں میں دراصل کچھ مقصود ہے تو یہی انزالِ عصبت اور ناقابل شکست اتحاد ہے، یہی اس سے زمین

مشترک خوف کو واپس جاگزیں کر کے منتحب بنے رہنا ہے رکعت علیکم الصلوات کما کانت علی الذین من قبلکم
 لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (۱) ، لذیذ کھانوں کے بت کو توڑنا ہے ، جوع البقر کے ویو کو رام کرنا ہے ، ہاں توحید کی طرف ایک قدم
 لا الہ الا اللہ پر عمل ہے۔ کوئی آسمانی تقدس ، کوئی دم مزین حکمت ، کوئی لب کشا راز اسکے ماسوا اس عمل کی
 میں مخفی نہیں۔ اس نیاے سعی و عمل اور کائنات شریطہ جزا کے اندر ایک قسم کی قوتوں کو برسر رکھنے ، انکو
 موصد بنا کر زور آور اور غالب بنانے کا عمدہ ذریعہ اور بہترین اوزار ہے۔ جو قوم ان عظیم الشان اسلامی شعائر کو اس
 عظیم الشان حکمت کا حامل سمجھ کر اس پر عمل کر رہی ہے وہی اصل دین اور قانون خدا کو پکڑے ہوئے ہے
 وہی حقیقت کے راہ راست پر جا رہی ہے ، وہی صراط مستقیم پر ہے ، صوم و صلوٰۃ ، حج و زکوٰۃ ، سب کے سب اگر
 ہر کان الما میں تو فقط انہی معنوں میں ہیں ، انہی معنوں میں قانون خدا کی عظیم الشان عمارت کو تعمیر
 رہے ہیں ، اسی معنوں میں دین فطرت کے قواعد ہیں ، توحید کے علم بردار اور جنات زمین حاصل کرنے کے
 اوزار ہیں۔ اسکے ماسوا ان کی کچھ غرض و غایت خدا کے نزدیک ہرگز نہیں !

یہ اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر ہم نبت لگائی کرتے رہنا ہے ، یہی عبادت خدا ہے
 صوم و صلوٰۃ ، حج و زکوٰۃ کو رٹا اور عادت یا تعظیماً ادا کر لینا یا کلمہ شہادت بکلیت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک
 قطعاً کوئی عبادت نہیں۔ عبادت میری سمجھ میں ایسی ہو رہی ہے جسکے لئے عمل ہو رہا ہے ، جسکی خاطر تکلیف
 اٹھانی جا رہی ہے ، اگر ایک شخص کے ہاتھ پاؤں کسی نفسانی غرض کی خاطر حرکت میں آ رہے ہیں ، اگر کسی شے
 کی تواس قدر لگی ہے کہ اسکے لئے ہر طرح کی تکلیف گوارا ہے ، نیند حرام ہو گئی ہے ، شبانہ روز اضطراب ہے ، اگر ایک
 شخص کسی پیر یا ولی کے پیچھے لگا ہے ، اُس سے ارادت یا تعبد ہے ، اُسکے حکم پر اُٹھتا بیٹھتا ہے ، اُسکے اشاروں پر
 عمل کرتا ہے یا اولاد کی محبت میں متفرق ہے ، دن رات انکی خدمت میں مصروف ہو ، یا انگریز سے اعتبار کرتا ہو
 اور اُس سے ہم مدجا کے لوازم پیدا کر لیتے ہیں تو میری دانست میں وہ شخص اُس نفسانی غرض ، اُس شے ، اُس پیر
 اُس انگریز کی عبادت کر رہا ہے (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَٰهًا مَّا يَخْتَلِقُ بِهِمُ الْكُفْرُ وَاللَّيْنُ أَعْمَىٰ)

اَسْتَحْضِرُ اللّٰهَ (مستعد) وہ آنکو خدا کے بالمقابل تہذیب اور شریک بنائے ہوئے ہو۔ زمین پر سر رکھ کر اُنکے آگے
 سجدہ کرنا عبادت کے مقرر ہونیکے لئے کچھ ضروری نہیں خود اُنکے ہاتھ پاؤں، اُنہنا بیٹھنا، محنت اور تکلیف اس
 امر کے پیہم گواہ ہیں کہ اُس کا معبود و مخدوم وہی ہے: اَمَّا مَنْ اَسْتَحْضَرَ اللّٰهَ هَوَاهُ وَاَصْلَهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ
 وَحَصْرٍ عَلٰی مَعْنَاهُ وَفَلْيَهْ وَجَّهْ عَلٰی نَصْرِهِ عَسَاۗءَ اَنْ يَّجْزِلَ مِنْ تَعْبَادِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (ما ۱۰۷) وہی اُسکا
 الہ ہے، وہی حقیقت میں خدا ہے، اس حالت میں خدا کے عقوبت کی پنجوقتہ نماز پڑھ لینا باجج، صوم، زکوٰۃ کا
 چھڈنا اساتار دینا بھی کچھ معنی نہیں رکھتا۔ سجدہ اسیکا ہے جس کا تعبد ہو رہا ہے۔ دس یا مئیں یا ایک سو سجدوں کا
 آسان عمل چند لمحوں کے لئے کر کے باقی وقت غیروں کی اطاعت میں صرف کر دینا اور بعد ازاں عبودیت خدا کا
 دعوے کرنا میری نگاہ میں از بس مضحکہ انگیز ہے۔ نہیں بلکہ ایسا سجدہ فی نفسہ بے معنی ہے، ایسی نماز ہو یا نہ ہو خدا کے
 نزدیک کچھ وقت نہیں کہتی بعینہ اسی بنا پر اگر کوئی فرد یا قوم اپنے اعمال میں خدا کے احکام پر چل رہی ہے، اُنکے
 قانون کی عملاً مطیع ہے لیکن رشتا یا عادتاً یا دواجا کسی بُت، کسی تپھر، کسی شمس و قمر کے آگے ماتھا ٹیکے ہی ہو
 تو وہ درحقیقت خدا کی عابد ہے اگرچہ اُس کا اس تپھر کے آگے ماتھا ٹیکنا ایک فعل عبث ہے، اور عابد خدا قوم کیلئے
 یہ ظاہری سجدہ بھی فی الحقیقت اُسی خدا کے آگے ہونا چاہیئے (لَا تَسْجُدْ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدْ لِلّٰهِ الَّذِیْ
 خَلَقَ لَنْ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ) (ذم اللہ)۔ تپھر کی رسمی پرستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کر لینے سے
 کسی قوم یا فرد کے عابد خدا یا عابد ماسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا، اُنکے مشرک یا موصد بن جانے کا محاکمہ
 نہیں ہو سکتا۔ عبادت کا فیصلہ عمل اور صرف عمل پر ہے۔ اس بات کو دیکھنا ہے کہ کس کے احکام کی
 تعمیل ہو رہی ہے، پر بکے حکموں پر چل ہو رہا ہے، ایسی عبادت ہو رہی ہے! اگر خدا معبود ہے تو وہ قوم خدا
 ہے اگرچہ رشتا تپھروں کو کیوں نہ پوج رہی ہو، یا تو لا خدا کو تین یا دس یا دس ہزار کہہ رہی ہو۔ اگر ماسوا کی عبادت
 میں لگی ہے تو وہ قوم مشرک اور کافر ہے اگرچہ رشتا اور عادتاً خدا کے آگے سجدوں کے انبار لگا کر مکر کر رہی ہو۔
 اس دنیا کے کسبِ عمل کے اندر جو شے ضائع نہیں ہوتی وہ عمل ہے (اِنَّیْ لَا اَصْنَعُ عَمَلًا عَلٰی سَکَرٍ مِّنْ ذِکْرِ اَوَّلٰی اَشْیَاہِ)

نماز اور زکوٰۃ اور حج اور روزے سمیٹا کر کے اور معاشیہ بطان کی عبادت کر کے ضائع ہو سکتے ہیں (مَحْكَمِينَ
تَعِدِهِمْ خَلْفَ اَمْنًا عَوَالِ الصَّلَاةِ وَانْعَمُوا السُّهُوبِ فَسَوْفَ نَلْقَوْنَ عَذَابًا دُرْمًا) مگر صحیح یا غلط عمل ایک ذرے کے برابر
ضائع نہیں ہوتا (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ) ظاہری قول اس
زمین و آسمان کے اندر ہر نوع کچھ شے نہیں، اور جو قوم صرف ظاہر کو پکڑے ہوئے ہو اور باطل کہ اپنے آرام کی خاطر
نظر انداز کر رہی ہے وہ وحقیقت خدا سے مکر رہی ہے۔ نہیں بلکہ اُسکے کافر اور مشرک خدا ہونے میں
شک شبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ اَقْسَمُ مَا بَدَا عَلٰی كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَحَدَّثُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمِعْتُ
اَمْرًا يُدْعُوْنَهُ سَمَاءًا لَّعَلَّكُمْ فِي الْاٰذَانِ اَمْ يَظَاهِرُونَ الْقَوْلَ نَلَيْسَ لِلّٰهِ الْكُفْرُ وَاْمَا كُرْهُهُمْ وَصَدَّقُوا الشَّيْطٰنَ
وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ لَهُمْ اِنَّهُمْ عَدَّ اٰتٍ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَعَدَّ اَلْاٰيٰتُ لِلّٰهِ وَمَا لَهُمْ مِنَ اَللّٰهِ مِنْ شَاوٍ
رَقْمًا وَقَدْ مَكَرَ الْاِنْسُ مِنْ قَبْلِهِ فَاِنَّهُمْ لَمُكْرٍ حَمِيْدٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ اَلْكُفْرُ كُلُّ نَفْسٍ وَتَسْعَلُ الْكُفْرُ لَيْسَ عِنْدَ
اللّٰهِ اَدْرَا (الرعد)۔

اس عبادت خدا، اس توحید، اس ملازمت رب العالمین کا واحد منتہا میری نگاہوں میں بنی نوع انسان
کی اپنی ہی بہتری ہے، سے پہلے اس دنیا کے اندر بہتری ہے، قومی اور اجتماعی بہتری ہے، سیاسی
اور اقتصادی بہتری ہے، تمکن فی الارض ہے، جنات زمین کی مالت اور طلب ہے، سخیل
فی الارض اور بقاء ہے۔ آگے چلکر طرزی بہتری بھی ہے، الحکماء بھی۔ مگر اس دنیا کے اندر اسکے مساوی یا کمتر کچھ
نہیں، جو قوم شبہ روز میں عبادت خدا میں مشغول ہے، جو میں گھنٹے مساوی کے بتوں کو توہر خدا کی طرف متوجہ
ہے، جو میں گھنٹے اُس قانون پر چل رہی ہے جو خدا نے بتایا ہے، جو میں گھنٹے کسی غیر خدا، کسی طاغوت، کسی
شیطان، کسی بُت، کسی صنم، کا آرام دہ حکم نہیں مانتی، جو میں گھنٹے اُن حکموں پر نہیں چلتی جن میں فوری مزہ
نقد فائدہ، یک لخت اجر، متاعِ راحت، لیکن بِالْاٰخِرِ نقصان اور آخرت میں تکلیف ہے اور ہر لحاظ ان حکام
پر عمل پیرا ہے جن میں فوری تکلیف اور بِالْاٰخِرِ راحت ہو، جن میں گھنٹوں کا بیخ اور گھنٹوں کا امن ہے،

وہ توحید پر بلاشبہ حامل ہے، وہ لا الہ الا ہو (ملا) پر عمل کر رہی ہے، وہ اَلَا تَعْبُدُکَ اِلَّا اللہ (ملا) پر صریح
 مغنوں میں چل رہی ہے، عابد خدا ہے۔ ایسی قوم کا اس دنیا میں قوت اور زور سے رہنا اٹل ہے، ہمتکن فی الارض
 رہنا اٹل ہے، متخلف فی الارض ہونا اٹل ہے، ہر مشرک اور آرام پسند، ہر کابل اور شیطان پرست قوم پر غلبہ
 پانا اٹل ہے! ایسی قوم کے لئے اتحاد و امت، اطاعت امیر، جہاد بالمال، جہاد بالنفس،
 ہجرت، ایمان بالآخرۃ، علم، استقلال وغیرہ وغیرہ سب احکام خدا فی الحقیقت توحید کے
 لوازم ہیں۔ کسی نہ کسی بُت شکنی کی تمہید ہیں، اور جو امت ان احکام پر تن دی سے عمل پہلے اسکا وارث
 زمین بنانا قطعی ہے۔ اگر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کسی عبادت کیلئے کہا تو اسی وارث زمین بنانے والی عبادت
 اور انہی معنوں میں تعبد خدا کے لئے کہا **لَا اَعْبُدُ اِلَّا اللہ وَانْفِرُوا طَائِفَاتٍ مِنْ دُونِکُمْ**
بِوَجْہِکُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّى (ملا)، اسی سیاسی ممکن اور اقتصادی نفع دینے والی ملازمت کے لئے کہا:
رُسُلِ السَّمَاءِ عَلَیْکُمْ قَدْ اَرَاہُ قَدْ بَدَّلْتُکُمْ بِاَمْوَالِکُمْ وَبَنَاتِکُمْ لَتَعْبُدُنَّکُمْ اَنْفُسَکُمْ
 (ملا)، اگر ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو کسی عبادت کی طرف متوجہ کیا تو انہی معنوں میں تعبد خدا اختیار کرنے
 کے لئے کہا، اسی رحمت ایزدی کے موافق اور عارضہ بہانے والی چاکری کے لئے کہا، اسی نفع مند، اسی
 نتیجہ خیز، اسی قوت افزا اور غلبہ مند توحید پر زور دیا، (والی عاید احاطہم ہووۃ اذ قال یٰقَوْمِ اَعْبُدُوا اللہَ
مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرِکُمْ **یَعُوذُ اسْتَغْفِرُکُمْ اَزْکُمْ تَسْتَغْفِرُکُمْ تَسْتَغْفِرُکُمْ تَسْتَغْفِرُکُمْ** **رُسُلِ السَّمَاءِ عَلَیْکُمْ**
قَدْ اَرَاہُ قَدْ بَدَّلْتُکُمْ بِاَمْوَالِکُمْ وَبَنَاتِکُمْ لَتَعْبُدُنَّکُمْ اَنْفُسَکُمْ (ملا)۔ اگر نبی آخر الزمان نے عرب قوم کو کسی
 عبادت خدا کی توحید، کسی اسلوب تعبد کی طرف راجع کیا تو مشرک خدا کی اسی مشرک عبودیت کی طرف کیا
 جس کا نتیجہ وحدت امت ہے، اس دنیا میں قوت اور زور سے رہنا ہے، **لَا تَهْدِیْہُمْ اُمَّتُکُمْ اُمَّتٌ وَّاحِدَةٌ**
وَّانَارُکُمْ فَالْمُتَّبِعُونَ (ملا)، اسی دنیاوی حالت کو بہتر بنانے والی فضل خدا کو روز افزوں کرنے والی
 بقا نصیب کرنے والی اور اجتماعی ہلاکت سے محفوظ رکھنے والی عبادت کی طرف مائل کیا، اُسی قوت انگیز

توحید اور نعمت دہا کرئی خدا کی طرف اشارہ کیا جس کا نتیجہ ممکن فی الارض اور متاع حسنہ، تسبیحوں اور سجدوں
 راہیوں اور گوشہ نشینوں والی عبادت کے لیے قطعاً نہیں کہا **اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ مَا رَبِّیْ لَکُمْ مِنْهُ نَذِیْرٌ وَّ**
سَمِیْرٌ ؕ وَاِنْ اَسْتَعْمَرُوْا نَحْنُ نَمُوتُ وَنُوْثِقُکُمْ مِّنْ اَحْسَاسٍ اِلٰی اَحِلَّ مِنْکُمْ ذٰی بَیِّنٍ مِّنْ دٰی نَصِیْلِ فَصَلُّوْا
وَلَنْ تُوَلُّوْا فَاِلَیْہِ اَحَافٌ عَلَیْکُمْ عَذَابٌ نَّوْمٌ کَثِیْرٌ (ہود) اور اگر زمین عبادت خدا کا کوئی دنیوی انعام اور منطقی نتیجہ بتلا دیا
 تو یہی اُسکی راہ میں جان کی متاع عزیز قربان کرنے کی خدمت کے عوض میں پہنائے زمین کے بزرگ بحر کی وسیع
 بادشاہت پیش کر دی، **لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ اَرٰضِیْ وَاَسْعٰی فَاَنَآئِیْ فَاَغْبِیْوْنِ ؕ کُلُّ نَفْسٍ رَّجِعٌ اِلَیَّہِ**
النَّوْتِ تَتَخَلَّفُ عَنْ رُجُوْعِہٖ (مکہ مکرمہ)، بلکہ اسی سعی و عمل اور استقلال کے تسلسل میں اُفردی الجنتہ کا دینی
 امن بھی پیش کر دیا **وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنَسُوْنَهُمْ مِّنْ اَلْحَمْدِ غُرًا فَاصْبِرْ لِّمَا اَلَا تُمِرُّ حٰلِیْنَ**
وَمِنَہُمْ یَعْمَلُ اٰخِرَ الْعَمَلِیْنَ ؕ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا عَلٰی مَا نَزَّلْنَا مِنْکُمْ لَیَتَوَكَّلُوْنَ (مکہ مکرمہ)، نہیں بلکہ جب سجدہ اور رکوع
 بلکہ الصلوٰۃ اور الزکوٰۃ کا ذکر کیا عبادت کے استمراری عمل کو ان رسمی اور وقتی افعال سے الگ کر دیا، **وَقٰتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ**
وَلَعَدُوْہِمْ (مکہ مکرمہ)، **وَحَلَلْنٰہُمْ اٰمَۃً یَّہْدُوْنَ بِاَمْرِکُمْ اَوْ حَسْبُ اَلِیْہِمْ فَعَلُ الْحَدِیْبِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَآٰتٰہُ الرِّکُوۃَ**
وَحٰکَمَ بَیْنَ النَّاسِ بَیْنَ ذٰلِکَ (اسیاء)۔ اور توحید کے اصل اصول پر
 وہ شبانہ روز ملاومت ہو جس کا اٹل نتیجہ وراثت زمین ہے، **وَلَعَدَ کُتٰبُی الرَّتُوْرَ مِنْ نَّعِیْدِیْ اَلَّذِیْنَ اَنَّا اَلَا نَحْص**
یٰرَہْمَا عِبَادِیَ الصّٰلِحِیْنَ (ان فی ہذا لکن لعلنا لنعبد عِبَادِیْنَ (اسیاء)، وہ دراصل سب اخلائے خدا کی عبادت
 سے الگ تہلک ہ کر قانون خدا کی تعمیل میں اپنے اندر وہ سپاہیانہ مستعدی، وہ اتحاد کا آسمان شکن زور،
 وہ یک منہی کی ماحی عدو عصبيت پیدا کرنا ہے جبکہ واحد شیعہ فلاح دنیوی اور غلبہ ہے **اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ هُوَ**
الْمُقَلَّبُوْنَ (مکہ مکرمہ)۔ کسی قوم نے آج تک زمین کی بادشاہت نہی تسبیحوں یا رسمی نمازوں یا گوشہ نشینوں کے زور
 حاصل نہیں کی، اسکا خدا سے بیشتر اسلوب و زاویہ سے مقابلہ اور مجاہدانہ ہی رہا ہے، دلوں کی پیہم بخت شکنی اور
 سعی و عمل پر مسلسل آمادگی ہی بہر حال قوموں کو اس مقام محمود پر ہمیشہ سے پونہ چاتی رہی ہے، جہاں جہاں اور جہاں قوم میں

اہرمن کا نقش اثر کمزور اور نیردان کی محرک اعضا حکومت دلوں پر ستار ہوئی گئی ہے وہیں خلافت زمین کا انعام بارگاہ ایزدی سے بے و ہرک ملتا رہا ہے! جہاں شیطان نے اپنے قدم ہاکر اُمت کے نوئے عالم کو بڑھ کر دیئے ہیں، افراد کے اعضا میں آرام کا قاطع تسلسل چمک لگا کر انکو محنت سے متنفر کر دیا ہے وہیں حکومت اور طاقت کے انگارے پڑے دک رہے ہیں۔ دنیا کے اس کارگاہ رنج و محن میں بھی بڑی طاقتیں ہیں جو ایک سر پیم بر و آزمائی میں مصروف ہیں۔ شیطان کا مترواح خدا سے برگشتہ ملک ہر جگہ اپنے طاغوتی کردار سے انسان کو نقدا جرت کی طمع دے دیکر اپنے دام میں پھنسانا چاہتا ہے، بنی آدم کی صغیف الخلق پیدائش کو نوری آرام کی مملکت اعضا ترغیب و تحریر پیش کر کے تھپک تھپک کر ملانے کے درپے ہو، اسکے قلب کے اندر دلفریب موتوں کی ایک بہری محفل لگا کر خدا اور اسکے محرک اعضا احکام سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے کبھی لگے سے آتا ہے، کبھی پیچھے سے آسرتا ہے، کبھی دائیں سے آٹھتا ہے، کبھی بائیں سے آفاضا ہوتا ہے اور سعی و عمل کے صراط مستقیم سے ورغلا تا رہتا ہے، ممنوعہ درخت کی طرف بلکا کر اسکو حفظ و امن کے لہجہ تلخ سے نکالنا چاہتا ہے: قَالَ فَمِمَّا أَعْوَجَّ بِهَا لَا فَعْدَانَ لَهُمْ صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِيمُ ثُمَّ لَا يَمَسُّهُمْ مِنْ نَارٍ أَلْدَانِهِمْ وَمِنْ خَلْقِهِمْ وَعَنْ أَمْثَلِهِمْ وَعَنْ تَمَازُجِهِمْ وَلَا يَلْمُزُوكَ أَكْثَرُهُمْ شَيْكِرًا (احزاب)۔ یہی وہ لازوال طاغوتی طاقت ہے جو ہر وقت اور ہر لمحہ انسان کے درپے ہے، اسکو ہر دم اور ہر آن ہلکا رہی ہے، لمبے لمبے کے بعد نیابت پیدا کر رہی ہے، توڑے ہوئے بتوں کو چشم زدن میں پر چڑھتی ہے، نئی نئی اور دلفریب موتیں از سر نو پیش کر کے خدا کے بتائے ہوئے صراط مستقیم میں لانیل مشکلات، لازوال رکاوٹیں، قدم قدم پر ٹھیر جانے اور خدا تکٹ پونچنے کے سامان پیدا کر دیتی ہے۔ خدا کی راہ پر چلنے والے اور اسکی عبادت اختیار کرنے والے شخص کیلئے شیطان کا اس زمین پر موجود ہونا ایک ابتلا عظیم ہے، بلاتے مسلسل ہے، شانہ رفا امتحان ہے! اسکے لئے اس کا مطلب اور صبر آزماء خدا کو خوش کرنے کی سبیل یہی ہے کہ ہر دم اس مردود خدا ملک کے بنائے ہوئے بتوں کو توڑتا رہے، راہ خدا میں اس قحط طریق کے آہستہ کیئے ہوئے منقروں کی طرف انکھ اٹھا کر نہ دیکھے، اسکی ابلد فریب آرا سگا ہوں کا کچھ خیال نہ کرے،

اسکے علی کے خود شمشیر تپوں کی پس پردہ چپکوں کو دھیان میں نہ لائے، (۱۱) اِنَّكَ تَرٰهُمْ هُوَ وَفِيْلَهُ مِنْ حَتُّ
 لَا تَرَوْهُمْ ۚ اِنَّا جَعَلْنَا السَّيْطَانَ اَوْلِيَا لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (مرآت)، راہ خدا میں اُسکی یاد دلائی ہوئی تکلیفوں کی کچھ
 پرواہ نہ کر کے منزل مقصود تک پہنچنے کی سعی کرے، یہی سچی عمل کئے اس نیا کے اندر عز و تمکنت سے رہے، خلیفہ خدا
 بنے، بادشاہ زمین بنے، تَخَفْ مِنْهُ مِنْ دُونِ حَقِّكَ مَصْدَقٌ هُوَ، تخلعوا باحلاق الله يرعل کر کے اپنے آپ کو
 خدا کا مماثل ثابت کرے، سجدہ ملائک ہو، مخدوم انام ہو، معبود انعام ہو۔ الغرض اس دربارِ احکامِ الحاکمین کی کسی
 صفتِ نعال میں بیٹھنے کے قابل ہو جائے، ابنہ خدا اور عابد ربِ اعلیٰ تو م کا اس زمین پر یہی کام ہے، یہی
 صراطِ مستقیم ہے: قَالَ رَبِّ يَا اَعُوذُ بِكَ لَا اَزِيْزٌ لَّهُمْ فِي الْاَدْنٰى وَلَا غَوْيَةٌ لَهُمْ اَحْمَدُ ۚ اَلَا اَعْبَادُكَ مِنْهُمْ
 الْمُخْلِصٰىنَ ۚ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلٰى مُسْتَقِيْمٍ ۚ اِنْ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَعٰكَ مِنَ الْعٰوِيْنَ ۚ
 وَاِنْ كُنتُمْ تَحِبُّوْنَ اَعْمٰى ۚ (مرآت) جو قوم اس عبادتِ خدا (اس توحید کے صراطِ مستقیم، اس تلوار سے سوا
 اور بال سے سوا باریک راہ سے ادھر ادھر ہٹی اسکے لیے اس دنیا میں اجتماعی جہنم ہے، محمومیت کا دوزخ ہے
 غلامی کا سیر ہے اور آگے چل کر ایک ایک کو جہنم ہے۔ قَالَ فَيَوْمَ تَكُ اَعُوذُ بِهِمْ اَحْمَدُ ۚ اَلَا اَعْبَادُكَ مِنْهُمْ
 الْمُخْلِصٰىنَ ۚ قَالَ فَالْحَقُّ ۚ وَالْحَقُّ اَوَّلُ ۚ لَا مَلٰٓئِكَ حَتَمَ مِنْكَ وَمِنْ اَتَعٰكَ مِنْهُمْ اَحْمَدُ ۚ (مرآت) بعد مخلص
 بن کر رہنا، اپنی تمام ارادت اور عقیدت کو خالصتہً اسی کے لیے وقف کر کے اُس کے تکلیف دہ احکامِ پائل
 ہو جانا، محنت طلب خدا کو شبانہ روز محنت کر کے خوش رکھنا یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جسکے سوا اس دنیا
 کے اندھ کوئی دوسرا راہ راست موجود نہیں اِنَّ اللّٰهَ مُوَدِّيٌّ وَذَكَرَكُمْ فَاَعْبُدُوْا هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيْمٌ (مرآت)
 وَلَا اَعْبُدُكُمْ فَقَدْ بَطُلَ ۚ اِنَّكُمْ لَكُفْرًا وَّمُؤْمِنًا ۚ (مرآت)۔ اُس کا کر اس اور کافر سدا صد کے لیے، نہیں اُس شاہد
 امتحان طلب کے لیے اُسکے اپنے اُتھ سے بنائے ہوئے اشرف الملق انسان کی ارادت اور محبت، اُسکی اطاعت اور
 عبادت کی آزمائش کی اس سے بہتر کوئی سبیل نہیں کہ یہ لایموت اولم نزل طاعوتی طاقت پید کر کے اس زمین پر
 عدا کھلی چھوڑ دے، جو اُسکے دیئے ہوئے احکام سے انسان کو ہر دم و بخلاتی رہے، جو اُسکی راہ میں یہی مائل ہو،

جو لمحے لمحے کے بعد اس کے قدموں کو متزلزل کرتی رہے! ایک مطلوب کے لیے طالب کی محبت کے پتھان کا اس سے
 بہتر کوئی اسلوب نہیں، جذہ دل کی تصدیق کا اس سے صحیح تر کوئی معیار نہیں، کمر اور کھوٹا پہچاننے کی اس سے بہتر
 کوئی محک نہیں! صرف ربانی دعووں سے اطاعت اور ارادت، عشق اور ولولہ کا مقام قطعاً حاصل نہیں ہو سکتا،
 أَحِبِّ النَّاسَ أَنْ يُؤْكَلُوا أَمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْكُونَ وَلَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ ظُلُمَاتٍ إِلَى نُورٍ وَكَرِهُوا النُّورَ فَكَرِهُوا اللَّهَ فَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا (مائدہ: ۵۴)۔ اس کے لیے پیہم جہاد شرط ہے، جان کی پیشکش شرط ہے صبر
 اور استقلال شرط ہے: (وَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ) لَعَلَّ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالضَّالِّينَ وَاسْتَلَوْا أَخَذَكَ اللَّهُ مِنْهُمَا
 مَوْتَ شَرْطًا: قُلْ تَأْتِيهِمُ الْيَوْمَ الْآزِمَةُ فَذُوقُوا عَذَابَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُخَوِّدُ الْوَهَّابِينَ (مائدہ: ۶۴)۔ اس صبر آزما اور فتنہ شعار خدائے اپنی راہ رضائیں تاب گسل اور اہل نرسیب بتوں کا
 ایک جہم غصہ کھڑا کر دیا ہے، اپنے اور انسان کے درمیان ہزار در ہزار حجاب آراستہ کر کے ہر پردے پر ایک عیار
 اور عشوہ گر حاجب بٹھا دیا ہے، ہر حاجب کو اشارہ کر دیا ہے کہ انسان کو حتی الوسع اس حجاب آراستے حقیقی اور اس
 منہل مقصود تک پہنچنے نہ دے۔ وحدت اُمت کے حکم کے بالمقابل عداوت اور بغض کا کابٹ، اطاعت امیر کے
 بالمقابل خود رائی کا بٹ، جہاد بالتیف کے مقابلے میں نفس پسندی کا بٹ، جہاد بالمال کے مقابلے میں حُسن
 مال کا بٹ، ترک دُطن کے بالمقابل ہجر اولاد کا بٹ، الغرض ہر امر و نہی کے برخلاف ایک ہر دست اور لانڈول
 مخالفت کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ تہیط کو نفس نامہ کے اندر اس قدر شکن کر دیا ہے کہ قدم قدم پر لغزش کا
 سامنا ہے، انسان کو سمیع و بصیر اور قلب سلیم کی امانت عطا فرما کر اسکے لیے اس دنیا میں صحیح طور پر
 رہنا و دشوار کر دیا ہے کہ آسمان و زمین اس امانت کے بوجھ کو دیکھ کر لرز رہے ہیں، تعقل اور ارادہ
 ارزانی فرما کر اسکے لیے یہ موت انگیز الجھنیں، یہ المناک دشواریاں، یہ گمراہ کن نادور بینیاں۔ یہ ہلاکت خیز
 نا انجام شناسیاں پیدا کر دی ہیں کہ ہر قدم پر لڑکھڑاہٹ ہے۔ بے عقل ادب اور ان سوچ کا زمین سے تیرو
 لاکھ گنا بڑا کرہ تور و زاول سے اسی صحت اور اطاعت سے اپنے صراط مستقیم پر چل رہا ہے جو اسکے لیے ایک فتنہ

مقرر کر دیا تھا، ہر وقت اور ہر کیف لا الہ الا انت سبحانک انک انت الغنی العزیز (۱) کا مصداق ہے، کروڑ در کروڑ آسمانی اجرام اور سوچ سے کروڑ در کروڑ گاہڑے ستارے بھی ہی قاعدوں پر چل رہے ہیں جو تمام ازل سے ایک بار متعین کر دیے تھے، سب کے سب کسی بے مثال حاکم کے اہل علم پر مجبور نظر آ رہے ہیں، اس ناموس اکبر کی ذمہ داری کے بار غلطیہ کے متحمل ہیں کہ یک سر نو ادھر ادھر نہیں ہٹے۔ ہمیں ہزار ہزار قسم کی ادنی حیوانی اور نباتی مخلوق بھی روز آفرینش سے اپنے اپنے مقرر قاعدوں پر چل رہی ہے، اعطی کل شیء حلقۃً تہتہا (۲) کی صیح مصداق ہے، بعد مخلص ہے، حُفّادِ بندہ ہے، اسی لادال ہدایت اور صراطِ مستقیم کی بنا پر سطحِ زمین کے ہر حصے میں اجتماعی دوام حاصل کر رہی ہے، ممکن فی الماض ہے، مگر فہم واداک کی امانتِ عظمیٰ کا قرعہ فال اس ظلم و جہول انسان کے نام کچھ ایسے بُرے وقت نکلا ہے کہ اُس کو اپنے دین سے محض، بخیر ہی ہے، اپنے صراطِ مستقیم کا کچھ تپہ نہیں، اپنی جہالت کے انداز کچھ یا نہیں، اپنا دین ضیف کچھ آزر نہیں، اسے راہِ راست پر کچھ قیام نہیں اپنے قیام و دوام کا کچھ عشق نہیں، اپنا بقا کچھ میسر نہیں۔ اِنَّا عَمَّوْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ کَاَنَّهُنَّ اَنْ قُلْ لَهَا وَاَشْفَقْنَا مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ کَاٰفِرًاۢ بِمَا یَکْفُرُ (۳)۔ شیطان نے اس زمین پر اپنا مستقر قائم کر کے اس کج فہم وجود کے لئے ہلاکت کے وہ لاستِ نہایتی سامان پیدا کر دیے ہیں کہ روزِ آفرینش سے مَنْ نَعْبُدُ مِنْهَا وَتَسْبُحُکَ الذِّمَّاءُ ذَمْرًا کَاِیکَ لَا مَنَآحِیَ مَحْشَرًا ہے۔ ایک اُمت اگر خدا کی عبادت میں مصروف ہو کر ابھری ہے تو دُش اُمّتیں شیطان کی عبادت میں لگ کر ہلاک ہو رہی ہیں، ملک سے ملک لگ اُمت سے اُمت جُدا، شہروں اور قریوں میں فساد، گھروں اور محلوں میں تفسیق، بات بات پر ہشتات، الغرض شیطان کی حکومت اکثر جگہ قائم ہے شرک کے خانہ برائے از تفرقوں اور عبادتِ شیطان کے فارق الناس و سوا نے بنی نوع انسان کے اندر وہ خستِ لال عظیم برپا کر رکھا ہے کہ پوری نوع کی ہلاکتِ سروں پر منہ لاتی نظر آ رہی ہو، اِنَّ تَسَابُہْدَہِمْ کُذِّیَاتٌ یَّحْمِلُوْنَ حَالِدٌ رَّاہُمْ کَاِہُوْنَ لَکَ سَمَآءٌ قَرِیْبٌ کَمَا لَی دَعَاہُ سَعٰی خَلْقِیْ خَلْقَاتِی ہر نوع کے افراد کے مابین ایک غیر منقطع امن ہو، وہ سب آپس میں متحد و متفق العمل ہیں مگر انسان ایک نوع ہو کر

ایک دوسرے کو کاٹ کاٹ کر کھا رہے ہیں، اپنی مخلوق کی ہر امت کا ایک مذہب، ایک راہ عمل، ایک ملک ایک رہنمائے اعظم ہے، مگر یہاں ایک نوع میں ہزار در ہزار امتیں، ہر طرف ایک علیحدہ رہنما، ہر جگہ ایک نیابت، اور گمراہ فطیری اور خمیری کا جگڑا ہے! ظہر الفساد فی التزو النحی، ہما کسبتا الذی للناس لہم نعم تعدن الذی علیہم لعنہم یرجعون۔ قل ینذرقا فی الارض کانظروا کیف کان عاقبہ الذین من قبلہ کانہم اعدوہم مشرکین۔ (روم)۔ العرض یہ سب کچھ عبادتِ شیطان کا ظہور ہے، اُس مہلک ملکوت کی ادنیٰ گمان فرمائی ہے ورنہ نبی آدم و حقیقت ایک ہی امت ہیں، کان الناس اُمَّۃٌ وَّاحِدَةٌ۔ (سہی)، ایک نوع، ایک خاندان مصدر، ایک اب جد، ایک تقویم، ایک خدا اور ایک ہی کار فرما کی رعیت ہیں۔ شیطان کا تعبد اور خدا سے برکتی لاکھ ہوتی رہے مگر اُس چارہ فرمائے جہان اور بدیع زمین و آسمان نے بھی انسان کا ڈہانچا تیار کرتے وقت پہلا معنوی عہد جو اسکی جبلت اور طبیعت کیا یہی تھا کہ اس دنیا کے اندر خوش اسلوبی اور زور سے رہنے کا صراطِ مستقیم یہی ہے کہ شیطان سے تعبد قطعاً نہ ہونے پائے، جس کی مخلوق ہو، اُسی کے حکموں پر چلنا تمہاری فطرت میں داخل کر دیا ہے، اُس بتائے کون و مکان نے یہ بات تمہاری مہینیت اجتماعی کی ہر ممکن حالت تمہاری چال ڈال، تمہاری سیرت اور حلین، تمہارے انداز معاشرت، تمہارے تمدن، تمہاری تکوین میں نہیں بلکہ تمہارے بقا و فنا کے ہر شعبہ سعی و عمل میں بعد ازل سے رکھ دی ہے کہ غیر خدا کی ملازمت سرے سے نہ ہو، اَلَمْ اَعْمَدُ الْاِیْکُمْ بِسَمِیِّ اٰدَمَ اَنْ لَا تَعْبُدُوا السَّیْطٰنَ لِاِنَّکُمْ عِندَ ذٰلِکُمْ قٰیْدِیْنَ وَ اَنْ اَعْمَدُ لَیَّیْ جَعَلُ صِرَاطِ مَسْتَوِیْمٌ وَ لَقَدْ اٰتٰی مِنْکُمْ جِبِلًّا لِّاَنْکُمْ اَعْلَمُ لَکُمْ نُوْرٌ لِّتَعْلَمُوْا لَعَلَّوْا لَعَلَّوْا۔ (نور)۔ توحید تمہاری مٹی میں خمیر کی گئی ہے۔ تمہاری طبیعت اور جبلت میں مختصر ہے۔ جس نے تمہیں پہلے دن بنایا تھا اُس نے اپنی ملازمت کے عنصر کو تمہارے ہیو میں گوندھ دیا تھا، اُسکو نہ تو وقت اس قدر سوچ ضرورتی کہ یہ سرکشی کا پتلا اور لگ کا پر کالا، یہ خود رائے اور صاحبِ ارادہ مضغہ گوشت، یہ کبر وادعا کا نطفہ مٹی، یہ انانیت اور شیطنیت کا پیکر کبر، یہ صاحبِ مست و قدرت، یا و صاف خدا کا مجتہد صغیرے زمین پر کبر اس قدر شیطنیت یا اس قدر کبر پائی نہ کرتا پھرے کہ خدا کی خدائی سے نکل باہر ہو، اُس کے

دائرہ عبودیت کو مسترد کر دے، جس جس رنگ میں روئے زمین پر یہ اپنا اجتماع و اجتماع کرتا پہرت کا رت
 زمین و آسمان کے قانون کی پابندی، اُسکے حلقہ عبودیت کے اندر ہو کر رہنا اُسکے ہر کہ و مہر، شاہ، کدابر، مطیع
 مطاع پر، مرید و مراد پر، کبیر و صغیر پر، جن و انس پر فرض رہیگا۔ (وَمَا خَلَقْتُ الْإِنْسَ وَالْأَنْسَ إِلَّا لِعِبَادَتِي
 (درات))۔ اگر اس تعبد سے نکل کر اُس نے شیطان کی ملازمت اختیار کی، توحی سے برکتہ ہر گناہ، زمین و آسمان
 کے اس عالمِ اُصول سے عملاً بکڑ بیٹھا تو کچھ پرواہ نہیں، اُسکی جبلت میں یہ بات پہلے سے معلومیت
 رکھ دی گئی ہے کہ اس خصوصیت کے ہوتے ہوئے اسکی اس زمین پر کچھ وال نہ گل سکیگی ٹھکست اور انتشار کے جہنم
 میں پڑا جتا رہے گا، فقر و فلاس، واما ندگی اور بیچارگی، محکومیت اور جوتیاں، چپتھرے اور جو میں قحط اور بائیں،
 بران اُسکے وائس گیرا کر نیگی، مَا هُمْ بِمُخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ (نور) کا منظر شرف پیش پیش ہوگا، لَا تَمْلِكُ لَهُمْ
 الْجِنَّةُ وَالنَّاسُ أَحْتَجُونَ (ہو) کا قول نور ہو کر رہے گا، یہاں پر اجتماعی جہنم اور آگے چل کر ایک ایک غلط کار کو آخری
 جہنم نصیب ہوگا! موجہ زمین و آسمان ہو کر مجھ سے یہ توقع رکھنا کہ میں نے اپنی ملکیت کے اندر انسان کو اپنے سے
 محض بے تعلق پیدا کیا ہے، یا اُسکو ہولے سے مختار بنا کر اپنا اختبا رکھ دیا ہے محض عبث اور طفل تسلیاں ہیں!
 شیطان کا اگر اس زمین پر غلبہ ہے تو یہ بھی میری مشیت اور قضا ہے ہو رہا ہے، یہ بھی میری ہی قانون فنا
 کی ایک شق ہے، میری ہی امتحان پسند عادت کا ایک کرشمہ ہے، میری ہی سعی طلب طبیعت کا تقاضا ہے
 تاہم اس زمین و آسمان کی حدود کے اندر ہر اگر کوئی قانون بقا و حیات جاری ہے تو وہ خالصہ میری ہی عبادت
 ہے، توحید اور صرف توحید ہے! میں آقا ہوں، موجد اور مصور ہوں، لیکن مومن اور مہین بھی میں ہی ہوں،
 اپنی ہی عبادت پر اس کا رخانے کی بنیاد رکھنا میرا حق ہے، اند میری مخلوق ہو کر میری حدود مملکت باہر کسی
 مفر نہیں، يٰمَعْشَرَ الْإِنْسِ وَالْأَنْسِ إِنِ اسْتَعْظَمْتُمْ أَنْ مَقُودًا مِّنْ أَفْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَعْبُدُونَ
 (الاعراف) یہی توحید انسان کا وہ واحد دین مستقیم وہ ایک صراط مستقیم، ایک اصل اصول، ایک اساس کار،
 ایک بن حنیف، ایک فطرت ہی جس پر بس انسانی مجبول بلکہ مجبور ہے، اس خداوند فطرت میں رد و بدل کا ہر گنا

حَامِسٌ : فَأَعَزَّ وَخَمَّكَ لِلَّذِي حَيَّفَاكَ وَطَرَبَ اللَّهُ إِلَيْكَ فَطَرَبَ النَّاسَ عَلَيْكَ لَا تَسْكُنُ لِحُلُوقِ اللَّهِ ذَلِكَ الَّذِي سُنُّ
 الْعِلْمِ وَتَكُنْ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا تَعْلَمُونَ (ترجمہ) اس مضبوط اور محفوظ کارخانے کی بنا قسط و عدل پر ہے، اس میں جو بات
 ہو رہی ہے قانون کے ماتحت ہو رہی ہے جو نعمت، جو انعام، جو امن جہاں کہیں مل رہا ہے میری ہی ابتغا محض
 اور میری ہی خوشنودی کے باعث مل رہا ہے، ظلم اور استبداد سے قطعاً کچھ نہیں ہوتا، پس جہاں کہیں میری رحمت کا
 موسلا دار سینہ برس رہا ہے، جہاں تَرْسِيلُ السَّمَاءِ عَلَيْكُمْ قِدْرًا زَاكَا کا سماں موجود ہے، جہاں تَرَدُّدُ قُوَّةٍ إِلَى
 قُوَّةٍ کا وعدہ پورا ہو رہا ہے، عَذَابُ كَذِبٍ بِأَمْوَالٍ وَمِنْهَا كَيْدٌ کے انعام مل رہے ہیں، جہاں لُكْلُؤًا بِمَنْ يَنْهَى قُلُوبَهُمْ عَنْ
 أَنْ يَخْلُوهَا ہے، اَنْعَمْتَ سَكَنُكُمْ کا منتہی خسروی نافذ ہے، جہاں استخلاف فی الارض کا عطیہ عظمیٰ ہے، وراثت زمین کی
 موہبت کبر ہے، الغرض یہاں کسی قوم میں قوت اور زور ہے، امن اور قیام ہے موت اور ہلاکت میں بہت کچھ
 ڈھیل ہے۔ وہیں توحید باقی ہے، وہیں صحیح معنوں میں میری عبادت ہو رہی ہے، میرے قانون پر سچا
 عمل ہے، میرے آئین کا صحیح علم ہے، میری منشا کی سچی درک ہے۔ میری صحیح معرفت ہے، وہیں
 صراط مستقیم ہے، وہیں اسلام ہے، وہیں محمد پر سچا ایمان ہے۔ (وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
 وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ذَلِكَ يَأْتِي الَّذِينَ كَفَرُوا
 السَّعْيَ الْبَاطِلَ وَالَّذِينَ آمَنُوا السَّعْيَ الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ ذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ
 ہونے قرآن پر ایمان ہے، انبیاء کی لائی ہوئی الکتب پر ایمان ہے، توراۃ اور انجیل پر ایمان ہے، زبور
 اور تلمود پر ایمان ہے، وہیں شیطان کی عبادت کم ہے، وہیں بُت کم تَج رہے ہیں، شر کم ہے، کفر کم ہے۔
 جہاں کوئی قوم منصوب علیہ ہو رہی ہے، اُس پر یہ اور ذناک عذاب نازل ہو رہا ہے، اُس کے ملک یک بیک
 جیسے جارہے ہیں، اُس پر یہ غرغری و غضب کا تہور جوش مار رہا ہے، وہیں عبادت شیطان جاری ہے، وہیں
 توحید قطعاً نہیں، وہیں اَنْعَمْتَ عَلَيْكُمْ کا صراط گم ہو چکا ہے، گانِ اَلَّذِينَ هُمْ مُشْرِكُونَ (ترجمہ) کے مصداق بن چکے
 ہیں، وہیں شرک قطعاً ہے، کفر قطعاً ہے، مجھ سے انکار قطعاً ہے، محمد سے انکار قطعاً ہے! قول میرے نزول کی

کچھ شے نہیں، عقیدے اور میں کچھ شے نہیں، سینائی اور موسائی، کرشنئی اور محمدی بننا کچھ شے نہیں، یہ بھی ایک نبت پرستی ہے، جگو جو کر میرے بندوں کو پکڑتا ہے، قانون خدا اور امر رب العلیس سے جدا ہو کر کسی رسمی اور شرعی مذہب کے ظواہر کچھ شے نہیں، نماز کی رکعتیں قانون سے الگ ہو کر کچھ شے نہیں، حج کے مناسک کچھ شے نہیں، جو شے میرے نزدیک مقبول ہے وہ تو یہ پر عمل ہے، ہر نوعی عمل ہی، ہر لحاظ سے جو عمل کر رہا ہے، وہی میرے نزدیک مسلم ہے، وہی مومن ہے، وہی مستند کا سچا پیرو ہے، وہی بخوفِ خطر ہے، میں نے نوح و ابراہیم کی رسمی اُمتیں ہلاک کر دیں، موسیٰ کی اُمت کو رسوائے جہاں کر دیا، لوط، شعیب صلح، ہود، سب کی شرعی اُمتوں کی بھنگ تک باقی نہیں رکھی، وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُ مِنْ قَبْلِهِ، مَلَأْ نُحُشٍ مِنْهُمْ مِمَّنْ أَحْضَا أَوْلَئِكَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ لَكَوْلٌ (۱)، یہ اس لیے کہ وہ سب کی سب مجھ سے بگڑ بیٹھی تھیں، مَا كَانُوا لَكُمْ مِنْ دِينٍ (۲) کی مصداق بن چکی تھیں، اب محمد کی اُمت کو ہلاک کرنے میں مجھے کیا شرم ہے یا نہ سے تین خدا کہنے والی لیکن توحید پر عمل کرنے والی اُمت کو زبردستی کرنے میں کیا عار ہے۔ مسلمان اور اسکا انکار کیا نسل انسانی کا تختہ اُٹ کر اس سب سے قائم تر نسل کو لا بٹھانے میں کیا دیر ہے قَالَ مُوسَىٰ لَنْ نَكْفُرَ وَلَا نَمُوتُ وَمَضَىٰ اِلَآئِهِمْ حَتَّىٰ نَادَىٰ اِلِلَّهُ لَعْنَةُ حَسْبِنَا (۳)۔ میں قاسط اور عادل، بے نیاز اور بے پڑا خدا ہوں، بادشاہ کا بڑا بادشاہ ہوں، میرے ہاں وہی قوم بے خوف و خطر ہے جو توحید پر عامل ہے، جو شیطان کی ملازمت کو قبول نہیں کرتی، اُسکے فوری جبر کو، اُسکی فتنہ و خواہ کو کبھی نہیں مانتی، جسکو میرے نیسے، میرے اُدار، میری یوم آخرت کو دیکھانے والی تنخواہ پر اعتماد ہے۔ قرلی مسلمان یا شرعی ایمان دار، رسمی یہود یا اسی نصاریٰ، گبر و برہمن، وغیرہ وغیرہ میرے نزدیک کچھ شے نہیں، جو جس قدر عمل کر رہا ہے، اُس قدر میرے ہاں سے اُجرت لے رہا ہے، اسی قدر وہ قوم اس دنیا میں بے خوف و خطر ہے، اسی قدر غالب اور متکبر فی الارض ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَالَّذِیْنَ هَادَوْا وَالنَّصَارَیَ الْغُلَاظِیْنَ مِنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلْ صَالِحًا فَلَهُمْ اُجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (۴)۔ میری اُجرت شیطان کی اُجرت کی طرح فوری، عارضی، اور

تباہ کن نہیں وہ جس کو مل رہی ہے اُس کو اس زمین پر کسب ریا فی اور جبروت حاصل ہے !

پس اس کارگاہ کسب و عمل کے اندر اگر کوئی شخص کسی مفید جماعت منستہا کو پیش نظر رکھ کر مایاں جہیل ہے تو وہ از روئے قرآن خدا کا عابد ہے۔ جو قوم تکلف اٹھا کر اپنے آپ کو بہتر بنا رہی ہے وہ فی الحقیقت توحید پر چل رہی ہے۔ جو کامل اور بے عمل ہے وہ مشرک ہے، منکر خدا ہے، عابد شیطان ہے۔ جو کام کر رہی ہے وہ حلقہ عبودیت میں شامل ہے۔ جو کہہ رہی ہے وہ کچھ نہیں۔ جہاں جہاں جو کچھ سعی و عمل ہو رہا ہے، حد کے قانون کو مانکر اور شیطان کو مسترد کر کے ہو رہا ہے۔ توحید کا اصل اصول فی الحقیقت اَنْ لِّیْسَ لِّلّٰہِ سَکُنٌ اِلَّا مَا سَخٰی رَسْمٌ ہِیَ کو تسلیم کرنا ہے۔ یہی خدا کو ماننا اور شیطان گریز کرنا ہے، یہی عبادت ہے، یہی توحید ہے، شیطان کی ملازمت کی اصل بنیاد غوری آرام اور اخروی تکلیف ہے، خدا کی خدمت کا اصل اصول غوری تکلیف اور اخروی آرام ہے۔ نہیں بلکہ جس عمل میں اخروی آرام نہیں، جس کا انجام نیک نہیں، جس کا پیش نہاد اُمت کی بہتری نہیں، جو آپ نامنظم اور بے سلیقہ ہے، جس سے کچھ قوت حاصل نہیں ہوتی، جو رکھ کے ذہن پریشان ہو جانے والا ہے وہ بجائے خود کفر ہے، بڑی سے بڑی گمراہی ہے مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنْتُمْ اَعْمٰہُوْا اَمَّا وَاَشْتَدَّ بِہِ الْوَحْیُ فَاَصْبَحَ عَلٰی بَقْلِہٖ وَاَمَّا کَسٰی عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ فَاَوَّلَ الضَّالِّیْنَ التَّعٰیذُ۔ (درہم)۔ خدا کا منکر، اُس کے قانون کا منکر، اُس کے منظم اور رب زمین و آسمان کا منکر، اُس کے شمس و قمر کا منکر، اُس کی رکھی ہوئی میزان کا منکر فی الحقیقت وہ شخص ہے جو ایک ہی سچا عمل کر رہا ہے، جسکی کوشش اس دنیا کے اندر کچھ ٹھکانے نہیں لگی، جسکی نگاہ دوسے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا، جو ایک حقیقت اور باطل شے کے درپے ہو۔ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاَسْعَوْا لِمَا طَلَّ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَتَتَّبِعُوْا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّہُمْ عَلٰی کُلِّ مَوَاقِفٍ سَرَابِ کے پیچھے لگا ہے، پانی بھمک لپکتا ہے مگر پانی نہیں پاتا، ظن و وہم کی دایلوں میں سرگردان ہے اور بے نتیجہ عمل کر کے دکھ اٹھا رہا ہے، وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَعْمٰہُوْا کَسْرًا یَّرِیْبُہُمْ حَسْبُہُ الظُّلُمٰتُ مَآءٌ سَخٰی وَاِلٰہِہٖا لَمُحَدَّدٌ شَیْئًا وَّوَحٰی اللّٰہُ عِندَہٗ فَوْقَہٗ حُسْنًا کَدَّہٗ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ عِبَادَتِ کا خدائی مفہوم خدا کے اس آخری کلام میں اس قدر صریح اور عالم آرا ہے، کفر کا اتنی اطلاق اس قدر نامنقید اور مطلق ہے، توحید کا قرآنی مقصود

استقدر لغت اور نتیجہ خیز، استقدر رزق مرہ اور بکار آمد ہے کہ جہاں کہیں اس دنیا کے اند کوئی مستقل بہتری کی صورت پیدا ہو رہی ہے، جہاں کچھ کامیابی اور کامرانی کے سامان جمع ہو رہے ہیں، کوئی تکلیف، کوئی نکتہ، کوئی شیطان سے انکار اس بنا پر ہو رہا ہے کہ انسان کی سمیت اجتماعی کی حالت بہتر بنے، کچھ قوت اور زور حاصل ہو، کچھ بادشاہت زمین ملے، عزت اور غلبہ ہو، ارتقا اور بقا نصیب ہو، وہیں عبادت خدا کا شائبہ قطعاً ہو، وہیں ایمان کا شائبہ قطعاً ہے، وہیں توحید کا عمل ضرور ہے، وہیں بت کم ہیں، شیطان کا کم غلبہ ہے، وہیں ایمان باللہ ہے۔ جہاں نامراد می ہے، وہاں کفر قطعاً ہے، خدا سے انکار قطعاً ہے، شیطان کی عبادت قطعاً ہے، **وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْغَيْبِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ** (مکھوت)۔ جہاں کوئی قوم ناکامیاب ہو رہی وہاں خدا سے اعراض ہے، اس کے قانون سے اعراض ہے، کسی ماسوا کی عبادت ہو رہی ہے، کچھ شیطان سے لگاؤ ہے، **وَالَّذِينَ نَادَوْا مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ شَيْءٌ اِلَّا كِتَابٌ مُّطَهَّرٌ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ لِيُبْلَغَ وَاٰوٍ وَمَا هُمْ بِمَالِ الْغَيْبِ وَمَا دُعَاۤءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ صُلٰٓءٍ دُرِّمًا** کفر اور توحید کا صحیح معیار اس دیکھ کے اندر تھا ہی ہے کہ جمہ اور مومن قوم بہ نفع غالب ہے، بہر حال ترقی کر رہی ہے، اسکی دولت اور حکومت، عزت اور اقتدار سب کچھ بڑھ رہے ہیں، جماعت کی کثرت ہو رہی ہے، جنات اور انہما مل رہے ہیں، نئی قوموں پر حکومت مل رہی ہے، الغرض وہ منعم لم نہی انہس سے بحیثیت مجموعی راضی ہے، وہ بھی خدا سے راضی ہیں، اور حبیب عبادت خدا کا وظیرہ رہیگا اس دنیا کے اندر ان کا فلاح پاتے رہنا ایک طے شدہ امر ہے، **رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ** (مائدہ)۔ شیطان کی عبادت اور خدا سے اعراض کرنے کا اس نیا میں رسوا اور ذلیل ہو کر رہنے سے استفادہ گہرا اور طبعی تعلق ہے کہ کافر قوم کی زندگی بہ نفع چار پایوں اور پیشیوں کی زندگی ہے، بیگا اور بار برداری کی زندگی ہے، محکومیت اور بیچارگی کی زندگی ہے، افلاس آمدہ و بیکاری زندگی ہے، لیکن مومن کے لیے بہ نفع جنات زمین ہیں، بادشاہت اور عزت ہے، قوت اور امن ہے، **اِنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ** **الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ حِزْبًا مَّحَمَّدٌ نَّبِيُّ اللّٰهِ اَلَا تَعْلَمُوْنَ** **وَالَّذِينَ كَفَرُوْا اَيَمْتَنُوْنَ وَيَا كٰفِرِيْنَ اَنْ اَكْلَ الْاَنْفَامِ**

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْحَقُّ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (ممتا)۔ کافر کا ہر جگہ اور ہر نوع منہ کالا ہے، مومن کو ہر جا اور ہر حال میں نصیب ہے، ہمیں ملے مستحق نصرت کی طرف اقدام کر کے اپنے آپ کو غالب کر دینا ہی عین ایمان ہے، عین عبادت اور نری توحید و اگر زنت علیہ الرحمۃ نے یزدان اور اہرن کو اس دنیا کے اندر وہ بڑی طاقتیں مانا تھا، اگر اُسے لوگوں کو اہرن کی شکست ایگز طاقت اور یزدان کی خیر فسرین قوت کی طرف متوجہ کر کے رب بمثال کے بقا و فنا کے اس پر سدا قانون سے آگاہ کرنا چاہتا تھا تو اس کا پیش نہاد بھی ساکنان زمین کی اسی توحید اور تعبد خدا کی طرف بلاتا تھا، جن لوگوں نے انکی تعلیم کو وحدانیت کے منافی یا دو خداؤں کے منوانے والی ”سہما ہے“ انکی جہالت پر جقدر ماتم کیا جائے کم ہے جس قوم نے اس دنیا کے اندر شیطان کی برباد کن قوت کو تسلیم نہیں کیا، جو اُسکو ہر لحظہ اپنا گھلا دشمن سمجھ کر اُس سے فی الجملہ متذہب نہیں رہے انہوں نے فی الحقیقت توحید کی حقیقت کو کچھ نہیں سہما!

اگر بعد حاضر کے مسلمان قرآن حکیم کے ان قطعی اور عام محاکموں کو نظر تعقیق سے نہیں دیکھتے، اگر آج انکو زمین خدا کہنے والے نصرانی کی دنیاوی خوشحالی کا خوشنودی خدا اور عبادت رت یا توحید اور ایمان پر محمول کرنا ایک آگاہ نہیں بھاتا، اگر وہ آج اپنی ہر مصیبت کو ابتلاء اور دوسروں کی ہر رحمت کو بلا سمجھ کر مگر کی نیندیں لے رہے ہیں اور خدا و زمین آسمان کو اعلیٰ ذبا لہ مشرق کا کوئی لا بائی اور مستند، کوئی بے اصول اور بے قانون تو اس جھکا پچی قسمت ہر شکر بیٹھے ہیں تو بیٹھے ہیں مگر انکھیں ہو ہو کر ان کا اس حقیقت سے اٹکا کرنا، مالک شمس و قمر اور خالق زمین آسمان کو ”طَلَّامٌ لِلْعَبْدِ“ سہما، اُسکے دیئے ہوئے انعاموں کو بلا استحقاق اور اُسکی بھیجی ہوئی عقوبت کو بلا وجہ سہما، اسکی مشیت کو نہ کہ یہ سلامے بخند و نہ کہ یہ دشنامے خلعت و مہند کا مصداق یقین کر کے قسمت اور تقدیر کو پیٹتے رہنا فی الحقیقت وہ آشوب چشم اور وہ سودائے سر ہے جسکا علاج موت کے سوا کچھ نہیں قرآن حکیم کے مطالعے کے بعد کفر اور ایمان، عبادت اور توحید، فتح و شکست کے مستحق یہ فیصلہ اسقدر حکمی اور قطعی ہے کہ جس نے زمین کی بڑی سے بڑی مخالفت بھی مجھے اس عزم میں کمزور نہیں کر سکتی سبے یقین ہو چکا ہے کہ مذہب اسلام اس دنیا میں قوت اور زور سے رہنے کا واحد اور سچا طرز عمل ہے، توحید اس مقام محمود پر پہنچنے کا واحد اور موثر اور آسان

اس سطح زمین پر نمودار بن کر رہنے کی سچی اور کمرنی سیاست ہو۔ انسان کے ہر لائحہ عمل میں اس طرح شامل ہونے کے ہر اسلوب کا میں اس طرح داخل، اس کے قانون تدبیر کی وہ شرط لایفک، اس کے بقا و دوام کی وہ علت اولیٰ، انکی بہبودی اور خوشحالی کی وہ محرک اعلیٰ ہے کہ اسکو انسان کے کسی فعل حسن سے جدا کرنا نامکن ہے؛ پس بلکہ میری نظروں میں اگر سوچ اپنے وقت پر نہ چڑھتا ہے تو اسی توحید کے زور پر، اگر چاند کی سنہرے لہریں مقرر ہیں اور وہ انکو نباہ رہا ہے تو اسی توحید کے زور پر، اگر نجوم و جبر و آفرینش سے اپنے مقررہ فرائض کو ادا کر رہے ہیں اور ایک سرور اور ہر نہیں بٹتے تو اسی عبادت خدا کے زور پر: ﴿وَلِلّٰهِ تَخَضُّعٌ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآئِبٍ وَالْمَلَائِکَۃِ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ۔ تَخَافُوْنَ رَہْمَہُمْ مِّنْ حَوْضٍ مَّوَدَّہُمْ وَیَعْلَمُوْنَ مَا فِیْ صُدُوْرٍہُمْ﴾ (زلزلہ)۔ اگر داتا اور ملائکہ اہل اپنا کام کر رہے ہیں تو اسی خوف خدا کے زور پر۔ یہ ہر ایک کا اپنے فرض کو مقررہ وقت پر اور بے رتوبل ادا کرنا ہی انکی مسلا ہے، یہی انکی تسبیح اور سجدہ ہے، یہی کُلُّ قَدْ عَلِمَ صَدَاقَہُ وَیَسْتَحِیْہُ (اللہ) کا صحیح مفہوم ہے، یہی وَلٰی مِّنْ شَیْءٍ اَکْبَرُ مِمَّنْ یُّحْیِیْہُمْ مَّلَکٌ وَّلٰکِنْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا مِّنْہُمْ دُنٰی سَآئِلَہُمْ کا صحیح تقہ ہے۔ پس جب اس زمین آسمان کا سامان نظم و نسق اسی توحید کے زور پر ہے تو انسانی امتیں بھی جہاں کہیں ابھر رہی ہیں اسی وحدت کے زور پر ابھر رہی ہیں۔ جس قوم اور گروہ میں نظم و نسق قائم ہے، جس میں ہر شخص اپنا مقررہ فرض ادا کر رہا ہے، سب کا معاون اور سبے متحد ہے، سب کا ایک صراط مستقیم، ایک راہ عمل، ایک قانون، ایک میزان ہے، نہیں جو قوم یا گروہ اس سطح زمین پر اس طرح عمل کر رہا ہے کہ اس کا عمل اسکو بہتر اور طاقتور بنا رہا ہے، انہیں توحید قطعاً موجود ہو، انہیں ایمان باللہ موجود ہے، انہیں خشیت خدا موجود ہے، اسلام موجود ہے، دسواں یا ہزارواں حصہ موجود ہو، مگر ایک شائبہ قطعاً موجود ہے ﴿وَاللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَلَا تَطْعَمُوْا فِی الْمَیْذٰنِ﴾ (رحمن)۔ اسلام کے مذہب عمل کو کسی خاص نقشہ یا گروہ کی تخصیص نہیں۔ یہی اسلام ابراہیم اور موسیٰ اور لوط اور شعیبؑ وغیرہم علیہم السلام کی ہلاک شدہ امتوں سے پہلے پہلے ٹکڑے ٹکڑے قرون اولیٰ کے عرب و عجم تک پہنچا تھا، ایک سے ٹکڑے دوسری میں اور دوسری سے تیسری میں ودیعت ہوا تھا، اور اگر یہی اسلام ہم سے ٹکڑے کسی دوسری امت میں چلا گیا ہے تو یہ امر خدا کے نزدیک

کچھ مستبعد نہیں وَلَکِنْ سِتَعَالَمُ هَٰذَا بِالْإِنِّیْ اَوْحَیْتُ لَکَ لَیْسَ لَکَ بِہِ عَلَمًا وَکَلَامًا لَا رَحْمَۃَ فِیْ ذَٰلِکَ وَارَیْ فَضْلَکَ کَانَ عَلَیْکَ کَیْفًا (رسول)

پس جو قوم توحید کی اس نعمت اور نتیجہ حیرت کو پیش نظر رکھ کر اس دنیا کے اندر یہ عمل کر رہی ہے جو شیطان کو اپنے اعمال کا پیہم مخرّب اور خدا کو افعال انسانی کا پیہم مصلح سمجھ کر اس کے تکلیف دہ احکام پر عمل کرتے رہنا اپنی زندگی کا واحد ستارہ ہے، جو توحید کو فطرت انسانی کا سب سے نعمت مند نصیبین کر کے حصول نعمت کے اس بال سے سوا باریک اور تلوار سے سوا تیز صراط مستقیم پر بھجرت تمام چل رہی ہے، جن کا مرنا اور جینا، اٹھنا اور بیٹھنا خالصہً اسی توحید کو پیش نہاد بنا کر پورا ہے، جن کی الصلوٰۃ اور الزکوٰۃ میں، جن کے الصوم اور الحج میں قانون خدا اور مرتبہ العالمین کی سچی متابعت ہو، جس کے ہر فعل و عمل میں کسی نہ کسی بُت کو توڑنا ہے، کسی طاغوت کو کسی دلفریب تصویر کو، کسی تاب گسل و فن کو، کسی دل آرام سنم کو دل سے محو کرتے رہنا ہے، ہاں جو اُن میں ہر آن اور ہر لحظہ اس امر کے دہے ہیں کہ شرک کا قاطع حیات شاہد اُن کے اعمال سے حتیٰ الوسع دور ہوتا ہے، وہی آج اُس لاشریک خدا کے ہر پوچھنے والوں سے انعام پا رہی ہیں، وہی آج اُنہیں عَلَیْہِمْ ذُنُوبٌ کی مصداق ہیں، وہی صحیح معنوں میں صالح اور عابد ہیں، اُنہی کو آج وراثت زمین کا بے مثال انعام مل رہا ہے، اُنہی کو فی الدُّنْیَا حَسَنَۃٌ ہے، اُنہی کی آخرت بھی ہر حال درست ہو، قُلْ اِنِّیْ ہَدَیْتُ رَبِّیْ اِلَیْ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا فَمَا وَاوَدَ اَنْزِلْہُمْ حَقِیْقًا وَمَا کَانَ مِنَ الشُّرَکِّیْنَ۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَنِجَاتِیْ وَمَا اُنِیْ بِہِ سِرِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذَٰلِکَ اُقْرِیْبُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (سورہ صافات) اِنَّ اَنْزِلْہُمْ کَانَ اَمْنًا فَاَمَّا لِلّٰہِ حَقِیْقَةٌ وَکَلَّمَکَ مِنَ الْمَشْرِکِیْنَ لَا تَعْبُدْ اِلٰہًا غَیْرَہٗ وَہَدَیْہٗ اِلَیْ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاسْأَلْہٗ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَکَلَّمَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ فَاِنَّ الصّٰلِحِیْنَ اُولٰٓئِہِ۔ انسانی اعمال میں شرک کے بڑے قلیل کا آجانا بھی فی الحقیقت وہ ظلم عظیم ہے کہ اس سے قومیں چشم زون میں تباہ ہو جاتی ہیں۔ پھر ہی اُمت کے عامل چند تشریفوں کے اندر غلام برائے انداز ہو جاتے ہیں، اعضا میں سستیاں اور ذہنوں میں دیرانیاں میلوں اور صدیوں تک ڈیرہ ڈالے رہتی ہیں،

دل سخت ہو ہو کر وہ پتھر بن جاتے ہیں کہ پتھر بھی اُنکے سامنے مات ہو جاتا ہے، قلب کی سنگلاخ زمینوں میں موت انگیز برادیاں، وہ بلاکت خیز ویرانے، وہ اعضا شکن غریبے پیدا ہو جاتے ہیں کہ سعی و عمل کی بالیدگی نام تک کو باقی نہیں رہتی۔ مَضْمَنْتَ فَلَوْ تُكُونُ مِنْ عِدَدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْمَحَارَةِ أَوْ أَسَدٌ فَسَوْءٌ، وَإِنَّ مِنَ الْحِجَابِ لَنَا مَعْقُورٌ مِنَ الْأَهْمَاءِ، وَإِنَّ مِنْهَا لَنَا نَكْفٌ فَتَحُورٌ مِنْهُ الْمَاءُ، وَإِنَّ مِنْهَا لَنَا نَهْطٌ مِنْ حَسَنَةِ اللَّهِ، وَمَا اللَّهُ بِعَاطِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (عرفان) یہ سب اس لیے کہ شرک اتحاد اور عمل دونوں کا صحیح معنی میں قاطع ہے، دونوں کو قوم کے ہر کہ و مہ سے نیست و نابود کر دیتا ہے، لوگ اپنے اپنے بتوں کو لیکر ان میں مست ہو رہتے ہیں، کسی کو کسی سے کچھ رسم و راہ باقی نہیں رہتی! کوئی مال میں مست، کوئی اولاد میں مگن، کوئی پیر و اولیاء میں مشغول، کسی شخص حاکم، کسی کا حاکم وقت خدا، کسی کو جاہ سے غرض، الغرض کوئی مشترک تعلق، مشترک خوف، مشترک طاقت دونوں کو مشترک حرکت و لیکر ان کو آپس میں متحد نہیں کر سکتی۔ کُلُّ حَرْبٍ بِمَالِكِهِمْ وَفِرْحُونٍ (درم)، کا سماں سب طرف بندھ جاتا ہے۔ اُمت کے اندر ملک ملک میں، شہر شہر میں، محلوں اور گروں میں، قریوں اور مکانوں میں، سنی کہ ایک گھر کے مختلف افراد میں، باپ بیٹوں میں، ماں بیٹیوں میں، ماں باپ بیٹوں میں تفریق و ہٹا کا ایک مشربا ہو جاتا ہے (وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ تَفَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا، کُلُّ حَرْبٍ بِمَالِكِهِمْ وَفِرْحُونٍ (درم)۔)۔ پیروں میں تفریق، طریق عمل میں تفریق، مذہب اور مسلک میں تفریق، افراد و دیار میں تفریق، قوم کی تمام قوتوں کو بیکار کر دیتے ہیں۔ اپنے اپنے بتوں میں مشغول رہنے کے باعث ایک عارضی طمانینت اور فرحت تو فرد افراد ضرور حاصل ہو رہتی ہے مگر قوم کی بیخ و بن یا ایک اقل قلیل مدت میں اس ظلم عظیم کے باعث اکٹھا جاتی ہے! (قَالَ لِقُلْسٍ لَّامِيَةٍ وَهُوَ يَعْطَلُ نَسَمِي لَا تُشْرِكُ لَشَرِّ اللَّهِ إِنَّ السِّرَّ لَظَلَمٌ عَظِيمٌ (درم)۔)۔ انسانی قلوب کے اندر توحید ہی فی الحقیقت وہ محرک اول ہے جو افراد کو مابین ایک اصلی اور ناطق، ایک نام اور قائم اتحاد پیدا کر سکتی ہے۔ یہ نفسانی ابواء و اغراض کے بتوں کو کمبخت کر کے سب کا ایک مشترک خدا کے اذن میں آجانا ہی اتحاد کا صحیح باعث اور توحید کی سچی تفسیر ہے۔ یہی وہ توحید

اور وہ ایمان باللہ ہے جسکا اٹل نتیجہ اس دنیا میں قوت ہو، زور اور بادشاہت ہے، امن اور بقا ہو اللہ دین
اٰمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا اٰيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَوْسُ وَهُمْ مُّقْتَدُونَ (اسلام، یہی سچی اور اصلی، دائم اور قائم
ہدایت ہے! روئے زمین کے تمام خزانے بھی صرف افراد کے جسموں کو چند لمحوں کیلئے جوڑ سکتے ہیں، ان
میں ایک ناقص اور ماضی اتحاد عمل پیدا کر سکتے ہیں مگر دلوں کا تپا اتحاد توحید اور صرف توحید ہی سے قائم ہو سکتا
ہے! دو افراد آپس میں اُس وقت تک صحیح معنوں میں متحد نہیں ہو سکتے جب تک کہ نفسانی اغراض کے متبلی بی بُت
ہیم نہ محو ہو رہے ہوں اور دلوں کے اندر ایک محرک اعلیٰ علما اور صالحانہ قائم ہو گیا ہو۔ جہاں سب بُت
ٹوٹ چکے ہیں اور صرف خدا باقی رہ گیا ہے، وہاں وحدت اور موافقات، مسامتت اور ملاطفت اٹل ہو جس
قوم کے دلوں کا محرک شیطان نہیں رہا، اُسکا مؤلف خدا کی سر ہے، اور اُسکیکا ہر دشمن سے عہدہ برا ہونا اٹل ہے۔
وَالَّذِينَ قُلُوْا يٰٓهٰٓؤُا۟لَہٗٓہٗٓہٗٓہٗٓہٗ لَوْ اَنفَعَتْ مَالِیَ الْاٰلِہٖٓ ذِیْنَہٗ جَمِیْعًا مَّا اَلْفَتَ النَّبِیْنَ قُلُوْہِمْ وَلٰکِنَّ اِلٰہَ اَلْفَ بَیْسَہُمْ
لَاۤیۡلَہٗٓ عِندَہٗ زُحْرَکُمُہٗۚ کَاۡتَمَہُمُ النَّبِیُّ حَسْبُکَ اِلٰہُہٗۚ وَمِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَلْمُؤْمِنِیْنَ (اسلام)۔ جہاں تفرقہ ہے وہاں طلوع
سے تعبہ قطعاً ہے، شرک قطعاً ہے، نہیں بلکہ جو قوم متحد ہے اُسکے افراد کے دلوں میں توحید بلاشبہ
قائم ہے! شیطان کی ملازمت سے علما انکار ہی خدا سے تعبہ کا حسنوی اقرار ہے، اور جس قوم کے
افعال روز و شب اس امر کے شاہد ہیں کہ اُس کا شیطان سے کچھ سروکار نہیں رہا، اُسکو خدا کی عابد نہ سمجھا صرف غفلت
کا ہیرو پیچ رہے۔ خدا کی نظروں میں وہ قوم اسکی کڑی آزمائش میں پوری اتر چکی ہے، شیطان کو علما مسترد کر چکی ہے
اُسکے حلقہ عبودیت میں داخل ہو چکی ہے کیونکہ اُسکے قانون کی معترف ہو، اُسکے حکموں پر عامل ہے، اُس کے
سو اُسی کو الہ نہیں مانتی! یہی اصلی اور سچی توحید ہے! اس کا رگاہ کسبِ عمل میں نہ انسانی سعی و عمل خدا کیلئے
ہے، نہ منہ سے اُس پناہِ عالم کے مُقرِّبن کر اُسکی شان میں اضافہ ہو سکتا ہے، یہاں تو جو کچھ ہے انسان کی اپنی
ہستری کے لیے ہو، اگر اُسکے حکموں کی تعمیل ہو رہی ہے تو یہی ہی بہتری اور خوشحالی کے لئے، اور اگر انکار ہو رہا ہے
تو اپنی ہلاکت کے لیے، اُسکی اپنی ذات کیلئے نہ یہ ہے نہ وہ ہو رہا ہے۔ وَمَنْ حَاوَدَ فَلَا یَکْفُ اِلَّا جَہَنَّمُ لِنَفْسِہٖۤ اَلْمُ

اگر کہیں ہوں، نو حوں اور مشیوں کے باوجود دے رہا ہے، مسجد اقصیٰ کو دے رہا ہے، ہلدین کو دے رہا ہے، بیت الحرام کو دے رہا ہے، روم اور مصر کو، عراق اور عرب کو دے رہا ہے، یہ سب اس لیے کہ قانون پر عمل متصل انہی ابن اللہ والوں کا ہے، حکموں کی تعمیل انہی مسیح کو خدا کہنے والوں کی ہے، بہیم تکلیف ہی اٹھا رہے ہیں، دلوں کی بُت شکنی مہی کر رہے ہیں، شیطان کی عبودیت سے وہی خارج ہیں، نرے مُندے سے کہنے والے مسلمان کچھ کام نہیں کرتے، کچھ پابند قانون نہیں، کچھ عابد خدا نہیں۔ اگر اُس باریک بین اور دقیقہ رس، اُس لطیف و مہذب (رسول) اور حیدر و مہذب (رسول) خدا کے ہتھان واساک، اُسکی جزا و سزا کی یہ توجیہ صحیح ہیں تو اس دُنیا کے اندر کچھ مسلمانوں سے ہو رہا ہے ظلم ہے، جو کچھ نصرانیوں سے ہو رہا ہے استبداد ہے، بے سبب قہر ہے، بلا وجہ جبر ہے۔ ایسے مستبد، جابر اور اعلیٰ اذ بان خدا ظالم خدا سے کیا دور ہے کہ کل کو سوچ کو حکم دے کہ صرف ملک فرنگ پر چڑھ گئے، یا پانی کو کھدے کہ صرف المانیہ میں بہا کرے اور عرب میں جا کر لکڑی کی مانند ٹھوس ہو جائے! إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الشَّيْطَانِيَّ وَالْكَافِرَ النَّاسُ أَنْفُسَهُمْ يَهْدِيْنَ (رسول) پس اس غلیم الشان اور صحیح، اس منظم اور منسق کارخانے کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے کسی اصول کے ماتحت ہو رہا ہے، ظلم اور استبداد، جبر اور قہر سے کچھ نہیں ہوتا۔ ظاہری بُت پرست مگر متحد قومیں اُسکی مطلق اصطلاح میں عابد خدا اس لیے ہیں کہ اُسکے قانون پر عمل کر رہی ہیں، رسمی بُت پرستی کے ماحول مستعد ہیں۔ یہ اتحادی اسوجہ سے ہو کہ دینیوں کے آگے ماتھا ٹیکنا صرف رسمی اور عادی رہ گیا ہے، صدیوں کی آبائی ردیوں کا لقیہ ہے، ابک فعل عبث ہی، ایک بے نتیجہ بات ہے، افواہی اور ملامتی کفر ہے، لیکن اس پتھر سے فی الحقیقت کوئی والہانہ تعلق یا اس میں کوئی تفرقہ انداز تو غل باقی نہیں رہا۔ جو شے قوم میں فی الحقیقت تفرقہ انگیز ہے، وہ لذات اہوا کی پرستش ہے، اولاد کو پوجنا ہے، مال کی عبادت ہی، نفسی اغراض کا پیدا کیا ہوا تجتب و تحسب یہ ہے، وغیرہ وغیرہ ایسی وہ غیر مادی اور مادی بُت ہیں جو بُرے سخت ہیں، جبکو توڑنا پڑا مشکل ہے، پتھر کے بُتوں کو توڑنا یا اُنسے تعلق منقطع کر لینا کوئی بڑی مردانگی نہیں، وہ صرف مجموعہ غریبوں کی توحید ہے، احمد مرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توحید قطعاً نہیں! پتھر کے بُت اسوقت صحیح معنوں میں ہلاکت انگیز

ہو جاتے ہیں جب اُن سے بھی وہی مال و اولاد و لاعنت نہ پیدا ہو گیا ہو، جب اُن کے آگے چند لمحوں تک نہ تھا
 گزرنے کی بجائے جو میں گھسنے کا تہذیب ہو اور ہر گہر اور قسیلے کا بُت جدا ہو لیکن یہ عبودیتِ حق میں پیدا ہوئی ہے
 چند مہینوں یا برسوں سے زیادہ طبعاً نہیں رہ سکی۔ ایک اقل قلیل مدت کے اندر اُن نیہروں سے عبودیت
 مسلمانوں کے آجکل کے حد سے تعلق کی طرح صرف رسمی اور زبانی رہ گئی ہے اور وہ بُت فی الجملہ بے نفع و ضرر ہو گیا ہے۔
 لذات اور اُبتوا باپیر و اولیاء کے اعتقادی نفع و ضرر کے بتوں کا یہ انداز قطعاً نہیں، وہ جب تک سل انسانی اور خدا کا
 بنایا ہوا معلّم الملکوت موجود ہے انسان کے ساتھ لگے رہیں گے، اُسکو اپنی عبادت پر سہم اُکساتے رہیں گے
 جوں جوں انکی عبادت زیادہ ہوتی رہے گی، اُن سے ولوع زیادہ ہوتا رہے گا، سب تگ و دو اُنکے لیے وقف ہونی
 رہے گی، خدا کے حکموں کیلئے کچھ عمل باقی نہ رہے گا، ہر اعضا مست زیرِ کُراں قوم کو تباہ کر ڈینگے! یہی حیوۃ و دنیا
 میں استغراق ہے۔ یہی حیوۃ و دنیا کی وہ متاعِ قلیل ہے جس سے استغنا کرتے رہنا ہر عابدِ خدا قوم کا ستیوہ ہے
 ذَیْنِ لِلنَّاسِ حُبُّ السَّهْوِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنَاتِ وَالْخَمْرِ وَالْمَعْطَرِ وَ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْحَمَلِ الْمُسَوَّمِ
 وَالْأَنْعَامِ وَالْغَرَبِ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا، وَاللّٰهُ عِنْدَ حَسَنِ الْمَنَآئِ رَآئِ عَمَلٍ، جس قوم نے ان بتوں کی
 عبادت کی اُنکی اس دنیا میں مٹی پلید ہے، وہ اپنے حقیقی دشمن شیطان کی عبادت کر رہا ہے جو ان سے عفو و
 مگد کر رہا ہے، ان سے کچا کچا پھرتا ہے، ان سے کنارہ کشی اور معذرت کر رہا ہے، ان صبح جمیل کا چرہ ڈالکر
 اُنکی طرف نظر میں بہرہ کر نہیں دیتا وہی اُس خدا سے بے نیاز سے اجرِ عظیم کا مستحق ہے، لَا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ
 مِنْ اٰذٍ وَّ اِحْكَمُّ وَاَوْكَدُ كَذٰبًا اَلَا اِنَّكُمْ كَاٰخِرُ نَسْرِهِمْ وَاَنْ نَّعْقِبَهُمْ وَاَنْ نَّعْقِبَهُمْ وَاَنْ نَّعْقِبَهُمْ وَاَنْ نَّعْقِبَهُمْ وَاَنْ نَّعْقِبَهُمْ
 وَاَوْكَدُ كَذٰبًا وَاَوْكَدُ كَذٰبًا وَاَوْكَدُ كَذٰبًا وَاَوْكَدُ كَذٰبًا وَاَوْكَدُ كَذٰبًا وَاَوْكَدُ كَذٰبًا وَاَوْكَدُ كَذٰبًا
 جو ان مرادوں کی مرید بن گئی، جسے مال اور مکان، بیٹوں اور بیٹیوں، گھوڑے اور جوڑے، پیر اور کبیر، باغوں
 اور طویلوں کو اپنا معبود بنالیا اُنکی ماقبت قطعاً خراب ہے، اُنکی سب رستیاں ایک نہ ایک ان کٹ جائیں گی، بہتری کا
 کوئی وسیلہ باقی نہ رہے گا، اسدن مرید سے مراد الگ، مطیع سے مطاع جُدا، اور یا من حسرت کے سوا کچھ سامنے نہ ہوگا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ سَجِدَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِذَا دُعِيَ إِلَى اللَّهِ فَيَسْجُدْ لِلَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا اسْقُوا لَكُمْ وَتَوَكَّلُوا
 تَكُونُوا كَذِبُونَ الْعَذَابُ إِنَّ الْعَذَابَ لِلَّهِ كَانَ لَكُمْ لَعْنَةً وَالَّذِينَ آمَنُوا اسْقُوا لَكُمْ وَتَوَكَّلُوا
 وَتَعْلَمَتِ بِهِمُ الْإِنْسَانُ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا الْوَيْلَ لَكُمْ لَمَّا أَتَيْتُمْ مَتَنَزِلًا مِمَّنْ سَاءَ وَاسْتَدْرَكَ لَكُمْ يَوْمَئِذٍ الْإِنْسَانُ
 حَسْرَةً عَلَيْهِمْ وَعَمَلَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ مِنْ النَّارِ رَمَى - حيوة دیا کی عبادت میں جو قوم لگ گئی اسکی عاقبت بہر نوع
 خراب ہے، یہی سچی بت پرستی اور سچا شک ہے، یہی وہ ظلم عظیم ہے جسکی بخشش کی کوئی آس نہیں۔ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا تَعْبُدْ
 إِلَّا شِرْكَ بِهِ وَيَعْرِفُ مَا دُونُ ذَلِكَ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَمَنْ شَرَكَ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ صُلًى كَبِيرًا) - اسی عبادت اور
 لگاوت کا نتیجہ ہمیشہ ہے، دیکھتی ہوئی آگ کے انگارے ہیں: إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَبْوَاعِ
 الدُّنْيَا وَاطْمَأَنَّنُوا بِالَّذِينَ هُمْ عَنْ الْمَسَاعِلِ أَعْمَلُونَ: اُولَئِكَ مَا وَنَمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ (دوسرا)
 جس قوم نے دنیا کے شلے و سباب سے نفرت کی، دیا کے قدموں پر گرتی ہے گی، اسکی زرخیز بونڈی بنی
 رہے گی، جس نے دنیا سے اعتنا پیدا کیا، اسکے ہاتھ سے وراشت زمین کا کل جانا اٹل ہے۔ دیا سے نفرت یا
 کی نعمت کو اپنے پاس بہت رر رکھنے کیلئے ہو، ممکن فی الارض اور سخاوت کیلئے ہے، متحدر کھڑی بننے کیلئے ہو
 سو خدا بنکر عابد خدا بننے کے لیے ہو، عبادی الصلیون (ملائکہ) بنکر وارت زمین بننے کیلئے ہے، یہ اسلئے کہ عجز
 عشوہ گر کمزور اور سست اعضا خاوند کو مستور کر دیتی ہے، قوی اور مضبوط خاوند کو اپنی لو لگا کر کمزور اور کمزور کو ملا
 دیکر پہرے خاوند کے درپے ہے، پس جو قوم حتی الوسع اسکی محنت کی مجرم نہ بنی دیا اور زمین اُسی کی ہے
 خدا اُسی کا ہو، توحید اُسی کی ہے، آخرت اُسی کی ہے، یہاں پر سرسبز جنت اور سرسبز ملک محلات، نہر و شش جو زمین
 جگہوں کن جریں، سونے کے کنگن اور لباس حسبہ اور آگے چلکر لجنہ ہے، لیکن جس قوم کو اس نیا کے اندر خوش
 اسلوبی سے رہنے کی راہ نہ ملی، جس نے توحید کے اس سوہرا راز کو نہ پایا اسکی آخرت بھی خراب ہے، اُسکو بالآخر بھی
 جہنم ہے، جو یہاں پر لندہ مارا اور لذات دنیوی میں مستغرق ہو گیا اسکی آگے چلکر بھی مٹی پیدا ہے وَمَنْ كَانَتْ
 هَذِهِ آتِلَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَتِلَى وَأَصْلُ سَرَّهَا (دسی استل)۔ خوشنودی خدا اور ابتغائے رضوان اللہ کی نعمت

اور صراطِ مستقیم کے حصول کیلئے دھبائیت اور فوجید کا یہ وہ فلسفہِ ظلمی تھا جسکو قرآنِ عظیم نے صدِ سہم تسلیم
ختمِ رسل کی وساطت سے پیش کیا، جسکی حقیقت کو پاکر نسلِ انسانی کا ایک حصہ چند قرون کے اندر نہال ہو گیا۔
جب چکر آسمان و زمین کے دروازے چوہٹ کھل گئے، جسکی تعمیل کر کے اوپر سے رزق برسنے لگا، نیچے سے دودھ
اور تھمد کی نہریں بہوٹ نکلیں، لیکن آج اسی فلسفے کو اس زمانے کے خرقہ پوش صوفیا، اور اپنے زعم میں دلدار شاہ
خانقاہوں کے اندر کلیاں اور ٹھہ اور ٹھہ کر، تسمیوں کے منکوں کو چنچا چنچا کر اور اندرون سے منہ غوں غوں کر کے دنیا کی
اس نعمتِ عظمیٰ پر وہ سیر روی سے لات مار رہے ہیں کہ اُس منہم لم یزل نے بھی ایک چپہ بہر زمین مسلمانوں کے پاس
باقی نہیں رکھی۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَكْثَرُ حُبًّا لِلَّهِ (یعنی) کا غلط تخیل اس قدر نابکار، اس قدر مجنونانہ، اس قدر محکمہ انگیز و سہل
سویانہ، نہیں اس قدر آرام دہ اور ریاکارانہ بنا لیا ہے کہ اُس مالکِ بن و آسمان کے سووائے عشق میں تلوار ناخوش
لیکرو دشمن سے خدائی زمین چھیننے کی بجائے کفنیایاں پہن پہن کر حال کیلئے ہیں، سر کو ہولے سے چنچا چنچا کر دیواروں پر
مارتے ہیں، وجدیں آگر بے ہوش ہو ہو جاتے ہیں۔ بازاری عشق و تغزل کے سب لازماً اس حد تک پیدا
کر لئے ہیں کہ خدا اور اس کے رسول کے پیچھے جیسا سوز غزلیں گاتی جاتی ہیں، کمروں اور گیسوؤں، گالوں اور چون چٹی
کہ شب وصال اور شبِ ہجر والی غزلیں ہیں اور سب بڑھ کر یہ کہ وہ لشکر انگیز، اور آسمان شکن توحید وہ چاہیں ہزار
شہر اور قلعوں کو بارہ برس میں سر کرنے والی توحیدِ علم و نبوت کی سطح سے گر کر ظن و اعتقاد کی تحت الشری
تک اس قدر پونج پکی ہے، خدا کے اولیائے کرام کی شرم و حیا پر یہ پردہ پڑ گیا ہے کہ اسکو بازار کی بھمت فروش
طوائف کسی ذلیل و بے خانہ برانداز ولی کے برابر پر بھی ہوئیں پان کھا کھا کر گارہی ہیں، ہاں یہ سب کچھ شرک کا
ایک بیگیاں منظر ہے، محبتِ نفس کے مکر ہیں، ضعیف ایمان کا تھکا انگیز ریا ہے، یہ اسلئے کہ جہاد بالنیع کے بکر نہیں
رہے، تمنائے موت کے دل نہیں رہے، متحد بن کر رہے کی نفس کشیاں نہیں رہیں، خدا پر یقین نہیں رہا، یومِ آخر
پر ایمان نہیں رہا، جان پیاری ہو گئی ہے، ابک نصب العین، ایک پیش نہاد، ایک قرآن، ایک اُمت، ایک
امیر، ایک رسول، ایک خدا نہیں رہا۔ پس جس قوم کے فعل و عمل میں شرک کا جزو کیسر اس قدر موجود ہو وہ خدا کی

دوستی اور ولایت کا دعویٰ کس منہ سے کر سکتی ہے، اسکو منعم علیہ قوموں کی توحید میں شک کرنے کا کیا حق ہے، اسکو نصرانی کی عبودیت سے انکار کس برتے پر ہے؟ اسکو اس اسلام کا احسان کس شیخی پر ہے؟

وَلَا تَعْبُدُونَ اللَّهَ دِينَ نَبِيِّكُمْ وَلَا اللَّهُ نَعْبُدُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ (نبی آخر الزمان کی صدر اسلام میں لائی ہوئی توحید فی الحقیقت وہ سکوں سوز اور تاب گسل، وہ لرزہ فکس اور شکرت شکن شے تھی، مومن کے لئے اسکا ہر وقت نباہتے رہنا وہ مصدر کسبِ عمل بن گیا تھا، اسکا دلوں کے اندر کیفِ مال وہ مصلح اعمال اور فزائی افعال شے تھا کہ چند لمحوں کے لئے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ بُت کی محبت کو قلب پر حکمران کر لیں نا بھی ایمان کے منافی ہو چکا تھا، انکو ہر لحظہ اور ہر آن اس امر کا خوف تھا کہ ادنیٰ سی عبادت ٹاسوا کر کے مشرکوں کے حلقے میں جا داخل ہونگے۔ انکے دن مسلسل تکلیف اور پیہم اطاعت میں گزرتے تھے، راتوں کو بستر سے پہلو آتش نہ ہوتے تھے، سَتَّافِي حُتُوهُمْ عَنِ الْمَصَاجِدِ يُدْعَوْنَ رَكْعَةً حُكُومًا وَطَمَعًا وَصَلَاتًا رَدَفَهُمْ يَنْفَعُونَ (امت کی بہتری اور وراثت زمین کی طمع میں رو میں کھج کھج کر خلق تک پہنچتی تھیں کچھ مومنوں کو آجاتے تھے، آنکھیں پھر پھر کر رہ جاتی تھیں مگر اس رب امتحان طلب کی خوش دلانہ ملازمت مانتوں بل نہ آتے دبی تھی، إِذْ حَمَاءُ وَكَفَرٌ مِّنْ قَوْمِكُمْ وَهِنًا مُنْقَلَبًا وَنَارُ الْآفِئَةِ نَالَتْ أَفْئِدَتَهُمْ وَالْأَعْيُنُ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لِيَبْلُغُوا أَهْلَ الْبَلَاءِ (امرات)۔ منعم لم بزل کے یہ عہد مل مزدور اور جاگری خدا کے یہ بچے شہداء اور اسی دم مزین اطاعت اور غیر مستزید عبادت کو الجحنت میں داخل ہونے کا واحد ذریعہ سمجھتے: أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُدْخَلُونَ الْجَنَّةَ وَلَمَّا نَأْتِكُمْ مَقَتِلَ الَّذِينَ هَكَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسْتَفْتِهِمُ الْمَاسِيَةِ وَالظُّهْرَ إِذْ دُرُّوا أَوَّاهٍ نَعُولُ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلاَ إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ (رسول مومن کے دنیاوی ممکن کو رضائے خدا کا آخری وسیلہ جانکر دشمن پر غائب اگر رہنا عین ایمان سمجھتے: رَحِمَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ وَوَصَّوْا عَمَهُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ حِزْبُ اللَّهِ الْآلِ إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (عائشہ)۔ قرن اول کے مومن کی توحید کا سچا کیف کسی طوفان زدہ کشتی کے سیکس میکنوں کا وہ کیف خشوع اور اس کے ڈوبتے ہوئے بے سول کا وہ زہر گداز

خضوع و سجود تھا جسکے ہوتے ہوئے دلوں کے اندر کسی ماسوائے اعتنا کا باقی رہیانا طبعاً ناممکن ہے اسکا شرک بھی سبکساران سائل کی ترقی اور نڈری کی پیدا کی ہوئی وہ بگڑی تھی جس کی ایک بہری اور آہستہ متخل شیطان کی دلوں پر حکومت ہر جگہ قائم کر دیتی ہے : **فَاذْكُرْ اِنِّی الْفَلَّاحُ دَعَا اللّٰهُ فُخْلِصِلْنَ لَهُ الدِّیْنُ ۚ فَلَمَّا خَلَّصَتْهُ اِلَى التَّرَاذِ اَهُمُّ لُثْرِ كُوْنٌ ۚ لِّیَكْفُرُوا بِمَا آتٰیہُمْ ۚ وَلَیْسَ لَکُمْ عَلٰیہُمْ سُوْرٌ تَعْلَمُوْنَ ۚ (عسکرت) اگر آج ہی توحید مسلمان کی آرام پسندی اور ہرزہ درانی، کا چوری اور یادہ گوئی کے باعث پتھر کے بتوں سے پرہیز کرنیوالی توحید بن چکی ہے، اگر آج ہر مسلمان نے بلا استثنا اے لا شریک لہ فی شئیگارح کی سوج فرساگر یا دشاگر توحید کو لا شریک لہ فی شئیگارح کی آرام وہ مگر محکوم کن توحید سے بدل دیا ہے، اگر وہ سب کے سب اتنی مقاصد اور کلام خدا کے اندر حیرت انگیز تحریریں پیدا کر کے اپنے نفس کے لئے آسانیاں پیدا کر رہے ہیں اور خدا کو منہ سے ایک ایک بکتے رہنا اپنی زندگی کا منتہائے اہم سمجھتے ہیں تو سمجھتے رہیں لیکن وہ یاد رکھیں کہ خدا بھی وہ خیر الما کرین خدا ہے کہ آج ان سے انکے مکر کا دردناک بدلہ اُنکی پوری امت سے لے رہا ہے، اُن کے گھروں کو اُجاڑ رہا ہے، انکے مرکزوں کو تباہ کر رہا ہے، انکی قوتوں اور فضیلتوں کو آہستہ آہستہ سلب کر کے موت کے گھاٹ اتار رہا ہے، ہاں یہ سب کچھ اُنے چھین چھین کر علی رغم انف اُن لوگوں کو دے رہا ہے جنہوں نے بایاں، بیٹیا، روح القدس النضر خدا کا ایک پورا کتبہ بنا رکھا ہے، جنہوں نے آج تک ایک کلمہ شہادت نہیں پڑا، ایک مسجد نہیں دیکھی، ایک رکعت ہوئے سے ادا نہیں کی، ایک روزہ نہیں رکھا، ایک پیسہ زکوٰۃ میں نہ دیا، ہو کر کھڑے اور رہنے یا نبی آخر الزمان اور قرآن کا نام تک نہیں سنا، ہاں لیکن خدائے عادل کے ہاں سے تباہی کا فرمان خسروی ہی قوم کے حق میں نافذ ہوتا ہے جو اُسکے ساتھ مکر کر رہی ہے جو اُسکے حکموں کو عملاً اور معاً جھٹلا رہی ہے جو اُسکے اُسکو ایک ایک کھڑے عملاً اُسکو دس ہزار ثبات کر رہی ہے، عادل اور دقیقہ رس، اللطیف (ہمام اور الخیر (ہمام) خدا صرف نیتوں اور اعمالِ سلوب کو دیکھتا ہے : **لَا تُؤْتِیْہِ اللّٰهُ بِالْعَیْبِ اَنَّمَا تُؤْتِیْہِ لَکِنْ تُوَ اِحْدَیْ کُمْ بِمَا کَسَبَتْ فَاَلُوْا بِکُمْ ذُرِّہٖ ۚ** لوگوں کے لغو اقوال اور یہودہ اعتقادات کو کچھ نہیں دیکھتا، اُسکی تمام تر توجہ اسی بات**

خوش کرنے کے لئے اپنی محبوب ترین شے دیدینا کچھ مشکل نہیں، اسکی نگاہ میں اپنی محبت کی تصدیق کیلئے اس سے بہتر کوئی سند نہیں، لَنْ تَنَالُوا اللَّهَ بِمَنْحَىٰ مَعْرِضٍ اِمَّا بِالْحَثِّ وَالْعُقُوبَةِ، اہاں جس قوم نے توحید کو اس طرح پر یقین کر لیا، جس نے ہر بت شکنی کو خدا سے بیشال کی سچی عبادت سمجھا اپنے دل کے اندر ایک غیر منقطع اجر کی ڈھارس باندھ لی، اُسکے لئے اپنی قوم کی بہتری کی خاطر ہجرت وطن کچھ شے نہیں، ترک اولاد کچھ شے نہیں، ترک اقربا، ترک متاع، ترک فان و بقاء کچھ شے نہیں، اُسکی نظروں میں یہ سب فوری تکلیف ایک لازوال اور غیر منقطع امن کا پیش خم ہیں، ایک قائم اور دائم حکومت، ایک محبت خدا کی مواصلہ دار باش کی تمہید ہیں، بِمَنْحَىٰ كَثُورًا اَمْوَالًا وَبَنِينَ (دع) کا مقدمہ پیش ہیں، ایک نقد و کیر اُس وق الوق خدا سے دس ادا کر لینے کی تیاریاں ہیں اہاں جو اُمت اس توحید پر اس پنج سے چل رہی ہے، اُسکے لئے اپنی سچی دلی میں استقامت اور نتائج کے رو سے خدا پر توکل ناگزیر ہے، اُسکے افراد میں ایمان بِالْآخِرَةِ کا موجود ہونا قطعی ہے، اُس میں علو حِشْلَاق کی قدوسی بزرگیوں کا قائم رہنا قطعی ہے۔ روزِ معاملات میں مسامت، عدل، ایفائے عہد، رحم، نیکو کاری، پاکدامنی، حیا، دیانت، وغیرہ وغیرہ نفس امارت کے سب مکارم حِشْلَاق کا موجود رہنا جو بھی خدا ترسی اور خدا شناسی کے باعث قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں اُٹل ہے۔ نہیں بلکہ اُس قوم میں زمین و آسمان کی اس ناپید کنارت کوین کے گوشے گوشے کا علم حاصل کر کے اپنے دوام و بقا کے لئے قانون خدا اور امر رب العالین کا پتہ لگاتے رہنا، اُسکی مشیت کی صحیح مرک لگانا، اُسکے بلا و سبوتا میں آیات خدا کی تلاش کرنا، سمع و بصر کا صحیح استعمال کر کے اُسکی سچی معرفت میں لگے رہنا نہ صرف عین اسلام اور عین ایمان بلکہ عین توحید ہے، جس قوم کے اندر توحید کے یہ عظیم الشان اعمال بدھ قائم ہیں، جیسے افراد میں توحید فی العمل، وحدت امت، اطاعت امیر، جہاد بالمال، جہاد بالسیف والانس، ہجرت، استقامت فی السعی مع الشکل فی النتائج، علم، مکارم حِشْلَاق ایمان بِالْآخِرَةِ کے دس عظیم الشان اصول علما اور اصالتا موجود ہیں، اُس کا ازمینا میں ہمیشہ تک بادشاہ زمین رہنا، جنات زمین میں شملن رہنا، قائم و دائم رہنا، منظور خدا رہنا، منعم علیہ رہنا، ایک طے شدہ امر ہے اجتہاد کے میں

آسمان قائم ہیں اس اُمت کو کیسی طرف سے کوئی آسیب قطعاً نہیں پہنچ سکتا، اسکی زندگی اس دنیا میں قطعاً محفوظ
 خطر ہے اور یوم آخرت کو الجنت کی نعمت عظمیٰ کا وارث بنکر ابد الابد تک آرام پانا اُسکا حصہ ہے، وَقَالُوا
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْدَتْنَا آلَ اَرْضٍ مِّنْهُنَّ اِلٰهًا لِّمَن لَّهِنَّ الْجَنَّةُ حَتّٰی مَسَاءً ۚ فَيَقُمُ اَحَدُ الْعِبَادِیْنَ رُحْمًا۔

یہ وہ دس عظیم الشان اصول ہیں جن پر میری دانت میں نبی آخر الزمان کے لئے میرے اسلام کی تمام نئی
 ہے۔ کلمہ شہادت، صوم، صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ سب سلامی شعائر جو اہل اربکان اسلام سمجھے جاتے ہیں انہی دس
 ماخوذ اور انہی دس میں شامل ہیں۔ کلمہ شہادت صرف توحید کا ایک رسمی اظہار ہے، صوم صرف جہاد نفس کا
 ایک ادنیٰ منظر ہے، الصلوٰۃ صرف طاعت امیر اور وحدت اُمت ہے، الحج صرف حدت اُمت اور جہاد نفس ہے، الزکوٰۃ
 صرف جہاد مال ہے۔ یہ سب کے سب اس اسلام کے صرف ظواہر اور شعار ہیں لیکن اصل دین اسلام ہی دس اصول میں
 یہی عشرہ مبشرہ دین فطرت ہی، یہی فطرۃ اللہ الّٰہی فطرۃ الناس علیہا ہم ہی وہ لامحہ عمل ہے جس پر کلہر قوم آرام پا رہی،
 مستکن فی الارض ہے، صورت زمین ہے جس سے اہل زہرہ قومیں اکثرنا آشنا ہیں، اِنَّ الَّذِیْنَ اَلْفَمُوا لَکَ الْکُتُبَ الْاُولٰٓئِکَ
 لَا یَعْلَمُوْنَ (روم)۔ یہی وہ علم ہے جس کے نتائج ان انگلوں کے سامنے نظر آ رہے ہیں، وہ سمع و بصر کی شہادت ہو جس پر
 دنیا طوقا کرنا متفق ہے، وہ علم جلیل ہے جو سب انبیائے کرام بلا استثنائے احد سے آسمان سے لائے، وہ عہدِ نبوی
 ہے جو بنی اسرائیل سے قائم ہوا تھا جو نسیان کا انسان سے بار کیا گیا، جو نوح اور ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ اور باقی سب
 انبیائے عظام لائے، شَرَعَ لِّلْکَافِرِیْنَ مَا وَشَّوْاْ بِہٖ وَجَعَلَ الَّذِیْ اَوْحٰی اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖ اِزْہِیْمًا وَمُؤْمِنِیْ وَجَعَلْنَا لَکَ الْاٰیٰتِ
 الَّذِیْنَ کَا سَمْعًا فَاٰیٰتِہٖ لَکَ عَلٰی الشُّرَکَیِّ مَا لَمْ یَعْنُہُمْ اِلٰہُہٗمُ اَللّٰہُ یُحْیِیہُ لِّلْاَوَّلِیْنَ لَقَدْ اَوْفٰی عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ رُسُوْلُہٗ جَمِیْعًا
 اور طاغوت پرست قوم پر طبعاً گراں گندہ ہو، جسکی طرف ہر موجد اور خدا پرست قوم لپک کر پہنچتی ہو، جو گیت کا واحد
 ہو، کرشن کا واحد پیغام ہے، یہی وہ عشرہ مبشرہ ہے جسکا ایک جزو قلیل (جہاد بالسیف) مختصر کا دائمی مذہب ہے، جسکے
 ایک حصہ صغریٰ (ستقامت فی اسی) پر شہد کی گتھی رضا فریش سے چل رہی ہے، جسکے اصل اصول (توحید) پر پنجم و ششم
 چلے جا رہے ہیں، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَلَّمَہٗمُ الْقُرْآنَ، جسکی پنج و نیا د (اتحاد) پر ہر جوہر قائم ہیں، جسکی اساس مشترک پر دنیا آباد ہے،

جو باعث تقویم کائنات اور بنیاد نگین، جہاں ہوا جس قوم نے اس میں خلیفہ منہ مورا، جسے وحدت اور طاعت
امیر قتال بالسیف اور جہاد بالمال، ہتھقاتہ فی السی اور ترک لذات (ہجرت)، معرفت خدا (علم) اور ایمان بالآخرۃ، حکام
اخلاق اور توحید فی العمل کو اپنا واحد اور ربی شعار نہیں بنایا، ہاں جس قوم نے لَوْ كَانَتْ حَيَاةُ الْهَلَاةِ إِلَّا اللَّهُ كَسَدًا رَاسِدًا کی
لاہوتی اور عالم آراہت کو نہ سمجھ کر اپنے اندر ایک غیر منقطع امن کی صورت قائم نہیں کی، اُسکی اس دنیا میں مٹی پلید ہی زمین
آسمان کا یہ تنظیم مضبوط، یہ بے بدل اور مضبوط کارخانہ اُسکی دہتیاں اگر گریگا اور اقل قلیل مدت میں وہ قوم صفہ زمین سے
حک کر دی جائیگی۔ فاطر زمین آسمان کی نگاہ میں ہی قوم طالع ہے جس نے اپنے افراد میں تفرقہ ڈالا، متعلق ہی ہو تجارت
واحدہ بنکر بیٹھی، مومن وہی ہے جسے سک پھانڈیا، کافر وہی ہے جو سبک پھر گئی، فاسق وہی ہے جسے اپنی
حفاظت نہ کی، عابد وہی ہے جو وارث زمین بنی، صلح وہی ہے جو خوف خطر ہو گئی، دین الیقین و اصلہ فلا
خوف علیہم ولا ھم یخزئون (روٹ)۔ قرآن حکیم کا دستور العمل اول سے آخر تک رنجی تح و شکست، اسی جماعی طاقت اور
کا ایک مکمل اور مفصل، ایک ناقابل بدل اور اصل موقع ہے اور جینک سعی و عمل کا بہ کار گاہ اکر قائم ہو اس آسمان زمین کے چوتھے
ہونے ہی قانون نافذ رہیگا۔

قانون خدا کا یہ عشرہ مبشرہ دین اسلام کا جزو لاینفک اس قدر ہے کہ قرآن حکیم کے طول عرض میں جہاں جہاں ان
کَلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ کی شرط ہے وہیں ان دس اصولوں میں سے کوئی نہ کوئی اصل قطعاً موجود ہے (اقتنا حجتہ کتاب صفحہ ۹۱۸) جہاں
انقلائے خدا کے الٰہی مفہوم کی تشریح ہے وہیں ان دس میں سے ایک ایک اصل شرط لاینفک ہے (اقتنا حجتہ کتاب صفحہ ۹۱۸)
جہاں صراط مستقیم کی توضیح کر دی وہیں یہ دس بطور حکم ناطق کے ہیں (اقتنا حجتہ کتاب صفحہ ۱۲۸-۱۲۹) جہاں کفر
کی الٰہی تفسیر ہے وہیں ان دس میں سے کسی ایک سے علاوہ عرض ہو، (اقتنا حجتہ کتاب صفحہ ۱۲۹) جہاں شرک کا قطعی حکم لکھا گیا ہے،
وہیں اس کا کوہ توحید سے عملی تناقض ہو (اقتنا حجتہ کتاب صفحہ ۱۲۹) جہاں اَمِنُوا وَتَمَلَّکُوا الصُّلَحَاتِ کی کوئی شش بیان
کر دی ہو وہیں ان دس کا کچھ نہ کچھ حصہ ہے، جہاں راشت زمین کی جزائش کر دی ہے وہیں یہ بطور شرط کے موجود ہیں جہاں
الجنتۃ کی شرط لکھی ہے وہاں یہ بطور لاینفک جزا کے قائم ہیں، جہاں جہنم کی سزا عائد ہو رہی ہے وہاں ان دس

تہدید پیش کر دیئے ہیں۔ اصل کتاب کو شروع کرتے وقت مجھے اس تحریر یا استدلال مفتاحیہ کہنے کا گمان تک تھا، مگر خیال
تھا کہ قانون خدا کی طرف سے جس جلدات کے طول و طویل مباحث کے بعد بتدریج تمام رہنمائی ہو، کسی شخص یا گروہ کے عقائد و
جذبات کو بیک وقت کم سے کم ٹھیس لگے اور جب تک تحت دلیل کے ہم تقاطر سے دلوں کی زمینیں قطعاً نرم نہ ہو جائیں
اور قرآن حکیم کی ایک ایک آیت اور لفظ کے متعلق کئی پہلوؤں سے نقد و نظر کر کے کوئی خطی اور آخری، ناقابل رد و انزال
تقریر فیصلہ نہ ہو جائے کلام الہی کا تمام لائحہ عمل ظاہر نہ کیا جائے۔ اس امر کو پیش نظر رکھ کر میں نے قریباً چھ جلدات کا سو
دو سال کے اندر اندر ختم کر دیا۔ اس میں یہ التزام کیا کہ تمام کتاب و دل سے آخر تک کلام الہی کے مطالب و مقاصد کی ایک
سلسلہ اور مربوط کمانی ہو، اس دہستان میں صرف قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے بیشال عروج کا راز کو لدنیا پیش نظر نہ
عہد حاضر کے مسلمانوں کے انحطاط کی تہ کو پونچھ کر اسکی وجوہات کا کوج لگایا جائے، سب سے پہلے قرآن حکیم کے اپنے
متعلق نفس عادی کو دیکھا جائے، پھر ان دعائی کی تصدیق کی تلاش ہو، پھر نفس اسلام کے ہر شعبہ عمل پر عمل حیش
ہوں، اسکے قانون کی کتب و ماہیت اور الہی اور امر و نہی کی منطق کی طرف توجہ ہو، اور انہی مباحث کے ضمن میں آیات
الہی کے صحیح مطالب کی تمہین کر دی جائے۔ آیات الہی کی توضیح اس ترتیب سے ہو کہ ہر آیت کے مطالب کا انحصار حتی الوسع
پہلے تصدیق شدہ مطالب کی بنا پر ہو، کوئی آیت حتی الامکان ایسی نہ پیش کی جائے جسکی مصطلحات کی تمہین اس ترتیب کی
آیات میں نہ ہو چکی ہو۔ گویا سب اگلے اور پانے خیالات کو یک طرفہ کر کے اور قرآن کے متعلق خالی الذہن ہو کر
اسکو از سر نو پڑھا جائے اور جوں جوں آیات الہی پیش ہوتی جائیں، مذہب کی ماہیت کا نقطہ خود بخود ہوں پیش آتا
رہے۔ یہ التزام اصل کتاب کی تمام تحریر میں جوتن میں ہو قائم ہے اور حتی الوسع قائم رہے گا۔ حواشی کتاب میں جو بعد میں
فرمایش پروردہ نہایت اصرار سے لکھے گئے یہ التزام ہر جگہ قائم نہ رہ سکا اور نہ اسکا رکھ سکا ممکن تھا لیکن اسلام کی پُر آشوب حالت
اور طباعت کی عید مشکلات نے اس ترجیح کے خیال کو بدل دیا اور جب تن مجلدات کا بیک وقت جوتن کر دینا مستحضر نظر آیا
تو خیال ہوا کہ تہدید کے طور پر جو کچھ کہنا ہے بخوف و خطر کہہ دیا جائے۔ جب ایک شوق حقیقت ہو تو اسکا چھپانا یا اسکو
روک روک کر ظاہر کرنا بھی اصل مطلب کو خطر کرنا ہی۔ دلیل کے انتظار میں یا مخالفت کے خوف سے ایک عالم را حقیقت کے

اعلان کو ملتوی کر دینا شیوہ مردانگی نہیں۔ بلکہ آفتاب کی دہل آفتاب کے سوا اور کچھ شے نہیں! جو شخص منطقی ہے اسکو کسی طول طویل تخریب کی ہول بہلیوں میں لیا کر منوانا جنت ہے، جسکی نگاہ کمزور ہو اسکو آہستہ آہستہ آفتاب کی کھلا کیلئے سب کے واسطے اندھیرا کر دینا کچھ ضروری نہیں۔ اگرچہ کچھ میں نے کہنا ہی میری نگاہوں میں حقیقت ہی، صدق بیسٹ اور واقع الامر ہی، زمین آسمان کا ایک اور اٹل، دائم اور قائم قانون ہے، اگر یہ سب کچھ آج ان انکھوں کے سامنے ہو رہا ہے اسکی تصدیق ہے، جو ہر چکا اسکی ایک ناطق اور فیصلہ کن سند ہے، جو ہر کر سہیگا اسکی مہر بن دلی ہے تو اس حقیقت کا جقدر جلد بہانہ ڈال اعلان کر دیا جائے اچھا ہی۔ جقدر جلد اسکے مخالف یا موافق پیدا ہو جائیں بہتر ہے۔ علم کے اعلان کیلئے کسی لمبی چوڑی دلیل کی ضرورت نہیں، وہ بذاتِ خود ایک مہر بن شے ہو اور دین کو بین کرنے کی سعی کرنا مسلسل اسکے سچ ہونے میں شکوک پیدا کرنا ہے۔ خود قرآن حکیم جب نازل ہوا علم تھا، ایک دشمن اور دین حقیقت تھا لیکن جب آیا بن دلیل آیا، اس بن دلیل علم اور صدق بیسٹ نے سعی و عمل کی آگ اسلئے لگا دی کہ اس حقیقت کو تسلیم کر کے اسلئے دلیل کی ضرورت نہ ہی تھی، اس آفتاب کے آفتاب ثابت کر نیکی حاجت نہ باقی تھی۔ جب قرآن علم نہ رہا اور منطق و اعتقاد کی ادنیٰ سطح پر گر گیا اسیدن سے دلیلیں شروع ہوئیں، اسیدن سے لوگوں نے تفسیر تشریح کے طواریاں بنا دیں ہر کرم ناکس نے اسکو سچ ثابت کرنا اپنا شعار بنالیا، اسکا نتیجہ یہی ہوا کہ استدلال کے باوجود قرآن پر علم بن کا، منطقی منطق کے پاسے چھین سخت بے تمکین ہی ہے، سعی و عمل پہر پیدا نہ ہو سکا پس اگر آئندہ اور ذائق کے اندر منطق اور دلیل کا ایک بے پایاں دیباغہ و ٹکنت سے برہا ہو تو اس دیباغے کے اندر اس دنیا کا آبدار موتی اور گوہر غلطاں موجود ہے اگر اس مفصل کے اندر دلیل اور برہان کی متانت قائم ہے تو دیباغے اور افتتاحتے کے محمولوں میں علم کا ٹھکانہ استیلا اور حقیقت کا بے نیازانہ اختصار ہے جس سے دھری یا اگر مجبوشی سے اس کتاب کا عالم اسلام میں استقبال ہو گا مجھے اس سے سوکار نہیں، میں نے اپنی طرف علم اور منطق دونوں پیش کر دیئے ہیں، اجمال اور تفصیل دونوں یکجا کر دیئے جس نے اس اجمال سے کچھ حاصل نہیں کیا اسکے لئے دلیل اور تفصیل آگے آرہی ہے، جسے تفصیل کو دیکھ کر کچھ نہیں سمجھا اسکے لئے اجمال حاضر ہے۔ اسلام کی اہمیت کے متعلق جو کچھ میں نے کہا اور کہنا ہی میری نگاہوں میں

حقیقت ہو فی الجملہ اس حیثیت مجموعی حقیقت ہو۔ پس اس امر کے متعلق کسی حسی سچ میں پڑنا میری نظروں میں عیب نہ
 میں اسلام کے اندر اس کی اس کتاب میں نام ملتا ہے کوئی یا فرقہ پیدا کرنا نہیں چاہتا، نہ معترض سے مخالفانہ رویہ اختیار کر کے
 مجھے اپنا اعلان مقصود ہے، پس مجھے اس سیر کے موید سے اعتنا ہے نہ مخالف سے نہ کار اگر تمام عالم اسلام بیک آواز
 اسکا مؤید بن کر اس پر عامل ہو گیا تو میں سمجھوں گا کہ میرا مقصود حل ہو گیا۔ اور اگر نہیں تو خیر میری افطیبت ہی کی بحث میں پڑا
 یا ایک گروہ کی آمادگی عمل پر خوش ہو جائے نامیرے نزدیک طائل ہے۔ مسلمانان عالم دین اسلام کی اس تبیین سے بچاں
 یا سو برس تک اٹھ اٹھاری ہوں، لیکن جب تک شدید العقاب خدا کا منتقامہ عذاب اس طرح پر نازل نہیں ہوگا کہ موت کے
 علمبرار خدائی جلاوسینوں پر چڑھ چڑھ کر اُمت کا کلا گونٹ رہے ہونگے اور فنا کی لازوال حقیقت میں سامنے
 آ حاضر ہوگی تب تک اس کتاب کے مقصود کی طرف ہم تنہا رجوع ہو جانے کی امید عمت ہو۔ ابھی تک جو کچھ ہو ضرر
 فاقہ مستی اور بے آبروئی کے نشے ہیں، فتح و شکست کے قمار خانے میں پاک بازی کی اگر ہے، ملائی تجربہ بجاتا
 کا پیدا کیا ہوا استغنا ہے، لسان درس کی خوش طبعی یا ماعندہم میں العلم (دور) کی فرحت ہو لیکن جسدن موت
 نے چپکے سے اسلام دیا اُسدن یہ اگر سب بھجائے گی، یہ غفلت کے نشے سب بہر ہو جائینگے، یہ کبر و منی کے سحر
 سب باطل ہو جائینگے فَكُلُوا زَادَ الْغَلَبَ الْغَلْفُومَ وَأَنْتُمْ حَتَّىٰ مَطْرُوفٍ وَلَاحِقَ الْفُلُوكَ وَمَنْكَرٌ وَلَكِنَّ الْأَمْثِرُونَ
 (دوہ)۔ ہاں اُسدن اس تحریر کی طرف پھر رجوع ہوگا، اسکے اوراق کو طاق نہیاں سے اٹھا کر پھر پڑھنا شروع کر دیں گے
 اسکی توجید کو پا کر آتش پکار اٹھیں گے، قرآن کو اٹھا اٹھا کر حسبنا کہہ دینگے، غیظ و اسف سے اٹھیاں کٹ کاٹ کر
 جائینگے، فرش سے عرش تک ایک چنچ پکار پیدا ہو جائے گی، آہ لیکن وہ وقت توبہ اور عمل کا نہیں ہوگا، قضا اور
 اجل کا ہوگا۔ موتِ بلاکت کا ہوگا، ناسخِ مخلوقِ حدیث کا ہوگا، هَلْ مِنْ قُرْآنٍ كَ الَّذِي كُنْتُمْ تُسْمِعُونَ کے نعرے ہوگا، جہنم کے شعلے
 شعلوں کا ہوگا، آہوں کے گڑبڑ کا ہوگا، اُس اُسے اور آخری وقت میں اس حید، اس اسلام اس ایمان کی طرف رجوع کرنا عیب
 فَلَمَّا دَاوَا نَاسًا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ حَقًّا وَكُفِّرْنَا بِمَا كُنَّا بِلَهُ مُشْرِكِينَ۔ فَلَمَّا رَأَيْنَا أَنْ نَحْنُ مُمْتَلِئُونَ مِنْهُمْ تَفَكَّرُوا نَحْنُ أَوْلَىٰ بِاللَّهِ مِنْهُمْ فَانْصَرَفُوا

میں نے یہ سب
 لکھا ہے کہ
 میں نے یہ سب
 لکھا ہے کہ

حَلَّتْ فِي عَمَادَةٍ وَخَيْرٌ هَذَا الْكَعْبُورُ (دور)

امرت ہم
 الامت الامت الامت



أَحْمَدُ لِلَّهِ الَّذِي أُنزِلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا ۖ وَفِي السِّدْرِ بِأَسَاسٍ بَدَائِمٍ
لِّدَنِّهِ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ۖ (۲۰۱-۲۰۲)
وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَوْمٍ لَّهُمْ نَذِيرٌ مَعْنَسَاهُمْ ۖ فَبَلَكَ مَسْكِدَهُمْ لَمْ يَسْكُرْ مِنْ نَعْمِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۚ وَكُنَّا
مِنْ أَوْدِيَّتِهِ ۖ وَمَا كَانَ رِزْقُكَ مُهْلِكًا لِقُرَى حَتَّى سَعَى فِي أَهْلِهَا رَسُولًا تُغَالِبُ فِيهِ الْإِنْبَاءَ ۖ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي
الْقُرَى (الْأَوَّلُ) طَلَبُوا ۖ (۲۸-۵۸-۵۹)

مسلمانانِ عالم گذشتہ دو صدیوں سے ایک مسلسل انحطاط کے گرداب میں مبتلا ہیں۔ اس تزلزل کی
سرعت، اور مہبوط کی تیز رفتاری جس قدر خوفناک ہے اسی قدر وہ عام جمہور اور فقدانِ حس و درواغہ بزرگ جو مسلمانوں کو
کامل طمانینت اور سکونِ دل کے ساتھ قطعی ہلاکت اور قسیمی موت کی طرف ایجا رہا ہے۔ ملت کے ہر فرد
میں وہ قوائے ظاہری و باطنی جو تمدن کی جان، اور عمران کی روح روان ہیں مفقود ہو چکے ہیں۔ وہ جذباتِ انہی
جن کی زندگی دنیا و اقوام کو کھپکا دیتی ہے نرم پڑ چکے ہیں۔ قوم کا ایک ایک متغیر نفسِ سرادی اور اجتماعی حیثیت سے
بیکار ہو گیا ہے۔ حیاتِ دینی کا اہم اور مفید ترجمہ زائل، اور تہذیب و ادب کی تحصیل میں مسلمانوں کا قتل

ضرب المثل ہو گیا۔ یہ قوت ارادی اور قدرت اقدام عمل تنظیم نامت اور تقسیم کار، قوائے مائدہ یا اتار، و تمرکز، استقلال اور استمداد باہمی کا دستور العمل، مطابعت و انقیاد کا جذبہ مشترک، اور سیادت و قیادت کا ملکہ سلیم، جن کے التزام کے بغیر اقوام کیا انسان اور بھی چھوٹے سے چھوٹا کام یا تکمیل کو نہیں پونچھا سکتے، جس جذبہ عمل کلمات رہ گئے ہیں جو حقیقت سے بے بہرہ، اور معافی سے نا آشنا ہیں۔ اس حالت میں تعجب نہیں اگر حصول مُراد کی ہر کوشش میں مسلمانوں کو بالآخر ماکامی کا سامنا ہوتا ہو، ہر تدبیر جو وہ اپنی بہتری کی اُمید میں عمل میں لائیں نامرادی سے بدل جاتی ہو، ذہنی انتشار، اور جماعتی تفریق و اشتات کا ہولناک عفریت اُن کی قوت عمل کو بے اثر کر دیتا ہو، اور سرمایہ نصیبی اس کے کمزور حشلاق پر غلبہ پا کر اُن کے جذبہ ایمان کو کچل دیتی ہو۔

میں ایک مدت سے اس دردناک نظارے کو باکراہ تمام دیکھ رہا ہوں۔ گزشتہ سو سال کے تاریخی شواہد، اور سیاسی نامہ اعمال کی سوج فرسا سرگزشت نے ثابت کر دیا ہے کہ اُمت حاضرہ اب اخلاقی تنزل کے اُن انتہائی درجے تک پہنچ چکی ہے جہاں اُن کا کوئی فعل، کوئی طریق عمل، روئے زمین کے کسی حصے پر صلاحیت سے تکمیل کو نہیں پونچتا۔ اگر نظام عمل کے ماتم تمدان کے باوجود، بالخصوص کسی فرد یا جماعت کو ایک طریقہ کار کی طرف جانے کی توفیق عطا ہوئی ہے تو پیشتر اس کے کوئی مفید نتیجہ نکلے، مخالف اثرات اور تشتت کے ہلاکت آئسین جراثیم نے اُس جماعت کی انتظامی قوت کو اندر ہی اندر سلب کر دیا ہے! قوم کی جس تحریک کی طرف دیکھو یہی حال ہے۔ گزشتہ قرن کے اندر ترکوں کی سب سے اہم ملکی تحریک، جو ایک نقطہ نظر سے منظم، اور ایک مقتدر وزیر عظم (مدحت پاشا) کے سیاسی تختیل کا نتیجہ تھی، دستوری حکومت کے اصول کی سٹی سالہ تبلیغ اور بالآخر اس کا انعقاد ہے۔ مگر یہ ابک کھلی حقیقت ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی، چند لمحوں کے لیے بھی یورپ کی اس عجیب و غریب صنعت کی 'حنات جاریہ' اور 'برکات لامتناہیہ' سے بہرہ اندوز نہ ہو سکی، اور ترکوں کی سلطنت کے لیے اس کا رسمی نفاذ بالآخر اعلان شکست ثابت ہوا!

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی

ہیولا برق حسن کا ہے خون گرم دہقان کا

تاریخ کے صفحات خونیں کو اور اُلٹ دیجئے، یہی رنگ نظر آئے گا۔ سوڈان میں مہدی کا ہولناک سہوج مصر میں محمد عبده کی نیم سیاسی تبلیغ، ہندوستان میں ہنگامہ عذر، جنگ بلقان کا المناک حشر، ایران میں مجلس شوریٰ کے انعقاد وغیرہ وغیرہ۔ سب کے سب اہم اور ہمہ گیر انقلابات تھے، لیکن اگر یہ اموانِ نظر ان کے سقوط کے اصلی اسباب کی جھان بین کی جائے تو ہر امرادی اور فساد کی تہ میں عدم نظامِ عمل اور وسائل کی پاس انگیزی، استقلال کا فقدان اور ذہنی طوائفِ ملوکی، حدودِ جد کا تشمت اور غلط اندازہ کار، آرا کا ہولناک تفرقہ اور قوتوں کا الماسک انتشار، ایک ہلاکت آفریں تجویز کی صورت میں نظر آئے گا۔ کم و بیش یہی صورت قوم کے ادنیٰ مسائل کی ہے۔ کوئی ملکی تحریک یا مقامی تجویز، اجتماعی انجمن یا سیاسی مجلس، خیراتی مصرف یا تجارتی شرکت، علمی مشغلہ یا انتظامی سلسلہ، ایسا نہیں جو مسلمانوں کی مختصر پسندانہ کارفرمائی سے ایک اقلِ قلیل مدت میں کالعدم نہ ہو گیا ہو!

بچوں سپنڈش تو اے مختصر پسندا

دردِ نالہ تمام کُفرِ ماجرا نزل

مگر فی الحقیقت جو حوادثِ دنیا نے اسلام پر اس چودھویں صدی کے آغاز میں رونما ہو رہے ہیں ان کی مثالِ اسلام کی گذشتہ ہزار سالہ تاریخ کا تاریک سے تاریک صفحہ بھی پیش نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر صدیوں کی مُزمن بیماری نے مریض کے ہر عضو کو مضمحل، اور ہر جوڑ کو درو آمو کر دیا ہے۔ اعضاء کی پیہم شکست، اور طاقت کے مسلسل زوال نے دفعۂ خوفناک علامات پیدا کر دی ہیں۔ دل، دماغ، اور جگر، سب کے سب مرض کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔ سلامتی اور بقا کی چند آخری گھڑیاں ہلاکت اور فنا کے مہیب دیو سے قطعی اور فصیح کن مجادلہ کرنے کو ہیں۔ حیاتِ مستعار کے چند عارضی لمحات عدم کی سبکدوشی اور ابدیت کے محیط میں پیوست ہونے کو ہیں! اگر محیث

اثرات کے دباؤ نے ایک غیر مانوس صورت نمایاں کر دی ہے جو ہٹ کر رہ گئی! دین اسلام کے عالم آرا تعمیرِ نبیؐ فلسفے کا یہی وہ بنیادی پتھر ہے جس نے اُس کے قیام و استحکام کا ذمہ ابتدائے آفرینش سے لیا اور جو آج تیرہ سو سال کے مصائب و نوائبِ عالم کے باوجود اسکی حیات کو قطعی، اور اسکے قانون کو لازمی اور ابدی قرار دیتا ہے۔ صانعِ قدرت نے اس صلیبت کا انکشاف فطرت کے ہر اصول اور ہر طرزِ عمل میں کیا ہے، جب تک صداقت صدق ہے، اُس کا غلبہ، جہاں کہیں وہ ہو، یا جس پیرایہ میں ظاہر ہو، ناگزیر اور اٹل ہے۔ اگر دنیا میں کذب و دریا، مکر و تلبیس، ظلم و خدع کے لانا تھا فساد انگیز اثرات کے باوجود فطرت کے اصول قائم، اور قانونِ خدا کی حکومت مسلط ہے تو اس کا اصلی راز یہی ہے، اگر ہو تو ہوس کی چند روزہ گرم بازاری، اور خواہشاتِ مغلی کی عارضی زحار و ی کے باوجود سطحِ زمین اب تک بحیثیت مجموعی جاوہِ اعتدال سے منحرف نہیں ہوئی تو اس کا حقیقی باعث یہی ہے۔ مطلق اور فاسد ہستی کے تصادم کا ایک مستقل حقیقت پر اثر جینے بتل اُس پتھر کے نقش کے ہر جو ایک آتھامہ سمند کی سطح پر پھینکنے سے خفیف متوجہ چند لہجوں کے لیے پیدا کر دیتا ہے، مگر اپنی ہستی کا ابد الابد کے لیے کالعدم کر دیتا ہے!

فروغِ شعلہ جس یک نفس ہے

ہوس کو پاس ناموس و فاکیا

اسلام کا زہر اثر آج اگر اس قلیلِ مدت کے بعد، فی الحقیقت نابود ہو گیا ہے تو دو صورتیں ہیں، کائناتِ قدرت کا مسئلہ قیام نیز ختم ہے، فطرت کی عظیم الشان تعمیر کا نظم و نسق بھی اپنی بنیاد سے ہٹ چکا ہے، کیفیات کے طلوع و غروب کی عمر بھی پوری ہونے کو ہے، اجسام کا جذب و اتصال، اجزاء کا مزج و خلط، احوال کی مداخلت، آثار کا حلول، ترکیب کا قدرِ عمل، یہ سب کچھ بھی اپنی اپنی مہلت پا کر رخصت ہو رہے ہیں اور بالآخر معمولِ فطرت کے اس حیرت انگیز استیلائے اثر کے بعد، زوالِ عالم کی منزل قریب ہے! اور اگر یہ حالت نہیں تو آج خود نفسِ اسلام بلکہ مقاصدِ قرآن کے اندر، حقیقت کی روح قطعاً نہیں رہی، اُسکی قوتِ تاثیر و نفوذ اپنا ظرف چھو کر کسی دوسرے قالب میں

۴۴ طیفہ اسلام کو عالم آرا تعمیرِ نبیؐ سے بدولت کرا اس کتاب کا مستثنائے نظر ہے۔

”منقل ہو گئی ہے، اسکا دائرہ علم و عمل مُندیس، اور اُنکی نوبائے قلب جو ہو گئی۔ ہر امرِ نبی کی عرویں منقل، ہر سارِ کناہل مسلمان کی رفاقت۔ بہرِ نیاز ہو جائیکے بعد جمہورت کے تنگ تاریک اور القاط کے مہلک موجِ حجلوں کے اندر، اس تغافل، بے ہمتانی، اور بیدردی کا تشکار ہوئی ہے کہ آن اسکی ہستی کا احترام بھی کسی منقش کو نہیں رہا؛ دنیائے حقیقت نواز کی جنگ آج اس قسبیل غفلت کی اسی فاسد اور ناکارہ ہڈیوں سے۔ بہ جن کے ڈھیر کی المناک سرگذشت، مہلت کے پردہِ خفا نے فرہاقرن تک ستر رکھی؛ زماے کا بال زبا مگر جیسے ہاتھ آج قصاص خانہ موجِ عمل کی اسی ندی بوجِ جفاغش کو سیرِ زمین کر رہا ہے جس کہ ایامِ سید کا مسد حیات، مہرِ نیمروز کی کرنوں سے بھی درخشاں تر حقیقت تھی! آہ! لیکن قالب کا ممکن اگر جبرِ رحمت ہو چکا ہے، اور حقیقت کی مضطر سدا روح بہتر اور صالح تر جسموں میں حلول کر گئی ہے، مگر زمانے کی عجائب نمائی، بلکہ ربِّ لم یزل کے تقاضائے فیرت نے کم از کم اِس مُردہ ڈھانچے کی اِس قدر حرمت تو ضرور برقرار رکھی ہے کہ آج صد ہا برس کی موت کے بعد بھی اُس کے اصلی خط و خال کا نقشہ صاحبِ نظم سے نہاں ہو نہیں سکتا۔ قرآنِ عظیم اب بھی جہلِ نویسیان کی ظلمات کے اندر وہ سببِ لطیف حکمت ہے کہ عمیق نظروں میں سیاہی کا تقابل اسکی سپیدی اور چمک کو اور بھی دو بالا کر رہا ہے؛ مطالب کی غلط فہمیوں، اور مقاصد کی دور افتادگیوں کے باعث جس قدر اسکی ہر بات عوام کے نزدیک ناقابلِ التفات اور بے معنی ہو رہی ہے، اُسی قدر صحیح القلب تقاد کی نظروں میں اسکی عظمت کا رنگ کھلتا جا رہا ہے؛ اسلام کی از سر نو حیات کے دن لا محالہ اُس وقت پھرنے لگیں گے جب کہ ہر اعمالی، کفر، اور تکذیب کے ہوش زبا جمود، اور عالمِ گیسر شکست و ریخت کے تحسینِ اکلِ عجز میں خود مسلمانوں کا کوئی غمزدہ اور دل باختہ بندہ خدا، قرآنِ حکیم کی طرف پھر متوجہ ہوگا، اور نا فہمی، غلط عمل، سیہ بینی، باطل آرائی اور عدم یقین کے حجاب و حجاب کو اُس کے ماتمی اور پشیمردہ چہرے سے الٹ کر، ایمان کی اصلیت کو بے نقاب کر دے گا۔ اُسی دن حقیقت کی روٹھی ہوئی دامن پھر

۱۴ خلافتِ عباسیہ کے عہدِ انحطاط اور چھٹی صدی ہجری یا اس کے کچھ دیر بعد سے آٹھک حوزہ ہمدانی اس یا عالمِ آراخوف کا دیاسے اسلام بگڑ رہا ہے؛ میرے نزدیک مہلت کی ایک حدت ہے جو لا محالہ آخری اور انتہائی خلافت کا تیس جیسے ہے۔ اسی زمانے میں اسلام رفتہ رفتہ صرف ایک صورتِ اور رسم کا نام رہ گیا۔ یعنی اور روحِ قدوس نکلتے کئے۔

شائع قدرت کا یہ حتیٰ میثاق، نہ صرف اسلام بلکہ تمام اقوام عالم کی حیاتِ ممت کا مکمل اور غری فیصلہ ہے۔ دنیا کریم کی محبت بالغہ، اور شرعیتِ خدا کی حکمت جامعہ و مانعہ، جہدِ البقا اور مقادمتہ للنفس کے اُس طبعی نتیجے پر تیس سو برس پہلے پونج چکی ہے، جو فلسفہ دان فارابی، ہیگل اور ڈارون کے مسئلہ ارتقا و انتخابِ طبعی کی اصطلاح میں 'تقاضیِ اصلح' کے نام سے معروف ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں دو باتوں کا فیصلہ کر دیا ہے: اولاً یہ کہ 'استخلاف فی الارض'

۴۴ آیات، فصل، ۲۳۱-۲۵۴، واعدہ (۲۳۲-۲۵۶) کے ربط کویتس نظر رکھ کر، عبادت، شکر، کفر، اہل حق کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ شکر کو ہم کی نعمت میں یہ چاروں صطلہ ہیں، اور اس کی مسئل اور الفاظ کا ذکر آگے آئے گا، اس وقت راجح اہدایع میں کہ اس کی صیغہ اول ناقابل انکار تفسیر کرنا، اصل قرآن کی تمام حکمت اور اشعار کو عیاں کر دیا ہے۔ یہاں پر تہذیب و فحش سے لیکر فضیلتوں تک جو ترجمہ کیا گیا ہے اور اپیش ارد ف ہے، مگر اس کا کافی ثبوت کتاب کے آئینہ اور ان میں مل رہے ہیں۔ قرآن حکیم کا ربط بھی اس مسددا ہر اور باہر تھے جس کہ اس کتاب کے حصہ ابتدائی اوراق میں واضح کیا جائے اس کے لینے نے استماع و فکر اور صحیح علم کی صورت ہے۔

☆ سورۂ احزاب کے جیسے میں ہے **مَقَلَّ يَهْدِيكَ لَكَا الصَّوْمُ الْفَرِيقُونَ** (۳۵-۳۶) تو کیا اسوہ اس قوم کے کوئی اور قوم بھی ہلاک ہو سکتی ہے ؟
گو یا فاتح قوم کی ہلاکت قطعی ہے۔ اس بار ترجمے میں اس صوری ایضاح کا سبب ظاہر ہے۔

مسئلہ ارتقا، جس کی اصل تسبیح آئینہ موقع پر کردی جائے گی، منجملہ اس عالم آرا مسائل کے ہے جس کی اختصار و امداد اربع اوصاف دین کے متعلق یہ سرآوردہ ماموں کا انتخاب کر لیا اور من منکر ہے۔ مختلف فرقوں کے علمائے اس مسئلے نے جو کچھ کہیں، اور ہر بار متعدد اصناف ہوتے رہے اہل یوں اور روئے کھنڈ کے زمانہ عروج میں ایک اعتراض کے آثار یا پتے ملتے ہیں، مگر اسواہر طریقت (المتوفی ۱۰۰۰ھ قبل مسیح) اور یوکرطس (المتوفی ۱۰۰۰ھ قبل مسیح)، مشہور شاعر کے کوئی پڑانا فلسفی اس کے متعلق مبعد معلومات بہم نہس پونچا تھا۔ اہل ہند کی پڑائی کتابوں میں کہیں کہیں اس کا تذکرہ ساؤ کر یا ہا ہے۔ اسلام کے عہد عروج میں مختلف حکمائے اس مسئلے کو لیا، اور اس کے متعلق کچھ چھاؤں میں کی۔ اس مسئلے میں، العارابی (المتوفی ۱۰۰۰ھ) اور سیما (المتوفی ۱۰۰۰ھ) ۱۰۰۰ھ، ابن ماجہ (المتوفی ۱۰۰۰ھ) ۱۰۰۰ھ، اور اس سکویہ (المتوفی ۱۰۰۰ھ) ۱۰۰۰ھ، اس طور پر حال ہو گئے ہیں۔ یورپ کے عہد ارتقا میں جو نام کے زیادہ سرآوردہ ہیں، بیکل (المتوفی ۱۰۰۰ھ) ۱۰۰۰ھ، ولے (المتوفی ۱۰۰۰ھ) ۱۰۰۰ھ، کیبلے (المتوفی ۱۰۰۰ھ) ۱۰۰۰ھ، اور ڈورن (المتوفی ۱۰۰۰ھ) ۱۰۰۰ھ کے نام ہیں۔ موصوفہ الذکر کی کتاب "اصل الانواع" مطبوعہ ۱۰۰۰ھ نے آج اس مسئلے کو بایہ ثبوت تک اس مسئلہ کو بچا دیا ہے کہ اس کی تحقیق و تدوین کا تمام سہرا ڈورن کے سر پہ ہے۔ لیکن اس عظیم الشان طبع پر یہ کمی ارتقائی تنقید کے دعوے کو اول اول میں منکر صورت دی وہ حکمائے اسلام ہی ہیں اس سلسلہ میں تالیف کے وقت میں میں ہی غما اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اصل کتاب میں ہم نے اور صحر العارابی کا نام ان تصنیف میں کیا ہے۔ صرف اس لیے کہ مسئلہ ارتقا کی ابتدائی تدوین و تحقیق میں العارابی کو بہت شراول تھا مگر اس لیے کہ اس کا حکم اس کی عالم اسلام میں ملحق رہے مگر وفیات الاعیان میں اس جنگاں سے مولیٰ سیما کے ہاں اس کا حکم کو اسلام کا سب سے شاکہ کہ ہے!

اور لیا ہے: قرونِ مہربہ کی اقوام متحدہ کی طرح اسکا غلبہ اور اختلاف قائم رہیگا جب تک ایمان اور صلاحیت مل

ان میں باقی رہے: اور فرق: دشمنی کی حد تک نہ پوچھیں!

ہرگز نہیں روا کہ دین زندہ شد بعشق

ثمت ست برجسریہ عالم دوام!

(یعنی تحت اہل بیت ص ۹) قوم کو ہم سے مل دے گا، ار وہ اس قدر صاحبِ قوت ہوں گے کہ تم ان کا کچھ گنا بھی نہ سکو گے، اور یاد رکھو کہ حدادہ نے یارِ خدا ہے کہ ۵۰ ہرات کر سکا ہے۔ ہاں! بے بدل اور بے تحلف کا تراف عیاں ہے۔ سورہ محمد میں بھی بے بدل اسی معنی میں ہے: **وَإِنْ سَأَلْتَهُمْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ دِينٌ وَلَا نَفْسٌ لَكُمْ** (۱۳۰) یعنی اگر تم نے ان احکام سے سترائی کی تو کچھ پوچھا اس سے حدائے عظیم مہارے سوا کسی اور قوم کو تم پر لانا تھا ہے کا پھر تم جیسے، عملِ باغیاں اور پس پسندی سے ہوں گے! ان آیات آتی سے صاف ظاہر ہے کہ اختلاف اقوام بے بدل اس کا استدلال ہی ہے جو عوم بادشاہت میں کی اہل ربی، جو مالین حدائے سترائی کرے کے اعتراف ہی میں سلب کریشکی اس کا روئے دس پر سے یک سببی وہ گوشت کالے ماما طعی ہے۔ ۵ وارت میں ہے: **وَبَيْنَ سِتْرٍ** ہے وہی ستر اور صلح تر ہے، وہی ماقابل صبر اور تو ہی تجھے، اور سکا اس دیا پر بانی رہا ملے تہ امر ہے۔

حلف کا استعمال اختلاف اور اتفاق کے مسئلہ میں کئی جگہ ہوا ہے۔ یہاں میں سورہ قائل ذکر ہیں: **وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُمْ نَصِيبًا مِّمَّا كَسَبُوا فِي الْأَنْفُسِ تَخَلُّفُونَ** (۱۳۰) اور اگر ہم ماسب سمجھتے تو کسی کو فرشتے مگر اس میں سے، **إِن كَرِهَ اللَّهُ حَبْطَهُمْ** (۱۳۱) پھر ہم نے ان کے ملاک ہوئے عیہ تم کو رس میں ان کا حاسبین مایا کر دیکھیں کہ تم کیا سعی و عمل کرتے ہو؟ **وَمَا أَنْفَعَهُمْ قَوْلٌ سَعَىٰ قَوْلٍ خَلَفُوا** (۱۳۲) اور حایا رمال بھی تم کرے ہو خدا اس کو بھانسیب کرتا ہے اور اسکا عوص دیتا ہے! ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ حلف اور اختلاف بے بدل ایک ہی سہی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اور یہی معوں میں **إِنِّي خَائِلٌ فِي الْأَنْفُسِ تَخَلُّفُونَ** (۱۳۰) ہے: **بَيْنَ سِتْرٍ** میں ایک عام مقام ماسے والا ہوں!

ایک اور بات جو ممتاز اصول اور مخصوص (۱۲۹، ۱۱) (۱۳۰) (۱۳۱) سے مستخرج ہے، یہ ہے کہ متعلق فی الارض کا خاتم حاصل کرے، اور یہ کو قائم رکھے کے لیے عملِ مگر بات طلب ہے۔ **أَيُّ اسْتِخْلَافٍ فِي شَيْءٍ مِّنْ عَمَلٍ صَالِحٍ** ہے۔ اے ہی بات کہ عملِ صالح کی جاتے ہے۔ اس کا جواب اس کتاب کے طول و عرض میں ملے گا۔ اور صلاح کی تعریف اردو سے قرآن کریم آسان کام نہیں

تفسیری باب جو ان آیات میں عور طلب ہے یہ ہے کہ الارض کا استعمال (۱۲۹، ۱۱) (۱۳۰، ۱۲) اور (۱۳۰، ۱۲) میں مطلق معوں میں ہوا ہے، اس سے کوئی خاص حصہ میں مراد نہیں، جیسا کہ آریہ استخلاف کے الارض کے متعلق بعض مفسرین کا خیال ہے، اور وہاں الارض کے معنی میں کہ لئے ہیں یہ بحث کتاب کے متن میں کی جائے گی، لیکن یہاں اس بات کا اظہار ضروری ہے کہ الارض کا لفظ مطلق ہے۔ (۱۲۹، ۱۱) سے کچھ شہدہ دیتا ہے کہ موصی کی مراد جملہ حصہ ہو مگر تاریخ شاہد ہے کہ ہی اسمائیل کو استخلاف سبزیں مصر میں ایک نیت مدید کے بعد حاصل ہوا، اس سے پستہ ملک تمام میں ماسا ہاں چسکے تھے۔ (۱۳۰، ۱۲) سے بھی صحت ماسشہ دیتا ہے مگر اس سے پہلی آیت (۱۳۰، ۱۱) کہ ملاکر شمس سے پستہ شروع ہوتا ہے۔ سورہ ان آیات کے عارض مطالعے کے بعد حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ قرآن میں استخلاف فی الارض کے الفاظ سے اقوام عالم کا اس لئے میں پر اجتماعی مقاصد حاصل کرنا مراد ہے، اس میں کم بیش کچھ میں مدہ شرعی یا مذہبی حیل جو اس طریق کے گرد و گرد مروت یا کسی تکرار کے اعتراف پیدا ہو گیا ہے خود لوگوں کی پیدا کردہ ہے، قرآن کریم کو اس سے کچھ سہرا کا نہیں۔

ڈارون کا نظریہ ارتقاء، نشا آفرینش سے لیکر ظہور انسان تک، ہر ذی حیات شے کی انفرادی

۱۰ مسئلہ ارتقاء کی تفسیر۔ توہیں جس امداد سے آج مسلمان عالم ایسی کئی نظم اور علمہ حمل کے باعث کر رہے ہیں، اس سے کم ارکم یہ تشریح ہوتا ہے کہ بحفاظت پیرا قوام میں اپنے آئانی کارناموں کی مادکس شریعت سے محبوبو جاتی ہے۔ صومرہ کے تحت افس میں چند افسانہ اسلامی حکمت عظام کا ذکر کیا گیا تھا جنہوں نے اس مسئلہ کی تسدید میں مسعل حصہ لیا، اسکو علم کلام کا اجمہر فارویا، علم فطرت کی ایک نثری حد تک توسیع کر کے مختلف تہوت اسکی تائید میں ہم پوجا ہے، اور صاب اور چترنگیک الفاظ میں اربعہ کی وقت سال کی، لیکن آج جو کہ مسرہ فی حکمائے اس طرے کو یا یہ موت تک پوجا دیا ہے، اس سے متعل تلح افسد کر کے حطوفہ بن کی راہیں ڈھونڈ رہے ہیں، مسلمان اس سے یکسر بیزار ہو گئے ہیں، اور اسکی تفسیر کر کے اسی مادیالی کا موت دے رہے ہیں، مسئلہ ارتقاء و اسباب طبعی، آج مسرے کے تمام پھانے علم تحقیق میں وہ عظیم السان اکشاف سے جس کی عظمت اور اہمیت کا صحیح اندازہ لگا تا والوں فطرت کے صحیح علم کے مدخل اس میں نکل ہے۔ اس مسئلے صحیح معنوں میں فطرت کے سرعظیم کو ایک ہست نثری حد تک آنکھار کر دیا ہے اس نے حیات کے حجاب کسہر کو جاک کر کے اسان کو معرفت نفس کا پہلا اور گراں قدر سن دیا ہے اس نے اسان کو شہنا سانی خدا میں مستقل مدد دی ہے اس نے وحدت خدا اور وحدت ماسوا، وحدت مکان اور وحدت مکین کی تامت کر کے میں اہم حصہ دیا ہے اس نے اسان کا دوسرے علم عقل بچہ سچ کر کے اسکو صحیح معنوں میں حد کا قائم مقام مامور ہا، اس نے ملکہ اسے روال و بقائے اتم کے وہ یہاں اصول بھی ایک حد تک عیاں کر دیئے ہیں و الہامی کتابوں، اور انصوص قرآن حکیم کے سوا آنکھ اور کہیں نہیں ملے جو لوگ اس مسئلے سے اس لیے بیزار ہیں کہ انہیں وجود حسیاری کے باعث، بقلل حدائی شاں مائی جاتی ہے، یا اسکی حلقب میں ایک ناقابل رد اہمیت تعویق تامت ہوئی ہے، ال کے دلوں میں حدائی عظمت اور قدرت، ارتت اور اہمیت کا اندازہ ہست کم سے قرآن میں مَّا هَٰذَا بَشَرًا اَلَمْ يَخْلُقْهُ رَبُّكَ عَلٰی رِجْلٍ ۚ (۲۱) اس امر کی تہاد ہے۔ اکثر لوگ اس حقائق عظیم کا اندازہ انسانی وقوں اور تہسری و اماندگیوں کو نہیں مظر رکھ کر کرتے ہیں، اور ہی ایسے اہمیت کی لانا تہاد وسعت ک ہنس پونچھ سکتے معصر الفاظ میں اس مسئلے کا رخوے ہے۔

۱۔ اس عالم کوں و مکان اور پھانے میں و آسمان کے اندر فوس کے اسدائی امام سے لیکر آج تک ایک ارتقائی او تعمیر، ایک مدد بھی اور تہر کسی انقلاب راقع ہو رہا ہے جو تخلیق کاوری اور مادا و طاعت ہے، حرکت اور صرار ت اس کو میں کی بقلل کوئی ہیں، علت اہمائی وہ جملہ بقلل و دود ہے جس نے سب اسما کو اسی ہی حلت عطا کر کے اپنے اپنے کام پر لگا دیا ہے۔

وَرٰنَ حَسْبُكَ مَا مَكَانُ اس امر کے متعلق موسیٰ علیہ السلام کے رن الفاظ سے ظاہر ہے۔

وَالْقَسَسَ دَعَا مَعْنٰی لٰی وَالْاَلٰی لَی اَنْطَلٰی لَی سَعٰی حَلَعَا لَکُمْ هَدٰی (۲۹-۵)

دوسرے اندازہ سال پچھا کر اسے موسیٰ! ہم دونوں بھانوں کا رنڈنگا رکھیں ہے موسیٰ نے جواب دیا کہ وہ رنڈے سال ہے جس میں عالم کا سب کی ہر مخلوق سے کوئی حلت اور طبع عطا فرما انا پنا راہ ہست دکھلا دیا ہے۔

۲۔ عالم موجودات کی سب ذی حیات مخلوق، سمولیت نہاتات، جو موسیٰ حیوانات، ایک سلسلہ نیکو میں کی مختلف کزماں ہیں جب کو بعد ان کے اعضائے رنبدہ و غیر رنبدہ کی سمولٹ اشکال ترکب کے ایک تہر بھی سلسلے میں سست کیا جاسکتا ہے۔ یہ سب نیکو میں آفرین کے مختلف مراحل میں ایک میں تربیت ہوئی اور تہر سچ ہوئی اس دہا کا کمال اوج انسان ہے جسے اعضا کی تقویم سب ادنی حیوانات سے ہر روع بہتر ہے۔

اور اجتماعی جہد و جد کی دستار، حفظ نفس اور ترقی نسل کے متواتر اجتہاد کی سرگرمی، شہر و دیہات کی ترقی و ترقی

(یعنی تحت اہل صفہ ۱۱) لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ (۹۵-۹۷)
(اے انسان! میں اس عالم کا انسان کا ہر وہ اس امت کا بانی ہے کہ ہم نے انسان کو جس اعلیٰ مقام پر ترقی و ترقی دیا، مگر وہ اسے
سدا کی پھر اس صلاحیت کے انحطاط کے باعث اسکو اسی) کمتر سے کمتر مخلوق کی طرف لوٹا (۹۵-۹۷) (وہ کبھی رات میں تھا)۔
وہمہ التین الرتیل کی شہادت میں جس کی اس کی ترویج میں اسی مت دیر ہے مگر رَدَدْنَاهُ کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ انسان اسی دنیا اول کے
اندلی جس میں اہل سافلین تھا۔ اہل سافلین کی علمی و علمی کی ترویج کے چکر لگی۔

بعد دنیا ایک عظیم الشان امتحان گاہ، عمل ہے، اس میں ہر سی بات و فعل ایک مجاہد کے ہے۔ سب کے
س اپنے اپنے دائروں کے اندر، ایک لامتناہی کائنات، اور غیر منقطع زحمات میں لگے ہیں قیام، مٹا کا مٹا
حصہ اس حیرت انگیز ہے، ہر نفس، نوع، اور فرد، جراثیمی اور اجتماعی حدود کے اندر، اپنی ہمسایہ مخلوق کے
المقابل صفحہ آرا ہے، طری اور مقامی موانع کا مقابلہ کر رہی ہے، ہر فرد کوئی تراجہاس سے سرواڑا ہے، شہر
سے عمدہ رہا ہونے کی بھینچ میں لگی ہے، اکثر اور کمزور مخلوق پر تسلط ہونے کی سعی کر رہی ہے۔ الغرض اپنی
ہمہ روزی اور بچاؤ، اپنی تقویت اور دفاع کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ اس مقام نظر سے عالم حیوانات
و نباتات کی سب مجتہات باقیہ، قوی تر و خائن النوع کی جارحانہ دستبرد کے باعث، اکثر تنفس خوف کے
احول میں گھری ہیں جس سے بچ کرنا، اور کوا میں سے ملنا دنیا ہر وہ مخلوق کا منہا ہے و حید ہے۔

قرآن حکیم کا تمام دستور العمل میں اس نودی اور اجتماعی جدوجہد کا سونپ ہے۔ چودشالیں صفہ ۱۰ کے تحت اہل میں لفظ انسان کی
سمت سے میں گدہ چکی ہیں، مگر لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (۹۵-۹۷) کا اصل اصول قرآن عظیم کے ہر سبق و طے حروف میں لکھا ہے۔ آیت
اختلاف کا نفس موضوع بھی اسی جو ہر کو حیطہ دہس میں بدل دینے کی سعی حیر و استان ہے، وَتَبَارَكَ الَّذِي مَخْلَقَ الْمَاءَ ثُمَّ مَدَّ فِيهِ رَجُلًا
وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ (۹۵-۹۷) کا مضمون کسی قوم کو صرف اس وقت نصیب ہو سکتا ہے جب وہ ممکن فی الارض بن سکے، اے اسی د
عمل اسکا حاصل کر لیسما قطعاً محال ہے۔

جس قوی کی جارحانہ دستبرد و تشدد، اس پہلا گاہ سعی و عمل میں، وہ مدی امر ہے کہ اس کے لئے کسی شری جہان میں کی ضرورت نہیں ادنی مخلوق
سے لیکر شرف اعلیٰ انسان تک ہر نوع اس فاعل سے پر عمل پیر ہے، قوی ہر جائی طام کا استعمال ضعیف جس پر کر رہا ہے، شری پھلی ٹھوٹی
پھلی کو گھل کر یا بیٹ بال رہی ہے، کمزور قومیں رعد و قوسوں سے ہرگز خستہ نہیں، اہل طرف دست رعدا کی تمیل ظاہر ہو رہی ہے سو
افعال میں حدائے عظیم سے قویوں کی کے شلمانوں کو اسی جو ہر کا احوال یاد دلا کر دیا تھا کہ دشمن پر غالب اگر مصبوط مقام حاصل کر لینا ہی ناپید
آتی ہے

وَأَذْكُرُ الْإِنْسَانَ الَّذِي خَلَقْنَاهُ مِنْ نُفُوسٍ مُّخْتَلِفٍ أَلَّا يَشْكُرَ وَكَذَلِكَ نَكْتُبُ الْأَنْفُسَ الْفَاسِقَ وَالْكَافِرَ وَالْكَافِرَ وَالْكَافِرَ
فِي الْكَافِرَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (۲۱۸)

اور سناو! وہ وقت یاد کرو جب تم اس میں تمہاری ہی تعداد میں تھے، کمزور اور بے بس لگے جاتے تھے، اور تم اس جوہر کے باعث سے
رہے تھے کہ دوسرے تمہیں ایک نہ پائیں۔ پھر حدائے و الحلال سے تمہارے اعمال کو پس وراہ، مگر تم کو اسی پناہ میں سے دنا، اپنی مدد سے تم کو قوی

عالم حیوانات کی کتبکس حیات میں جسمانی نور، یا حارحانہ قوت ہی کسی جنس کے قیام کے لیے کافی نہیں کہتی

(لحد تحت اس ص ۱۴) ماقہ سائل سے، جانک حیر سامانی کا کھڑ ہے، ماری ہکا، ہر تاسل کے اس عظیم اسان مرحلے کو طے کر کے بعد اس میں صدی کے اعصاب، ہزار ہا برس کی مرید تجویر و مدرس کے بعد بہتر س ماسب قائم کیا (مستقلہ)، اور ہر جس اس الخلق سے میں اس مدائے عروج و حسیم نے اپنی ماہد سال صواب اور اوصاف کا ایک شمشہ ڈالا، اسکو اسی حاسے ہنونا ساظم، مہر ہی سی قدرت، تہی می سمجھ و عیرہ، عیرہ مطاف و اگر گونا اسی بوج اس ٹوکئی (فکر و ہرہ میں ڈھچہ) اور اسے اشرف اجات اسوا، اس سے تم کو ان نام مرحلوں سے گذر کر وہ عظیم اسان ہمارے آتی، اور اوصاف کر کے وہ عظیم سال مظهر عطا کیے ہیں، اس کا نام کال ہے، آنکھ ہے، اور وہیں سلیم ہے، اس کے دیکھنے سے تم صحیح معلول میں رس کٹر خلق کے فعلی کاوں، آنکھوں، اور طوطے سے قطع نظر، ش کے ہو، دیکھتے ہو، اور سمجھتے ہو، اسوں کہ تم اس جرب و گیر معلول کی سہمی ہی کم قہہ کرتے ہو، اور اس کو مت ہی کم صحیح معلول میں لے کر ہر وقت کا مائدہ کھروں)

(الف) ان حیل انسان آفات کے مطالب تک پہنچا آسان کام ہیں، مگر وہ ان کے طالب العلم کو محولہ الامطالب کی امتدائی تصدیق کے لئے سرفہ میں کی اس آیت کو پیش نظر رکھا جائے جس میں اسان کی مدح جس کو اس عظیم اور متمم قرار دیا گیا ہے کہ آساول اور اس کی سیدہ تر ک اس سے متا کیا ہے **لَخَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ كَلِئَالٍ لِّذِكْرِ أَكْثَرِ الْآيَاتِ لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُونَ** (۳۰-۳۱) لوگو اگر کہتے ہو کہ تم خدا کو تو لا محالہ اس سے بڑھ کر کہ آساول اور اس کی کون کا سلسلہ ہی بوج اسان کے سلسلہ کو میں سے ہی کہیں رکھ کر ہے، لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کا علم نہیں رکھتے کہ گویا اسان کی آنکھوں کوئی خالہ کا گھر تھی کہ ایک مٹی کا پتلا سا نگر کھدیا، اور پھر اس میں محاد اللہ کی حمد و مازے ہو کر مار کر عاں پیدا کر دی، حیا کہ جملہ کاحیاں اکمل ہے مگر وہ ایک عظیم الشان رسی سلسلہ تھا ہر ان اساول کے بعد مستلیم پذیر ہوا ایسی مات فیکئی ہی حرکت سے ظاہر ہے (۳۲-۳۳) مسئلہ اور فیکئی، اس فیکئی کی عانت صیر سے لگنے کی محاط صیر کی طرف رجوع کرنا بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ فیکئی صیر انسان کی پہلی حلقوں کی طرف ہے، کہ جو انسان کی طرف علاوہ اس اسانی سل کو لکھ و قہر سے ماری کر کے بعد میں اسکا تسویر کرنا قطعاً مسمی ہے (۳۴) مسئلہ - جسمانی، مگر اس کے طے سے بھی (۳۲، ۳۳) میں ہے یہ ظاہر ہے کہ حلیت کی اپنی راسمی سے ہوئی مگر کلیل - اس علم حدی کی جبرت و گیر حقیقت بھی اسان ملکہ تمام حیوان کو اسی طیں ماب سے سایا ہوا قرار دیا ہو **وَأَنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّنْ طِينٍ طَلْبِیْ لَآذِیْتُمْ** (۳۴) ہم نے اسان کو لیس و کر چھڑ سے پیدا کیا "سورۃ الرحمن" میں ہے **خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ** (۵۵) اس سے اسان کو شیکری کی ماسدھی ہوئی مٹی سے پیدا کیا یہ سقا ہوا لیس و کر چھڑ اسان کی تخلیق کا وہ سامان اول ہے جو ہر تالاب اور ولذل، و ہر اور کشداس کی تہ میں، یا حیلوں کے کنارے پر، کثرت سے نظر آتا ہے، اور جس کے مطوب قوام کے اندر یورپ کا دقیقہ، اس عالم اپنی حور میں کے دیے سے اس طلق عظیم کی کر و کر و کھڑ و ہستیاں چھپی ہوئی دیکھتا ہے۔ یہ سب و حوہ دقیق ہیں کہ ان کی جس کا مات صوب ایک حلیہ یا نحو ہے جسے اندر حیات کا عالم اگر اس محفوظ مینما ہے، اور پکے طبعی طبعی کا دعوسے ہو کہ ان کی جتا مخلوق ہی اس وجہ کے حمل اور استعارے ہوئی، اور قریباً قرین میں ایسی ارتقائی استعداد کے باعث ایک مکاں سے دوسرے مکاں، یا ایک جگہ سے دوسری جگہ قرار میں منتقل ہو کر اس مقام پر پہنچی حکایت تہ استرو الخلق انسان ہے قرآن حکیم نے اس متم الشان حقیقت کو، یورپ کی روح فرسا علمی تحقیق سے کامل ماہ سورس پہلے، ان ناقابل مایل اور لائق محمود الفاظ میں لکھا ہے جس کی طبع پاکر مڑ کے سب حکمائے عظام کا رکن عظیم کے آگے سر ہکا دیا قطعی ہے سورۃ النعام میں ہے

وَهُوَ الَّذِیْ أَنْشَأَ قَرْنَ لُقْمَانَ وَآجَرَکُمْ فَمِنْهُمْ مَّنْ سَبَّحَ بِحَمْدِ رَبِّهِ لَمَّا لَقِیْہُ وَکَثَرٌ مِّنْهُمْ فَوَسَّوْا لَہٗ دُجًّیٰ (۹۹)

لوگو وہی فلاں عظیم تو ہے جس نے تم سے آشراف الخلق و عدوی ابتدا اور کئی سار اول ایک حود میں جس مطلق سے کی لکھا کہ ہر جس صحن جس کو ایک عاصی حاسے قرار دیتے تھے، اور ایک مکان سحر و سے دوسری حاسے قرار میں ملا، حتیٰ کہ اسے آخری کار قرار دیتے تھے اسیداع

اس عظیم الشان عمل میں موانع فطرت کا مقابلہ تنہا ہی اور استقلال سے کیا، جو مخلوق موت

(یہ بحث اہم ص ۱۶) مسئلہ ارتقا کی مافی ثقیں یہ ہیں -

۱۔ نفس واحد کے حمل اور ہمارے مختلف نوع پیدا ہونے لکس ہر نوعی اجتماع - صرف پہلے نوعی اجتماع سے ہر اور اصل طرح ایک ہر ایک صورت اجتماع میں بھی اسکے اسے دائرے کے اندر اصلاح اور ارتقا کی تحریر قائم رہی، حتیٰ کہ وہ صنف نباتات و حیوان کمال کو پہنچ گئی۔ گویا ارتقا ایک سحر ہے جسکی مسعود و منفرد شایع ہیں، اگرچہ اصل ایک ہی ہے، مختلف عناصر ایسے ایسے سطوں پر پہنچی جھلکی گئیں، لکھ صلاح و صلاح میں گئیں، ان پر مختلف قبول گئے، حواس میں کی صلاح میں انواع ہیں۔ بعض ساقیں اوستے بھڑکتے گئے، جو چیز مل، انواع کی مصداق ہیں۔ اس سے کی لمب میں صلاح اسان ہے، جسکی کوئی ایک نوع ہیں جو محاط احاطہ لوں و سبل، اور ہر سیارہ و مادہ، ایک سرے سے وہی تر اصل تر، مزید ترین جس قوم یا نسل کی حکومت، صورت اور سا، اس میں کے تر و کسر قائم ہے وہی آج اصل ہے، اہل عظیم الشان رحمت کی جی پی پر مکتس و ما اُس کا طہر اسے ہر بار ہے۔

(الف) کتاب حدیثے تحریر کی صورت کو ہر مائع اور بیسی اعلا میں ادا کیا ہے، اگر ان کی حقیقت ماہل مسلمان کے ہاتھوں میں نہ ہوتی مسیح ہو چکی ہے۔ سورہ یوح میں ہے وَ اَللّٰهُ اَسَدٌ کَرِیْمٌ اَلَا اَدْرِیْ اَنْتَ اَنْتَ اَلْاَوَّلُ (۱۰) (۱۱) اُداسے ساکناں میں اُداسے عظیم سے تم اسانوں کو رہیں سے ایک رحمت کی طرح آگیا گویا جب انسان کی زمین سے رحمت کی آمد گئی کی ظاہری صورت کوئی ہیں تو ان اعلا و وحی کے لامحالہ کوئی اور عظیم اسان سعالی ہیں میں کی تعلیم دینے کے لئے رت سے مثال نے ایک مستقل آیت ہے کی تکلیف گزارا کی۔ مگر آج کل کے مسلمانوں کو جو کسی عرصے میں سے ایک رات میں پورے قرآن کو کوئی بار پھر کر دے کو تو اب دیکھئے میں تمہارا ہیں، قرآن عظیم کے مطالب سے کیا عرض ہو سیکے ایک ہی کی تلاوت بلا کوں نیکیاں خود محدود رہتی ہیں تو معانی کو کچھ بھی ہوں ہوتے رہیں، ان سے بحث کرے کی کیا صورت ہو، اسی سورہ میں لکھا اور ہم انشان معصوم ہیں جو پوری دوا بیتوں میں ادا کیا گیا ہے

مَا لَكُمْ لَا تَرْحَمُوْنَ لِلّٰهِ وَقَادَا وَ قَدْ خَلَقَكُمْ اَطْلَآءًا (۱۰-۱۱)

اسے لوگو، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس حد سے عظیم سے رحمت اور رحم کی اس میں لگاتے، ہم اسکے قانون پر چل کر مہتر سے کی آمد میں رکھتے، حالانکہ وہی رت سے مثال اور ہی ہم حتم حق تو ہے جس سے تم کو کوئی طریقوں، اور کلیں کے کسی مرتبوں سے فرقی کر کے پیدا کیا ہے، ادنیٰ مخلوق سے اعلا مخلوق میں ترقی، کیا اور ایک جہت سے دوسری اعلا جہت میں مدگر اس طرح ہونے کا دفاع کیا ہو

کیا وفادار اطلو اذالی آیت کا رط اس کے سوا کسی اور معانی میں ہو سکتا ہے ؟ اور کیا روح علیہ اسلام ایسا اولوجرم ہی اس وقار کی حقیقت معلوم کیے نہیں وہی قوم کو خطاب کر رہا تھا ؟

(ب) ہی روح اسان کی سب مخلوق پر صیلت حد سے عظیم کی اس میں ہر شخص کو ہر نوع و صنف ہے، اور جو اسانی نسل میں کے رہو بھر، اور طبیعت رقی کی مالک ہے، اس کا حاصل بھی اطر میں لکس ہے مگر زمین و آسمان کے مالک کا کلام اسان کی صیلت تمام عالم کی مخلوق پر ہیں، مانتا، اور اسکی ناپیدائش آسانی ضمایں مانتا کسی تشریف تر مخلوق کے وعدہ کی گواہی دے رہا ہے، لیکن اس نکتے کی تصدیق کے لئے سچ سے چٹکائی کی سچی کرنے والے یورپ کو بھی نہ معلوم کتنی اور صدیاں درکار ہیں اسوہ سی اسر ایل میں ہے

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا نَبِیَّ اٰدَمَ وَ جَعَلْنَاهُ عَلٰی الْاَرَضِ وَ اَخْبَرْنَاهُمْ مِنْ اَلْطَّیْبَاتِ وَ قَضٰی لَهُمْ عَلٰی الْاَرْضِ فَاَمَّا جَعَلْنَا اٰدَمَ عَلٰی

اور نیک ہم سے ہی آدم کو اسوہ الخلقوں سا کر دی تھی ان کو اس پہاڑ میں کے نہ بھر رہا جس کے سچ معصوم میں اس میں کاموں کو

وحیات کی اس محابہ گشت میں اپنی ظاہری اور باطنی قوتوں کا مناسب اور بہترین استعمال

(صفحہ ۱۷۱ تحت لہجہ ۱۷۱) اعلیٰ سے اعلیٰ ہندسہ کو اس انداز میں سمجھنا کہ اس عالم میں مسند مخلوق ہمہ ہند کی ہے، اُن میں سے اکثر میں کسب و کسب طاعتی کے طعناں لایاں کی تھیں میں بیٹوں کی گہرائی مرقی چوٹی ہڈیاں۔ صرف اس مخلوق کی یادگاریں ہیں۔ اُن سے پہلے اس میں برسرِ رہی تھی، بلکہ میں کے اُن طبعی اور حیرانی، مقامی اور طبعی انقلابات کی سلسلہ وار سہکت میں جو سہ آفرینش سے ہوتے، اور آج جو رہے ہیں گویا میں کے تدریجی طبعی کتابِ فطرت کے مرتب اور اُن کی ہڈیاں وہ ماقابلِ محضوف ہیں جس کی وساطت سے احرائے میں کا سلسلہ وار تہ نگہ کیا ہو۔ اصل طبعی اعلیٰ طبقوں سے لامحالہ قدیم ترین، اور اُن کے باقیانہ آمارنگینوں کے تدریجی سلسلے کی صیغہ سیدہ اُن آثار کے مطالعے سے معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ تحریر ارتقاء کی ابتدا اس کے پہلے طوق میں اُن مہایت ابتدائی حیوانات سے ہوئی جو محض ایک حورِ سیسی صعدہ گوشت ہے، مگر سطحِ زمین کے رویہ کے اعلیٰ طبق میں فزائی ارتقاء اُس سے دور ہو گیا۔ بلکہ نئے نئے جسم اور درجہ حیوان (اس کے ڈھانچے آکل کے ٹپے سے ٹپے حیوان سے بھی کسی گنا سے ہیں) روئے ہیں۔ یہ تدریجوں کتر سے آہود ہے۔ اُن کا آخری سطحِ زمین سے محدود ہوا، اور اُن کا ہر صیغہ ضبوط کا لکھو کہ اس سے جاری رہا، اس امر کی دلیل ہے کہ مراحمہت پستانیں جسمی رہا یا عارضہ قوت ہی کفایت ہیں کہ قوت بلکہ صلاحیت تھا، اُن کے سوا کچھ اور دینے بھی ہے۔ یہ صلاحیت فطرت کی اُن قوتوں کا، جو قوت کی راہ میں مل میں اور جو ہر مخلوق کے بالمقابل نقد اسکی سلسلہ کے رد آ رہا ہیں، مستعدی سے مقابلہ کر رہے۔ اگرچہ پستی کی سلسلہ، اپنے صیغہ جسم کے ایک ہیئت مدیہ سے اس میں پشیمانی ہے، وہ آکا لیکہ وہ عظیم جلیل سمیت، جو موجودہ باقی سے کئی گنا اثرات، تباہ ہو چکا ہے، تو اس کی باعث لامحالہ یہی ہے کہ چوٹی سے موانع طبیعت کا مقابلہ راہ مستعدی اور کامیابی سے کیا ہے؟

قرآن کریم کا تمام دستہ العمل اس حیرت انگیز اور گراہما حقیقت کا وہ کمال اور آہری، وہ ناقابلِ ترمیم اور ناپیدا شال مرقع ہے، جس کے بالمقابل آج اس بیسویں صدی کے یورپ کا علم و عمل، اس کے سب معاشری اصول اور اجتماعی حکمت، اس کا علمی و عقلی اور سیاست مند، اس کا اطفال سے زیادہ وقت سس رکھنے، یہ صلاحیت کی صیغہ اور ناقابلِ انکار لہجہ کر باہی اس کتاب کا اہم موضوع ہے، اور اسکی شہادت کتاب کے مرقع میں لے کی خودیہ اختلاف اس حقیقت کسر سے کی تصرحت تمام ہوتی ہے۔ فی الحال سلسلہ ارتقاء کی اس حق کی تائید میں رہنما صرف دو مضمون چوتھوں کو پیش کیا جا رہا ہے، لیکن مجھے جو کہ کتاب کے اس ابتدائی حصے میں اُن کے صیغہ مطالب اور کرنے میں غلطی ہو سیدہ، اگرچہ فہم مطالعے کے اُن کا اعادہ کیا کے متن میں اپنے موقع پر کیا جائے گا

وَرَبُّنَا اَنْ شَعْنُ عَلَيَّ النَّاسِ اَسْتَعِجِلُوْنِي الْاَذْصَ وَتَعْلَهُمْ اَيَّمَةً وَتَعْلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ ۝ وَتَعْلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ الْاَذْصَ
وَيَوْمَ يَفْعَلُ مَا يُفْعَلُ ۝ وَهَآءِ اَنْ وَتَعْلَهُمْ اَيَّمَةً ۝ مَا كَانُوْا اِلَّا رِجَالًا ۝ (۱۲۸-۱۲۹)

راؤ طرسوں اپنی دعوت میں مصروف تھا، کہ وہ دراصل علم و رعیت کے مختلف فرقوں کو ایک دوسرے سے لڑا کر اپنا آلہ مسدود کر رہا تھا، اور اپنی اس سائنس کی لے کس قوم پر تو علم سورہ تھے (۱۲۸-۱۲۹)، اور ہر ماسات کے دوسرے تھے کہ اسی لوگوں کو جو اُن کے ملک میں مہایت کفر تھے جانتے ہیں، اپنے سائنس عاقلیت میں لے لیں، اُن کو قانونِ خدا کا یا ہر ساگر میں کے سردار مار رہا

کرتی رہی، اور حفظ نفس کے اصل اصول چپکے ہر مذہب مقابیل سے فی الجملہ عمدہ برآہونی

(نقیحۃ الخبائث صفحہ ۱۸) اور بالآخر اسی سلطنت کا وارث سامین جس کی شہی پر عربوں اُن سے ہوا کہ حملوں پر مامور تھا میں ملکہ ہم چاہتے تھے کہ انکو
اس میں سے کسٹریکٹ کریں، اور عربوں کو مصر، اور امان و دیگر ممالک، اور اُن کے معبود گودا شاہی سیاہیوں کو جو یوں ہو چکے
رہاؤد کیرا بیٹھے ایٹھے پھر کر گئے تھے، ایک مہ بھی تباہی اور دال اُن کی اپنی آنکھوں سے دکھا دیں جس کا چہرہ کے دلوں میں ایسی آسٹریل
کے مظلوم تیردوں کو کوڑے مارے، اور اُن کی عورتوں اور بچوں کو لے دھک مار کر دے (وَقَدْ رَاكَ تَابًا اَنْكَارًا لِّحَدِّثِ) (وَقَدْ رَاكَ تَابًا اَنْكَارًا لِّحَدِّثِ)
وَ اَوَدِمَا الْقَوْمَ الَّذِي كَانَ قَدْ اَسْتَصْعَبُوا مَسْكَرًا اَلَا كَيْفَ مَعَارِفُهَا اَلَيْتِ نَزَكَرُهَا نَادَوْكَ تَبَّكَ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحَسَنَى
عَلَى كَيْفِ اَسْرَاءِ نَدَّ بِمَا اَصْبَحُوا وَ اَوَدِمَا كَانُ نَصْنَعُ فِرْعَوْنَ وَ فُؤَادَهُ وَ مَا كَانُوا اَنْعَرُ سَوْنَهُ (۱۳۴)

اور اس مبارک اور درجہ سرسبزین کے مشرق و مغرب کا وارث، بالآخر ہم نے اُنہی لوگوں کو کیا حوالہ دیا کہ گئے جاتے تھے۔ اور اُنہی کو
دعوت دیکھ دے ایسی اسٹریل کے جس میں آج تک تک ٹھک پڑ گیا، کیونکہ اُنہوں نے حمایت عزم اور استقلال سے دُشمن کی جھینوں کی
رجاوت کی تھی، اُن کے ظلم و ستم کا مردانہ وار مقابلہ کیا تھا، اور دُشمن کی مادہ میں مداخلت کے لیے نکل کھڑے ہوئے تھے (وَدِمَا)
صَنَدًا، ہر مہ سے عربوں کے سب معصوموں کو جس میں کرنا، اُن کی قوم کی سب غلبہ حاکم میں ملا دی۔ اور جو ابھی اُنکی عمارتیں
وہی اسٹریل کے آدمیوں کو بچا دیں پڑ کر سو جاتے تھے، ایک اقل قلیل مذہب میں حاکم میں ملا دیں

کیا آج عربوں اِسماں اور جوں اِستقام یورپ کو اس قانون خدا، اِس میں موت دے، اس تعریف عدم صلاح کو پھینک کر لہر میں ہوگی، یا کیا بچکاؤ
مظلوم مشرق کو، اِن آیات خدا کی صحیح روح سد کر لینے کے بعد، اصلاح عمل کی کوئی اور تعریف کر دینا مافی ہے
مسئلہ ارتقا کی آخری شق یہ ہے:

۸۔ (الف) اگرہے فلک کے اِس ناپید اکتا جسطہ میں، جسکی وسعت قطعاً ناقابل مسامت ہو، لا ایتہا خفیم و طویل ایتہ
ہول گیر فاصلوں پہر طرف بھیلے ہوئے ایسے اپنے مداروں پہر چل رہے ہیں۔ مسطرات اللوں کی ناقابل انکشاف
سے آج یہ بات یا یہ موت تک پڑھادی ہے کہ اِس سب جامع عوالم کی ترکیب احرام میں وہی مشترک عناصر، ہوا
اور ملازات، شامل ہیں جو زمین پر موجود ہیں کوئی نیا عنصر یا فلتزی اور ہوائی مرکب انک اُن کے کسی حصے میں
داخل نہایت میں ہوا اِس شاپے سے لا محالہ ثبات ہو کر آسمان کے سب دھواور روک کرے تسلیمت میں، اُنہوں
کے عصا ابتدائی مراحل میں ایک مشترک بیولائے جسمانی تھے جسکے جماع حصے علیہ و علیہ ہو کر، باریق المرکز
کے تیرے، ٹھوس اجسام میں گئے، اور سنے، اِس پر پہلے گئے طبعی نقطہ نظر سے فطرت کی وحدت
اِس مابریک آتشکارا مرہ ہے جسکے لئے کسی مرہ توب کی ضرورت نہیں

(ب) احرام سادی سے قطع نظر کہ ہرگز تمام عالم حیات کی طرف نظر ڈالی جائے تو فطرت کا طالب اعلیٰ عالم
اِس نتیجے پر پہنچا ہے کہ اہمیت حیات کا دار سب روئے میں پڑا ہے اسکا کیف و حال سب مخلوق میں ملتا
ایک ہے، اسکے لازات اور احاریات، تاثرات اور حسوسات ایک ہیں۔ یا اِن اسکا وہ مشترک اور عالم اراقوام ہے
جسکے بغیر اِس کا قائم رہنا محال ہے۔ ارتقا سے حیات کے مختلف منازل میں بھی، دستے جو ہر حال میں موجود
اِس مابریک حیات کی عدنے نہیں پر وحدت بھی ایک ہی ہے

۱۵۔ اِس حیرت انگیز صفت کو سر میں ہند کے متہود طبعی (معدن جسجدوس) نے حال (۱۳۳۳ء) میں پاپا توت تک پہنچا دیا ہے۔

وہی قانون طبعی کی اصطلاح میں صالح ہے، وہی ستخلف فی الارض اور غالب ہے، وہی

(بقیہ تحت اہل ص ۱۹) روح) مشاہدہ فلک سے ثابت کر دیا ہے کہ بیولائے ہوائی سب کا سب اسی جنم میں ہوا، مکہ مختلف
شکلوں میں، بعض مصالح اجود کے گرد گرد، ہوائی اسری میں پڑا کر کھارہا ہے اس ناہنجلیں عالم کا سلسلہ بھی
حتم نہیں ہوا، مکہ درمیان کے کڑے وجود میں آ رہے ہیں، یا پڑاے لپٹا سنیٹا ہو کر بیولائے فلک میں رہے
ہیں العرص یہ سب تعمیر و تہذیب ایک سے یا یاں سلسلہ ہے جس کا، کو تاہ نظر اس سال کے مجدد و علم کے رو سے
اٹل نیچو ایک ہی ہے، اور وہ یہ کہ تمام کائنات حضرت ایک ہی، اسی علم اعلیٰ ایک ہے، صورت امتداد ایک ہی، نہتہ
حیات ایک ہی، راز مہات ایک ہی، علم و سبق اور مطلع بے مثال ایک ہے،

وحدت کائنات کا یہ ہوتی رُنا اکتاف معرکے مکملے عظام کو آج اس عالم کو آفتاب اور قمر کے سپہ شہادے کے بعد مہل ہوا ہے جسکی
مثال سطح زمین کا کوئی گدستہ فرس حتماً پائیں نہیں کر سکتا۔ مگر اسی عالم آرا اور حقیقت کاتوجید کا اعلان تیر و سو کس پٹے اس پیسے میں میں عجیب
عمر کے آتی پوچھ پچھ کر علی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اس سلسلہ میں ہوا کہ دنیا اس شیعہ خیر نہیں کی مثال پھر پڑا کر کے گی آج اس تہذیب
رسی نام لیو اگر یہ اسی حد تک کے اٹل قانون کے مطابق رہے ہیں مگر خدا کا نوشتہ ثبت ہے، اور پورے تہذیب سے پھر راز، اور قمر
سے آتش طبعی شمس و آفریں کہتے ہوئے یہ عالم کیا کیسی چیز سوال کر رہا ہے، سورہ اسماء میں ہے

اَوَلَمْ نَرِ الْاَوَّلَیْنَ کَافِرَیْنَ وَاَنَّ السَّمٰوٰتِیْنَ وَالْاَرْضَ کَانَ مَتَّارًا فَعَفٰنَا مَا وَجَّعْنَا مِنْ اِلٰہِیْنَ اَوَّلَیْنَ وَنَبٰی

اسے پھر کیا قانون خدا اور خدا کے مسکروں سے، انا کار کرے وقت، اس عظم التلی حقیقت پر نظر سے کی کہ آسمانوں کے آیتا کرے
سمولیت میں، پیدائش کے ابتدائی مراحل میں، ماہم سے ہوئے تھے (گناہ لکھا) ان کے مواد کا، اسی امام اور اتصال تھا رنگا بنا
دھتھا، اس کا ہوا ایک تھا (گناہ لکھا)، پھر ہی سے اس ہوا لے ہوائی کے کڑے کڑے کے اس صورت انگریز سلسلے، اور
اس حیرت انگیز نظم و سبق کے ساتھ آسمان اور زمین کو مایا (دھتھا) اور تمام عالم کے سب بالادہت میں وہ کائنات و وحدت
خدا کی صبی اویا قابل انکار، اندہ اعدا لایال شہادت قائم کر دی، اور ہی سے مکہ ہم ہی نے ہر وحی حیات نے کی صحت کا قوام پائی
سی عام اور شہادت کے لئے کر کے، تمام عالم کو وحدت حیات اور وحدت خلاق کا دہی ثبوت دے دیا، تو کہا اس ہی یہ لوگ اس آیت
عظیم کی وحدت، اُنکی لامتناہیت، اُنکی لاسرک حکومت، اُن کے عالم آرا سلسلہ، اُن کی عظیم کاری، اُن کی عظیم ہستی پر ایمان نہیں لگا

کیا آج تیر و سو چالیس کس پہلے، اب کہ میں خدا کے طول رخص میں مغرب کی موعودہ علی حقیقت کا نام و نشان تک نہ تھا، احمل و ہم کی تیر و سو
طلعت سب طرف کیسے چھائی ہوئی تھی، یہاں سے برعکس کی سبے قابل، سب سے علم، مطلوب الہم اور سب ہر قوم کا ایک اُن پرچہ تبسم، اور عظیم
بشر ہے، در شاہد سے، اسے خدا و عالم، اور قلب عظیم کے باعث سب دور رسوں اور درویشوں سے سارے ہو کر ملکوت میں و آسمان کا
وہ یکتا اور مردانہ عالم میں گیا تھا جس کا اندازہ آج لگائے ہوئے ہوش یاں یاں ہوا ہے اس! اور کیا وہ ان آیات خدا کے قلب یزیدل ہے
ومت اُن صاحت کہ پاد و وحدت سے، جو اس کائنات جہاں کا ماحول اول ہے، دو گز ہلکا اس سے بھی تہذیب تر تھا ہوا گروں کے آفرین
اعلیٰ کائنات تہذیب خود سے دیکھ رہا تھا؟ سورہ نجم میں اللہ العالمین کی طرف سے اس تبسم کی کو یہی سہلی ہے جس کی شہادت آیتوں کے
اس حیرت انگیز اکتاف کے بعد سب کا ایک ایک حکیم سے احتیاج دیکھا،

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ؕ مَا حَوَّلَ حَبَابَکُمْ وَمَا عَلٰی ؕ وَمَا نَطَقَ عَلٰی اللّٰہِ الَّذِیْ ؕ اَنْ یَّجْعَلَ عَلَیْہِ شِدَہٗ
الْقُوٰی ؕ وَیُؤْتِہِ مَا سُوٰی ؕ وَمَا یَا لَیْ ؕ اَلَا عَلٰی ؕ فَعَزَّوْنِیْ مَدَدِیْ ؕ فَاَنْقَابُ قَابِ قَوْسٍ اَوْ اَدْنٰی ؕ فَاَوْخِیْ اِلَیْ
عَدِیْہِ مَا اَوْخِی ؕ مَا کَذَبَ الْفَقْرُ اَدْمَا اَدْنٰی ؕ اَفَمَرَّوْنِ عَلٰی مَا لَیْ (۱۳-۱۲)

مرتقی، متکفل، اور صحیح معنوں میں زور آور ہے۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی تو آج وہ عظیم النجۃ اخیال

العیہ تحتہا السلام (۲) اے صبح میں کے لے کر جسے والو اللہ اور عظم مد کے مقررہاں مدو، امام آسمان کا وہ مددیں مرقی
والاستارہ جو شکست کے آخری مرحلوں سے گزر کر تم سے مددگارہ فائز ماد نقاسے مقرر ہو گیا ہے، اس باب کا ساہ
(ذات الخیر) (ذات الخیر) کہ تمہارا رفق جو تو غلط راہ ہے، اسے کچھ سک گیا ہے وہ راس و آسمان کے جو حقائق عالمہ ہمہ گیر
سائے نول رہا ہے، کچھ ایسے وہم اور جوش افسانی سے جس نولنا مگر نہ سکے س آسمانی اکتاف ہیں جو اس پر کئے جاؤ
ہیں، وہ حدائی آور ہے و اوج آسمان سے نول رہی ہے۔ اسکو مدد ملی اور جسکی معارف متدیر القوی اور غالب الامر ہے
جو سکے ہیں، اسی علم کے روز تر سے وہ آج، اوج کمال پر پہنچا، اسی اہل پر سکے ہے (فاسفی رتھ کلا فو الاکمل) ملک
الافلاک کی مددوں پر کم کر شفا (فاسفی رتھ کلا فو الاکمل) ملکوت حد کا تما سا کر رہا ہے، مگر وہ اس سے بھی ملد
ہو کر کشتہ دارل کے عرض کہ تو کچھ کیا ہے (فمذکی) اور اس آستانہ کمرہ علم پر جس مار کستے گئے (ھذکی) نقد و کما
مگر اس سے بھی کم حاصلے پر رہ گیا ہے، بہر حال وہ علم اور شجر، مسابہ اور اداوت، استقامت اور سار، دوق اور شوق کے اس
مقام سے تک یو ج چکا، تب کہیں اس ایر و تہاں لے اسے مدد کے رہا مات وحی کی جو تمہارے سائے ہو (فادھی علی عذرا
مناکونی) اے سو، ارا حقیقت متاس لوگو! وہیں اور فلسفہ (فی آدی) حقیقت حال دیکھی اس میں محمد کو کچھ دیکھا
جس ہو، تو کیا تم لوگ قرآن مجیم کے ان برحق تلخ کے متعلق حکی حقیقت اسے ششم عدد دیکھی ہے، اس سے حکم کر رہے ہو اور آخر تک
عقلے مائسری)۔

کمال سے ہتر اور قائم تر معراج علم و کمال آج تک کسی ٹرے سے بڑے یورپی فلسفی، ٹرے سے بڑے حکیم، ٹرے سے بڑے طبعی کو حق
حاصل ہوا ہے؟ کیا اصل و جوہر، وطن و گمان کے عالم آرا ماحول میں انی وسیع طری، ایسی صاف می، اس قدر ملندگی، ایسے حقیقت کشا اور کمال
جو حاکم، انیاف و اللہ کسی دہوکہ مازبے علم، جس پرست اور عاہ طلب آدمی کا کام ہو سکا ہے؟ کیا آیت رقی (۲۰۱۱) آیت مستور (۹۹:۹۹) آیت
مہات (۱۱، ۱۲)، آیت سافلیں (۵۹:۵۹) وغیرہ و غیرہ کا حصول آج سے صدیوں پیشتر اس سید کائنات، اس حقیقت شناس اور حداساس
اس جیلور سے ادا علم الناس بشیر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے سو کسی اور مدنی حکم کی دوسرے علم حکمت، کسی ارسطاطالیس، یا افلاطون
رماں کے منہ سے نکلا؟ کیا وہ معرب کا سب سے بڑا معلم الحکا ارسطو (المتوفی سنہ ۳۲۱ قبل مسیح) جس کی حکمت اور پس میں راجح یہ رہی اسی
ہٹ دھرمی اور غضب کے باعث استقدر ناراض ہے، اور حکی علم فطرت کے متعلق ہوں لگا ملیوں کی غیب عرب تا وہیں پس کر کے اس کے
اصل پر مدد ملنے کی سعی کر رہا ہے، جیسا کہ اس (المتوفی سنہ ۳۲۱ قبل مسیح) کے دوسو برس پیشتر کے صحیح دعاوی کے مابود، جس کو مرکز عالم قرار
دینے، اسکو ساکس اور شمس قرار دینے کے گرد متحرک مانے، اور یہاں آسمان کو حالی عرض کر کے نجوم کو آسمان کے بتوری کرول میں نصب کیا گیا
یقین کرے میں وہ مسلک علمی، وہ الماک مادی، وہ محکا انگیر سو قیام کلام نہیں کر رہا تھا جسکی زیر اثر و یا، کا یہی نظام (سنہ ۳۲۱ قبل مسیح) کا
کے تابع ہونے تک، کامل اثباتہ سو برس تک پڑی چلتی رہی اور کیا وہ پیر اس فخر موجودات، اس حکیم عرب، اس کی اور مدنی
معلم الناس اور معلم خدا کا لایا ہوا شعر کا کلام تھا جسے کا پریس (المتوفی سنہ ۹۳۹) کے موجودہ مسلم نظام سے کامل و سوسوں پیشتر
تا اہل کمال کی ناقہ انی اور نامرستہ ساسی کے مابود، زمین کو ملک بلا استقامت تمام احرام مادی کو متحرک قرار دے کر ارسطوی شرار طاغیر
حکمت کا کسر قلع قمع کر دیا تھا۔

حَلَّى التَّوْبَةِ فِي الْأَرْضِ بِالْحَقِّ يَكُونُ النَّارُ عَلَى النَّارِ وَيَكُونُ النَّارُ عَلَى النَّارِ وَيَكُونُ النَّارُ عَلَى النَّارِ
لَا حِلَّ شَيْءٍ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْعَفَّاءُ (۵۳۹)

اور حکیم الجبر اشد ہے جوترون خالیہ میں روئے زمین پر اس کثرت سے آباد تھے تسلط

(تقریباً تحت لہجہ ص ۲۱) لوگو! اُس رب بے مثال ہے ہی آسمان کے لاکھ ہستیاوں (السموات) اور میں کے عظیم اسان کرے کو ہدایا، اور اب درود خداں احرام سادہ کی حیرانگر ترتیب اور قیاس و قیاس کی عظمت اور احادیث کو دیکھ کر جس حیرت انگیز حیرت کی خبر ملے۔ اور نری حیرت کی خبر ملے یہ کہ سورج اور چاند عظیم و جلیل کرہوں کو اسے ایسی مرضی کے تابع، ایسے حکم کا محکوم، اور ایسے اشارے پر مجبور کر رکھا ہے (متحرک) پس آسمانی کرے، یہ شمس، قمر، سہاوات، اور میں سکے سب (کل) ایک وقت معرکہ حرکت کر رہے ہیں (متحرک) اور منشاء امری کو پورا کر رہے ہیں۔ لوگو! انگوں پر شمس رکھو کہ وہ حدائے ہمتاثرہ عالم العلوی (العرش) اور تارودہ یوس (العرش) سے۔

کیا یہ شمس کی تحت کو کبیر کرے اور اسلام کے عالم آرائی کے واسطے ایسی نظام سے مدد دے جس سے حیرت انگیز کے لئے اُس سے ایسی تفسیر کے قدرے مشکوک لفظ کی ماقابل انکار تفسیر، آیہ (۲۱) (۳) کے معانی کے یہ دعویٰ نہ کیا تاکہ متفقہ اور میں اور میں اور میں اور میں کے سب ملا امتنا ایسے اپنے فلک "اورا ہے" اور میں میں ہے ہیں، اور اللہ سے مراد (السموات) اور فلک کے قرآنی مفہوم سے قطع نظر، "محموط" اورا قابل فلک، وہ مادہ دست رسیدہ اورا بطریقاً فتنہ چھت، ہی جس کے پیچھے یہ سب ہنگامہ کائنات ہو رہا ہے، اور جس کے محصور ہونے کا آج تمام یورپ قابل ہو چکا ہے

أَوَلَمْ نَرِ الْإِنْسَانَ كَفُورًا ۚ إِنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَآرِنَقًا فَصَفَّحْنَاهَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيًّا ۖ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۚ وَجَعَلْنَا فِي الْآبِ وَحِينَ نَقَايَ ۖ أَنْ يَسْأَلُوا عَنْهَا حَاسِدًا ۖ لَعَنَّا لَهُمْ مُبْعَدُونَ ۚ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَعْفًا مَحْضُوطًا ۖ وَهُمْ عَنْ أَنْبَاءِ مَعْرُضُونَ ۚ وَهُوَ الَّذِي فِي حَقِّهِ الْكُلُّ وَالْمَاءُ وَالْعَمَلُ كُلُّ شَيْءٍ فَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَآتَيْنَكَ بِسَبْعِينَ ۖ (۲۱-۳-۳۳)

اسے پیر کیا سکر جو حدائے اس حقیقت پر شمس کی کہ آسمان کے لاکھ کرے (السموات) اور میں؟ مدائیں کے ابتدائی مراحل میں لے ہوئے سے رنگا رنگ تفریق، یہ امر ہے ان دونوں کو اس سے الگ الگ کرنا، اور سے مدد ایسا کہ وہ اپنی بنیاد پر ٹوٹا نہ لوگ اس حیرت انگیز انکشاف کے بعد بھی حدائی توجید راہماں نہ لائیں گے، اور ہم ہی نے میں اس عظیم انتان پہلا ہے اسے موقع پر ٹال دینا کہ میں (ایسی حرکت میں) انکو لکھ کر ایک طرح کے جھگڑے (آن یسئلون) اور اس کا مرکز فعل قائم رہ سکے، اور کثرت اور میں اس میں سادیں کہ لوگ راہ پاسکس۔ اور آسمان (السموات) کو ایک محصور اورا قابل شکست چھت "ہا دیا، اس کے ہر حصے کو اسان یا دیگر مخلوق کے دست تصرف سے بہت کے لئے محصور کر دیا (سَعْفًا مَحْضُوطًا) حدائی اس حیرت انگیز محصور کاری اور حفاظت پسندی کو دیکھ کے ماحول لوگ اس کے محصور و ان وسیع دلی احکام سے گریز کرتے ہیں۔ اور لوگو! وہ حدائی تو ہے جس سے رات اور دن کی عظیم انتان حسیقتوں کو بہت سے بہت کیا، اور شمس قرے عظیم انتان کرہوں کو پیدا کیا۔ یہ سب کرے، یہ شمس قمر، یہ سہاوات اور میں۔ لیل و سادہ ہے ایسے مدد میں شمس سے تیر رہے ہیں

کیا جبال میں کے قیام کی یہ حیرت انگیز تفسیر موجودہ علم حیرت انگیز کے اس اصولی ضابطے، اور علم التعمیلات (اینگل کلکولس) کے اس اساسی قاعدے کے المقابل حروف یوری ہیں اتنی، جسے کسی کسی ذرا جسم کے مرکز نقل کا محور واقع ہونا، انکی یکساں اور ہوا حرکت کے لئے لامدی ہے، اور جسے مدد اس محور کا، اس جسم کا، ملکہ جسم کے اجزا کا ہر دم لکھ کر تے رہا اٹل ہے کہ آن قریب لکھیں، جسے مدد نقلی حاکمیت "سَعْفًا مَحْضُوطًا" کا دعویٰ خود اس امر کی روش دلیل ہیں کہ تعلیموی اورا وسطا ایسی نظام ایک لنو نظام تھا، جسکی تعلیم ساکنان زمین صدیوں تک غلط اصول پر تھی، اور ہر حرم نقلی کا ایک علیحدہ مدد فلک، ہی تو لاکھالہ زمین ہی اسے مدد پر چل رہی ہے اور یکساں حرکت سے

سے لیکر انسان تک جو جو سلسلے اس وقت تک قائم ہیں ان میں صلاحیت عمل کم و بیش باقی

(رقیہ تحت اہل ص ۲۳) قُلْ هَلْ مِنْ شَرِكَايَ كُفُّوا عَنْ تَعْبُدِ الْخَلْقَ وَتَعْبُدُوا اللَّهَ مُنْذَرًا لِّخَلْقِكُمْ يَوْمَ تَبْعَثُهُ وَاقُنْ وَكُفُّوا (۳۴)

اے سچے ایمان لوگوں سے کہو کہ کیا تمہارے شرکوں اور پیارے ہوئے مدائیں میں کوئی ایسا ہی ہے جو مخلوق کو بہت سے
کرے اور ہمارا ہی مخلوق پیدا کرتا ہے؟ ان کو کہو کہ عبادی مخلوق کو مست سے بہت کرنا ہے اور ہرگز ماریاں پیدا کرنا ہے
دعوت کہ ہر ایک کے لیے عار ہے ہوا

سورہ عسکوت میں یہی اشارہ درود اس طرح ہے کیونکہ مادہ خلق کے عینی مشاہدے کی تزیین دی گئی ہے، اگرچہ اس خلق سے مراد ملائکہ
میں ہی ہے

أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُنْزِلُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ إِنَّ دَلِيلَ اللَّهِ لَسِرُّهُ قُلْ يَسِّرْهُ فَإِنَّ آيَاتِ الْآزْجِ فَانْظُرْ وَكُنْفَ
نَدَا الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنْزِلُ السَّائِةَ الْأَخْرَجَ مَرَاتٍ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۲۹ ۱۹ ۲۰)

کیا مسکریں حد سے اس بات پر نظر میں کی کہ خدا مخلوق کو کس طرح بہت سے بہت کرتا ہے اور ہر اس کو بار بار پیدا کرتا ہے، یہی شک
ہیں کہ یہ کام بھی ابد اور عادیہ (خدا پر حجب آسان ہے۔ ان کو کہو کہ عادیہ کے طول و عرض میں ماکر تماشاکرو کہ عادیہ خلق کیا
اسد کی طرح کر دی ہے، یہودی حد میں سب کو مست کر کے ایک دوسری سیدائش کی ابتدا (نسیی السَّائِةَ الْأَخْرَجَ) کرے گا اس
میں شک جس کہ خدا ہرے پر قادر ہے (آیہ ۱۹ ۲۰) اس دیا میں مخلوق کے امارے کے متعلق ہے اور (۲۰ ۲۹) آخر کے امانے
کے متعلق

سورہ روم میں اعادہ خلق کے ساتھ ساتھ سموات اور زمین و دلوں کا ذکر کر کے نوع مخلوق کو اور بھی مام کر دیا ہے
وَقَالُوا لَئِنْ يَسْأَلُ الْخَلْقَ لَنُجِيبُنَّهُمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ وَهُوَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ (۳۰ ۳۱)

لوگو! وہی رب قدر تو ہے جو مخلوق کو بہت سے بہت کرتا ہے، ہر اس کو بار بار پیدا کرتا ہے، اور سب پہلے کے لئے سجدہ آسان ہے
اور آسمانوں اور زمینوں کی اس عظیم الشان طاقت کی دھاک بند ہی ہوئی ہے، اور وہ خدا ترا غالب القوی اور صاحب ہمت خدا ہے
جو ایسا کر سکتا ہے

آسمانوں میں قوت کی دھاک بھی بیٹھ سکتی ہے، حب ناں بھی تخلیق کا سلسلہ اسی طرح جاری ہو جیسے یہاں پر ہے۔ لیکن ان شہادتوں سے قطع نظر
اس کے مطالب میں معتبر ہیں نے تاویل کی بہت کچھ گنجائش خستہ پار کر کے ان کو متاثر نہ پائی بنا دیا ہے، اور اس کے صحیح اور مربوط معانی اسے اپنے
موقع پر کتاب کے من میں آئیے گئے، اور شہادتیں بھی ہیں جسے لامحالہ ثابت ہونا ہے کہ آسمان و زمین کا حلقہ عظیم ان کی پیدائش کے بعد ہی نے
مہمات امور میں مصروف ہے، اور مردہ سے عظیم الشان کام کر رہا ہے۔ سورہ الرحمٰن میں ہے:

لَسْتَ لَآئِمْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَكُلُّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۵۵ ۲۹)

لوگو! کچھ بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اسی کے آگے ہاتھ پہلا رہا ہے، اسی کا محتاج اور رسوا ہے۔ اسے کار اور منتقل
حد ہیں لگے آئے دن کسی نہ کسی عظیم الشان کام میں مصروف ہوا

قوم کی تشبیہ پہلے گندھکی ہے جس سے ظاہر ہے کہ کام بھی ہایت عظیم الشان ہوا چاہیے۔ حد کے سیکارہ رہنے کے متعلق سورہ قیام میں بھی ایک پتہ
اشارہ ہے جس سے یہ صیغہ ادا کرنا کچھ مشکل نہیں کہ خدا ہر دم نئی تخلیق میں مصروف ہے اور نقل کا دعوے محض باطل ہے:

ہے۔ اگر نفس رقیقہ کا قصیر الجسم باقی رفتہ رفتہ کفکشم حیات سے شکست کھا کر معدوم ہو چکا ہے

(رقیقہ تحت لہش ص ۲۴) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَالْأَنْثَرُ وَمَا نَسَمُ الْإِنْسَانَ إِلَّا طَرَفًا وَمَا نَسَمُ الْإِنْسَانَ إِلَّا طَرَفًا (۲۸) اور لوگو! بالتحقیق ہم ہی نے آسمانوں اور زمین کے اس حیرت انگیز کارخانے کو، اور عظیم الشان کڑے اور مدھنوں کے درمیان سے انسان کو جس سے مدد الوقت دونوں میں پیدا کیا، اور جو دیکھ کر کام سے مدد رہا کہ اس کو دیکھ کر عقل مستعد ہے اور مدت دراز بھی کہ تمہارے وہم و گمان میں نہیں آ سکتی، لیکن ہماری یہ حالت ہو کہ تم کاوٹے سے ہم کو چھوٹا انگ میں، اور ہم راہ اس طرح سے کاموں میں متغول ہیں۔

و حیت خلق کے متعلق سورہ نحل میں ہے وَخَلَقْنَاهُ مِثْلَ مَا كُنْتُمْ (۱۶) اور وہ حدائے عظیم اُن استیا کو بھی پیدا کر رہا ہے جس کا تم کو سرے سے علم ہی نہیں یا جس سے کیا یہ نظائر اس مخلوق مملوئت کی طرف معلوم ہوتا ہے جس کا علم حاصل کرنا کوتاہ میں انسان کے لئے ممکن نہیں ہر نوعی یہ تمام اشارات اس امر کی مجموعی تہادیت ہیں کہ زمین و آسمان کا رتل پیل تخلیق کا سات کے بعد تدریجاً زمین ہی مصروف ہیں جس کا ذکر آیہ نذر تزلزال (۵۲) ص ۱۴ میں کیا ہوا، بلکہ ہر قسم کی تخلیق کے لئے مہمات امور میں مشغول ہے اور جس میں نے آسمانی گروں کی بنیاد بھی مثال ہے یہی مذہب آج دور کے طبعی حکما کا ہے، اور اُس لایزال و لم یزل حد کے بتائیاں شاں بھی یہی ہے کہ ہر لحظہ کچھ کچھ کرتا رہتا ہو لوگ ہسکو آکل کے کسی عیش پرست حکمران کی مانند سر پر حکومت پر مشغول اور سدا رہتے ہیں، اکیست ساسانی اُس حکم الحاکمین سے متکم ہے، اور معرفت کی پہلی لکھ آوری سرل بھی ہے کہ اعمال کا صحیح اور راسخ علم ہو، اکی عظمت اور طاقت کا صحیح اندازہ ہو، اُس کے معمول سے پوری واقفیت، اور عادات کی کما حقہ شناخت ہو۔ مگر یہ بحث بچائے جو ان کے متعلق موضوع ہے حکما یہاں یہ بھی پڑھا ضروری ہیں۔ منقسم العاظم میں ڈارون کے مسئلہ ارتقاء کا دعویٰ یہ ہے جسکی شرح و بسط اور پرموئی۔ جو قرآنی تہادیتیں اس مسئلے کی تائید میں نہیں ہوئیں، اکی سخت دراصل علم القرآن کے متعلق ہے، حوا میں کتاب کا اخیر ترین حصہ ہی اُن کا یہاں پر لکھ دیا کہ انکم ایک ایک کتاب کے لئے جسکا منہ عالم و فیق کی طرف بالذلیل اور مستریح رہمانی کرنا، اور فرض و اعتقاد کے عصر کو میڈل کر کے قرآن کو سب اسانی علم سے بالاتر اور عالم آرا حقیقت ثابت کر دیا ہو، بہت کچھ ہیں اور وقت ہی۔ ہم نے اس تصنیف کے ابتدائی اوراق میں ان مسامت عالم کو محض اسلئے عادی ہے کہ کلام الہی کے اُن متلاستہیوں کی جو اکی ہر آیت میں ایک مستقل حقیقت کے موجود ہونے کا یقین رکھتے ہیں مسئلہ ارتقاء کی ہمیشہ (جوئی حقیقت اسانی علم کا معراج ہے) ایک حد تک منع ہو جائے، اور ساتھ ہی اُن علماء علم و طرے کے ذہنوں میں جو قرآن کو لاتے سمجھ کر اُس سے بہرہ اچھ گئے ہیں، اس عجیب عرب کتاب کی دقت مطالب اور دقیق مطر کا اندازہ اتنا سے ہو جائے۔ وہ آئندہ اوراق میں سچتم خود و غیب کہ تران کشف اس عظیم الشان مسئلے کا مؤید ہے، اسکا دستہ لعل کہا کہ اس حقیقت کسے کے عین مطابق ہے۔ اُس کا تمام لائحہ عمل کیونکر حفظ نفس کے منہائے۔ جسکی طرف جارہا ہے، کس انتہائی شدت سے اجتماعی سلامتی کے دریئے اور انفرادی سعی و عمل کا مؤید ہے۔ ہمیں ملکہ جوں جوں انکا علم قرآن کے حقائق عالیہ کے متعلق وسیع ہوتا جائے، وہ آکل کے رسمی اور لفظی سلام کو بطریق کر کے اُن یقین انگیز سلام کی باہت کی طرف متوجہ ہوں جس نے ایک عالم کے اعمال و اخلاق میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا تھا، جس نے لوگوں کے دلوں میں وہ پہچان عمل، وہ سلیقہ و علم و سبق، وہ اتحاد اور ارتباط جاری کر دیا تھا جو اتنا سے آفرین سے آج تک ہر مردہ اور نفی قوم کا حاکم تھا وہ اس حیرت انگیز کتاب الہی میں بطور خود و غیب عظیم الشان اصول و مابہت و حکمیں جن کا احراز و اول سے صہر زمین پر ہو رہا ہے جس کی تاریخ مریاں حال شاہ ہے، جس سے توہیں ملک الاملاک پر چڑھ جاتی ہیں یا تخت الترسے میں گر گر لیا بیٹ ہو جاتی ہیں۔ اس نقطہ نظر سے یہ بحث لہش جسکی طوالت کا اندازہ مصنف نے کتاب کی تحریر کے وقت میں کیا تھا اور جو میں وراثت پر لکھا گیا، محض ایک انتہائی تحریر ہے جس کا محمولہ بالا اوراق کے نص موضوع سے تعلق ابھی عیاں نہیں ہو سکتا اور نہ مسئلہ ارتقاء کو صحیح فرض کر کے قرآن کی صحت کو ثابت کرنا ہمارا پیش نہاد ہے۔

یا امریکہ کا ہندوئے حسنہ منقطع النسل ہونے کو ہے تو مسئلہ ارتقا کے رُوسے اُن کی مدافعتانہ جدوجہد

(یعنی سخت بہت صدمہ ۲۵) کتاب کے متن کا سلسلہ استدلال گمانے خود ایک نقل ہے، جو حسین اس تحریر کو جیدان و حل میں، ایستہ اگر گرا حاکم علم، اِن ساحت کے صحن میں، مسئلہ ارتقا کو ایسی آغوش میں لے کر، اپنے آپ کو یورپ کے اُس علم سے مدد حاصل کرنا شروع کرے جس کے مات وہ آج اوج کمال پر پہنچ گیا ہے تو مگر کیلئے یہ جاننے کو قرآن کے مناسبتہ رُوسے کی رشتہ اور افاضل کا ردِ دلیل ہے۔
مسئلہ ارتقا کی بحث آئے استصحاب کے العاطفۃ علیہم فی الضلالت سے شروع ہوئی تھی۔ عمل صالح کی مکمل اور ناقص احوال کا رشتہ یہ کر دیا بیانیہ حقیقت قرآن کے تمام دستور العمل کو اسی پر آشکارا کر رہا ہے اور یہ مسالحت عمل اسی مسئلہ احاطہ طبعی کی وہ منسوطا ماس۔
جیسے اور ام کے نقاد استصحاب کا سبب اور مدار ہے۔ میں آج اس علم و مہارت کے رُوسے میں قرآن کریم کا طبعی تعلق اِس سلسلے سے اگر یہ حکمائے معرب کو اِس علم پر دل فرات کے صدیوں بعد حاصل ہوا ہو یا صالوات کے عظیم الشان لفظ کے معانی قریبوں تک مگر نہ گزرتے حمایت محدود، یا قطعاً محجوب ہو گئے ہوں، اور ایسا اصلی اثر کلیتہً کھو چکے ہوں، اِستحیث اور بھی وضع تر اِس وقت موعاتی بہت کلام آئی کا طالب اہل علم کامل عورت و محقق کے بعد لا محالہ اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ قرآن کریم وحییت اقام عالم کے مادہ نقائے حساب کی مکمل داستان ہے جو شارع کائنات نے تدبیر و عہد کے لئے اسان کے حوالے کر دی ہے، اور جسے لائحہ عمل کو سامہ دہل اِس رُوسے دین اِی مدت تمام کو دراز کر رہا ہے۔ سورہ ملک میں مالک دین و آسمان نے اِس حقیقت کو وضاحت تمام ماں کو کہ موت و حیات کے سوال کو حل کر دیا ہے

وَالَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لَيَسْئَلُوْكُمْ اَنْتُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَقُوْبُ (۶۷-۱۲)

گو کہ وہ مالک ملک اور صاحبِ حیات ہے جس نے اِصاحی موت و حیات کے قانون کو رائج کر دیا ہے، تاکہ اس مات کی آدایت کرے کہ تم میں سے کونسی قومیں حق عمل کرتی ہیں، اُن کو نفاذِ حیات کرے، جس طرح صالح میں عائن اُن کو صومریں سے کسر جو کرے، اور گو کہ وہ شارع کائنات بڑا رُوسے اور بڑا شدید العقاب (العزیز) ہے، اور مالک اقوام کے اِصاحی عیوب پر بڑا پردہ ڈالنے والا بھی ہے (العقوب)۔

آج اِس مسئلہ ارتقا کی تائید و تنقید اِصاحی علم و فہم کے قریب قریب ہر شعبے نے اِس جہز انگریز طبقے پہنچی ہے کہ معرکے لئے اسکا منکر ہو جانا قطعاً غیر ممکن ہو گیا ہے سطح زمین کے مواہد لائے کی کامل تدوین و تنظیم سے اِس حقیقت کو اد بھی آشکارا کر دیا، جو طغیانات الارض کی تمام دہستان میں غن و گی موتیہ ہے، عالمِ اہلک کے بہم شاہ ہے اِسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں، رُوسے زمین کے طبعی انقلابات یہی کہہ رہے ہیں، اِجاس حیوانات کی دہستان حیات ہی سبق لئے رہی ہے، اِظلال دیا کی روشنی دیتی ہے، اِظلال جہان کی سرگرت بھی اِسی طرح کی ہے، جس میں ادب و تخلیق انسان کا منہج یعنی اِتکارت ہے، اِطبیحہ ریاضیات، کیمیا، البیجبرا، الفزیک، و غیرہ اکثر فہم علوم اِکی مساحت میں ہیں، جو انسان کی مائل حیوانیت فطرت رانِ حال سے کہہ ہی ہو کہ اسان کی ادنیٰ مخلوق کا تصور اِکثر اِکثر سے طوری عام تخیل کہ بعد ارتقا کرنے کرتے اسان میں گیا، جملہ کی مامصعہ تسبیح ہے، اسکو اِس سلسلہ سے اِسا ہی تعلق ہے جتنا کہ خود منکر اسان سے بظاہر ہے۔ نام میں شک نہیں کہ اِس مسئلے کے بعض رُوسے میں بھی وقتاً فوقتاً ارتقا ہوتا رہا۔ رُوسے زمین پر تدریجی انقلابات کا تدریج رشق بول، اسان کو عالماً اُس وقت سے ہے جسکی صحیح فہمیں مسئلہ مشکل ہے۔ قدیم ہندو فلسفہ نگویں عالم کے متعلق عجیب و غریب عادی پیشین کرتا ہے جن کی حاکمیت موجودہ مسئلے سے ایک حیف سی ہے۔ یونانی حکمائے قدامت مانوہ کے نظریے کی ترویج کی، مگر کوئی خاص مسئلہ مقرر نہ کیا اسلامی حکمائے پہلی، دوسری، تیسری اور آٹھویں ہجرتوں کے متعلق مستقل عادی مقرر کیے۔ مگر باقی تمام تقویوں کی تدوین اور تحقیق اِنگلیک ایک رُوسے تمام مسئلے کی تصدیق، اِجماع علم صدیک کا کارناماں ہے۔ مسئلہ استصحاب طبعی (یعنی جو قہمی اور سابقین شق)، کا دعوے اَوّل اقل مسئلہ ارتقا ہے اور بعد ازاں مسئلہ ارتقا اِجماع میں یورپ کے دو غیر معروف طبعی فلسفہ دانوں نے کیا، مگر اِندوں اور وائے سے مسئلہ ارتقا ۱۸۵۸ء میں اِکھو اِرسو نے

اور صلاحیت کا خاتمہ ہو گیا ہے!

(تہذیب و تمدن، ص ۲۶) دریافت کر کے پایہ تحقیق تک پہنچا دیا۔ اس وقت سے آج تک اس مسئلے کی رد و عدم میں شہادت برسرِ بل ہی ہے حتیٰ کہ آج اسکو علم جدید کی مدینیات میں شامل کر لیں سامعین حکم کے نزدیک کچھ قابلِ اعتراض ہیں۔ اصل کتاب میں اس کے متعلق لفظ استعمال کیا گیا ہے (دیکھو ص ۱۱۰) مگر لفظ کا لقب فی الحقیقت اس کے تالیف میں نہیں، اگرچہ قرآن حکیم کی مستقل اہمیت قابلِ مدلل حقیقت کے، مالمقابل اس نامکمل اور غیر مستقل مسئلے کو یہی لقب یا بار بار وہ مورد ہے!

مسئلہ ارتقا کی محولہ بالا چوتھی شق، یعنی مسئلہ انتخاب طبعی (ص ۱۱۰) کی صداقت پر جو اگامی حملہ حال ہی (۱۳۴۲ھ) میں جامعہ کیمبرج (برطانیہ) کے دو معروف الاسم حکماء ڈاکٹر ویلس اور ڈاکٹر نیول نے کیا ہے اس نازل ہیں کہ اسکی اصالت تردید باقی نہیں رہی۔ اس کتاب میں کیا گئے اسکی کسی قابلِ ذکر علمی حلقے نے اس حکم کے دعوے کی اہمیت کو تسلیم نہیں کیا، اور جدید استنباطی اور متحرک الدلائل کی باہر انتخاب طبعی کے اصل اصول کو مشکوک قرار دیا ہے۔ کیمبرج میں ان وقت تک تھا مارا سے اس صہارت کا دعوے سے کہ انواع و اقسام حاضرہ کا مدے میں پر مختلف قعائے مصلح کے قاعدے کے ماتحت رہ کر رہیں ہوں، بلکہ شروع سے ہی قدیمیت ظہور اور مدہیت قیام کے مدے میں یہ توسیع و تنکس حاصل کرتی رہی حتیٰ کہ کسی ایک ماقی یا فاسدہ بیج کے رقتہ توسیع کا حال صرف تقسیم کے حسانی قاعدوں کے دینے سے مدوم ہوتا ہے۔ اسی نقطہ نظر سے اس کے نزدیک ہمیں کے قدر و اہمیت کی توسیع ہی مدے میں یہ جوتی رہی ہے جس سے کہ صلاحیت اور قدیمیت کے اعداد و شمار کے درمیان کوئی اتفاقی تعلق ظاہر ہوا ہو جس کی مدے سے حساب لگائے میں یک گورہ سہولت پیدا ہوگئی ہو، مگر ظاہر ہے کہ فطرت کا یہ کارنگا عظیم السان کے تسلیم کیے ہوئے وضعی قاعدوں کی یا بدی سے ہمارے نیاز ہے۔ جس کوں و مکان کے ہر شعبہ بعد و حیثیت کی بنیاد وسیعی و عمل پر ہے تو سعی و عمل کا قیام ہی عین صلاحیت ہی اور علیٰ ہذا القیاس صلاحیت کا وجود ہی عین قیام و بقا ہے۔ پس اس مقام پر سے مدت قیام کی مداری اور صلاحیت و مدت و مترادف استیسا میں اس کی اصل ایک ہی ہے۔ یہی قرآن عظیم کا دعوے ہے۔ اور یہی مسئلہ ارتقا کا اصل اصول۔ اگر قدیمیت ظہور اور کثرت و تنکس فی الارض میں کوئی ظاہری تعلق پیدا ہو گیا ہے تو وہ بھی اسی طبعی تردید کی مدے سے ہی نہ اس مدے سے کہ قانون بقا و فنا کے متعلق کوئی نیا انکشاف ہوا ہے جس کا اعتراف یہ خطہ لوگوں سے نہیں ہو سکا۔

۴۰ اثر و ہول اور انبیال کے متعلق اس احوال کی تفصیل کے لئے علم طبقات الارض کی مفصلہ میل معلومات کا یہاں پر لکھ دیا ضروری ہے۔

بقدر الارض، یعنی کرہ زمین کے سطحی غلاف کی تعین اور تلاش کر کے فطرت کے طالب العلم پر یہ امر واضح ہوا تھا کہ سطح زمین کا وہ حصہ جو اسان کے دست قدرت میں ہے، اور نہایت ایک کدال کی روئے بیج سکتی ہے، دو قسم کے اجزاء میں تقسیم ہے۔ ایک حصہ جو نسبتاً مختصر ہے اس چٹانوں کا ہے جو وقتاً فوقتاً زمین کے سطح سے تیار حالت میں آتش فشاں پہاڑوں کے دانوں سے نکل کر سطح زمین پر جمتی گئیں، اور بعد ازاں اس نمل مدار کے عظیم الشان توڑے بن گئے۔ یہ سب چٹانیں نہایت سخت ہیں، اس کے ریں یہ پہیلاؤں کی کوئی ترتیب نہیں، ان کے اندر کسی مندرجہ حیوان کے بقیہ آثار کا نشان تک نہیں۔ جہاں جہاں غلاف زمین کا کوئی کمزور حصہ سے وہاں یہ چٹانیں اسکو بھاد کر مودار ہو گئی ہیں۔ قدیمت کے لحاظ سے ان کی ترکیب میں کچھ کچھ کمیادی تغیر و تبدل ہوا ہے مگر باہر فن کے لئے ان اجزاء منقسمہ کی مستحاط کچھ مشکل نہیں، اور اگر کوئی تہ متفقہ نظر سے تو جو زمین اسکا یکدم مفصلہ کر دیتی ہے۔

دوسری قسم چٹانوں کی وہ ہے جو طبقہ یعنی تہ در تہ ہے ایک تہ نہایت سلیف سے دوسری تہ کے اندر جمی ہے۔ اسکی سطحیں بھی قریب قریب ہموار ہیں۔ نہایت نازک اس کے ادائی اعزاء، اسکی ظاہری ساخت، اسکی جوڑیسی مات اور کمیادی ترکیب دوسری تہ سے جدا ہے، کوئی نرم ہے

قرآن حکیم نے اس آیت کریمہ میں آفرینش کی بقا و فنا، اور اقوام کے عروج و زوال کا وہ مہتمم بالشان کلیہ بیان کر دیا ہے جس کی صرف پہلی حق کی صلیت کو یورپ کے طبیبی فلسفی طبقات الارض کی مسلسل تفتیش و تفحص کے بعد ابھی ابھی پہنچے ہیں۔ غیر ناطق حیوانات میں چونکہ ایمان کی انسانی طریق پر گنجائش نہیں اور عمل مقتضائے طبیعت ہے، اس لئے فطرت کے حال و احوال کا ان کی ضروریات زندگی سے تطابق

(بقیہ بحث المص صفحہ ۲۷) کوئی صحت کسی کے احراہایت مارک دقت سے ہے میں کسی میں چھوٹے چھوٹے ساحل کے گھسے ہوئے گول پتھر ٹکڑیاں من گئے ہیں، کسی کے سالمات اس قدر ہیں کہ بیکل تمام ان کے اتصال کو تسامت کا جا سکتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ سورہ فاطر میں اسی حیرت انگیز اور جلیل الشان حیوان کی طرف اشارہ ہے جن کی حقیقت کائنات سرگزشت کم میں اذکواہ مطر انسان نے ہزاروں برس تک سنسے سے ہکا کیا۔ اور اسی ڈیڑھ سو برس میں گدھے، کر معر کے جملہ طبیعی حکما اپنی ماں کو کھوں میں انکڑن سے بھلا کر ہوئے، اور ان کی گت پیڑہا ستان کو ش کر ایک عالم کو جو کر دیا، اس میں انکو قرآن حکیم کے انک اہم حصے عمل کر کے دیا کو معرفت خدا کے فلک الافلاک پر پہنچا گئے!

وَكُنْ أَتَجَمَّالِي حَكْمًا وَتَرْتِيضُ قِيَمًا حَتَّى تَكُونُوا كَوْنًا وَتَعْرِضُوا لِمَوْجِدِهِ (۳۵ ۳۶)

اے سائیاں میں کیا تم نے اس حیرت انگیز حقیقت پر غور نہیں کیا کہ اذکواہ مطر جو اسی آیت کریمہ کے متروک میں ہے کہ پہاڑوں کے اندر عظیم الشان طبقے میں جس میں سے کوئی سفید ہے کوئی سرخ، ان کے رنگ جدا جدا ہیں اور جس میں سے ایسے بھی ہیں جو ٹھنک کا لے ہیں درمیانوں کو دیکھو کہ وہ کادہ ستاں سا ہے ہیں، سو کیا انکشاف کر رہے ہیں، صرح کیا کہ رہے ہیں، اور ان کی غلبہ اور معرفت کا کما گراں ہما سبق دے رہے ہیں، کالے کیاسے ہما ہمیں محسوس ہے ہیں!

اس طبقوں کی متوازی حدیں، انکی ہموار سطحیں، انکی ظاہری ساحت اور جوڑی ماب، ان کے مختلف اور متقابل رنگ، الاما حال اس نتیجے پر پہنچا دیتے ہیں کہ یہ سب احاطہ پانی کی تہ میں اور سمندوں کی وساطت سے سے سطح زمین کے مختلف مالوں اور مادیات کے مکمل اور خدات آمیز پانی جمیل اور سمندوں کے پانی میں ملکر ساکن ہو گئے۔ وہاں ہر آہستہ آہستہ انکی لچھیں (رسوبات) تھوں میں منتقلی گئیں اور وہ وقت کے باعث ہزار گز کی تہیں میں گئیں ایک تہ کے اوپر سطح زمین کے تبدیل احوال کے باعث، دوسرے رنگ، سامت اور قیاس کی خوشی۔ تبدیلی موسم طوفان باجواک اور حرکت انہار کے بخاری اثرات (تحریر قوی)، ششم اور طبیعی مباد، ارلان و بیج بستہ کے کیما دی اور ادائی اعمال (تحریر مطری)، اور تصادم ملامح تدویر ہر حرکت کی رسمی شکست و سخت (تحریر ہجری) سے ان طبقات کی تدویر کی تعمیر مستقل حصہ لیا۔ پہر ان کے اوپر کا پانی لٹا لٹا رہیں یا انکو قیاسی انقلاب کے باعث رفتہ رفتہ خشک ہو گیا، اور یہ طے سطح زمین پر نمودار ہو گئے۔ بعد ازاں اوپر کے طبقوں کے کروٹوں میں بوجھ اور میں کی اندرونی حرارت نے قریوں کے معدن رسوبات کو پتھر کی مانند سخت کر دیا، اور مختلف چٹانیں میں گئیں۔ سطح بھی ہر سرد و بھیل، مکمل معمولی تالاب کی تھوں میں یہ رسولی طبقات اور برورس رہے ہیں اور ہر صاحب نظر کو اسی تعمیر و شکست کا سبق دے رہے ہیں!

لیکن جو حیرت انگیز مستحار ان آبی اور ترسیمی اجار میں نمایاں ہے وہ ان کا حیوانی ہڈیوں اور ڈھانچوں، ان کے قدیموں کے نشاںوں، اور بنائی تھوں اور تھوں کے قوتی آثار (کا زات) سے معمور ہوا ہے۔ سطح زمین سے کئی کئی ہزار گز، بلکہ بعض اوقات ہزار چار میل نیچے تک یہ ہڈیاں کیسی دکھائی طور پر تبدیل شدہ حالت میں ملتی ہیں۔ بلند ترین مسقوں میں مرے ہوئے حیوانوں کے سالم ڈھانچے ٹکڑی جسد کے معمولی رقبہ بدل کے بعد پائے جاتے ہیں۔ ان کی ٹکلیں بالکل صمد ہیں لیکن احرا ٹکڑیاں متحدہ تھ گئے ہیں۔ بعض کے اجرا چلنے سے بدل گئے ہیں، بعض لوہا یا تاجا و جیرو میں چکے ہیں۔ قرآن حکیم میں عظام کی ہی بدل ہوتی ہے کی طرف علماء اشارہ کر کے حدافرا کوش اسان کو نصت کا عبرت انگیز سبق دیا گیا ہے،

اور جوں جوں اقوام عالم ترقی کی ٹنگ دو میں ایک دوسرے پر سبقت لیجا رہی ہیں انفرادی محبت اور اجتماعی حفاظت کا سوال اور بھی لاینحل ہوتا جا رہا ہے۔ آج معاشرت کی اس حیران کن مسابقت میں تمدن کی اہمیت ضروریات، اور تہذیب کے اُن گنت لازماً جزو زندگی بن گئے ہیں، علم کی حیرت انگیز جدت آفرینی اور عمل کی تحیر العقول جولانی نے میدانِ حیات ناقابلِ گند کرویا ہے، ذرائع کی ناقابلِ یقین توسیع کے باوجود

(بقیہ تحت اہم صفحہ ۲۹) عینِ عرب اعمال کا ختمِ حود متاخر کر دے اس کا ردی کھاؤ، ترقی اور انسودگی کے ایم ملد چپ رہو، ہلکس اس مات کو یاد کرو کہ تم نے ایک نہ ایک دن اُسکے حضور میں کھڑے ہو کر سب اعمال کی جواب دہی کر لی ہے۔

کتاب طرک کی ارجحیت، گیارہ ہجرت کو بہتین نظر رکھ کر مغرب کے طبعی حکمائے اچارز میں کے اُس حصہ عطی کو جس کی تخلیق سمسدد کی وساطت سے ہوئی یا بجڑے ٹپے علیہ الف تداور طویل الذات رماول ہی القلہ اولیٰ۔ "القدیمۃ الاخریٰ" الحسان الوسطیٰ التحلید القاصیٰ اور التحلید الاولیٰ کے صورت پر مشتمل کیا ہے۔ پہلی قسم ہی القادیمۃ الاولیٰ کے طبقوں میں جکی گمراہی زمین کے نص حصوں میں میسلوں تک پہنچتی ہے اور جادو سب طبق کی تہ میں ہیں کسی ذی حیات مخلوق کا باقی نشان آشک نہیں ملتا اگرچہ ان کی تھوں کے اندر مض مشکوک سی بکیریں اور سوراخ پائے جاتے ہیں جسے شہرہ پڑتا ہے کہ وہ کسی بے استخوان حشرات الارض کے نشانِ قدم ہیں۔ باقی چار حصے حیرت انگیز ترتیب اور تسلسل کے ساتھ عجیب عرب حیوانات کے قیہ آثار (ذکرات) سے تیر ہیں، سطح زمین کا کوئی حصہ اُن سے عالی ہیں۔ القادیمۃ الاخریٰ کے طبق میں جس کی تقسیم چند نمونے بڑے حصوں میں کی گئی ہے، اردگی کے آثار غیر مشکوک طور پر نمایاں ہیں استخوان کے عام مقدار کا متعلق غیری غیری (ایسی پڑھ کی ہڈی کے بغیر)۔ پہلے حصے میں (خود ہی حیوانات سے قطعاً) سطح کے نشانات کا باقی رہنا نامکن ہے، سرطانات قشری حیوانوں (القشریات) کی ایک تعداد کثیر باقی عاتی ہے حواج سطح زمین سے قطعاً باہر پھٹکے ہیں۔ اسی حصے میں اسح، مصلیٰ اور دو رنگی حلازوں (گھونگھے) کی ابتدائی نوعیں دیکھا جاتی ہیں۔ دوسرا حصہ اس سطحی انواع سے سبباً کم آتا ہے۔ مگر مراح (موسکے) کی فی الحال نایب انواع، اسح، شکوہ القشری (دیچدار حلازون، اور ناموجود شہابی حشرات سے پر ہے۔ تیسرے حصے میں قشریات، شکوہ حیات کے باعث نہایت قلیل التعداد اور کھف ہو چکے ہیں، مگر کچھ مائیکرو حیات کی اشدا ہو رہی ہے۔ دیبا کی حلازون معدود ہیں، ریرہ کی ہڈی (ذی غیری) جانوروں کی نشان اول کہیں کہیں نمودار ہے مگر نہایت ابتدائی اعضاء کی ترکیب کی مچھلیوں کے سوا اور کوئی حیوان اس حص کا کہیں نظر نہیں آتا۔ چوتھے حصے میں القشریات اعضاء کی ارتقا کے ہزار پائے بن گئے ہیں انکی عرق، جن کی کوئی مترت سبب ملتی، کہیں کہیں جلوہ گر ہے مثل (چوٹی) کی ابتدائی انواع، پر دار اور بے پر، دونوں پائی جاتی ہیں۔ چوتھا حصہ طوق مچھلیوں کی بے شمار پیدائش سے پر ہے ارضی حیوانات کی اکثر انواع وہی ہیں جو تیسرے حصے میں تھیں مگر اقسام نسبتاً مست زیادہ ہو گئی ہیں، مراح کی کثرت ہو، القادیمۃ الاخریٰ کے طبقات کا پانچواں حصہ زمین کی انقلابی تسود کا وہ یادگار زمانہ ہے جس میں انسان کی آئندہ ہمدی کے عجیب غریب سامان پیدا ہوئے اس زمانے میں سطح زمین پر نباتات کا وہ عظیم الشان قدرۃ جو اسکی مثال آج تک پر پیدا ہو سکی۔ بڑے بڑے سرشک درخت جس کے تنے موجودہ درختوں سے کئی گنا بڑے تھے سطح زمین کے سب بالا بہت میں پھیل گئے۔ ہزار اقسام کی نئی نباتات کا ظہور ہوا، مالاخر اسی مسر بنر نباتات کے ہزاروں میل تک پہلے ہوئے خراسان یا باب ہیلیوں اور قلعہ میں جمع ہو کر صدیوں کے بعد معدنی کوئلہ بن گئے، جس طرح یورپ کی بے مثال ترقی اور ترقی الاصل کا اکثر حصہ قرآن حکیم میں اسی اہم صحت حد کا تذکرہ، اور اسی بے مثال مستعانی کامیاب سورہ یونس کے اندر ہے (سورہ طہ میں شہنگ علی (عزراہ) نے جانا اور کیا اشارہ ہی اسی معدنی کوئلے کی طرف ہے حکاک ذریعہ (۱۳۵) ص ۲۸ میں ہو چکا ہے)؛

ذاتی آسائش مفقود، اور بین الاقوامی امن ممتنع الحصول ہو گیا ہے، عمران و حفظان صحت کے التزامات آبادی کی لگاتار کثرت پیدا کر رہی ہے۔ ہلاکت کے شہر شکن سامان اور ہر بادی کے کوہ پاش وسائل کا ہتھکڑا کرنا ہر تمدن قوم کا منہ تائے عمل ہو گیا ہے۔ وہ دعویٰ کا مرکز جو انسان کو نشا و اول میں قلیل سی قلیل سعی اور اوسے سی اوسے تدبیر کے باعث بل رہتا تھا آج انتہائی جلد و جہد کے بغیر میسر نہیں ہوتا۔ علاوہ ان

(نقیہ تحت لہر ص ۳) قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۚ وَالَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا هِيَ خَشَافَةٌ ۚ قُلْ قَدْ فُؤ ۚ (۳۷-۴۹)

اسے محمدؐ ان مسکریں امت کو جواب دو کہ تمہاری وسیدہ بی بیوں کو از سر لوسہ وہی حلق عظیم کرے گا جس نے اول بار ان کو میت سے ہست کیا تھا، اودہ اپنی پیدائش کی جہی ہر جہ کے سب کبھی حال، اور اس کی تمام حکمت سے سمجھی واقف ہو وہ کار سہا حلیل اور وہ سائے نیم ہے جس نے تمہارے استعمال کے لیے سرسبز حلقوں کے وسیدہ نموں سے آگ کے عظیم اتال حراسے

پیدا کیے اور آج تم اسی حراول کو اسے مصرف میں لا کر ترقی کے مام ملد چرچہ رہے ہو

آج ان گراہا حراول کے ترقی و ترقی طے ہر راہ گر گرسے۔ وسطیورپ اور امریکہ، وسطی ایشیا اور مشرقی ہند، روم، عرب اور مصر کی سرزمینوں میں دے ہوئے انسانی سعی و عمل کا افسار کر رہے ہیں۔ معذیات میں کے اسی حقہ کسے میں پرواز مچھلیاں کثرت سے دنی ہیں۔ گویا مچھلیوں کی نسبتاً ادنیٰ مگر استخوان از مخلوق کے ارتقاء سے پرندوں کی مقابلہ علی مخلوق کے ابتدائی اسباب پیدا ہو چکے ہیں۔ انکی اقسام ترقی کرتے کرتے موجودہ مچھلیوں کے لگ بھگ بن چکی ہیں۔ وسیع اور لوی طرز، کیرے اور کورے زیادہ طاقتور اور تر و تعصانی رکھنے والے ہیں۔ لیکن جس خاص صفت کا طور کس عہد ارتقاء میں اول مرتبہ ہوا وہ میٹ کے بل چلنے والے راستہ ہیں۔ ان میں سے ایک نوع کسی شفق دار اور مچھلی کی ہے جس کی ایک باقی قسم اسی نمک بینڈ کے بعض متعلقہ جزائیں میں مسک مسک کر اسی حاس کے آخری دن گذار رہی ہے!

لیکن طبقات زمین کے اس تک پہنچنے سے قطع نظر الحیات الوسطی کے طبعی بحیثیت وہ حیران کن طے ہیں جس کے اندر اس خلق عظیم کی کس پائی سے زیادہ واضح طور پر آشکارا ہوئی ہے۔ دیانی اور ساحلی کس کسے قدیم قسری سلطانوں اور عقروں سے ارتقا کرتے کرتے موجودہ کیکڑوں کے متشابہ بن گئے ہیں، مچھلیاں مدعا ستر و اصل تر ہو رہی ہیں، ان کے پھیپھڑے اور سر استخوانی ڈھانچہ اور تاسا توہیں آجکل کی مچھلیوں کے عصا سے مشابہ ہو چکی ہیں۔ میٹ کے بل چلنے والی مچھلیاں (حرول) ہایت تیز رفتاری سے ترقی کر رہی ہیں ان کی متغایں رفتہ رفتہ موجہ حراریں کے دندان دار ہو رہی ہیں۔ ایک گروہ اسی جنس کا دیانی مسک خستہ چاکر چکا ہے۔ جہاں پہ انجیل کے دیانی دودھ پلانے والے حیوانوں (دات اللہی یا مریعات) کا پوتہ خیمہ رہا ہے۔ الحیات الوسطی کے اسی پہلے حقہ طبع میں حرارین کے ذریعہ ارتقاء کے باعث رضاعی حیوانوں کے مشکوک یا متنازعہ آثار بھی مائے جانے ہیں۔ کثیرہ اعصانی خاصیات اور انکی امتیازات حواس جنس کے لیے مختص ہیں، بعض اعلیٰ اقسام کے حرارین میں مودار موری ہیں۔ دوسرے حصہ طبق میں حروری جنس کے حیوانات کی یہ جہت انگیز کثرت اور پورک شش ہوئی ہے کہ ان کے نعیدہ آثار کو دیکھ کر محض دنگ رہ جاتی ہے۔ ٹوٹے ٹوٹے عظیم الشان پتھروں کے بل چلنے والے جانور جس کے ڈھانچے کئی کئی گز لمبے ہیں اور کچی رانوں کی قد آدم کے برابر ہڈیاں اور گروہ لہی میں ان کو تذبذب کے حال کر دیتی ہیں، اس راسے میں سطح زمین پر مہرور کھائی دیتے ہیں۔ ان ڈھانچوں میں تم قدم، چنگال قدم، اور سچہ قدم، تیسرے قدم کے حرور

الغرض عقل کی بے اندازہ کار فرمائیوں اور فوق الفسورۃ چارہ جونیوں نے آج عقدہ معاش میں یہ صورت اشکال پیدا کر دی ہے جو فی الحقیقت ناقابلِ تحمل ہے!

إِنَّا عَرَصْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَلَيْنَ أَنْ يَحْمِلَهَا
وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا كَثُورًا (۲۰۳۳)

(یعنی تحت آسمان ص ۳۲) کہ ہمد کی سرحد میں ہیں دیانے علم کے و رب بکس مگر اس کا ذمہ چاہا اس قدر میں تاکہ تیس ہر اس کو مکمل لٹھا کر دی
حکیرے حاکم کے ' العرص جس حیرت انگیز طریق پر ریت زمین و آسمان کی اس ہولناک اجاس بے اسان کے زمین پر طاری ہوئے سے پتہ پتر
رور کپڑا تھا، اس سے گماں ہو سکتا تھا کہ اسان جیسی ظاہر کرور، لور اور دے ذوالخلق ان کے ہونے ہوئے کچھ حط و قیام حاصل
کر کے گی، مگر نتائج فطرت کو ان کا دے میں بری رنگ رکھا منظور تھا، کارخانہ طبیعت کے اہل قوا میں ان کے تحمل فی الارض
کی محال میں تھا، لہذا طبیعت کے یہیم محالے میں انکی حساست، انکی قوت لایوت کی مقدار، ان کا ممتنع السیر، کابل الوجود اور
عقلی لسل ہو باہی ان کے تھا کمال تھا، وہ سکے سب ان کا قلیل مدت میں صفحہ میں سے محو کر دے گئے، اور با عمل اور صلح ترجموں کو
ان کا حاشیہ کر دیا گیا۔ انجیات الوصلی کے بلند ترین طبقات حقدان احساس سے برسرِ طرقتے ہیں، اسبقہ المحدثہ العصبی کے احجار کا
حک عمل اسے نسبتاً حالی پایا جاتا ہے۔ مقدم الذکر مانے کے ربر و لاس طبقات میں ان کے حیرت انگیز حوال و میں کثیر کے بعد طرقت
طریق میں ان کا کما کما بعد مہم ہو جانا فطرت کے طالع علم کے لئے اربس عسرت آموز ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سسی و عمل، ہنگے دو، صبر و
اتلا کے اس عظیم الشان عمل میں انکی سسی کچھ مشکورہ ہوئی، بیع کائنات کو جو مدت عودت سہ روز سسی و عمل میں مصروف ہے، اور ہر آن مٹتی
تعم حق فی سانی کا مصداق ہے، ان کا محمود، ان کا ناکارہ، انکی گرا خانی کچھ پسندہ آئی، اہلک دو، یوم کے انداموں کو روئے زمین
سے جک کر دیا گیا قرآن کریم میں سورہ قصص کے اندر اس رب عظیم کے ہی بے مثال اختیار کی طرف اشارہ ہے جس کے مطالب کی عظمت
طبقات میں کی ہر کتاب عظیم میں مجسم حود کچھ صاحب فطر کا کچھ مانا یقینی ہے!

وَذَٰلِكَ خَلَقُوا مَا مَسَاءُ وَبَحْثًا رَّوْمًا كَانَتْ لَهُمُ الْحَيَاةُ وَدُسُخَسَ اللَّهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (۲۸ ۶۸)

اور اسے عمدہ تیرا برودت گار میں آسمان کے اس سیکر میں عطا ہوا ہے یہاں کرتا ہے، اور ہر پیدا کرے کے بعد ان کی سسی و
عمل کا امتحان لیس کر جو مخلوق چاہتا ہے پسند کر لیتا ہے، اور جس کو مناسب سمجھتا ہے روئے زمین سے محو کر دیتا ہے (بَحْثًا رَّوْمًا)
حود صی مسود اور حاکم علی اسانوں نے اپنی طرف سے گھڑپے ہیں انکو تو عظیم الشان اختیار کچھ بھی نہیں، اسے ساکباں میں
وہ حد اسے عظیم ان کام میں گھڑت اطاعوں اور مسودوں سے مدد حاصل فرما رہا ہے جس کو لوگ اس کے رابر مالتے رہتے ہیں (ذکر کائنات)
اور سچ پتہ یہ کہ اگر اس قیام و عمارت، اس قدر تسول، اس ما وفاق اور اس شکست و صلح کے حتم یا کرنے کی کوئی مشروط قرآن کریم نہیں
کرتا ہے تو وہ بھی مغربی طبیبوں کی علمی تحقیقات کی تائید میں عمل صلح ہی ہے جو اس آیت کریمہ سے پیتر کی آیت میں توصاحت تمام مایاں
کر دی گئی ہے

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ الْإِنْسَانَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۲۸ ۶۴)

یہ جو مخلوق ان کے قانون کی طرف کٹ اتی رہا، اور جسے ایمان کی اہل جو میں اسے اند قائم رکھیں (افق) اور جسے عمل صلح کے توفیق ہے،
کہ وہی اس کے لئے عمل میں کامیاب ہوگی (نور ایمان کی تحصیل کے لئے اسی سمت یہ ہے گریبا یک جہی ترجمہ کر دیا گیا ہے)

ہم نے فہم و ادراک کی امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے پیش کیا کہ شاید وہ اسے قبول کر لیں
مگر انہوں نے برہان حال میں عظیم ذمہ داری کے حامل مجھے سے انکار کیا، اور اس کی اہمیت کو پا کر خوفزدہ
ہو گئے۔ بالآخر انسان نے اسکو اٹھانا قبول کیا مگر وہ حقیقت ٹرائی ظالم اور بڑا ہی جاہل تھا جو یوں
ماحق ایسے آپ کو مصیبت میں ڈالا!

عالم الغیب کے حضو میں شاید تمدن کی اسی رست و خیز، اور عمران حاضر کی اسی نفسا نفسی کی قیامت نما

(فقہ تحت البتہ ص ۳۳) ایک اور موقع پر اس اسی مضمون میں خدا کا مقلع گردانا گیا ہے، ساکنان زمین کو قافلوں طقت اور کم خدا کی
کامل متاحت کی ترعیب ہی گئی ہے، اور اس کو ہر پاک کر کے کسی خلق حدید کے شکست فی الاض کر کے کی دھکی اپن حیرت بھر حسرت
صحت اور وقوف سے دی ہے کہ اعمال خدا کا علم رکھے والا انسان بے اختیار رازد جاتا ہے لیکن یہ کیا ت کرے ایسے اہلی رگ میں لامحالہ
اُسوت نظر میں گی جس کتاب کے شرفا بیا چھٹی جلد میں تمام سورہ کا مربوط ترجمہ کر دیا جائے گا،

بَا أَفْهَامُ النَّاسِ أَنْتُمْ الْعَصْرُ آتَى إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ إِنَّ تَقَاتُكَ هُمْ كُفْرًا تَأْتِي رَحْمَتِي حَبْدًا وَمَا
ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ (۱۵-۱۷)

اے ساکنان زمین! تم کے کسی حال اور گڈے صنگ میں ہو ہر روح اُس خدا کے عظیم خلق ہو، اُس کے لطف و کرم کے مقلع
ہو، ہدایت اور ہدائی کے مقلع ہو، قافلوں پر چلنے کے مقلع ہو۔ اور اُن کی یہ تائیں ہے کہ وہ تم سے شکستے یا نہ ہے اور ماحود
اِس نے یاری کے سر اور حمد ہے وہ اس قدر ہے ہر خدا ہے کہ اگر تمہارے اعمال کو دیکھ کر مناسب سمجھے تو تم کو توجہ دے گا
یکسر جاکے، اور کسی نئی مخلوق کو تمہاری جگہ لاساے، اور حالے رہو کہ یہ خدا کے لئے کچھ بھی دشوار نہیں (وہ تم سے پہلے بنا
اسی طرح کر چکا ہے، اور یہ کر کے میں اُنکو کوئی تکلیف نہیں ہوتی)

ایک عجیب و غریب مشاہدہ جو یہاں پر صلاحیت کے صحیح معہوم سمجھنے کے لئے ہدایت غور طلب ہے، اور الحیات الوسطی کے ان عظیم الشان
ارتدہوں کے متعلق کیا گیا ہے یہ ہے کہ وہ اکل کے ٹرے سے ٹرے قساقوں اور ساقوں کے بالمقابل ہدایت چھوٹے چھوٹے قساقوں کے
تھے بعض حالات میں، مافی جسم کے تناسب کو پیش نظر رکھ کر کائنات سر و حجم (مجموعہ) میں سبب اندازہ مختصر تھا، بعض میں گوشت اور عصب کی
زیادتی کے باعث نظا ہر سر کا فی شاد کھائی دیتا تھا، مگر حق و دماغ قابل عقید طور پر تنگ تھا، حتیٰ کہ موجودہ مگر مجھ کا دل و تناسب بدل کے
جلاط سے دس گنا بڑا ہے۔ اِس مشاہدات سے یہ نتیجہ ادا کرنا کچھ دورا کار نہیں کہ شکست حیات کی اِس شکست فاش میں جو ان حیوانوں کو غلبہ
ہوتی و دماغی قومی کو بھی بہت شرا و دل تھا۔ کمزور دماغی طاقتوں والے حیوان مقابلہ حلد مٹ گئے و جن کی قوت مند کہ بڑھتی گئی معمول پر ہے
انگل اسان کی بطور میں جو قوی اور گندہ ہی کا غمہ گد حاصل ہے مگر اُس کا اسان کے لئے مفید ہونا خود اس کی نسل کی حفاظت کر رہا ہے۔ اگر وہ
بھی مراحت حیات کے میدان میں اور حیوانوں کے بالمقابل حجم رکھتا ہو جاتا اور انسان کے سایہ عاطفت میں پناہ لیتا تو شاید کبھی کا صنف
زمین سے ناپود ہو گیا ہوتا۔

التجدید القصوری کے ادنیٰ طبقات زیادہ قرآن و دیر یہ حیوانات کے آثار سے نہیں جو القدیۃ الادنیٰ کے واسطے سے رفتہ
رفتہ ارتقا کو کے ستر گئے ہیں۔ حلوں اور سفح، عبتان (چھپیلیاں)، ہار پائے، مرغان، کم نہا چھپیلیاں، قبتہ دار حلوں، حشرات الارض
شعاعن بحری، خاربت بحری، وغیرہ وغیرہ نہایت کثرت سے ہیں حلوں (چھپیلیاں)، حلوں (گرگٹ) انسان (اڑتے) احمقین (مغاری) اڑتے
نسل (گرگٹ) افسان (چھپاؤ) وغیرہ و غیرہ نسبتا است کم ہیں لیکن پرندے سے غیر متلوک طور پر نمایاں ہو گئے ہیں اُن کے منقار و منادیاں

تصویر درپیش تھی جو انسان کو قبولِ امانت کے وقت ظلوم و جہول ٹھیرا تھا، مگر تصویر کے اس تاریک پہلو سے ایک لمحے کے لیے قطع نظر کر کے جو اہم سوال آج اس نے مانے میں پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ سلسلہ ارتقا کے رو سے وہ کونسی صلاحیت ہو، اور قرآن کریم کی لازوال صداقت کے متبع میں وہ کیسا ایمان اور کیا اعمال صالحہ ہیں جسے آج اقوام یورپ کو مادی ترقی کے انتہائی منازل پر پہنچا کر 'اعلون' بننے، اور

وعدیہ تحت لہٹ مسعر ۳۴) گویا ہوائی مشاعوں سے ارتقا ظاہر ہے۔ رصاعی حیوانات کی بعض نامکمل نشانیاں بچے جھٹے کے صراغِ اعلیٰ طاق ہیں مودار میں مگر ٹھیکہ رصاعی حیوان اڑنے جھٹے میں بھی سمٹ کر رہتا ہے۔

انجمنیۃ الاولیٰ کے اعلیٰ طبق میں بھی قریب قریب ہی حال ہے، مگر اکثر احساس کا ہنر اور صلاح تر ہو کر مایل اور پیش نظر ہے۔ لیکن انجمنیۃ الاولیٰ کے طبقات وہ سبق آموز اور عبرت انگیز طبقات ہیں جن کی مخلوق کے مطالعے سے سطح زمین کی موجودہ مخلوق کا تذکرہ کیا ارتقا انظر میں آتا ہے ان حصص میں حیوانات کے آثار قیہ ہمارے شہادت اور حاکمات کے ساتھ ملتے ہیں۔ ادنیٰ حیوانات کی ایک شادمانہ اور ترقی کی ہوئی ملتی ہے حرار کی قسم کے حیوانات اکثر ناز و دوہو گئے ہیں مگر رصاعی اجناس کی ایک بہت بڑی نگہداشتی نگاہ، اور ملاؤ اور دل مچھلی (حوت) کی صورت میں پیدا ہو رہی ہے، مچھلیاں آٹھ کی ساحلی مچھلیوں سے ترکیب انحصار میں زیادہ مشابہ ہو رہی ہیں مگر مچھلی اور سسار کی کہیں ہڑت ہے، عقرب، عنکبوت، ہیرا پانچ وغیرہ عموماً ایک حد تک قائم ہیں، حشرات الارض کی سب قسمیں کثرت میں، پتنگے اور تیریاں پہلی وعدہ علوہ گریں، بیٹ کے مل چلنے والے جانوروں کی یادگار میسڈکوں میں رہ گئی ہے، پرندوں سے لہی چرخوں کے اندامات رکنا قطعاً چھوڑ دیا ہے، لیکن ان کی حس کا داخلی ارتقا حیرت انگیز طریقے پر ہوا ہے۔ اسی کے رد اثر سے ٹیڈ کے کھانے دوڑنے والے پردے (یعنی جوع میسڈان) علوہ گریں، ناعامہ (تشریف) اور اسی جنس کی اور انواع و اقسام صوف اور افریقہ تک محدود ہو گئی ہیں نصف کرہ شمالی، یورپ اور شمالی امریکہ میں بھی پائی جاتی ہیں گویا حد استوا کی طرف کچھ اند میں شمع ہوا۔ بیڑیہ میں آج صوف ایک قسم لہام کی رہ گئی ہے مگر اسی د سوس میں گدرے کہ تشریف سے لے بہت بڑے بڑے پردے جس کی اوج پائی چارہ گرتی پوچھتی تھی، ان اقطار میں آواز سے حکوالات حراس سر میں کے اصلی باشندوں نے ان کو درگیا۔ حزیوہ دعا سکر میں کچھ اور رات صلاں گدیں کہ ایک عظیم الشان مرجع رکھتا تھا جس کے قدام کے برابر بڑے اسی تک الف لیلہ کے افسانوں میں بطور یادگار کے رہ گئے ہیں مگر اس کا اٹا آج صرف ڈیول میں رہتا ہے۔

انجمنیۃ الاولیٰ "یا انجمنیۃ الاولیٰ کے اعلیٰ طبق کی مخلوق اور موجودہ مخلوق میں بہت کم فرق نظر آتا ہے۔ عجیب و غریب رصاعی حیوان کی ایک تعداد کثیر سے یہ سب ملتے پڑے ہیں۔ ان کی مختلف نوعیں مساحت کی گئی ہیں جن میں دل مچھلی کی قسم کے مضغاب، آبی نگاہ و اشم دار مویشی، اکثرے والے مویش، گوشت خور گرہ، کرم جو عارضہ پست، چمکناؤ، بغیر دانت کے رصاعی حیوان، اور نورن و سن الواع شامل ہیں ان میں سے ہر ایک نوع اس زمانے میں بھی پائی جاتی ہے رصاعی اقسام میں عجیب و غریب حیوانات مرا میں (گڈسٹے) ہیں، جن کی بعض قسمیں نہایت خواہاک تھیں جو باور ہو گئیں۔ انہی کی بعض حیرت انگیز قد اور انواع اسی زمانے میں ظاہر ہوئیں۔ ایک مالوں والا مال دار تھی (میتھہ) جو پہلے کا ہنر تھا اور موجودہ دو اقسام سے کم کر دو گنا بڑا تھا، شمالی سائبریا اور انگلستان میں نہایت کثرت سے رہتا ہے۔ ان کے دانت سائبریا میں اس کثرت سے ملتے ہیں کہ وہی تجارت کی محبوب تھے اس گئے ہیں۔ موجودہ میل کی بقیہ دو اقسام کا بھی انسان کی دسترس سے مدت تک محفوظ رہا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ انہی دانت کی تجارت کو موجودہ مقداریں خرید کر رکھنے کے لئے دیا میں ہر سال ایک لاکھ یا تھوڑا

یاعرب میں استخلاف ان خاص معنوں میں نہ تھا، اور نہ عرب کے متخاصم قبائل ایمان اور اعمال صالحہ کا دعویٰ کر سکتے تھے۔

درحقیقت اس آئیہ کریمہ میں، شارع فطرت نے مسلمانان عالم کے سامنے وہ عظیم الشان ستور العمل پیش کر دیا ہے جو ہر کیفیت میں، اور ہر موقع پر ان کی نفس راہی اور اجتماعی، اعتقادی اور علمی، روحانی اور مادی زندگی میں کامل طور پر کارآمد ہو سکے۔ اسی نصاب عمل میں افراد کے اخلاق کی صلاحیت، اہمال کی درستی، اعتقادات کی سلامتی، ہمت کے قیام، قوت کے توازن، دینی ہمدودی، اور دنیاوی مرقدہ الحالی کا سامان موجود ہے، اور اسی ضابطے کے اندر اقوام کے سیاسی غلبے، اقتصادی ترقی، چٹائی اقتدار، عملی ارتقا، اور تسلط فی الارض کے جراثیم مخفی ہیں۔ استخلاف فی الارض جسکا وعدہ خدا نے پاک نے بلا قید و وقت مسلمانوں سے کیا، محض ایک کمزور اور مخدوم بیخود ملکی تسلط ہی کا دوسرا نام نہیں جو مسلمانوں کو کچھ دیر ہوئی سرزمین عرب پر حاصل تھا، اور اب بھی زمین کے دو ایک ٹکڑوں پر حاصل ہے، بلکہ وہ تمام روئے زمین یا اس کے بڑے سے بڑے حصے پر کامل سیاسی اقتدار، اور کمال اجتماعی اور اقتصادی غلبے کا نام ہے۔ وہ قومی آزادی، علمی بیداری، علمی اور ادبی احیا، جمعی عصبت، اور خدائی علم و تربیت کا وہ انتہائی معراج ہے جو صحیح معنوں میں مسلمانان عالم کو کئی سو سال تک قرون اولیٰ و متوسطہ میں حاصل بنا اور معانی کی خاص حدود کے اندر یورپ کی بعض اقوام کو اس وقت حاصل ہے۔ وہ مغرب کی سیاسی اصطلاح میں امن کے زمانے میں اپنی بہتری کی خاطر ہر ملی اور بین الملی وسیلے کا اختیار، اور ایام جنگ میں اپنے بچاؤ کے لیے ہر جائز اور مناسب حربے کا استعمال ہے؛ عربین شریفین کی حفاظت، ہجرت و اعزاز کی کامل سیاسی آزادی، اور رسمی خلافت کا قیام و استحکام، اسکے کل کا صرف ایک جزو لا ینفک ہے۔ وہ آئیہ استخلاف کے الفاظ میں شارع فطرت کی اپنی بنائی ہوئی شریعت، اپنے پسند کیے ہوئے نظام عمل، اور اپنے اختیار

کئے ہوئے مسلک مذہب کا زمین حقیقی تکتا، اور مصنوعی تسلط ہے؛ وَلَقَدْ كُنَّا لَكُمْ دُونَهُم بِالْأَيْمَنِ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۚ وَلَقَدْ كُنَّا لَكُمْ دُونَهُم بِالْأَيْمَنِ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۚ وَلَقَدْ كُنَّا لَكُمْ دُونَهُم بِالْأَيْمَنِ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۚ

تفوق اور علی اور ذہنی تقدم کی وہ خوشگوار منزل ہے جہاں ایمان اور عمل صلح کی قوت افزا وساطت سے ہر شکست کا فتح میں، ہر فکا کا بقا میں، اور ہر خوف کا امن میں تبدیل ہو جانا یقینی ہے۔

جس طرح ہر متنفس میں بقائے نسل اور تحفظ ارث کی خواہش ایک طبعی امر ہے اسی طرح ہر تبدلے آفرینش سے آج تک، ہر زندہ قوم کا منتہائے نظر قیام سلطنت اور حفظ نسل رہا ہے۔ قرآن حکیم نے اس حقیقت کو لفظ اختلاف سے تعبیر کیا ہے، اور ظاہر کر دیا ہے کہ اسلام سے پہلے بھی اقوام عالم میں یہ فطری جذبہ موجود تھا۔ شارع دین نے بیسند اسی قطع کے مختلف کا وعدہ، سابقہ اقوام کی مانند مسلمانوں سے بھی کیا، اور اسی قرینے سے اس نے جا بجا وراثت زمین کے نام سے موسوم کیا ہے۔

قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْعَوْا لِرَبِّكُمْ وَأَصْبِرُوا ۚ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۱۲۸﴾

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ان مشکلات کی حالت میں اندر سے مدد مانگو اور تحمل مزاج رہو۔ زمین تو سب اللہ ہی کی ہے وہی اپنے بندوں میں سے جسکو مناسب سمجھتا ہے وراثت بنا دیتا ہے اور بالآخر حیت توانہی کی ہے جو مقام خدا سے ڈرتے رہتے ہیں۔

۱۵ اور وہ خدا کے عظیم اس دین کو جو اس نے مسلمانوں کے لیے پسند فرمایا ہے ممکن کر کے رہے گا، اور اس حالت خوف کو بھی حلاج دشمن سے لاحق ہے، اس سے مل دے گا۔

۱۶ گویا اس آیت کریمہ کے رو سے وراثت زمین وہی قوم سنی ہے جس کے اولاد میں صبر اور استقلال بدرجہ اتم موجود ہو۔ اس سائبر آیت اختلاف کو پیش نظر رکھ کر علماء الصلح کی ایک شق صبر ہے۔ استعانت اور اندر سے مدد مانگا، صلا میں عاصی کر کے ملاوہ احکام خدا سے استعانت بھی ہے، لیکن خود خدا کے معافی بھی آج مسیح ہو چکے ہیں، عیسائی کے محولہ الامانی کا قوت دہر میں آئے گا۔ عاقبت لکھنوی یہاں ہر قیامت کی آخرت کے ہیں، اور اس سے معافی ضرور ہو سکتے ہیں، مگر اس کا صحیح معنوم کسی قوم کی سنی و علی کا اس دنیا میں مسیح خیر یا بستر چونا ہے۔ اسی سنوں میں عاقبت کا اصرار آج آکر نہ ہو گا، اور ان کے قسطنطنیہ آج کا عاقبت الدنن ملکوت میں (۳۲) میں، یا آج کے اس کے ساتھ (۲۱، ۲۲) (۳۵، ۳۶) میں استعمال ہوا ہے جسے یہ ہیں۔ تو کیا یہ لوگ زمین میں جلتے ہوئے ہیں کہ ایسی آنکھ سے دیکھ لیں کہ ان لوگوں کا کیا نرا کام ہوا حوائج سے پہلے ہو گئے ہیں۔ "مُعْتَقِد" کی تہجیز میں اسی دیر ہے، لیکن ترجمے میں مطالب کی تصحیح کر دی ہے۔

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضَعُونَ مِثْلَ الْآرَضِ مَعَارِفًا لِّمَا بَيْنَ
 أَيْدِيهِمْ ۖ وَنَمَتْ بِهِ زَيْفَ الْحَسَنِ عَلَىٰ نَبِيِّ أَسْرَآءٍ ۚ نُلِّ ۚ بِمَا ضَرَّ وَأَلَزَّ ۚ ۱۳۷
 اور اس مبارک اور جبر سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا کر ہم نے اسی لوگوں کو کیا جو کرور
 گئے جاتے تھے۔ اور خدا کا وعدہ نیک قومی اسرائیل کے حق میں ٹھیک پورا ہوا کیونکہ انہوں نے عوم و
 استقلال سے دشمن کی جھٹیوں کی بدولت کی تھی۔

اسی ضمن میں ایک اور جگہ بعینہ آیت اختلاف کا مضمون ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزُّبُورِ مِن تَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ
 إِنَّ فِي هَذَا لَلْعِلَّةَ لِقَوْمٍ غَلِيلٍ ۝ (۲۱) ۝ (۱۶۰۱)

۱۶۰۱ اس آیت کریمہ میں صبر کا انجام اور یہی واضح طور پر وراثت زمین ہے۔ گویا فسر کے معنی استقلال اور استقامت سے سب شکلات کا مقابلہ
 کرتے رہا ہے، ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہا، اور اسی راوی کا تماشہ دیکھا جس پر آیت عظمیٰ مسئلہ ارتقا کی تشریح کے ضمن میں صوفیہ کے تحت اہل بیت
 اچکی ہے۔ میری تشریح کے نیچے وہاں دیکھا جاوے۔

۱۶۰۲ ال آیات اسی میں وراثت زمین کی مکمل تشریح عبادی الصالحین کے الفاظ میں کر دی گئی ہے، مصلح کی تعریف اور اسے قرآن مجید جامع و
 مانع ہے، علیٰ ہذا الشیخس لفظ عبادت کی۔ مگر یہ اس بات پر غور ہے کہ مسئلہ ارتقا کے تقاضے مصلح کا مفہوم اس آیت کریمہ (۱۶۰۲) کے دعوے
 کے تحت میں مطابق ہے۔ عبادت کا لفظ عباد سے مشتق ہے جس کے معنی عبادت کے ہیں اور وہی قوم حقیقت عابد ہے جو خدا کی عبادت سے جو
 ان کے قانون اور احکام پر عمل کر رہی ہے۔ وہ کوئی رسمی نماز گزار اور باقی احکام سے عاقل قوم عابد کہلانے کی مستحق نہیں ہو سکتی کیونکہ ملازمت
 کی شرط اول اقل کے احکام کی تعمیل ہے۔ لیکن عبادت کے متعلق مکمل بحث مہل کتاب میں آگے چل کر کیا جائے گی۔

مصلح کی ایک اہم شے اس سے ضرب بتلائی۔ لیکن اگر مصلح کے معانی کی ایک جھلک کتاب کے اس انداز میں دیکھی ہو تو اس آیت
 کریمہ پر غور کرنا ضروری ہے جس میں شریعہ کا ثبات نے نو زائیدہ بچے کو مصلح کہا ہے،

فَلَقَدْ آتَيْنَاكَ دَعْوَى اللَّهِ فَهَمَّا لَئِنْ آتَيْنَاكَ صَالِحًا لَتُؤْتِيَنَّ مِنَ الْمُشْكُونَ ۖ فَلَمَّا آتَيْنَاكَ صَالِحًا لَتَحْلُلَنَّ لَهُ نَسْرًا
 وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَعْلَمُوا ۚ ۝ (۱۸۹) ۝ (۱۹)

ہر حال کے لحاظ سے یہی کامل شہید کیا اور وہ ضرور تو عمل ہوئی تھی تو مرد اور عورت دونوں میں عاقلین تھے ہیں کہ اسے ہمارے پڑاؤ کا
 اگر تو یہ کہو یہ صحیح الاحصاء (صالح) کہنا سنا لہذا (صالح) اختیار کیا گیا مصلح ہو صورت (صالح) اور جو قوم پرستے ہی شکر گزار ہو گئے چوں
 اس دونوں کو وہ حدائے عظیمہ صوم اور سالم توانا اور تندرست (صالح) بچہ عطا فرماتا ہے تو اس معجزاتی کے ساتھ اسی انعام دی ہوئی حیرت
 شریک کرے گئے ہیں اس کے کی محبت میں اس قدر محبت جانتے ہیں کہ حد کے راز ان کو کر دیتے ہیں، اسی کو اپنا ثبوت بنا لیتے ہیں تو لوگو!
 حدائے عظیمہ اس شے سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے جو لوگ اس سے شریک کرتے ہیں۔ دیکھتے تھے کہ ثبوت حد میں آئے گا

ان آیات سے واضح ہو کہ مصلح کا مصلح ہونا اس کی حقیقت بے نقص اور تندرست، صحیح الاعضاء اور سالم الجہم ہونا ہی ہے۔ یہی وہی
 آپ کے حل شیر نیچے ادا لگا رہتا ہے۔ وہ مالک پیٹ سے بچے کا نیک پیدا ہونے سے ہے اور یہاں جو ان مکرک ہو چکا ذکر ہے اس لفظ لفظ سے مصلح
 قوم ہی ہو چکا ہے جس پر تندرست ہو، مناسب ہو، ٹھیک ہو، اُس کے ہر حصے میں یکساں سیرابی ہو، حیات کا جو ہر لطیف اُس کی ہر جگہ میں روا ہو، وغیرہ
 جب تک سنانا عالم ان معنوں میں مصلح ہے وراثت میں ان کے پاس ہی مصلح کے معنی محدود ہو گئے تو اس آیت (۱۶۰۲) کی ادا واپس ہی ہو
 جس مکرکام حدائے معنی منہوم میں رو دہل مطلقا حال ہے۔ لا مکتون (۱۶۰۲) اُس کی شہادت ہے

اور ہم رلور میں تمام احکام کی تشریح و ذکر کے بعد یہ بات لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث تو ہمارے
صلح العمل بعد سے ہی ہیں۔ ملاحظہ اس اطاعت گدار قوم کے لئے ایک نثری پیغام ہے۔

اور سورہ زمر کے حسیر میں :-

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَ قَوْلُهُ اَوْزَلْنَا الْاَرْضَ فَتَنَّاوُاْ مِنْ الْحَمْدِ
حَمْدٌ لِّسَانًاۙ وَفِعْمًاۙ اٰخَرًا الْعَٰلَمِیْنَ ۝ (۳۹ ۴۰)

اور وہ لوگ کہیں گے کہ سکر ہے اُس خدا کا جس نے اپنا یہ وعدہ بھی سچ کر دکھایا، اور اس سے پیشتر
زمین کا وارث بھی ہمیں کو نہ پایا، اب ہم ہمت میں جہاں بھی چاہیں رہیں گے، تو وہ کہو کام کرنے
والوں کا کیا ہی اچھا جسیر!

اب یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ آیہ استخلاف میں فاطر ارض و سما نے خاص مسلمانان عالم کے ساتھ
ایک ایسے کامل سیاسی غلبے کا حتمی وعدہ کیا ہے جو محض سرزمین عرب پر قبضے کے متعلق، یا اس کمزور
اور برائے نام خلافت کے قیام پر مشتمل نہیں جسکو یورپ کی خون آشام طاقتیں آج ایک لمحے کے لئے چین
نہیں لینے دیتیں، بلکہ اُس کا نصب العین دنیا کے عظیم تر حصے پر حقیقی اور تاریخی سیاسی اور اجتماعی
حکومت ہے۔ اس نعمت عظمیٰ کے حصول کے بغیر نہ تو خدائے پاک کا دین کسی معنوں میں اکتاف عالم میں
ممکن ہو سکتا ہے، اور نہ وہ خوف جو آج ہر سمت سے مسلمانان عالم پر طاری ہے کبھی سرج امن سے
بدل سکتا ہے۔

۴۔ یہاں پہلوگوں نے، اَلَا دَعَا، کے معنی ارض جنت لے لئے ہیں۔ مگر اس دل خوش کن تاویل کی کوئی سند نہیں۔ اَوْدَعْنَا کا اصل
معنی ہے اور مکتوب کا حال کا صیغہ اس کا شاہد ہے کہ اَوْدَعْنَا اَلَا دَعَا کا واقعہ شتر کا واقعہ ہے اور جب الْحَمْدُ کا ذکر آگے صاف ہو تو
حد کے کلام میں ایک آیت کے اندر یہ بے حسیہ تکرار پیدا کرنا محض لغو ہے۔

دوسری بات جو غور طلب ہے یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں بھی فَعِمْ اٰخَرًا الْعَٰلَمِیْنَ، کہہ کر کسی عمل پر کفایت نہ دیا گیا ہے گویا عمل وہ چیرہ چکا
پتہ دراشت میں ہے اور وراثت میں کا نتیجہ ہی اِخْتِمْ اٰخَرًا ہے ۱۱

ایک اور اسم باعد حوالہ کا یہ ہے کہ ان سب آیات (یعنی ۵، ۱۲۸، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴

یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی تھی جب دین الہی کے سچے علمبرداروں، اور بے ریا عالموں کی ایک چھوٹی سی جماعت، کفار مکہ کے سلوک سے تنگ آکر دینے میں پناہ گزین ہو گئی تھی۔ دشمن کے پے درپے حملوں کے باعث خوف و ہراس ہر طرف طاری تھا، مجبوری اور بے چارگی کا یہ عالم تھا کہ ایک لمحے کے لیے بھی ہتیار بدن سے جدا نہیں ہو سکتے تھے، مغروں و تیرہوئی کی نیم شبی آہیں، اور عورتوں اور بوڑھوں کی ضرب و جھگڑا ہی دعائیں آسمانوں کو ٹکرا رہی تھیں۔ مایوسی اور اضطراب کی ان گہریوں میں، خدائے پاک کی غیرت نے جوش زن ہو کر مسلمانوں کو بشارت دی کہ اگر تمہارے ایمان میں یہ استواری، اور اعمال میں یہ صلاحیت ہے تو یقین جانو کہ دنیا کی کوئی طاقت تم کو مقہور و مغلوب نہیں کر سکتی، تم خدائے واحد کے پرستاروں کی ایک عاجز اور حقیر جماعت ہو، مگر یاد رکھو کہ قادر مطلق کی جناب میں تمہارے کاموں کی حقیقی وقعت، اور تمہارے ایمان کی سچی قدر ہے، تمہارے سینوں میں صداقت کے جوہر نر دیا، اور حقانیت کے اُٹھتے ہوئے طوفان ہیں، تمہارے دلوں میں خدا کی محبت کا سچا ولوع، اور رسول کی اطاعت کا سچا ولولہ ہے، تم بے خان و ماں ہو، مگر تمہاری نظموں میں آخرت کی لازوال متاع، اور عجبی کی راحت و فراترمل ہے، تم بے سرو سامان ہو، مگر تمہاری اُٹھک کوششیں اور اتحاد عمل ہی خدا کی دائمی نصرت کا سامان ہیں، تم قلیل القدر آدمی ہو، مگر جہاں جاتے ہو استقلال کے فرشتے تمہارے ہمراہ، اور حوصلوں کے غنہی لشکر تمہاری تائید پر موجود ہے؛ **ثُمَّ لَآتِيكَمُ الْيَوْمَ الْمَلَائِكَةُ وَفَرَسُهُمْ خَالِفِينَ بِأَمْرِ اللَّهِ لِيُخْرِجُوهُم مِّنْ ذَٰلِكَ ۚ لَا يَخْرُجُ فِيهِمْ سَبِيلٌ ۚ وَلَهُمْ فِيهَا مَرْحَلَةٌ ۚ وَمَن يَزِدْ لَهُ مِّنْ ظُلُمٍ فَلِظُلْمٍ لَّهُ مَكْرُومٌ ۚ** (۳۳-۹) تم ایک ہو، مگر قوت ایمان اور صلاحِ عمل کی کبریت

۱۔ اے ایمان والو! حد کے اس احسان کو یاد کرو جو اسے تم پر کیا تھا جب کہ تم پر لشکر کے لشکر آچڑھے تھے۔ تب ہم نے اُس پر آدمی بھیجے اور ان کے علاوہ اولت کر بھی جو تم کو دکھائی نہ دیتے تھے۔ یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ اللہ تمہارے مردانہ و ارعمال کو غور و بیکھ رہا تھا اور تمہاری تائید و نصرت یہ ہمہ وجہ نکلا ہوا تھا۔

۲۔ مہاجرین میں عودہ صحت کے موقع پر اس صلیل اللہ آیت کا ردل ہوا۔ آیت کے آخری حصے **ثُمَّ لَآتِيكَمُ الْمَلَائِكَةُ وَفَرَسُهُمْ خَالِفِينَ بِأَمْرِ اللَّهِ لِيُخْرِجُوهُم مِّنْ ذَٰلِكَ** کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے کئی آدمی بھیجے گا جو تم کو دکھائی نہ دیتے تھے۔ یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ اللہ تمہارے مردانہ و ارعمال کو غور و بیکھ رہا تھا اور تمہاری تائید و نصرت یہ ہمہ وجہ نکلا ہوا تھا۔

دش نجات تم ہو، تمہارا عزم صمیم اور سچا اپنا رہی تمہارے لیے پیغام بقا ہے، دشمن کے هجوم نے ایک لمحے کے لیے تم کو مرعوب اور بے بس کر دیا ہے، مگر میرا تم سے وعدہ ہے کہ اگر تم میں یہی خوبیاں رہیں تو تم دھڑ خاند کعبہ کے قطعی محافظ، اور سبزیں حرب کے حقیقی وارث بنو گے بلکہ کسریٰ کی دیرینہ عظمت کے اصلی حداثہ اسکندر کی عالم آرا سلطنت کے مسلم جانشین، بکرا حیت کی بھارت کے سچے سپوت، اور قیصر کے فیادہی جاہ و ابہت کے بہترین خلف ثیرو گے!

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلرُّسُلِ هُمْ أَحَقُّ بِأَرْضِ الْوَعْدِ فِي وَلِيِّهِمْ وَأَوْحَى
الَّذِينَ هُمْ رَأَوْهُمْ لَنَهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلَنَسْخُكُنَّكُمْ الْأَرْضَ مِنْ نَعْلِهِمْ ذَٰلِكَ لِمَنْ
خَافَ مَقَارِي وَخَافَ وَعَبَدَ ۝ ۱۳-۱۴

اور سکرین حدانے ایسے پیغمبروں سے کہا کہ تم کو اپنی زمین سے نکال باہر کریں گے یا نہ کہ تم پھر ہمارے مذہب میں آلو گے۔ اس پر خدا نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم دستور اپنی سعی میں لگے رہو ہم یقیناً ان ظالموں کو ہلاک کر دینگے اور ان کے پیچھے تم ہی کو اس سبزیں میں سائیں گے۔ یہ صلا اس قوم کا ہے جو میرے مقام و منصب سے ڈر کر میرے احکام کی اطاعت کرتی رہی، اور جسے میرے عذاب سے بچنے کی کوشش کی۔

اس بحث و تمحیص کے بعد یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ آیہ استخلاف مسلمانوں کے ساتھ وراثت زمین کے متعلق ایک مشروط وعدہ ہے، اجتباری اور بلا قید شرط نہیں۔ جب تک مسلمانان عالم ایمان اور اعمال صالحہ کے صحیح مفہوم پر کم و بیش قائم رہے زمین کے ایک عظیم تر حصے کی وراثت ان کے قبضے میں رہی، دین اسلام کا ممکن مستقل ہونا گیا، اور یکے بعد دیگرے ہر مخالف طاقت کا خوف امن سے بدل گیا۔

۱۔ اس موقع پر اوصاف سے مراد منکوس صلا کا وطن ہے اور اس لحاظ سے (۱۴، ۱۵) میں الاقصیٰ کے معنی بلاستہ اسی مخصوص سرزمین کے ہیں۔ مگر آیہ استخلاف یا اور مذکورہ صلا آیات میں جس الاقصیٰ کا لفظ وارد ہے تجسیم اس لیے ہیں جو کسی نہ کسی میں کسی خاص وطن کا ذکر نہیں ہے۔ یہاں صاف ظاہر ہے کہ امن کسی سرحد واحد کے لیے نہیں آیا بلکہ تمام قوم کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اجتماعی حرف موصول کی اس قطع کی مثالیں قرآن حکیم میں آئے ہیں کہ جو باطنیں کی ایک مثال مثلاً ارض کے تحت امن مفہوم (۱۳، ۱۴) میں گندھکی ہے۔ دینی اتقی و احکم کا حرف مکلفہ و لا تم تحزنون۔

قرآن کی اعجازنا تعلیم نے ایک اقل قلیل مدت میں عرب کے ہر فرد اور قوم کس جوشیوں کو روحانیت اور ایمان کے حلقہ شریں لاکر، انکی کاپاپلٹ دی۔ ریگستان کے ان بے شمار صدی خوانوں کو، جن کی زندگیاں سالہا سال سے ریت کے چٹیل اور خشک میدانوں میں تشنہ امل اور آوارہ گردی تھیں، خدا کی جبلت میں جاکر کرکامران صلاح اور نیک گام عمل کر دیا۔ بد اسمالی اور فرق کے یہی آزادہ زندہ رہے جن کے ہر فرد کو قتل و غارت پر ناز، اور ہر شخص کو بدکاری کا اذعاقھا، چشمہ دن میں طاعت کی لذت اور عشق خدا کی خلش سے آشنہ ہو کر، عبودیت کے رہ نور و بن گئے اخلاق کی درستی کے ساتھ ساتھ دنیاوی اعمال میں صلاحیت آگئی۔ وہی طاقت عمل جو دجس اور بسوٹس کی خانہ جنگیوں میں قومی تخریب کا باعث ہوا کرتی تھی، قرآن کی حسن تجویز سے اعلائے حق میں صرف ہوئی، وہی خوش اعتقادی جو لائے منات، بھل و غر، کی جاہلانہ پرستش سے قبائل عرب کو نصیب تھی، خدا کے واحد کی شہر شانہ عبادت سے بدل گئی۔ بالآخر ایمان کے انہی بے محابہ فائدہ ایوں، اور عل صالح کے انہی نامصلحت اندیش، والہوں نے باطل کو دیا سے ایک قلم محو کر کے، اُسکے ہر گوشے میں صداقت کی گونج اور فدویت کی ہیبت پیدا کر دی، کلام الہی نے منتشر قوتوں کو جمع، کمزور جذبات کو مضبوط، اور نفسانیت کو مغلوب کر دیا۔ جوشیہانہ عادات کو مناسب سطح پر لاکر، اقتصاد اور میانہ روی کی ہدایت کی جنسیات قلبیہ کو متحرک اور وسیع الاثر کر کے عالم گیر اسلامی اخوت کا سبق دیا۔ نیتوں کی راستی اور ارادوں کی درستی کو اعمال کے عواقب پر مقدم کر کے ہیجان عمل پیدا کر دیا۔ جائزہ مراسم اور مفید روایات کو مفید تر پیرائے میں بدل کر پھر رائج کیا۔ ان غرض الارادات اور اعتقادات کی

مذہب زائد عالمیت کی دو مشہور غا۔ جنگیاں عرب لیسوس اور عرب دہس کے نام سے موسوم ہیں اول الذکر لڑائی نبی مکر اور ہی تلفک کے درمیان ۶۱۰ء میں شروع ہوئی اور پالین کرس تک جاری رہی۔ وہ پہلی تھی کہ ایک شخص کا اونٹ کہیت میں ملا گیا کسٹ والی نے اونٹ کو مارا لکھتے ہیں اگر اُس کے تمن کاٹ ڈالے اس پر شہر یقین میں لڑائی چھڑ گئی۔ پھر رفتہ رفتہ عرب کے سب قبائل اس لڑائی میں شریک ہو گئے، اور شہر مارا دی اس غا۔ جنگی کی بھینٹ چھڑے۔ عرب دہس گھوڑوں میں کسی شخص کے گھوڑا بدکانے پر شہر میں شروع ہوئی اور شہر میں تک جاری رہی اس لڑائی کا فائدہ اُس وقت ہوا جب قبیلہ حلفہ اسلام میں آسے ہو گئے مگر قبیلوں کے قبیلے اُس وقت تک کٹ مرے تھے؛

کامل صلاحیت کو ایمان سے، اور عبادات اور معاملات کی کامل دستی کو اعمالِ صالحہ سے تعبیر کر کے شریعت اور سیاست کی بنیاد ایک پتھر پر رکھ دی اور چند برسوں کے اندر اندر عرب کے ان سبہ کار اور فاقہ مست گداول کو شناسائی خدا کے ساتھ ساتھ بادشاہت زمین کی ہر رفر سے آگاہ کر کے عالم ستانی کے لائق اور جہانبانی کا اہل بنادیا!

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّذِي هُوَ أَوْفَوْهُ وَمَنْ تَبِعُوا مَوْعِدَنَا مِنَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ
الصَّالِحَاتِ أَنْ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا (۹۷)

بیشک قرآن اپنے عالموں کو اسطرف لیجاتا ہے جو سب سے زیادہ راست اور قیام آور ہیں ہے اور اُس صاحب ایمان لوگوں کو جو صالح اعمال میں بشارت دیتا ہے کہ انکے لئے بڑا اجر ہے۔

پس اگر آج تیرہ سو سال کے بعد اسلام کا اہلباتا ہوا چمن یا بوسی اور شکست کی ماتم سرا بن گیا ہے، اگر آج اُسکی ہر روش بربادی کے سپرد، اور اُسکا ہر گوشہ حسرتی کا امین بن چکا ہے، اگر اُسکی بدطالعی اور خانہ ویرانی کے افسانے دشمن کے شکر خدا اور قہقہے بن رہے ہیں، اگر اُسکی بے آبروئی اور فاقہ مستی کا جبرِ اشرمندہ بیان اور رُکوتِ تشہیم نہیں رہا، اگر آج اُسکی ذلت اور سکنت کی چوٹ جگروں کو فگار اور سینوں کو پاش پاش نہیں کرتی، اگر بے حتی کے موت آفریں نہ رہنے آج اُسکے ہنرِ در کو بے پروائے سعی اور بیگانہ عمل کر دیا ہے، اگر افلاس کی غیرت اور حبِ مٹی کی آن آج اُسکو منت کُش چارہ گر ہونے نہیں دیتی، اگر اس کی نفس جاں سپار پر آج ایک تپا ماتی اور بوجہ گر موجود نہیں، نہیں نہیں، اگر اُسکے عزاداروں کی آسماں بس فغاں اُسکے نجات خواہیہ کو جگا نہیں سکتی، اگر اُسکے یتیموں کے دلفگار آنسو، اور بچک منگول کی جاں گداز آہیں فرشتہ زمین ہیں شکاف اور سقفِ آسمان میں سوراخ نہیں کرتیں، اگر اُسکے پسماندوں کی محشر انگیز سینه کو بیاں اللہ مہاں کے عرش کو ترزلزل نہیں کرتیں، اگر خدائے پاک کی غیرت اور شانِ عفو، زمین پاش سجدوں اور فلکِ شکاف دعاؤں کے باوجود، جوشِ زلِ انحرک نہیں ہوتی، اگر آج محبوبِ خدا اور حبیبِ ملت نبی کی شفاعت بھی اُمت کے حق میں کارگر ہوتی نظر نہیں آتی، نہیں العیاذ باللہ نہیں! اگر خود اُمت اپنی مجبِ رائہ غفلت اور ظالمانہ طریقِ عمل

عداوت رسول اور عصیان خدا کے باعث رحم کی قطعی غیر مستحق اور شفاعت کی یقیناً نااہل ہو گئی ہے۔ اور آسمانی اور زمینی بلائیں آج ہر طرف سے اُسکے اُبڑے ہوئے جھونپڑوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ویران کر رہی ہیں تو اسکی جو یہی ہے کہ سلمان قرآن کے مقاصد سے قطعاً نا آشنا ہو گئے ہیں اور ایمان اور اعمالِ صالحہ کے مہلی مفہوم سے کوسوں دور جا پڑے ہیں!

وَقَالَ الرَّسُولُ إِنَّ قَوْمِي الْفٰحِشَ وَالْهٰذَا الْقُرْآنُ مَهْجُوْرًا ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ
بَيْتٍ عَدُوًّا وَمِنْ الْفٰحِشِ مَدِيْنٌ وَكُنْىٰ بِرَبِّكَ هٰذَا بَآؤُا لِّصٰدِقٍ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا
يُرْسِلْ عَلَيْنَا الْقُرْآنُ جُمْلَةً ۚ وَاِجْدُوْا كَذٰلِكَ ۚ لَئِنْ لَّمْ يَنْزِلْ بِهٖ فَوَادِكُمْ وَرَلٰكُمُ تَرْفَلُوْنَ ۝^{۱۶۵-۱۶۶}
اسوقت رسول پاک اللہ کی جناب میں بعد حسرت عرض کر چکے کہ آہ! اے میرے پروردگار میری امت
سے تیرے اس بیچے ہوئے قرآن کو لغو سمجھ کر چھوڑ دیا، اللہ بینہ اہل حق نے سرفی کی مخالفت میں احکام خدا
سے مجرمانہ تغافل کرنے والوں کی ایک جماعت بنا رکھی ہے، مگر اس پوس کن حالت میں بھی تمہیں اذیت
اور مدد کرنے کو تمہارا پروردگار پس ہے، اور آج منسکون خدا کو اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن سارے کا سارا
ایک دم سے رسول پر کیوں نہیں نازل کیا گیا اور جسے جتہ کیوں اُترا، فی حقیقت مناسب ہی تھا کہ
ہم آنکھوں مطمئن کرنے کی بجائے سچے پیلے اسکی صداقت اور عظمت کو تمہارے دلنشین کرنا اور تمہارے قلب پر
مطمئن کرنا چاہتے تھے۔ اور اسی عایت کو ہمیں نظر رکھ کر ہم نے اسکو تیسرے کرنا کرنا کہ اسکی ایک ایک عایت
کو تمہارے دل پر کانٹنق فی گھس کر دیں۔

۱۶۶: ۱۶۷: ۱۶۸: ۱۶۹: ۱۷۰: ۱۷۱: ۱۷۲: ۱۷۳: ۱۷۴: ۱۷۵: ۱۷۶: ۱۷۷: ۱۷۸: ۱۷۹: ۱۸۰: ۱۸۱: ۱۸۲: ۱۸۳: ۱۸۴: ۱۸۵: ۱۸۶: ۱۸۷: ۱۸۸: ۱۸۹: ۱۹۰: ۱۹۱: ۱۹۲: ۱۹۳: ۱۹۴: ۱۹۵: ۱۹۶: ۱۹۷: ۱۹۸: ۱۹۹: ۲۰۰: ۲۰۱: ۲۰۲: ۲۰۳: ۲۰۴: ۲۰۵: ۲۰۶: ۲۰۷: ۲۰۸: ۲۰۹: ۲۱۰: ۲۱۱: ۲۱۲: ۲۱۳: ۲۱۴: ۲۱۵: ۲۱۶: ۲۱۷: ۲۱۸: ۲۱۹: ۲۲۰: ۲۲۱: ۲۲۲: ۲۲۳: ۲۲۴: ۲۲۵: ۲۲۶: ۲۲۷: ۲۲۸: ۲۲۹: ۲۳۰: ۲۳۱: ۲۳۲: ۲۳۳: ۲۳۴: ۲۳۵: ۲۳۶: ۲۳۷: ۲۳۸: ۲۳۹: ۲۴۰: ۲۴۱: ۲۴۲: ۲۴۳: ۲۴۴: ۲۴۵: ۲۴۶: ۲۴۷: ۲۴۸: ۲۴۹: ۲۵۰: ۲۵۱: ۲۵۲: ۲۵۳: ۲۵۴: ۲۵۵: ۲۵۶: ۲۵۷: ۲۵۸: ۲۵۹: ۲۶۰: ۲۶۱: ۲۶۲: ۲۶۳: ۲۶۴: ۲۶۵: ۲۶۶: ۲۶۷: ۲۶۸: ۲۶۹: ۲۷۰: ۲۷۱: ۲۷۲: ۲۷۳: ۲۷۴: ۲۷۵: ۲۷۶: ۲۷۷: ۲۷۸: ۲۷۹: ۲۸۰: ۲۸۱: ۲۸۲: ۲۸۳: ۲۸۴: ۲۸۵: ۲۸۶: ۲۸۷: ۲۸۸: ۲۸۹: ۲۹۰: ۲۹۱: ۲۹۲: ۲۹۳: ۲۹۴: ۲۹۵: ۲۹۶: ۲۹۷: ۲۹۸: ۲۹۹: ۳۰۰: ۳۰۱: ۳۰۲: ۳۰۳: ۳۰۴: ۳۰۵: ۳۰۶: ۳۰۷: ۳۰۸: ۳۰۹: ۳۱۰: ۳۱۱: ۳۱۲: ۳۱۳: ۳۱۴: ۳۱۵: ۳۱۶: ۳۱۷: ۳۱۸: ۳۱۹: ۳۲۰: ۳۲۱: ۳۲۲: ۳۲۳: ۳۲۴: ۳۲۵: ۳۲۶: ۳۲۷: ۳۲۸: ۳۲۹: ۳۳۰: ۳۳۱: ۳۳۲: ۳۳۳: ۳۳۴: ۳۳۵: ۳۳۶: ۳۳۷: ۳۳۸: ۳۳۹: ۳۴۰: ۳۴۱: ۳۴۲: ۳۴۳: ۳۴۴: ۳۴۵: ۳۴۶: ۳۴۷: ۳۴۸: ۳۴۹: ۳۵۰: ۳۵۱: ۳۵۲: ۳۵۳: ۳۵۴: ۳۵۵: ۳۵۶: ۳۵۷: ۳۵۸: ۳۵۹: ۳۶۰: ۳۶۱: ۳۶۲: ۳۶۳: ۳۶۴: ۳۶۵: ۳۶۶: ۳۶۷: ۳۶۸: ۳۶۹: ۳۷۰: ۳۷۱: ۳۷۲: ۳۷۳: ۳۷۴: ۳۷۵: ۳۷۶: ۳۷۷: ۳۷۸: ۳۷۹: ۳۸۰: ۳۸۱: ۳۸۲: ۳۸۳: ۳۸۴: ۳۸۵: ۳۸۶: ۳۸۷: ۳۸۸: ۳۸۹: ۳۹۰: ۳۹۱: ۳۹۲: ۳۹۳: ۳۹۴: ۳۹۵: ۳۹۶: ۳۹۷: ۳۹۸: ۳۹۹: ۴۰۰: ۴۰۱: ۴۰۲: ۴۰۳: ۴۰۴: ۴۰۵: ۴۰۶: ۴۰۷: ۴۰۸: ۴۰۹: ۴۱۰: ۴۱۱: ۴۱۲: ۴۱۳: ۴۱۴: ۴۱۵: ۴۱۶: ۴۱۷: ۴۱۸: ۴۱۹: ۴۲۰: ۴۲۱: ۴۲۲: ۴۲۳: ۴۲۴: ۴۲۵: ۴۲۶: ۴۲۷: ۴۲۸: ۴۲۹: ۴۳۰: ۴۳۱: ۴۳۲: ۴۳۳: ۴۳۴: ۴۳۵: ۴۳۶: ۴۳۷: ۴۳۸: ۴۳۹: ۴۴۰: ۴۴۱: ۴۴۲: ۴۴۳: ۴۴۴: ۴۴۵: ۴۴۶: ۴۴۷: ۴۴۸: ۴۴۹: ۴۵۰: ۴۵۱: ۴۵۲: ۴۵۳: ۴۵۴: ۴۵۵: ۴۵۶: ۴۵۷: ۴۵۸: ۴۵۹: ۴۶۰: ۴۶۱: ۴۶۲: ۴۶۳: ۴۶۴: ۴۶۵: ۴۶۶: ۴۶۷: ۴۶۸: ۴۶۹: ۴۷۰: ۴۷۱: ۴۷۲: ۴۷۳: ۴۷۴: ۴۷۵: ۴۷۶: ۴۷۷: ۴۷۸: ۴۷۹: ۴۸۰: ۴۸۱: ۴۸۲: ۴۸۳: ۴۸۴: ۴۸۵: ۴۸۶: ۴۸۷: ۴۸۸: ۴۸۹: ۴۹۰: ۴۹۱: ۴۹۲: ۴۹۳: ۴۹۴: ۴۹۵: ۴۹۶: ۴۹۷: ۴۹۸: ۴۹۹: ۵۰۰: ۵۰۱: ۵۰۲: ۵۰۳: ۵۰۴: ۵۰۵: ۵۰۶: ۵۰۷: ۵۰۸: ۵۰۹: ۵۱۰: ۵۱۱: ۵۱۲: ۵۱۳: ۵۱۴: ۵۱۵: ۵۱۶: ۵۱۷: ۵۱۸: ۵۱۹: ۵۲۰: ۵۲۱: ۵۲۲: ۵۲۳: ۵۲۴: ۵۲۵: ۵۲۶: ۵۲۷: ۵۲۸: ۵۲۹: ۵۳۰: ۵۳۱: ۵۳۲: ۵۳۳: ۵۳۴: ۵۳۵: ۵۳۶: ۵۳۷: ۵۳۸: ۵۳۹: ۵۴۰: ۵۴۱: ۵۴۲: ۵۴۳: ۵۴۴: ۵۴۵: ۵۴۶: ۵۴۷: ۵۴۸: ۵۴۹: ۵۵۰: ۵۵۱: ۵۵۲: ۵۵۳: ۵۵۴: ۵۵۵: ۵۵۶: ۵۵۷: ۵۵۸: ۵۵۹: ۵۶۰: ۵۶۱: ۵۶۲: ۵۶۳: ۵۶۴: ۵۶۵: ۵۶۶: ۵۶۷: ۵۶۸: ۵۶۹: ۵۷۰: ۵۷۱: ۵۷۲: ۵۷۳: ۵۷۴: ۵۷۵: ۵۷۶: ۵۷۷: ۵۷۸: ۵۷۹: ۵۸۰: ۵۸۱: ۵۸۲: ۵۸۳: ۵۸۴: ۵۸۵: ۵۸۶: ۵۸۷: ۵۸۸: ۵۸۹: ۵۹۰: ۵۹۱: ۵۹۲: ۵۹۳: ۵۹۴: ۵۹۵: ۵۹۶: ۵۹۷: ۵۹۸: ۵۹۹: ۶۰۰: ۶۰۱: ۶۰۲: ۶۰۳: ۶۰۴: ۶۰۵: ۶۰۶: ۶۰۷: ۶۰۸: ۶۰۹: ۶۱۰: ۶۱۱: ۶۱۲: ۶۱۳: ۶۱۴: ۶۱۵: ۶۱۶: ۶۱۷: ۶۱۸: ۶۱۹: ۶۲۰: ۶۲۱: ۶۲۲: ۶۲۳: ۶۲۴: ۶۲۵: ۶۲۶: ۶۲۷: ۶۲۸: ۶۲۹: ۶۳۰: ۶۳۱: ۶۳۲: ۶۳۳: ۶۳۴: ۶۳۵: ۶۳۶: ۶۳۷: ۶۳۸: ۶۳۹: ۶۴۰: ۶۴۱: ۶۴۲: ۶۴۳: ۶۴۴: ۶۴۵: ۶۴۶: ۶۴۷: ۶۴۸: ۶۴۹: ۶۵۰: ۶۵۱: ۶۵۲: ۶۵۳: ۶۵۴: ۶۵۵: ۶۵۶: ۶۵۷: ۶۵۸: ۶۵۹: ۶۶۰: ۶۶۱: ۶۶۲: ۶۶۳: ۶۶۴: ۶۶۵: ۶۶۶: ۶۶۷: ۶۶۸: ۶۶۹: ۶۷۰: ۶۷۱: ۶۷۲: ۶۷۳: ۶۷۴: ۶۷۵: ۶۷۶: ۶۷۷: ۶۷۸: ۶۷۹: ۶۸۰: ۶۸۱: ۶۸۲: ۶۸۳: ۶۸۴: ۶۸۵: ۶۸۶: ۶۸۷: ۶۸۸: ۶۸۹: ۶۹۰: ۶۹۱: ۶۹۲: ۶۹۳: ۶۹۴: ۶۹۵: ۶۹۶: ۶۹۷: ۶۹۸: ۶۹۹: ۷۰۰: ۷۰۱: ۷۰۲: ۷۰۳: ۷۰۴: ۷۰۵: ۷۰۶: ۷۰۷: ۷۰۸: ۷۰۹: ۷۱۰: ۷۱۱: ۷۱۲: ۷۱۳: ۷۱۴: ۷۱۵: ۷۱۶: ۷۱۷: ۷۱۸: ۷۱۹: ۷۲۰: ۷۲۱: ۷۲۲: ۷۲۳: ۷۲۴: ۷۲۵: ۷۲۶: ۷۲۷: ۷۲۸: ۷۲۹: ۷۳۰: ۷۳۱: ۷۳۲: ۷۳۳: ۷۳۴: ۷۳۵: ۷۳۶: ۷۳۷: ۷۳۸: ۷۳۹: ۷۴۰: ۷۴۱: ۷۴۲: ۷۴۳: ۷۴۴: ۷۴۵: ۷۴۶: ۷۴۷: ۷۴۸: ۷۴۹: ۷۵۰: ۷۵۱: ۷۵۲: ۷۵۳: ۷۵۴: ۷۵۵: ۷۵۶: ۷۵۷: ۷۵۸: ۷۵۹: ۷۶۰: ۷۶۱: ۷۶۲: ۷۶۳: ۷۶۴: ۷۶۵: ۷۶۶: ۷۶۷: ۷۶۸: ۷۶۹: ۷۷۰: ۷۷۱: ۷۷۲: ۷۷۳: ۷۷۴: ۷۷۵: ۷۷۶: ۷۷۷: ۷۷۸: ۷۷۹: ۷۸۰: ۷۸۱: ۷۸۲: ۷۸۳: ۷۸۴: ۷۸۵: ۷۸۶: ۷۸۷: ۷۸۸: ۷۸۹: ۷۹۰: ۷۹۱: ۷۹۲: ۷۹۳: ۷۹۴: ۷۹۵: ۷۹۶: ۷۹۷: ۷۹۸: ۷۹۹: ۸۰۰: ۸۰۱: ۸۰۲: ۸۰۳: ۸۰۴: ۸۰۵: ۸۰۶: ۸۰۷: ۸۰۸: ۸۰۹: ۸۱۰: ۸۱۱: ۸۱۲: ۸۱۳: ۸۱۴: ۸۱۵: ۸۱۶: ۸۱۷: ۸۱۸: ۸۱۹: ۸۲۰: ۸۲۱: ۸۲۲: ۸۲۳: ۸۲۴: ۸۲۵: ۸۲۶: ۸۲۷: ۸۲۸: ۸۲۹: ۸۳۰: ۸۳۱: ۸۳۲: ۸۳۳: ۸۳۴: ۸۳۵: ۸۳۶: ۸۳۷: ۸۳۸: ۸۳۹: ۸۴۰: ۸۴۱: ۸۴۲: ۸۴۳: ۸۴۴: ۸۴۵: ۸۴۶: ۸۴۷: ۸۴۸: ۸۴۹: ۸۵۰: ۸۵۱: ۸۵۲: ۸۵۳: ۸۵۴: ۸۵۵: ۸۵۶: ۸۵۷: ۸۵۸: ۸۵۹: ۸۶۰: ۸۶۱: ۸۶۲: ۸۶۳: ۸۶۴: ۸۶۵: ۸۶۶: ۸۶۷: ۸۶۸: ۸۶۹: ۸۷۰: ۸۷۱: ۸۷۲: ۸۷۳: ۸۷۴: ۸۷۵: ۸۷۶: ۸۷۷: ۸۷۸: ۸۷۹: ۸۸۰: ۸۸۱: ۸۸۲: ۸۸۳: ۸۸۴: ۸۸۵: ۸۸۶: ۸۸۷: ۸۸۸: ۸۸۹: ۸۹۰: ۸۹۱: ۸۹۲: ۸۹۳: ۸۹۴: ۸۹۵: ۸۹۶: ۸۹۷: ۸۹۸: ۸۹۹: ۹۰۰: ۹۰۱: ۹۰۲: ۹۰۳: ۹۰۴: ۹۰۵: ۹۰۶: ۹۰۷: ۹۰۸: ۹۰۹: ۹۱۰: ۹۱۱: ۹۱۲: ۹۱۳: ۹۱۴: ۹۱۵: ۹۱۶: ۹۱۷: ۹۱۸: ۹۱۹: ۹۲۰: ۹۲۱: ۹۲۲: ۹۲۳: ۹۲۴: ۹۲۵: ۹۲۶: ۹۲۷: ۹۲۸: ۹۲۹: ۹۳۰: ۹۳۱: ۹۳۲: ۹۳۳: ۹۳۴: ۹۳۵: ۹۳۶: ۹۳۷: ۹۳۸: ۹۳۹: ۹۴۰: ۹۴۱: ۹۴۲: ۹۴۳: ۹۴۴: ۹۴۵: ۹۴۶: ۹۴۷: ۹۴۸: ۹۴۹: ۹۵۰: ۹۵۱: ۹۵۲: ۹۵۳: ۹۵۴: ۹۵۵: ۹۵۶: ۹۵۷: ۹۵۸: ۹۵۹: ۹۶۰: ۹۶۱: ۹۶۲: ۹۶۳: ۹۶۴: ۹۶۵: ۹۶۶: ۹۶۷: ۹۶۸: ۹۶۹: ۹۷۰: ۹۷۱: ۹۷۲: ۹۷۳: ۹۷۴: ۹۷۵: ۹۷۶: ۹۷۷: ۹۷۸: ۹۷۹: ۹۸۰: ۹۸۱: ۹۸۲: ۹۸۳: ۹۸۴: ۹۸۵: ۹۸۶: ۹۸۷: ۹۸۸: ۹۸۹: ۹۹۰: ۹۹۱: ۹۹۲: ۹۹۳: ۹۹۴: ۹۹۵: ۹۹۶: ۹۹۷: ۹۹۸: ۹۹۹: ۱۰۰۰: ۱۰۰۱: ۱۰۰۲: ۱۰۰۳: ۱۰۰۴: ۱۰۰۵: ۱۰۰۶: ۱۰۰۷: ۱۰۰۸: ۱۰۰۹: ۱۰۱۰: ۱۰۱۱: ۱۰۱۲: ۱۰۱۳: ۱۰۱۴: ۱۰۱۵: ۱۰۱۶: ۱۰۱۷: ۱۰۱۸: ۱۰۱۹: ۱۰۲۰: ۱۰۲۱: ۱۰۲۲: ۱۰۲۳: ۱۰۲۴: ۱۰۲۵: ۱۰۲۶: ۱۰۲۷: ۱۰۲۸: ۱۰۲۹: ۱۰۳۰: ۱۰۳۱: ۱۰۳۲: ۱۰۳۳: ۱۰۳۴: ۱۰۳۵: ۱۰۳۶: ۱۰۳۷: ۱۰۳۸: ۱۰۳۹: ۱۰۴۰: ۱۰۴۱: ۱۰۴۲: ۱۰۴۳: ۱۰۴۴: ۱۰۴۵: ۱۰۴۶: ۱۰۴۷: ۱۰۴۸: ۱۰۴۹: ۱۰۵۰: ۱۰۵۱: ۱۰۵۲: ۱۰۵۳: ۱۰۵۴: ۱۰۵۵: ۱۰۵۶: ۱۰۵۷: ۱۰۵۸: ۱۰۵۹: ۱۰۶۰: ۱۰۶۱: ۱۰۶۲: ۱۰۶۳: ۱۰۶۴: ۱۰۶۵: ۱۰۶۶: ۱۰۶۷: ۱۰۶۸: ۱۰۶۹: ۱۰۷۰: ۱۰۷۱: ۱۰۷۲: ۱۰۷۳: ۱۰۷۴: ۱۰۷۵: ۱۰۷۶: ۱۰۷۷: ۱۰۷۸: ۱۰۷۹: ۱۰۸۰: ۱۰۸۱: ۱۰۸۲: ۱۰۸۳: ۱۰۸۴: ۱۰۸۵: ۱۰۸۶: ۱۰۸۷: ۱۰۸۸: ۱۰۸۹: ۱۰۹۰: ۱۰۹۱: ۱۰۹۲: ۱۰۹۳: ۱۰۹۴: ۱۰۹۵: ۱۰۹۶: ۱۰۹۷: ۱۰۹۸: ۱۰۹۹: ۱۱۰۰: ۱۱۰۱: ۱۱۰۲: ۱۱۰۳: ۱۱۰۴: ۱۱۰۵: ۱۱۰۶: ۱۱۰۷: ۱۱۰۸: ۱۱۰۹: ۱۱۱۰: ۱۱۱۱: ۱۱۱۲: ۱۱۱۳: ۱۱۱۴: ۱۱۱۵: ۱۱۱۶: ۱۱۱۷: ۱۱۱۸: ۱۱۱۹: ۱۱۲۰: ۱۱۲۱: ۱۱۲۲: ۱۱۲۳: ۱۱۲۴: ۱۱۲۵: ۱۱۲۶: ۱۱۲۷: ۱۱۲۸: ۱۱۲۹: ۱۱۳۰: ۱۱۳۱: ۱۱۳۲: ۱۱۳۳: ۱۱۳۴: ۱۱۳۵: ۱۱۳۶: ۱۱۳۷: ۱۱۳۸: ۱۱۳۹: ۱۱۴۰: ۱۱۴۱: ۱۱۴۲: ۱۱۴۳: ۱۱۴۴: ۱۱۴۵: ۱۱۴۶: ۱۱۴۷: ۱۱۴۸: ۱۱۴۹: ۱۱۵۰: ۱۱۵۱: ۱۱۵۲: ۱۱۵۳: ۱۱۵۴: ۱۱۵۵: ۱۱۵۶: ۱۱۵۷: ۱۱۵۸: ۱۱۵۹: ۱۱۶۰: ۱۱۶۱: ۱۱۶۲: ۱۱۶۳: ۱۱۶۴: ۱۱۶۵: ۱۱۶۶: ۱۱۶۷: ۱۱۶۸: ۱۱۶۹: ۱۱۷۰: ۱۱۷۱: ۱۱۷۲: ۱۱۷۳: ۱۱۷۴: ۱۱۷۵: ۱۱۷۶: ۱۱۷۷: ۱۱۷۸: ۱۱۷۹: ۱۱۸۰: ۱۱۸۱: ۱۱۸۲: ۱۱۸۳: ۱۱۸۴: ۱۱۸۵: ۱۱۸۶: ۱۱۸۷: ۱۱۸۸: ۱۱۸۹: ۱۱۹۰: ۱۱۹۱: ۱۱۹۲: ۱۱۹۳: ۱۱۹۴: ۱۱۹۵: ۱۱۹۶: ۱۱۹۷: ۱۱۹۸: ۱۱۹۹: ۱۲۰۰: ۱۲۰۱: ۱۲۰۲: ۱۲۰۳: ۱۲۰۴: ۱۲۰۵: ۱۲۰۶: ۱۲۰۷: ۱۲۰۸: ۱۲۰۹: ۱۲۱۰: ۱۲۱۱: ۱۲۱۲: ۱۲۱۳: ۱۲۱۴: ۱۲۱۵: ۱۲۱۶: ۱۲۱۷: ۱۲۱۸: ۱۲۱۹: ۱۲۲۰: ۱۲۲۱: ۱۲۲۲: ۱۲۲۳: ۱۲۲۴: ۱۲۲۵: ۱۲۲۶: ۱۲۲۷: ۱۲۲۸: ۱۲۲۹: ۱۲۳۰: ۱۲۳۱: ۱۲۳۲: ۱۲۳۳: ۱۲۳۴: ۱۲۳۵: ۱۲۳۶: ۱۲۳۷: ۱۲۳۸: ۱۲۳۹: ۱۲۴۰: ۱۲۴۱: ۱۲۴۲: ۱۲۴۳: ۱۲۴۴: ۱۲۴۵: ۱۲۴۶: ۱۲۴۷: ۱۲۴۸: ۱۲۴۹: ۱۲۵۰: ۱۲۵۱: ۱۲۵۲: ۱۲۵۳: ۱۲۵۴: ۱۲۵۵: ۱۲۵۶: ۱۲۵۷: ۱۲۵۸: ۱۲۵۹: ۱۲۶۰: ۱۲۶۱: ۱۲۶۲: ۱۲۶۳: ۱۲۶۴: ۱۲۶۵: ۱۲۶۶: ۱۲۶۷: ۱۲۶۸: ۱۲۶۹: ۱۲۷۰: ۱۲۷۱: ۱۲۷۲: ۱۲۷۳: ۱۲۷۴: ۱۲۷۵: ۱۲۷۶: ۱۲۷۷: ۱۲۷۸: ۱۲۷۹: ۱۲۸۰: ۱۲۸۱: ۱۲۸۲: ۱۲۸۳: ۱۲۸۴: ۱۲۸۵: ۱۲۸۶: ۱۲۸۷: ۱۲۸۸: ۱۲۸۹: ۱۲۹۰: ۱۲۹۱: ۱۲۹۲: ۱۲۹۳: ۱۲۹۴: ۱۲۹۵: ۱۲۹۶: ۱۲۹۷: ۱۲۹۸: ۱۲۹۹: ۱۳۰۰: ۱۳۰۱: ۱۳۰۲: ۱۳۰۳: ۱۳۰۴: ۱۳۰۵: ۱۳۰۶: ۱۳۰۷: ۱۳۰۸: ۱۳۰۹: ۱۳۱۰: ۱۳۱۱: ۱۳۱۲: ۱۳۱۳: ۱۳۱۴: ۱۳۱۵: ۱۳۱۶: ۱۳۱۷: ۱۳۱۸: ۱۳۱۹: ۱۳۲۰: ۱۳۲۱: ۱۳۲۲: ۱۳۲۳: ۱۳۲۴: ۱۳۲۵: ۱۳۲۶: ۱۳۲۷: ۱۳۲۸: ۱۳۲۹: ۱۳۳۰: ۱۳۳۱: ۱۳۳۲: ۱۳۳۳: ۱۳۳۴: ۱۳۳۵: ۱۳۳۶: ۱۳۳۷: ۱۳۳۸: ۱۳۳۹: ۱۳۴۰: ۱۳۴۱: ۱۳۴۲: ۱۳۴۳: ۱۳۴۴: ۱۳۴۵: ۱۳۴۶: ۱۳۴۷: ۱۳۴۸: ۱۳۴۹: ۱۳۵۰: ۱۳۵۱: ۱۳۵۲: ۱۳۵۳: ۱۳۵۴: ۱۳۵۵: ۱۳۵۶: ۱۳۵۷: ۱۳۵۸: ۱۳۵۹: ۱۳۶۰: ۱۳۶۱: ۱۳۶۲: ۱۳۶۳: ۱۳۶۴: ۱۳۶۵: ۱۳۶۶: ۱۳۶۷: ۱۳۶۸: ۱۳۶۹: ۱۳۷۰: ۱۳۷۱: ۱۳۷۲: ۱۳۷۳: ۱۳۷۴: ۱۳۷۵: ۱۳۷۶: ۱۳۷۷: ۱۳۷۸: ۱۳۷۹: ۱۳۸۰: ۱۳۸۱: ۱۳۸۲: ۱۳۸۳: ۱۳۸۴: ۱۳۸۵: ۱۳۸۶: ۱۳۸۷: ۱۳۸۸: ۱۳۸۹: ۱۳۹۰: ۱۳۹۱: ۱۳۹۲: ۱۳۹۳: ۱۳۹۴: ۱۳۹۵: ۱۳۹۶: ۱۳۹۷: ۱۳۹۸: ۱۳۹۹: ۱۴۰۰: ۱۴۰۱: ۱۴۰۲: ۱۴۰۳: ۱۴۰۴: ۱۴۰۵: ۱۴۰۶: ۱۴۰۷: ۱۴۰۸: ۱۴۰۹: ۱۴۱۰: ۱۴۱۱: ۱۴۱۲: ۱۴۱۳: ۱۴۱۴: ۱۴۱۵: ۱۴۱۶: ۱۴۱۷: ۱۴۱۸: ۱۴۱۹: ۱۴۲۰: ۱۴۲۱: ۱۴۲۲: ۱۴۲۳: ۱۴۲۴: ۱۴۲۵: ۱۴۲۶: ۱۴۲۷: ۱۴۲۸: ۱۴۲۹: ۱۴۳۰: ۱۴۳۱: ۱۴۳۲: ۱۴۳۳: ۱۴۳۴: ۱۴۳۵: ۱۴۳۶: ۱۴۳۷: ۱۴۳۸: ۱۴۳۹: ۱۴۴۰: ۱۴۴۱: ۱۴۴۲: ۱۴۴۳: ۱۴۴۴: ۱۴۴۵: ۱۴۴۶: ۱۴۴۷: ۱۴۴۸: ۱۴۴۹: ۱۴۵۰: ۱۴۵۱: ۱۴۵۲: ۱۴۵۳: ۱۴۵۴: ۱۴۵۵: ۱۴۵۶: ۱۴۵۷: ۱۴۵۸: ۱۴۵۹: ۱۴۶۰: ۱۴۶۱: ۱۴۶۲: ۱۴۶۳: ۱۴۶۴: ۱۴۶۵: ۱۴۶۶: ۱۴۶۷: ۱۴۶۸: ۱۴۶۹: ۱۴۷۰: ۱۴۷۱: ۱۴۷۲: ۱۴۷۳: ۱۴۷۴: ۱۴۷۵: ۱۴۷۶: ۱۴۷۷: ۱۴۷۸: ۱۴۷۹: ۱۴۸۰: ۱۴۸۱: ۱۴۸۲: ۱۴۸۳: ۱۴۸۴: ۱۴۸۵: ۱۴۸۶: ۱۴۸۷: ۱۴۸۸: ۱۴۸۹: ۱۴۹۰: ۱۴۹۱: ۱۴

اپنی بنائی ہوئی دلیل، اور اپنی پیدا کی ہوئی سند سے ثابت کرنے کی لاپاطل سعی کر رہی ہے!

توسرا دیدہ بر شعلہ می تازی ز خاکستر

پہی حس خاکستر چو در روشنگراں بسنی

آہ! اس المناک تحلف اور مجرمانہ ظاہر پرستی کا خمیانہ مسلمانوں کو آج اٹھانا پڑا ہے جبکہ صدیوں کے اس بے سود اجتہاد، اور فصیح وقت نے انہیں اپنی محبوب کتاب کے متمم بالشان مقاصد سے اس قدر علاحدہ اور دایمی بہبودی کے حیرت انگیز دستورِ عمل سے اس قدر دور کر دیا ہے۔ کاش! جس فصیح اور ظاہر نوازی سے خلیل ابن حسنہ، ابوالاسود الدقنی، سیبویہ، کسایی، قطرب احمعی وغیرہم نے قرآن کو ادب و بلاغت کی صحیح محک مان کر اسے کسی ایک مستقل علوم ادبیہ کا ماخذ و مصدر قرار دیا تھا اگر رازی، ابن رشد، فارابی، ابن خرم، اشعری وغیرہم علیم الرحمتہ بھی کتاب الہی کے دروں کو قانونِ فطرت کا صحیح صابطہ اور مشیتِ خدا کی صحیح تصویر مان کر اسی طریقہ پر مستقل اور ناقابل رد علوم الکلام اور علوم الطبیبۃ کی تباہ و تالو، اور قرآن کا تمام ضابطہ عمل عیاں کر دیتے، تو آج اسلام اس اندوہناک مصیبت میں مبتلا نہ ہوتا۔ برخلاف اسکے علم کلام میں مسلمانوں کی تمام تر سعی نہایت مانک اور قراح از بحت، مابعدا لہی اور غیر مفید موضوعوں کے غلط استنباط اور غلط اجتہاد میں صرف ہوئی۔ معارفِ الہی، اوصافِ نبوت، ماہیتِ وحی، حقیقتِ روح، بحثِ امامت، جبر و تدبیر، احوالِ قیامت، عذابِ قبر، خلقِ قرآن وغیرہ وغیرہ، ایسے مسئلے تھے جن سے کسی غائر نظر کے بعد بھی کوئی یقینی فائدہ یا قطعی نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا تھا۔ یونان کے ضعیف اور لفاظی غیر مستند خیال آرا فلسفے نے ان مباحث کو چھپر کر مسلمانوں کے اعتقادات میں دردناک تصادم پیدا کر دیا۔ اہل سنت اور شیعہ، خوارج، معتزلہ، قرامطہ وغیرہ کے علاوہ جبریت، قدریت، مشیت، مرجئیہ، باطنی، ناصبی، عالیہ وغیرہ وغیرہ بیسیوں فرقے اسلام میں پیدا ہو گئے! اجماع امت شک میں تبدیل ہو گیا، قرآن کے طالب کی تنظیم و تنسیق قطعاً ترک گئی، استدلال کا تمام تر حجان معتقدات اور تنسیقات کی طرف ہو گیا، معاملات و یقینیات کی طرف توجہ نہ رہی۔

ان نامراد قضیوں میں بیکر مسلمان قرآن کی حقیقت سے اور بھی دور ہو گئے۔ جمہور علمائے دین کی عقائد میں بالغ نظری اور معاملات کی طرف کم نگہی آج ایک بہت بڑی حد تک یہی مفسدانہ اور شرانگیز فلسفیانہ اجتہاد کا بقیہ ہے۔

وَإِنْ هَلِدْكُمْ أُمَّتَكُمْ أُتَتْهُ وَاحِدَةً وَأَنَّا لَمُكَرٌ بَاتِعُونَ فَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَهُمْ لَمَّهْمُ
دُمًّا كُلُّ حَرْبٍ مِمَّا لَدَيْنَهُمْ فَرَحُونَ فَلَمَّا هَمُّوا فِي عَمْرِهِمْ هُمْ حَتَّى جُنُّوا (۵۴-۵۷:۱۳۳)
اور مسلمانو! یاد رکھنا کہ یہ تمہاری امت ہے اصل اساس کے اعتبار سے ایک ہی گروہ ہے جو میری
سرکردگی اور سرداری میں قائم ہے، اور وہ اصل مقام خدا کا خوف ہو پس مجھ ہی سے ڈرتے رہو،
اور شریک خوف کے باعث ایک امت سے رہے ہو۔ آہ! لیکن خدا کا خوف ان سے رائل ہونا گیا،
اور لوگوں نے آپس میں بیہوش پیدا کر کے اپنا اپنا مسلک خدا کر لیا۔ اب ہر فرقہ اپنی اپنی بات پر
خوش ہے۔ پس ان سب کو غفلت میں پڑ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ امر الہی کے اس منہا عظیم کی پادشاہی
سب کا فیصلہ کر دے!

علم کی صداقت آزمائے فضا، اور عقل کے فیصلہ کن میدان میں آج اس یونانی فلسفے کی دھجیاں اڑ
چکی ہیں۔ سطحی خوب صورتی، لفظی نزاع، غلط مقدمات، قطعی استدلال، عقرب تلخ، وغیرہ وغیرہ، کوئی ایسی
یہ نہیں جسکے رو سے اسکی صلیبت، حسب نسب، اور نامہ اعمال کی قلمی نہ کھل گئی ہو۔ خود سچی یورپ بھی
آج اپنے کمال قوت اور عظیم الماشال نمکتن کے غرور میں کبھی کبھی اس پرانی، باتونی، اور بے وفا معشوقہ
کی داستان دل لگی اور افسوس کے طور پر لے بیٹھتا ہے جسکی دلفریب باتوں کی بلائے محبت میں وہ مسلمانوں
کی شہ پر دو سو برس تک گرفتار وصال اور منتظر تلخ رہا۔ مگر مسلمان ہیں کہ ایک ہزار سال سے زیادہ اس
رانندہ عالم اور مضطرب یقین، اس تہیدست اور قلاش محض عجزہ کے تہتم نابالوں اور عشوہ سنج نگاہوں کے

۴۔ حاکم وقت کا خوف بشرطیکہ تہا خوف ہو رعیت کے امداد کے مابین سچا اتحاد پیدا کر دیتا ہے۔ اگر کوئی جماعت کسی ایک شخص کے ماتحت رہ کر
متحد نہیں ہوتی تو اسکو لامحالہ اس حاکم کا کچھ خوف نہیں ہوگا کہ ہونے لوقہ ناممکن ہے اور یہ بات ہر منظم محکمہ اور ادارت میں
مقدور نظر آتی ہے پس تقویٰ اور اتھاقی ایک اہم قرآنی ترقی اتحاد اور وحدت امت ہے اور یہی قوم دس سال قس ہے جو حروف عدل کے باعث متحد
ہو کر ہے، اس عالم آراء اصول کی تائید کے جگر جا کھائے گی یہاں یارے سے بخت نہیں۔

گھائل ہیں اور اپنی دینی اور دنیاوی کشائش کی راہ اب تک اس ناپاک خلفے کے قدموں تلے دیکھ رہے ہیں اب کیا خدا پاک کا تنبیہی اور تادیبی اشارہ جو آیہ لَا تَمْشُوا فِي الْأَرْضِ مَطْمَئِنِينَ (۵۹) میں ہے، اور جسکی سطحی تعبیل اور روزگار تاویل میں مسلمان اس جوش و خروش سے استعاضوں، استغفاروں، اور پے درپے طہارتوں کے بغیر قرآن کا

سلہ اس قرآن عظیم کو پاک بدلنے کے سوا کوئی چھوٹے سس پاتا۔

۱۔ اس سنی حیرت و حقیقت نما آیت کا عطا استعمال جقدر مسلمان ظالم نے پے درپے کئی قرنوں سے مالا ترم کہا ہے، تاہم ہی کسی دوسری ایک آیت الہی کا کیا ہو کہ کتاب حد کے قدیم تر نسخوں میں جقدر اس کی مرقی پر زب عوان ہونا کہیں تحقیق ہیں، اسقدر اسلام کے رمانہ اخطا سے آہٹک یہ آیت نہایت استقلال کے ساتھ قریب قریب ہر جگہ کا سنا سن رہی ہے۔ قرآن کریم کا ہر عالم اور جاہل مولد بلا امتیاز اسکو مرقی پر کہیں نہ کہیں جگہ دیتا رہا ہے، اور اسکی تمولیت کو اپنی تالیف کا حوالہ بنک قرار دیکر اپنے زعم میں دنیا کو حد کی ایک سنی مرقی کی طرف متوجہ کرنا ضروری سمجھا ہے، اور طرہ قریہ کہ اسے عطا العام معوم کے متعلق اسے دل میں خدا سا شک بھی نہیں رکھتا مگر ہر قوم کے زوال کی اس شان وصال اسکی حیات کے زوال کی داستان ہے، جب سنی عمل کا اصلی بیجاں ہزاروں کے قلوب سے رفتہ رفتہ فرسوا ہوتا ہے اور پیش آرام پسند جاتی ہیں تو اسان اپنے دل کی تسکین کے لیے چند لمبی یا میں عقائد کے طوطے لیتا ہے جس کے کرنے میں کہہ سے کم تکلف ہوتی ہے اور ان کے کرے سے ایک ڈھانسی ہی بندھی رہتی ہے۔ صلیک مسلمانان عالم کتاب خدا کو کسی طلیل القصد عالم کا فرمان خسرو دی بقیں کہے اسکے ایک ایک حرف پر عمل کرنا ناگزیر سمجھتے رہے، اسکی اہمیت اعلیٰ سستی سے خوفزدہ رہ کر لڑتے رہے، اور اسکی تعبیل میں اپنے تن مد کو غلب میں ڈالتے رہے، قرآن کی تعظیم کا معجم معوم عمل اور صرف عمل ہی رہا۔ لیکن جب سنی عمل سے گریہ کرنا آرام دہ نظر آیا تو لوگوں نے قول حد کی لٹھی اور دانی عظیم کو اپنے اعتقاد کا جزو کیسیر سا کر اپنے نفس کو دبوکا دیا، اسی کو عالم لٹے کا معجم مناسمجھ گئے، اسی کو حکم عالم کی مرگ معامات مرض کر یا رسی میں ایسا تاثر متاواہماک صوب کر دیا پھر نفس قریب کا رکی اس حوشناہماہ ساری نے قرآن کی تعظیم پر بیتین حزنوں میں سد کہے، یا کسی کسی ترک کے طرہ پر تلاوت کر لینے پر محدود کر دی، اور جب اس مکر دیا کو نیا بنا بھی طبیعت پر گراں گذرے لگا تو اسکو ہرقت مالائے طاق رکھے کا شیوہ اختیار کر کے گویا حد کو مالائے طاق رکھ دیا آج سنی ملیس کی بنانی ہوئی متقیانہ دلیل ہر نفوس کے دل میں جو سترن ہے، اور باوجودیکہ اسانی لعل اور تمد کا انداز ہمت سے یہ ہے کہ کسی مشاہدہ حاکم کے مکتوب کو دیکھ کر کوئی کئی دلاؤں تک عید حرام جو عاتی ہے، اصل تیاری اور تعبیل میں صوفیہ حق میں اور فوم مطلب کے مطرا میں اس متور حسوی کو انشا تھا کر پڑھا، اور پڑھ کر حد کر رکھا جاتا ہے، اصل کے سوا کسی دوسری تعظیم کا خیال تک نہیں گذرنا، تاہم مسلمانوں کے نزدیک اصل تعظیم حکم الحاکمین اور کریم عمل دینے کی ستر میں نخیر ہی ہے کہ اسکے مکتوب کو طاق نیماں پر رکھ کر ہر اس کی جہر نی جائے اور ہر دم با وضو نہ ہونے کا یا اور طبعی طالی عند رکھ کر اسکو ٹال دیا جائے۔ آہ! لیکن صوفیہ کسی قوم کی تقیتیں بگڑ جاتی ہیں، جب تکلیف کی بجائے آرام ان کا شیعہ عمل بن جاتا ہے تو کوئی منطق کوئی دلیل، کوئی جس مست ترک انکو ہر منہ کے بے کار گزرنس ہوتی، حد و حد کے اس لشکر انگیز اور کثرت کا ذمہ میں جس کہ قرآن کے بھی الفاظ سوار اہمت اور سوار کانت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب پر بلہ رمت آسمان سے وحی ہوتے تھے، آپ کی چاہی سنی اور لادار ہر جوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ کلام خدا کو چھوڑوں، اور کھور کی شاخوں اور ٹہریں پر لکھ کر اسی طرح علی الحساب ایک صدوق میں ڈال دیا جاتا تھا اور وہ صدوق رسول خدا کی چار پائی کے سوا لے پڑا ہوتا تھا!

لیکن اس استدلال سے قطع طرح معانی میں آیہ مَطْمَئِنِينَ (۵۹) قرآن کریم کے اندر استعمال ہوئی ہے۔ ان کا مسلمانوں کی اس عز ساختہ تاویل سے حاکم کوئی تعلق نہیں۔ سورہ واقعہ کے رمل کو ظاہر کر کے کا یہ موقع جس مگر چند لمبی اور پچھلی آیتوں کے سیاق سے ظاہر ہے کہ

چھوڑ کر، کاسہ گدائی ہاتھ میں لیے ہوئے، یونان کی سڑک شدہ حکمت کے درپوزہ گریبوا

آفتاب اندرون خانہ و ما در بدر میسر ویم ذرہ شمال
گنج در استین و میگرویم گرد ہر کوئے بہر یک شمال

(بقیہ تحت اہل حق ص ۵۱) کا خلاصہ ہے۔ اسی قدر قیمت کی مرید مائید لایمشتہ (۱۰۶) کے الفاظ سے گری ہے، اسی وہ
لیٹے ہوئے موتی اس قدر قیمتی اور باریں کہ نیلے ہاتھوں کا آل کو چھو بھی مع سے۔ یہی شخص بیس سورہ الزمر میں حوروں کے متعلق کی سے کہ
تظہن انہن انفسہن ولا یخافن منہ (۵۶ و ۵۷) یعنی کسی ترانس نے ان کو اس سے پہلے چھو ایک نہ ہوگا۔

اب راہ سوال کہ کتاب حدیث کی قدر و سرت آیا اسی سطحی تعظیم میں ہے جو کم بہت مسلمان آج کر رہے ہیں، ان کے شہ لا احکام کی تعمیل کرنا ہی
قرآن کریم کی صحیح قدر و ساسی اور عزت ہے۔ اس کا جواب آیہ قد جنتی (۵۷) اور آیہ نکتہ (۵۸) میں ہے ان دونوں آیتوں سے صاف
ظاہر ہے کہ قرآن کریم سے ملامت یہی ہے کہ مکر اور جبر مانی سے کام لیکر اس کے احکام کی آرام دہ تائید میں کر دیا جائے، ان کی نفس سے گریہ کیا جا،
اور یہی سطحی کاؤ مکتبہ کر کے العباد مائید حد کو دھوکا دیا جائے۔ یہی کفر کے صحیح معنی ہیں اور یہی مذکور آیات الہی ہے جس کا وہ سری مظلومین صحیح
کر دیا جائے گا۔ حدیثی سطروں میں مذکور وہی شخص ہے جو اس کے کئے پر عمل نہیں کرتا خواہ وہ اس کے قول و کلام کا نہ سے کسی اقرار کرے یا کرے
اسی معمول میں رسول خدا صلیم کے سامنے من کہ اسرائیل عرب مذکور تھے۔ نہ سے مقرر ہوئے اور عطا علیہ کتب کرنا، خدا بلکہ فی تحقیق ہزاروں الامور کے
رد و مکمل عمل و عمت ہو جس کی کچھ اجرت ہیں۔

نوشے کہ احکام الہی کو عطا مائے کی اس حیرت انگیز تحریر میں مرعیت کے اور جو آیہ مظلومین کے معانی یہ لے جاتے ہیں کہ حدیث اس کے
ہاتھ نہ دھوئے بغیر چھوئے سے منع فرمایا ہے، اور صرف یہی تعظیم مقصود ہے۔ ایک عظیم الدہن شخص کے نزدیک یہ تشریح مہایت انوار و محکا نگیر
سے یہ حدیثی شان سے ختم ابیدہ ہے کہ ایسے فرائض مسوی کی ایسی مصلحت اور سے تعظیم کر کے کا حکم دے جو ان کسی معمولی سے معمولی حاکم کو کسی
قطعاً گوارا نہیں، اور کا نتیجہ اس کی تبلیغ و اشاعت کو سچو محدود اور مسلمان ملکوں میں قطعاً مسدود کر دیا ہو مگر اس نام مستدلال سے قطعاً
کیا آخ عینہ مسلمانوں اور مخصوص سات کفر و بدعتی شملوں کے لئے۔ مذکور مرے کا مقام میں کہ آیہ مظلومین کی اس تامل کو بالاتفاق تسلیم
کرتے ہوئے بھی ان کی مائید سستی اور سے لڑائی، انکی سے حتی اور لا اہانت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ قرآن کریم کی کثرت اشاعت اور طاعت کا دھوکا
نایک ہندوؤں کی وساطت سے ہو رہی ہے۔ ان کا اس کتاب کو چھو یا تو درکار، عین مسرور پر آیہ مظلومین کے ساتھ ساتھ ان کے نام مانجے
جانے ہیں اور کوئی نہیں بچتا کہ یہ کیا اندھیرہ ہوتا ہے!

میر مقصود اس تمام بحث و تحقیق سے ختم یہ نہیں کہ کلام الہی کی ظاہری تعظیم کی جائے یا کم کر دیا جائے بلکہ یہ صحیح حدیث ساسی صحت اس کے
احکام کی تعمیل میں ہے اور اس شخص قول حدیث پر عمل کر کے کی نیت سے ایسے آپ کو تکلیف میں ڈال رہا ہے وہی ان کے قول کی تعظیم کر رہا ہے، وہی
ان کو مان رہا ہے۔ ہمیں شک نہیں کہ اکثر اوقات عین و عمل کے ساتھ ساتھ ایک ظاہری اور بھی خود بخود پیدا ہوتا ہے مگر ایسا احتیاجی کا
کسی وجہ سے قابل اعتراض نہیں۔ جس بات پر متبرص اس ہے یہ ہے کہ کتاب حدیث کے واسطے میں مسلمانوں کے دلوں میں رہا و مکر کی تعظیم ہو،
وجود و عرب کی عزت ہو، آرام و تکلف ہو، تسکین وہ حادث ہو، دل سے انکار اور شہ سے اقرار نہ ہو، لمس کو دھوکہ ہو، شیطاں کی مائید
ہو، خدا سے گریہ نہ ہو، اگر یہ ہے اور ساتھ ہی حجت کی کو بھی لگی ہے تو مسلمان و مکر و دھوکا و اللہ حکم کرنا لکھ کر (۳۰) کے معمول
کو یاد رکھیں اور سمجھ لیں کہ اس وحش و عداوی کا کیا انجام ہو سکتا ہے!

(باقی صفحہ ۵۳)

ملہ اور ویران لوگوں نے مکر کا توڑہ صریحاً ہی چال مل رہا مائید کلاموں کے بالقابل ہتریں چال چلے والا ہے۔

مغربی حکمت کے ان مشہدائوں نے آہ! اس تیرہ سو برس کے اندر قرآن کی مقدس مجلدات کو دس کے ہر موقع پر آنکھوں سے لکاتے اور بار بار چومتے وقت اب تک مرتبہ بھی اُسکے اُن دعاوی پر غور نہیں کیا جنکو وہ ہر نئے موضوع کے عنوان میں، ہر دقیق بحث کے ضمن میں، اور ہر تازہ اکتشاف کے حسیہ میں پکار پکار کر کہتا ہے۔ آہ! قرآن حقیقت کے ان گمراہ متلاشیوں کو سوفسطائی فلسفے سے ہٹا کر حقیقتین کے راہ رست پر ہی لارہا تھا جب اُس نے کہا تھا کہ اسکی آیات حکمت کے کامل استاد، اور غالب البرہان خدا کے اپنے ہاں سے اُترتی ہیں: تَبَارَكَ الَّذِي مَنَّ عَلَيْنَا لَئِنْ كُنَّا مِنْكُمْ لَفِي حُجْرٍ (۱۰۹) اُس بے مثال ہستی کا بے سخن حکمت کے انہی نامراد ہر جائیوں کی طرف تھا جب اُس نے قرآن کو حکمت کی بے بدل اور جامع و مانع کتاب قرار دے کر اسکی قسم کھائی تھی: نَسْ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ؕ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۱۰۸) وہ رب عزیز و حکیم، فی الحقیقت، انسان کو اسکی اپنی ایجاد کی ہوئی برحمت اور حکمت سے عملاً بے نیاز کر رہا تھا، جب اُس نے اپنی بھیجی ہوئی بُریان، اور اپنے بنائے ہوئے قانون کو کتابِ حکیم کا جامع اور نفع لعل دیا تھا: تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ (۱)؛ شاعِ زمین و آسمان کی مراد حکمت کے انہی نادان اور کم علم فلسفیوں کو صراطِ مستقیم پر لانے کی تھی جب اُس نے جملہ دیا تھا کہ تمہارا اُمّی نبی تو قرآن کے مستم بالشان تھا فوق

۱۰۸ وہ نمر کے علاوہ حوالہ میں دیا گیا، یہی آیت دو اور جگہ رب عموں ہے جس کا حوالہ یہاں دیا جاتا ہے: تَبَارَكَ الَّذِي مَنَّ عَلَيْنَا لَئِنْ كُنَّا مِنْكُمْ لَفِي حُجْرٍ (۱۰۹) سورہ موموں میں المراد العلماء ہے تَبَارَكَ الَّذِي مَنَّ عَلَيْنَا لَئِنْ كُنَّا مِنْكُمْ لَفِي حُجْرٍ (۱۰۸) ترجمہ ان کا یوں ہو یہ تحریری ہیچام (الکلیف) مارگاہ مل علی کی طرف سے تمام عالم کے نام پر جو غالب القوائے (صاحب علم) (۱۰۸) اور شل صاحب حکمت ہے۔

۱۰۹ قرآن حکیم اس بات کا شاہد ہے کہ نیک تم خدا نے عظیم کے عیا مروت میں سے ہو، اور اسی صراطِ مستقیم پر چل رہے ہو جو مقصودِ خدا ہے۔ ۱۱۰ یہی آیت سورہ لقمان کے رب عموں بھی ہے وَلَئِكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ (۱۱۰) ترجمہ یوں ہے۔ یہ احکام انہی (الذات) انھوں لوں جلیل سے اخذ ہیں جو ایک محتمل حکمت کتا ہے۔

(تمہ تحت اہتن صفحہ ۵۲) سورۃ الحجرات کی قسم کا صحیح مفہوم، اسکی عظمت کی تسبیح، اور مفلوہ تک پہنچنے والی موت کی صحیح کعبیت کا ذکر کیجا موقع پر کر دیا جائے گا محولہ بالا ترجمے میں مطالبِ ست کچھ عیاں کر دیئے ہیں کا اظہار ہے کہ موانع البجور کی شہادت لامحالہ اُن افاق اعلیٰ کی شہادت ہے جو انسان کو کمالِ علم کے اہت حاصل ہو جاتی ہے اور جو عر کے عیسر عظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حتماً حاصل ہو گئی تھی۔ اس کیفیتِ نبوت کا ذکر سلسلہ ارتقا کے تحت اہتن صفحہ ۲۱ میں ہو چکا ہے۔

نے یونانی فلسفے کے ان خوشہ چینوں کو قرآن ہی کی طرف بلایا تھا جب اسکی سچی اور بے عیب حکمت کو بشریت کے ہر نقص سے بری، اور انسانی صناعت کے ہر قسم سے پاک ٹھہرایا تھا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ عَلٰی عَرْوَةِ الْکَمَلِیَّةِ لَمَّا جَعَلَ لَلْاَعْوَجٰتِ سَکَّةً (۱۵) اور صاف فرمادیا تھا کہ ساکنانِ عالم کو محیطِ ظلمت سے پہنائے نور میں نکالنے والی یہی کتاب ہے: وَکُنَّا اَرْسَلْنَا کَانَکَ لِنُجِیْسَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی الْمُنُوْرِ بِاِذْنِ رَبِّہُمْ اِلَیْ حَرٰطِیْمٍ اَوْ اِلَی الْحَمِیْمِ (۱۳) آہ! مغربی منطق کے ان ذلہ برداروں نے قرآن میں یونانی فلسفے کے ذریعے سے اجتہاد کرتے وقت نہ سمجھا کہ قرآن کی قطعیت اور کفایت کی یہی دلیل بس ہے کہ وہ ایک کامل با علم اور کامل با خبر ذات کی طرف سے ہے: کُنْتُ اَحْکَمْتُ اَنْتُمْ لَمْ فَصَلْتُ مِنْ لَدُنْ حَکْمِکُمْ حَیْثُ (۱) اور اس بنا پر اس کے معارف و حقائق میں کسی ناقص، غیر قائم اور عارضی شے کو ذیل کرنا خدا اور حکمت خدا کو العیاذ باللہ ناقص سمجھنا ہے!

۱۵۔ تمام تعریف اور تکرید اسی کو سراور ہے جس نے اپنے بندے پرستِ رآن اتارا اور اس کی قسم کی کمی نہ رکھی۔
قرآن حکیم کی حکمت میں کمی نہ ہے اور اسکی صداقتوں کے ادنیٰ اور امادی ہونے کے متعلق وہ اور اشارے ہیں جو اس جگہ لکھ دیئے جاتے ہیں۔ سورۃ زمر کی آیت (۳۹) سے قرآن کی جامعیت اور امتیت کا دعویٰ بھی نکلتا ہے۔

وَلَعَلَّآ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْرِیْ ہٰذَا الْقُرْاٰنَ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ مَتٰی یَاۡکُوْمُوْنَ ۝ فَاَمَّا عَرَبٌ بَعْضٌ مِّنْہُمْ یَعْرِیْ ہٰذَا الْقُرْاٰنَ فَہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (۳۹-۳۸)

اور لوگو! ہم نے تمہارے سمجھنے میں صحیح طرح عمل تلاشتے رہے مگر تم اس کے اندر ہر ممکن مثال دیکر سارا دستور العمل واضح کر دیا جو تاکہ لوگ اس سے نتائج اخذ کریں اور ہدایاں اُخیر عمل کریں۔ یہ قرآن عربی زبان میں ہے، اسکی حکمت عالیہ میں کمی قسم کی کمی نہیں رکھی اور ہر گمانِ ستہائے مطرب ہے کہ تمام عالم کے لوگ اس سمیال حکمت پر عمل کر کے عذابِ الہی سے بچیں۔

اَلَا یَاۡتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ تَحْتِ الْاَرْضِ وَیَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ مَلٰٓئِکَةٌ خٰلِفُوْنَ ہٰذَا الَّذِیْ فُتِنَ اِلٰہُکُمْ فَاَمَّا عَرَبٌ بَعْضٌ مِّنْہُمْ یَعْرِیْ ہٰذَا الْقُرْاٰنَ فَہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (۳۱-۳۲)
باطل کو اس کتابِ عظیم سے مقابلہ کرنے کی تاب نہیں، نہ اسکو نیچے سے واکر کرنے کی حرأت ہے۔ فحوت، اسکے سامنے سے آسکتا ہے (جس کی ننگی ہو)، نہ نیچے سے (میں خلق) نہ آج اسکو کوئی انسانی حکمت چھٹلا سکتی ہے، نہ آج کے اندر اسکو کہیں سے گرد نہ پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ حقیقتِ عظمیٰ اس حکیمِ اصل، اس ستارہِ ازل کی اتاری ہوئی ہے جس کی حمد و ثناء میں ایک عالمِ طب اللسان ہے!

۱۶۔ یہ قرآن ایک بڑے بڑے کی کتاب ہے۔ اس کو ہم نے تم پر اس عرصے سے اتارا کہ تم لوگوں کو حکم خدا کی اطاعت پر آمادہ کر کے حل کے ادھیچ سے علم کی روشنی میں لاؤ اور انکو عزیز و محبہ صلی طرف لے جاؤ۔

۱۷۔ یہ قرآن وہ ہے بدل کتاب ہے کہ اسکے احکام و دلائل و ہدایاں سے معنی ثابت کئے جاسکتے ہیں اور یہ حکیم و جلیل و عظیم ہے جس سے ہاں سے ان کی مکمل تسبیح و تسطیح ملتی ہے۔

وَرَبَّنَا عَلِمَتْ لَكُمُ الْغُيُوبَاتُ ۖ إِنَّا بِمَا عَمِلْتُمْ أَشْفَعُونَ ﴿۱۲۹﴾

اور اے میںمیں! ہم نے تمہارے کتاب اس پاسے کی نازل کی ہے کہ تمہیں ہر ممکن شے کے متعلق احسکا واسطہ انسان سے پڑتا ہے، تفصیلی بیان موجود ہے، اور تسلیم کرنے والی قوم کے لیے یہ کتاب تو سراسر ہدایت، رحمت ہے، اور اسکی سلامتی اور حفظ میں کی بشارت ہے!

ان حیرت انگیز دعاوی کے بعد مسلمانوں اور قرآن کو تسلیم کرنے والوں کا فرض تھا کہ وہ اپنی دینی اور دنیاوی دونوں زندگیوں کے اصولی قواعد اور بنیادی ضوابط کی تلاش میں انسانی حکمت کے ہر مسلک خیال، اور قیاس و رائے کے ہر نظری مذہب سے خٹابے نیاز ہو جاتے۔ وہ اللہ کا حاوی علم، اور خدا کا محیط فلسفہ موجود ہوتے ہوئے کسی سلاطون یا رسطوی حکمت کے علاج نہ بنتے۔ وہ انفرادی اور اجتماعی دونوں زندگیوں کو خوش اسلوبی سے سلجھانے کیلئے تمام ترجوع اسی کتاب کی طرف کرتے، وہ دین اور دنیا کے ہر مسئلے اور ہر طرز عمل کے متعلق سب بشارت اور رحمت، سب نور اور ہدایت، سب علم اور خبر اسی کتاب سے لیتے، وہ قرآن ہی عقائد اور علی مناظرات کی حقیقی منام، اور کلام الہی کو ہی روحانی اور مادی مجاہدات کی مضبوط اساس مانتے، وہ کتاب خدا کو نہ صرف ذاتی فلاح کا بے مثال ذریعہ اور روحانی تقرب کا واحد وسیلہ سمجھتے، بلکہ معاشری عمران کا سنگ بنیاد، اجتماعی استحکام کا مرکز ثقل، اور قومی تقدم کا محور عمل یقین کرتے۔ وہ اقوام کی ترقی کے اسباب، انحطاط کے رجوعات، بادشاہت اور تسلط فی الارض کے طریقے، حصول قوت کے آئندہ، علم و فنون کے مصادر، فطرت کے قوانین، الغرض ان سب نکات کے کھوج جن پر انسان کی زندگی کا تمام حصر ہے، اسی قرآن سے لیتے اور انہیں عمل پیدا کرتے۔ نتائج لم یزل اور منجم حقیقی نے قرآن ہی کو مسلمانان عالم کا کامل ضابطہ عمل اور مکمل آئین مذہب قرار دے کر کہا تھا کہ آج میں نے اسلام کو تمہارے لیے پسند فرمایا کہ دین و دنیا کی تمام نعمتیں تم کو بخش دی ہیں!

اَلَيْسَ مَا كُنْتُمْ لَكُمْ دِينًا ۚ وَاتَّبَعْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ ۚ وَتَضَعُ لِكُلِّ اُمَّةٍ دِينًا لِّمَ تَعْبُدُوهُ ۚ (۳۰)

آج تم تمہارے دین کے تمام دستور اہل کو تمہارے لیے مکمل کر چکے، ہم نے اپنی تمام نعمت تم پر پوری کر دی اور

ہم مسلمانان عالم کے لیے (صحیح ۱۱۰) میں از علم انسان قبضہ کو آج کر ہی ایک حکمت سی کی گئی ہے۔ ہر سوچ سال صریح و محسوس محمد الوداع کے چلنے کے موقع پر یہ آئندہ نازل ہو گا۔

هَذَا صَبْرٌ لِلْمَآئِنِ هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ ذُنُوْبِهِمْ لَئِن رَّجَعْتَ الْغَوْصَ ۝ (۳۵) ۱۲۰ استادِلم نزل اور حلال مشکلات نے قرآن کو آسان اور
 ہمیں، کفے کے باوجود مجسمہ بصائر اور سپیکر حکمت فرمایا تھا مگر ساتھ ہی یہ معنی خیر تشریح کر دی تھی کہ اس کی
 آیات کی صحیح اور مکمل تفصیل صاحب علم قوم کے سوا کسی کو ودیعت نہیں، رُكِبَتْ فَحَلَّتْ اِنَّهُ فَرَاغًا عَرَبِيًّا لَعَلَّ
 تَعْلَمُوْنَ ۝ (۳۱) ۱۲۱، وَلَقَدْ جِئْتُم بِكُتُبٍ كَثِيْرَةٍ مِّنْ عِنْدِ عَلِيِّ هُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُفْقَهُوْنَ ۝ (۵۲) ۱۲۲، اودی دین اور ماحی
 اختلاف خدا نے قرآن کو تضاد کے بدنام اور بشری عیب سے قطعاً بلند تر ٹھہرایا تھا مگر اس بات کو جو حسن و نفع
 کر دیا تھا کہ اگر انسان کو اس کی آیات بیسنت میں کسی جگہ اختلاف کا شائبہ نظر آتا ہے، یا نقص و ضحکا
 گمان گذرتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ظاہر اور باطن، سیاق و سباق اور سابق کلام یا محل وقوع اور
 شان نزول پر غائر نظر نہیں ڈالی گئی، جس قدر اسکے مطالب میں تدبیر اور صحیح استدلال کیا جائے گا اسکا
 اختلاف مشتاجائے گا۔

اَفَلَا يَتَذَكَّرُوْنَ ۚ اَلَمْ يَكُنْ اَلْقُرْاٰنُ نَزْلًا مِّنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوْ كُنْ اَلْحَقُّ ۚ اَلَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (۸۰) ۱۲۳
 تو کیا یہ لوگ قرآن کے مقاصد و مطالب پر غور نہیں کرتے اور نہیں دیکھتے کہ وہ سب آپس میں متحد و متفق ہیں
 کیا اس کو اتنا بھی شعور نہیں کہ ہمیں کہ اگر یہ کسی غیر خدا کا بنا یا ہوا قانون ہوتا تو لامحالہ اس میں یہ اختلاف پاتے۔

۱۲۴ یہ قرآن تو تمام عالم کے لئے بصیرت اور تذکر کی باتیں ہیں۔ ہدایت اور رحمت اسی قوم کو حاصل ہو چاکی چاہی اور سچا نام اللہ ہو ہے ہر
 بلاستقلال نہیں رکھتا اس میں تدبیر کرے (لَقَدْ جِئْتُمُوْهُنَّ)۔
 ۱۲۵ یہ قرآن حلیم ایک کتاب ہے جس کی آیات حلیمہ کے حلیم الشان مطالب کو ایک عربی میں کی صورت میں (وَنَزَّلْنَا نَزْلًا عَرَبِيًّا) اس قوم کے
 لئے مستقیم اور معلوم کر دیا گیا ہے جو علم رکھتی ہو (لَقَوْمٌ يُعْلَمُوْنَ)۔
 ۱۲۶ اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہم ان نادان اور احمق اہل عرب کے پاس وہ ملے کتاب لائے ہیں جس کی شرح و تفصیل ہم نے علم سے کوئی نہ
 جو صاحب علم قوم اس قانون حلیم کے حقائق عالیہ کی صحت پر بالائزہ ایمان رکھ کر اس میں تدبیر کرتی ہے اس کے لئے تو یہ کتاب سرسرا
 ہدایت اور رحمت ہے (لَقَوْمٌ يُفْقَهُوْنَ)۔

۱۲۷ علم کی صحیح اور قابل ہر کار تعریف و عمل کے عنوان کے تحت تیسری جگہ میں آئے گی۔ وہاں پھر سب راحت تمام واضح کر دیا جائے گا کہ کتاب خدا
 کی مراد علم ہے عیسے کیسے اور اس کے موجودہ مفہوم میں کس قدر حیرت انگیز تغیرات ہوئی ہے۔ اس آیت کریمہ (۳۱: ۱۲۱) سے ہر نوع بظاہر ہے
 کہ قرآن صرف صاحب علم قوم کے لئے اترا ہے اور اس میں ہر ایک حقائق عالیہ کو وہی قوم کا حق سمجھ سکتی ہے جو علم رکھتی ہو۔ پسند انتقاد کے تحت اس میں
 میں اس علم کی ایک جگہ کھلا دی گئی ہے اور ایک جگہ اور مباحث آگے جھک کر اسی جگہ میں آئیں گے کہ علم کی تعریف تسلیم کیے بغیر کتاب خدا کی
 قدر قیمت کا صحیح اندازہ لگانا ازسریں ممکن ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (۱۶) (۲۴)
اور اسے محمدؐ ہم سے ہماری طرف یہ کتاب نصیحت ایسے اتاری ہے کہ تم لوگوں پر اچھی طرح جہاں کر دو گز
پہنچے کیا احکام آتے ہیں، اور ساتھ ہی یہ بھی کہ وہ خود سوچیں اور تدریک کے لئے مطالبہ زیادت کریں
اور تطابق پیدا کریں۔

كَتَبْنَا الْقُرْآنَ لِلْعَالَمِ كُلِّهِ لِقَدْ تَرَىٰ فِيهِ عَمَلًا شَدِيدًا ۚ وَلِيَذَّكَّرَ بِهِ قَوْمًا لَّا يَعْلَمُونَ (۳۰) (۲۹)
اسے پیغمبرؐ یہ قرآن عظیم مٹی رکت اور دھن پیڑ کر کے والی کتاب ہے۔ اسکو ہم نے نیری طرف محض ایسے
انما ہے کہ لوگ اسکی آیات پر کامل تدریک کریں، اور صاحب عقل فرست لوگ اس سے صحیح نتائج
کر کے عبرت حاصل کریں۔

یہی خالص تدبیر، ذکر و فکر، ایمان و یقین، علم و بصیرت، صحیح استدلال اور
تطابق ایسے آئینی اصول تھے جن کی بنا پر کلام الہی کے تحتہ بالغہ ہونے پر ایک سچا اور ناقابلِ وجہ
قائم ہو سکتا تھا۔ قرآن کے حیرت انگیز نسبتہ رازوں، اور سرسبز حکمتوں کے لئے کسی خارجی فلسفے کی ضرورت نہ

✽ اُولُو الْأَلْبَابِ کی تشریح معنی عمل کے عنوان میں آئے گی لیکن ان تیسوں (۱۲، ۱۳، ۱۴) (۲۴) (۲۹) اور قبل کی
نصاری والی (۱۵) (۲۳) آیات کو پیش نظر رکھ کر اس ملک تخیل کا یکسر تلخ قلع ہوتا ہے جسے روئے مسلمان عالم کی ملک کثیر
تعداد سے مشرکوں میں تدریک کر کے اس کے مطالب کو دیات کرنا گناہ سمجھ لیا ہے۔ آج اس عام احمطاط کے راسخے میں غالب راسخے ہی ہے
کہ قرآن کسی تدریک کا متحمل نہیں، اس کے خالق غالبہ کا وہیں سے کچھ تعلق ہے، اس کے مطالب میں ہم کو جل کرنا گناہ ہے، اسکی تشریح
میں عقل کو کام میں لانا بدعت ہے، دعوہ و دعویٰ۔ لیکن جو لوگ علم سرال الدین کے مدتہ و دعوہ سے واقف ہیں جس کی رسی ہذا قدر اول
میں حضرت عمرؓ نے رکھی اور جموں سے اس نتیجہ، مستقضا کا مزا چکھا ہے جو خود رسولِ حب اصلیؐ اور علیہ وسلم کی صحبت میں اور
صحابہ صفحہ کے مابین سالہا سال تک ہوتی رہی، اور جس کو ملا استنباط صحابہ کرام نے ایمان و یقین کی حجت اول مشرورے کو قرآن مجیم
کی ایک ایک آیت کے مطالب کی تفسیر میں بیسیوں اور برسوں تک تدریک کرنا میں ایمان سمجھا تھا، اس کے رویہ اس رہنما تخیل کی
یکجہ و صحت ہیں۔ گرا مالک میں و آسمان اور ستارہ ہمہ واداک کا کلام اسان کی مٹی سے تپتی ہے، ہر ملک سے ممکن آرائش، اس حجت
سے صحت معیار کا متحمل ہیں تو وہ ذی شعور انسان کے لئے وجوہا قابلِ تسبیح نہیں کتاب کے اس ابتدائی حصے میں بھی صحت
سطر کے لئے کئی مثالیں پیش ہو چکی ہیں لیکن آگے چل کر صوفی اس امر کا آشکارا ثبوت ہو گا کہ کتاب حکیم کی آیات کس قدر حکم، کس قدر
صحیح، کس قدر مطابق، اور کس قدر مدعیں دلچسپ ہیں۔ کوتاہ نظر اسان کا علم ان کے علم کے مقابل کس قدر بچ ہے۔ عدلتے یہ مثال
کی طرف سے انسان کو صلائے عام ہے کہ ان کو بغور تمام یہ کہے، الت پٹ کر دیکھے، بار بار دیکھے، مگر انکے ایک حرف کے متعلق کوئی کجی، کوئی کم علی
کسی اورانی کا دیات کرنا قاطعاً محال ہے۔ اس کتاب میں کلام الہی کے تمام مطالب ایسی تطابق سے ملنا معلوم ہو گا کہ واضح کئے گئے ہیں اور جو کچھ
اور جس میں کس طرح مطالب عقلی و فہمی و صاحب طر کے سامنے ہے۔ جو اسی آیات الہی ایسی ہیں (۱۶) (۲) و آیہ مذکور (۵۴) (۱۴) آیات نصاریٰ (۲۳) (۲۴)
(۲۰) (۲۵) کے مطالب میں ظاہر کچھ اختلاف سا نظر آتا تھا مگر وہی سے تامل سے اسکو آئیہ یوں (۱۴) (۳) کی وساطت سے رفع کر دیا ہے۔

تھی۔ رب علیم و حکیم نے اہل اسلام کی رہنمائی اور حسرت رنی کے لیے، قرآن کے میثال عجائب خانے کے اندر سعی و عمل کے ہزاروں کرشمے، خوشحالی اور امن کے صد باطلسم، قوت و اقتدار کے لا انتہاد فیضے، اور علم و حکمت کے بیسیوں اساسی اصول اسکے مختلف طاقتوں اور گوشوں، دیواروں اور حصاروں کے سیر و گزریے تھے مگر آہ! اُن کی ظاہری شکلیں بھی آج اعتقاداتِ باطلہ، غلط مطالب، اور غلط اجتہاد کے خس و خاشاک کی تہ میں محو ہو چکی ہیں! مسلمانوں کا موجودہ فلسفہ آج اس معجز العقل عجائب خانے کے انمول موتیوں کو سپرد خاک کر کے، عمارت کی جو کھٹوں اور دہلیزوں، طاقتوں اور حصاروں، روشندانوں اور کھڑکیوں، چھتوں اور نالیوں کی شناخانی میں مصروف ہو، اور کم فہمی اور بدویت کی غیظ آفرین بے توجہی سے ان پاکیزہ جواہرات پر فصاحت کا جاروب پہیر کر، شاعرانہ واہ واہ یا بخردانی تقسیم کے جہاد چند سے ہی اُن کی قدر و قیمت کا فیصلہ کرنا چاہتا ہے! آج قرآن کی کُل کائنات میں مسلمانوں کا مبلغ اجتہاد اور انکی اہم داستانِ حکمت، قیامت کے بے سند قصوں، قبر کے مکنون عذابوں، روح کی مفروض قسموں، اخلاقی امراض کی آفتوں، کفر کے بے دلیل اور مضحکہ انگیز فتواؤں، لہشت و برہاست کے موضوعی آداب توہ و استغفار کے بناوٹی اسالیب، اور طہارت و استنجاء کے وضعی طریقوں کی مذمت انگیز تشریح ہے! کیا یونانی فلسفے کی المناک خیال آفرینی، اور مسلمانوں کے مد انگیز نقدِ ان علم و فکر کا نتیجہ نہیں ہوا کہ آج ظلم و ستم کے ان ہوائی قلعوں کی تعمیر میں اسلام وہ سب کچھ کھو بیٹھا ہے جو صرف چند برس تک مسلمانوں کو قرآنِ ادنیٰ اور بتدائی عمل کے انعام میں ملا تھا۔

وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ وَلَئِنْ رَأَوْهُ
الْكِتَابَ لَكُنَّا عَلَيَّ حَكَمًا ۝ اَفْهَضَرْتُ عَنْكُمْ الدِّينَ كَمَا هُوَ اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا
مُشْرِكِينَ ۝ (۲۱۳۳-۵)

۴۰۰ الْكِتَابِ الْمُبِينِ کے معانی کے متعلق، میاں اکرم ص ۵۰۵ کے تحت اہل حق میں ظاہر کیا گیا ہے، اسی کچھ تحت کرنا بیڑی اروقہ ہے لکن اس آیت میں
(۲۱۳۳-۲۱۳۴) ص ۱۲ (۲-۱) سے کم اکرم یہ ظاہر ہوتا ہے کہ (۲۱۳۳) میں کتنی روشیں اور تین کمات کی شہادت میں کی گئی ہے اور جملہ (۲۱۳۳)

لوگو! کتاب میں اس امر کی تائید ہے کہ ہم نے کتاب حد کو عربی زبان میں محض ایسے کر دیا جو کہ تم اس کے دستور العمل کو آسانی سمجھ لو۔ اور یہی کتاب جس کو تم ہمارے سمجھنے کی خاطر عربی لباس پہنا دیا ہے اس ائمہ الکلب کا ایک حصہ ہے جو ہمارے ذہن میں ہے اور جو ایک مقتدر اور جس کی حکمت کتاب ہے۔ تو کیا اس وجہ سے کہ تم لوگ اس کتاب کے حقیقی مقاصد سمجھنے میں مدد سے شے مانتے ہو اور ہمارے مطلب کے نہیں پاتے ہم اس کتاب کے مطالب کو تم سے ستر ستر طرح اچک لیں کہ تم خاک بھی نہ سمجھ سکو؟

فَلَا تَكُنْ مِنَ الْكَاذِبِينَ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (۱۳-۲۰)

اے ساکنان زمین! یہ آیات الہی اس جلیل القدر کتاب سے ماخوذ ہیں جو روشن اور واضح ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ ہم نے اس کتاب میں کو اپنے ہاں سے عربی زبان کا لباس پہنا کر عربی اللسان قرآن اس لئے بنایا ہے کہ تم لوگ اس کے اسرار عالیہ کو سمجھ کر عقلمند بن جاؤ۔

قرآن کے مقاصد اور اسلامی فلسفہ اخلاق پر یونانی حکمت کے اس مُلک اثر کے علاوہ اور بھی فساد آفرین اثرات پڑے جن کا تعلق خود اہل عرب کی جبلت اور طبیعت سے تھا۔ عرب ظہور اسلام سے پہلے یونانیوں

(یعنی تحت اہل صفحہ ۶۰) اور اُن کو (۱۲-۲) کی ضمیمہ کا مرجع ہی اسی کتاب میں کی طرح ہے۔ گویا حد سے میتال نے کسی کتاب میں کج فساد بنا کر یہ کہا ہے کہ ہم نے اس کتاب میں کو عربی زبان کا لباس پہنا کر عربی قرآن ایسے بنا دیا جو کہ تم عقلمندس ماؤ ان آیات الہی کا صحیح مہموم سمجھ کے لینے، پھر عورو و حوص و نکاح کے تحت اہل عرب سے جو علم طباطب الاصل کے متعلق ہے یہ بات عیاں موحاتی ہے کہ کتاب میں دراصل صحیفہ فطرت ہی ہے۔ اور اس کو میں ایسے کہا گیا ہے کہ شخص کے پس منظر ہے۔ اگر اس مہموم کو تسلیم کیا جائے تو آیات (۳۶-۳۷) کے معانی صاف دیکھیں اور وہ یہ ہیں

’لوگو! صحیفہ کائنات جو تمہاری طبیعت کے سامنے روش اور عیاں ہے اس امر کی گواہی دے رہا ہے (وَ اَلَكُمُ الْيُسْنٰی) کہ ہم نے اس کا رنگہ اگر کے مام پوشیدہ قانون کا ترجمہ عملیہ اور عربی اللسان کتاب میں ایسے کر دیا ہے (وَحَصَلْنَاهُ وُزُوْنَا عَرَبِيًّا) کہ تم اس کے راز و رمل کو سمجھ کر ہوسدس جاؤ (لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ)۔ گویا اسلام دس فطرت ہے اور قرآن کریم صحیفہ فطرت کے قانون کا کتاب ہے۔

حکماء معترف ہیں کہ یہ فطرت کو کتاب سے تشبیہ دی ہے اور اس کا مثل ایک کتاب کے معرفت خدا کے کلمات اور معلومات عالیہ سے برہنہ تسلیم کیا ہے۔ اور اس میں بھی عظیم الشان کتاب سے جو حدائے عظیمہ جو اپنے ہاں سے مرتب کی ہے اعمال خدا کے اسرار و خفا کے متعلق اس سے روشن تر کتاب کا مذاقہ غیر ممکن ہے۔ لہذا اس کا صحیح مطالعہ ہو سکے۔ لیکن اس کا صحیح مطالعہ کرا آسان کام نہیں۔

اے یکسر الکلب المؤمن کے اہل معانی کی حیرت انگیز شہادت قرآن کریم کی مختلف آیات سے ملتی ہیں صرف مطالب کو قابل فہم بنانے کی غرض سے میں اس وقت متذکرہ کر دیا گیا ہے۔ رُو اس بات کو یاد نہ ہو کہ یہ کتاب یوں سمجھا کر قرآن کا قانون عمل کا تقدیر صحیفہ فطرت کے قانون کا ہونے کا عکس ہے، اور کہ یہ فطرۃ اللئیس عَلَمُہَا (۳۳-۳۴) کا مصداق ہے اور اس کی شہادت اصل کتاب میں عاقلانہ کی بہت حد تک مطلب کی تائیدوں تمام آیات سے صریحاً ثابت ہے۔ آیات الکلب المؤمن کے تحت اہل عرب میں بیان ہوئی ہے صراحت تمام ہوتی ہے جان الکلب اور خدایا

کی طرح اوہام پرستی اور خیال آزمائی میں ماہر تھے۔ ان کے مذاہب اور ادیان میں، انکی عبادات اور محالہ میں، انکی رسموں اور رواجوں میں تختہ پلید اور توہم کا منظم تر حصہ شامل تھا۔ ان میں غیب بینی اور کجنت کا بکثرت رواج تھا۔ زود اعتقادی کی چیدمھی کہ عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کر کے قبائل سے بیعت کرالیا کرتی تھیں۔ قیافہ شناسی، تفاؤل و تشاؤم، تجسیم و تسخیر، میسر از لام، سیمیا، وغیرہ وغیرہ ایسے اعتقادات و مہیے تھے جن پر صدیوں سے نہایت ایماندارانہ عمل چلا آتا تھا۔ ظن و قیاس سے واقعات کی

(فقہ تحت المیزان صفحہ ۶۱) مؤلف (۱۵۱۵) اور الفکر (۱۵۱۶) کے درمیان ظاہری متماثل قائم کر کے کتاب فطرت اور کتاب خدا کو ایک سمجھنے کا پر معنی اشارہ کیا گیا ہے لیکن اسی مطلب کی ایک اور آیت بھی عورتوں سے جس میں خود قرآن کا کوئی نسخہ لکھ دیا گیا ہے سورہ مائدہ میں ہے: **وَمَا كَانَ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ نَصْرٌ وَكَانَ فَتْنًا** (۱۵۱۵)۔ گو کہ تمہارے پاس خدا کی طرف سے یہ قرآن کیا آیا کہ گویا نور تھا اور کتاب میں اتنی ہی ہے۔ گو یا قرآن اور کتاب میں (ایسی معیہ فطرت) ایک ہی شے ہیں لیکن اس معانی کی مرید شہادت ہر کتاب میں اسے موقع پر ملے گی۔

الکتاب اللہ کے اس معانی کے بعد دو سراسوال یہ ہے کہ اُمّ الکتاب کیا شے ہے لیکن ادنیٰ سے تا اعلیٰ کے بعد یہ پیرا کرنا کچھ مشکل ہیں کہ اگر الکتاب اللہ ہی صحیفہ فطرت کا وہ حصہ ہے جہاں تک اس کے کو اس ظاہری پہنچ سکتے ہیں تو اُمّ الکتاب لا محالہ تمام کائنات و حاکم ایک عظیم تر حصہ انسان کے دست قدرت اور علم سے قطعاً باہر ہے اور اس کا کامل علم لا محالہ اس ذات باری کو ہے جس نے اس کو اپنے ہاتھوں سے پایا ہی ہے اس کو اُمّ الکتاب کہا گیا ہے اور چونکہ صحیفہ کائنات ہی تمام علم و حکمت کا مرکز ہے اس لیے ہر کون تعالیٰ کی کتاب ہے۔ کائنات و کائنات کے عوام کی زبان ہیں اُمّ الکتاب کو مصرعوں سے لوح محفوظ کہا جائے لیکن اگر بطور عمیق دیکھا جائے تو یہ صحیفہ کائنات ہی عظیم الشان کتاب ہے جو کائناتوں اور کائناتوں کے ریس سے محفوظ ہے اسی کے اندر خدا کا علم اس کا قانون، اس کی حکمت چھپی پڑی ہے۔ وہ اس کے علاوہ کوئی بڑی ہی چڑی چھپی نہیں چھلا کی رہاں میں ساتوں آسمان پر عرض صلے کے کوا سے برکتی ہے اور جس کی لمبائی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے۔ اس کئے کو پیش نظر رکھ کر یہ (۱۵۱۶) کے مطالبات ہو جاتے ہیں: اُمّ الکتاب عظیم اس صحیفہ کائنات کے عالم آقاوں کا ایک جز ہے و اُمّ الکتاب اُمّ الکتاب جو ہر بارے اس پر ہے (لکھنا) اور جو ایک ٹرے پائے کا قانون (تعلیل) ہے اور حکمت سے ہے (حکمت) جس سے اسلام کے نور سے حد کے عرض کے وجود کو اس کی شکل صورت سے قطعاً کوئی مماثلت نہیں تو خدا کی خالق ہوئی اُمّ الکتاب ہی کا خدا کی ہی ہوئی انسانی کتابوں سے اصلہ مختلف ہوئی یا پیچھے۔ زمانہ مابعد کے اہل عرب کے نزدیک کائنات اور موت میں بہت کم فرق تھا سب وہ لوگ جو آئندہ یا گذشتہ عوالمات پر اطلاع رکھنے کا دعویٰ کرتے تھے کہ اس کے علاوہ شہدہ باری اور کائنات و کائنات کا اوہا کرتے ہی کئے جاتے تھے چنانچہ ان شرائط کو برعکس جو دیوہا کر کے دلے افراد ہر قبیلے اور قریبے میں موجود تھے اسی، جدید ارسطو، ابن السیر، اسیر، و غیرہ وغیرہ چڑھو کا کہیں انوشیروان کے نام ہیں۔ ایک مشہور عورت سہل بنت حارث سے حبیبہ بنتہ کی شایع ہی پر پورے سے فقی رسول خدا کے سامنے میں نبوت کا دعویٰ کیا مگر سید کے بالمقابل ایک مدت تک اس کا رد نہ چل سکا۔ رسول خدا کی وفات کے بعد پیرا ہی عورت نے مریدہ بنی مطلب میں نبوت کا دعویٰ کیا اسی تہم کو اپنا حجتی بنا کر اسلام کے لئے ایک مغل خطرے کی صورت پیدا کر دی اسلام سے پہلے ہی ایسی کا بہت عورتیں عرب میں ظاہر ہوئیں اور صلیبیوں کا دعویٰ اس کے تاح کر نیسے میں چھ لکھوں تک کا سیاق ہوتی رہی۔ تفاؤل و تشاؤم کا رواج بھی اہل عرب میں اسلام سے پہلے انسانی حد تک پہنچ چکا تھا جس کے ان اعتقادات و مہیے کا ہیہد کا نفع ابھی تک عالم اسلام کے اندر تقارن اور پیچیدگیوں کے تہری تقدس میں رونا رہا ہے۔

پیش بینی، اور غیر متعلق واقعات کو ذات پر محمول کر لینا ان کے خمیر میں داخل ہو گیا تھا۔ من گھڑت روایا اور آبائی فرخرفات کا ایک عظیم الشان طومار ان کا علم ادب بلکہ حسن لسانی ضابطہ بن گیا تھا۔ فصاحت اور شعر گوئی کا یہ عشق و ولولہ تھا کہ عین میدان جنگ میں، سفر و حضر میں، خطابات اور مناظرات بلکہ عالم خواب میں، رجز و سجع بے تاثر کہہ دیتے۔ ظہور اسلام سے پیشتر بیسویں برس تک، فصاحت کے چمنی امر القیس، زمیسر، لبید بن ربیعہ وغیرہم کے تعلقات التبع کے سامنے فی الحقیقت ماتھا گر گئے رہے، اور مجہرات اور مستقیات التبع کے مصنفوں کو اپنے تختیل اور فصاحت جتنی کہ اعمال و اعتقادات کا سچا رہنما مانتے رہے۔ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام مرہم شیعہ کو جہنم کا شعلہ اور غضب الہی کی آگ دکھا کر کینت لم معدوم کر دیا۔ تمام مذاہب ادیان ملیا میٹ ہو گئے۔ تو ہم پرستی قطعاً جڑ سے اکھڑتی پختن اور نبوت کے متعلق سب فوق الفطرۃ عقائد اور دعویٰ قرآن کے ایک ادنیٰ اشارے سے باطل ہوتے گئے: **اَوَلَمْ نَعْلَمْکُمْ اَآمَلًا مَّا جِئْتُمْ مِنْ حَیْثُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الَّذِیْ یُؤْتِیْ الْحَیٰۃَ وَ الْمَوْتَ** (۱۸۴)۔ نجوم پرستی اور سحر کے تمام شعبہ بیکار ہو گئے۔ قرآن کی روشن اور نمایاں حقیقت کے سامنے کذب و دروغ سب فنا ہو گیا: **وَقُلْ حَآجَّۃُ الْاٰلِہِیْنِ**

لے کیا ایل لوگوں نے اس بات پر کسی غور نہیں کیا کہ پٹوا (یعنی رسول خدا) کے اند کوئی حق تو ہے ہیں، وہ کوئی پاگل تو ہیں ہیں کہ ان کی بیوہ اور ان ہوئی۔ راستین رسول کہتے ہر اس وہ تو صرف کھلم کھلا اور صاف طور پر عذاب خدا سے ڈراے والے ہیں اللہ ہیں۔

۴۔ عالم جواب میں شرک کے متعلق اہل عرب کی بعض روایتیں مشہور ہیں جن کے اعادے کی یہاں ضرورت نہیں۔

۵۔ تعلقات کے ساتھ قصائد مشہور ہیں۔ ان کے مصنف امر القیس، زمیسر اس الی سلسلی، عادت میں حسلہ، لبید بن ربیعہ، عمرو بن کلثوم، طرہ بن عبد، اور ستیرہ سندو ہیں۔ مجہرات بھی سات قصیدے تھے جنہما کم مشہور ہیں۔ مائدیائی، صدید اللہ، عدی بن ربیعہ، رتہ بن کارم، امیہ بن ابی اعلت، حداد بن ربیعہ، عمر بن تولب اعلیٰ، ان قصائد کے ملک تھے۔ مستقیات تیسرے طبقے کے قصائد ہیں۔ جن کے مصنف مست بن علس، امر بن حسیب، مرقن الاصم، عروہ بن الورد، صدید بن صمم، مملیل بن ربیعہ، ارجحان بن سوید تھے۔ یہ سب شعرا اکثر راہ چاہتے ہی کے تھے۔ تعلقات کے ساتھ قصائد خاصہ کعبہ کی دیواروں پر لٹکتے رہتے تھے۔ لوگ ان کو اگر دیکھتے اداں کے سامنے سجدہ کرتے۔ تنگہ آسمان کی طبقات الامم میں تعلقات پرستی کی مدت ڈیڑھ سو برس گئی ہے مگر امر القیس کے عمریات (۱۸۴) اور اندازے اسلام کے زمانے (۱۸۴) کو پیش نظر رکھ کر اس مدت عادت میں بہت کچھ مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ان بعض جدید تحقیق ہیں ان قصائد کے دیوار کعبہ پر آویزاں ہونے سے بھی کیسراکار کیا ہے۔ اور تعلقات ان کے قیام کو تا دیر الودیع سے منسوب کیا ہے۔ بہر حال واقعات کچھ ہی ہوں لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان قصائد کی عرب میں خاص عزت تھی اند کوئی شے ان کے مقابل قدر و قیمت میں شبر نہ سکتی تھی۔

وَسَرَفَ النَّاطِلِ رَانَ النَّاطِلِ كَانَ رَهْمًا ۝ (۱۷۱) فصاحت کے طاقتور اور فساد انگیز طلسم کو توڑنے کے لئے کلام الہی نے اپنے بے ارادہ زور کلام سے ہی خاموش مگر ترکی بہ ترکی جواب دیکر عرب کو ہمیشہ کے لئے دھم کر دیا۔ تعلقات کی پریشانی از خود ماند پڑ گئی۔ عرب کی طاقت گویائی گویا اچک لی گئی مگر ساتھ ہی عرب کے اس بالیخویائی وصف کی علانیہ تکذیب توہین کے ارادہ سے، اور کتاب الہی کی حیثیت کو شعر و فصاحت بے انتہا بلند تر جملانے کیلئے، شارع اسلام نے شاعروں کو اللہ کے رستے سے بھٹکے ہوئے، وہم گمان کی وادیوں میں سرگردان، جھوٹے اور مغتری قرار دیا۔

وَالشُّعْرَاءُ بِسَمْعِهمُ الْغَاوُونَ ۝ اَلَمْ يَكْفُرْ بِاللّٰهِمَّ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهْمُونَ ۝ وَاللّٰهُمَّ
بَقُوْا لَوْ مَا لَا یَقْعَلُوْنَ ۝ (۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸)

اور جیسا کہ عرب نہال کرتے ہیں رسول خدا شاعر بھی نہیں۔ شاعر تو خود گمراہ ہوتے ہیں اور گمراہ لوگ ہی کچھ سمجھ لگتے ہیں کیا تو نے اس بات پر غصہ نہیں کیا کہ وہ عالم وہم و خیال کے ہر میدان میں پڑے بھٹکتے ہیں اور اکثر اپنے بارے میں فخر کے طور پر یہ کہہ کتے ہیں جو کبھی کرتے ہیں۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشُّعْرًا ۚ وَمَا یَسْتَعِیْ لَکَ اَمْرًا ۚ فَاِنَّ لَکَ اَذْکَرَ ذِکْرًا ۚ وَفَرَّانٌ فَرِیْدٌ ۝ لِّمَنۡ ذَا ذِمَّتِ
کَانَ حَکْمًا ۚ وَیَجِیُّ الْقَوْلُ عَلٰی الْکَیْفِیْنِ ۝ (۳۶-۳۷-۳۸)

اور ہم نے رسول خدا کو کچھ شاعری تو نہیں سکھائی اور نہ شاعری انکی شان ہی کے لائق ہے یہ قرآن تو فری نصیحت بھی نصیحت ہے، ہاں بہتہ واضح کتاب ہے اور اس کے تمہین ہونے سے مقصود یہ ہے کہ باطن اور بیرون لوگوں کو خطاب الہی سے ٹھٹھانے اور ساتھ ہی منکروں پر ہمارے عذاب کی دھمکیاں برحق ثابت ہوں۔

سارے ادماں سے کہہ دو کہ اس حق الیہا اراطل ہیست دنا بود ہو گا۔ اور فی الحقیقت اس سے تو ایک نہ ایک دل مشناب ہی تھا۔

۴۔ اس آیت میں اور انکی موقعوں پر جس کی تفصیل آگے آئے گی مخالفین نے قرآن کو شعر کہا ہے۔ حالانکہ قرآن موعودہ معانی میں شعر نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ موعودہ نہیں، بلکہ تمام کا تمام مقصد ہی نہیں حقیقت یہ ہے کہ رمانہ جاہلیت میں اہل عرب ہر اس شے کو جس میں لطافت میاں ہو، ایجاز و فصاحت ہو یا جسکی عبارت مقصد ہو، ملاحظہ دلی شعر کہا کرتے تھے۔ فصاحت کا معیار بھی اس کے نزدیک یہ تھا کہ حوی شخصوں کے ساتھ ساتھ الفاظ خوش اسلوبی سے بیوست کئے گئے ہوں، اس میں ترتیب ہو، مطالب سادہ اور عجیب ہوں، اس میں غیر ضروری حق ہو، ایسے میں کا ہونا یا نہ ہونا ضروری نہ تھا۔ اسی سادہ اہل عرب صحیح، رحر، حطیات، مناظرات اور قصائد سب کو شعر میں داخل سمجھتے تھے اور چونکہ اس قطع کے شعر کا جزو نظم و نثر ہی ہے کہ انسان کے عقلی اور عقلی حدیث یا صرف سماجی محسوسات کو براہیجت کرتا ہے، اور باطنی تربیت اس میں نظر نہیں ہوتی بلکہ اس نے قرآن کو اپنے متعلق ایسی فصاحت کے معترف سے میں چڑھتی ایسی نقطہ نظر سے قرآن کے ہاں شعر ہونے سے انکار کیا ہے اور اپنی لحاظ سے شعر کہا

ان اعتقادی حسراہیوں سے قطع نظر عرب کا سب سے نمایاں اور مہلک عیب اُن کا باہمی انتشار اور نفاق بھی تھا۔ سب قبیلے ایک دوسرے کے خلاف آمادہ جدال بنا کرتے تھے، بغض و حسد اُن میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، سب کی سب کچھ رسم و رواج نہ رہی تھی اُن کی ذاتی اور پستی عدالتیں تھیں، صرفانہ کاوشیں اور خاندانی بخششیں، حسبِ نسب کے فخریہ جھگڑے، اور بد اعمالی کے اوقافی

(بقیہ تحت المص ۶۴) ہیں۔ نہت، ہر کہ ما و حود اس مسیح اور پے و پے انکار کے آج مسلمان عالم قرآن کو اسی محسوس میں مستحقِ استعزاج ہے اُنکو جو احترام ہے۔ قرآن کے تمام طول و عرض میں اُچھی مصاحف کے متعلق ایک حرف کہیں موجود نہیں، انہیں مکہ مصاحف کا اعطاسی مساوی موقوف ہوا ہے (سنہ ۱۲۰۲ھ) کے حضرت اہل حق کے متعلق استعمال ہوا ہے کہیں مطرہیں آما آئیدہ اولیٰ میں اس امر کے متعلق توضیح کر دی جائے گی، لیکن قرآن کے صحیح فی لہجہ ہونے کا مہلک اور ترمساک تحیل مسلمانوں کی ہرگز یہ ہے اس امر پر اس پر چکا ہے کہ اب اس کتابِ عظیم کی ہر کوئی حوی اُن کے وہم و گماں میں بھی نہیں آتی اگر کائناتِ مودت و مودت و مودت (۲۳) کی صلا سے عام و حد سے قرآن حکیم کے متعلق محاذی ہے، فی حقیقت اسکی مصاحف، اسکی شاعت، اسکی صلاح اور دلائل کی حویوں کے متعلق ہے، اور اس کتابِ طیل کی عالم حکمت اس کے مایہ نال علم، اسکی جبریت اور صفاقت اور طہیر ہدایت سے اس عرصے کو حیدر اور وسط ہیں، توجہ اور اوقاف میں حوی کے مقامات کا ایک ایک مدق، یا امر الہیں ہر حق کے قصائد کا ایک ایک بیت ان اسانی کمزوریوں اور کفالت، این حود ساحتہ ثمرات اور عوایس استعدیہ کے قرآن کی عمارت اُن کے بالمقابل حتماً نہیں ٹھہری۔ اگر قافلاً اعتنیں متعلق و قسلاً مفسرین (۱۱) سے صاحبِ امتیاز کی مراد فی حقیقت یہی تھی کہ حیرت انگیز الفاظ اور حیرت بدشوں، یا قولی اور استعاروں کی ساسبت میں اسکا آؤبی مقابلہ کیا جائے، اور دین اسلام کو کسی اہل ردہ امت کے لغو و اعدوں کا کھانا نہ بنا کر حد سے نہیں و آسمان کے مدق سلیم کی والد العیاد بالہ والدانی جائے، توجہ میلہ کدنگ اور کیا ہوا قرآن بھی جس کی حیدر پریشان آیتیں کہیں ملتی ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئے قرآن سے کسی اسلوب میں کم نظر نہیں آتا، کیونکہ اُس معترضی علی اللہ کی سحر مانی سے بھی آراہی عرب خیال کی ایک تعداد کو تیر کو میں مسد اسلام میں برسوں تک مسموم کر رکھا تھا جو اعتقاد مسلمانوں کے قول کے مطابق اس سے پیشتر قرآن کی ادنیٰ حویوں پر مرتب تھے، قرآن اگر آج نہیں کے طول و عرض میں ہر سبیل کے سکاں عالم کے لیے مشعل اور ہدایت بن گیا ہے، اور میلہ کا تمام قافلہ لٹ کر حیدر میں بن چکا ہے، تو اسکی وہ ہے قرآن کی راہ علم اور یکے اُن زبانی قراہ کے رو سے سترہ سترہ س کو جو انسان ہی سے وضع کیا، نہ اس لیے کہ مالک میں و آسمان اور بادشاہ اس و سامے مودتاہ ہو کر پیچھے انسان کے اسالیب بیان کا سترہ سترہ شمع کیا ہے، بلکہ اس لیے کہ یہ تصنیف طیل کلام ملوک میں وہ تنگ کلام ہے جس کی حکمت اور حقیقت اس کا علم فضل، اور ہدایت سب انسانی تعانیف سے ختم لاتر ہے، یہ ماہر کلام کا علم کا محسوس و جاہی و مات کر فضیلت تھی جس کے لئے مغرب سے مغرب گد میں جھک گئی تھیں، جس کے سامنے مودتاہوں نے گدوں کو کر دی تھی، عرب اور عجم سب دھو ہو گئے تھے، عجم (صی اللہ علیہ) سا آؤ اور جو کس کی دوش ٹنگا تھا، ابو سفیان نے الاخرہ توبہ کی تھی، اور آج بھی اگر قرآن عظیم سے دل میں باغی امر نہ سے متفرق مسلمان اس کے آگے از سر نو گدوں اطاعت عزم کر سکیں گے تو اسکی شاعرانہ حیثیت کو دیکھ کر ہیں، بلکہ احوالہ اس کے علم ہی کے قائل ہو کر گریں گے، سو وہ ہوں ہیں ہے (باقی)

۱۔ وہ یہی مادق ہے زیادہ اسے کلام میں صحیح ہے ۲۔ اور اس میں صی اللہ علیہ وسلم کو کہیں سے آؤ۔ ۳۔ تو اسکی طہرے کی اس گہریت و دل سود میں تم بھی سالاؤ۔

خوفِ احکامین کے حلقہ اثر میں لاکر کالعدم کر دیا سب فرقہ بندیوں اور نفاق آرائیوں جسے اٹھاڑیے، صدیوں کے دشمن دوست کر دیئے، سینوں کی کدوئیں نکال پھینک دیں، دلوں سے کینے بکسر اُچک لیئے، اور رَبَّنَا اَلْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ (۱۰۳۹) کا لشکر انگیز فرمان بارگاہِ خداوندی کے ہاں سے دکھلا کر چند برسوں کے اندر اندر محکوم اور شکست زدہ اہل عرب کو فرماں فرمائے عالمیان اور بادشاہ وقت بنادیا!

یہ سب کچھ اسلام اور قرآن کا ناقابلِ انکار جزو تھا مگر عرب کی جبلت اور طینت کو کون بدل سکتا تھا؟ وہ عادتیں اور عیبتیں جو اُن کی فطرت میں ہزار ہزار برس پہلے سے چلی آتی تھیں کس طرح چشمِ زمین میں اُنے رخصت ہو کر اپنا نقش پانہ چھوڑتیں؟ وہ نئی اوصاف جو قرونوں اور صدیوں پہلے اُنکی مٹی میں خمیر ہو چکے تھے، اُن کے طبعی میلانِ کار کو کیسے بے اثر چھوڑ دیتے؟ قرآن کی قاطع نظر اور شہد الاعمال تعلیم کی فدا یا نہ تعمیل میں عرب اپنی ظاہری عبادات اور مسومات کو بدل سکتے تھے، اپنی آبائی روایات اور اعتقادات کو بادیِ نظر میں چھوڑ سکتے تھے، اپنے داخلی مناقشات اور قبائلی تنازعات کو علی رؤس الاشہاد محو کر سکتے تھے، بلاغت اور فصاحت کے ذاتی ادعا کو بھی طوقاً و کرۂ خیر باد کہہ سکتے تھے، مگر طبائع کے باطنی رجحان اور اصلی طریقِ تخیل کو ہرگز نہ بدل سکتے تھے، اُنکا مسلک وہم و خیالِ یونان کی تدبیر و ہی روایات سے ہزار ہا سال قدیم تر تھا۔ اُنکی قبائلی زندگی کی بُنِ بنیاد و آفرینش سے اسی انداز پر چلی آتی تھی۔ وہ اسی وہمی اور اعتقادی ماحول کے بگڑے ہوئے طفلانک اور اسی فرقہ آرائی اور انتشار کے کہنہ مشوق استاد تھے۔ اس بنا پر اُن میں کسی حقیقت کشا علمی صداقت یا عافیت انگیز

۱۵ یہاں دسے تو آپس میں بہائی بہائی ہی ہیں۔

(تمہ تحت اہم صفحہ ۶۶) اور حقیقت پرستی ہو، جیسے واقعہ اللہ کی تائید اور صراطِ مستقیم کی توحید ہو، جس کا منہاسے مطر انسان کو اس کا راہِ راست کھانا اور اجتماعی ہلاکت سے حتی الوسع بچا ہو، ہر لڑی کتاب خود بخود اپنے زہریاں کے باعث، اپنی صداقت اور عینِ نظر کی وجہ سے بیخ کن ہو، اوقاتِ فصیح بھی رہ جاتی ہے، لیکن اس طاعت اور صداقت کا شاعرانہ خلف اور آؤر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسی سبب میں قرآن حکیم بھی بیخ ہے جیسا کہ آگے چلکر ماکا واضح ہو گا۔

پہلے ماحولِ الا آیات سے ظاہر ہے کہ قرآن حکیم کے متعلق شاعرانہ صداقت کا دعویٰ سزا یا اہل عرب یا مسلمانوں عالم ہی کی ایجاد ہے۔ صاحبِ قرآن کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔

حالات اور رعایت میں لگا دے گی، ۱۰ رقم کو وہی کچھ مل رہے گا جو مانگتے ہو۔ یہاں پر دولت اور محنت سی لیس دی گئی اور وہ قدر کا ہر کے حسب میں آئے، یہ سب اس لیے کہ انہیں لے کر اپنے ہمسایوں کے ساتھ ملے حکام سے عہد کر لی گئی تھی، اور رُٹل کو حق قتل کیا تھا، اور میر اس نے کہا ہے اب ہر رعایت کی ماسوائی کی تھی، رکابی، کاجوری، اور اقدست ماسی میں حد سے زیادہ تھام کر کھاتا۔

صدر اسلام کے اہل عرب نے بلاشبہ صاحبِ شریعت کی زندگی میں ہی کلامِ الہی کے آگے سرسجود ہو کر اپنا سارا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا تھا، وہ سارے کے سارے ایک اقل قلیل مدت میں ماسوی اللہ کے قطع میسر اور خدا و رسول کے قطع میسر ہو گئے تھے، قرآن اُن کا واحد منہا ہے عمل، اور کتاب خدا کی ایک جگہ لا لگاؤ نظر میں لگتی تھی، اُس کے محض ابتدائی اصول پر بے دھڑک اور بلا تاویل عمل کر نیکیے شک کرنے میں منعم لم یزل نے دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنت، اور زمین کی وسیع تر مراثت اُن کو سپرد کر دی تھی، وہی نہروں ولے جنات جگہ وعدہ، بادی النظر میں خدا نے آخرت میں کیا تھا، قرآن کے مبادیات اور ایمان کے حرف اقل پر بھیجا با عمل کے عوض میں اُن کو اس دنیا میں ہی مل گئے تھے، اُن کے مشعلستانِ ایمان دل، اچھ شریعتانِ عمل جگر، اُن کو چند برسوں میں ہی سمندرِ صل کے پار، عراق عرب کے میدانوں، افریقہ کی تپتی ہوئی ریتوں، اہل اندلس کی خوشگوار چٹائیوں پر لیگتے، یہ سب کچھ اہل عرب کی بینظیر خوبیوں کا ایک منظر تھا مگر جب زمین کی بادشاہت مل گئی، اور امن کے لازماً حاصل ہو گئے تو سلطنت کے ممکن و مستقر کیلئے قرآن میں استدلال اور اجتہاد ناگزیر ہو گیا، عرب کی مختصر سیاستیات میں توسیع اہل نظر آتی، تب اسلام کے یہ جاں باز

۱۰ ایک مہرے غمیدہ لگا ہوا کہ رسولِ خدا کی وفات (سال ۶۳۲ء) کے بعد مارہ برس کی مدت میں (گویا ماروقِ عظم کے بعد خلافت کے استقامت) (سال ۶۳۲ء تک) مسلمانوں نے چھتیس ہزار شہر اور قلعے ایسے قبضے میں کر لیے تھے۔ چار ہزار تحالوں اور سیکڑوں کو ایسے تصرف میں لاکر مسلمانوں میں تبدیل کیا۔ گویا اسلامی افواج کی اوسط رفتارِ تقدم مسلسل مارہ برس تک یہی رہی کہ ایک دن میں تو شہر یا قلعے سر کر لیتے تھے، عرصہ کسی قاہر سے قاہر ہو جاتی تھی، اور اس وقت تک جو المانیہ، اسی مابعد مثالِ حدیث کے ماوجود، حالِ دینی ۳۳ھ ۶۴۴ء کے عمار عظمیٰ میں اس مقام کے مختصر عرصہ تک بھی پہنچ سکی۔ اور یوں تو دہلی پر پہلے رحلاف مارہ۔ تقدم چند مہینوں تک قائم رکھنا ہی اسکے لیے مالاچار تھا۔ مگر باصرت عرصہ کے مقصود ملک کا رقبہ انیس لاکھ مربع میل تمام چھوٹے ایک سو برس بعد تک مسلمان بڑی دیکھ کے تیوں تو غلطوں میں پہنچ گئے، ایسا میں دیکھنے کی حد تک ایک طرف اور پہلے میں دیکھنے کی حد تک دوسری طرف سے، افریقہ کا تمام شمالی علاقہ بھی اسی کے دستِ قدرت میں تھا، گویا اسوارہ اللہ بھری کی سلطنت کے قریب قریب سہ ہجرت یا پان کا تسلط ایک صدی کے اندر مارہ ہو گیا تھا۔

فدائی حواس نے تمدن کی تمام اگلی روایات اور کلیات کو خدا کی راہ میں مستحکم کر چکے تھے، اسکے متبعین مطالب کی طرف متوجہ ہونے لگے، کچھ عرصہ سران کی جمع و ترتیب میں صرف ہو چکا تھا، کچھ اور تصنیف کتابت میں حسیح ہوا، نقاط اور حرکات ایجاد کی گئیں، مگر اعراب کے استعمال سے معانی کی نوعیت کے متعلق ایک علیحدہ اور انوکھا اجتہاد قائم ہونا شروع ہوا، عرب اپنی وہمی، نفاق آرا، اور مجاہدانہ طبیعت سے مجبور ہو کر اس جدوجہد میں ہمہ تن مصروف ہو گئے، تلفظ کی زبردوں اور زبردوں اور اختلاف معانی پر ترکیب الفاظ اور تغیرات عوالم پستقل مناظرات ہونے لگے، کوفے اور بصرے میں نحو یوں کے دو مقتدر اور متخالف گروہ قائم ہو گئے۔ ان فساد آفرین مجاہدوں میں، تلاش سند کے بہانے سے عرب قبائل کی مختلف لغات اور جاہلیہ کا سارا علم ادب مدون ہو گیا، راویوں کی مختلف جماعتیں جاہلی اور مختصری شعرا کے رطبے یا بس سب ابیات اور قبائل کی جھوٹی سچی سب روایتیں پیش کرنے لگیں۔ اُدھر عرب کی ارباب ذوق، نازک اور طبعی طبیعتیں قرأت کے سطحی اختلافات کی بھی محتمل نہ ہو سکیں، علما کا ایک پُر مغر گروہ مختلف قرأت، رموز و اوقاف، اور ترتیل قرآن کی طرف لگ گیا۔ فصاحت و بلاغت کی ان ٹھنک یا دودھانیوں میں عرب جو اپنا ہمیشہ اعتقاد قرآن کی بے مثال فصاحت ہی پر رکھتے تھے، اور جو اپنی قادر الکلامی اور سخن شناسی کے کبھی منکر نہ ہوئے تھے، اسی ناگوار اجتہاد کو اسلام کی بہترین خدمت سمجھنے لگے۔

شعر و سخن کی ان دلدادہ طبائع، اور وہم و وسوسہ کی ان مجبور سر توں میں کلام خدا کی محبت نے استدلال کی

۴۴ قرآن کی مختلف سورتوں کی آیتوں کی دہلی ترتیب جو صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں کر دی تھی، مگر ایک مدت تک یہ سورتیں علی الحساب اہل عرب کے سینوں کے اندر محفوظ رہیں اور کثرت قرآن کا سوال پیدا نہ ہو سکا، غرض یہاں کے بعد جب حضرت عمرؓ نے علیہ السلام کو نبوت جمع قرآن کی طرف لائی تو صدیق کہتے رہے رب بنی ناس کی وساطت سے قرآن کو جمع کیا لیکن اس وقت سورتوں کی باہمی ترتیب کا خیال غائب نہیں کیا گیا۔ خلیفہ ثالث (المستوفی مشہدہ) کے عہد میں سورتوں کی مستقل ترتیب عمل میں آئی، چونکہ تمام سورتیں پہلے پہل قرآن کی کثرت شامیہ میں خط میں تھیں۔ پھر اس کے بعد کچھ تصرف کر کے کوئی حکم لیا گیا، ادا زان، زید، زید، پوتی، حرم، وغیرہ جو سورتوں کے اندر نقاط ایجاد کیے گئے۔ ادا زان حکم ادا ہی ترقی ہوئی۔ پھر دوسری صدی ہجری کے اوائل میں جب مسلمانوں نے اسی اور افریقہ کو فتح کر لیا اور افریقہ مصر سے مشرق میں خداداد قصبہ کے اُس کو علم عربیت کا مرکز بنا، تو خط بعد ادبی کی ابتدا ہوئی، چونکہ اس اہم تہذیبوں کے بعد ہر حکم جاری ہے۔

بجائے الفاظ بیسی اور ظاہر نوازی، اور اجتہاد کی جگہ خیال آرائی اور بلند پروازی از خود پیدا کر دی، فصاحت پرستی صحیح معنوں میں اور سر نو شروع ہو گئی! قرآن ہی سے ثابت کرنے کی ناروا کوشش کی گئی کہ انسانوں اور جنوں کا متفق گروہ بھی انکی ایک سورت حبیبی فصیح و بلیغ تصنیف پیدا کرنے سے متعذر ہے: ﴿وَمَا

۴۰ سورہ یسرا میں ہے:

قُلْ لَّيْسَ احْتِصَانُ الْاٰمِنِ وَالْحَقُّ عَلٰی اَنْ يَّاتُوْا بِعِنْدِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِوَحْيٍ وَلَا يُكَلِّمُوْنَكَ لَمَعْنٍ
کچھ بڑا (۱۷۰) (۸۸)

اسے محمد نام علی الاطلاق کہہ دو کہ اگر اس پہلے عالم کے مسیح و انیس بھی اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن عظیم کی آمد ان کے قرآن نہیں تو ہرگز اس حیدر لا سکے گے خواہ وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے ہی کہیں مومن مدح کی تشریح اپنے موقع پر آنے کی یہاں اس سے صحت نہیں)

یہاں ظاہر ہے کہ قرآن کریم کی صاحب یا عمارت آرائی کے متعلق ایک حرف نہیں کہا گیا کیونکہ اگر عمارت اصاحت ہی میں تمام و تمام دیکھ کے قرآن اس کو دعوت دینے کی کیا ضرورت تھی، اصولاً در الکلام اہل عرب ہی کو ملایا جوتا جس کا مقصد کچھ معنی بھی رکھ سکتا تھا جس حد دعوت عام ہے تو موارہ بھی لا محالہ کسی اسی خوبی کا ہے جس کے متعلق ہر شخص سی القدر کہہ۔ کچھ غلط کر سکتا ہے اور وہ حوی علم، حکمت یا ہدایت کے سوا کچھ نہیں سچے اس امر کا تصدیق کرنا کہ (۱۷۰) (۸۸) میں ﴿يٰۤاٰمِنُ هٰذَا الْقُرْاٰنِ﴾ کے الفاظ سے نصیحت کی محسوس میں شیل قرآن کے مکمل ہوئے کا دعویٰ کیا گیا ہے، سورہ الاعمال کی ایک حدیث سے بھی ہوتا ہے جو اس لحاظ سے ارس حسی حیر ہے۔

وَ اِذْ اَسْتَلٰ عَلَيْنَا مِثْلَ الْاَفْطٰنِ ﴿۱۷۰﴾ اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِرُ الْاَوَّلٰنِ ﴿۱۷۱﴾

اور ان نامکا ر اہل عرب کے انکار کی۔ حسان سے کہ جب پہلی آپس اکٹھے کر سائی جاتی ہیں تو مثالوں بنتے ہیں کہ ان ہاں ہم نے محمد کے قرآن اور اس کے دعوتے میری کی حقیقت کو خوب سمجھا (۱۷۰) (۱۷۱) ﴿اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِرُ الْاَوَّلٰنِ﴾، اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسی ہی میں یا افتادہ ماتیں بناس (۱۷۱) ﴿اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِرُ الْاَوَّلٰنِ﴾، اس میں کہا ہی کیا ہے، یہ تو ہی ڈھکوسلے ہیں حالانکہ لوگ ہم کو بہت سے سنتے چلے آئے ہیں۔

یہاں ظاہر ہے کہ مِثْلُ الْاَفْطٰنِ کا اشارہ قرآن حکیم کے نص مصوع اور متمولہ حکمت اور ہدایت ہی کی طرف سے جس کی مسکریں عربیے اَسَاطِرُ الْاَوَّلٰنِ کہہ کر تصحیف کرنی چاہی ہے مگر اہل عربیوں کی طرف اشارہ ہوتا تو اَسَاطِرُ الْاَوَّلٰنِ کے الفاظ سے موقع اور معنی تھے کیونکہ اَسَاطِرُ کے لفظ سے غیر فصاحت کے معنی قطعاً نہیں نکلتے اور اَوَّلٰنِ سے مراد پرانے اَوَّلٰنِ اور فصاحت کی جامعیت ہی اسی محسوس میں ﴿مِثْلُ الْاَفْطٰنِ﴾ کا لفظ سورہ طور کے اندر واقع ہوا ہے:

اَمْ يَرْجُوْنَ نَعْوٰلَهُ ۚ اَمْ لَآ اَنۡفُؤُوْنَ ۚ فَلَمَّا نُوَارِجُوْا بِقَبِيْلِ اٰمِرٍ اَنۡ اٰمِنُ قَوْمٍ ۚ ﴿۱۷۲﴾ (۱۷۲) (۱۷۳)

کیا انک کہتے ہیں کہ محمد اس قرآن کو اپنی طرف سے سالا یا ہے۔ ہاں کام چھوڑ کے لنگ سداور کٹ تختیاں ہیں، اہل امت یہ بزدلی کہ ہر سے یہاں لائے کی بہت ہی نہیں رکھتے (۱۷۲) (۱۷۳) ﴿اَمْ لَآ اَنۡفُؤُوْنَ﴾ (کہہ کو کیا یاں لائے کے ساتھ ہی قرآن پر عمل کرنا اور باج موعا ہے) اور بے گروہ ہے دعوت میں سچے ہیں تو اس حبیبی ماب بھی تو لے آویں۔

یہاں بھی صاف طور پر قرآن کا مسلسل تعویض اصاحت میں طلب میں کیا گیا کہ تصدیق کے معانی کو قدر قیمت میں برتر ثابت کرنا ہی اس کے تعویض سے کار تر آتیں پہلے اسی صورت میں جو حکما ہو امیو لڈ شاکر نکر نکر یہ نہ سانشی (۱۷۲) (۱۷۳) یعنی کیا لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ ہر شخص ایک متاع ہے جس کے لیے یہ عقل کے باعث جد و جہاد ہی پیدا کر لے میں۔ اسی دا راہ تھی کہ صحت نہ رہے، اور ہم اس امر کے منظر میں کہ موت کا وقت اس کو آدھو ہے اور انکی سان ترانیاں خاک میں مل جائیں۔

هُوَ يُولِي سَاعِدَهُمَا فَيَلْقَىٰ مَتَابِقًا ۚ وَلَا يَفْعَلُ كَآفِرِينَ ۚ فَلَوْلَا مَا كَانَ يَكُونُ لَكَ نَزْلٌ مِّن دُونِ الْعِلْمِ بِهٖ (۶۹-۷۲)

متن و عبارت کی خوبیاں، اور لفظ کی گہرائیاں پیش نظر رہتی گئیں، فصاحت کے عاشقوں کی ایک جماعت بلاغت کو مستقل فن بنانے میں مصروف ہو گئی، قرأت اور ترتیل کے موضوعہ اصول کی بنا پر ادنیٰ سی مانادگی کے عوض میں، عرب عجم سب کے لیے، اللہ کی سکر سے دردناک سزائیں مقرر ہوئیں۔ آہ! لیکن ان مجاز پرستان دین کو اس عتہا و اہتمام کے باوجود یہ کہنے کی توفیق ہرگز عطا نہ ہوئی کہ قرآن کو نہیر نہیں کر رہے تھے کسی حقیقی بہتہ خدائے نزدیک صرف اس قدر ہے کہ اسکی ایک ایک آیت کے مطالب عوام کے دلوں پر کائنات پر کائنات فی الجہر ہو جاویں۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نَزَّلَ عَلَيْنَا الْقُرْآنُ حُمْلًا ۚ وَاجِدْهُ ۚ كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ
فُؤَادَكَ ۚ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ۝ (۲۵، ۲۶)

اور منکرین دین جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن سادے کا سارا ایک دم سے کیوں نازل نہیں ہوا تو نہیں کہہ دو کہ فی بحقیقت یہی مناسب تھا کیونکہ ہم اس کے مطالب تمہارے قلب پر دل لشین کر کے تمہیں مطمئن کرنا چاہتے تھے اور یہ موصوفے ہم نے اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اتارا۔

وَقَرَأَ آفَافَهُمْ لِنُفَعِّرَ الْكَاثِرِينَ عَلَى النَّاسِ عَلَى مَكِّ ۚ وَكَرَّ لِنَاهُ تَرْتِيلًا ۝ (۱۱۶، ۱۱۷)

اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے اتارا کہ تم و قباوت قباہمت کے ساتھ اسے لوگوں کو پڑھ کر سننا اور اس کے مطالب دلشین کرو، اور اسی مصلحت سے ہم نے اسے رفتہ رفتہ اتارا۔

۱۔ اور یہ قرآن کسی شاعر کا کلام تو ہے نہیں، اسوس کہ تم اسکی خطابت پرست کر یا مان رکھتے ہو جو اسے قول شاعر قرار دیتے ہو۔ یہ کسکی ہیں کے ڈھکوسلے ہیں اسوس تم اس سے مست کم نصیحت کیڑتے ہو جو اسے ایسا سمجھتے ہو۔ یہ تو پڑھو گار عالم کی طرف سے اترا ہوا کلام ہے۔

۲۔ یہ تیسرا موقع ہے کہ قرآن کے شعر ہونے سے صراحت تمام اٹھا کر لیا گیا ہے۔ ایک موقع ابھی صحیحہ ایمہ اور ایک صحیحہ ۶۲ برگہ چکا ہے۔

۳۔ یہ آیت جہلہ صحیحہ ۴۴ پر پہلے ہی آچکی ہے مگر اس جگہ لیسٹیک ۲۵ و ۲۶ کے مطالب کی تسبیح میں لگتی تھی۔ سورہ ہود کے اخیر میں ہے:

وَلَوْلَا فَضْلُ عَلَيْنَا مِّنْ أَمْرِ الرَّسُولِ مَا لَمْ نَكُن لَّكَ فُؤَادًا ۚ وَكَانَ لَكَ فُؤَادًا مِّنْ دُونِ الْعِلْمِ بِهٖ (۱۱۶، ۱۱۷)

اور یہ سب جو کہ ہم تمکو اپنے گدستہ بیجا معنی کے حال میں کرتے ہیں، (اکی کا یا میں اور دشمن کی کامیابیوں کی اطلاع دیتے ہیں) اس مجموعہ مطالب

میں جو کہ ہم تمکو دل کو مصبوط کر دے، انما روم کو صبح کر دے، (ما لَمْ نَكُن لَّكَ فُؤَادًا) قائل صدیقی است کہ وہ جس کے شمار دل کو دیکھی صدائیکہ لے رہے ہیں

کر دے (وَمَا لَمْ نَكُن لَّكَ فُؤَادًا) اور اس شک میں کہ تمہیں اس صبح کے اندر عظیم الشان حقیقت و کشف کڑی گئی ہو (وَمَا لَمْ نَكُن لَّكَ فُؤَادًا) کہیں معید

ہوگی (اور علامہ ایں اسال والوں کے لیے بھی اس صورت میں نصیحت اور نصرت ہو)

حقیقت کی باہنیت سے یہاں پر بحث میں مگر یہ اظہار ہے کہ لیسٹیک ۲۵ و ۲۶ کے مسنی دل کو مطمئن کرے کے ہیں۔

وَذَرْنِي لِقَوْمٍ أَفْهَمُ ۖ (۳، ۴)

اور میراں کو جو سمجھ کر ڈاکو۔

ظاہر پرستی کے ان لاناہتا اور شبانہ روز مشاغل کے باعث قرآن کے مطالب میں حقیقی تدریج مل
تھا۔ اسلام کی دماغی قوت کا بہترین حصہ اس مردِ ناک طور پر ضائع اور منتشر ہوا گیا۔ قرآن کی درس و تدریس
تمام عالم اسلام میں انہی اصول پر ہونے لگی۔ اس اثنا میں جمع و تدوین احادیث کے نئے نظریے نے اجتہاد کا
رخ ایک اور ہی طرف بدل دیا۔ سینکڑوں محافظین دین تسلسل اور تواتر کے نامکن اور غیر یقینی اجتہاد میں
مصروف ہو گئے۔ راویان احادیث کے حسب نسب اور ناسہ بنائے اعمال کی ایک نہایت ضعیف مگر پُر اثر تحقیق
شروع ہو گئی۔ احادیث کی صحت کا معیار اہل عرب نے پہرئسی عقیدہ مندرجہ اور غلبہ وہم کی بنا پر کتاب الہی
تطبیق یا کم از کم عدم تضاد کی بجائے رواۃ کے ذاتی اعتبار کو قرار دیا۔ دینی اور خدائی معاملات میں اس بنا پر
ارادت کا اظہار، اور بیان کار انسان سے یہ عقیدہ مندانہ سلوک عرب کی ظاہر پرستی اور نا حقیقت شناسی
کی ایک اور دلیل تھی جس کا نتیجہ بالآخر یہ ہوا کہ قسم قسم کی احادیث، موقع اور مطلب کے بنا بننے کے لیے بہترین
کے نام پر موضوع ہونے لگیں حتیٰ کہ اُن کی چھان بین محال ہو گئی اور جب قیمتی وقت صرف ہوا کلام الہی کے
مطالب میں براہِ راست اجتہاد اُسے قند کم ہوتا گیا، اور ضامن مسلمان ایک حسرت انگیز طریقے پر قرآن کے
ناقص اور غیر مکمل مغلق اور غیر شریح ہونے کے خاموش قائل ہو گئے!

وحقیقت اس تمام سطحی جدوجہد کے بروئے کار نہ آنے کی اصلی وجہ اہل عرب کا طریقِ تخیل تھا۔ عرب
کی گذشتہ ہزار سالہ تاریخ میں اُن کا واسطہ تخیل کی وہی شوقوں سے پڑتا رہا۔ شاعرانہ شوق کی بنا پر انہوں نے
قرآن کے ظاہری محاسن کو دیکھنا شروع کیا اور بالآخر اس کو کمال پر پہنچا دیا، عجیب و غریب سری علوم
ایجاد کر کے اسکے صنائع اور بدائع کی مکمل تدوین کی، نفس قرآن کو ایک نیروز بر کے اختلاف سے پاک کر کے

۴ احادیث کے معیار صحت کی حقیقت اور متعلقہ معاملات کے بارے میں ایک متوسط بحث عنقریب تیسری جلد میں آئے گی۔

زندگیوں کو چٹان کی طرح مضبوط دیکھنا چاہتا تھا، لامحالہ ظن کے اسی نامور نتائج کو پیش نظر رکھ کر، اسکی بعض قسموں کو قطعی طور پر گناہ قرار دیا تھا، مگر قرآن کریم کے ان عظیم الشان مقاصد تک پونہنے کے لئے تابعین عرب کو اسکی آیات میں حقیقی تامل اور تدبر کی ضرورت تھی!

لَا يَأْتِيَنَّكَ السَّامُؤُا۟ اٰتُوا۟ اَحْسَنُوۡا۟ اَلَّذِيۡنَ اٰتٰوْا۟كُمُ الْاَمْوَالَ الْطَّيْنَ اِنَّ الْطَّيْنَ اَنْفُسُ (۱۳ ۴۹)

اے ایمان والو! اکثر قسم کے ظن سے بچے، راہرو کیونکہ بعض ظن داخل گناہ ہیں۔

اسلام کی ارضی سلطنت کے استمرار ممکن کے لئے یہ فساد آئین میں مباحث کس طرح مفید ہو سکتے تھے۔ قرآن کے متعلق ان لفظی تنازعات اور سطحی کج بحثیوں میں ہی مسلمانوں کی زندگی کے کم و بیش دو سو برس ضائع ہو گئے۔ اس اثنا میں حفاظت قرآن کے مفید اور بے مثال عمل کے ماسوا عرب تخیل کا بے دیکر یہی نتیجہ ہوا کہ کلام الہی کی درس و تدریس کے ضمن میں عوام کے سامنے جاہلیہ کا سارا علم ادب، ان کی طرز معاشرت، ان کی روایات و مہیا، ان کے اوہام باطلہ، اور ان کا دیرینہ احساق مدقن ہو کر التزام کے ساتھ پیش نظر ہو گیا۔ ان بے سود تصریحات اور ناگوار انکشافات کے سم آلود اثر کے باعث، اسلام کی تسلیم اعتقاد میں صدمہ غیر متعلق اور مفروضہ باتیں از خود ذخیل ہو گئیں۔ قرآن کا سب سے بڑا مجملہ اسکی جید عبارت اور حسن بیان میں منتقل ہو گیا! اسکی تلاوت عرب سخن فہمی اور زبان نوازی کی بہتوں دستاں بن گئی۔ پرفصاحت اور لغز گوئی ہر خاص عام کا مستقل بلکہ مستند شغل ہو گیا۔ عربی عجم قیل و قال میں، تخریر و تفسیر میں، زبان دانی کا اہتمام ذوق و شوق سے کرنے لگے۔ اور قرآن کی فرضی تائید پر جرات اور ملائکہ کے متعلق عقائد کی تدوین ہونے لگی۔ بہشت اور دوزخ کے مختلف مقامات اور مدارج وضع کئے گئے۔ عذاب قبر کی تشریحوں کے متعلق کلام الہی سے دور از کار استناد کیا گیا۔ ماہیت خدا، حقیقت نبوت، کیفیت وحی وغیرہ کے مختلف نظریوں کے باعث، قرآن، رسول، بلکہ خدا کے متعلق بھی طرح طرح کے توہمات شکوک عوام میں پھیل گئے۔ قرآن کی اکثر آیات میں عجیب و غریب تاویلیں ہونے لگیں۔ بدعت کا عام احباب ہو گیا۔

پھر قیاس کے ان بنے بسیج مجادلات، آرا کی اس عام کشاکش، اور الفاظ وحی کے جاذبی اثر کے باعث عوام کے غیر مطمئن اور تشنہ تلخ دل کمانت کے جاہلی عقائد کی طرف از خود مائل ہو گئے، قرآن کا مطالعہ محض رسم و تہنک کے طور پر رواج پاتا گیا، کلام الہی کے الفاظ میں غیبی برکت اور طبی تاثیر مانی جانے لگی، تاہم پرستی اور زیارت قبور کی جاہلی علامات نہایاں ہونے لگیں، **فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِلَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ** (۹۳، ۹۴) پھر آئندہ احوال اور خانگی معاملات، حتیٰ کہ ملی اور بین الملی مناقشات کی پیش بینی کی غرض سے کلام خدا سے تفاؤل کیا جانے لگا؛ احادیث نبوی اور حروف مقطعات قرآنہ سے زوال و بقائے قوم، مدت قیام عالم، اور بقائے اسلام کی تشریحیں نکالی گئیں، سحر و طلسمات کا وجود قرآن سے غلط مستنبط کر کے، اور حلول جنات وغیرہ وغیرہ جاہلی عقیدوں کا منفی ثبوت غیر متعلق اور دور از کار آیات از سر نو نکال کر عجیب و غریب فریبے اُن کی قرآنی تحریم و تردید کی نوعیت بدل دی، انہی سرسیم جاہلیہ عقائد و اہیہ کی تجدید کے سلسلے میں مسلمانوں کو نجوم کے مفروضہ اعمال سے بھی لگاؤ پیدا ہو گیا تھا۔ رفتہ رفتہ آثار و اکیبے جاہلیہ عقائد کی تائید، ایک نہایت شرم انگیز طریقے سے کلام خدا کی وساطت سے کی جانے لگی۔ بعض نیرق صوفیائے بھی خجیم کے ان متعدی اور ہلاکت انگیز اثرات میں پابگل ہو کر، طبل تلح کو کوئی اور ارواح فکلی کو مظاہر اسمائے الہی فرض کیا، اور مکر و دھوکے کے خجالت آفرین ڈھکوسلے اسرار الحروف کے نام سے وضع کیے، تیسری صدی کے اخیر میں زید یہ اور فراسیہ فرقوں نے امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کی تقلید کے بہانے سے کلام الہی کو قطعاً ناقابل فہم قرار دے کر، اسکے اسرار و رموز کا حل جعفر اہل سے مناسبت لے تو اللہ ان پٹلم سس کرنا تھا لکہ وہ تو اپنی جانوں پر آپ طلم کر رہے تھے۔

✽ اس مسمیٰ توت کی ایک مثال صفحہ ۳۳۳ پر (۷، ۱۸۴) میں گدی چکی ہے۔ مثلاً **هَذَا جَوْهَرٌ جَدُّهُ** سے بعض عوسس اعتقادوں سے یہ مستنبط کیا کہ اگرچہ رسول ص دایں (سعاد اللہ) حق نہیں ٹھسا تھا مگر عام لوگوں کے دلوں میں حیات کے ٹھس ملنے کی فستہ آن تائید کرتا ہے، حق کی حقیقت کے متعلق کمل بخت ماننا جو حق محسد سے پہلے نہ ہو سکے گی۔ مگر مستہ اشارات و رمیائی عملدات میں بھی آئیں گے۔

جانا! ان اودام کی گرفت بالآخر اس قدر وسیع ہو گئی کہ عین اس وقت جبکہ اسلامی عظمت و جبروت کا آفتاب نصف النہار پر ٹھہرا ہوا تھا، اور اللہ کی بخششوں کے خزانے مسلمانوں کو ہر طرف سے مالا مال کر رہے تھے، اسلام کا مقتدر امیر المؤمنین، خلیفہ المسلمین، مارون الرشید، قرآن اور اسلام کو بالائے طاق رکھ کر، فلکیات کے مطالعے میں بذات خود اس نیت سے مستغرق تھا کہ آثار نجوم طے طالع پاکر بقائے سلطنت کی بشارت اور نزولِ حوادث کے حالات معلوم کرے!

لَا تَحْلِلْنَاهُ فَرَمْنَا عَمَّا تَتْلَوْنَ ۖ وَاللَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَا سَالِحَةٍ
حَكْمَةً ۖ أَهْضَبَ عَنْكُمْ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِوِينَ ۝ (۴۳-۵۰)
ہم نے کتاب خدا کو عربی زبان میں لپیٹ کر دیا تھا کہ تم اس کے عظیم الشان مطالب کو پاکر عقلمندس جاؤ،
اور یہی تہذیب چارے ہاں ائم الکاتب میں موج ہے حوالیک بڑی بلند نظر اور یراد حکمت کتابیہ ہو گیا
اس وجہ سے کہ تم اس کتاب عظیم کی اسی غرض غایت سے دھڑھکتے ہو، ہم اس کو تم سے یکسر کیوں نہ
اچک لیں؟

کیا ان اعمال کے بعد انسان کی گذشتہ ہزار سالہ تاریخ میں، کفر اور ضلالت، جہل اور الجہلی، مکر اور
سید کاری کی اس سے بہتر اور روشن تر مثال پیدا ہو سکتی ہے جیسی کہ سلف راشدین علیہم الرحمۃ کے ان
ناخلف عرب و عجم نے ظہور اسلام کے پانچ سو سال بعد تک، قرآن کے مطالب پر غور کرنے، اور اللہ کی مفت
بخشی ہوئی سلطنت کو محفوظ و مستحکم کرنے کے بہانے سے دنیا کے سامنے پیش کی، کیا خود ابلیس، اپنی شبانہ رو
مصروف کاری، شیطانی اغوا، اور طاغوتی مکر و سبیل کے باوجود، اپنے سارے نامہ اعمال میں، اللہ کی
پیدلگی ہوئی مخلوق کے دلوں پر ایک ہی وقت میں اس کامل حکومت کی کوئی مثال پیش کر سکتا ہے جو ہم

۴۰ یہ آیات ص ۶ پر گندہ کلی ہیں مگر متنبہ رہنا کہ ان میں سے پہلی دو ہی گئی تھیں۔ مسیح حقیقت کے عنوان میں اس قرآنی اصطلاح اور اکثر ایسے اصطلاحی
مکمل تفسیر آئے گی اور ظاہر کر دیا جائے گا کہ یہ اصطلاح قرآن حکیم میں کس کو دین اور مختلف معانی میں استعمال ہوئی ہے۔ یہاں مراد صاحبِ نظر بطور وجود
مصلکہ کر سکتا ہے کہ یہی جیسی جو ہم نے اس کتاب میں کیے ہیں، مطالب کو مدلول کر سکتے ہیں۔ ان کا انداز کی آیتوں سے ربط بھی ظاہر ہے۔ اَلَّذِي هُوَ
کالفاظ قرآن کے معنوں میں جا بجا استعمال ہوا ہے مثلاً آیہ (۱۶-۲۴) میں جو صفحہ ۵۹ پر آئی ہے۔ یہاں آیات میں حطاب تامل اہل عرب کی طرف ہے۔

چشموں، سایہ دار بادلوں، دلفریب گھاٹیوں، پُر فضا وادیوں، اور حیات افزا جنتوں میں رہ کر اللہ کی نافرمانی کے عوض میں، عبادت طاغوت کی سزائیں، ممنوعہ درخت کے پاس نہ جانے کے بدلے میں، غیب پر سے نقاب اُٹھنے کی جزائیں، اللہ کے آشکارا دیدار کی خواہش کی سزا میں، بالآخر اس کے زبردست ہاتھ سے بیک بینی و دو گوش اس بے آبروی اور دُرگت سے نہیں نکالے گئے کہ آج اس اُستان کو دہراتے ہوئے پسینہ آجاتا ہے؟ وَكَلَّمَا عَلَيْنَا الْغَمَامَ وَانزَلْنَا عَلَيْكَ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَا وَكَلَّمَا مِنْ ظِلِّهِمَا تَرَكَكُمْ وَمَا تَكَلَّمُوا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (۵۰، ۲) کیا آج اٹھ سو برس کی بے مثال حکومت اور جاہ و جلال کے بعد، اُس سزمین میں، اُن کا ایک متنفس اور ایک نوہ گری بھی باقی رہا ہے جو انکی خاموش فراروں پر سرنگو ہو کر چار آنسو ہی ہا دیا کرے!

فَلَمَّا يَتَذَكَّرْ لِمَنْ يَلْمِزُكَ لِيُتَوَكَّرَ وَيُذَكِّرْ لِمَنْ يَلْمِزُكَ لِيُتَوَكَّرَ
أَهْلُكُمْ أَفْكَهُم مِّن قَبْلُ هَلْ يَخْشَوْهُمْ مِنْكُمْ مِّن قَبْلُ وَهُمْ مِّن قَبْلُ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ دِينٌ (۵۰-۴۹)

۵۰ اور ہم سے تمہیں ایسے قطعات میں ہرانا دیا جہاں ارمک پر مایہ کئے رہتا تھا۔ اور تم کو تیسری دولت حلق اور عمدہ اقسام کے ٹیکے کھانے کو دیئے، اور اعانت دی کہ جو کچھ عمدہ رشتہ ہم سے تم کو دیا ہے شوق سے کھاؤ۔ لیکن تم نے ان معنوں کی تفسیر کی کہ ان لوگوں سے ہم کو کچھ ظلم نہیں کیا، وہ تو ایسے ہیں جو ایک ظلم کرتے تھے۔ یہ لغو تفسیر ہے جو جملے مالی ہے کہ سی اسرئیل جہاں جاتے، اول کا میرا کسے سر پر رہتا تھا تاہم اس سے تانت ہو کر حیرہ ماسیلا کے کس شمال مشرقی حصہ میں سی اسرئیل فتح کمال سے پتہ تر ہے وہ پہاڑی علاقہ ہے۔ جس کا دیش کا نام گردہ رول جہاں چن لاکھ سی اسرئیل کے حقوق کے بعد موسیٰ علیہ السلام جالیس میں تک بیروٹا ہے وہ ایک عایت و شکر و ارکات، آت ہو امیدانی علاقوں سے سنا اب بھی حکمت، موسیٰ ہر، جسے اور دیا جا سکا نظر آتے ہیں۔ درخت حلق جس کی تیسوی کو قرآن اور تورات سے حق سے تعمیر کیا ہے کثرت متا ہے یہودی کی بھی بہتات ہے۔ مصر اور سیلا کے پتے ہوئے یا ماوں نے ٹکری اسرئیل کا ان علاقوں میں آباد ہوا اسکے لئے نعمت و شکر تھا۔ قرآن سے اسی حقیقت کو طَلَمَّا عَلَيْنَا الْغَمَامَ کے جو صورت العاطیں لو کیا ہے اور اگر قرآن صبیح و لیج ہے تو حقیقت اسی معنوں میں کہ اسکا تمام اسلوب یاں ہایت محصور اور توت ہے، اور اس سے بتر امار۔ ہم و گمان میں نہیں سکتا۔

نئی اسرئیل کی تاریخ بیان کر کے کا موع میں یہ صریح توجہ القرآن کا جو اس کا آخری حصہ ہی اسی لئے طالع کی تفسیر کو اس نے کیلئے چھوڑ دیا ہے۔
فَلَمَّا يَتَذَكَّرْ لِمَنْ يَلْمِزُكَ لِيُتَوَكَّرَ وَالْمَعَالِ فَمَا لَكُمْ لِكُلِّ الْعَالَمِ اَنْ تَكُنْ لِمَنْ يَلْمِزُكَ لِيُتَوَكَّرَ (۵۰-۴۹) قوم جس میں ہی حاکم میں پیدا کرے امتحدس کر ہے۔ فقہ کے ان معانی کا توت کا کاتے چکر آئیگا۔ بقولے کی راغ الوقت تشریح میں یہی گاری ہے جس میں اس نے سید ہے۔ اور قرآن حکم میں اس کی کوئی سید ہو نہیں۔ اقوام کے ہائے میں اسکا اطلاق اور ہی ہے جس ہے۔ ہل کتاب میں ہم نے فی الحال اصل ہی کر دیے ہیں۔ لیکن فقہ کے ان معانی کی ایک حکمت صوحہ کی آیہ (۵۰-۴۹) میں صاف نظر آتی ہے جہاں مقام حد کا ذکر اس بات پر مسخ کر دیا گیا ہے کہ اسان اُمت واحدہ ٹکری ہے۔ کَلَّا تَطْهِتُ اُنْفُسُكُمُ الْاَتَمَّةَ فَاجِدْ اَنْفُسُكُمُ الْاَتَمَّةَ فَالْقَوْمُ (۵۰-۴۹) کسی اُتات کے کا سچا دشمنی ہے کہ اس کے طام آپس میں دلتیں اور کہ کوئی عتد عالم نامی عدل کو گھام کر سکتا ہے۔

اصلی مسکن تھے، مگر اللہ کا المناک انتقام افسوس! آج بھی کم ہوتا نظر نہیں آتا، اور یورپ کی حرص سلطنت، جوع الارض، اور ضرورت کش اقتدار سے انہیں اور بھی ذلیل و پامال کرنا چاہتا ہے!

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمَمٍ مَّا سُوِّ لَا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا، وَ
مَّا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿۲۸﴾ (۵۹)

اور اسے پیغمبر! یہ تمہارے خدا کا دستور نہیں کہ وہ کسی بستی کو ہلاک کرے جب تک اس کے اہم اور مروج خلق
حقے میں اپنا پیغام بر نہ پہنچ لے جو واضح طور پر ہمارے احکام لوگوں کو سنا دے، اور پھر بھی ہم بے نیوگ
توا نہیں کرتے جب تک اُن کے رہنے والے مقررہ حدود سے تجاوز کر کے ہماری صلاح میں ظالم بنیں۔
قُلْ أَزِيدُكُمْ إِنْ أَنْتُمْ عَنْ آيَةِ اللَّهِ تَعْتَدُونَ أَوْ جَهَنَّمَ هَلْ لَكُمْ مِنْهَا مَعْلُومٌ إِلَّا الْقَوْمُ
الظَّالِمُونَ ﴿۲۹﴾ وَمَا أَرْسِلُ إِلَّا رَسُولِينَ إِلَّا مَنْ تَرَىٰ مِنْهُمْ فَسَنَ أَعْلَمُ
أَصْلَهُمْ فَلَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۰﴾ (۶۰-۴۸)

اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ کیا تم نے اس بات پر غور کیا ہے کہ اگر عذاب خدا تم پر آگاہاں یا استعارا لائے
تو سوائے ظالم قوم کے کوئی اور بھی ہلاک ہوگا اور پیغمبروں کو تو ہم اسی لیے بھیجتے ہیں کہ وحش حالی اور
عذاب کی دونوں صورتیں تمہیں کر دیں۔ پھر اسکے بعد جو قوم ایمان لے آئی، اور جنہوں نے اسی حالت
کی اصلاح کر لی، اُن کی زندگی بے خوف خطر ہے!

قُلْ هَلْ يَنْفَعُكُمُ إِلَّا الْفَوْمُ الظَّالِمُونَ ﴿۳۱﴾ (۳۵۱-۳۴۶)

ظالم اور فسق کی قرآنی اصطلاحیں جملہ اُن جامعہ و جامع مصطلحات کے ہیں جن کی تفسیر میں اسی صحت و درست ہے۔ اسی قسم کے چند اصطلاحات مثلاً ایمان،
صلاح، شک، کفر، اثم، وغیرہ، اس سے پیشتر گذر چکے ہیں مگر اُن کا صحیح معنوم بھی معرص التوا میں لایا تھا۔ یہ درست و مقصود اُن آیت کے تحت کر دینے
سے زیادہ ہے کہ قرآن کے معنی جو قوم صحیح عالم سے ناوود ہو رہی ہے، حکا سیاسی اور اجتماعی اقتدار گت رہا ہے، جو ہلاکت کے فخر حقیقی کی طرف
بٹھ رہی ہے، وہ شان کا ساتھی کی لطموں میں لٹا لٹا رہا ہے ملت ظالم اور فاسق ہوئی۔ اجتماعی ہلاکت کا متعارف معنوم ہی ہے کہ اُس قوم
سیاسی اقتدار سطح زمین پر چھو ہو جائے۔ جس کی قوم کے تمام اراکین و انویجوں میں ہلاکت ہو جائے نہ اس اور نہ تاریخ اسکی کوئی مثال نہیں
کر سکتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اجتماعی ہلاکت کا لازمی نتیجہ اکثر اوقات یہی ہوتا ہے کہ اُس امت کے اولاد بھی روئے زمین سے محو ہو گئے ہیں حتیٰ
کہ اُن کا ہیکل نسو بھی باقی نہیں رہا، جیسا کہ صفحہ ۹۷ کی آیت (۱۹-۹۸) سے ظاہر ہے مگر ایک مذہبی عمل ہے جو سلف کے صدیقیوں یا قرون بعد تک
ہوتا رہتا ہے۔ مسئلہ بعائے اصل کو بھی نظر رکھ کر آیت (۱۹-۹۸) میں مَن تَرَىٰ مِنْهُمْ وَلَا ظَلَمَ لَهُمْ نَوْن کے الفاظ نہایت قابل
عذر ہیں اسی دو آیات اسی (۱۹-۹۸) میں صحت و صحت بھی ظاہر ہے کہ جبرائیل حدائق تبارت اور خوف کی نوعیت کسی قوم کی اجتماعی سلامتی یا اجتماعی
ہلاکت ہی ہے اُن کی رسالت کا تمنا ہی ہوتا ہے کہ اقوام کو خطہ و ناکہ رستے پر لیا جائے یا افراسواری کی صورت میں ہلاکت کا اٹل جلیم سائیں۔
یہ مکہ نہایت قابل ملاحظہ ہے کیونکہ اسکی طرف اشارہ کا اٹل کتابیں آگیا نصیبی بات آگیا (۱۹-۹۸) سے ظاہر ہے جو صفحہ ۹۷ کے تحت لکھی ہیں۔

اے لوگو! یہ ایک اہم پیغام تھا جو ہم نے تم کو پونچھا دیا! تو کیا اسکے بعد، ماسق قوم کے سوا ابن نبیاں کوئی اور قوم بھی ہلاک ہو سکتی ہے؟ (یعنی وہی ہلاک ہوتی ہے جو ہماری اصلاح میں ماسق ہو)۔

عرب تخیل اور اسلامی فلسفے کی اس مختصر حکایت کے بعد کیا کوئی صاحب نظر ایک لمحے کے لیے بھی اس طرز عمل کا ممنون، اور اس فلسفہ خیال کا شرمندہ احسان ہو سکتا ہے؟ کیا جنوں کے حالات گریہ کرید کر بیان کرنا، اُن کے حسب نسب، فدیت، جنتی کہ حکمت اور علم و نبی کی تشریحیں کرنا، ملکہ کو فرضی گردہوں میں تقسیم کر کے اُن کے بے سند و عجیب غریب فرائض مقرر کرنا، آسمان و زمین کے رپاڑ شریب اور پل باز دنیا، بہشت کی نہروں و درختوں اور مقاموں، دوزخ کے طبقوں و پلوں ایندھنیوں حتیٰ کہ کلید برداروں اور محافظوں کے نام وضع کر کے، خلق خدا میں تذبذب یقین پیدا کرنا ہی عرب کے نزدیک وہ حیرت انگیز علم لدنی تھا جسے احمد مرسل (علیہ السلام) حکیم و خیر خدا کے ہاں سے لایا تھا؟ ان ہی آیاتِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اُن کو کلام اللہ بھائیوں سلطانین ان یکتا معنی (الاکھن و ما حقوی لا تقس) و لقد احاطہم من تربوہم الہدیٰ (۵۳ ۵۴) کیا بعد، صراط، صاعقہ، سدرۃ المنتہی، کوثر، تسنیم، طہوٰی، علیون، وغیرہ وغیرہ، سیدھے سادے اور نمثل الفاظ کی تشبیح میں عرب مفسرین کا آسمانوں اور بادلوں، ہواؤں اور عرش معلیٰ، خلد بریں اور ساکن ارواح کی سیرس کرنا اور زمین متین کو یکسر افسانہ بنا دینا ہی قرآن کے مطالب میں وہ حسیستی تدبیر و فکر تھا جس کی خدائے پاک نے

سہ یہ توڑے؟ اپنی اہم و تمیز اور تہارے آداب و عبادت نے اپنی طرف سے رکھ لیے ہیں، خدائے توان ناموں کی کوئی سند تاری نس۔ یہ لوگ تو محض طعن پر چلتے ہیں یا جو کچھ دل یا جہت ہے گھر لٹھ ہیں، حالانکہ ان کو ایسے پروردگار کے ہاں کامل ہدایت مل چکی ہے۔

۴۱ اور الشری سہل میں المی غالب حرجی جو طبعہ داروں الرشیدہ کے مدار میں مقبول شاعر اس بات کا مدعی تھا کہ اُس کو ایک جہت سے دودھ پلک پلا تھا۔ اُس نے اپنے دعوے کی تصدیق میں ایک کتاب جنوں کی اس اور حکمت اور اشعار غیرو کے بیان میں لکھی اور طبعہ وقت کو خوش کر سکے لیے اعلان کیا کہ اسے جنوں کی مخلوق سے ابن بن دارون الرشیدہ کے حق میں سمیت لی ہو یہ کتاب یکت تک مقبول عام ہری چند اشعار حرجی ہیں جن میں ۴۲ اس الفاظ کی تشبیح حتیٰ الوسع ایسے اپنے موح بہتے گی۔ اہل حرج کے اسکے متعلق بے سرو پا اوسارے سالیے ہیں جس کی کوئی سند نہیں میں اسلام اخبار کی نظر میں اس اسی توجہوں کے ساتھ تھوڑا سا ان س راہی و حناجہ کا تخیلی معیوم ہم نے معروضہ ہر ظاہر کی سہی کی جو عربیے صناعیہ کو شتاب و جہ سے گئے ہوتے وہی کی تھوڑا سا گھر سمہ لیا ہے حکومتی کا درست ہے بات میں تھوڑا سا

کیا تعویذوں اور گنڈوں، مل اور جبر، تفاؤل اور حسابِ جمل سے آئندہ واقعات اور اسرارِ غیب کی

(بقیہ تحت البقیہ ص ۸۳) بایا ہے، حوں سے قرآن کے اس اہم حکم کی تعمیل میں آپ کو انوار سے سدا، انکلن تچو اور سے مکی قانون کا
شکار ماکر قوم کی ذہنی اور عقلی قوتوں کو تباہ نہیں کیا، وہ آج ترقی کے فلک الافلاک پر کس طرح چڑھ رہے ہیں، اور دوسری قوموں کے بالمقابل
کس قدر طاقتور بن چکے ہیں

لیکن اور انہوں سے قطعِ مطر، خاص نمازوں عالم میں جس حیرت انگیز خوش اعتقادی سے پہلی چند صدیوں سے عالمِ عقوبت کی جہانی
نصویر سے دہوں میں حملے کی طرح سعی کی ہے، جو سندقتے بہت اور دوح کی مکابیت کے متعلق آپے متاعراہ تخیل کے بہت
گھڑنے ہیں، عجیب و غریب خیالی سماں ان کی فرضی کعبیت کے بارے میں بلا شہادت مادہ بایا ہے (تھا انزل انظر ہما میں منظر ۱۰
(۵۲-۲۳) صفحہ ۸۲) کائنات کے حوں کے ضعف یعنی کی دلیل ہے دنیا کے آخرت کی صحیح ماہیت کے متعلق بحث کرنے کا موقع نہیں، مگر پھر
اس نتیجی کعبیت کے حوں نے اسواں ہی کی زبان میں اس سانچہ عقلی کے بارے میں جاننا کی، جو جبر کا واقع ہوا مثل ہے، اور باوجود اس مثالی
کیفے حال کے بہت کی بے مثال آسائش اور دوح کی بے مثال تکلیف کے متعلق بار بار ظاہر کیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو
سودا گناہ کے اس متہوروں کی بھی کچھ وہ بیت نظر ہیں جس میں بہت اور دوح کی بات فیصلہ کر دیا ہے کہ لا حول ولا اقل سمعت ولا
حظر علی قلب العشر، یعنی اسکو کسی اکہ نے نہیں دیکھا کسی کاں سے نہیں سنا، اور اسکا خیال ہی کسی ستر کے قلب پر گہرا ہے۔ جب حال
یہ ہے کہ سچ اور صراحت و تواضع کی صحیح کعبیت تک میں پڑھ سکتے، اور ان کا علم حاصل کرنا ان کے ورثہ سے بہتر حال ہے تو بہت ہو کہ
مسلمان کو کلا قف ما لکین لک ہم رلو، کے حملے کے باوجود کیوں ان کے پیچھے پڑے ہیں اور فرضی قفے، مابا کر آپے دین کو غیروں کی سطح میں
مسکدہ گیر سارے ہیں۔ عالمِ عقوبت کے بارے میں جو تعلیم اسلام نے دی ہے فقط یہ ہے کہ وہ ہے، اسکا واقع ہوا یعنی جو اولیں

لَا دَاوَعَتِ النَّوْاحِیَّةُ ۖ لَئِنْ لَوْ جَعَلَهَا كَاذِبَةً ۖ حَافِصَةً ۖ كَاذِبَةً ۖ (۵۲-۱)

اے لوگو! دعا کرو کہ جب وہ کپکا دیے والا سامعہ واقع ہوگا، اور قیامت جس کے ہونے میں حاشا شک نہ ہو جس تمام سے سوں پر موجود
ہوگی تو تمہارا کیا ہی ستہ حال ہوگا۔ اسدن تمہارے اعمال کی حیثیت صاف کھل جائیگی، بہتر میں کو الہا باذکر لیل کر دے گی اور سیر میں کے دے
بہت کے بے مدد کر جائے گی۔

اس حادثہ کبریٰ کے واقع ہونے کا ماقبل انکار ثبوت کتاب کے متن میں آپے موقع پر آئیگا ہی یہ بات کہ وہ کب ہوگا، کہاں اور کیوں ہوگا، حرا کیا ہوگا
سر کس طرح ہوگی، کیا کیفے حال ہوگا، کیا منظر میں ہوگا، یہ سب موراساں کے احاطہ علم سے باہر ہیں کیونکہ سچ و بصیرت و تواضع کے حیرت و ک میں کیا
امکان ہیں رکھتے۔ اسی سارہ لکے بارے میں بحث کرنا بھی بحث ہے اور قرونِ اولیٰ میں ان کی کسی ایک شق کے متعلق بحث کرنے کی اجازت
عنی۔ سورہ اعراف میں ہے:

لَمْ يَخْلُقْنَاكَ عَنْ مَتَاعٍ ۚ اَنْتَ اَنْتَ مَرْسَلٌ ۚ اَنْتَ اَنْتَ مَرْسَلٌ ۚ (۱۸۴)

اے سیرا لوگ نہیں قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ آخر اس سامعہ کے اصل پیر بھی کہیں جو، کوئی شاعت کرے کی علامت یا
استان بھی ہے۔ ان کو کہہ دو کہ اسکا علم تو صرف میرے ہدایہ کے پاس ہے۔

جو بات نتیجہ حیرت ہے یہ کہ اس الناحیہ کے واقع ہونے پر کامل اور عقلی نہیں ہو، اسکی بہت اور صداقت کو پا کر دین کی پکاس پیدا ہوں۔ دارالبحر کی امیر میں
سعی و عمل وہ خند ہوتا جائے، شوق کا جس ثریے، خود کا کیف ظاہر ہو۔ یہ کہ مادہ انعام کے فرضی قفے گھڑنے جائیں، ان کو دہرا دہرا کرے اور، اور
عمل کو کا عدم کرو یا جائے۔ انعام میں قوت و تسویں اور صراطِ طاعت و تحویل تھی تک، جنگ کی صحیح کعبیت معلوم ہیں، اور ساتھ ہی ان کے سترین یا بدتریا
ہونے میں کلام ہیں۔ یہی انداز اس موضوع کے متعلق تمام قرآنِ عظیم کا ہے مگر افسوس کہ کھل کے مسلمانوں نے اس بار کو اکثر نہیں سمجھا۔

ٹوہ لگانا، اور اس مکر و حیل سے آیات خدا کو ٹوڑیوں کے مول بیچنا ہی قرآن حکیم کی وہ مخیر معقول حکمت آموزی تھی جس کا دعویٰ حکیم حقیقی نے بار بار کیا تھا؟ کیا صرف نحو، علوم لغت اور فنونِ بلاغت کو اسلامی دینیات کا جز لا یتجزی قرار دے کر بیع اسابیح، حکمتین اور مقامات حریری کے صلئے اور مدائع کا مطالعہ کرنا ہی فی الحقیقت قوم ثور و قوم ثور و قوم ثور کے لئے وہ مہدی بستی اور مہدی رحمت تھی جس کا قرآن میں ملنے کا وعدہ کیا گیا تھا؟ فَذَرْنَاهَا أَتَىٰ سَمْعَكَ رَبِّكَ فَهَلْ يُبْصِرُ أَمَلَقُ لَوْ أَنَّ سَمْعَهُ كَانَ بِإِذْنِ الْمُنُونِ قُلْ سَرَّحْنَاهَا لِي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْزِلِ ۚ (۲۹-۳۱) کیا قرآن کے پر حکمت اور پر مغز نصوص، تشبیہوں اور مثلوں، سورتوں اور آیتوں کی فرضی اور بے سند تاویلیں بامکر، اللہ کی پاک اور بے عیب کتاب کو سحر اور کھن، خوارق اور عجائبات کا جامع قرار دینا، نہایت یا کو عجیب و غریب کرامات کا عامل قرار دیکر ان کو تماشگر اور حلقہ باز سمجھنا ہی اُس تذکیر و تہذیب و تہذیب کے مترادف تھا جس کی تلقین کلام الہی نے کی تھی؟ فَاصْنُ لِنَاصِرٍ لِّمَن تَشَاءُ (۱۴۹)

۱۵۔ تو اسے میرا تم ہی نصیحت کیے گا، کیونکہ تم ایسے پروردگار کے صلہ کرم سے۔ تو مارگیر (کاہن) ہو اور وہ سوداگر (تخنوی)۔ کیا لوگوں نے تمہاری بہت یہ شور کر رکھا ہے کہ تم نے جو شخص ایک شاعر ہے جس نے ایسے عمدہ مثل و شعر و سخن سے ہی حیدر اور کویا کر دیا ہے اس کی پیروی اور اس کی دھمکیاں تمہی مکمل ہیں صحت و مدد ہے۔ اور تم تو اس امر کے مستطرب ہیں کہ موت کا حادثہ اس کو آدھو چھوڑے اور اس کی سبب تراویوں کو ختم کر دے۔ تم ان سے کہہ دو کہ بہت اچھا تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کروں گا ہوں پھر معلوم ہو جائے گا کہ کس کی دھمکیاں محض یاد ہوا مائیں تھیں، اور کس کی ہدایت صرف بعض برآئ تھی۔

۱۶۔ میں تم ان کو یہ باتیں یاد کروں گا کہ ان پر غور کر کے مستقل نصیحت ادا کریں۔

۱۷۔ ص ۸۲-۸۳ کے تحت اہل بیت سے ظاہر ہو کر علم امت الہی مطلق میں حقیقت علم میں الہی القیاس صرف نحو یا بلاغت فنون ہی لحاظ سے علوم کو دلوں میں پھیلا دیا۔ متاخرین عرب نے اسے علم ادب میں سے طرہ شعرا کے شائے اسطے یا سنے کے قصیدوں کو تعلقات کے امداد پر مستحب کر کے شائے حصول میں مشتم کیا ہے اور اس سلسلے کا نام بیع اسابیح رکھا ہے ان سات حصوں کے نام یہ ہیں: تعلقات، مہملات، متعلقات، مذہبات، مراتب، متوبات، انعمات، پہلے تین مجموعوں کی تفصیل صفحہ ۱۲ کے تحت اہل بیت میں گدی چکی ہے۔ ماتی شعرا کے نام یہ ہیں: مذہبات (رحشاں بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ، مالک بن عثمان، قس بن حلیم، احمد بن حنبل، قیس بن اسلم، عمرو بن امرئ القیس)، مراتب (انوذیب بن زید، احمد بن کعب، احسنی مالکی، طلحہ بن طلوس، ابوسیدہ خدلی، مالک بن زید، ہنطلی، منتظم بن مویہ)، متوبات (کعب بن زید، مالک بن رواحہ، طلحہ بن طلوس، عمرو بن اسلم، احمد بن حنبل، زید بن حنبل، نبید بن زید، وائل بن زید، کعب بن زید، طلحہ بن زید)۔

۱۸۔ ص ۵۴-۵۵ کے تحت آیات (۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲) کی طرف اشارہ ہے (۱۱، ۱۲) کی طرف جو آگے آ رہی ہے۔

اور منطقی اجتہاد کرتے وقت انہوں نے اس امر پر غور نہیں کیا کہ اسلام ایک کامل مذہبِ عمل اور کلام
 اتنی ایک کامل کتابِ شریعت ہے، اور اس لحاظ سے اس کے نکات کو حل کرنے یا تکمیل دینا کیسے کسی
 ناقص فلسفہ، کسی جاہلی نقل و روایت، کسی مصنوعی لغت، حتیٰ کہ کسی لغینی اور غیر لغینی حدیث کی بھی

(تمہ تحت اہم ص ۹۰) کیا ہے قرآن حکیم کے حق میں آئے ہیں اور تمام عالم کو صلوات عام دیدی کہ تورات اور قرآن سے بہتر کتاب تو ہے اور
 قُلْ مَا تَقُولُوا يَحْكُمُ بَيْنَنَا اللَّهُ هُوَ الْكَافِرُ (۲۸ ۲۹) تو قرآن کی فصاحت کا وہ مخصوص اوصاف اور عربی صوابی زبان کی ریزی و ستائش
 کے لئے اسے دل سے گزریا ہے اس وقت تک محض باطل اور بے معنی ہے جب تک کہ تورات کی غمی زبان (یعنی عبرانی) کہ بھی اس وقت صبح نہ مان لیا گیا
 لیکن معرود عرب کو لگ عم کے ساتھ یہ ناقابلِ ہر داشت رقعات اور شرکت کب گوارا ہو سکتی ہے۔ اور یہ بطور یہ ہیں تو اس مہلک تخیل کی فرما
 قرن تک نشر و اشاعت کر کے باقی دیا ہے اسلام کو کیوں وہ کہ جسے قرآن کی شری سے شری صیلت اسکی شاعرانہ ملاحظہ ہی ہو، اسی رنگ
 دنیا مڑی تھی، اسی کے عوس اعتقاد میں عرب سڑکوں ہو گیا تھا، عمر و ساتا عوی سے نیرار انسان دم بخود ہو کر اسلام لے آتا تھا، ایک ایک آیت کی فصاحت
 یہ عرب و عجم سرُ صحت تھے، اُنہوں کی چوٹیاں و ریشہ جہیں ہو گئی تھیں، کسری کا تحت ہل گیا تھا۔ اگر حال ہی تھا تو قرآن آج بھی موجود ہے۔
 اس ایک حرف کے رابر تصویر متدل ہیں ہوا آج اسکی ملاحظہ کو دیکھ کر ان اہل عرب کے کاہوں پر جوں تک کیوں ہنس نہ گئی۔ آج وہ کیوں ایسی جتنی
 کے جوش میں تھے اور دینے کو، قرآن اور اسلام کو میرے ہاتھوں پہنچ رہے ہیں اور اس سے سن تک میں ہونے!

قرآن کی کل کامیابیوں میں سے بڑا اگر کوئی امت جو اس کی ماہر اسکی شاعرانہ فصاحت کا دھولے چمکوں کیلئے کھڑا ہو سکتا ہے تو وہ عرب کے الفاظ ہیں
 حکم و مروت و کرم و مال کر لیا اس آسان ہے وَلَهُدَّ لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ
 عَزَّ وَجَلَّ (۱۶ ۳) اور ہم جانتے ہیں کہ کتنی لوگ افواہیں اڑاتے ہیں کہ محمد کو یہ قرآن عظیم ایک چمک رہا ہے اس کا سہارا بنا کر
 اجماع ہو کہ جس شخص کی طرف سے کہا ہے کہ اس نے اسکی زبان تو عجیب ہو، اور یہ قرآن سستہ اور سلیس عربی زبان ہو، یہاں یہ وہی ہے جو کہ ایک
 سلیم عقل شخص کمال سمجھا رہا ہے کہ قرآن کی زبان اس قدر صاف و ستھری ہو کہ اس کو کوئی غمی یا غیر عرب شخص اسکی فصاحت سے زیادہ توجہ دے گا اور اس
 میں لکھ اس آیت صاف اس امر کا امکان باقی رہتا ہے کہ کوئی عرب اہل زبان قرآن کی عبارت کی نقل اسی سلاست کر سکے۔ اگر عربی کے غیر اہل اس سے یہ بات قطعاً خارج
 ہے کہ عربی عبارت خلیل ہو کہ لیس اجماع کی استطاعت نہ ہو کہ ایک عربی لالہ فصاحت کی استطاعت سے اس پر سمجھا جائے اور غلط ہو۔ اگر یہ بات ہی تو غمی میں عربی کی کیا
 صورت تھی، صرف یہ کہ یہاں کہہ تو میں ایک انسان و اور یہ قرآن ایسی شستہ زبان ہے کہ اس کو سمجھنا سکتا ہے اور یہاں حال ہی میرے خیال میں یہ آیت نکالنے میں
 امر کی روش کو دلیل ہے کہ قرآن کی بے مثال فصاحت کم از کم اسکی عبارت آفاق اور اعلیٰ فصاحت نہیں۔

معلم لغت پہلی کتاب جیسا کہ صفحہ ۴۴ کے تحت اہم میں ظاہر کر دیا گیا ہے تیسری صدی ہجری کے اوائل میں تیار ہوئی۔ یہ خصوصیت صرف عربی
 زبان تک محدود نہیں بلکہ ہر زبان کا ایسی رویت رہا ہے کہ اسکی اختصار و مدلول اور قرون بعد میں مدقل ہوتی رہی ہے جب تک کسی زبان کو رونے میں نہ
 استقلال حاصل ہوتا گیا، لوگوں نے اسے الفاظ کو لیکر رائج الوقت معانی کو مقرب کر دیا۔ اور اُن خاص زبان کے کو مد نظر رکھ کر ایک لغت تیار کر لی۔ لیکن
 کسی زبان کے معانی الفاظ کی تاریخ بھانے خود ایک انتہائی دستاویز ہے اور حیات قومی کے ارتقاء و ترقی کے ایک ثابت گہرا تعلق ہے۔ گو کہ اس
 کی جہل کے مطابق الفاظ کو لیکر اس کے حسبِ مطلب معنی دینے کیلئے ہیں، ہر جہل جوں محسوسات اور اعمال میں غیر ہوتا جاتا ہے، معانی بدلتے جاتے
 ہیں۔ اس مقام پر کسی زبان کی معانی ہوتی لغت صرف اُن زبان کے مرقع معانی کی سہجہ ہو سکتی ہے، اقل اصداغ کے مطالب میں اس کو پیدا
 حکم میں شہر یا اس کا یہی حصہ ہے کہ ہر زبان میں الفاظ کی ایک تعداد کثیرہ برائے ہیں موجود ہیں جن کے مفہوم کی اہمیت بجز بزرگ زائل ہو سکتی ہے
 کچھ اسکل شہر ہے، کچھ صراطِ حق سے، کچھ عادت کے اسادی اثر سے، کچھ صورت کے معوی ضاد سے الفاظ کا صحیح اور اساسی معنی صرف

ضرورت نہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَہُمْ اَحْسَنُ مِنْ اللّٰہِ صَلَواتُہُ عَلَیْہِمْ وَاٰلِہٖمْ وَسَلَّمَ (۵) کیا وہ اس قانونِ جلیل کو

لے کر کیا لوگ مائے جاہلیت کا حکم (نہی) سہا جاتے ہیں لیکن اس قوم کے لئے حکومتِ قرآن کی حمایت پر کامل ہیں جو اللہ سے ہر کم (رسد) کساؤ۔

(لغیہ تحت اہم صفحہ ۹۱) جو مانا ہے، حتیٰ کہ سا اوقاتِ مردود کے باعث اسکا احترام کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ ہر ماں میں اس قسم کے اعطاء کی صدا متائیں موجود ہیں جسے اعادے کی یہاں پر مصوب ہیں۔ لیکن خاص قرآن کی لغت کے اندر جو معنوی انقلاب امتدادِ عہد کے باعث وقتاً فوقتاً ہوتا رہا ہے مسلمانوں کی حیات کے ہر طبقہ کی سرسبز مثال جو ایمان، شکر، اُحسان، اُکھڑ، ضلح، تقویٰ، ہدایت، ظلم، فسق، عیو و عیو، مینوں، اعطاء قرآن میں موجود ہیں جسے مطالبِ حرّ یا کلیۃً مسح ہو چکے ہیں ان کا اصلی کیفِ دل ختم ہو چکا ہے۔ ایمان آج کسی رسمی حکموں کو دھرنے کا نام نہا چکا عبادت دو چار رسمی عہدوں تک محدود ہو گئی ہے، اصلاح کے کوئی مستقل معانی میں رہے، تقویٰ، تربیتِ گاری کی سے معنی اصطلاح کے مراد میں گیا ہے۔ ہر ایک کا صحیح معنوم دھنوں سے قطعاً نکل چکا ہے و عیو و عیو، کوئی انسان کی مائی ہوئی لغت ال آجی اصطلاحات کے صحیح معنوم کو ادھیں کر سکتی ہے۔ حکیم سے اول مرتبہ ان اعطاء کو راس حرکت کیا اور لفظ کے متعلق ایک نئے معنوم، ملاحظہ کرنا اسی لغت وضع کی، ہر اس معنوم کی تعلیم رسولِ خدا سے سنس سیرا میں راہِ راست کر کر ایک خاص ماحول پیدا کیا۔ حلِ حل اس ماحول کا اثر مایہ ہو گیا معانی بدلے گئے۔ گزراں اعطاء کا الہی اور معنوی معنوم تک تدریس کے اندر موجود ہے بشرطیکہ اسان اُسکے دریافت کر کے کی سعی گوارا کر کے ایسی معانی میں کتابِ خدا میں کیا نا اکتفا سستی (۱۱۳) اور معنومِ حقیقی شیعہ (۱۱۳) اور دفعہ ثانیہ عَلٰی عِلْمِہ (۱۱۳) اور الکفّ مَعَصَرُہ (۱۱۳) ہے، اور اسی نقطہ نظر سے وہ سب تفسیریں اور معنومِ لغات سے لے کر ہے۔ اس حقیقت کو لے کر کا قائل انکار ثبوت کتاب کی آئینہ محملات میں پیش کر دیا جائے گا۔ یہاں پر بدعا صرف اس دعوے کی ہمیں ہے یہ معانی کے لحاظ سے سب انسانی لغات سے لے کر ہوا، اور ایسے دوسرے کے اندام تک حکم اور معنوم مفصل اور مکمل، مشترک اور تفسیر پر کتاب ہو یا ہی قرآن کے انسانی تصرف سے محفوظ ہونے کی دلیل ہے اور اسی لئے اس کی شان میں کتاب ہے

رَاقِہٖمْ سُرُوٰتُا اِلٰی کَثْرَ وَاَقَالَہُ الْحُطُوٰتُ (۱۱۳)

لوگو! ہم ہی سے اس قرآنِ عظیم کو تم پر نازل اور ہم ہی باوجود تمہاری سب حدت پسندی اور بغیر آرائی کے اس کے ظاہر اور باطن کی حفاظت کرے والے ہیں، اور اس کے مطالب کو دوسرے نہیں پہنچے ماحول دوسرے سے محفوظ رکھیں گے۔

لوگ قرآن کے متعلق خوشیچ پا ہیں مائیں، اس کی آیات کو بڑے مروت کر حرم ملک حمیں بحال ہیں، تاہم اہل کے اسار کے اسار لگا دیں با کر کے طواریکھیں وں گزراں کے صحیح امداد معنوی حروف تہج کے اندر موجود اور معنومیں، ایک ایک لفظ کی مکمل اور مفصل شرح اسی اور اوراق کے اندر ہے۔ وراق کا ایک حصہ دوسرے حصے کی اور ایک حروفِ بحر کی مائیں تاہم اور کامل تفسیر کر رہا ہے۔ اس کو کسی طبع کی ضرورت ہے ورنہ حکمت کی اور لغت اور حدیث کی۔ وقت، حالت، موقع، راہ، مصلحت و عیو و عیو کا اس کے مطالب پر کچھ اثر نہیں پڑا۔ اس کے کلمات صدق اور عدل حرم ہو چکے ہیں وَنَدَبْتُ کَلِمَتَ رَبِّکَ صَدَقَ وَاَوْعَدَ لَآ اَمْنًا لَّی لَیْلَہُ مَیْمَنَہُ (۱۱۳) اسوں کے معانی کو، ان کے آبی مقاصد کو کوئی خارجی طاقت بدل نہیں سکتی کیونکہ خدا خود اس کا محافظ ہے۔ اسی سے اسکو اس قدر مفصل اور مکمل کر دیا ہے کہ اس کے اعطاء کے علاوہ مطالب بھی ابدالاً تا تک محفوظ ہیں۔ انسان کا پاداش کہ مکر و تاویل سے یا قیاس برائے سے اس میں تبدیلی پیدا کر کے خدا کو ایسا ہم آہنگ کر سکے! اللہ اللہ کتاب کے صلے کے خارج اور مکمل ہوئے پر ایک وقت وہ کاشفِ خطائیں تہا کر دے رہیں کا ہادی اعظم اور سالار ہمسار وعات سے چاروں پہلے پہنچنے کے عالم میں ظلم و دات اور کافہ طلب فرماتا ہے کہ ایک تحریر کھدے سے کھدے نہایت گوارہ ہوئے یا نے لیکن عرب کی اُس بہترین اُمت کا وہ اولو العزم امتی عظیم اس فرائض کو سن کر فراموش نہیں گزرا اور اس ہمسائے کے ساتھ کھد تہا ہے کہ حرم لا مایا، علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کی سنتِ ہر جس کی وجہ سے بے ربط باتیں کر رہے ہیں جسے کتابِ خدا تو ہمارے لئے ابدالاً تا تک کافی ہے، اس میں کچھ نہ بڑے کی میں ہی!

منجانب اللہ اور مکمل یقین کرتے ہوئے اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے تھے کہ اسلام کے حقیقی محافظان نے قرآن کی آیات بینات میں مسلمانوں کی حالتِ ضعف کا اُن کے عہدِ قوت کا، اُن کے وقتِ جنگ کا، اُنکے خوفِ حُرَن کا، ان کے دُورِ امن کا، ان کے انفرادی مقام اور اجتماعی حدیثیات کا، الغرض ان کی دائمی بہبودی کا کامل دستورِ العمل جمع کر دیا ہے؟ کیا امن اور تہذیب، اجتماعی تقدم اور علم، تغلب اور شکم، قضا اور قانون کا لائحہ عمل ڈھونڈتے وقت وہ اُن قطعی اور عام احکام کو پیشِ نظر نہیں رکھتے تھے جو مسلمانوں کو ہر ممکن حالت میں صراطِ مستقیم دکھانے کیلئے کافی تھے، اور جن میں شارعِ اسلام نے صاف صاف فرما دیا تھا کہ اللہ کا طریقہ معلوم کر نیے کیلئے کلامِ الہی کی حکمت اور عظمت یکسر کافی ہے، بلکہ دینی اور دنیاوی سببِ ملامت کی بہترین حکمِ خدا سے عظیم کی یہی مفصل اور جامع و مانع کتاب ہے!

أَفَذَكَرَ اللَّهُ أَسْجَىٰ حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ الْكِتَابَ الْمُسْتَفْصِلَ وَالَّذِينَ أُنْتَهَوْا
الْكِتَابَ يَحْكُمُونَ أَنَّهُ مُكَذَّبٌ قَدْ رَكِبَ الْبَاطِلَ فَلَا يَكُونُ مِنَ الْمُنْذَرِينَ ۝ وَبَيَّنَّا لَكُمُ
دِينَكُمْ جَاءَ وَعَدُ اللَّهِ لَا مَسْدَلَ لِّلْكَافِرِينَ ۝ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَإِنْ تُطِيعُوا أَمْرًا
فِي الْأَرْضِ يُصِلْهُ إِلَىٰ سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَشَاءْ يُعِزَّهُمْ إِلَّا الظَّنُّ وَلَنْ هُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ
إِنْ رَكِبَ هُمْ أَعْلَمُ مَنْ يُصِلُ عَنْ سَبِيلِهِ ۝ وَهُوَ أَعْلَمُ بِأَلْمُتَدِينِينَ ۝ ۱۱۵-۱۱۸

۱۱۵ آیات الہی کے مطالب کی تشریح کا ایک حصہ صفحہ ۹۲ کے تحت اہل بیت میں گرجا ہے۔ یہاں یکایک دلائل و ہدایت قابلِ غور ہیں بیاں کر دینی تیار
اولاً تَعْلَمُونَ ۱۱۵ اور السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۱۱۶ اور اَنْزَلَ الْكِتَابَ الْمُسْتَفْصِلَ ۱۱۷ اور اَعْلَمُ مَنْ يُصِلُ عَنْ سَبِيلِهِ ۱۱۸ کے الفاظ سے ظاہر ہے
کہ یہاں قرآن حکیم کی صلیتِ بطلانِ تلافی گئی ہے اور دعویٰ کیا گیا ہے کہ جو لوگ فی حقیقت اس کتابِ عظیم کا علم رکھتے ہیں ان کو یقین ہو چکا ہے کہ یہ کتاب
اُس السَّمِيعِ اور الْعَلِيمِ یعنی سب سے رکھے والے اور سب سے علم والے کے ہاں سے آنی ہے ۱۱۵ میں سترہوں کے مسئل اور صدہ علم ہو چکا دعویٰ
تو ۱۱۶ میں اُس کے مکمل اور ناقابلِ مدافعتِ صافق اور عادل ہونے کا اقرار ہے ۱۱۷ میں کہا گیا ہے کہ اس کتاب کا بتایا ہوا دستورِ العمل ہی سبیلِ ہدایت
ہے اس لیے کہ صحیح علم یہی ہے اور جسے اس علم کے مخالف یا اسوئےِ ظن ہے سگری ہی ہے کہ اس لائحہ عمل سے میرے ہٹا جانے اور اس علم کو نظر
انداز کر دیا جائے۔ ہدایت ایسے ہے کہ اس غریب علم کو مستقل دستورِ عمل سالیانہ ہے۔

ان نکات کو بہت ہی نظر رکھ کر ۱۱۵ اور ۱۱۸ کے مطالب کا تطابق صفحہ ۸۷ کے متن کی آیات (۵۳ ۵۲) اور (۵۳ ۵۲) سے ظاہر
ہے اور تسلسل کے معانی عیاں ہو جاتے ہیں۔ گویا سبیلِ ہدایت ہے جو علم سے حاصل ہوا اور جو کہ علم سے حاصل ہوا اور اسے حاصل ہوا ہے اس لیے
جسے متاثر ہے اور جسے سبیلِ ہدایت ہے۔ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ خدا کا ہونا کلامِ الہی ہی ہذا القیاسِ ظلم ہے۔ اور کسی سبیلِ ہدایت
سبیلِ ہدایت ہے۔

تو کیا یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ میں (یعنی رسول) ماسوا خلع کے کوئی اور حکم تلاش کروں، اور تمہارے ساتھ
 کا قرآن کے ماسوا کسی اور کتاب کے مطابق فیصلہ کیا کروں، حالانکہ اس صلے تمہاری طرف شرح اور مسوط
 کتاب بھی جس میں ہر طرح کی تفصیل موجود ہے اور جن لوگوں کے لئے حقیقت ہم نے یہ کتاب بھی ہے و
 توحب جانتے ہیں کہ یہ خدا ہی کی طرف سے ہے، اور حقائق عالیہ سے پر ہے۔ تو اسے پیروں والے کے لئے اعتراض
 کو مٹ کر اس کتاب کے معقل اور کامل بننے میں کہیں شک کرنا۔ تمہارے پیروں کے سب کلمات اس کتاب
 میں صدق و عدل جستم ہو گئے ہیں، اب کچھ بات کہنے کے لائق نہیں رہی، اور نہ اس کے کلمات
 کے صدق و عدل کو کوئی خارجی طاقت ہی بدل سکتی ہے، اور وہ خدائے عظیم انسانی ضروریات کو مٹا بھیجے والا
 اور آئندہ احوال کا شرع علم رکھنے والا ہے۔ اور اسے پیغمبر اگر تو اس کتاب خدا کو جو ذکر اکثر ان کی جو زمین
 میں بستے ہیں، یہی روی کرے گا تو وہ تم کو خدا کے راہ رست سے ہٹکا دیں گے۔ یہ لوگ تو محض ظنیات
 کے پیچھے گئے ہوئے ہیں اور نرمی انگلیں دوڑاتے ہیں، علم و عقیدت کا اس میں نام تک نہیں۔ تمہارا
 پیروں کا یہی ہر جانتا ہے کہ کون لکے دکھائے ہوئے رستے سے ہٹکے اسے انہوں میں صراط مستقیم ہے
 وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ
 ۝ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بُنِيَ عَلَيْهِمْ ذِكْرُنَا فِي ذَلِكَ لَنُحْمَ
 قَدْ كَرِهَ الْغَافِلُونَ ۝ قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا يَعْلَمُ مَا فِي
 السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْعَاقِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ
 الْخَاسِرُونَ ۝ (۲۹: ۵-۵۲)

۴۔ ان آیات الہی میں معترضین کی اس درایت کو کہ رسول خدا ریتا یاں (یعنی معترض) ان سے چاہتے تھے، مستور کیا گیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ تم
 خدا کے پاس ہیں، اور رسول تو تم کو اجتماعی طاقت سے ڈالے کیلئے آئے ہیں تاکہ وہ کھلیکے لئے ہیں آئے۔ آگے چل کر دیا ہے کہ یہ قرآن عظیم ہدایت
 حوالہ ایک آیت الہی (معترض) ہے کیونکہ لوگوں کے پاس ہر اجتماعی نفا اور اس کی شارت (دستور) لیکر آیا ہے اور اس کے وسیع سے مستقل عمرت (دولت) حاصل
 ہوتی ہے کیا یہ معترض کہہ سکتے ہیں کہ تمہارے پاس ہر ایک شخص پر جلیل القدر صدارت کا کلام لائے جو آسمان و زمین کا کامل علم رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے
 والا نہیں لگتا یا ہمارے پر ہی قرآن کی فیصلت علم، تلافی گئی ہے اور اسی لحاظ سے اس کو تمام معترضوں سے برتر قرار دیا گیا ہے۔ جو ماہر قرآن کو معترض اسے قرار دیتے
 ہیں کہ انکی شاعری اور فصاحت بیتال ہے ان کے لیے یہ آیات اس قابل غور ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اس وقت ہوتا ہے حال آیات سے یہ ستر
 کی آیت یہی نکلے ایٹ نہت فی صدق الذین اؤثروا العلم (۲۹: ۱۶۹) کو پیش نظر رکھا جائے۔ جہاں صاف طور پر دیا گیا ہے کہ یہ قرآن عظیم
 صاحب علم لوگوں کے سینوں میں ریتس اور قابل انکار آیات (احکام) کا مجموعہ ہے۔

ان آیات کا آخری حصہ یہی والذین امنوا بالآلِطِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (۵۲: ۱۲۹) بھی سہایت قابل محبت ہے یہاں ہر معترض
 پر ایک سہایت صحت ایسی ہیہ چوٹ کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ معترض کو دیکھ کر مسکری کو رسول خدا انسانی تحقیقت ایک پامدار اور عظیم قائم غلطی اور غلطی
 مانوں راہیں لا ما ہے۔ اس میں کلام میں کہ شے سے شے معترض کا اثر بھی مقامی اور حق ہی ہوتا ہے اور کچھ مدت کے بعد اسے داخل ہو جاتا ہے۔ یہاں

اے پیغمبر اپنے پیروکار کے راہ راست کی طرف لوگوں کو اس قرآن ہی کے وسیعے ملا کر دے کیونکہ
یہی حکمت کاملہ اور وعظ حسنہ ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ اس کے متعلق کوئی بحث چھڑ جائے تو نہایت ہی
طویل اور بری سے کرو۔ پھر اس کے بعد جو اسکے دکھائے ہوئے راہ راست سے ہٹ گیا، اور بد راہ
پا گیا اُس سے خدای بہتر واقعہ ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۵۰﴾ (۲۵۰)

اور جو لوگ ہر معاملے میں کلام اللہ کو حکم نہیں ٹیرتے وہی ظالم ہیں۔ (اور ہلاکت کے مستوجب
دیکھو صفحہ ۸۱ آیات (۵۹: ۲۸) (۴۶: ۲۸-۲۷))

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۵۱﴾ (۲۵۱)

اور جو لوگ ہر دور رس معاملے میں قرآن سے افذ نتاج نہیں کرتے وہی فاسق ہیں۔ (اور ہلاکت کے
اصل (۲۷: ۲۶) دیکھو صفحہ ۸۱۔ اور تحت اہل صفحہ ۸)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿۵۲﴾ (۲۵۲)

اور جو لوگ ہر معاملے کے متعلق کتاب خدا کو حکم نہیں ٹیرتے وہی منکر خدا ہیں۔ اور اجماعی ہلاکت کے اہل
آج قانون ائمہ کی مفصل کتاب، یہ سنت خدا کا نامنا ممکن، بدل، مرقع، یہ الہی ممکن، قضاء و قدر،
یہ علمی ہجرت، کا سحرستان جلال انسان کی قرنہا قرن کی ہل آرائی، طرف اندیشی، اور عجائب نوازی کے بعد

۱۔ اہل یسوی آیتوں میں کفر، ظلم، اور فسق کے الفاظ ایک ہی موضوع کے متعلق استعمال کیے گئے ہیں قرآن کی نسبت میں یہ میں مطلقا
استدراج مال اور لہذا اگر میں کسی قوم پر ان کا حدائی طلاق اسکو اسمانی سر کا مستوجب کیسے قرار دیتا ہے۔ صفحہ ۸۱ کے متن میں کتاب خدا کا حکم
ظالم اور فاسق اقوام کے بارے میں میں میں کر دیا گیا تھا، اور وہ یہ تھا کہ ایسی قوموں کی ہلاکت دے رہی ہے جیسی ہے، دیکھو آیات (۵۹: ۲۸)
(۲۷: ۲۶) (۲۷: ۲۶) آیات (۵۰: ۲۸) (۵۱: ۲۸) (۵۲: ۲۸) (۵۳: ۲۸) (۵۴: ۲۸) (۵۵: ۲۸) (۵۶: ۲۸) (۵۷: ۲۸) (۵۸: ۲۸) (۵۹: ۲۸) (۶۰: ۲۸) (۶۱: ۲۸) (۶۲: ۲۸) (۶۳: ۲۸) (۶۴: ۲۸) (۶۵: ۲۸) (۶۶: ۲۸) (۶۷: ۲۸) (۶۸: ۲۸) (۶۹: ۲۸) (۷۰: ۲۸) (۷۱: ۲۸) (۷۲: ۲۸) (۷۳: ۲۸) (۷۴: ۲۸) (۷۵: ۲۸) (۷۶: ۲۸) (۷۷: ۲۸) (۷۸: ۲۸) (۷۹: ۲۸) (۸۰: ۲۸) (۸۱: ۲۸) (۸۲: ۲۸) (۸۳: ۲۸) (۸۴: ۲۸) (۸۵: ۲۸) (۸۶: ۲۸) (۸۷: ۲۸) (۸۸: ۲۸) (۸۹: ۲۸) (۹۰: ۲۸) (۹۱: ۲۸) (۹۲: ۲۸) (۹۳: ۲۸) (۹۴: ۲۸) (۹۵: ۲۸) (۹۶: ۲۸) (۹۷: ۲۸) (۹۸: ۲۸) (۹۹: ۲۸) (۱۰۰: ۲۸)
۲۔ میں آچکی ہیں۔ ذکر قوم کے متعلق بھی جس کہ قرآن میں ہاں موجود ہے۔ سورہ مؤمن میں ہے۔ فَكُفِّرُوا بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ وَاللَّهُ ذَاكَ خَفِيٌّ شَدِيدٌ
الْوَاقِعَاتِ (۲۳: ۲۳) یہی پھر اسلئے کہ کفر کا تو حلال بھی ان کو چھوڑ دیا اور کفر ہلاک کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ حاد برا طاعت اور شدید
العقاسے" گویا کہ اور اجماعی ہلاکت انہیں میں تو ام ہیں۔

سورہ سب میں یل حم کی ہلاکت کے بعد ہے۔ ذَلِكَ حَرْبٌ يَوْمَئِذٍ يَمَّا كَفَرُوا وَكَانَ يُخَوِّفُ الْأَكْثَرُ قَوْمَهُ (۳۳: ۱۰) یہ بھی
جو ہم نے ان کو کفر کی پاداش میں دی، اور کیا سوئے کا سر قوموں کے ہم کسی اور کو بھی ایسا ملدے ہیں ایسی میں دیتے، گویا ظاہر ہے کہ کافر
قوم کی ہلاکت بھی دے رہی ہے جیسی ہے۔ اس یعنی شہادت کی ماہر ہم نے مت ذکرہ متن آیات کے ترجموں میں "ہلاکت کے اہل" کے الفاظ
ملا کر دیتے ہیں۔ رہا یہ کہ ظالم اور فاسق اور کافر کی کیا تعبیر ہے، یہ بحث نہایت طویل طویل ہے اور ترمیمہ محلات میں متوجع رہا
عظیم الشان مار کو کھول دیا جائے گا۔ کائنات کو حکم نہیں دے سکتے ہیں کہ تمام اعمال ان قوانین حدائی علی متناسب ہو جائے کہ تمام ہمارے مسلمانوں میں طاعتیں ہی
آیات (۵۰: ۲۸) (۵۱: ۲۸) (۵۲: ۲۸) (۵۳: ۲۸) (۵۴: ۲۸) (۵۵: ۲۸) (۵۶: ۲۸) (۵۷: ۲۸) (۵۸: ۲۸) (۵۹: ۲۸) (۶۰: ۲۸) (۶۱: ۲۸) (۶۲: ۲۸) (۶۳: ۲۸) (۶۴: ۲۸) (۶۵: ۲۸) (۶۶: ۲۸) (۶۷: ۲۸) (۶۸: ۲۸) (۶۹: ۲۸) (۷۰: ۲۸) (۷۱: ۲۸) (۷۲: ۲۸) (۷۳: ۲۸) (۷۴: ۲۸) (۷۵: ۲۸) (۷۶: ۲۸) (۷۷: ۲۸) (۷۸: ۲۸) (۷۹: ۲۸) (۸۰: ۲۸) (۸۱: ۲۸) (۸۲: ۲۸) (۸۳: ۲۸) (۸۴: ۲۸) (۸۵: ۲۸) (۸۶: ۲۸) (۸۷: ۲۸) (۸۸: ۲۸) (۸۹: ۲۸) (۹۰: ۲۸) (۹۱: ۲۸) (۹۲: ۲۸) (۹۳: ۲۸) (۹۴: ۲۸) (۹۵: ۲۸) (۹۶: ۲۸) (۹۷: ۲۸) (۹۸: ۲۸) (۹۹: ۲۸) (۱۰۰: ۲۸)

نسبت محفوظ ہے تو اس میں مقاصد قرآن کے بارے میں ہولناک فتنہ راق ہے۔ ذہنی ویرانیاں اور غوغائے قیامت ہے، سطحی جیس جیس اور لفظی تنازعے ہیں، تفریق آرا ہے، انتشار نظر ہے اشتت عمل ہے؛ ایسا تختہ مشق خست لاف قرآن، ایسا مجموعہ شعور سخن قرآن، ایسا سحری اور طلسماتی جدول، ایسا کانہی بٹھا عل، اُمت کے افراد میں کیا ہست ثال مراور کیا اتجاؤ کا پیداکر سکتا ہے انکی نظروں میں یہ اختلاف شکست ہی قرآن کی کشر ہدایت ہے، بشارت اور رحمت ہے، نور و تعاف ہے، عرب کی جاہلی عادتوں اور موسیٰ عقیدوں کا پڑانا خمیس مسلمانوں کی اعتقادی زندگی میں اس تیزی سے سراپت کر چکا ہے کہ اب اُن کے طرز تخیل سے اس اثر کو دور کرنا گوشت کوناخن سے جدا کرنا ہے۔ آج دین تین کے باقی علم بردار اہل جہم بھی عرب کی ان روایات کے اعلا اور آیات خدا کی تکذیب کے جسم میں تیر و سوبرس کی خواب آور مملکت کے بعد رفتہ رفتہ اُسی موت و فنا کے گھاٹ اتر چکے ہیں جس پر اُن کے پیشوا اہل عرب کئی سو برس پہلے اترے تھے!

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۚ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا
مَتَّعَيْنَ ۚ (۱۸۲-۱۸۳)

لوگو! سن رکھو کہ جس قوم نے ہماری آیات کی تکذیب کی، جسے انکو حقیقت کے بلند مرتبے سے گرا کر جھوٹ بنا دکھایا ہم انکو نامعلوم طور پر آہستہ آہستہ ہر گت کی طرف گسیٹ لجاینگے اور کچھ مدت تک انکو ڈیل بھی دینگے کہ وہ نیند کر لیں کیونکہ میرا داؤد بیشک ٹاچکا داؤ ہے۔

(ذیل تحت المیزان صفحہ ۹۴، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹

مگر یونانی فلسفے اور عرب تخیل کے ان تمام مضعف ایمان، اور مخرب عمل اثرات کے علاوہ
 دنیا سے اسلام کو دائرہ عبودیت اور حلقہ صلاحیت سے حقیقی اور محسوس طور پر خارج کرنے، اور آج دنیا
 زمین سے یکسر محروم کر دینے کا سب سے بڑا باعث وہ طریق اجتہاد تھا جو صاحب شریعت (علیہ الصلوٰۃ
 والسلام) کی وفات کے کچھ دیر بعد ہی اسلام میں شروع ہو گیا تھا۔ اس سمت تخیل نے جس سو مہری آتش افروزی
 اور بے دردی سے اسلام کے آباد اشیان کو بے رونق کیا، جس رعوت اور استغناء سے اُسکی خانہ بزم اندازی
 کی، جو نقصان عظیم رفتہ رفتہ اور نامحسوس طور پر مسلمانان عالم کی علمی اور تمدنی، ذہنی اور اقتصادی زندگی
 کو پونچھا، تاریخ عالم میں تخیل کی حیرت انگیز انقلاب آفرینی کی حد مثال ہے! مگر اس اہم موضوع
 کے مطالب و نشین کرنے کیلئے ایک متقل اور طول و طویل بحث کی ضرورت ہے جو متن اعلیٰ

۴۰ صفحہ ۲۱ (۱۵-۱۶) کی طرف اشارہ ہے۔

یہ بحث اس قدر طول و طویل ہے کہ غالباً آئندہ میں پانچ جلدات سے پیشتر مترجم نہ ہو سکے گی۔ اس میں تدریج تمام اُس ممالک اور جمہورائے تخیل کی
 تکذیب کر دی گئی ہے جنکے باعث اسلام آج محض اعتقادی اور طہری، لفظی اور محسوس شے کا نام نہ گیا ہے، اسی عمل سے اسکا خاتمہ کچھ حد
 میں رہا۔ سہ اعتقادات اور معاملات، عالم قول و خیال میں منتقل ہو گئے ہیں یا ان کے مقاصد و اعراض طعنا پیل چکے ہیں اور اصل عمل کے
 لائق کوئی شے نہیں رہی۔ یہ مرکز الارباح و مسائل آئندہ اختلاف (۲۲-۵۵) صفحہ کے الفاظ اُمتی و عجمی الضمیرات کی تشریح ہی ہے
 اور یہی مس میں کلام الہی کے ایک معتد حصے کے مطالب بھی عیاں ہو گئے ہیں موعودۃ کے اُس عبارت اور سوال کا جواب کہ آج تیر سو سو برس کے
 بعد مسلمان عالم کیوں وحشت میں سے محروم کر دیے گئے، اور مغرب کی سیدار قومیں کیوں انکی مختلف بن چکی ہیں، یہ اس کتاب میں مطر مدار میں
 کیا گیا۔ یہاں جہاں وقوع ملا ہے جو اس کی مختلف تنقید ظاہر ہوتی گئی ہیں بھی کہ عنوان عمل کے اخیر میں (عالم پانچویں جلد ہوگی) اس
 جواب کو منسلک کر دیا ہے۔ اس جلد میں باقی بحث صرف لفظی ممالک اور انکے کیف پر ہے۔ پہر انکی اہم شرائط کو میں نظر رکھ کر بات کیا گیا ہے
 کہ اسلام کا دائرہ مستحکم نہ نظر کیا تھا اسکا تمام دستور العمل کس مستقل نصب العین کے وسیع تھا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ جو اہل اصول کیوں
 نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے وہ وہ۔ ملاحظہ فرمائیے کہ آخری حصہ عبادات کی اساسی حکمت علی پر مشتمل ہے۔ اسلام کے موجودہ ماحول میں یہی وہ اہم عامل ہے
 جو دین اسلام کے ارکان خیال کیے جاتے ہیں اور اسی پر اعمال صالحہ کے الفاظ کا اکثر سلسلہ آہل ہو رہا ہے۔ اس ناپرکٹا کے ابتدائی
 حصوں میں عبادات کے صحیح معہود کو واضح کر دینا انشعب معلوم ہوتا ہے۔

کتاب کا مستقل حصہ دہل ایسی عنوان سے شروع ہوتا ہے جو آئندہ اوراق میں قائم کیا گیا ہے، مقدمہ کتاب میں صرف اُن دعاوی کو پیش کیا
 گیا تھا جو قرآن مجید نے اپنے بارے میں کیے۔ قرآن کی تعلیم یا تحریروں میں سے اُس حصے کو چننا سوکار نہ تھا۔ آئندہ اوراق میں قرآن کا ہر جملہ صحت کے
 اند کتاب الہی کی تعلیم میں پیش کر دیا جائے گی، اور ثابت ہو جائے گا کہ تاسیس جماعت کے متعلق قرآن کی تحریروں میں کس قدر حکمت کا مادہ ہے۔ یہ
 اور کس صحت و استقلال سے اُن دعاوی کی تائید کرتی ہے جو اس حیرت انگیز کتاب نے اپنے بارے میں علی الاعلان کیے۔ اس جلد میں اہل اصول و عقائد
 کی حکمت اور تاسیس جماعت کے چند اساسی اصول پر بحث کی جائے گی جیسا کہ گذر چکا ہے، باقی اصولوں اور انھوں میں معاملات اور تعلیمات پر

کی اعتقادی اور سیاسی زندگی، اور قرآن حکیم کے اجتماعی دستور العمل کے متعلق ہے۔

(میتھت لمن ص ۹۹) تحت لحد کی چار طرز میں ہوگی۔ اسی محملات میں صما معتقدات کی حقیقت کا انکشاف کر دیا جائیگا۔ میں دیا جا
 طہ بن علم القرآن (معلومات) بنایا القرآن (ماہ جریات) اور طریق عمل کے متعلق ہوگی جو اس کتاب کا آخری حصہ ہے۔

محاملات کی بحث کے حص میں اسلام کی موجودہ فرقہ آراہیت کا بدل کھول دیا جائے گا۔ اور ثابت کر دیا جائے گا کہ ایک خدا ایک
 رسول، اور ایک قرآن کے ہوتے ہوئے صراط مستقیم بھی صرف ایک ہی ہے۔ یہ فرقہ سدی اور نتیجہ اہمیت اور
 علقہ تخیل رہا، علوی الدین اور ملائی اور لوط و جبر و غیرہ کتاب الہی کے منشا کے نقیض اکثر یہاں کر دیجائے گی۔ دین اسلام کے موجودہ
 عارضی اور کتبائی علاقہ آٹ کر اسکو صحیح معنوں میں قطر لائے علیہ السلام (۳۰ ص ۲۰) کا مصدق ثابت کر دیا جائیگا۔ یہ حقیقت کہ
 از سر نو منکشف کر دیجائے گی کہ اسلام وہ راہ عمل، وہ مذہب سہی و کلار اور وہ فطرۃ کاملہ ہے جس پر سطح زمین کا ہر فرد بشر بلا لحاظ
 ملک و ملت مجبور بلکہ مجبور ہے۔ اسی پر ہلکے تر یا سراسر امن ہی مذہبی اور اجتماعی اس ہے، فردی اور شخصی اس ہے، آخر وہی اور وہی امن
 ہے اس سے ذرا ہٹ کر ضعف و شکست ہو، قوموں اور امتوں کی شکست ہو، قبیلوں اور گروہوں کا انتشار ہے۔ العرصہ دین الہی کو اہمیت
 موجودہ کے مختلف گروہوں اور پھیروں کے اعتقادی رنگتے کسر آدا کر کے صائے واحد کی وحدت انگیز پیکر نگینی میں رنگ پاجائے گا اس
 مارک موضوع کی بحث ہمیں سے مفید نتائج برآورد کر سکے گی اس امر کا حتمی خیال رکھا گیا ہے کہ کتاب خدا کے عالم کے اس ذاتی خدمات کو جو
 وہ کسی فرقے سے متعلق ہونے کی حیثیت میں کسی عقیدے یا شخص یا طرز عمل کے متعلق اس کتاب کے کامل مطالعے سے پیشتر رکھتا ہو حتیٰ الوسع
 کہ اسے کم نہیں لگے۔ حقیقت کی طرف بتدریج اور بالذیل رہنمائی ہو جائے گی جو بات کبھی جانے لگتی ہے۔ موجودہ شخص سنی خدمات کو بھرپور راہ
 راست پر لانے کی بے سود سعی رکھی جائے۔ اس معا کو پیش نظر رکھ کر کتاب کی طوالت کا باعث ظاہر ہے سبب مقصود ایک فرقے کو
 ملایا، یا دوسرے کی توہین کرنا نہیں بلکہ حق الامکان اسلام کے سادہ سنی مائے والوں کو ایک مشترک اور صحیح راہ کی طرف رجعت مانی کرنا ہے
 اگرچہ کچھ میں سے کچھ ہے حقیقت، جو قومیں خود بخود اس طرف مائل ہوگا، اسکے لئے کسی مابعد غیب یا عیسوی توفیق کی ضرورت نہیں۔

قاریں کتاب سے صرف استفادہ استعمال ہے کہ آئندہ محملات کے ربط اور تسلسل کو بخیر سے جاننے دیں کیونکہ ہر عرصے کی تاریخ میں
 ثابت کیے ہوئے و عرصے پر ہے اور کتاب کے سبب تہمید مباحث ایک سلسلے کی مختلف اور متضاد کڑیاں ہیں اور ایک ہی تہمید کی طرف اہمیت
 جاری ہیں اگر علم کتاب کے سبب گدشتہ مطالب درج تدیس کے کسی مرحلے میں بیٹ نظر نہ رہے تو قرآن حکیم سے کوئی مدلل نتیجہ جس قدر احوال
 ہو جائے گا اس تصنیف کا اسے اہم حصہ آخری محملات میں ہیں قرآن حکیم کی تمام تعلیم سے کامل لغتیت۔ تلاش کے بعد عقل نتائج اندر کیے گئے ہیں
 یہ مراحل وہ امتوں کے خطوط و تقائیں ایک نئے طریق عمل مستطرد کے مسلمان عالم کو انکی حیات و موت کا آخری پیغام دیدیا گیا ہے

سطح فطرت نہ حالہ دہشتے جو جس سے کسی دوشخص کو کسی حال میں معز نہیں اگر اس اسلام قطر لائے علیہ السلام کی حیا کہ صوم پر دھونے کا گناہ ہے تو وہ جی بلاستہ
 دہشتے جو حقیقتیں پر سطح زمین کا ہر شخص اس طرح کے کسی اہمیت پر دہشتے پر خلاف چلنے کی دوری ساری ہی اس طرح میں جابجائیے جس طرح کسی نہ فطرت
 سے ہر شخص کو اس میں ملی ہے۔ ایک شخص اگر کھانا نہیں کھاتا یا کوئی دن چلے ہیں صوم تو اسکا حلد مر جائے گا۔ اس لئے کہ کھانا اور صوم اس کی فطرت میں مل
 ہیں، اور فطرت سے باہمی ہونے کی اسانی سر ملائیں جو اس میں مقام سے مطرے ہیں اسلام بھی وہ طریق عمل ہے جس پر چل کر اس دنیا میں
 ہر حال امن مل رہا ہے جس کا آئندہ اور افاق میں جھکنا و مع ہوگا۔ وہ کسی بھی کلمہ نہایت کا نتیجہ دیا نہیں جس کا اکثر مسلمان سمجھے ہیں

مقدمہ ختم ہوا

تکلیف ایمان و منہائے سلام

وَقَدْ نَزَّلَ الْإِنْشَاءَ لَكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُ مَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (۳۸:۳۸)

اور تم ہی سے رہتے ہو گراہاں والے ہو

متذکرہ صدر صحبت کے اُس حصے سے جو تبلیغ دین اور اعلان نبوت کے متعلق ہے، یہ امر واضح ہے کہ داعی اسلام کی بعثت اختلافِ ہل کے حق میں ایک منظرِ رحمت تھی۔ اعلائے کلمۃ الحق نے اعتقادات کے علاوہ، عرب کی ہیئت اجتماعی میں ایک ناقابل یقین انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ نعرہ توحید لے، اور اللہ کے برگزیدہ رسول کے خلقِ عظیم نے اہل عرب کے سینوں کو چاک کر کے، اُنکے دلوں کو چیر چیر کر، عداوتیں اور کینے نکال دیئے تھے! پیغمبرِ برحق کی بے لوث ریا، اور وقفِ عمل زندگی نے بخل و حسد کے تنگ تاریک قلوب میں ایمان کا نور، اور اعمالِ صالحہ کی وسعت ویدھی تھی! خدائے واحد کی ہستی پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ناقابل انکار شہادت نے ہر متشکک کو اللہ کی حمایت میں آمادہ عمل کر دیا تھا! خدا کی حقیقت، اُسکی رحمتوں کے دریا، اُسکی حکمت اور علم کے سمندر، اُسکی لا انتہا بخششیں، اُسکی قدرت کاملہ، ساتھ ہی اسکے غدا ب کے طوفان، اُسکے زلزلے، اُسکی تہس نہس کر دینے

۱۔ صحت حاصل کے مطالب خاص طور پر قابلِ غور ہیں۔ آئندہ مباحث، بلکہ ایک رد سے کتابچہ کی مکمل کو کاغذ سمجھنے کا اکثر دار و مدار اسی صحت پر ہو گا۔ جو سو برس کے اختلافِ تخیل کے بعد ایمان کی حقیقت کو ابرو بویا، یا دل پر اس کا صحیح کیفیت حال پیدا کر کے پیکرِ ایمان اور شاہدِ خدا بنانا آسان کام نہیں مگر اس فقدانِ حال اور صورتِ اشکال کے باوجود قرآن حکیم کے اندلیمان کی صحیح تصویر دہنہائے سلام کی ناقابل انکار دلیل خود ہے۔ اسی بات کو پیش نظر رکھ کر جہاں جہاں اس صحت کے اندر آیاتِ اسی میں ایمان کا لفظ آتا ہے اہل کو کلی حروف میں لکھا جاوے کہ اس ناقابل تشبیہ اصطلاح کی صحیح اہمیت سمجھنے میں آسانی ہو۔ اُسکی اہم قرآنی شرائط اور مروجہ معنوں اور میرقہ رفتہ اسان کے دہن میں اس کا تکلیف دہنہائے سلام کے اہم پیام کہ کلامِ خدا کا حالِ علم بطورِ حواسِ حقیقت کسے کا قائل ہو کہ سنی دلائل کا حوالہ دے کر بتلائی کہ کس نے کلام کی حقیقت کو یہودیوں کی

والی چٹخیں، ٹکی بھلیاں، آنکھوں کے سامنے صاف نظر آگئی تھیں! اُس رب لم نیل کو جبکی عجیب شخصیت و ہم کے محیط سے باہر، اور امکان کے نقص سے بری ہے، احمد مرسل (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کی حیرت انگیز شناسائی نے ہر شخص کے روبرو عیاں کر دیا تھا! مومنوں کے کانوں میں اکی صدائیں بڑا آگئی تھیں! اتنی آنکھیں، اُنکے دل، اُنکے ہاتھ، اُس لامکان ذات کو اپنے گھروں کے اندر، میدانوں اور حجرہوں میں، مسجدوں اور دعاؤں میں آشکارا محسوس کر رہے تھے! وہی آسمان و زمین، وہی چاند اور ستارے، وہی نزع و تخلیل، جو عرب کی ہموار اور غیر دلچسپ سرزمین میں ہر دم اُن کے پیش نظر رہتے تھے، اس جو یائے حق نبیؐ کی دیدہٴ عبرت نگاہ کے باعث معرفتِ خدا کے سیکر اُن فتر اور حقانیت کے بے پایاں مظاہر بن گئے تھے!

أَمِنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْبَثْنَا بِهِ حَلَائِشَ وَأَنْتُمْ لَا تَكْفُرُونَ
أَنْ تَسْبَحُوا لَهُمْ هَٰذَا عَرَالَهُ مُنَعَهُ اللَّهُ نَلَّ هُمْ قَوْمٌ يَعْبُدُونَ (۲۷، ۲۸)

لوگو! امارسپر توجہ کرو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے سایا؟ آسمان سے تم لوگوں کے لیے پانی کس نے برپا کیا؟ ہر اُنسی پانی کے دریے سے ہم نے جنت و نارِ جہنم نکالے! لوگو! کیا تم میں طاعت ہے کہ اُنکے رحمت کو اگلا سکو؟ اور کیا ہر اس حقیقت کے عیاں ہو جائے کہ بعد اسوا صانع کوئی آئندہ تامل اطاعت اور اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کی عہدیت رہنا ہے! آہ یہ سب سمجھ لوگ ہیں کہ باحق دوسری طرف جھکے ہوئے ہیں!

پہلوں کی پس کھڑیوں میں، پزندوں کے پردوں اور درختوں کے خوشوں میں ہستیا بے مثال تھیں
کا ہاتھ کام کرتا ہوا صاف نظر دلا دیا تھا!

أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الظِّلِّ مُتَحَرِّجٍ فِي جُحَى السَّمَاءِ فَمَا يَسْجُدُونَ لِلَّهِ لِيَأْخُذَ بِهِمْ نَارَ الْإِنْفِ ذَٰلِكَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ لَئِنْ لَمْ يَرْكُوعُوا لِقَوْمِهِمْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ لَعَنَ الْفَٰكِرِينَ (۱۶، ۱۷)
کمال لوگوں نے پردوں کے حال پر نظر نہیں کیا حوصائے آسمانی میں سحر ہیں، اُن کو اُنستے وقت کو کون سنال رہا ہے اور کون سنبھالنے کی طاقت دے رہا ہے؟ اس لوگوں میں ایمان موجود ہے لکن اس حقیقت میں بھی عہد و نذر کی کئی علامتیں ہیں۔

فطرت کے بدیع الخلق ظواہر اور مخیر العقول صنائع کی طرف، کلام الہی کی اٹھک ترغیب و تحریص نے
عرب کی طبائع پر گہرا اور ناقابلِ انکساک اثر پیدا کر دیا تھا!

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاصْرَحَ بِهِمْ نَبَاتٌ كُلٌّ فَأَخْرَجَ لَهُ حَبَّزًا مِمَّا رَزَقَهُ
وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَابِئٌ وَخِثْلٌ بَيْنَ أَعْيُنِ الرَّاغِبِينَ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُسْتَمِيمًا فَاعْلَوْا سُبْحَانَ الَّذِي أُنْزِلَ
إِلَيْكُمْ فِي الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُرْسِلُ الرِّيَّحَاتِ لِتُضَيِّقَ بِهِ السَّحَابَ (۱۶) (۱)

وہی قادر مطلق تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پہرہم ہی نے اس پانی کے وسیعے سے ہر گئے۔ الیٰ ہر کی ٹوٹیاں نکالیں، پہرہم ٹوٹیاں
ہم ہی سے بری ہری شہیاں نکالیں اُن سے ہم گئے ہونے والے نکلتے ہیں، اور کھور کے گائے میں چھوں کے چمچے حوتے حوامے ویکے
نکلتے پٹے ہیں۔ اور انگوڑی کے باغ اور پتوں اور انار، طاہر، نکل و شہادت میں انکے دوسرے سے ملنے نکلتے ہیں، مگر مرے اور انار میں خدا
ہیں۔ تم انکے پھل کی طرف سے دیکھو، کل رہا ہوا، ایک تاج ہونے تک میں میں ایماں ہے اُن کے لیے اس مناسبت میں عیث عرب
سایاں خدا کی قدرت کی موجود ہیں،

صدیوں کے باطل عقیدوں، خوف انگیز و سوسوں، اور مذہب قلوب و اہموں کے بعد حقیقت
کے اس دلنشین انکشاف، اور خدا ہونے کے اس قطعی ثبوت نے بالآخر عرب کے دلوں میں ایمان کا
آسمان تاب نور، اور یقین کا عالم ہنس فر شعلہ پیدا کر دیا۔ صداقت کا روح پرور اثر انکے بدنوں اور طبیعتوں
دلوں اور ذہنوں میں اس قدر جاری و ساری ہو گیا تھا کہ مجبوراً اللہ کا ذکر آنے پر اُن کے دل کپکپا جاتے تھے!

۱۶۔ ص ۱۱۱ آیات الہی سے ظاہر ہے کہ اعمال خدا کا مشاہدہ، اُنہیں انتصاف اور تفکر، خدا کی عطا کی ہوئی ہبہ کا استعمال (آلہ ہبہ) (۱۶، ۱۷)، اُنہیں
(۱) اور کارگاہ فطرت سے طلب علم (دیکھو صفحہ ۸۳) ایماں کے اہم لارسات میں سے ہیں، ان کے تیرا ایمان، اقص اور معرفت خدا کا حال ہے
اس بحث کو یہاں پر طول یا صریح نہیں مگر مسلمانوں کو غور کرنا چاہیے کہ آج وہ قوم پڑھنے و لکھنے کے صحیح مصلحت ہیں یا معری تو ہیں جسوں فطرت کا پتہ دیتا دیکھ مار ہے
۱۷۔ سورۃ الفال میں ہے

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الْكِتَابِ إِذْكُرُوا أَنَّهُمْ يُنْفَخُونَ (۱۷)
لوگو! ایمان والے تو وہی سہے ہیں کہ جب خدا کی یادوں کو آسانی ہے تو انکے دل ابل جاتے ہیں اور جب انکے احکام (اللہ) اور واضح کر دیتے جاتے
ہیں تو انکی سہیل کا یقین (انچاقا) اور یہی شہادت ہے، اور وہ لوگ ہیں جو وحی الوہی سے وحی کے بعد تلخ کے لیے میں اپنے خدا پر سو کر رہے ہیں (موسیقی)
ذکر کے ان معانی کی توفیق آگے ملے گی۔

یہ ایمان والوں کی لڑش کو فی مصنوعی لڑش میں حراخل رنگ رنگا پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں، اور باوجود حق کے صحیح معنوں میں پیدا نہیں کر سکتے۔
یہ فی بصیقت خدا کی عظمت، ہیبت، اطاعت کا ہول اور نقص ہے حواس کے حال کے رائی ایماں مشاہدے اور اس کا رنگہ فطرت کی راہ راست بصیرت پیدا
ہوتا ہے یہ کیفیت فلسفہ حلاج ان قوموں کو حاصل ہے جو قانون عدل ہرزم حورہ و کرمی کل میں مصروف ہیں، جو حکم عالم کو رنگ معامات کے راہ ہر
طوعا و کرہا انکی تفہیم میں لگی ہیں، جو قانون فطرت کے ایک ایک حرف کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ یہ لڑش جس قدر حکم کے مقتدر ہونے کی
لڑش ہے، انکے قانون کو اہل ماسے کی لڑش ہے، انکی سر کے شدید ہونے کی لڑش ہے، انکے کے انہٹ اور حکم کے سے یہ دنیا ہوئی لڑش ہے۔ یہی لڑش کا
اٹل نتیجہ عمل ہے، احساس مرض ہے، گمٹے ہوئے، تکلیف و محسوس، یہ کوئی دوستی کے ماحمی اور پیاز، یا عشق کی لطف آہیر چشکیں ہیں جو مسلمانوں سے رنگا نظر
عدل سے پیدا کرتی ہیں اور کا نتیجہ مادانی عدل کے سہاگہ ہیں۔

دلوں نے اللہ سے وہ سچا لگاؤ پیدا کر لیا تھا کہ اٹھتے بیٹھتے ایک دنیاوی حاکم کی طرح اُسکے حضور میں سر پائاد ہو کر اُسکی رحمتوں اور بندہ نوازیوں کے چشمہ راہ اور اُسکے قہر سے خوف زدہ رہتے۔ حضوری قلب کی حیات و قراونچ اور قرب رسول کے جرأت آموز اثر نے اُن کو اللہ کی رضا میں مصیبت سے قطعی بے خوف اور جان سے قطعی بے نیاز کر دیا تھا۔ اُن کے فلک شگاف عرصے اور کوہ شکن جراتیں، اُس حکم الحاکمین کی خوشنودی اور حمایت میں ہر وقت پایہ رکاب رہتیں؛ وہ ایک اہل الغرض اور مشاہدہ دار نوکر کی طرح، اُس آجہوں سے و جھیل اور جلیل القدر ذات کی خوشنودی کی خاطر اُسکے ادنیٰ اشاروں اور حکموں پر چونک چونک اٹھتے، اور دوڑ دوڑ کرتے؛ وہ اللہ کے رعب و قار اور اُسکے جاہ و جلال کے آگے ہر انسانی منزلت کو سیدھ و یقت، اور دنیاوی رعب و اب کو، سرچ سمجھتے؛ وہ اپنے سچے مخدوم، اور مقتدر منعم کا بول بالا کرنے کے دلوں جانوں کو متیلیوں پر کھڑکھڑا کر کسری کے دربار میں، اپنے خرقہ پوش اور اُمتی سنجیدہ کا تنبیہی پر روانہ بے دہشک لیجاتے؛ وہ اپنے حقیقی آقا کا آواز بلند کرنے کی غرض سے جان، مال، اور تعلقات نبوی کے انقطاع سے ایک لمحے کے لئے دریغ نہ کرتے؛ وہ ایک مزدور حوشدل کی طرح اللہ کے اس نیک نیت کی حمایت میں تلواروں سے کٹاؤتیروں سے چھن جاتے مگر ہمت نہ ہارتے؛ وہ اُس کالی کالی والے رسول کی جانفروشانہ اطاعت میں موت کی آندوئیں، اور قتل کی منتیں مانتے؛ وہ اللہ کی کبریائی اور جبروت کے بالمقابل ہر کسش کا غرور توڑنے کے لئے پہاڑ سے لڑ جاتے اور آسمان سے ہاتھ پائی کرتے؛ اُن کی مودبانہ خدمت اور فدا یا نہ عہد ویت خدائے ذوالجلال کے وجود، اُسکی عالم آرا حکومت، اُسکی عالی مقامی

۴ سورہ محملہ میں ہے

لَا يَتُخَذُ فَرَسًا قَوْمًا قَوْمًا بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَالْآخِرَةِ أَذُنٌ مِّنْ حَاجَةِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَوْ كَانُوا آتَاءَهُمْ وَأَنْتَاءَهُمْ
أَوْ لَحِقَ لَحِقَهُمْ أَوْ عَيْسَرَهُمْ أَفَلَا يَكْتُمُونَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَإِنَّهُمْ بِرُفُوهِهِمْ قَوْمٌ (۲۲: ۵۸)

اسے مخاطب اور لوگ خدا کے عداوت سے ایمان لائے ہیں، اور جو راجح کی حسد، سرسرقین رکھتے ہیں، اُن کو تو تم ہرگز نہ دیکھو گے کہ خدا اور اُسکے رسول کے مخالفوں اور افراموں کے ساتھ مسلح حمل کریں گے، وہ ان کے پیالے کے پانی بھرا یا اسلحہ ہی کیونٹ بھرا ہو، وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کے اندر خدا کے اہل گاہر افسوس کو دیا ہے اور عداوت، اس کی حفاظت اور محبت کا ایک عہد عطا فرما کر ان کی مدد کو (سورہ محملہ)۔

اسکی استقامت عہد، اسکی سطوت و جبروت، اسکے جبر و قہر کی وہ زندہ اور زبردست شہادت تھی جو ہر منکر کو قائل کر دیتی! اُن کی سزا پاسی اور پینِ غل زندگی اسکی غلامی کو بہترین غلامی، اور اسکی چاکری کو معیہ تر چاکری بنانے کی وہ بانگِ بل اور وہ صیستِ ناقوس تھی جسے اقل قلیل مدت میں ابک سیہ کار اور بے حس عالم کو اسکی عبودیت پر متفق العمل کر دیا تھا!

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا يَشْهَدُونَ عَلَى النَّاسِ وَتَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (۲/۱۴۳)

اور اس تسلیم کی خواہ اسد کے رنگ میں رنگے جائیکے مامت (دیکھو آیہ ۲/۱۳۸) ہم نے تم سب کا ایک مرکز یعنی قبلہ قرار دیکر تم عرب کو روئے زمین کی امتوں کا مرجع و مرکز مادی یا ہے تاکہ تم میرے حُسنِ عمل سے تمام دنیا کے سامنے خدا کے جود کی گواہی دو، اور رسول خدا میں اسکی گواہی دیتے رہیں! يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَحَاشَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَهْدِ اللَّهِ وَفِي اللَّهِ وَفِي هَذَا لَمَكُونِ الرَّسُولِ يَشْهَدُونَ عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا يَشْهَدُونَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ (۲/۱۴۷-۱۴۸)

۴۰ كَذَلِكَ لِكُلِّ قَوْمٍ لِّمَّةٌ مِّنْهُ لِيُشَهِدَ بَنِي إِسْرَٰءِيلَ أَنَّا مَعَهُمْ فَقُلُوبُهُمْ غَافِلَةٌ فَاذْكُرُونَهُمْ أَن لَّا حِلَّ لَّهُمْ فِي آلِهَةٍ كَمَا كَانَ آبَاؤُهُمْ أَن يَسْجُدُوا لِلْأَلِهَةِ مِن دُونِ اللَّهِ فَأَلْقَوْا حُرُوفَهُمْ فِي طَيِّفِهِمْ فَلَمْ يُذَكِّرْهُمْ لَعَلَّ يُعْذَرُونَ (۲۰/۱۳۲) شروع ہوا ہے اس ربط کو مات کرنے کا یہ موقع ہیں مگر سورہ نقرہ کے ربط کا اظہار ماننا پاجوہرین مکتبہ سے پہلے نہ ہو سکیگا۔

۴۱ شَهِدَ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ "ہوئے کے یہی معانی ہیں کہ لوگوں کو تمہارے اعمالِ احوال سے، تمہاری نگہے دوا و تکلیفِ رواہی سے، تمہاری حدتِ گداری اور ملازمت سے خدا کے خدا اور حاکمِ اعلیٰ ہونے کی سچی گواہی ملے، وہ چشمِ حود و کید لیں کہ تم کسی ایسی حیلِ القندہستی کے ملازم اور پابند ہو جو کو نظروں سے اوجھل ہے مگر اسکے ہوئے اور مقتد ہوئے میں گماں ہیں یہی سچی و عملِ آج کسی یاودی حاکم کی ملازمت اور اسکے موجود ہونے کی صریح مکتبہ شہادت ہے، حواہ۔ حاکم ہر دم لوگوں کی نظروں سے چہا رہے اور عوام اسکو ایک لمحے کے لیے بھی چشمِ خود دیکھا ہو۔ جب تک ایک ملازم کسی آقا کے حکموں کی تعمیل میں مصروف ہو، اسکی خاطر اپنی جان کو تکلیف میں ڈال رہا ہے، اور کسی دوسرے کے ہاں سے امید و ارفروزیں ہوتا، تب تک اس آقا کے ہونے کی حقیقی گواہی موجود ہے کیونکہ کوئی تنفس اپنے آپ کو بلا مزور بنج و حرج میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ شہادت یہ نہیں کہ منہ سے اُشہدُ اَنَّ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، یا کوئی اور ایسا کلمہ پڑھ لیا جائے جیسا کہ ابجمل کے مسلمان سمجھتے ہیں، جب تک ملازمت اور عبادت لگلا ہو گواہی ایسی شہادت جسکا تعلق لامحالہ مشاہدے سے ہو، قائم نہیں ہو سکتی۔ یہی یہ ماتِ عمل کی نوعیت کیا ہو اسکی تشریح آگے چلکر خود کتابِ حدیث کی اس اہم کاتوت کہ شہادتِ فعلی کی ہے آیہ (۲/۱۴۷) ص ۲۰۷ کے الفاظ شَهِدَ اللَّهُ (۲۰/۱۳۲) سے ملتا ہے۔ ۴۲ عبادت کے قرآنی معانی آج صدیوں کے انقلابِ تخیل کے بعد قطعاً حوجہ ہو چکے ہیں۔ عامۃ الناس نے بلا استثناء اسکے معانی نماز پڑھنا،

اے وہ لوگو! یہاں لے آئے ہو! اپنے خدا کے حضور میں عملاً چمکتے رہو، (اَلْكَفُّوْا)، اُس کے سب احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دو، (وَاَسْمِعُوْا)، اس کے سچے غلام نے رہو، (وَاَعْمَلُوْا)، اور پہلے اور پسندیدہ خدا کا مومن بن گئے رہو تاکہ تم بالآخر کامیاب ہو جاؤ اور اپنی مراد کو پونہچو۔ اور اعلیٰ خدا میں کوشش کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے اُس نے تم ہی کو اس مطلب کے لئے دنیا جان کی امتوں سے انتخاب فرمایا ہے، اور تم ہی وہ لوگ ہو جن پر (تمہارے اپنے زعم میں) خدا نے اعمال فرماؤں کے متعلق کچھ ناروا سختی نہیں کی یہی دستور اہل تمہارے باب ابراہیم کا تھا، اور اس شخص کی علمی غلامی، اور تسلیم کے نصاب عمل کو مد نظر رکھ کر ہی اُس نے اس سے پہلے بھی تم جیسے حکماء اور کارکن آدمیوں کا نام مسلم رکھا تھا، اور اب بھی تمہیں اُسی نام سے پکارتا ہے۔ اور یہ سب اس لئے کہ رسول تو خدا کے آقا کے نامدار ہونے کی تمہیں گواہی دیتے رہیں، اور تم تمام جان کے سامنے اپنے اعمال کے ذریعے سے خدا کے وجود کی زندہ شہادت بنو! پس ان سب باتوں کو مد نظر رکھ کر تازہ پر قائم رہو، ہماری بارگاہ عالیہ میں بخیر و خیر حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دو، اور ہمارے وجود کو دنیا پر ثابت کر دینے کی خاطر قربانی مال (الزکوٰۃ) بھی کی کرو۔ اور اللہ کو مضبوط پکڑے رہو! وہی تمہارا آقا ہے، پر کیا یہی چھا آقا، اور کیا یہی اچھا مددگار ہے!

قبولیت اثر، اور محسوسات قلب کے نتیجے و احیاء کا فیہ عہد اور وہ نکو کار زمانہ تھا جب کہ خدا کو خدا تسلیم کر لینا، اہل عرب کی نگاہوں میں آفتاب کی کرنوں اور متاب کی شعاعوں سے بھی عیاں تر

(بقیہ تحت المثل ص ۱۰۵) لے لیتے ہیں، اور ہر شخص جدا جدا تھے کو میں ہرگز کر کے نفل و عیش ہے آب کو عابد قرار دیتا ہے۔ تاہیں عظیم علما، فقہاء، مجتہدین، غالب خیال عبادت سے ساری تسبیح گردانی جی ہے، اور اگر کوئی شخص ذرا یا وہ وسیع السطری سے کام لیتا ہے تو باقی ارکان اسلام کو بھی داخل عبادت کر دیتا ہے یا حد سے حد علی الحساب اور احسانا کہہ دیتا ہے کہ صلے کے لئے اٹھتا اور شہنا بھی شامل عبادت ہے۔ یہی نہیں بلکہ قریب قریب ہر مذہب کی لغت میں یہ اصطلاح صرف دعا یا ساری تک محدود ہو گئی ہے۔ پرانی الہامی کتابوں کے متعلق تحقیق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ ان کے الفاظ کے استقلال کی کوئی سند و حد نہیں اور ترجموں میں الہامی الفاظ کی صورت، روح، اور مطالب سب گم ہو چکے ہیں مگر قرآن حکیم کے اندر عبادت کا اہلی اور صحیح معنوں میں موجود ہے بشرطیکہ اس کی آیات میں مسح تدبر کیا جائے اور آیات الہی میں حور و رحمت ہیں، (اَلْكَفُّوْا) اور (وَاَسْمِعُوْا) اور (وَاَعْمَلُوْا) کے میں الفاظ آتے ہیں اور اگر جیسا کہ کم از کم مجھے یقین ہو چکا ہے، حدائے رب میں دُعا کا کلام ہر قسم کے حضور و نواہی سے نتیجہ تکرار یا شاعرانہ فصاحت سے قطعاً ستر ہے اور اس کا ایک جملہ، ایک لفظ اور ایک حرف بھی اول بدل نہیں ہو سکتا، یا حذف نہیں کیا جاسکتا، تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ مشکل میں کہ (اَلْكَفُّوْا) اور (وَاَسْمِعُوْا) اور (وَاَعْمَلُوْا) کے الفاظ کے تین مختلف اور مستقل معانی ہیں جو تفریع قرآن کے دہن میں اس وقت تھے جب یہ آیت وحی کی گئی۔ اُن کو ماز کا کرم و سجود و جھکنا قریب المطالب یا استدراک المعانی قرار دیا، یا رد ملاحت کا تکرار و مرض کر لیا کلام خدا کی توہین ہے۔ کتاب حد کے اس ابتدائی حصے میں اس حقیقت کو برہنہ

(تفسیر تحت اہم ص ۹۱) میں ترجمے، اور یہ ایک یہودہ منکر ہے جو الضلۃ کے لکھ کر دی ہے اور اس میں رکوع لا محالہ شامل ہے مگر ڈاکٹور کے اصلی مسمی بھی اطاعت احکامِ خدا ہی ہے یا کہ انہم کلامِ انہی کی اصطلاح میں یہ تھے۔ مگر کج، معنی رکبن ملازمت میں لوگوں سے دین کرنا اور ان روحانوں میں قہر ہاکہ اصلی معانی رخ ہو گئے۔ اب انسانی لغت اُس حقیقت کو منکشف کرنے سے عاجز رہی جیسا کہ ہم نے ص ۹۱-۹۲ کے تحت اہم میں دعویٰ کیا ہے۔ آیات۔ وَاقِنُوا الضَّلٰلَةَ وَانُوا الْوَكْیَ وَلَا تَقْعُوْا مَعَ الْاَکْثَرِ الَّذِیْنَ (۱۲-۱۳) سے ظاہر ہے یعنی الضلۃ اور قاتم یہود اور الکفر کو دیا کہ لا اور سے اہم یہ لکھ کر قانونِ خدا کو تسلیم کرنے والوں کے ساتھ ہم نمی تسلیم ختم کر دے سورۃ مسلت میں دیا یہ وہ وصاحت کے ساتھ ہے۔ وَاقِنُوا الضَّلٰلَةَ وَانُوا الْوَكْیَ وَلَا تَقْعُوْا مَعَ الْاَکْثَرِ الَّذِیْنَ (۱۲-۱۳)۔ اے یہ لوگ تھے کہ حال کو کہا جاتا ہے کہ قانونِ خدا کے آگے ہنک جاؤ تو اسکی تعمیل کرنے سے کترنے ہیں۔ تو لوگو! اُس دن میں جسٹائے والوں کے حال پر افسوس ہے۔ گویا رکوع تسلیم، کرنا مگر یہ پیغامِ رسل ہے۔

اِس تمام آیات الہی سے جو قرآن سے جتنے جتنے لے لی گئی ہیں، ثابت ہو کہ قرآن کی اُمت میں کونچہ سمجھ، سعادت، تسبیح و تہلیل و عید و عید و اطاعتِ خدا کے قلبی تکلف کے مختلف مراحل اور مظاہروں میں جتنا نفع احکامِ الہی کی تعمیل ہی ہے، اس سے کتر کچھ نہیں، کوئی شخص صرف مارکی رکھتوں کو رہتا اور مالدار کے یا تسبیح کے مسکوں کو پیر کر عہدِ خدا میں رہ سکتا، اگر یہ جو شخص فی الحقیقت اطاعتِ گدا ہے اُس کے لئے اِن عبادتوں کو کیفیتِ دل اور وقتِ قلب کے ساتھ ادا کرنا اسی طرح طبی ہے جس طرح کہ ایک علامہ کا آفاقی استاد روزِ خدمت کے ساتھ ساتھ سلام کروا، یا اچھا نا اچھی حدیث پیش کرنا بھی ایک ہی عمل ہے۔ یہ احکامِ خدا کی مشابہ روزِ تعمیل کرنا ہی سچی عبادت ہے، اور اسی نقطہ نظر سے کسی کی عبادت کرنا فی الحقیقت اُس کی ملازمت اور تعبدِ خستیا کرنا ہی ہے۔ اُسکے ماسوا کچھ نہیں، عبادت کے معانی کلامِ الہی کے قریب قریب ہر وقت میں اصل کتابوں میں اسکی میں ہیں متائیں آگے چلکر دیکھیں۔ سروسٹ دو تین مثالیں اور دین کر دی جاتی ہیں جسے حقیقت اور بھی عیاں ہو جاتی ہے سورہ آسیا میں ہے:

وَعَلَّمَهُمْ آيَاتِهِ لِيُقَالُوا إِنَّ هَٰذَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَأَوَّصَيْنَا الْإِسْمَاعِيلَ الْجَبَلَ خِزْبًا لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكَ حُجَّةٌ فِي شَيْءٍ مِّنْهُ وَكُنَّا تُوبَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿٢٤﴾

اور ہو گا! ہم نے اس سیم علیہ السلام کی اطلاع کو لوگوں کا سہولہ پیش نہ کیا، یہ وہ ان کی رہبرگاہی ہمارے قانون (یا گائیڈ) سے کرتے رہے، اور ہم نے ان کی طرف سے ایک اور منفرد صاحت کا سون (التحرکات) کے کرنے کی وحی بھی، اُن کو حکم دیا کہ الضلّٰل پر ماتم دیں، الزکوٰۃ کو دیتے بیٹیں اور لوگوں کو گناہ گار نہ کیا یا! سہر رکھتے ہی رکتے مکہ منگ رہے ہمارے اطاعت گزار ہوں گے اور علام سے رہے (وكانوا لنا غلب) (چمک)

عزت اکثر شیعین کلام انہی نے "اور کھنچا ہم ان کو کھینچنے" کے الفاظ سے نامساعد مارا تاکہ مستنبط کیا ہے اور اس لحاظ سے رکوع کے معنی اسلامی ہمارے کے معارف رکس کے لیے ہیں ہمارے احاطہ انکار کے وجوہ لرمہ کے کسی شخص کو انکار میں ہر سکتا ہے اس کے چکر ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳

النَّسْوَلُ بِهَذَا اَعْلَمُ كَمَا نَعْلَمُ فِي عَالَمِ ارواح کے شاہد مل نزل پر سے نقاب الٹ کر خدا اور بندوں کے درمیان آقائی اور غلامی، حاکمی اور محکومی، حُسن و عشق کے انداز پیدا کر دیئے تھے! (هُوَ مَوْلَانَا)

۱۵ دیکھو (۲۲ ص ۷۸) ص ۷۸-۱ ص ۷۸ ایضاً صفحہ ۱-۱

(بقیہ تحت اہل ص ۱۰۹) شیوہ عبادت ہے، اور جس فرد یا قوم کے طریق عمل میں خدا نے زمین و آسمان کے بارے میں یہی شیوہ عبادت اور یہی انداز عشق ظاہر ہو وہ اَعْلَمُ اَزْ کُلِّ شَيْءٍ (۲۲ ص ۷۸) کے الفاظ کا صحیح مصداق ہو سکتی ہے عبادت کے اسی انداز عمل کو پیش نظر رکھ کر اصل کتاب کی ریخت آیت (یعنی ۲۲ ص ۷۸) کے بعد وَخَافَهُ ذُنَا اللّٰهِ حَقَّ تَجَاهُدٍ کے الفاظ آئے ہیں یعنی اس رت زمین و آسمان کی خدمت اور اعلا میں وہ رہ کر کشتیں، وہ وہ حکم رواں، وہ وہ ایثار اور کلیفیں اٹھاؤ جو اتنے بڑے آقا کے شان میں شان ہوں، عبادت کا یہی معہوم آیہ ذیل کے معنی میں آئی ہے اَنْ عِبَدْتُمْ لَمْ تَنْبِئُوْا (سراؤن ۲۶ ص ۲۶) میں جو عبادت نظر رکھاں ہے۔ اب سوال صرف یہ رہتا ہے کہ اگر عبادت یہ ہے تو رکوع و سجود، یعنی اَرْكَعُوا وَاسْجُدُوا (۲۲ ص ۷۸) کے الفاظ کا صحیح معہوم کیا ہے اسکی تشریح بھی یہی اسرائیل کی عبادت کی تجولہ بالا تفصیل میں ضمنا ہو گئی ہے مگر ذرا زیادہ وضاحت پیش کرتے ہوئے حرمسیدی اور احتیاج شوق انعام اور خوف سترائی و چیر میں جو ہر عبادت کی محرک اول ہیں اسی کے ہوتے اطاعت و سجود پیدا ہو جاتی ہے، یہ اطاعت کے ساتھ ساتھ رکوع و سجود کا پیدا ہونا بھی لازمی امر ہے جسک کسی منعم کے انعام کی امید لگی ہے یا اسکی سزا کا خوف باقی ہے، انکے آگے جھکتے رہا، اُس کے باؤل پڑا، اسکی خوشامد اور اطاعت کرنا قطعی ہے۔ یہی رکوع و سجود کا سچا کیفیت حال ہے۔ اور اسی نقطہ نظر سے رکوع و سجود اسلامی نماز کا جزو لا ینفک بھی ہے ہم امید کا وجود عبادت، یعنی تعلق اور ملازمت از خود پیدا کر دیتا ہے اور اسی عبادت کا ایک ادنیٰ محرک رکوع و سجود ہے لیکن نماز میں رہنا ہاتھ باندھ لینا یا گھٹنوں کے مل کر بیٹا۔ عبادت جو نہ رکوع۔ جسک خوف رکھا کا کسی تعلق اصالتاً موجود نہ ہو بلکہ گریں رہنا ہمیں بلکہ علماء ملکہ صراحتاً کہ آگے جھکیں۔ اسی کیفیت کو پیش نظر رکھ کر سورہ امیاء میں ہے وَیَذِکْرُ بِنَا رَسْمًا وَّذِکْرًا وَّکَلَامًا لِّاَلْحُسْنِ عَلَیْہِمْ (۲۱ ص ۱۹) یعنی وہ لوگ ہمیں ہم درجہ سے ملایا کرتے تھے اور اسی لیے ہماری مدد گاہ میں حاضر ہو جاتے تھے۔ قرون اولیٰ کے عرب کی یہی کیفیت دل ہم سے اصل کتاب میں ظاہر کی ہے (دیکھو ص ۲۴ ص ۱۱) اور یہی ایمان کا حوالہ لایا گیا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا کے خطاب سے ظاہر ہے مکتا کے عربی رساچے میں سے لفظ عبادت سے حاکم اسکی یہی معہوم مراد لیا ہے۔

عبادت خدا کے صحیح معانی آج یہاں تک سمجھ چکے ہیں کہ دیا کا کوئی ایک مذہب ہی اس کے اصلی یا حاد فی معہوم پر عمل کرتا ہو اور نظر میں آتا۔ نہیں ملکہ مسند کوئی مذہب قدیم تر ہے، اسے عبادت کی عبادت، ایک لفظی اور رسمی، اپنے نتیجہ اور بے معنی سے بن گئی ہے حتیٰ کہ اسکی نماز کے بقید تاریخی موزنیت کے باعث قطعاً حقیقت اور صحیح فہم نہ گئے ہیں۔ و سخی اقوام میں جسک مذہبی محسوسات متناہ اقوام کے معتقدات با قید سے سہ قدیم تر ہیں نماز یا عبادت کا کوئی مستقل شخیل حتماً باقی نہیں رہا۔ افریقہ اور آسٹریلیا کی بعض خسی میں یہی نظا ہر اس طبقے سے مستثنیٰ نظر آتی ہیں مگر ان میں بھی نماز کا شخیل کسی مٹی کے بت کے گرد اکرونا ہے یا آواز بلند نام پکار سے تک محدود ہے اگرچہ خدمت جن (عبادت) کے خیال سے قرون کے اندر آگ چلا نا اور پانی، میوے، اور ہتھیاروں کے چڑھاوے چڑھانا بھی کہیں کہیں مروج ہے۔ ہندوؤں میں عبادت خدا کسی دیوی کی صورتی پر ہول چڑھانے یا حورک اور مال کی قربانیاں کر کے مترادف ہے۔ نماز کا شخیل انکے ہاں چھوٹے گھڑتے صرف استنساں کرنے، قفقہ لگائے، اٹھا پھینکے، ہاتھ حوڑنے اور ہندوؤں کے اندر گھسنے پھانے تک آگیا ہے۔ مذہب جسکی عبادت اور صلوات کے تحمل میں آج کوئی مادہ الاستیجاز قائم نہیں یا اور جو کسی زمانے میں آریہ مت کی مسلطی کے لیے آیا تھا، اسی انقلاب کا شکار ہو چکا ہے۔ اسکی سلاز آج صرف ایک چرخ کے گھماے پر ختم ہے اسقدر چکر چرخ کو دینے والے ہیں اسقدر زیادہ موثر یا ہر مار ہو جاتی ہے حتیٰ کہ ٹرے بڑے ہیکلوں میں اس چرخ عظیم کو گھماے کے لیے آبی کلیں اور بن چکیاں استعمال ہوتی ہیں اور عرب اصلاً انی کہ کا قدیم

دلوں میں ارادت کے اُسی کارکن جوش کی خوش آئند خلش، اسیوں میں تعلق کے اُسی غرضمند شوق کی دل آویز لگن راکرتی تھی۔ مومنوں کے توجہ طلب اور رشک آشنا قلوب میں، شاہدِ مستی کی

(بقیہ تحت المثنیٰ صفحہ ۱۱۰) اسی سبب خدا نے دلِ کمال کی علی عبودیت اور اس کے احکام کی مفسر و شاہ اطاعت سے ہتھ پٹنے اس قدر اہم اور بے محسوس بنے ہیں گیتا کہ عباد کی مازِ صرف سیدیاں استائیاں کا، جو گئی تھی۔ سورۃ افعال میں وَمَا كَانَ كَمَا كُنْتُمْ عَنِ الْمَذْهَبِ الْكَلْبِ وَأَصْلُهُ لَمْ يَدْعُوا الْعَنَانِ ابْنَمَا كُنْتُمْ تَلْهَوْنَ (۸۰ ۳۵) کا اشارہ اسی لایینی ساری کی طرف ہے اور صراحت تمام کہہ دیا ہے کہ نماز کی اگر اسی کیفیت کو سر کر دیا، اگر اور بلاغت کے مترادف تھا۔ یہود و نصاریٰ کے مذہبی حلقوں میں عبادت اور سارا اُصول اور عمل ایک ہی تھے سبھی جانتی ہیں، اور زیادہ تر گیت گائے، ارضیوں کا، یا حد سے حد و عطر سننے اور سبج پیرے یا زوراء و انیل کے ترچوں کی رواں تلاوت کرے یا مثل ہیں۔ اگرچہ عبادت، یعنی خدمتِ خدا کا اظہار، میکیوں اور کلیساؤں میں جو ستودار جیر میں جلا اٹھا کر شمعوں کو قربان گاہ کے گرد اگر روشش کرے، یا اسقفوں کی مقرر کردہ رسوم کو نصحت تمام ادا کر کے کر دیا جاتا ہے، سلام کے اندر اگرچہ ساری کی ظاہری شکل صورت میں اس کے حدید ترین مذہب ہونے کے باعث (فرقہ بدلوگوں کے جنوسی اختلاف سے قطع نظر) قابلِ ذکر تبدیلی پیدا نہیں ہوتی مگر اس کے مقاصد و اغراض اس قدر نسبتاً منبسط ہو چکے ہیں کہ الضلوع اب صرف ایک رسمی اٹھک بیٹھک کا نام رہ گیا ہے جو ہر سال گندارتنا صحت اور التزام سے ادا کر دیتا ہے اور سب کو خدمتِ خدا کا جزِ عظیم شمار کرتا ہے۔ گویا جہاں خدمتِ اللہ اور عبادتِ حکام، تعلقِ اظلال اور بعد مالِ جاہ میں دل رات ایک کر دینے ملتے ہیں وہاں خدمتِ خدا کے لینے بی دو ایک سحرے کر دیا کا عظیم اہم ہار گراں، سن بچاؤ۔ عیم و رجا کا کیفِ دلوں سے محو ہو کر حد ایر احسانِ مستنان کی صورت پیدا کر گیا ہے۔ اسی حاکموں اور انسانی تنوں کی عملی عبادت و گناہ خدا میں خشیع کو حستنا بیض کر چکی ہے، اور اسی لینے یہ جو وقت بیگا رطعا بڑی محسوم ہو رہی ہے لیکن جہ حوس کے سختی، اور حاکم کے سزاوار اسی خدا بن چکے ہوں تو رب نہیں و آسمان سے استعانت کی صورت کیوں مانی ہے اور تپا حشوح و صبور کیو کہ پیدا ہو اسو فقر و عین

وَأَسْتَعِينُوا بِالْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ وَلَا تَأْتِي الْكَلْبِ إِلَّا عَلَى الْخَيْرِ (۲۵ ۲۶)

اور اگر اہی مشکلات اور مصائب کا مقابلہ کر کے لینے اشتغال سے طلبِ مانت کی گرو اور سادہ ساہ سار میں کھڑے ہو کر حد کے صبر میں بھی گزرتا کہ اصل حلال مشکلات اور سبب الاستاثی ہے اور ہمار تو ان لوگوں کے سوا اس کا تمام معلن ہم سے ہستہ بچکا ہے (الغنیۃ) جس کا سبب ہم دعا ہم ہی ہے (الغنیۃ) دیکھا ہے (۱۰ ۲۱) اور کچھ گندریکی ہے) ہم ہی کو سہم اور ہم ہی کو تحمل فرادیت ہیں اور اسی نے ہمارے ہی آگے ماحزیاں کرتے ہیں (الغنیۃ) مانی سکتے ریک ایک بیگاری بچا ہے

اسلامی مذہبی حلقوں میں سارا اب صرف العباد کو صحت اور عرشِ الخانی سے دہرانے کا نام رہ گیا ہے، مطالب سے کوئی عرص یا بخت باقی نہیں رہی، بیشِ امام کی ساری توہر اسی میں ہے کہ فراتِ درست ہو، صغیر سیدھی ہوں، ارکان صحیح طور پر ادا ہوں، دران کا کوئی مخترا حسب حال یا نا حسب حال ہرقے میں چلا دیا جائے و غیرہ وغیرہ مقتدی کا کتبہ اہتمام بھی ایسی سطحی قانون میں صرف ہوتا ہے۔ اسی لینے سار کے ادا کرے میں ایک تکلف اور آمد پیدا ہو گئی ہے جو اسکی اصلی عایت بلکہ صورت کو بھی آہستہ آہستہ سحر کر رہی ہے۔ اور کچھ عجیب ہیں کہ آئندہ ہزار در ہزار برس لکہ اس سے بھی کم مدت میں اسلامی ماز اہل میں کے حج کی مانند محکمہ آجینر سحائے۔ اور جس طرح آج کسی سے قرآن اور دود پڑھو کر یا بالواسطتِ رعدہ رکھو اگر ثواب حاصل کرنا رسوم ہو گیا ہے اسی طرح رعدہ رقتہ مار کو ادا کرنے والے پیشہ ور صحاب بھی مقرر ہو جائیں جو آخر کے خیال سے اسکو کسی حقیقی تزکیہ سے حلیہ ادا کرنے کی کوئی آسان سہیل کال ہیں۔ اب بھی مسیحی عصر اور نظر ہی اسلوب نماز میں بقدر نمایاں ہو چکا ہے کہ جہاں کسی ادنیٰ سے ادنیٰ دنیاوی حاکم کے روزِ رجا کروم خشک ہو جاتا ہے، ملاقات سے پہلے جوتوں پر پٹریاں جم جاتی ہیں، دل میں کپ کپیاں اور چہروں پر رعدی چھا جاتی ہے، اور طریقے کے مارے شہ سے العاطف تک نہیں نکلتے، وہاں مالکیت میں ہی آسمان

کی وہ عملی تثبیت، بقیس رب کا وہ عملی ثبوت، اور عبودیت کی وہ ناقابل انکار تصدیق ہوتی تھی جس سے بڑھ کر کم نوا اور سرور مایہ انسان کے پاس کوئی تصدیق نہیں، کوئی ثبوت ممکن نہیں، (اُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ) یہی وہ قربانیاں تھیں جو اس حاکم اعلیٰ کی ملازمت میں کر دینا سچی ارادت، سچے تعبد اور سچے ایمان کی قطعی دلیل تھا وَالَّذِينَ آمَنُوا أَكُنُوا لَكُمْ عِبَادًا (۱۶۵:۱۲)۔ یہی عبادت کا صحیح مفہوم، بلکہ رکوع و سجود کی صحیح منطوق تھی۔ خدا کی بندگی یہی تھی کہ کسی کمت سر اور کمتر خواجہ کی غلامی نہ ہو، اسکی محبت کے بالمقابل کسی شے کو ترجیح نہ ہو، وطن کا غم نہ ہو، اولاد کی عبادت نہ ہو، مال کی غلامی نہ ہو، نفس کا تعبد اور جان کی پروا نہ ہو، نماز میں سچی شان اطاعت، اور اعمال میں رنگ سجدہ کا ظہور ہو۔ یہی شدت محبت اور غلبہ عشق قرن اول کا اسل ایمان تھا، اور یہی ہر دنیاوی حاکم کی عبادت کا صحیح پیش نہاد آج بھی ہے۔ اسی سبیل خدا، اور ایمان کے صلے میں مغفرت تھی، رزق کریم تھا (۴۴) رحمت کی نوید امن اور رضائے رب العرش کی بشارت تھی، جنت تھے قائم اور دائم نعمتیں تھیں، اعظم عظیم تھا، فوز جلیل تھا، (اُولَٰئِكَ هُمُ الْعَابِدُونَ)۔ خدا سے بے نیاز کی خدائی پر سچا ایمان، اور رضائے احکم الحاکمین کا سچا عشق آجکل کے لفظی اور غریبی، سطحی اور ناکارہ ایمان کی غیر مثال کسی بے روح وبے حقیقت اقرار باللسان یا کسی بے نتیجہ اور غیر مرنی تصدیق بالقلب سے ہی کس طرح روبرو ہو سکتا تھا، اس سے عمدہ برآ ہو سکے لیے سعی و عمل کی مستقل خلش، بیج و جن کی صبر گسل، ابتلا، تکلیف مصائب کی پیہم برداشت، اور ظلال سیوف کی عمل پرور آزمائش لازم تھی، (وَلَسَنُؤْتِكُمْ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَتْلُوا مِنَ

طے دیکھو) (۱۵۱:۳۹) صفحہ ۱۱۵ اصل لوگوں سے خدا کو حاکم اعلیٰ مان لیا اُن کی محنت اور ارادت خدا سے بہت سیدھے اور سنا سوائے، اور ہے (گو یا ایمان کی استرطی ہے کہ سب کے اعلق ہے اسے ہو۔ سب راہ ملازم اسکی ہو، اسی کے حکم کی اطاعت ہو وغیرہ) (۱۵۱:۳۹) صفحہ ۱۱۵

۴ صَادِقًا كَالْعَصَا لَا تَرَامِ قُرْآنِ کریم میں اس شخص کے لئے احتمال ہوا ہے وہ اپنے دل و ایمان کو عمل و عمل سے سچ کر دکھائے، اٹکل صادق کے معانی میں کچھ تحریف واقع ہو چکی ہے، اور معمولی سچ بولنے کے لئے کوئی صادق ہی کہے ہیں 'صدق' سوائے کا صیغہ ہے اور یہ لفظ حضرت ابوبکرؓ کے لاف لافی اسی ماہر بلا کا کہ وہ اپنے قول کو عمل سے سچ کر دکھائے تھے 'صدقہ' کی اصطلاح کا قرآنی نال کے تصور میں موسیٰؑ ہی وہ ہے کہ مال کا ایسا معنی کے معاون اور متحد ہوئے کے بصدر حق ہے مصدق، اسی صادق، اسی قرآن کریم میں کئی جگہ آتا ہے 'صادق' یا 'مصدق' کی ضد 'کاذب' یا 'مکذوب' ہے جس کا ذکر صفحہ ۱۱۳ کے تحت بحث میں آمد (۳۶۹) کے امداد چکا ہے اور وقتاً فوقتاً آگے مل کر آئے گا اُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ کے معانی صفحہ ۱۱۵ پر ہم سے اسی ماہر کہتے ہیں۔

سب جن وائس اُس شارع کائنات ہی کے تابع فرمان ہو کر رہے، اُسی کے حلقہ عبودیت میں داخل ہو، اُسی کے سکھائے یا بتائے ہوئے قانون سرچلے، گو با اُسی کی عبادت میں لگی رہے۔ وہ خدائے عظیم و جلیل انسان کے جھوٹے سے جھوٹے اور بڑے سے بڑے فعل کو ہر آن اپنی ہی مرضی، اور ایسے ہی قانون کے مطابق دیکھنا چاہتا تھا۔ اُسکی غبورات رحم و مغفرت کی ناپید اکنار وسعت کے باوجود، انسان کی صغیر و کبیرا کو معاف کر سکتی تھی مگر اپنی اطاعت، اپنی محبت، اور اپنی عبادت میں سکت کر تے غیر کو قطعاً ناقابلِ معجزہ قرار دیتی تھی اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ تُشْرَکَ بِهِ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ یَّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ صَلاٰتًا کَثِیْرًا ۝ (۱۱۷) صاحب ایمان بشر کے مال سے یہ دلبر امساں پسند فرما دی سی ممکن قلب کا خواہشمند، اور

۱۵ بیتکات اس بات سے جیتہ ہو سی سرگرمیں کر سکتا کہ اسکے مقام و منصب میں کسی دوسرے کو شریک طاع اور شریک محبت کما حقہ اسکے اسوا و نصیر میں اسان کرے انکو اگر مناسب سمجھے تو مٹا دے کر سکتا ہو، اور جس شخص نے ایسی محبت میں عیلاذ کو شریک کیا وہ فی حقیقت اپنی بہتری کے راہ رست سے بہت دور ہٹ گیا۔ (نکات) کے معنی ہم سے مناسب سمجھائے ہیں۔ اسکا موت میری محترم طلعہ عمل کے عواں میں آئے گا)

(اقتیہ تحت لہتن صفحہ ۱۱۸) اس آیت شریفہ میں جن کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جن کی حقیقت سے یہاں یہ محبت ہمیں ہو سکتی، اسکے لئے اُسی بہت دیر پہلے مگر حلقہ کے لفظ سے استفادہ صورت نامت ہو کہ جن حد کی بیداری ہوئی ایک مخلوق ہے، اور اس سے ماوراء صطرت کی نفس کا متوقع خدا اسبقہ سے جہدہ انسانوں سے ہو میری عہد کر بولے تا داس شیخے پہری یونہی سکین کہ جس بھی اُنس کی طرح ایک سرکش خدا مخلوق ہے جس کی عبادت کو نہ کرے کیلئے حد لے عبادت کا تریاق تحریر کیا ہے۔

۱۶ عہد کے معانی متصل پردہ یونی کر سیکے ہیں اسی سے دھار می پردہ کے لوگوں نے عمارت حسن کے لئے لے ہیں اور دوسرے کرنا ہو کہ یہ تمام شش مناسب کس ہیں اس سے پہلے ہمیں ہو سکتی اعلیٰ و العلیاس سر بھی تنک کرے دانوں کو نسدن ہوگی مگر اس دوسری دستاں کی کوئی سند نہ ہے، کا صمد حال آمد متقل دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے ایسے کوئی وہ ہیں کہ عیبت اور صلا، یا العام اور عدا کی شخص یا قوم کو موم آخرت سے ملے۔ بل کس۔ ملکہ تعجب ہوتا ہو کہ جب گاہ استفادہ قابل معافی ہے تو سراسر کیوں اسی ڈھیل دے دے کہ گناہ پر کفر فرق یرغاسے اور ہر شخص کو حواہ مجاہدہ شریک کرے یہ عہد اس ہو۔ متصل یہ تمام مارا اوسے سدا دل تنک کے صحیح معانی سے کی دوسرے ہی۔ اور جب اس مسلمانوں کے بنائے ہوئے اصطلاحی مشرکوں کو اس میں یا اس سرکاری کما سے پہلے پہلے انعام مل ہے ہں تو ان کے لیے عہد قیامت کے سعلق۔ دل خوش کن دستاں گنہگار بھی اس سرور ہی ہو چکا ہو، گو اُن کے سرور حد کی حکومت (العیاذ باللہ) اس میں یا یہ قائم ہیں جو عہد اگر غیر متشرک سے عہد مارا ص ہو مگر انکو عہد عہد اُن کے پس کی بات میں انکی عہدات میں رفتہ رفتہ ہم اس جیل کو عطا نامت کر دے، اور تا شکی کہ شریک کو کو کمزراں میں یا نہیں ہی ہوتی جو وہ عہدائے عظیم قدر میں انتخاب اور سدا العاقبہ اور شریک کا مدد کس سیدھی، کس نے نیاری، کس نے تدریج اور عہد سے لے لیا ہے۔ اور آخرت کا عہد تو دیا دی عہد سے کہیں ٹھکر ہو

وَلَقَدْ اَنذَرْنَا اَیُّوْحٰی قَوْمَ اَسٰقِ ۝ (۱۱۷) -

۱۷ تنک کی تعریف از دوسے قرآن نے عہد عام ملے ہے عہد کہ پیش کر گیا ہے ہاں را کی طرف ایک تن کی سرسری تصریح کر دی گئی ہے یہی یکہ کسی نے کو محبت اور اطاعت میں عہد کے ہم تہ اور برابر کر دیا عہد مسلمان عالم کو عہد کر چاہیے کہ آتہ والکین اہم اہم اسل حلال ہو (۱۱۷)

۱۸ اور آخرت کی سرور دما دی سرور سے محبت ہے عہد تریق کے لئے و عہد عہد ۱۱۷

ہستون کی جوئے تیر کے سے تاب گل اور صبر پاش اعمال کا امید وار تھا! انکی نظر جس میں ایمان و عقیدت
 قلب بھی حکما اٹل نتیجہ سعی و عمل تھا! وہ ہجرت اور جہاد کی آڑ میں ایمان کے دعویٰ داروں سے نقد جان کا طالب
 تھا! اور انہی سرفروشان حکم اکہ کو عشق خدا کے سچے شہید، رب العزہ کی حکومت کے سچے گواہ، اور رزق
 کریم کے قطعی اہل قرار دیتا تھا۔

اِنْ يَسْئَلُكُمْ فَرَجٌ فَقَدْ مَنَّ الْقَوْمُ فَارْحَمُوهُمْ وَبِذَلِكَ الْآيَامُ نَذِيرٌ لِّهَآئِلِ النَّاسِ
 وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ سِبْغًا ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ ۝
 وَلِيَتَّخِصَ اللَّهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَيَتَّخِذَ الْكَافِرِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ نَّدْخُلُوْا الْحِجْلَةَ
 وَلَمْ يَعْلَمْهُ اللَّهُ الَّذِيْنَ حَاوَدُوْا وَمِنْكُمْ وَيَعْلَمُ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَقَدْ كُنتُمْ مِّنْ قَوْمٍ
 الْمُؤْتِ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَآيْمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ (۱۳۹-۱۴۲)

اگر تمہیں اس ٹہنی میں شکست کا رخم نکالو تو اس سے پہلے طریق مخالف کو بھی ایسا ہی رحم لگ چکا ہے اور
 یہ فتح و شکست کے من تو ہم نقد مناسب کسی اور اور کسی اور ہیرے ہی رہتے ہیں، اور یہ اس واسطے ہی کہ ہم
 جان لیں کہ خدا رسوا کیا یا رکھے والا کون ہے، اور نیز اس لیے کہ اللہ تم میں سے اپنے سچے گواہوں کو منتخب کرے
 ورنہ وہ کئے ایمان والوں کو تو جنت ہی نہیں دے گا۔ اللہ اس طریق عمل سے ایمان والوں کو اپنے متعلق شک و شبہ کی
 سیل کھیل سے بچا دیا چاہتا ہے اور ہر آپس میں محبت پیدا کر کے منکرین کے زور کو توڑ دیا، اور نہاری
 جماعت میں سے سائبہ شک و کفر کو دور کر دیا چاہتا ہے۔ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کو تم سے خدا کا کلمہ جنت
 میں جادوئل ہو گئے حالانکہ ابھی تک تو اللہ نے ان لوگوں کو جانچا ہی نہیں جو تم میں سے انکی حمایت میں ثابت
 قدم ہو کر لڑنے والے، اور جہتوں کو برداشت کر سولے ہیں اور تم تو موت کے آئینے پہلے ہی پیر ہی عمت کے
 حوس میں مرنے کی آرزو میں کیا کرتے تھے تو آج تم نے ہکو ہی آنکھوں نے دیکھ لیا، اور ہر اٹھ پرا تھ دھکڑیچے
 انتظار کر رہے ہو!

(تفسیر تہمت لہت صفحہ ۱۱۹) کی تشریح اعمال کو پیش نظر رکھ کر وہ ہر روز کے قدر میں شک کے مرکب سچو میں جس کی بخشش کی قطعاً کوئی امید نہیں
 سورہ نساء میں بھی اسی طرح کی ایک آیت ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۴۸، ۴۹)

لوگو! گوش ہوش رہو کہ اللہ سے سب سے بڑا شے جہت ہوشی ہو کر میں کہ اگر انکے مار کسی دوسری شے کی اطاعت کی حالت میں اس سے عمت
 رکھی جائے ان انکے سوا کوئی اور خدا جزو سکون اس کی حالت کر سکا ہو اور اس شخص خدا کی بات کو مار کر لڑا تو اسے اپنے پتے بیکے اور عظیم مانگا لیا
 ﴿وَبِذَلِكَ الْآيَامُ نَذِيرٌ لِّهَآئِلِ النَّاسِ﴾ کے صلائی الفاظ میں عوم کی مرثیہ خوانی کی محاسن اور مسلمانوں کی عام غفلت کے صحن میں اس سید و نبی، صلیب و

عَنْهُمْ سِتْيَارِهِمْ وَلَا دُخْلَهُمْ حُلَّتِ شَرِي مِنْهُمْ إِلَّا نَهْرًا ۚ وَآمَنَ مِنْهُمْ عِنْدَ اللَّهِ
وَاللَّهُ عِنْدَ حُسْنِ الثَّوَابِ (۱۹۴)

یہ پروردگار عالم نے اکی دعا قبول کر لی اور فرمایا کہ ہم تم میں سے کسی کام کو مرنے کے کام کو ممانع
ہیں سوئے دیتے مرد ہو یا عورت ہماری نظروں میں سب برابر ہیں۔ تم سب ایک دوسرے کی حسرت
تو جس لوگوں نے ہماری خاطر محنت و طس کی، اور ہماری ہی وجہ سے اسے گمراہی سے نکالے گئے، اور
ستانے گئے، اور دھمکوں سے لرزے، اور مارے گئے، ہم انکی سب اجتماعی مددالیوں، عام بربادیوں،
اور دامادگیوں (سناہم) کو اسے دور کر دیں گے، اور انکو ایسے عمدہ ماعوں میں لیجا دہل کر نیچے جس کے پیسے
ہیں۔ یہی ہوگی یہ اللہ کے اس سے اُنکے اعمال کا بدلہ ہوگا اور اچھا بدلہ دے دے ہی کے ہاں ہے۔

آہ لیکن اس مالک الملک اور پروردگار عالم خدا کو، جسکی طاقت اور حکومت جسکی عزت اور عظمت صحیفہ فطرت
کے ہر ورقے میں نمایاں ہے، جس کی بے نیازی کی شان صغمت عالم پرورد روشن کی طرح ثبت ہے، ایک ذیل،
بے حیثیت، اور مجسمہ زرا انسان کی سپیم عبادت، سچی محبت اور لاشریک طاعت کی کما حاجت تھی؟ ۛ هُوَ اللَّهُ الَّذِي
كَانَ اللَّهُ (الْأَمَنُ) الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُتَّقِنُ الْعَزِيزُ الْمُتَعَزِّزُ الْمُتَعَزِّزُ اللَّهُ تَعَالَى يَفْعَلُ كُؤُنْ ۛ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ
الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۲۳-۲۴) ۛ وَهُوَ جَالِدُ
خَالِقِ، دُنْيَا كَيْسِ وَأَسَاسِشِ كَافِيلِ (الْمُؤْمِنِ الْمُتَّقِنِ) ۛ مَوْجِدِ أَوْ مَصْنُوعِ خُدا، جسکی تسبیح و تقدیس میں اُس کے

سلا ۛ اللہ ایسا پاک ذات ہے کہ اُنکے سوا کوئی آقا ہوئے کے لائق نہیں مادہ جہان ہے، پاک ہے، تمام عروج و ستر ہے، اس دے والا
ہے، مرد دست اور بڑا داند والا، صاحب عظمت ہے جس کو یہ لوگ اُس کی عظمت میں تسلیم کرتے ہیں وہ اس سے بالاتر ہے وہی ہر شے
کا خالق، بلکہ موجد اور مکتوب ہے، اُنکے مژدے سے اوصاف ہیں (الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى) جو کچھ میں داتاں ہیں ہے اُنکے احکام کی قبل میں سرخ
ہے (سُبْحٰنَہٗ) ۛ وہ بڑا عالم و حکمت والا ہے۔

دعوت میں اس ص ۱۲۱ حد کی لڑائی اس آخری دم تک استقلال سے نہ لڑنا گھر اور انکار خدا ہے۔ ص ۱۲۰ کے مطالبات ہو گئے
کہ وہ صرف استقلال ہی ہے جسکا د کی حقیقت نکل گئی کہ وہ صرف قتال بالانفس ہی ہے۔ جو لوگ ہمارے کسی کسی میں پروردگار کے لیے ہیں اُنکے
سے یہ بات اس عزت انگیز میں اور ملاحزہ کہ قتلانے موت کے کسی سمہ میں آگے کہ اس سے مراد نرائی میں کٹ کر چکے ہیں کہ یہی سب بڑی عبادت
کسی آقا کے مامور کی ہو سکتی ہے یہی ہر باد ساد اپنے سپاہی سے چاہتا ہے اور اس کے عرص میں تھے اور انعام، جاگیریں اور زمینیں تقسیم کرتا
ہے۔ قتلانے موت کا ذکر تیسری جلد میں عنقریب آئیگا۔

ۛ اس آہ کریمہ میں لَا تَقْرَبْنِ عَشْرًا سِتْيَارِهِمْ وَلَا دُخْلَهُمْ حُلَّتِ شَرِي مِنْهُمْ إِلَّا نَهْرًا ۛ کے الفاظ تشریح طلب ہیں۔ لیکن ان کی تشریح
ص ۱۲۱ کے تحت میں منصبت کے عنوان میں آئے گی۔

ایسے قول کے مطابق آسمان وزمین ہر وقت مصروف رہتے ہیں، اس قدرہ مقدار انسان سے اپنی
محبت کے ولولے میں، تحمل آلام، نقص امن، اور خراج مال و جان کا کیوں طالب تھا؟ وَلَسْتُ وَرَكْمًا
بِسَخِيٍّ مِنَ الْخَوْفِ وَالْخَوْفِ مِنَ الْخَوْفِ وَالْخَوْفِ مِنَ الْخَوْفِ وَالْخَوْفِ مِنَ الْخَوْفِ وَالْخَوْفِ مِنَ الْخَوْفِ وَالْخَوْفِ مِنَ الْخَوْفِ
كَالْوَالِدِ لِلْوَالِدِ وَالْوَالِدِ لِلْوَالِدِ وَالْوَالِدِ لِلْوَالِدِ وَالْوَالِدِ لِلْوَالِدِ وَالْوَالِدِ لِلْوَالِدِ وَالْوَالِدِ لِلْوَالِدِ
وَالْوَالِدِ لِلْوَالِدِ وَالْوَالِدِ لِلْوَالِدِ وَالْوَالِدِ لِلْوَالِدِ وَالْوَالِدِ لِلْوَالِدِ وَالْوَالِدِ لِلْوَالِدِ وَالْوَالِدِ لِلْوَالِدِ

۱۔ اور ماں والو! اس شکس کہ تم مکہ و راچی طرح (شکیخ) دس کا خوف و لا لاکر، میدان جنگ میں سوکوں مارا کر، مال اور جانوں میں کمی کر کے
پیداوار کا قحط و الکھڑا (التمسک) تاج کو حلاف امید کر کے (تھوڑے) التمسک! آرا کر رہیں گے اور تمہارے ایمان کی قدر نہایت، اور سنی عمل
کی حد کا اندازہ لگائیں گے، لیکن اگر تم فی تحقیق صاحب اماں موت تو تم ہی ان آیتوں میں پورے اثر کر رہو گے اور ایسے سنی عمل کو ہرگز
کم نہ ہوئے دو گے اور اسے محتماً مصائب کا استقلال سے مقابلہ کرنے والوں کو ہماری خوشنودی اور کامیابی کی مشارکت دید و لا تفرق (الظہیر فیہ)
۱۔ یہ لوگ ہیں کہ جب ان پر کوئی اجتماعی مصیبت آتی ہے تو معانول اٹھتے ہیں کہ ہم کوئی تحقیق مدد ہی کے اطاعت گدا رہیں (وَاللّٰهُ) اسکا
تلاش ہوئے مکوں یطہیں گے (وَاللّٰهُ زُجُودًا) اسی کی طرف ایسا تاثر رجوع کر دے (وَاللّٰهُ زُجُودًا) اور ایسے سنی عمل سے حد کو
ہر جس کر لیں گے (یہ مصیبت جو میں پوچھی ہے لا محالہ ہماری سعی میں کسر کے باعث ہی ہے مدد کو قرآن کریم و مَا أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ فَيَنْ
تَقِيْلًا (۱۹۳) اور سنی عمل کو دو لاکر و ما ہی ہا کی طرف رجوع کرنا یہی وہ لوگ ہیں جس پر ایسے برہم گاہ کے پیشا حاصل ہیں، جنہیں آدمیوں
کے لئے (صَلَوَاتُ) ہیں، رحمت اور عنایت ہو، اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو مصائب کے دور کرنے کے متعلق صحیح راہ عمل مل چکی ہے (وَالْوَالِدِ لَكَ هُمْ
الْمُهْتَدُونَ)۔

۲۔ یہاں الظہیر میں کا لفظ پہرا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ صابری لوگ ہیں جو اجتماعی مصیبت کا مڑا نہ دار مقابلہ کرتے ہیں، اسکے دور کرنے کے لئے ہر
مستعد رہتے ہیں۔ یہ وہ جو با قہر و با قہر دھڑک رہی بر ماوی کا تاثر نہ کرنے اور جس سے منہ نکالیں ہوئے کبھی کھار تھیں ناکلریا عورتوں کی طرح
آسمان گرا یہ جس کو دھوکہ دیتے ہیں کہ صابریں!

۳۔ اِنَّا شَوْءٌ فَلَمَّا لَمْ يَكُنْ زُجُودًا کے الفاظ مسلماناں جہان جس حیرت انگیز راہی، جمالت اور ناہمی سے نہ معلوم کتنی قرونوں سے کسی عہد
کی مروت یا ادنیٰ سنی ادنیٰ عالمی ادبیت پرستہ حال کرتے آئے ہیں، اور اس میں رانی عمارت کے حصے میں ایسے آپ کو رحمت خدا کا استقلال خدا رکھنے
ہیں، اس سے کم اگر کم یہ مترشح ہوتا ہے کہ کلام الہی کا صحیح علم و قدر و حد و رسم و روح کی گیر میں پڑ کر لے اتر ہو گیا تھا، اور آیات خدا کے مطالب تقیہ
کے ملحد مرتبے سے گزر کر حق و اعتقاد کی اوئے سطح پر کس سرعت سے پہنچ گئے تھے۔ اوپر کی عمارت میں ہم نے ان آیات (یعنی ۱۵۵-۱۵۷) کا
مربوط اور مسلسل ترجمہ کر دیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ ان میں نہ کسی عالمی مصیبت کا ذکر ہے اور نہ یہ ترعیب و ہی کئی ہے کہ جب تمہارا کوئی رشتہ دار مرنے
تو اِنَّا لِلّٰهِ کے الفاظ اُسے بڑبڑاؤ، ہر جہ کہ لوگ تو حد کی طرف سے تم پر صَلَوَاتُ آریں گی، رحمت رب مارل ہوگی، اور تم ان الفاظ کے دہرا
ہی مُهْتَدُونَ یعنی ہدایت پائے والوں میں سے میں مانو گے (۱۵۷-۱۵۸) یہ سب تسبیح نہایت پھر اور شرمناک ہو کوئی دین سلیم اسکو ایک لمحے
بے غمی قبول کرے پرتیا نہیں سباق کلام سے ظاہر ہے کہ یہاں ہر مصروف اجتماعی مصائب کا ذکر ہے۔ جسکی تائید جمع کے صفحے سے ہوتی ہے
جو ان آیات میں برابر چلا جا رہا ہے مُهْتَدُونَ جس کا ذکر آیت (۱۵۶-۱۵۷) میں ہوا ہے لا محالہ وہ جو کام دل سے جو ہر شکست زدہ اُمت پر ہر گز
ماوی رہتا ہے (یعنی خَوْفِ الْخَوْفِ)، وہ فقر و ملامت و محکومیت اور مصعب کی حالت میں علام قوموں کا بیجا ہیں چوڑتا (وَالْوَالِدِ لَكَ هُمْ
الْمُهْتَدُونَ)، وہ قنوت تعداد ہے جو دشمن کی اکثریت، اُتہت اور دعوم کے المفاصل و محرومیاں کی پیدا کر رہی ہے (وَالْوَالِدِ لَكَ هُمْ
الْمُهْتَدُونَ)۔

نَصْرًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَوَكِّلُونَ ۚ هَٰذَا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَذِكْرٌ لِّكَ تَعَدُّ (۴۷) وہ کیا سمجھ کر اور کیا بد نظریہ رکھ کر اپنی ر
میں قتل ہو جانے والوں کو زندہ اور قیامت کی حالت میں قتل نہ ہونے کی توقع کر رہے تھے۔

(رفیقہ صحت بہت صغر ۱۲۴) سنی حدیث (۱۲۴) اور سنی ماہر ہے کہ ہمارے اعمال کو دیکھ کر ہمیں سکست ہے۔ اور اور کو کہ جس دن امام آدم میں دیا
دین پر ہے۔ اس کو شکست کی مصیبت پڑی ہوگی۔ یہی حدیث کے حکم سے ہمارے عرض ہے۔ یعنی کہ خدا ماں والوں کو الگ معلوم کرے، اور ظاہری مسلمان
والوں، جس دن میں نجات دے۔ ان کو الگ جہان سے

ہاں بظاہر ہے کہ قرآنی اصطلاح میں مَصْنُوعٌ وہ ہے جو حسیہ کی کثرت سے آتی ہے اور بطور سراسر کے۔ سورہ سانبہ میں ہے فَكَتَفَ إِذَا
أَمَّا نَسْتُمْ مَصْنُوعٌ لِّمَا قَدَّمْتَ أَيْدِيَهُمْ فَتَجْعَلُهُمْ خَلْقًا لِّمَا قَدَّمْتَ أَيْدِيَهُمْ ۚ وَتَجْعَلُهُمْ خَلْقًا لِّمَا قَدَّمْتَ أَيْدِيَهُمْ ۚ وَتَجْعَلُهُمْ خَلْقًا لِّمَا قَدَّمْتَ أَيْدِيَهُمْ ۚ
کی کما ہی رومی حالت ہوگی جس کی اس کے اپنے کثرت کی وجہ سے اس کو مَصْنُوعٌ مابل ہو تو ہمارے پاس میں کھاتے ہوئے دوسرے آئیں کہ خدا
ہماری عین تو یہی تھی کہ اس طلب اور اتحاد پیدا ہو۔ اسی سورہ میں اسی مَصْنُوعٌ کے متعلق ہے وَتَجْعَلُهُمْ خَلْقًا لِّمَا قَدَّمْتَ أَيْدِيَهُمْ ۚ وَتَجْعَلُهُمْ خَلْقًا لِّمَا قَدَّمْتَ أَيْدِيَهُمْ ۚ
قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ سَهْمًا ۚ (۴۲) مئی مسلمانوں میں ضروری ہے کہ ہم صوریہ کی طرح
خدا سے پیچھے ہٹے ہیں گے، پر اگر لڑائی میں تم پر شک کی مصیبت آپڑی ہے تو دل میں کہے میں کہ خدا سے ہم پر شامی احسان کیا جو میں ان
لوگوں کے ساتھ لڑائی میں موجود تھا۔ ہمارے مصیبت صاف اجتماعی مصیبت ہو۔ سورہ توبہ میں یہاں ہی مسلمان ماصافوں کے ذکر میں ہے إِنَّ
فُجُورَكُمْ حَسَبَهُ لِقَاؤُكُمْ ۚ وَإِنْ نَصَبَكُمْ مَصْنُوعٌ تَعَزَّوْا قَدْ أَحَدًا نَأْمُرُكُمْ بِمَنْ مَلَّ وَتَوَلَّوْا وَكَلِمَةً فَرِحْتُمْ ۚ (۵) ایسی اے محمد اگر تم کو
حک میں فائدہ پہنچتا ہے یا حلال مال ہو رہتا ہو تو ان لوگوں کو برا لگتا ہے، اور اگر تم پر شک کی مصیبت آ مارل ہوئی ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے
اپنا کام پہلے ہی سے شیک خاک کر لیا تھا، اور ہمارے پاس سے انھیں واپس ملنے میں تو ان کی اپنی کیلی ہوئی ہیں۔ یہاں بھی مصیبت صاف
لڑائی میں شکست کھانے کی مصیبت ہو، اور اسی مصیبت سے سخت ہیں۔ سورہ قصص میں نہر مصیبت کو ایسے اعمال کی سرکام ہمارے۔ وَتَوَلَّوْا
نَصَبَكُمْ مَصْنُوعٌ لِّمَا قَدَّمْتَ أَيْدِيَهُمْ (۲۸) ۴۷) ایسی اور یہ اتمام تحت اس لیے ہو کہ ہمارے اس لیے ہی کہ تو ان کے بدلے میں مصیبت
مارل ہو۔ سورہ توبہ میں مصیبت کے معنی کو یہ دیکھ کر قطعاً عیاں کر دیا ہے کہ اقوام عالم پر کوئی مصیبت اس آتی مگر یہ کہ ان کے ایسے ہی کثرت
ہو گئے خدا اکثر و اما دگیوں پر گرت ہیں کرتا وَمَا أَصَابَكُمْ مَقْرِنٌ مِّنْ مَّصْنُوعٍ فَمَا كَسَبْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَعَفَّوْا عَنْ كَذِبِهِ (۳۲) سورہ حدیث
اجتماعی مصیبت کے باعث مرول کو یہ دیکھ کر بھی واضح کر دیا ہے کہ دنیا کی مصیبتیں نہایت سوچ بچار کے بعد مارل ہوتی ہیں

مَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مَّصْنُوعٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۚ لَكُمْ فِي كَيْدِ بَنِي إِدْرِيسَ ۚ إِنَّ كَيْدَ بَنِي إِدْرِيسَ ۚ إِنَّ كَيْدَ بَنِي إِدْرِيسَ ۚ إِنَّ كَيْدَ بَنِي إِدْرِيسَ ۚ
فَأَسْأَلُ عَلَى مَا قَدْ كَسَبْتُمْ وَأَلَا تَعْلَمُونَ ۚ (۵) ۲۲-۲۳

اے لوگو! جو تمہیں درد میں پر مارل ہوئی ہیں، ماصاف ہمارے ایسے ہوں تمہیں سہی ہیں جس کی سب ہمارے کہ ہم ان کو پہلے
کریں ایک میل میں سوچ ہوئی ہیں (جو علم آتی ہے) اس کے انداز مصیبت کے مالہ اور علیہ پر پوری سخت ہو جاتی ہے، اس کے سبب وہ کامل طور پر
میاں ہوتے ہیں، واقعات اور حالات سلسلہ وار طبع ہوتے ہیں) اور ہر کامل عہد و خاص کے بعد اس مصیبت کے احرا کا معطل کیا جا رہا ہے
وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْكَافِرِينَ ۚ إِنَّ كَيْدَ بَنِي إِدْرِيسَ ۚ إِنَّ كَيْدَ بَنِي إِدْرِيسَ ۚ إِنَّ كَيْدَ بَنِي إِدْرِيسَ ۚ
یہ سب بظاہر ہمیں انہیں حد کے لیے بھی آسان ہیں۔ ہمارے واقعات میں اس انوار ہمارے عظیم الشان اہتمام اس لیے
منظر رکھا گیا ہے کہ ہم لوگ جو تھے ہمارے اچھے سے چلی گئی ہے اس کو ایسی ہی ماحولی کا نتیجہ سمجھو، ماصاف حدیثی مصلوں کو اناس نے استیلا دی اور
سے اصول سے سمجھ کر ہی قسمت پر پہنچاں۔ ہونے پر وہ ناسوا علی ما کسبت، یا اہتمام کو دیا گیا ہے ان کو ماصاف اور دے دہ سمجھ کر اڑے اڑے ہو
ایسی عقل سے عامل سمجھا، اور ہمارے دیکھ کر خدا ہمارے دے کا چھوڑ دیا ہے کہ ہم کو ہرگز پسند نہیں کرنا۔ (حد کے سنی) عمل کے پسند کر کے
سب ان ایک اس کتاب میں اتنی شاد میں لی چلی ہیں کہ ان کی کثرت اتنی کار کے سوا کوئی اور معنی ہو نہیں سکتا۔

ان فاقہ بست اور گدیہ گر عرب کے مال و متاع کا محتاج اور قرض حسنہ کا امیدوار کیوں

(تفسیر تحت البقرہ صفحہ ۱۲۹) حد و حد مراد ہے۔ سورہ ہی اسرائیل میں یہود کے سیاسی مذہب اور اجتماعی عروج و زوال کی تومنیہ کے احاطے میں صاف ہی ارشاد ہے

ثُمَّ سَوَّاهُ نَارَ الْكُوْهِ الْكَرَّةِ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاهُ نَارَ مَوَالٍ وَنَبَّيْنُ وَجْهَكَ لَكُمْ أَكْثَرَ تَعْلِيمًا إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لَا تَنْفَعِيكُمْ وَإِنْ أَسَاءْتُمْ فَلَكُمْ آثَارُهَا (۱۷-۱۶)

ہرے ہی اسرائیل کے اور اسرائیل کوگاہم سے روست حکمرانوں کو کم رعاکہ مادیہ کی سہولت کے بعد دیکھو آیت (۱۶) تم کو پیر علیہ دیکھو جس مادی دین، مال و زمینوں سے ہماری مدد کی، اور ہم کو شے سے دے مادیہ اور ہم سے اور ہم پر عمار کردیا کہ اگر تم نے جس عمل سے اپنی اجتماعی حالت درست کر لی (اِنْ أَحْسَنْتُمْ)، تو اس کا مادہ قبی کو پوسچا (أَحْسَنْتُمْ لَكُمْ نَفْعًا) اگر اگر اس سے متیر تم سے عمل کر کے اسے آپ کو عمار کا محکم مایا ہا (اِنْ أَسَاءْتُمْ) اس کا نقصان ہی ہی کو طار تھا (فَلَكُمْ آثَارُهَا)۔

یہاں صاف طور پر رہیں آسمان کی نعمت میں جس عمل (الْحَسَنَاتِ) سے مراد اجتماعی بیداری اور قومی اجبار کے وہ متعارف اعمال ہیں جو کائنات میں جو علیہ قوم ہے، اور سو جو عمل (الْشَّيْئَاتِ) قومی اخلاق کا وہ انحطاط عظیم ہے جس کا نتیجہ محکومیت اور غلامی ہے جس لوگوں سے جس عمل سے مراد ہمارے ممالکوں میں ٹھیکہ تسمیعیں چلانا سمجھ رکھا ہو اُس کے لیے یہ آیات ارمس سبق آموز ہیں اسی اسرائیل کی قوم سے اسے ظالم حاکموں (جس ملک کے حکم سے گیارہ عرب بندوں عِمَانًا اَلْاَوَّلِیٰ نَابِیْنِ مَعْلُوْذًا دیکھو آیت ۱۷) سے کتاب احکامات غلوں کے اندر تسمیعیں پھینک کر چل رہی ہیں کی تھی، وہ لامحالہ تیر و تیس لیکر ہر گئے اے ایمان کی اہل قوتیں انکے دلوں میں موجزن ہوئی ہوگی اے اتحاد، صبر، ایثار مال و عرو ان کا مذہب عمل میں گیا ہوگا، ہر رب عور و حیم نے اسے اس حسن عمل کو دیکھ کر ان کے گدشتہ گناہ، معاف کر دئے ہوں گے، اور یہ مادہ تسمیہ کا حامل ہو مادی خورندہ دینی حد کی علامت تھی، مال و اولاد کی کثرت (اَمْدَدْنَاهُ نَارَ مَوَالٍ وَنَبَّيْنُ وَجْهَكَ لَكُمْ أَكْثَرَ تَعْلِيمًا)، اسی کہہ تسمیوں کے بعد سے تھا، یہ سب احوال اتنی عروس سلطنت کی وہ اوسے گیارہ ہیں جو باقیہ باندے ہوئے اس کے چلوں میں ہر وقت حاضر تھے اس اور ہر اس قوم کے گھر کا احوال اس حاتی میں جسکی میمانی عروس وادشاہت قبول کرے جو قوم اس کا گناہ عمل میں ایسی ہتری کے لیے حتی الامکان باقیہ پیر مادی ہے، جو سعی و عمل کی دو سب ہی، آزاد اور زندہ اور ہے، حوائلی نابیں تشریف ہے، وہی (أَحْسَنْتُمْ) کی مصداق ہے، وہی فادان خدا کی پاسداری ہے، وہی صدا کی علامت ہے، وہی عبادت، کا حق ادا کر رہی ہے، یہی عِمَانًا اَلْاَوَّلِیٰ ہے، منگوں کو باقیہ میں پیر پیر کر رواں کر رہے خدا کی مددگی ہرگز جس میں تھی، اس کے لیے ملزم ہوا بشرط ہے، کام کرنا بشرط ہے، متفق اور متحد ہو کر باقیہ پیر مانا بشرط ہے، لیکن اس موضوع کو ہاں بطول دینا بہت کچھ بیش اوقات ہے۔

(ج) سُنَّیْنِہُ اور حَسَنَاتِ کے متعلق متذکرہ صدر بحث سے جو (الف) اور (ب) کے تحت ہوئی اس قدر غلط ہے کہ جہاں آیات متذکرہ (الف) میں اس اصطلاح سے مقصود اجتماعی مدعا اور قومی خوشحالی ہے، وہاں آیات مذکورہ (ب) میں ان سے مراد وہ اعمال ہیں جو اجتماعی مدعا اور خوشحالی کا پیش خیمہ ہوتے ہیں ادھر کا انجام وادشاہت اور تسلطی الارض یا محکومیت اور غلامی ہے۔ اس نقطہ نظر سے کلام الہی میں جہاں جہاں یہ اصطلاحیں ہیں وہاں مراد یہی طاقت اندوز یا شکست انگیز اعمال ہیں اس سے کتر قطعاً کہہ سکتے ہیں۔ سورہ انعام کے آخری رکوع میں ہے مَنْ حَآخَ بِالْحَسَنَاتِ حَآخَ عَشْرًا مِّثْلَہَا، وَمَنْ حَآخَ بِالشَّيْئَاتِ حَآخَ عَشْرًا نَّیْ اَلَا حَآخَہَا وَہُمْ لَا یُظَلُّوْنَ (۱۶۱)، یعنی جو محسن اس کا گناہ سعی و عمل سے ایک حَسَنَاتِ کمالا تو اسکو اس سعی و حَسَنَاتِ انعام میں ملیں گی اور جس نے اپنی جماعت کے حق میں کوئی شکست انگیز عمل کیا تو اسکو صرف ایک قدر سزا ملے گی جس قدر اس نے شکست و ریخت کی تھی، اور انیز مادی تو کسی صورت میں نہ ہوگی یہاں مادی السطر میں حکامہ عام معلوم ہوتا ہے اور حال میں آتا ہے کہ کسی خاص ملک کی تخصیص میں کی، لیکن اس سے پہلے کی آیت اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّوْا مِنْہُمْ وَكَانُوا اِیْمَانًا لِّتِ وَہُمْ فِیْ شَوْءٍ مِّمَّا

(السُّنَّةُ نَزْحُونُ) ○ (۲) ۱۳۷-۱۳۸

اور خدا کا بول بالا کر یکے ضمن میں اگر دشمن سے لڑائی کی نوبت بھی آجیے تو قتال کرو، اور جو بجاں لو
کہ خدا تمہارے ارادوں کو بڑا سمجھے والا، اور تمہارے اعمال کو بڑا جانے والا ہے کوں ہے جو اللہ کو خوش
دلی کے ساتھ قرص دے، اور ہر خواہش قرص کو اسی کے لیے کئی گنا بڑھادے۔ تنگ ست کر یا کشتی
و یا بالآخر خدا ہی کے اختیار میں ہی، اور اسی کی طرف تم بالآخر رجوع کرتے ہو۔

دفعہ تحت (متصفحہ ۱۳۵) الَّذِينَ اضْطُغْتُمْ بِمَنَاسِبٍ وَعَبَادَاتٍ، فَمِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّغَيْبَةِ وَفِيهِمْ مَّقْصِدٌ وَمِنْهُمْ سَائِرٌ بِاَلْحَزَنَةِ يَبَادِبُ اللّٰهَ وَلَا
هِيَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ (۳۶ ۳۷)، یعنی آسے لوگو! ہر قسم کے امور میں سے جس قوم کو اہل سما (یعنی مسلمانوں) قول اولیٰ، اسکو قانون خدا
(الْحُكْمُ) کا وارث ٹھہرایا، تو ان کی آئندہ سلسلوں میں سے کوئی امت ایسی نافع ہوگی کہ مدعا میں سے اسے آپ کو ہلاک کرے گی (طَائِفَةٌ لِّغَيْبَةِ)
اور کوئی ایسی ہی ہوگی کہ اسے اس طرح کے سعی و عمل سے ہلاکت اور عروج کے مین مین رہے گی (مَقْصِدٌ) اور کوئی ایسی ہی ہوگی جو اپنے امتیازی
حد و عمل سے خدا سے عظیم کے حطا کرے انعاموں کی طرف لپک لپک ہو جائے گی (سَائِرٌ بِاَلْحَزَنَةِ)، اور یہ آخری عالم کا قائم ہو گا، انتہائی
مصلح و کریم ہے، یہاں سائرین یا الخیرین کے ساتھ یادیں اللہ کے الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ وہ امتیازی انعام خدا کے حکم سے ملے گا، خدا
کے حکم سے یکپلوں کی طرف لپکا، یکجہ سے مسی سہ، اور یہاں استعارہ اظہار میں حالت کو پیش نظر رکھ کر لیا گیا ہے۔ ہر قسم کی انعام کی بخشش کے
لئے اور دیتا ہے اور ہم عید کے لیے آگے کو لپکتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ صاحب القرآن تعالیٰ کے بہشت کی حد و عمل کو لفظ خیرین سے یاد
فرمانے کی وجہ سے ایسی ہی اجتماعی حیثیت ہو جو ادب و بریاں ہوئی۔ سورۃ الرحمن میں ہے: مِنْهُمْ خَيْرٌ مِنْ جَنَّاتٍ (۵۵)، یعنی ان باغات کے
اندیر عویر القدر انعامات ایسی بھی جو بصورت میں ہیں۔

خیرین کے اس معنوم سے قطع نظر قرآن حکم میں چند موانع ایسے ہیں جہاں براس اس طرح سے مراد احتساب کے معنوم کی طرح، اور اعمال
میں جہاں خیر انصاف و اگر اہم ہے ایک آیت (۲۱ ۳۷) سورۃ ۱۰۸ کے تحت اہل میں گزری ہے مگر یہاں پر اسکا اعادہ کیا جاتا ہے:
وَصَلُّوا عَلَیْہِمْ اَبَدًا تَعْلَمُوْنَ يَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اَلْحِزْبُ الَّذِیْنَ وَآلَاہُ الصَّلٰوۃُ وَآلَاہُ الْزَّکٰوۃُ، وَكَانُوا اَتَابِعِدُنَّ
اور لوگو! ہم نے اہل حق و عینیت و علم السلام کو بھی ان کے باپ اور ہمیں علیہ السلام کی طرح ان کی قوم کا متواں کیا، اور اسی قوم کی رہائی پر قانون
کے درجے سے کہتے رہے، اور ہم نے ان کی طرف معید و حاجت اور مصلح قوم کاموں (الخیرین) کے کرنے کی دعوت بھی، انکو حکم دیا کہ الصلوات کو
عام کریں، الزکوٰۃ کو دیتے رہیں، اور لوگ نورانگذار اور پامند کو بھی ساتھ ملے، غرض انہیں ہمارے مددے اور سلام مکرر ہوتے تھے۔

الصلوات اور الزکوٰۃ کی اجتماعی حیثیت کے متعلق مکمل بحث مہل کتاب میں آنے والی ہے تاہم سابق کلام سے ظاہر ہے کہ یہاں برائے قومی اور
اجتماعی اعمال کا ذکر ہوتا ہے جس کا نتیجہ مصلح قوم ہے اور جو امتہ اقوام کا پیش سادہ حیثیت سے رہا ہے گو کہ ان میں ہر قسم کے کاموں کا یہاں تذکرہ
ہیں۔ عامۃ الناس سے ایک نے (یعنی اہل الخیرین) کو اکثر بھی سمجھا گیا ہے، یعنی اسی قطع کے اعمال کا ذکر اسی سورۃ میں دکر اور بھی علیہما السلام
کے بارے میں ہے: اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّہُمْ کَانُوا اَسْمٰرَ عَرَبٍ فِی الْخِیْرَتِ وَکَانَ عُوَسَاہُ اَزْہَمًا، وَکَانَ اَلْسَا خِیْرًا (۱۳۱ ۱۳۲)، یعنی ہم نے ان پر انصاف
میں دیکھا کہ ان میں شک میں یہ لوگ معید قوم اور مصلح امتہ اہل طرف لپک لپک کر رہتے تھے، اور ہم کو امتیازی انعام کی رحمت، اور اجتماعی
منزل کے خوف سے بکا کر رہتے تھے، اور اسی ہم دعا کے باعث ہماری حساس میں سچا خضوع و مشورہ کیا کرتے تھے، رعب و رہب اور خوف
آئندہ کا تکلیف دل میں بھی پیدا ہو سکتا ہے جب انعام دنیاوی ہو، اور یہی مشورہ کا سچا باعث اکثر ہوتا ہے۔ اس نقطہ نظر سے ادنیٰ تا اعلیٰ
اس نتیجے پر پہنچا دیتا ہے کہ یہاں بھی الخیرین سے مراد امتہ عامہ ہے، شیخ گروانی قطعاً ہمیں سورۃ آل عمران میں خدا کی حکایت سے اہل
اہل کتاب کے بارے میں ہے، اِسْ مَعْمُومٌ کا صریح طور پر یہ ہے: نَاہِرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیَسْلُبُوْنَ عَنِ الْخِیْرَتِ وَآلَاہُ الْاَلِیَاتِ

مَنْ دَالَّيْنِي يُقْرِضْهُ اللَّهُ فَرَصًا حَسَنًا فَصُغِفَةً لَهُ وَلَهُ أَخْرَجْتُمْ (۵۷) (۱۱)

کون جو چلے مال کا سترین حصہ خدا کا نام ملد کرے کی خاطر صرف کرے، اور ہر دال بھی اسکے واسطے اسکو حیدر چند کرے، اور ساتھ ہی اسکو اسکی خدمت کا باعزت اجر دے۔

إِنْ نَقَرْتُمْ لِلَّهِ فَرَصًا حَسَنًا يَصُغِفُ لَكُمْ وَتَعْمُرُ لَكُمْ وَاللَّهُ شَاكِرٌ زَكِيٌّ (۶۲) (۱۷)

(رقیہ تحت المص ۱۳۶) مِنَ الصَّالِحِينَ وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ كُلُّ نَفْسٍ لَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَعِينِينَ (۱۱۳-۱۱۴) یعنی یہ ۲۲۵۰
اصناف سے استفادہ بیان لوگ ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت میں مصروف رہتے ہیں، اور متعدد جماعت اعمال کی طرف بیک بیک
پہنچتے ہیں، اور یہی وہ لوگ ہیں جو مسلسل اصلاح، تکمیل کے حائیکے مستحق ہیں۔ اور یہ لوگ کوئی بھی مصلح قوم عمل (یعنی خدایا کریں) اسباب گرہ جو گا کہ
اس کے اس عمل کی قدیم کی حالت کی، اور خدا تو ایسے قانون سے ڈرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔ یہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا
تعمین اور مہم مطالعات قرآنی کے صحیح مفہوم سے بحث میں نکلنا ظاہر ہے کہ الخیرات سے مراد اجتماعی حدود جہدی ہے، اجتماعی عمل ہیں کیونکہ
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت کا۔ نہیں روک رہیں ہو سکتی، اور شایعہ غوغا کی الخیرات کا عمل بھی اسی میں ہر سورہ تقویٰ میں مل
شد و قلد کو مرکز امت گردانے کی بحث کے بعد اتنی ارتداد ہے۔ وَلِكُلِّ دِينٍ فَخْرٌ هُوَ مَوْلَاهَا فَاسْتَبِقُوا الْحِمَامَ أَنْ مَّا كَلَّوْا نَاتِ بَكُمُ
اللَّهُ مَجْنَعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۱۲۸-۱۲۹) اور مسلمانو! تمہیں یاد ہے کہ اس کارگاہ اتحاد و اتفاق میں ہر قوم اور امت اپنے لئے
کوئی نہ کوئی سمت اتحاد تلاش کرتی ہو (وَلِكُلِّ دِينٍ فَخْرٌ) اور ہر قوم وہ لوگ کسی ایک مرکز کو مقرر کر لیتے ہیں تو سب کے سب طعناں اسکی طرف موج ہوتے
ہیں (هُوَ مَوْلَاهَا)، تو اسے مسلمانو! تمہیں اس نیکو پیش نظر فکر قوت افزا اور طاقت افزہ اعمال کی طرف بیک بیک کر پڑو (فَاسْتَبِقُوا الْحِمَامَ)
اور تفرقہ قلد کے شعلہ حومات سب سے اہم اور تہمید ہے یہ کہ تم روئے زمین کے کسی گوشے میں ہو، اور کسی طرح پرکھ رہے ہوئے ہو خدا کو اس کیسے
ممتحن کرنا کر گیا، اور دوسری قوموں کے معاملہ تمہارے مجموعی رشتہ فکار کو قرار کیا، ہمارے یہ کہ خدا ہر شے پر قادر ہے الخیرات کا مفہوم
ہاں براستعداد ظہر میں نہیں ہے کہ اسکے لئے کسی مزید بحث کی ضرورت نہیں۔

العرض ان تمام آیات الہی کے عائر مطالعے کے بعد یہ مستند ہو جاتا ہو کہ الخیرات کی جامع و مانع مہم مطالعہ کا الہی مفہوم بھی حسنات کی طرح وہ
اجتماعی الحامات ہیں جو مسلم حقیقی اقوام عالم کو ان کے شس سل کے صلے میں عطا فرماتا ہو جو اعمال ان اعلاہا لئے کا پیش جہہ ہیں وہ بھی اسد سے قرآن الخیرات
میں داخل ہیں عواہ انکی حوا اجتماعی العام کی صورت میں عامل کی صن جیات میں لے بار لے۔ اسلام کے روئے سب سے ہی اصل جماعت کی بہتری اور تقویت کے
لئے ہی ہے جو عمل اس میں یا میں اطلح یہ ترجمہ جہر ہیں وہ داخل جہر و حساب ہیں، جو ہر دینی قوم کی منت سے کیا میں گیا وہ داخل سہی ظل ہر گر
ہیں۔ اور الہی حدود و حدود سماوی شس عمل کا یہ وہ عالم انگیر طسہ تھا جسکی معج قلم نے قرون اولیٰ کی اسلامی جماعت کے ہر شے میں مطرب عمل اس حد تک
پیدا کر دیا تھا کہ لوگ رسول اور رسول تک ایک امیر اور ایک نظام، ایک جماعت اور ایک مرکز کے ماتحت مرکب اور سب سے ستر ہر مرکز کے لئے ایک استیضہ
انجمنزاد کا مصداق ہیں سمجھتے تھے، اور اس حکم وہ نبوی اور الہی دس دہوں سے تغافل کل چکا ہے، اسکا مطالعہ کی یہ حالت ہو کہ کسی حکم سے کوئی
دیکر، یا شس پر چند مار مار دے کہ انہیں تقویٰ الخیرات کے مصداق اور جہت کے خلد سے شے میں مگر ہر شے مطروں میں لگنے لگی کے اس بہت تہل
کا نتیجہ عالم اسلام کے حق میں یہیست کس ثبات ہوا جو کہ جہاں قرون اولیٰ کے مکار مسلمانوں کو روئے زمین کی مانتا بہت اعلاہا میں ملی تھی وہاں مانتا
مال کے سپر سہر سبج ردوں اور صلح اہل پاکاروں سے ملنے میں جہی جاری ہیں اور دل و سکت سب طرف سے بول بیک کہہ رہی ہو کہ یہی
ہر کر کھائے کو ہیں مانتا فَاغْنِيَنَّوْا يَا وَلِيَّ الْأَعْمَارِ

۵۷ اس آیت کریمہ اور تیسری آیات (۵۷، ۱۱) اور (۱۳۵-۱۳۶) میں فرموا حسنات کے العاطفانے ہیں عوام نے اس سے مراد خدا کے نام پر کون
طور قرص سے دینے کے لئے لیے ہیں ہم نے ترجمے میں ایک حد تک بھی صریح تر قرار رکھی ہے لیکن اگر تامل سے دیکھا جائے تو یہاں یہ بات قابل کی

اور لوگ سونے اور چاندی کے ڈھیر لگائے رکھتے ہیں اور خدا کا نام بلند کر کے خاطر کچھ صرف میں کرتے، انہیں میری طرف سے دردناک سدا کی خوش جبری سدا اور رزق قیامت کو ہی دوں ہم کی لگ میں رکھ کر تیا ئی جائے گی، اور ہر اس سے ان کے ماتھے، ان کی کروٹیں، اور ان کی پیٹھیں داعی جائیں گی، اور ان سے کہا جائے گا کہ رہے جو تم نے اسے لیے جمع کر رکھا تھا تو حق اپنے ڈھیروں کے ڈھیر جمع کر رکھنے کا مزہ چکھو!

کیا مخالفین اسلام کی نظروں میں غلبہ بریں کی یہ ازل فیروشی، اور ادائے قرض کے یہ دل خوش کن وعید، اُس خدا نے غنی کے کامل غنا اور کمال تنعم کے نقیض نہیں ہو سکتے تھے؟ لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الْإِنْبِیِّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ فَعَلْتُ وَفَعَلْتُ مَا قَالُوا وَفَعَلْتُ مَا لَا یَسْبِقُونَ عَزَّ وَجَلَّ وَفَعَلْتُ مَا قَالُوا وَفَعَلْتُ مَا لَا یَسْبِقُونَ عَزَّ وَجَلَّ

کبار و سید البشر اور سرور کائنات کے بارے میں زکوٰۃ و صدقات کے ان نادر اور شکوک انگیز تقاضوں کے باعث، معاندین امت کی طرف سے طمع و حرص ہونے کا گمان نہیں ہو سکتا تھا؛ کیا راہ خدا کی بظاہر بے معنی اصطلاح کی آڑ میں انفاق مال، جرم عشق کا کوئی خدائی تاوان، یا مذہبی کاروبار کا کوئی اتنی محصول تھا جو (العیاذ باللہ) کسی بہت پرست مجاہد کی طرح، خدا کا گودھنی میں یہ ست رسول ہر مسلمان سے وصول کر لیا کرتا تھا؟ اَللّٰهُ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَیَعْلَمُ الصَّادِقَاتِ لَئِنْ اِنَّ اللَّهَ لَخَبِيرٌ بِالْغُیْبِ وَیَعْلَمُ مَا فِیْ سُدُورِ الْغُیْبِ

کیا خدا کی عبودیت کے اعتراف میں قربانی مال کا یہ وجوب و لزوم بنارس کے کسی مندر کے چڑھائے یا نذر و نیاز و تسبیح کی کوئی رسم تھی جو خدا نے پاک نے اسلام میں گد گروں اور مفت خوروں کی امت کو ترقی دینے کی نیت سے وضع کی تھی؟ کیا دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طالب جان و مال خدا و العیاذ باللہ، کسی برہمن کی جبین نیاز کیش کی غضب آلود دیوی، یا متحرا کے قشقہ نما اور زنا رپوش مشرک کا کوئی

۱۔ اللہ نے ان لوگوں کی کد اس میں لی جو وہ تہیں طر کرتے ہیں کہ تمہارا اللہ تو محتاج ہے جو قرض مانگا رہتا ہے اور ہم اللہ میں ہم ان کی گستاخیں کو لکھ رکھیں گے، اور ان کے پیروں کے ماتحت قتل کو بھی بہر حدوں ہائے حبیب کا مباح و حلال سمجھیں گے کہ اس قسم کو یہ دے خدا کا مہر چکھو۔

۲۔ کمال لوگوں کو اس بات کی خبر نہیں کہ اللہ اپنے علموں کی توبہ بھی ہر وقت قبول کر لیتے ہیں تیار ہے اور اس توبہ کی تائید و نصرت میں جبریل کا مال بھی لے لیتا ہے، اور وہ ٹھہری توبہ قبول کرنے والا اللہ ہم مل ہے۔

مہیب دیوتا تھا جو انسانی جان کی خوں چکاں تیرا بنی، اور مال و زر کے ہلاکت آفرین جسٹریوں کے بغیر مطمئن اور سکین نہیں ہو سکتا تھا، اور جسکے نائرہ حرص و غضب کے تنور میں قیامت کے روز مسلمان عاصیوں کی پیشانیاں اور بدن دانغے جلنے کا وعدہ تھا! اور کیا یہ اسلام کے جابر اور قہار ہر حد کا تحکمانہ ظلم و ستم یا محض ایک سبب اور بے نتیجہ دراز دوستی تھی جسکے رو سے وہ جنت کے پیش پا افتادہ وعدے کر کے، مومنوں کے جان و مال پر قابض ہو گیا تھا؟

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِآن لَّهُمُ الْجَنَّةَ قَفِيلًا
فِي سَبْعِينَ لَيْلَةً قُعُودًا وَيُقَالُونَ وَعَدًا عَلَيْهِمْ حَقًّا فِي التَّوْبَةِ وَالْإِخْلَافِ وَالْفَرَارِ
وَمَنْ أَدْرَاكَ نِعْمَتَهُ مِنَ اللَّهِ كَمَا سَلَّمْنَا قَوْلَ الْبَنِي مَا بَعَثْنَا بِهِ وَذَلِكَ هُوَ
الْعَوْدُ الْعَظِيمُ (۹۰، ۱۱۱)

بیتک اللہ سے ایمان والوں سے انکی جانیں اور انکے مال اس عہدے پر خرید لیے گئے تھے کہ انکے لئے جنت و جگہ۔ یہ لوگ اب خدا کے نام کا ڈنکا بجانے کی خاطر دشمنوں کو لڑتے ہیں، ان کو قتل کرتے ہیں اور آپ بھی قتل ہوتے ہیں۔ یہ خدا کا پکا وعدہ ہے جو تورات اور انجیل اور قرآن میں ہر مومن کے ساتھ برابر چلا آیا ہے، اور خدا سے بڑھ کر اپنے قول کا پورا اور کون ہو سکتا ہے۔ تو اسے ایمان والوں اپنے اس سود سے کسی جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے خوشیاں مناؤ، ہمیں تمہاری بڑی کامیابی ہے۔ اس میں تم کو فلاح و ابرین ہے۔

آہ معاذ اللہ نہیں! اس تمام عجیب و غریب لین دین، اور مخیر القبول ترغیب و تحریص سے خدا نے بے نیاز کا مقصد و حید ساکنان عالم کو اپنی ناپیدا مثال ذات کا شہید اور مفتون بنا کر، انکے دلوں میں

۹۰ مؤمنین کی صحیح تعریف، اور الحکمہ کے حقدار بننے کی کامل تشریح اس آیت کریمہ سے واضح ہیں یہی مشہور نقطہ بعد ص ۳۳۱ کی آیت ۳۱۱ اور ۱۵۱، ۱۴۲، ۱۲۰ کی آیت ۱۲۱ (۱۳۱) میں ص ۳۱۱ اگر آج مسلمانوں عالم نے اپنے نفس کو وہ ہو کہ وہ کوئی اور سرطین و ص ۳۱۱ میں تو اس سے قانون مدائن کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی تاہم اس غرض اعتقادی کے بدلے جس الحکمہ ذیل نکلتا ہے، وہ لوگ ہزاروں برس تک پر سبزی اور خوش کن خواب پڑے دیکھا کریں مشہور پوری حال اور سارے مال کے اپنا کر ہے یہ کہ تہذیبی ہی تکلف و روشت کر کے با چند بیسے نارہ طور پر حیرت کر کے ایک کمر سا مالیا مانے۔ عسا کہ بالعموم ہر مسلمان نہایت الترام سے کرتا ہے۔ غومنا فی التوذبہ و الاخیل کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ ان دونوں کتابوں چل کر نے والی عبادہ اقوام بھی صحیح معنوں میں مومن اور حق کی حقدار ہو سکتی ہیں۔

دروید کرنا تھا! اپنی محبت اور اپنے تعلق سے وہ دارائے عالمیان، انسان کے غرض مند اور انعام طلب قلوب میں ایک اولوالامر کا خوف، اور ایک منعم اعلیٰ کا ڈر بٹھلانا چاہتا تھا: **الَالَهُ الْحَقُّ وَالْآخِرَةُ كَلَاءُ اللَّهِ** مَرِثَ الْعَالَمِينَؕ (۵۴۰)۔ وہ ہاشندگان روئے زمین کا ایک حاکم کل اور ایک بادشاہ حقیقی تھے سے لگاؤ پیدا کر کے، اُن کے اعتقادات اور معاملات میں، اُن کے اعمال و افعال میں مشترک عبودیت کا تذیل اور عام نیاز مندی کا عجز و بیکھنا چاہتا تھا، اور پھر اس عجز و نیاز کی حوصلہ افزائش، اور حیات انگیز ترشپ سے چارواںک عالم میں، اس گنبدِ افلاک کے نیچے، توحید کا نغمہ مستطیز اور حقانیت کا ہنگامہ عظیم پیدا کرنا چاہتا تھا!

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کردیاں

مَنْ آتَى نَعْوَى لَوْ لَا تَعُوذُوا أَعْلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْقَضُوا ۖ وَاللَّهُ يَخْلُفُ الْأَمْرَ مِنْ لَدُنْكَ
الْمُؤْمِنِينَ لَا يَعْزُبُ عَنْهُمْ ۝ (۱۶۳)

یہی سابق توحہ لوگ ہیں جو لوگوں کو ہٹا کر تھے ہیں کہ اس لوگوں کی تائید و تقویت میں جو رسولِ خدا کے گرد جمع ہو گئے ہیں اپنا مال۔
صرف کما کر۔ جب روپیہ پیدان لوگوں کے پاس۔ ہو گا تو عاودہ اگر آپ ہی تشریف فرما ہوں گے۔ یہی اکی قوت کا دار ہے۔ آہ بسک
مافقیں ہیں سمجھتے کہ مال اکی قوت اور اختراع کا دار ہیں، امداد کو اکی صوت ہی ہے، کیونکہ چون آسمان کے خزانے ہی کائنات

آہ یہ بھی نہیں! اُس صاحبِ جلال خدا کو جسکی سطوت اور جبروت میں، جسکے حاکمانہ رعب و وقار میں، جسکی طاقت اور حکومت میں، روئے زمین کے تمام انسانوں کی سرکشی اور شقاقی ایک سرِ موفرق نہیں لا سکتی، **وَقَالَ مُوسَى إِنَّ تَكْفَرُوا أَنَا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَتَجِبَ أَجْدَدُ** (۱۱۳)۔ فی الحقیقت یہ منطوق تھا کہ دردِ دل کے اس نائرہ عمل میں، اور مشکلات و محن کی صبرِ آنا مجسم میں، وہ ہر مومن کے قلب کو دنیاوی لہ لوگوں کے تمام کائنات میں، اسی کی پیدا کی ہوئی ہو، اہم کے ذریعے سے سب کچھ ہوتا ہے، یہ اسکا ہی ہے۔ ہر دو گار عالمین و رحمت ہر صاحبِ کرم کے لئے اور ہر مومن کے لئے اسی قوم کے لوگوں سے کما کر تم امداد دینے لوگ روئے زمین ہیں سب کچھ مگر بھی مدد کی، اور ان کی ترقی و ترقی کو خدا ہی پر ہوا ہے۔ وہ سے نیاز ہے اور دنیا ہی سرور اور حمد و بیگ۔

خطرات اور بدنی مصائب کے خوف سے پاک کر کے ان میں صبر و انگیز کا کشور کشا نور اور قوت کی جلا پید کر دے۔
 وَلَمَّا خَصَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَحْيَى الْكَافِرِينَ ۝ (۳۳) وَلَمَّا خَصَّ اللَّهُ مَارِيَّ صُلَيْمًا وَرَكْعَةً وَلَمَّا خَصَّ مَارِيَّ مَوْلًى مَكْرًا وَاللَّهُ
 عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ (۳۴) وہ ہر مسلمان کے دل کو توحید کے مشترک مرکز پر لا کر ان کی جماعت میں
 وحدت و استحکام کا دستور العمل پیدا کرنا چاہتا تھا: وَبَنَى هَبْ عَتَقَكَ رِجْوَالُ الشَّيْطَانِ وَلَمْ يَطْعَمْهُ مَوْلًى مَكْرًا وَبَنَى
 بِهِ الْإِسْلَامَ ۝ (۳۵) وہ اپنی ذات پر کامل ایمان، اور اپنے جاہ و منصب کے سچے خوف سے امت کے ہر فرد
 میں استقلال کا نظم و نسق، اور اتحاد و عمل کا طریق کار دیکھا چاہتا تھا: تَأْيِذًا لِلَّذِينَ آمَنُوا الصِّدْقَ وَاصْبِرُوا
 وَارْتَبُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (۳۶) وہ ایمان کے جرات انگیز و لولوں، اور مقام خدا کے ہمت
 آفرین تذکروں سے اسلام کے متنفذ میں مقابلے کی ناقابل تسخیر روح اور ثبات کا ناقابل شکست

سلسلہ اور تاکہ اللہ ایمان، اللہ کو حاصل بنا دے اور خدا کے وجود میں شک نہ کرے والوں کو مدد دے۔
 اور اس عروہ آئین میں تم کو ہر دوسرے میں یہ مصلحت تھی کہ حد اس ایمان کو جو تمہارے سوسوں کے اندر چھپا ہوا ہے آرائے، اور دیکھ کر اذ
 ہر عیب کے حادیر یعنی رکھنے والا کون ہے، اور تمہارے دلوں کو ڈر اور دوسوسوں، جو ہر مسامحہ خطرات سے پاک صاف کرنے، اور حالے
 رہو کہ حد اس سوسوں کے حالات سے مومودا صبر، صبر تمہارے دلوں میں دوساوس اور خدا کے معلیٰ کو جس میں مسیح ہمارے قدموں کو میں چوم سکتی
 سلسلہ اور خدا یہ چاہتا ہے کہ تائید یعنی کے وصل اور (اور طاع القلوب اترے حیطان کی آلائش (یعنی لعن) کو تم سے دور کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کو
 آپس میں جوڑ کر مضبوط کرے، اور ہر اس اتحاد کے درمیان سے تمہارے پاؤں میدان جنگ میں جمانے رکھے
 سلسلہ اسے ایمان والوں اُن اجتماعی تکالیف کا قہمیں نہیں آئیں سستی سے مقابلہ کر، اور ایک دوسرے کو مدد کرنے کی تلقین کرتے رہو، اور ایک دوسرے
 میں گھبرائے نہ ہو، اور خدا سے ڈرنے رکھو تاکہ جس کے مسائل تم کا یہاں بہ جاؤ

۱۴۲ اس آیت کریمہ میں ایمان، کی نص اہم شقیں متلاوی گئی ہیں۔ گویا مصائب کا مردارہ وار مقابلہ کرنا ایمان ہے، (اصدق) جماعت کے عصا
 کے، میں استقلال کا ماحول پیدا کرنا ایمان ہے، (اصدق) اور سب اہم یہ کہ کامل اور باہمی اتحاد پیدا کرنا بھی ایمان کا جزو اعظم ہے،
 (وَسِرَاطُكَ) جس قوم کے اندر یہ عظیم الشان حاضیتیں موجود ہیں، جسے عظیم کے ایک اہم حکم کو ماں رہی ہے، اور وہی ہے جس کے اُن
 قانون کے بموجب کامیاب ہو رہی ہے (لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ) گویا یہاں یہ بھی 'تَفْلِحُونَ' سے مراد دیار میں طلب ہی ہے، 'آخسر' ہی علاج کا
 یہاں ذکر نہیں۔ دوسری غور طلب بات یہ ہے کہ اس استقلال، مقفی صبر، اور اتحاد کو 'اتقائے خدا پر محمول کیا گیا ہے (وَاتَّقُوا
 اللَّهَ) گویا یہی قوم مقفی ہے جو انصافیت حد سے، اس کے قانون سے، اس کی اہل سزاؤں سے ڈرتی ہے جس میں استقلال ہر ایک
 دوسرے کو مستقل نہانے کی اہلیت ہو، اور متحد رہنے کی صلاحیت موجود ہو۔ فرقہ بند اور ڈیوک قوم حد سے قطعاً اس ڈرتی کو
 وہ اس کی سراسر سے خوف ہو چکی ہے اور اسی لئے متقی، کھلانے کی اہل نہیں۔

۱۴۳ کے یہ معانی بالصراحت دو اور آیتوں سے جو مقدمہ کتاب میں صفحہ ۹۰ و ۹۱ پر گزر چکی ہیں ثابت ہیں کہ کل کے
 مسلمانوں کو اس حدائی حکم کے سے عزت پہننی چاہیے۔

جذبہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ یَاٰثُمَّاَ الدِّیْنِ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمْ فَوْقَہُ کَانَ مَوْتًا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ کَیۡدًا الْعَکْفَرُ لَعَلَّہُمْ یَحْشُرُوْنَ

(۴۵) وہ اپنی لاشریک اطاعت اور بے ریا عبادت کے آلہ عمل سے مسلمانوں کے ارادوں میں قوت، حوصلوں میں افزائش، نیتوں میں صداقت، اور پائے عمل میں ثبات دیکھنے کا متمنی تھا۔ وہ اسلام کی دنیاوی شوکت و احتشام اور مادی ارتقا و عروج کو روحانیت کے بے لمان ہتھیاروں، اور اخلاق کی اٹل قوتوں سے حاصل کرنا چاہتا تھا، اور امت کے اس اجتماعی اور انتظامی غلبے کو بہرینگی ایمان کا واحد منہ تھائے نظر، اسکی فلاح و نجات کا اٹل ضابطہ عمل، اُسکے تقویٰ اور عبادت کا صحیح معیار، اُسکے کفر و شرک کی سچی محک، اسکی جزا و سزا کا قطعی مدار قرار دیتا تھا!

سَمِعْتُ اللّٰهَ الدِّیْنِ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الَّذِیۡ فِی الْحَیۡوَةِ الدِّیْنِ اَوَّلِ الْاَحْیٰۃِ وَفِی الْاٰخِرَةِ وَفِی الْاَوَّلِ
اللّٰهُ الظَّالِمِیۡنَ وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ (۱۳۲ ۱۳۱)

اللہ امان والوں کو اپنے پتے قول کے ساتھ اس دنیا کی زندگی میں خوب جاکر رکھتا ہے اور آخرت میں بھی اُنکو خوب جاکر رہیگا۔ لیکن کچھ ایمانداروں اور بے دلوں کو جو اُسکے احکام کی متابعت ہنس کرتے وہ غفلت و امن کی راہ سے ڈگمگادیتا ہے، اور خدا تو وہی کچھ کرتا ہے جو مناسب سمجھتا ہے

سَلٰہ اے ایمان والو! جب تم کسی فرح کے بالمقابل تم نصف آنا ہو عاؤ تو تابہ قدم رکھو، اور اسوقت خدا کا وہیاں اور بھی زیادہ دل میں رکھو تاکہ تمہارے حوصلے ٹریں، اور بالآخر تم و تمس کے بالمقابل کامیاب ہو جاؤ۔

۱۴۳ ہیاں ایمان کو ہر دشمن کے بالمقابل تابہ قدم رہے پر محمول کیا گیا ہے۔ "وَاذْكُرُوا اللّٰهَ کَیۡدًا" کا مقصود یہ ہے کہ جب تم دشمن کے بالمقابل ڈٹ کر کھڑے ہو عاؤ تو اُس حاکم اعلیٰ کا خیال دلیں لاؤ جس کی ماتحتی میں تم ٹر رہے ہو۔ ہر طرح ہر پہاڑی کو ایسے سید سالار کی یاد، اُسکے انعاموں کی یاد، اُسکی سزاؤں کی یاد مدلل جنگ میں اور بھی مستعد کر دیتی ہے اسی طرح تم بھی مالک زمیں و آسمان کی یاد کر کے اپنی ہمتوں کو بڑھاؤ تاکہ تم دشمن پہنچ یاد (لَعَلَّہُمْ یَفْخَرُوْنَ) گویا ہیاں بھی دیکھو اُسے مرد نادانی نسخ سے، اُردوی علاج مراد ہیں۔ افسہ "وَاذْكُرُوا" گیت تو اُسے مقصود یہ ہے کہ گھر بیٹھے سبھیوں پر خدا کا نام بڑھانے رہو تاکہ قامت کے دل فلاح پاؤ جیسا کہ بعض مادیوں نے ہچکرات الہی کو بے ربط اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور حَلَّوْا الْقُرْآنَ عَجِلْیٰ (۱۵۱ ۱۵۰) صفحہ ۴۴ کے مصداق بن گئے ہیں۔

۱۴۴ جو عیب و عریب تاویلیں شاہیں قرآن نے اس آیت شریعہ کے مطالب میں اپنے پاس سے ہمالی ہیں کائنات کے جو کچھ تشریح و تفسیر سے قول مات کو کوئی اہم علم، اُردی کر لیا ہے سیرانک رانی سا ایمان، لانا فرض قرار دیا ہے، اصولوں نے عالم اسلام کی موجودہ نزولن عالی، اور خدا کے اس اٹل وعدے میں اختلاف دیکھ کر شک و شبہ کے معنی روحانی تابہ قدمی سے پائیے ہیں، جو جو دھیر لیکر ایمان کی اُن کڑی ست و طوں سے جاکر ہیاں ہوئیں ظاہر ہے کہ جس قوم میں وہ حقائق موجود ہوں اُنکالیں دنیا میں حکم کر رہا، مصطفیٰ اور قوت سے سر کرنا، علی الرغم خدا غالب کر رہا اٹل ہے یہی حقیقت ہے اس لیے کہ یہی جہاں کر دی گئی ہے، اور خدا کا یہ ہے کہ صاحب امان قوم کا اس دنیا میں ممکن اور اختلاف فی الاصل قطع کر دے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ
وَأَعْرِضُوا عَنْ جَهَنَّمَ إِنَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَرَوْنَهَا وَإِذْ كُنْتُمْ عَلَىٰ كُرْسِيِّ اللَّهِ عَلَيْهِ كُفْرًا كُنتُمْ
أَعْدَاءُ قَالَتْ بَنِي قُلُوبِكُمْ فَأَصْحَبْتُمْ بِمَعْمِيَةِ إِخْوَانًا، وَكُنتُمْ عَلَىٰ شِقَاقِ حَقِّهِ
فَمِنَ الْمُنَادِينَ كُفْرًا قَتَلْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ إِنَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ۝

(ترجمہ تحت المثل صفحہ ۱۴۳) اور آخرت میں بھی اسی کا نول والا ہے۔ گویا اس آیت امر ۱۰: اَتَمُّوْا اَلْعَلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ مِیْنَہُ كَا صِلُوْا ایک ہی ہے جو صبح، پھر گھر چکی ہے۔

”روحانی تائید“ جس کا ذکر آج کل کے مسلمان اس تندہ سے کرتے ہیں کہ پادریوں اور یہی معنی سی ماہ و سُنَّیْت کا لفظ قرآن کریم میں جہاں کہیں آتا ہے اسی مذہبی نکتہ اور مذہبی استقلال کے لئے آتا ہے۔ دو مثالیں اسل کتاب میں اسی اُچھی گند چکی ہیں اسی سُنَّیْت بِہُ اَلَا قَدْ اَمَرْنَا ۱۱: اور اَلَا اَلْقِیْمُ مَرُوفُہُ قَا نَسْتُوْا ۱۲:۔ دو اور مثالیں گرو جاتی ہیں۔ سورۃ النحل میں ہے:

لَا تُخَيِّرُكَ اِلٰی الْمَلَائِكَةِ اِنِّیْ مَعَكُمْ فَتُكَيِّدُوْنَ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا سَأَلْنٰہِ فِیْ قُلُوْبِ اَلَّذِیْنَ لَعَنُوْا اَلْعَنَافَ
قَا صِرْنَا قُوْفًا اَلَا عَنَافٍ وَاَصْرُنَا وَاَصْرُكُمْ کُلٌّ ہٰذَا ۱۳: (۱۳:۱۰)

اسے مختصراً یہ دو وقت نہا کہ تمہارا پروردگار تمہارا سب سے بالا اور عظیم خدا ملا کہ کی وجہ کو حکم دے رہا تھا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں تو تم اپناں والوں کے پاؤں پہن مل جلک میں مجھ سے رکھو، اُن کے حوصلوں کو وہ چھو کر دو، اُن کے استقلال کو اور بھی مضبوط کر دو، ہم عربی سرکریں کے دلوں میں اسی ٹھنی ہر مسلمانوں کی دہشت ڈال دیگے، تو امداد کی گروہوں پر کہ حدیث پر جانیں، اور لگاؤ کی پور پور رکھیں گے تاکہ قوت عانیں۔

مَلَائِكَةُ کی مابیت سے یہاں پرکت ہیں لیکن ظاہر ہے کہ قَسَمُوا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مقصود اسی مطلب اور نکتہ ہی ہے روحانی استقلال کا پیکر کر سب سے ہی الفاظ قریب قریب نہایت آہستہ میں استعمال ہونے ہیں دوسرے موقع سورہ کل میں ہے

قُلْ سَرَّ لَہُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّکَ بِالْحَقِّ لَبِیْطَمَتِ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهٰذَا وَفَاہُی لِلْمُتَّقِیْنَ ۱۶: (۱۶:۱۱)

اسے مختصراً اتم علی الاعمال کہہ دو کہ اس قرآن عظیم کو روح القدس میرے پروردگار کے ہاں سے لکھا جیسے اُترتا ہے کہ جو لوگ اُن کے احکام پر ایمان لائے ہیں اُن کو اس دیباچہ مصدق سے، اور حاکم رکھ اور تاکہ۔ قائلین تسلیم کرے والوں، جو صبح راہِ عمل دکھائے

(وہاڈی)، اور اُن کو جماعتی سلامی اور خطہ اس کی سارے سے (قَسَمُوا)

”روح القدس“ کی حقیقت سے یہاں پرکت ہیں صبح نہ کے تحت اہل حق میں تعبیر اس خدا کی بشارت کی دعوت و فتح کر دی گئی ہے اس آیت کریمہ ظاہر ہے کہ یہاں بھی لَبِیْطَمَتِ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے الفاظ سے دبیادی ثبوت اور استقلال ہی مراد ہے۔ ”روحانی تائید“ قدیمی کی ترجمہ بھی کتنا مسکرتوں کے لئے کچھ معنی نہیں رکھتا۔ وہاڈی جو شمالی کال لالچ ہی جاتے ہے جو ہر مخالف کو ماسے پر مجبور کر سکتا ہے۔

”قول تائب“ کے الفاظ جو زیر بحث آیت میں آئے ہیں، اُن سے مراد وعدہ خدا کی کوٹھن ہی ہے اور کچھ نہیں۔ صحت اس آیت سے نصیب کے معانی بھی صاف ہو گئے کہ یہ سُنَّیْت کی حد کے طور پر ہے۔ گویا اس دنیا کی زندگی میں مصبوطی اور نکتہ سے نہ رہتا ہی ضلال ہی۔ ظاہرین کا لفظ ہر جہاں استعمال ہوا ہے اس سے پیشتر صفحہ ۱۳ کے متن کی تائید (۱۳: ۱۲) میں مواخا سا پھر بھی ظاہر ہے مراد کچھ یہاں دوسرے ہی میں کہہ دو کہ جو لوگ اسے ایمان کی کمی کی وجہ سے دشمن سے شکست کھا جائیں وہ فی الحقیقت ایسی جانوں پر آپ ظلم کر رہے ہیں آج ظلم کی قرآنی مصلحت کے معانی باطل مل چکے ہیں لیکن آئندہ جملہ اس میں وقتاً فوقتاً کے مختلف مضمون بیان کر دیئے جائیں گے مقدمہ کتاب میں حکایت، قوم کے متعلق قرآنی حاکمیتیں کیا گناہ اور وہ بہتکار ظالم قوم جماعتی ہاں لکھی ہے (وہ صفحہ ۱۲: ۱۲) (۱۲: ۱۲) (۱۲: ۱۲) گویا نصیب اور غلبہ کا لفظ ظاہر ہے۔

دعا کے معنی بھی ہرے مناسب سمجھنا چاہئے ہیں لیکن اس کا حوت فلسفہ عمل (رعائت نسری جلد) میں آئے گا۔

وَلَسَكُنْ مِنْكُمْ آتَمَةٌ تَأْمُرُ بِالْغَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَهْتَمُونَ عَلَى الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَفَرُوا وَإِذَا مُحِلُّوا مِنْهُ تَبَدَّلُوا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَتَاعٌ فِيهِمْ وَلَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ عَنِ الْمُنْكَرِ لَأَكْثَرُهُمْ عَذَابًا عَظِيمًا ۝ (۱۱-۱۲)

اے ایمان والو! مقامِ خدا سے ڈرتے رہا کرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اُنکے احکام کے آگے ہر دم تسلیم خم رکھو، اور ہر تے دم تک سزا یا تسلیم ہے رجوہ اور سب ایک دوسرے کے عمل کی انتہائی رشتی کو معصوم نہ کہتے رہو اور سزا سزا ہو جائے اور اللہ کا وہ احسان یا ذکر حسبِ تمنا سے دونوں میں ایک دوسرے کے برخلاف عداوتیں اور کینے ہرے پڑے تھے، یہ خدا کو اپنا سخا آقا کے ماعب اس نے تمہارے دل آپس میں جوڑ دیئے، یہ تمہاری اس اہمیت کے باعث بھائی بھائی بن گئے۔ تم اس سے پہلے اس قدر کھڑے تھے کہ گویا آگ کے گڑھے کے کنارے جا گئے تھے، ہر اس تم کو اس سے بچایا اس طرح خدا اپنے احکام تم سے کہول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہِ راست پر آ جاؤ۔ اور تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیئے جو صرف اسی اتحاد و الحقیقت کی دعوت سے، اسی عظم القدر نیکی را المعروف کی تلقین یا تخصیص کرتا رہے، اور تقریر کی مکروہات (المنکر) سے مار رکھتا رہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم اس دنیا میں کامیاب کریں گے۔ اور دیکھو ہم کھینچتے دیتے ہیں کہاں جیسے اس جا جاو ایک دوسرے سے بچھڑ گئے، اور جنہوں سے خدا کے کھلے کھلے احکام آتے تھے بھی آپس میں فتنہ آ رہا اور اختلاف قائم کیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم دردناک عذاب دیں گے۔

کیفیت اتقا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

(ایک دوسرے کو اس حال کی تعلیم کہ وہ ایمان لے کر ایک کاروبار سے متوجہ ہو کر کامیاب ہوں)

جامع اقلوب خدا کی نظروں میں ایک مبنی ایمان کا صحیح تقویٰ اسی کا اصل مصاحت اور

ہم ان آیات قرآنی کے مطالب نہایت قابلِ محض ہیں۔ اصل کتاب میں مساق کلام کو پیش نظر رکھ کر ایک مربوط ترجمہ کر دیا گیا ہے مگر ہر ایک نامہ خاص طور پر لائقِ ذکر ہیں جو ہاں بیان کر دی جاتی ہیں۔

اولاً۔ اعداء معہل اللہ، اور جامع کے کامل اتحاد کو ہر قسم کی طرح معنی باز اٹھانے خدا پر محمول کیا گیا ہے۔ یہی مثالیں صفحہ ۴۹، ۵۰

اشحاد (لَا تَقْرَءُوا آيَاتَ الْكِتَابِ حَتَّى يُؤْذَرَ الْكُفْرُ عَنْ أَفْئِدَتِكُمْ وَتَعْلَمُوا مَوَاقِعَ الْبَغْيِ) اور یہی قیسی علاج
 رَؤُوسَ الْكُفْرِ هُمْ الْمَقْلُوعُونَ (۳۳) تھی جسکا حاصل کرنا ہر مسلمان کا منہاں سعى اور مقصد حیات ہو سکتا تھا۔
 خدائے بزرگ کی صحیح معنوں میں عبادت (غلامی) اور اس کے جاہ و منصب کے سچے خوف (تقویٰ) کا صحیح پیش نما
 یہی ہو سکتا تھا (لَا تَقْرَءُوا آيَاتَ الْكِتَابِ حَتَّى يُؤْذَرَ الْكُفْرُ عَنْ أَفْئِدَتِكُمْ وَتَعْلَمُوا مَوَاقِعَ الْبَغْيِ) (۳۳) کہ ایک مقتدر حاکم کے کئی ملازموں کی مانند، اس کے بندوں میں
 تالیف قلوب کے جذبات، اور اخوت و مساوات کے اصول قائم ہو جائیں (وَالْعَالَمِينَ قُلُوبُهُمْ قَدْ خَسَفَتْ بِمِعْمَرِهِ)

(بیرتحت اہل صوفیہ ۱۴، ۱۵، ۱۶ پر گزرتی ہیں) گو کسی قوم کا ملاحع قانون خدا (خبر اللہ) کو مصروف پڑے رکھنا اور آپس میں فرقہ بند نہ
 بننا ہی تقاضائے خدا ہے۔ وہی قوم فی الحقیقت شدید العقاب خدا کی آٹل سرخوں سے ڈلتی ہے، وہی انکی عالی مقامی اور طاقت اقام سے
 حورہ ہے جو آپس میں اختلاف پیدا کر کے اپنے آپ کو کھو رہیں کرتی۔ کیونکہ فرقہ بندی کا اثر تیسرے فکست رحمت ہوا میر قانون استعدا عالم را
 ہے کہ اسکا اطلاق ہر جا اور ہر وقت ہو رہا ہے، کوئی آیت مانگہ اس جتنے سے متشی ہیں، ہو سکا حد تک ایک حکم اعلیٰ کا رد میں اس رہا ہے
 رحمت کے اور آپس میں لڑتے رہیں گئے۔ جب تک کئی غلام ایک مقتدر آقا کی غلامی (عبادت) کریں گے اس آٹل ایک دوسرے کے بالمقابل
 صاف آرا ہوا محال ہے

ثانیاً۔ اختلاف قلوب کو ہمت دے گا گیا ہے اور اَلْفَ نَفْسٍ فَتَرَى كَيْفَ يُفْزَعُ الْعِبَادُ سَابِغَاتِ قَالِ عَوْرِيں اگر یہ مادی الطرف اس محلے کے معنی ہی
 ہیں کہ عدائے تمہارے دلوں کے درمیان الفت کی راہ و رسم پیدا کر دی، لیکن اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو اس اختلاف کا دافع ہوا خدا کا کوئی
 عیب، اشتدادی یا تقدیری فعل۔ تماشہ کل کے مسلمان سبایت میں وہی سے اعتقاد رکھتے ہیں اور ملا سبایت میں اس کے ہر واقع ہر کے منظر رہتے ہیں
 لکہ مقصود یہ ہے کہ اس ایک خدا کی عبودیت ہی تمہارے اتحاد کا باعث ہوئی۔ تم سے اسکو صحیح معنوں میں آقا و حاکم علی مان لیا
 اور ہر اس کے سچے خوف و اتقا کے باعث تمہارے دل آپس میں جڑ گئے گویا اکابر کا واقع ہوا ایک مسبب بالاسباب فعل تہا جس کا
 بالواسطہ محرک خدائے عظیم کا صحیح معنوں میں ڈرتا۔

ثالثاً۔ باہمی تعریف اور اختلاف کو علی سَفَاخْتَرِ قَوْلِ النَّارِ کہ لگتا ہے یہی اس قوم میں ناہمی عداوتیں اور کبھی رد و ما میں وہ جہنم
 کا بے رکھری ہے۔ یہاں فرقہ آرائی کو النَّار سے تعبیر کرنا اس میں سنی چیز ہے۔ گویا اجتماعی منصب اور عدم اتحادی دینا کا سب سے بڑا قسم ہے جس
 خوش اعتماد مسلمانوں نے قرآن کے لفظ النَّار کو فالعہ آمروی جنم سہا ہے اس کے لئے یہ الفاظ سبابت غور طلب ہیں لیکن ان آیات میں
 سے زیادہ غور طلب آیت اَنَّهُ وَلَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ (۱۳) ہے جو بات لائق دریافت ہے یہ ہے کہ دعویٰ الی الحیدر، احرار المعروف، اور
 نہیں اس لئے کہ صحیح معنوں میں کیا ہے، اور وہ کاتے ہی جسکی تبلیغ و عقیدے کے لئے ایک جماعت قائم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اولیٰ ساتاں بھی ہر صراط کو
 اس میں ہر پہلو سجادیتا ہے کہ الحیدر، المعروف، کا صحیح معنوں میں اس آیت میں اسلحہ و اتحاد اور صرف اتحاد ہی ہے، اور اسی لفظ نظر سے ان
 الفاظ پر آل تخصیصی واقع ہوا ہے، اور چونکہ پیشتر اور بعد کی آیات میں اختلاف کی حویاں اور اختلاف کی بڑیاں ظاہر کیں گئی ہیں اور یہ آیت ان کے دینا
 گہری ہوئی ہے اس لئے حدیث عظیم نے عالم اسلام کے لئے ایک ایسی جماعت مانے کا حکم دیا ہے جو سب امت کو اتحاد کی دعوت ماحیصین دیتی ہے
 اور انکو تعریف کی کمادات (المتکبر) سے مدد دے۔ اس طرح نظر کے مساوا اس سے کم دیتیں مثلاً اس آیت کا اور کچھ مطلب ہیں۔ کلام الہی کو
 مربوط اور مدلل تقابن کر نیوالوں کیلئے اس کے سوا کسی اور نتیجے پر پہنچنا ممکن نہیں۔

مسلمانان عالم اور شارحین قرآن سے اس آیت کا مفہوم قطعاً غلط سمجھا ہے، اور الحیدر و المعروف کے معنی عام کو کے عالم اسلام کو ایک

اخوات (۲۳) وہ سب کے سب یکجان و یک زبان ہو کر اُنکی حکومت کے ہر آن شاہد، اور اُنکی بارگاہ عاتق سے
 بہر حال مرعوب رہیں؛ وَلَیْسَ لَیْسَ نُوْنُ مَا لَوَاؤَ قُلُوْبُهُمْ وَحَلَّ اَنْهَضَ اِلَیْ دَرَبِهِمْ رَا حُجُوْنٌ (۲۳) ۱۔ وہ اللہ کو ہر وقت
 اپنے ذاتی مناقشات میں حاصر و ناظر، اور ہر حالت میں نگران اعمال بنیں کر کے؛ اُسکے رُعب و قار کا احترام
 اور احکام کا پاس کرتے رہیں؛ اَلْوَسْرَانِ اللّٰهُ نَعْلَمُ مَا فِی السَّمْوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ فَاَنْتُمْ مِّنْ خَعُوْیْ فَلَعَلَّکُمْ لَا تَهْتٰ

۱۔ حد سے ڈرے لے لو لوگ میں و ما۔ خود اُنکے کہ جو کہ اُن کے پاس ہے اعلا سے کلمۃ الحق میں صرف کر دیتے ہیں، مگر اُنکے دل اللہ سے ہلتے رہتے
 ہیں کہ اُنہوں نے اُنکے دل کے حصوں میں جا رہی ہے لے کثرت، ما ہے (اور ممکن ہے کہ حسبِ حد کا حق ادا نہ دیا ہو)

(نقیۃ نخب لہجہ ص ۱۴۶) اور پہل، ما معلوم اور ما محدود رہتے رہنے میں مطالب کی اس عام امر القری میں حاکمہ ترح یہ حالت ہو گئی جو کہ ہادی
 جماعت کے ہر فرد ہر گروہ، امر بالمعروف، اور نہی عن المنکر، کے ظاہری اذکار کی آڑ میں ہر طرف جیسے بے غلو، حد کو دیکھ دے رہے ہیں،
 اور کسی عمل میں سادہ ہونے کے باعث ایک دوسرے کے معاملہ صاف آرا ہو کر اسلام کی رہی سہی قوت کے اندر بھی منتشر کر رہے ہیں ہر گروہ اپنے
 آپ کو داعی الی الخیر کا خطاب دیکر جماعت میں تفریق، استباب یہ اگر رہا ہے۔ سب سے پہلی اسی ہمد، دہری اور صد کے باعث متعلقہ رہیں
 یہ رہا کہ گروہ تکمیل سے جا رہے ہیں، اور اسے دعو میں حد کے ایک اہم حکم کی تعمیل کر رہے ہیں، جو حیرت انگیز سرستہ سدماں میں گروہوں کی تحالف
 اور مسائل قسملہ و قسملہ سے پیدا ہو رہی ہیں سب سے خود حد و عظم کے مقصد اسلام و اتحاد اور اس آیت کے سدماں کے نظر کا مائل کر رہی ہیں۔
 ۱۔ اختصاص حمل التذہب، اور اسلاف قلوب، اور احسانت، ۲۔ امر بالمعروف، اور نہی عن المنکر سے مطلوب تھی کہ قلم مٹ رہی ہے مرکوزہ ہی
 اسی نواں سکتے میرا زار مٹیا ہے اور حتی الوسع چہرہ رانی اور تقاطعی سے کام لیکر نہ دعو، اُمت کے گاہکوں کو ایسی طرف کھینچ رہا ہے

اگر سطر ترقی اس آیت سے نہ کہ معمولی کطرف دیکھا جائے تو ہماں ہو جائے کہ رت کوں و سکاں تعالیٰ نے تمام عالم اسلام کلمے ضر
 ایک گروہ اور ایک جماعت ہی کو دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف کے لیے تحریر کیا ہے۔ دس میں متعلق گروہوں کو جو دلائل و کلمات
 اُمت کے الفاظ سے ظاہر ہے پس لامحالہ یہ سب کلمے کہ لے عالم آرا، ایسے یکجا اور متحد گروہ کا مقصد بھی ہی ہو سکتا ہے کہ مائے مختلف
 ملک کے مسلمانوں کے پاس اتحاد قائم رکھے، اُن کو اختصاص حد کی دعوت دے، اُن کے احکامات کو وقتاً فوقتاً دہر کر رہا ہے، ان میں تہذیب
 نہ پیدا ہوئے، سب نیا نئے اسلام کو جزا ایک مقصد و جہد، ایک مطیع مطر اور ایک راہ عمل کی طرف اپنا گروہ خود کی تہذیب نظام کے تحت
 کام کر رہا ہو، تمام مسلمانوں کو صحیح معنوں میں قائم مقام ہو ایسا گروہ تاہم ہے کہ دراصل سے قطع نظر مسلمانوں سے اُنہیں میں بنایا اور
 اسی لیے میرا تھیں ہے کہ اُمت موجود اس آیت کے لیے کے حدائی مطالب کی تعمیل کرنے سے جتنا تاہم رہی ہے

اس گروہ کے متعلق، وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کا ارتداد ہے۔ علاج کے معانی قرآن کریم میں دواوی کا مرانی کے ہی میں حسا کہ کئی ایک مثالوں
 سے جو پیش رو گئیں ظاہر ہے۔ جو ماہر ماہر ہے کہ یہی وہ گروہ ہے جو علاج طاریں حاصل کرے گا اور اُنہیں کو صحیح معنوں میں قوت دیکھا۔ آگے چلکر
 وہ بند اُمت کے لیے، وَ اُولٰٓئِکَ لَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ، کہا گیا ہے۔ گویا یہ عذاب بھی دنیاوی ہی ہے جو ہر اختلاف و رد اُمت کو دماں میں ملتا ہو
 'اُولٰٓئِکَ' کا تکرار بھی لامحالہ یہ ظاہر کر رہا ہے کہ دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف، کا معہوم دنا نئے اسلام کو ایک مقصد و متناہر قائم و متحدہ کہ سبھی
 اور وہ پشیماد و موسوی قوت اور ممکن ہے اُنکے ماسوا متناہر ہیں۔

لیکن اس تمام جارجی استدلال سے صرف نظر کر کے قرآن حکم کے الفاظ میں دلی عور و کرمی اس نتیجے کی طرف راغب کرتا ہے کہ 'الْخَيْرُ
 الْمَعْرُوفُ' اور الْمُنْکَرُ کے اتنی مطلب ہی میں حواہد ہماں ہوئے۔ 'الْخَيْرُ' کے صحیح معہوم کے متعلق ایک مختصر بحث اسی ہی صفحہ ۱۴۷ کے

اس ادب اور لحاظ سے دلوں کے نبض اور سینوں کے حسد کا لکڑیا ہند گرتی اور متفق ہو جاتیں؛ وہ دانائے نہان و آشکارا کی مجتہدانہ دانش اور متفقدانہ بہنش کا کامل یقین کر کے، دلوں کی تہ کے سرائے رخسار کو آلائش گناہ سے قطعاً پاک صاف کر دیں مخلص اور عقیدتمند خواجہ تاشوں کا اپنے آقا سے حقیقی سے یہ وہ معتز فائدہ خوف، اور وہ غیر متزلزل اتفاق تھا جس نے ہر نگاہاں مصیبت کے وقت

(نقیضت لہتن صفحہ ۱۴۸) سمجھ چکی عرض ماییت یہ ہے کہ طلاق صلیح معانی کے ساتھ اور بعد و گے ماد کے طے مائے (مطلقاً بالمعروف) اور صحیح دویہ ہے کہ مصالحت سے چلے والے اشخاص ہمہ مدار تو ایک طرح کا حق ہے؛ کیہ آگے چکر مطلقہ عورتوں کے بارے میں بھی اسی طبع کا حکم ہے وَلَیْمَ طَلَّقَ مَكَارًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَوَقُّفِ (۲۰۲۱) یعنی مطلقہ عورتوں کے لئے بھی کچھ۔ کچھ مدارہ بطور احسان یا یادگار ہونا چاہیے تاکہ وراثتیں صلیح معانی کے ساتھ ایک دوسرے سے ملا ہوں، اور عداسے صحیح معنوں میں ڈرے طالوں کے لئے تو یہ معمولی سی رہداری بطور ایک درس کے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص صحیح معنوں میں متقی ہے اسکا عداسے بطور دیا میں ہمیشہ ہی رہتا ہے کہ انتہائی معاملات میں بھی کم سے کم مساویہ ہو۔ طلاق وہ مکروہ شے ہے جو دو طرفوں کے درمیان ایک مائل رعاشت اتفاق کا باعث ہوتی ہے اگر اسکا واقعہ ہوا ہو تو ضروری ہو گیا ہے تو ایک صلیح پسند آدمی ہر درس سے کہ اس عورت کو جس کے ساتھ اس نے اتنی مدت محبت کی ہے ایک معتد بہ رقم طبعہ ملانے کے پیش کرے تاکہ محالیت کے ہدایت انتہا تک نہ پہنچے بائیں اور بائیں تعلقات کے سقوط ہونے پر نہ یقین ایک دوسرے کو کم از کم جس نہ سمجھیں اور اسلامی حاکم کے اندر شکست انگیز تفرق پیدا ہو۔

اسمہ اور کم عقل یتیموں کے سرپرستوں کو سورہ سار میں ہدایت دی وَفَوَّلُوا لَهُمْ قُلُوبًا مَّغْرُومًا (۲۰۲۵) یعنی ان کے ساتھ صلیح معانی سے متاثر کردہ محتاج سرپرست کے بارے میں ہے وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيُنْكِلْ بِالْمَعْرُوفِ (۲۰۲۶) یعنی اگر سرپرست کم مقصد ہو تو اس یتیم کے مال میں سے فقیر مناسب (بالمعروف) اپنے گدارے کے لئے لے۔ یہاں فقیر مناسب مراد یہ ہے کہ ایسی اس یتیم کی طرف سے صلیح معانی اور مصالحت کا حال ہو، اسکو تباہ کرے اور کٹنے کی نیت نہ ہو، انکے بارے میں عدالت اور محلف کے عدالت مجسروں نہ ہوں۔ یتیموں کے ساتھ سلوک کے بارے میں ہے وَخَافِرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ (۲۰۲۷) یعنی انکے ساتھ جس سلوک سے رعبوت لوٹیں اس سے بچ کر بیکے متعلق دی وَتَوَقُّوا أَوْلَادَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ مَخْضَعًا عَلَيْهِمْ سُلُوبًا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ إِذْنًا (۲۰۲۸) یعنی ان کو انکی اس مستقل مصالحت کے عوض میں انکے ہر مصالحتہ طور پر بالمعروف) اور اگر وہ نہیں ستا دیے کہ وہ گہر لہو میں سر کریں، نہ کاری ان کی عوض ہو، اور نہ پرستیدہ طہرے یا رکس۔ یہاں، المعروف سے مقصود حق ہر کا اس مقدار میں اور اگر اسے کہ وراثتیں میں رہا مسدیدی پیدا ہو جائے، گو یا مہارے بطور ہی اتحاد ہے۔ سورہ سار میں مسافقین اسلام کے بارے میں ہے كَذِبْنِي كَذِبًا قَتَلْتُمْ نَفْسِي فَتَحَوُّنَهَا لِي فَتَنِي اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (۱۱۳۷) ان لوگوں کی اکثر سرگوستیوں اور مصد ریتہ دواہیوں میں تمہارے (حق) یا صلیح و صلیح کی صورت (خیر) سائے کا تو نام ہیں، ان کا دار و مدار ہی عاق پر ہے، اللہ وہ شخص اس سے سنتے ہی جس نے اصول کو بظاہر مال کرنے کی ترغیب دی (أَفَرَأَيْتُمْ قُلُوبًا) مصالحت کا کوئی عیون قائم کیا (أو مَعْرُوفًا) یا لوگوں کے درمیان میل مایہ کا رخ بویا یہاں صاف معروف سے مقصود اتحاد و مصالحت تفرق اور عاق کے ہے جو منافقوں کی مصلی مامت ہو کرتی ہے سورہ قمر میں اسی مافقوں کی ترغیب میں ہے. الْمُتَوَقُّونَ وَالْمُتَوَقُّونَ لِقَائِهِمْ قَبْلَ نَعْيِهِمْ كَذِبْنِي كَذِبًا قَتَلْتُمْ نَفْسِي فَتَحَوُّنَهَا لِي فَتَنِي اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (۱۱۳۷) یعنی عاق ڈالنے والے مواد عاق ڈالنے والے والی عورتیں سب ایک ہی تسلی کے تحت ہیں، لوگوں کو عاق (المشکر) کی ترغیب دیتے ہیں، اور مصالحت اور اتحاد (المعروف) سے مار کھتے ہیں، اور یہی نہیں بلکہ انکار مال کے

مومنوں کے صبر میں استقامت، اور اتحاد میں استواری سید کردی تھی۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَ
صَابِرُوا وَرَابِطُوا۔ وَلَقَدْ يَمَنُّ اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ (۱۹۹)۔ یہی وہ بہیت انگیز ذکر، اور ارتعاش آفریں یاد خدا
تھی جو تیروں اور تلواروں کی بارش میں بھی پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دیتی تھی یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاغْلُظْ وَلَا تَدْرِكُوا اللَّهَ كَذِبًا تَعْلَمُونَ (۲۰۰)۔ اسی باجمی ولایت اور اتقا کا لازمی نتیجہ
فلاح دین اور غلبہ اسلام تھا؛ وَمَنْ يَمُنَّ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ (۲۰۱)۔

۱۵۔ یکم نومبر ۱۳۲۲ھ ویکو نومبر ۱۳۲۳ھ اور حوالہ کا دوست احمد رسول کا معائنہ سارا، اور جس نے اس کے والدین کے ساتھ اتحاد قائم کیا، وہ اللہ
کے گروہ میں سے ہے۔ اور اللہ کا گروہ ہی تو غالب گروہ ہے۔

(نقیہ تحت اہل صفحہ ۱۳۹) موقع پر اسی شخصیاں پہنچ جیتے ہیں۔ یہاں پہلی دفعہ المُنْكَرُ کا لفظ آیا ہے احمد صاحب لفظ طور خود دیکھ سکتا ہے
کہ المَعْرُوفُ، اور المُنْكَرُ، کا متنازعے لفظ اس آکریمہ میں نصیب دہی ہے حوایات زیر بحث بھی (۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰) صفحہ ۱۳۸ میں ہم نے
طاہر کیا ہے۔ اس نقطہ نظر کی تصدیق حیرت انگیز طور پر آئندہ آیتوں سے ہوتی ہے جو مومنوں کی تعریف میں آئی ہیں؛ وَالْمُؤْمِنُونَ وَ
الْمُؤْمِنَاتُ نَعَمٌ أُولَئِكَ تَحْمَدُ تَامِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَكَهْفُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَنُفُوسُهُمْ فِي الْحَقِّ وَرَبُّهُمْ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ (۱۰۹)، اور یہاں لانے والے مرد اور یہاں لانے والی عورتیں ایک دوسرے کے صحیح معمول میں وسعت ہیں، ۱۰۰ لوگوں کا، ابھر کر سجدہ
المَعْرُوفِ کی دعوت دے رہے ہیں، اور لعل المُنْكَرِ کے کمرہ نزع سے مار کھینے کی سعی کرتے ہیں اور الضَّلَاةُ کو قافلم کرتے ہیں، اور جب
موقع اختیار کر کے، احمد اللہ کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ الضَّلَاةُ کی جماعتی حیثیت، اللہ کے اسامی حوالہ اور اطاعت حداد
رسول کی حاجت اور سیاسی حکمت عملی پر بحث آئندہ اوراق میں آئے گی، لیکن مسباق معصوم سے عیاں ہے کہ المَعْرُوفِ کی دعوت فی الحقیقت اتحاد
کی دعوت ہے، اس کے سوا خدا اور اسلام کچھ نہیں المُنْكَرِ کی اتنی اصطلاح لغوی اور محال کے معمول میں ایک دو اور موقعوں پر استعمال ہوئی
ہے جو یہاں کہہ دینے ملتے ہیں، باقی موقعے اہل کما میں عقرب آئیں گے۔ سورہ ع میں ہے؛ وَإِذْ آمَنَّا بِكَ لَمَّا بَيْنَاكَ لَبِثْنَا نَعْبُدُكَ
وَحُجَّةَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْمُنْكَرُ تَكَاذُفٌ لِّلَّذِينَ سَلُّوا عَلَيْنَا لِيُنْفِخَ بِهِمْ (۱۰۲، ۱۰۳)، یعنی اسے پھر اس میں کہیں عرب کو پھر
روحانیت میں چیز احکام پھر کرسٹائے ملتے ہیں تو ان لوگوں کے جردن مخالفت اور انفاق کے آثار اس حدت سے دیکھتے ہو کہ گواہی دہن
یہ لوگ ہمارے احکام و مسالوں پر چکر کر شخص گے۔ گویا المُنْكَرُ یہاں پہلے قلمی انکار ہے حکایتہ تعریف اور اختلاف ہے سورہ عسکرت میں
حسرت لوط علیہ السلام کا قول اسی قوم کے بارے میں ہے؛ أَفَمَن كَانَ عَلَى الْبُحَالِ فَلَقَطُوا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاوْتَوْا فِي كَادٍ يَكْفُؤُ الْمُنْكَرُ
(۲۹، ۳۰)، یہی حکایت لوگ عورتوں کے چھوڑ کر لڑکوں کے ساتھ بغلی کرتے ہو، شاہراہوں پر ٹوکے مارتے ہو، اور اسی ٹولوں میں دگے چلتے اور
ماچا قیاں پیدا کرتے ہو (المُنْكَرُ)۔ معصومین نے جو المُنْكَرُ سے مراد ہے حیاتی کے کام لیا ہے جس نے سب اور بے سند ہے حب نادر
البحال اور لَقَطُوا مِنَ السَّمَاءِ کے الفاظ میں نوعیت جرم کی پوری شخص سے تو نادر المہر میں بھی یہ شخصیں جاری رہی چاہیے، اور وہ سوا
ہیں جو ہم نے یہاں کردی۔ رہنروں اور لواطت پرست عمدوں کا ستیہ و جہت سے یہی چلا آیا ہے کہ مات مات یرونگا کٹر کر دیتے ہیں اللہ نہیں
ایک دوسرے کے خلاف گروہ بن جاتے ہیں یہی وہ عزم عظیم ہے جس کی یاد اس میں قوم لوط کی تباہی ہوئی تھی لواطت سے ٹکر کر اپنے حوالی
ہوئی جس کا ذکر تَاوُونَ الْبُحَالِ لَمَّا اس سے پیشتر کی آیت (۲۸، ۲۹) میں (لَقَدْ كُنَّا نَؤْوُ الْفَاعِصَةَ) کے الفاظ میں ہو چکا ہے پھر یہ منہ نہ ہونگا
تھے کوئے سب دہرا کلام اتنی کے شاہاں شان نہیں۔

اسی اتفاق کے قیام اور باہمی نفاق کو دور کرنے کے لئے قرآن آیا تھا، فَإِنَّمَا تَشْرِكُهُ بِإِسْرَافِكَ لِئَتِيسِرَ رَدُّهُ
 إِلَيْكَ وَيُؤْتِيَكَ مِنْهُ مَالٌ كَثِيرٌ (۱۹، ۹۷)۔ اسی الجبر اور المعروف کی مسلسل تبلیغ اور سپیم تلقین کیلئے رب العظیم
 نے مسلمانوں میں ایک مستقل جماعت کی تاسیس ضروری سمجھی تھی، یہ تفریق بین الانس و الدہی وہ المنکر،
 اور حقیقت کائنات کا وہ سب سے بڑا گناہ تھا جس کے انہماق استیصال کے لئے مسلمانان جہان پر ایک
 غیر منقطع جہاد لازمی کر دیا تھا وَلَقَدْ كُنْتُمْ مِنْكُمْ أَفْئِدَةً يَدْخُلُونَ فِي الْفِتْنَةِ وَبِأَمْرٍ مِّنَ الْمَعْرُوفِ وَهُمْ يَكْفُرُونَ
 أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۳۲، ۱۱)۔ اسی صحیح تقویٰ کے وسیلہ عمل سے مسلمانان عالم کو ساکنان زمین پر ایک
 امتیازی خصوصیت اور مقام بلند ملنے کا وعدہ تھا، اور اسی تقویٰ کے احاطہ میں منعم حقیقی نے دنیا کے

سطح اے سیمراہم سے ورائے کو تباری زبان کا لباس پہنا کر سبب اہم صواب اسلحہ کو ہمارا کم اسکے مد سے تھی (اور تجدید) دوم کو (اتحادی) ہا کی تار تار اور عاق
 ارا اور جگر اور قوم کو اتحادی ہلاک اور مدد سے ڈراوا (اس کے لفظ المفلحون کے تعلق اس کے معنی صحیح ہے کہ تحت ایش میں گدی کی ہے) سطر سے کئے دیکھو صفحہ ۱۴۷۔

(تجدید تحت ایش صفحہ ۱۵) القرض من لفظ مطر اور درجہ تحقق سے لہر المعروف اور سی جس المنکر والی آنا کو دکھا جائے، ہر صواب نظر کو ان کا مطالعہ لایا
 اس میں یہ پوچھا نا ہے کہ کلام الہی کی قانونی رہاں میں المعروف کی اصطلاح سے مراد اتحاد اور المنکر سے معصود عاق اور اختلاف ہی ہو سکتی اور قوانین
 کے لغوی معانی جو تار میں تار کے لئے ان دو اصطلاحوں کے لئے ہیں اس معنی جو محدود اور سے متحد ہیں کہ ان کے ماں لینے کے نہ کسی ایک حکم خدا کے اسے
 میں مستقل متعلق پر پوچھا اور اس دستور پر دیکھا نا ہے قرآن حکم ساکنان زمین کے لئے ایک قانون عمل ہے۔ اور قانون کائنات کے سر اور یہی ہے کہ اس کو کوئی
 قانون قاس یا راسے یا تاویل کے تابع نہ ہو سکے، لہذا ایک حکم کا صرف ایک ہی مطلب اور ایک ہی طریق عمل ہو اور اس میں کلمہ سے ضروری لہر
 کہ ہر شے کے لغوی معانی اصطلاح کی آئینی تفریق خود اس کے اندر موجود ہو، ایسی وضع کی ہوئی مصطلحات کی شریح، اس کے لئے اس کو کسی دوسری کتاب کا
 محتاج نہ ہو یا پھر یہ تعبیر اسی معانی میں منکران عظیم تمام انسانی احاطے سے سار ہے۔ (دیکھو صفحہ ۹۲) وہ اسی سے مصطلحات کی آہی تعریف
 کر رہا ہے، آہی آہی ایک اور آہی ایسی تشبیح ہے، اس کے کسی ایک اور وہی یا آیت کا صرف ایک ہی معنی ہوا، ایک ہی معصود، اور
 ایک ہی طریق عمل ہے دستور خدا کے تار میں کا فرض ہے کہ وہ اس معنی عظیم شہ کے واحد عدلے کو صاف اور روشن العاطفین واضح کر دیں
 کہ امتیاز عمل کی گنجائش مافی رہے، کوئی شخص اگر وہ تاول کو وہ ہو سکے کی جتنی ساگر گر کی سبیل۔ کمال سکے، مگر ریائی آٹھیں نہ چھپے، ہر عمل
 عددہ سا کے جو تعبیر کس اہم معصود کو پیش نظر میں رکھتی وہ فی حقیقت کلام کی تشریح ہیں اس کا ہیں ہوا استات عمل ہے، تفریق
 قولہ تصعیف آہی ہے۔ جب تک مطالب ہیں اور ہر کوک، واحد اور محدود ہو جائے کسی حکم کی تفہیم کرنا محال ہے، جب تک آفا کا صحیح
 حدیث معلوم نہ ہو علام کی تفہیم سے معنی ہے وَأَوَّلُ مَا كَلَّمَكَ اللَّهُ كَلِمَةً تَسْمَعُ لِلتَّائِبِينَ مَا نُوَلِّ إِلَهُكَ (۱۹، ۴۴)۔ الْمَعْرُوفِ اور
 الْمَعْرُوفِ کے صحیح معنوں کے متعلق اسی میں کی سعی میں نے اس تحت ایش میں کی ہے اور میرا نفس ہو چکا ہے کہ جہاں جہاں اس اصطلاح کا استعمال
 قرآن کریم میں ہوا ہے وہاں اتنی مقصود ہی ہے جو وہاں یہاں ہوا۔ ہر عروج یہ تمام تفسیر میں جو ہے کاغذ یہ جتنی توت ہو کہ قرآن حکم پر ہی مصطلحات کی تفسیر
 میں تمام انسانی احاطے سے باہر ہو، ہمیں کلامت اس کے مطالب کی تشریح کیلئے اکثر اوقات گمراہ کن ہو کیونکہ تفسیر پر ہی اور کلامت لال لکھتے ہیں (۱۱۶)

صفحہ ۹۲-۹۳ کے تحت میں ہیں آہی۔

م مطالب کے لئے دیکھو اصل کتاب صفحہ ۵۹۔

فِيهَا تَرَوْنَ عَذَابَ اللَّهِ وَمَا عِدَّ اللَّهُ لَ الَّذِينَ كَفَرُوا (۱۹۵-۱۹۷)

اے پیغمبر! دشمنانِ خدا کا ان تمہارے سہروں میں جلیا ہوا، اور ایمان والوں کے معاملے میں ایسا آرام و آسائش سے رہا تمہیں کہیں مغالطے میں نہ ڈال دے۔ سب ایک قتلِ فائدہ، اور حدِ رورہ ہمت ہو جو اکو دیکھا رہی ہے۔ یہ دیکھ لیا ان کا ہکا ماہتم ہے اور وہ ہر سی سری جگہ ہے۔ لیکن جس لوگوں نے ایسے یروہ گار کا سچا حوف کا ہم کے منتقل اور سقامت آنکے صبرِ اتحاد کے لیے میں اکو ایسے حوشما ماعوں میں دھل کرینگے جکے پیچے نہریں نہ ہی ہیں وہ اسیں ایک تہہ مددک رہینگے۔ نہ تو انکی مہمانی اللہ کی طرف سے اس میں یاسیں ہوگی، اور جو کچھ جس عمل کریوں والوں کے لیے اللہ کے پاس رکھتا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے۔

۴۰ ان آیات میں جس باتیں حمایتِ عہد طلب ہیں

اولاً یہاں پر کفر اور انفاق کا ماحول مقرر کیا گیا ہے کافر قوم کی دیوبی آسائش۔ رحمت کو متنازعہ قیل، کہا گیا ہے، اور دیکھا ہے کہ ایک اقل قلیل کے اندر ہر کافر قوم سے دیادی نعمتوں کا جیسا ما اٹل ہے، اور عدالوں اس سلسلے کے اندر تکست رحمت اذلا ما لوگ کا حصہ نہ دیکھنا و لہذا حتمہ کویش الیہما ذہ۔ کافر قوم کے دیادی عداوت اور اجتماعی ملکیت کے متعلق مقدمہ کرنا کے امری سے (صفحہ ۹۶) میں تو ان حکیم کا محاکمہ بین کر دیا تھا، اور وہ یہ تھا کہ ہر کافر قوم کی اجتماعی ملکیت قطعی سے اس نقطہ نظر سے متنازعہ قیل، کا متذکرہ مالا مفہوم حال ہے۔ اکثر لوگوں کے متنازعہ قیل، کا مفہوم یہ سمجھنا ہے کہ کافر قوم کو دیادی نعمتیں مل رہی ہیں وہ اکو دیکھا کی اس چند دفعہ رشکی کیلئے ملتی ہیں اور سلا عدیل بہت مددی ہیں گی، ہر ہر نیچے بعد یا عیادت کے دن انکو جہنم میں ڈالا جائیگا۔ غیر و غیر، یہ سلسلہ نہایت پھر اندنا پاک ہے سوال یہ ہے کہ جب خدا اُس سے ناراض ہو تو دنیا کی چند دفعہ نعمتیں بھی کیوں اکو ملیں، ہمیں سے عداوتوں نہ شروع ہو جائے اور آخر دم تک ملتا رہے۔ کہا۔ مات و عداوت اللہ، عدل کے میں رہی کہ وہ اس میں یا کے اندر اُس سے نعمتیں ہیں کے اور سزا عداوت کے واقع ہو چکے ہیں۔ دے کے قتل حکیم کی تمام حکمتیں اس مادہ تخیل کے سلسلہ خلاف ہی اور اس تخیل کا انتہا ماحول میں طرح پا چا ماحولی حقیقت، کافر اور کفر کے صحیح مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ ہے۔ خود انتم الا کلونی ان کشتہ مٹن جہنم میں، صوفیہ کا مفہوم کافر قوم کی دیادی حوشمالی کے حتمہ نقیص ہے اور عداوت اس امر کا دعویٰ ہے کہ مومن قوم کی دیوبی طالع قطعی ہے۔ سہی مات فَاِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ هُوَ الْعَظِيمُ (۱۹۵) صفحہ ۱۵۳ طالع ہے، اور اگر قرآن حکیم احادیث کے انسانی عیسے قطعاً بہتر ہے تو دیادی حوشمالی کسی کافر قوم کے حامل حال حتمہ میں ہو سکتی عداوت آت پر رحمت (یعنی ۱۹۵-۱۹۶) میں بھی گئی ہے۔ یہ کہ مسکریں عدلی طاعری حوش مالی، اُن کا تعلیق اور تنکس فی الارض ایسا دلوں کو دہوکہ دے، اُن کو متحجب نہ کر دے کہ عدلی طرف سے ان کو انعام کیوں ملتا ہے ہیں، وہ اصل انکو انعام مل نہیں رہے بلکہ رفتہ رفتہ ان سے پیچھے رہ رہے ہیں۔ حوشمالی نامکمل اُن کو ایسے آنا دہا دیکھنے سے درپیش رہا ہے وہ ایک متاعِ قلیل جو ایک اقل قلیل مدت میں لگے اہل ایسے ایمان ہو جائے، امت چیں لیا ماسے کا گویا متعلیٰ اتنی کے پیچھے جانے کی سزا ہو رہی ہے اور ملکیت اُن کے سروں پر سڈ لارہی ہے پھر عداوت اتنی آپو پیچھے کا تو اُن کا ہکا ماہتم ہے اور نہ مالا و لہذا حتمہ کویش الیہما ذہ۔

ثانیاً آیات پر رحمت (۱۹۵-۱۹۶) میں کافر قوم کی متنازعہ قلیل کے مقابل متقی قوم کی دائمی آسائش کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ شلا ہے کہ جان کافر قوم کی دیوبی طاقت وہ بہت مدد مل رہی ہے اور کوئی دن ماسے کہ وہ معجزہ زمین سے میٹ و مالا ہو جائے و بلا متقی قوم کا یہ حال ہے کہ سر سر میسوں کی ادشاہت اُن کا حصہ ہے (لَهُمْ حَسَنٌ مِّنْ ذٰلِکَ الَّذِیْ نَا اَلَا تَنْهٰهُمْ) وہ اس میں میسوں کے مالک سدا سدا کو رہیں گے

وَالَّذِينَ هُمْ بِالْآيَاتِ يُؤْمِنُونَ (۱۵۱:۴)

اور انہوں نے کہا کہ اسے پروردگار عالم اتنا سیکی بہتری اور آخرت کی فلاح ہمارے نام لکھ دے
کیونکہ ہم سب الگ ہو کر تیری ہی طرف آگئے ہیں، تو اللہ نے فرمایا کہ ہم اپنا عذاب تو اسی پر نازل کرتے
ہیں جسکو ہم ہمدرد و مستوجبِ سزا قرار دیتے ہیں (مَنْ أَسَاءَ)، لیکن ہماری رحمت تمام عالم پر پوری
ہے تو ہم یہودی دسا اور فلاح آخرت عنقریب اُن لوگوں کے نام پر لکھ دیں گے جو ہم سے سچے طور پر تھے
ہیں، جو ہمارا بول بالا کرنے کی عرض سے قربانی مال کرتے ہیں، اور ہمارے احکام کے نفع مند ہوتے
پر ایمان رکھ کر کس عمل کرتے ہیں (فَقِيهِمْ)۔

كَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ وَحَافِظُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ (۳۵: ۵)

اے ایمان والو! اللہ کے خوف سے ڈرتے رہا کرو، اور پسندیدہ خدا کا مول کے دیئے سے اُس سے قرب
حاصل کرنے کی سعی کرو اور اسی حمایت میں جاؤ تاکہ تم آخر کار اس دنیا میں کامیابی اور اگے چل کر
فلاح حاصل کرو (لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ)۔

چند جس جیت انگریز نادانی ملک خجابل و عارفانہ سے بعض ماعاقبت اندیش اور عقیدہ مسلمانوں نے اس آیت الہی کے مطالب میں قصداً غفلت کر کے انقضائے
الذکر والوینہ کے الفاظ کو اپنے اپنے انسانی کارندوں اور پیروں کی تکلیفوں اور کئے قوتل سے قرب خدا حاصل کرنے پر مچھل کیا، اور جس
ظاہری سکوت و اطمینان میں یہ ہر صہرات نے بھی اس آیت کو اپنی طرف منسوب کر کے دیا ہے اسلام کی صحت و حقیقت ہی جو خود قبول کر لی ہے،
اُس سے کم از کم یہ پتہ چلتا ہے کہ جہاں مسلمان عالم نے قرآن حکیم کے الفاظ کی حفاظت میں اس شدت سے حصہ لیا کہ باقی دنیا کے اس کا زمانہ ہر
ہوتے رشک کرتی رہے گی، وہاں کتاب الہی کے مطالب کی حفاظت کی طرف سے کامل ہے امت مانی اور بے حتی استیاری کے دوس اسلام کی حق
کو حمایت سرعت سے مذاکرہ ہے جس اب ہر شخص جس آیت کا جو مطلب چاہتا ہے مالتا ہے، اور الفاظ کے مطالب کو کچھ جان کر لے کر اپنے پیچھے
ایک ہیایت آباد اور رد و قاتل سمجھتا ہے۔ آج تاویل کے محشرستان کرو صادم کسی ایک آیت الہی کے معانی کی تفسیر میں شغل ہو گیا ہے،
ہر شخص اپنے اپنے فکر سے امتین مانی تاویل کو ہاتھ میں لے ہوئے تفریق و انتشار کے عدم آباد کی طرف ہمت شوق سے جارہا ہے، اور غفلت
قصداً ہیں قوتل کے مطالب کی تسو و تبلیغ وہ نہایت تن دہی سے کر رہا ہے، اور جس حدت اسلام کے بہتے پر وہ غفلت آخرت کا امیدوار
ہے اس حدت اور مطلب کی کوئی حدائی سہمی ہے۔ آج ہی آیہ مؤمنینہ (۳۵: ۵) پر پستی کی سندیں ہر موع پرست تفسیر اور الترام کے
ساتھ پیش کر دی جاتی ہے، قرآن سے دل بانٹ سروکار کے والے مسلمان اور پیروں کے پڑھنے ہوئے مرد خدا تک یو پہنچنے کے لئے پیروں
کے قوتل کو استفادہ نگریز سکتے ہیں کہ اُن کے طرز استدلال اور عقل، اُن کی قرآن ہی اور کٹر کرد حکم عقل کا یہ شقی ہے لیکن یہ خدا کے
اس آخری کلام کا رندہ معجزہ ہے کہ جس جس آیت کے مطالب مسلمانوں نے اپنا مطلب ہاتھ کیلئے صرف کرتے ہیں اکی غلط کام پر لگنا
خود ترائ کے اندر جرت، انگریز استدلال کے ساتھ موجود ہے۔ قرآن حکیم کا ہر حصہ اپنے مطالب کا آب حیات ہے، اُنکو کسی حدت و سرائج
کسی من مانی لب مائل سے بنائی ہوئی حدیث کی حاجت میں آرد وینہ کے اِن بار و معانی کا پورا رتہ سورہ ہی اسر ایل کے اندر موجود ہے
اور یہ رتہ اس حدت و سکت ہو کہ کسی شے سے شے پر ریت کو اسکے آگے دم ماننے کی محال نہیں، بشرطیکہ دین کو کام میں لانے کی توفیق اُنکو توفیق

اَلَا تَعْلَمُوْنَ فَوْمًا لَّا كُنَّا اَبْنَاءَ نَحْنُ وَهَمَّوْا بِاِحْرَاسِ الرَّسُوْلِ وَهَمُّ نَدَاءٍ وَكَمَّ
اَوَّلُ مَرَّةٍ اَنْ اَتَحَسَّوْا نَهْمًا قَالَهُ اَحَى اَنْ يَخْبَسُوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۳۹)
اسے ایمان والو! تم آج لوگوں سے دل کہو لکڑکیوں سے لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا، اور
رسول خدا کو وطن بدر کر دینے کا ارادہ کیا، اور اندازہ بنے میں بیل بھی انہوں نے کی۔ کیا تم اس
لوگوں کی طاقت اور تعداد سے ڈرتے ہو؟ پس اگر تم میں ایمان موجود ہے تو خدا ان کیسے
بڑھ کر حق رکھا ہے کہ تم اس سے ڈرو۔

(تقریر تحت البقرہ ص ۱۵۶) ہوا کے انسان کا انسان کی عادت کر کے متعلق کتاب خدا کا حکم ہے
قُلْ اِذْعُوْا اِلَیْہِ الدِّیْنَ رَعْمًا مِّنْ دُوْنِہِ وَلَا یَمْلِکُوْنَ کَسَفَ الصُّمْرِ عَنْ کُوْکُبِہِمْ وَلَا یَمْلِکُوْنَ اَوَّلَیْکَ الدِّیْنَ نَدَّیْ
مَسْعُوْنَ اِلَیْہِ الدِّیْنَ اَلْہِمَّ اَمْرًا وَنَزَحُوْنَ دَحْمًا وَیَحْمِلُوْنَ عَدَاۗءَہُ اِنَّ عَدَاۗءَکَ لَیْکَ اَنْ
تَحْدُوْا وَنَاہ (۱۵۶-۱۵۷)

اسے محمد! ایں لوگوں سے کہہ کہ خدا کو جو ذکر تم سے اس لوگوں (الذین) کو اپنے رحم میں اپنا کا یہ سار سمجھ رکھا ہے (رحم کو مہم
کے ساتھ ساتھ طاقتور اور مشکل کشا سمجھے ہیں) ان کو بیکار دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ ایک نہ تم سے تکلیف کو دور کر کے
اور اس کو بدل ہی نہیں گئے۔ یہ شخص حکو ماں لوگ راحت راہم کر کے اپنے مشکل کشا اور ساری سے کی اس کا
شعبہ میں، اور اس سے متعلق ہیں کراں میں خدا کے شے معرب ہی۔ انہم آدھٹا ہے یہ دروگاری جو مستعدی حاصل کر کے
رہے ڈھونڈتے رہتے ہیں (مَسْعُوْنَ اِلَیْہِ الدِّیْنَ اَلْہِمَّ اَمْرًا) اُس کی رحمت کے ہر مہم راہ، اور اس کی سروس ہر آن عہدہ رہتے
ہیں (تو وہ پھر مشکل کشا اور ساری آپ کیسے سکتے ہیں) اور لوگ، خدا کا عذاب وہ شے ہے جس سے شے کے سوا کسی کو چھایا
ہا پر انسان کو انسان کی عبادت اور طاعت امتیاز ہے مع کیا ہے، اور بصورت تمام اس بات پر رد و اسے کہ خدا اور اس کے درمیان شے
سے ٹرا انسان اور معرب سے معرب شریعتی راحت راہی کا مسئلہ یا حالت کا بدلہ نہیں ہوتا۔ ماکو کراں میں سے ہستہ راہ معرب راہ گاہ ہو
وہ بھی اصل کبریا و جوت کے ساتھ اس قدر حاضر اعلیٰ میں ہے کہ اس کو ایسا ہی قرب اور تقریر کر کے کے لیے، سال ڈھونڈنے سے
درست ہیں ملتی، پھر وہ کسی چہر کی سفارش یا مشکل کشائی کا کر سکا گواستہ سے شراعتی ہی ایسی بات کے فکر میں ہے، اور اس کے لیے
شے رہے کسی کر رہے تو پھر کسی خدا ساتھ پھر طریقہ "ما توفیٰ" کی کما جمال ہے کہ کار ساری کر کے حد اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی
انسان کسی انسان کا وسیلہ نہیں سکتا، اور بڑے سے ٹرا انسان حتیٰ کہ ہی ایسی خات کا وسیلہ ہو نہ ہا تو یہ تَعْوَن اِلَیْہِ الدِّیْنَ
الْوَسِيْلَةَ، کے الوسیلۃ کا معبود لا محالہ ہر پستی کے علاوہ کوئی اور شے ہے جو کما جیسے معرب راہ گاہ انسان ہی تلاش کرے ہیں، اور وہ شے
سوی عمل کے سوا دیکھتے ہیں ہو سکتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اُفْرَہٹ، راہ گاہ آدھو ہیں کسی ایک مسلمان کو اعتراض میں ہوگا، اور یہی مسلم
ہے کہ اپنے ہی زندگی میں کوئی پیر نہیں پکڑتا بلکہ تمام عمر ہی عمل کرتے کرتے انتقال کر گئے ہی بات آیت در بحث کے سابق سے ظاہر ہے اس عہد
اَلِیْہِ الدِّیْنَ اَلْہِمَّ اَمْرًا کے معاخذ و خاھش وافی اَلْوَسِيْلَةَ، کہا گیا ہے جسے فاجد می ہی ہیں کہ حد کی راہ میں اپنا طاں اعلیٰ، آدم، گہرا سب کچھ یہ ایک سپاہی کا
کی جو مستعدی اور رب مائل کر کے لیے تعمیر ہی ہی عمل صوری ہو یہ کہ بادشاہ کی لڑائیاں کرے سے انکار کرے اور تھے مائل کرے یا کسی تیس سے کے نے
و سروں کی سعادت کا طلب گار سے حدے میں آساں کی حکومت اہل درگ کی حکومت کی طرح و عبادت راہی میں ہی کہ تھے کسی کی سعادت پر ماسی و عمل لایا
کریں ماں بات کا مصوب کیا پادشہ والا معصوم ہے شریک مسلمان غور کریں۔
۴۴ سالن ایمان کی شرط لایا عاقبت قرار دی گئی ہے کہ انسان خدا کے سوا کسی کمر ہستی سے ہر وہ۔ ہوا اور میں سے جو حق مقرر کیا کرے۔

لَا تَسْأَلُكَ الدِّينَ فَتُصْبِتُونَ بِاللَّهِ وَالْأَوْفَرِ الْأَجْرَانِ عَاجِلًا وَآثَرًا وَمَوَالِيَهُمْ
وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿١٠﴾ (تَسْأَلُكَ الدِّينَ) لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْأَوْفَرِ الْأَجْرَانِ
فَلَوْ أَنَّكُمْ فَهِمْتُمْ فِي زَيْبِهِمْ نَدَرْتُمْ دُونَ ﴿٩﴾ (۴۵ ۴۴)

اسے پیغمبر جو لوگ صایا ان لاتے ہیں اور روزِ آخرت کے محاسب کا ہی انکو یقین ہے وہ تو تم سے
اس باب کی وحدت مانگے ہیں کہ اپنے مال و جاں سے سرک نہ اڑیں اور اللہ تو سچے تقویٰ والی
حوت اتارو۔ نامل ہوئے لئے لنگہ۔ مہر میں کر کے تم سے غلاماں احانت وہی لوگ ہوتے ہیں
جو اللہ اور حساب کا یقین نہیں رکھتے۔ انکے دل شک میں پڑے ہیں، اور اسی شک میں پڑے ہوئے
کر رہے ہیں کہ کیا کریں اور کہا نہ کریں۔

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١١﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿١٢﴾
لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَبْشَةِ الذِّنْدَاوِي الْأَجْرَةِ لَا سُدَّ بِلِ الْكَلْبِ لِلَّهِ دَالِ الْفَوَاقِ
الْحَظَنَةِ ﴿١٣﴾ (۶۳ ۶۲ ۶۱)

۱۱۔ یہاں ایمان کی شرط جہاد و مال و الارس ہے، ۱۲۔ یہی شرط تقویٰ کی ہے (وَالَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ) کہ اللہ ہیے عالم اعلیٰ سے ڈرے
کے ہی میں ہیں کہ انکی راہ میں جان و مال سے دریغ نہ کیا جائے۔ آج ہی سہوہ ہر ملزم کا اسے ساہروہ آتا ہے، ۱۳۔ اگر ہمارا مسپا ہی ہے
سچا سلام ہے تو ایسے عالم سے ڈرنا اور انکی خاطر میں جان نہ رکھنا
۱۱۔ یہاں صاف ظاہر ہے کہ متقی قوم کو جہاد آخرت میں کھد باک ہیں وہاں انکی دنیا بھی درست ہے۔ کوئی قوم جسکی دنیا درست
نہیں متقی ہونے کی مصداق نہیں ہو سکتی، اور چونکہ اتفاق کے معانی صاف ہو چکے اسلئے جو قوم مسجد ہو کر رہے گی، معصا کا
مردانہ وار مقابلہ کرے گی، "صَدَّائِرُ" اور "ذَلِيقُوا" پر عمل کرے گی، خوشنودی خدا حاصل کرے کیلئے ابتعا سے واسطہ کرے گی، "فَوَاقِ
لَدُنَّا" نہ رہے گی، اسکی دیا ہر وہ امر و اعمال اچھی ہے، اور وہی "تَتَّقُونَ" وہ گناہ نہیں کرتی، انکی ساریت کی سچی اہل ہی، اسکو مایہ بری کسی شمس کا ڈر نہیں اور
انکے جیکر تو امداد تک انہیں ہے۔ اسی قوم ہی دیا را اللہ ہونکی صحیح مصداق ہے وہ جگہاں نہ لگی دوست ہے، مہذا اسکا دوست ہے، کو کہ بہا
ہی سب نہیں دے رہا ہے اور آگے چلکر بھی بے حساب رہگا۔

مسلمانوں نے یہ معلوم کس پایہ اولیاء اللہ کا خطاب اس دیلے الگ ٹھکانہ رہے ولئے فقراء اور یرماتیں موصاف کو، مایہ تمام عمر اپنے
اعکاف خانوں میں سدہ کر طین خدا سے بیزار رہے، حملوں سے است کو متحرک رہیں کہہ سکی۔ کی سہولوں نے خدا کی لا اسار لے سے میں ایسی جان کو
بیش نہ کیا، حکمو صلی حاة دیبا میں کوئی بشارت نہ دی، جو خلق خدا کو متحرک کرے کی کائے الناس ہے اپنے پیچھے لگا کر متخالف لارا اور مستتر
العمل کر گئے، جسکی تمام تر زندگیاں مہایب رنج و دم اور ذل و مسکت میں گئیں۔ خدا کا دوست وہی ہے جو انکی خاطر تکلف اٹھائے انکس ہر دوستی کا معاضا
یہ ہے کہ وہ مالک الملک خدا انکو اس تکلیف اٹھائے کیلئے میں سے جو طر کر دے۔ اگر یہ میں کو کچھ اولیائی ہیں اگرچہ ساری دیا انکو ولی کہہ کر پکارتی
ہے آج اگر سطح زمین کے طول و عرض میں خدا کا حج معمول میں دوست کوئی ہے تو وہ منہ خدا و ایسی جماعت کی بہتری کی خاطر مندن کو
تکلف میں ڈال رہا ہے، حوقس کی وقت سے حوقرہ میں ہوتا، جو اسواسے قطع نظر کر کے خدا ہی سے ڈر رہا ہے، حوقا اللہ انکی لکن خستہ (۱۳۹) ہے
عمل کر کے سے جو طر ہو گیا ہے۔ اگر کسی حد کے سے میں یہ ٹھہر نہ پڑی، یہ تسویٰ اور یہ تجوی، یہ جو خدا اور لا خوف و لا حزن ماسوا اچکا ہے تو
وہ ملاستہ زولی ہے، وہ لاریب خدا کا دوست ہے، وہ وہ ص کار ہے والا ہو ماہد کا خدا کو ایسی دوستی میں کسی ملک یا مہر کی کچھ نہیں ہیں!

لوگو! یاد رکھو کہ خدا کے سچے دوستوں کو تو کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ آئندہ خاطر مچتے ہیں
یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور مقامِ خدا سے ڈرتے رہے۔ ہمیں اس دنیا میں بھی حمایت اور ان
کی بہتارت ہو، اور آخرت میں بھی فلاح ہے۔ خدا کے وعدوں میں رد و بدل کا امکان ہرگز نہیں! ان
یہ فلاح داریں تو بڑی بھاری کامیابی ہے۔

وَلَنُكَفِّرَنَّ عَنْ أَكْثَرِهِمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّ أَكْثَرَهُمْ أَجْرًا بِمَا عَمِلُوا (۱۳۱)
اور دھرم کے عارت ہوئے پیچھے ہم ضرور تم کو اسی سزا میں بسا لینگے۔ یہ سزا اس شخص کا ہے جو سیر
مقام و منصب سے ڈرتا رہا اور جس نے میرے عذاب سے بچنے کی سعی کی۔

وَقُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا مَا دَاوُدُ رَزَقْنَاهُ مَا شَاءَ الْوَالِدُ أَخَذْنَا آلَ الْكَافِرِينَ إِنَّا خَيْرٌ أَلَمَّا أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً
فَلَنَأْزِلَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ حَقْدًا فَلْيَحْزَنُوا ۝ (۱۳۲)

اور ان لوگوں سے جنہوں نے مقامِ خدا کا سچا احساس کیا اور جھجھا جاتا ہے کہ تمہارے پڑ و گارنے
اپنے ہاں سے تمہاری اس خدمت کے عوض میں کب دیا تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اچھے سے اچھا۔
جن لوگوں نے بھی خدمت کی اور اپنے حسنِ عمل سے خدا کو خوش کر دیا ان کے لئے اس دنیا میں بھی
بہتر سے بہتر نعمتیں ہیں اور آخرت کا گھر تو اس سے کہیں اچھا ہے۔ اور تقویٰ کرے والوں کا ٹھکانا
تو بہر حال نہایت ہی اچھا ہے۔

قُلْ يُجَادِلُ الَّذِينَ آمَنُوا الْقِيَمَةُ أَرْكَبُ الَّذِينَ آمَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَالْآخِرَةُ
اللَّهُ وَاسِعَةٌ ۝ (۱۳۳)

اے پیغمبر! ہماری طرف سے کہہ دو کہ اے ہمارے بھائیو! جو ہم پر ایمان لا چکے ہو، مقامِ خدا کا تقویٰ
کرتے رہا کرو۔ جنہوں نے ہم سے ذکرِ ہماری حمایت میں جال و مال کی برطانیہ کی ان کے لئے اس دنیا
میں زمین کی بادشاہت کا بہترین اجر ہے۔ اور خدا کی زمین تو بڑی وسیع ہو۔ بیشک مصیبت برداشت
کرنے والوں کو ان کا عرصہ بے حساب یا جائے گا۔

۱۔ یہاں متقی قوم کے لئے بادشاہت دہن کا اعام صواب ہو۔

۲۔ یہاں ہر صاف طوہر متقی قوم کے لئے دنیا کے بہترین انعام وقف کرنے کا وعدہ ہے۔

۳۔ یہاں ہر رے زمین کی وسیع بادشاہت متقی قوم کے لئے وقف ہے اور صاف صراحت ہے کہ دنیاوی اعانات اس قدر سے
ہیں کہ تمام کہ زمین کی ملکیت اس میں شامل ہے (وَأَقْصَى اللَّهُ وَاسِعَةً) یہی سچا حسنِ عمل ہے (وَلِلَّذِينَ آمَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَالْآخِرَةُ)
صالحِ عمل کی یہی تعریف ہے جس کی تائید ہم کر رہے ہیں۔ خدا کے تحت ہم ۱۳ میں بھی اُحْسَنُوا سے مراد ہے (وَبُكْرًا) (۱۳۴)

۴۔ اس آیت میں ہر شے کا صفا یہی مصائب کا موطاہ وار مقابلہ کرنا، اُتھانے خدا کی ایک اہم شے ہے (وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ)

ساہا سال تک اسلام کو نئی طاقت اور نئی زندگی بخشی رہی، قُلْ اِنْ اَمَرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ
 وَ اَمْرٌ لِّاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ (۳۹-۱۱-۱۲)، قُلْ اللّٰهُ اَعْبُدْ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ نَبِيٌّ مِّنْهُ (۳۹-۱۲-۱۳) اِسی تقویٰ کی یاد آتش
 عمل میں اللہ کی رحمتوں کے دیا اُبڑ جاتے تھے! یہی اتفاقاً و تحسناً عمل اُس جلیل القدر ذات کی سخی عبادت
 اور اُسکی موجودگی اور وحدت کا زندہ شہار تھا! اِسی کی بے انتہا برکت سے نصرتِ حق اور فتحِ مبین ہر
 وقت شامل حال رہ کر اشاعتِ اسلام کا قطعی باعث ہوا کرتی تھیں: اِذَا حُيِّتْ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۚ وَ سَرَّانَتْ
 النَّاسُ نَدْحًا ۚ وَ يَوْمَئِذٍ دَرَبُ اللّٰهِ اَوْحَاةٌ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (۱۱-۳۹)۔ اللہ کے محکم
 اور خالصہ اُسی سے ڈرنے والے سپاہی، عقیدت کے سرِ شانہ جوش، استعداد کی داعی انصاف
 اُمنگ، اور محنت کی مضطر امتحان و فاکے باعث صبر اور استقلال، توکل اور مردانگی کے سدیم لہجہ پر سیکر

ملہ اسے پہراں لوگوں سے کہہ کر چھوڑ دے گا کہ اس سے ہی حکم ملے گا کہ میں تمام راہوں اور اخلاص (الذین) تمام عقیدت اور اعمال (الذین)
 کہا اللہ صلی علیہ وسلم کے ہمہ تن اُیکہ کا علامہ ہیں (اَعْبُدَ اللّٰه) اور مجھے ہی حکم ملے گا کہ میں ہی سے ملے اُسکا پابا آگے حقیقی تسلیم کروں
 اصل طور پر اُسکی عہدیت میں رہوں (اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ)۔

ملہ اس سے کہہ دو کہ میں اپنی تمام راہوں اور محنت کو اسی کے لئے خالص کر کے اُسکی عبادت کر رہا ہوں (اَعْبُدَ اللّٰه)۔

ملہ اسے میرا احب اللہ کی مدد سے لے گی، اور اس اسلام کی حقِ عظم کا وقت آوے گا اور تو دیکھے گا کہ لوگ حق و دھوکہ دیں ہوں۔ اہل ہود ہے
 میں انو اس ف اپنے پروردگار کے شکر کے میں سرسود ہوا، اُسوقت اسی حالت کی اور اپنی گدستہ تقصروں کی معافی طلب کرو کیوں کہ وہ
 فی بحیث ثلوثہ قبول کرے والا ہے (اور اسی ہوا میں کے موقوفے یہی اُس سے اپنی رجوعیتیں کرنی چاہئیں)۔

۴۔ ہاں اَعْبُدَ اللّٰه کے معنی صاف ظاہر ہیں اور اس سے مقصود ہمارے مطلقاً ہمس ہو سکتا ہے جس کے معنی قرآن کی مطلق میں طرزِ عمل مارا
 عمل کے ہیں۔ یہی معنی لفظِ تدبیر کے ہیں۔ گو اَعْبُدَ اللّٰه مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ کا مفہوم یہ ہے کہ اس تمام طریقِ عمل خالصہ ہوا کی مسابکے
 مطابق کر کے اس کے علامہ سے رہو۔ ہر سچے ملازم (اسی عہد) کا شیوہ یہی ہے کہ وہ کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کرتا، اسکی سبھاگ دیر آقا کی مرضی پر
 ہے جو وہ ایسی منت انت اداسی خواہشات کو ملک کے حکم کے مامور ہوا کرتا ہے۔ اس امر کا قصیدہ کہ ملک میں آسماں کی تیتب فی الواقع کیا ہے یہ
 ایک بڑا فرق۔ ال ہوا اہل کتاب میں یہی کہ ایک ہم شوق برکت جاری ہے۔ شروع اہل دینوں سے ظاہر ہے کہ وہ کسی بھی شخص کو مسلمان ہونا،
 انصرانی ہونا، یا یہودی ہونا نہیں بلکہ ہر غلام کا اپنے آقا کے حق میں طرزِ عمل ہی اُسکا دین ہے۔ والا عظیم اللہ دینی کے کچھ معنی ہیں سننے
 یہی بات اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (۱۱-۶) سے ظاہر ہے۔ یعنی ہمیں تمہاری خدمت کا احاطہ اور مجھے میرے کچھ کا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (۱۱-۶)
 (۱۱) اسی لئے حکم کہ وہ دن اعمال کی اجرتوں، اور خدمتوں کی مزدوریوں، اور اکرے کا ہوگا (دین کے مناسبت کی جمعیت کے لئے کچھ یاد رکھنا)۔
 ۵۔ اس سورۃ کے صحیح معانی کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایک دفعہ سوال کیا گیا میں نے مروط اور ناقول انکار معافی لکھ دیے ہیں خدا
 کی نصرت قطعاً کسی قوم کے متال حال میں ہوتی جتنا کہ اہل حق و عمل خدا کو فی الواقع حوسس کہو یہی وقت فی بحیثیت کسی حاکم سے ثابت
 مانگے کا یہی ہے جو وقت اہل رحمت کا رہا ہے۔ میں آج اس بار وہ سادات علی ایما سے دہلا ہے۔

سپاہیوں کی، ان اللہ کے عاشق، بیقرار بہتلاؤ محن نصرت حق اور ورثت زمین کے سوغد، موت کے تشنہ و منتظر، دست پخت گہوارہ ہمد، اور جنت خریذ غلاموں کے مقابلے میں کیا بساط بھی جو ہر آتی، مومنوں کے فلک کشا وصلے اور متحدہ دلوں کی کوہ شکن طاقتیں، دشمن کے جہم غفیر کو پہلے اڑتی بیوندر میں کر دیتیں، ایمان کا جرأت افزا اثر معائن کی توبہ عمل کو چنہ و چنہ کر دیتا، اور ایک جہت انگیز طریقے پر یہی ظاہر کم سامان جماعت دشمن کا تہس نہس کر دیتی!

مارمردان خدا بایش کہ در کشتی نوح

ہست خاکے کہ بہ آبے تخر و طوفان

لَا اَنْتُمْ اَسْلَدُ رَهْمَكُمُ رَفِيْ صَدْلُ وَرِهْمَكُمُ رَفِيْ صَدْلُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ لَا يُفَايِلُوْكُمْ حَرِيْعًا اِلَّا فِيْ قُوًى مُّخْتَصِمًا يُّوْحِنُ وَاِلَّا وَحْدًا يُّدْنٰهُمْ بِاَنَّهُمْ يَلْمِزُوْكُمْ سَبِيْلًا لِّتُخَسِمُوْهُمْ جَمِيْعًا وَّلَوْ اَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ (۱۳۷-۱۳۸)

مسلمانو! تم اٹھ پر ایمان رکھنے کے باعث ہی ان منکرین خدا کے دلوں میں اشد شدید مبہیت ٹھلا رہے ہو، اور یہ محض اسلئے ہو کہ یہ ایک ناسمجہ قوم ہے، جسکو ایمان کی قوت کا علم نہیں۔ اب تو اکی یہ حالت ہو کہ مارے کے سارے بلکہ بھی تم سے ٹٹنے کی تاب نہیں رکھے مگر یہ محسوسات تو یہاں یو اسل کی آڑ میں ہو کر لڑیں بات یہ ہے کہ انکی آئیں کی لڑائیاں اور باہمی عداوتیں صحت ہیں۔ لفظ

قَوْمٌ لَا يَفْقَهُوْنَ اور قَوْمٌ لَا يَعْقِلُوْنَ کے الفاظ میں پر نہایت قابلِ عہد ہیں گویا یہ سبکیں حد لوگ اس بات کا تفقہ و تفہیم ہی نہیں کر سکتے کہ قاون صدا کیا ہے، وہ کس اقوام کو یا پر ہمسار کہنا ہے، کس کو سدا میں دیتا ہے یہ لوگ آئیں میں لڑو کہ اپنی قوتوں کو صانع کر رہے ہیں اور دشمن سامنے آتا ہے تو دم دما کر ہٹا جاتے ہیں ان کو اتنی عمل ہی نہیں کہ سمجھیں کہ اتحاد اور اختلاف طو ب میں کیا رکیتیں ہیں، اور خدا کس طرح شہد القلوب قوم پر اپنی رحمتیں مارل کرتا ہے۔ گویا ان آیات میں رمزا اور کنایہ جملوں کا یہ کہ نزول متفرق اور مجامع ہونا کا فرق قوم کا قائلہ آج مسلماناں عالم جو قَوْمٌ لَا يَفْقَهُوْنَ اور قَوْمٌ لَا يَعْقِلُوْنَ، اور تَخَسُّمًا جَمِيْعًا وَّلَوْ اَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُوْنَ کے صحیح مصداق سے ہونے پر دوسری دموں سے اپنے اسرار کے مابین اتحاد پیدا کر لیا ہے مسلمان ان کے خوف سے ہانگے ہانگے ہر رہے ہیں اور قلص کی ادب میں چشمک بھی اڑ نہیں سکتے۔ ہر گز رنگ و رنگت ہے، خوف و ڈر ہے، رنج و اتم ہے، نَا سَمِعْتُمْ نَبِيَّكُمْ سَبِيْلًا لِّتُخَسِمُوْكُمْ اس قدر ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کو کاٹ کاٹنے کو دھڑتا ہے تو انکس خدا کوئی مسلمان ہی کا خدا نہیں وہ رب العالمین ہے اس پر قوم کو انکی سعی و عمل کے مطابق اجر دے رہا ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا اِنَّا وَلِيُّ الْاَبْصَارِ

”نَا سَمِعْتُمْ نَبِيَّكُمْ سَبِيْلًا لِّتُخَسِمُوْكُمْ“ کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ تمہارے متعلق ان کا خوف آپس میں بہت شدید ہے مگر اس سے مطلب

کافی طور پر مربوط نہیں ہوتا۔

لو انکو مجتمع اور متحد دیکھیں گے لیکن انکے دل ایک دوسرے سے جدا ہو چکے ہیں۔ یہ اسلئے کہ ان لوگوں
 میں سلیقہ اتحاد نہیں، انہیں عقل نہیں۔ یہ متحد قلوب کو کہا جائے۔ اور ایک لصب العین پر قائم ہو
 کی قوت کو کیا سمجھیں۔

وَلَا يَهْتُمُّوْنَ بِاِتِّحَادِ الْقَوْمِ اِنْ كُنُوْا تَاۡمِلُوْنَ فَلَا تَهَمُّوْا تَاۡمِلُوْنَ كَمَا تَاۡمِلُوْنَ وَرَحُوْنَ
 مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَرْحُوْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (۱۴۳)

اے ایمان والو! تمہن قوم کی تسخیر و تعاقب میں روم، یثحاب، اگر لڑائی میں تم کو تکلیف پہنچ رہی ہے
 تو جیسے تم کو پوچھتی ہے انکو بھی پوچھ رہی ہے، اور تم کو تو خدا سے وہ وہ امیدیں ہیں جو انکو ہر گز ہرگز
 نہیں۔ اور اللہ طرف میں کے سب حالات سے اور قتال کی ملک علی سے خوف اٹھ رہی۔

يَاۡمِنُّمَّا الَّذِيْ يُخْرِجُ الصَّارِقَ لَمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الصَّلَاۃِ اِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ
 نَعْلَمُوْا اِمَّا تَتَتَّبِعُوْنَ اِلَّا تَكُنْ مِنْكُمْ قَاتِلْهُمْ يَغْلِبُوْا اَلْعَاقِبِۃَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِيَّا تَهْتَفُوْنَ
 اِلَيْهِمْ هُوَ الَّذِيْ حَقَّقَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعِلْمُہٗ اَنْ فِیْكُمْ صَعْقٰۃٌ وَاِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ قَاتِلٌ
 صَابِرٌ يَغْلِبُوْا اِمَّا تَتَتَّبِعُوْنَ اِلَّا تَكُنْ مِنْكُمْ اَلْفٌ يَغْلِبُوْا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ
 الصّٰبِرِيْنَ (۶۵-۶۶)

اے میرے ایمان والوں! کو دشمنانِ خدا کے سرحلاف لڑنے پر ہر گنجتہ کیا کرو۔ ایمان والوں کی قوت
 تو ہندو بدو سب کو اگر تم میں سے ہر دہشت کو دے دے میں مومن بھی ہوں تو وہ مخالفِ قرآن کے
 دو سو نفر پر غالب ہیں گے، اور اگر تم میں سے ایسے سو ہوں تو کفار کے ہزار نفر پر غالب رہیں گے
 یہ اسلئے کہ یہ قوم ایمان کی علیہ نسبتِ طاقت کو سمجھتی ہی نہیں۔ اس وقت اللہ نے اپنے حکم کا اوجھڑ
 پر سے ہٹا کر دیا ہے، اور عسوس کیلئے کہ ابھی تم میں کمزوری و سائل باقی ہے تو اس کمزوری کی حالت
 میں بھی تم میں سے ایک سو صابر ہو گئے تو وہ دو سو دشمنِ نفر پر غالب رہیں گے، اور اگر ایک ہزار
 ہو گئے تو وہ دو ہزار پر غالب رہیں گے، اور اللہ تو مستقل مزاج لوگوں ہی کا ساتھی ہے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كُرَيْشًا لِّعَصَاۃِ نَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اَلَيْسَ لَهُمُ الْمَنُصُّوْرُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْ

۴۔ یہاں حضرت کے مطالب مقدر ہونے سے کہ اس کے بعد کسی مرتبہ تاریخ کی حالت میں نبی کریم ﷺ کے اعلاظ یہاں پہنچے ہیں اور مقصود یہ ہے
 کہ یہ لوگ حضرت کے غلبہ و امتیاز کو سمجھتے، ان آیات میں صدارت کو ایمان پر قبول کیا، و تحقیق المؤمنین علی الصلوات، اگر ایمان کی ایک شق صریح ہو لیکن
 حواہم تہم ان آیات کے مطالعے سے بخار ہو کہ جو قوم اس کا ملکہ ہے سے کم تو وہ قوم ہے پھر یہی وہ ہیں تا کہ ہر صمدی، استہلاکی کہ یہی ہے کہ اپنے ہی
 سے شکست کھائی کہ اگر اس سے صمدیت نہ چرے تو یہی کافر و استہلاکی ایمان پیکر ایک مومن کو پہچانتے ہیں اگر صمد کمال میں ہو کہ بھی ہر کے تو ایمان
 کا کچھ نہ ہو و یہاں صمدیت ہے، اگر کسی کی ملک ہم حق دینے قرآن کریم کی ہر نامزدی، میدان جنگ و مارنا ہی ایسی دلیلیاں کے باہمی ہاتھ دے دے
 سے کوئی شخص خدا کے ہر ایک کافر میں ہو سکتا ہے، لیکن اس مطالب کے لئے صمدی ۱۶۳ کا کتب اس میں رکھا جائے۔

عدو شکن طاقت، اور صبر کی اسی نرم گسل استطاعت کو نظر رکھ کر رسول کریم کو طہیسنان لایا
تھا کہ کامیابی اسلام کیلئے توحید کا یہی وحدت انگیز ماحول، اور ایمان والوں کی یہی چوٹی سی
جماعت کافی ہے!

وَأَلَفَ بَنَیْ قُلُوبِهِمْ وَلَوْ أَنفَعَتْ مَا فِی الْأَرْضِ جَمِیعًا مَّا أَتَتْ بَنَیْ قُلُوبِهِمْ
وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَتَتْ بَنَیْ قُلُوبِهِمْ لَوْلَا عَزْمُ نَحْوِ حَکَمِهِ ۚ یَا أَيُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ
اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (۶۳-۶۴)

اے پیغمبر! سب سے بڑا احسان جو خدا نے تم پر کیا ہے یہ ہے کہ تم سے مومنوں کے دل گانٹھے دیے
اگر تم روئے زمین کے غمراہوں کو چھ کر ڈالتے تو بھی انکے دلوں میں یہ الفت نہ پیدا کر سکتے تھے
لیکن وہ خدا کی مشترک عودیت ہی تو تھی جس نے ان کو آپس میں جوڑ دیا! میت کے خدا پر از بردستاد
صاحب تدبیر ہے۔ اے پیغمبر! اب تمہیں اللہ اور یہی مومن جو تمہارے تابع و راہ ہیں ہر ایک
سے نشینے کے لئے کافی ہیں۔

کفایتِ خدا کا عظیم الشان وعدہ سرب کے بے زرا اور بیصر نبی سے اس وقت ہوا تھا جب کہ
بعثت کے چھٹے سال میں اسلام کا وہ زبردست اور تند خود دشمن عمر (رض) محمد کے خلق عظیم کے آگے بیر
ڈال چکا تھا، اور عرب کے کل بر عظیم میں صرف چالیس مروا و پندرہ عورتیں ایمان لائی تھیں! مگر
الفت کی دلوں کے بیج میں چلی ہوئی نہر سبیل نے اور طاعت کے پیدا کیے ہوئے ابر بہار نے
اس بے نشان اور کمزور پودے کو ایک ن سر نفلک درخت بن کر سایہ پرور اور زمیں شگاف
کر دینا تھا!

فَحَقَّقَ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهُ اٰیٰتِنَا عَلٰی الْكَافِرِیْنَ رُحَمَاءَ بَیِّنِهِمْ سَرٰهُمْ
رُكْعًا مِّنْ حُدُودِ النَّاسِ فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرِضْوَانًا مِّنْ سَمٰوٰتِهِمْ فِیْ وَحْیٍ مِّنْهُم مِّنْ اَمْرٍ
الْمُحْكَمِ ۚ ذٰلِكَ مَنَاصِبُهُمْ فِی الْتَّوْرَةِ ۚ وَمِنْهُمْ فِی الْاِنْجِلِ كَرِیْمٌ اَحْمَرُ سَطَاكَا

اللہ اَلْف سِدِّم کے مطابق لے صعد ۴۱ کے تحت المس کو دیکھا جا ہیے مرقومہ صعدہ کے جس ہم نے اس معانی کا حاصل بیان کر دیا ہے
مومنوں میں حراماں سے کے بعد ان کے لئے والوں کا آپس میں جو اعلیٰ جو اسی حصہ کو اہل کتاب میں توحید کا وحدت انگیز ماحول کہا گیا ہے
اگر آج یہ کتب سدا میں جوتی تو اس کا باعث یہ ہے کہ مسلمان خدا کو درصحت خدا میں ملتے۔

اطاعتِ رسول

مَنْ طَاعَ الرَّسُولَ فَقَدْ طَاعَ اللَّهَ وَالرَّسُولَ

مَنْ طَاعَ الرَّسُولَ فَقَدْ طَاعَ اللَّهَ وَالرَّسُولَ

طاعتِ رسولؐ، اور اُسکے منجانب اللہ ہونے کا یہ یقین تھا کہ عین اُس وقت جبکہ مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت اس پاک نبیؐ کی امامت میں اللہ جل شانہ کے حضور میں، اپنے عجز اور بنیوئی کی وجہ سے تان گڑ گڑا کر گڑا کر سنا رہی تھی، اور مسلمانوں کے ایمان سے منور دل اس بارگاہ عالیہ کی محبت کا سماں اپنے سامنے صاف دیکھ رہے تھے، تحویل قبلہ کا حکم ملا، فیصلہ کسری کی سلطنتوں کو پاش پاش کر دینے والے یہ **مومن** سنا اس اللہ کے سچے نبیؐ کی تبدیل سمت پر اسی طرح بیچون و چرا ہوئے۔ بے شائبہ استعجاب منتقل ہو کر ہر صاف بستہ ہو گئے، اور آستانہ خدایر سر ٹپھنے لگے، عرش کے دم بخود اور صف آرا فرشتے جنہوں نے اپنی مَدۃ العمر طاعت، بے خستیا رانہ عبودیت اور دم مزین عبادت کے حوصلے پر ایک مرتبہ اللہ کی جناب میں انسان کو بُرا بھلا کہنے، اور اپنی فوقیت جتلائے کی جرأت کی تھی اور جنہیں خدا نے پاک نے انسان کی خفت و توہین کرنے پر ٹوک ڈیا تھا، اس کفیت کو دیکھ کر انگشت بدندا رہ گئے، مگر جبریدہ رحمت کے کاتبوں کو حکم ملا کہ اس نادردہ روزگار شے کے نام پر روئے زمین کی بادشاہت اور ان کی سب نعمتوں کی وراثت ابھی سے لکھ دی جائے!

۴ سورہ بقرہ میں اس صحتِ امور اور شاندار قصے کا یوں ذکر ہے ہم نے ایک صلی ترجمہ کر دیا ہے۔ لیکن اس فاطمہ جبر معصوم تیسری جگہ سے پہلے یاں نہ ہو سکے گا۔ مگر کہانتیج اور سورہ بقرہ کا ربط یا محوس جلد میں عیاں کر دیا جائے گا۔

وَلَدَ قَالَ ذٰلِكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَآءِلٌ فِی الْاٰمْرِ هٰذَا فَخَلَفُوْهُ وَهٰذَا مِمَّا مِّنْ تَعْسَدٍ فِیْهَا وَیَسْمِعُكَ اللّٰهُ مِمَّا رَیٰیۤہُمْ نَسِیْمًا یَّحِیْیْہِ لَکَ وَیَقَعُ شَکُّ لَکَ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۲۰ ۳)

اور اسے سمجھا، اسکاں میں کو وہ وقت یاد دلاؤ، جب تمہارے پروردگار نے مَلٰٓئِکَہ سے مخاطب ہو کر کہا، انا کہے مرتبہ اور اراہہ ہے کہ اس میں میں ایسا ایک قائم مقام ماؤں فرشتوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار! کما سوز کسی اسی مخلوق کو اپنا ماتِ منتخب دلائے گا اس میں میں خدا سے ایسا ہے اچھا ہے میں جہر میں کرے اعلان کہ ہمیں کہ دعا فرمیں سے یہ، تعریف میں لگے ہیں، اور ہمیں حکام کے اسی دل والا کر رہے ہیں، پروردگار عالم نے حوائے یکدہاں مسک لکس میں اپنی ان جہت تباہی مسلمانوں کا حب علم کے سامان میں مکی ایسا یک ہم میں مسک لکھ

وَمَا جَعَلْنَا الْفِرْعَوْنَ إِلَّا لِيُظَاهَرَ ۖ أَنَّهُ نَسِيتُ مَا عَلَّمْتُ مِنْ نِعْمَةِ الرَّسُولِ ۖ فَمَا تَبْلَغُ عَلَىٰ عَقَبَةٍ ۚ وَلَئِن كَانَتْ لَتَكْفُرُ إِلَّا عَلَى الدِّينِ ۚ هَدَى اللَّهُ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ أُمَّةً ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَشَرُوفٌ ۚ رَجَزٌ ۚ (۱۳۲)

اور اے یہ میرا ہم نے کچھ سوچے کے لیے میت القدس کو قہر اسی عرص سے فرادیا تھا کہ مستقل قہر کا حکم پونچے تو ہم ان لوگوں کو جو رسول کی بے جوں و حسد پیر دی کریں، اُن سے حوسر تائی کر کے اتنے یادوں میرا تئیں، الگ معلوم کر لیں اور قہر کا دفعہ ملاحانا بلاستہ ایک ہم بات تھی مگر جس لوگوں کو جانے اطاعت رسول کا رستہ دکھا دیا تھا اُن کے لئے کچھ قابل اعتراض نہ تھی اور اہل البانہیں کہ رسول کی صداقت پر تمہارے اس حیرت انگیز علی اماں کو صلح ہونے سے، وہ تو ایسے اعمال کو دیکھ کر مستحکم تمام عالم پر عجیب متفق اور مہربان ہو جاتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَاسْمِعُوا لَهُ وَلَا تُولُوا أَعْمَةً ۚ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ۚ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۚ إِنَّ سِرَّ اللَّهِ وَآيَاتِ اللَّهِ الصُّبْحُ الدُّنْيَا ۚ الَّذِينَ لَا تَعْمَلُونَ ۚ (۱۳۳-۱۳۴)

اے ایمان والو! اللہ کے احکام مانو، اور رسول کے بالمقاد احکام کی بھی با حیل و حجت تمہیل کیا کرو، اور درانجا بلکہ تم اسکا حکم سہ ہو (یعنی دینہ دوستہ) اُس سے سر نہائی نہ کیا کرو کیونکہ وہی نبھا را اولوالا مر ہے۔ اور تم ان لوگوں کی مانند ہو جو منہ سے ہاں کہہ چوڑتے ہیں اور ہر حکم کی تعمیل فوراً نہیں کرتے اللہ کے نزدیک بدترین حیوانات وہ وحیثہ اور محلے لوگ ہوتے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے خواہ انکو کتنا ہی سہلایا جائے، اور اطاعت امیر کی لہج سے یہ خبریں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْمِعُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ ۚ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

۱۳۳۔ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ قرون اولیٰ میں متابعت رسول بھی فی الحقیقت ایمان کی ایک اہم شرط تھی۔ رہا یہ امر کہ یہ اتباع کس معنی میں تھا اور آج حکم رسول خدا صلعم موجود ہے کیونکہ جو اس کے لئے تصریح ایسی صفحہ کے آئندہ تحت بہت ساری کر دی ہے سخیل قلم کی تذکرہ صدر تو صبح سے صبح ظاہر ہے کہ رسول خدا کے قدم بقدم چلنا اور اسے چلے دینا اس کے حکم کی تعمیل کرنا اس پر ایمان لائے کے مراد سے ہی بات "اسْمِعُوا لِلَّهِ" کے الفاظ سے ظاہر ہے جو آیت (۱۳۴) میں آگے جھک کر آئی ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۷۲)۔

۱۳۴۔ "اسْمِعُوا لِلَّهِ وَاسْمِعُوا لِلرَّسُولِ" کا اتنی معصوم و مریدانہ اور سماں درس کے باعث مسلمانان جہاں کے وہنوں سے اس قدر مجھوٹا ہے کہ وہ آج اس احکام کے رکنے میں شرعی رسوم اور فقہی مسائل کی ایک مانتی سی مادی کو ہی اطاعت خدا و رسول جھک کر یہ آپ کو دوسرے اسلام کے ایک اہم حصے سے سبکدوش کر رہے ہیں ان کے نزدیک سوم و صلوة و عرو و عرو و رکاب دس کا شرعی التزام یا کتب اعدایت کا کتب دس اور سطحی اتباع اطاعت خدا و رسول کا انتہائی مقصود ہے اس کے سوا کوئی دوسری شے ان کے دہوں میں ساقی نظر نہیں آتی، کوئی اتنی باریبیری آفاقی اُن کی

يُحْمَلُ نَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبُهُ وَاللَّهُ لَيَسِّرُ لَكُمْ ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ
ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَدِيدُ الْعِقَابِ (۲۵-۲۴)

اے اماں والو! اللہ اور رسول تمہیں کسی ایسے کام کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی اور موت بخت ہو
(یعنی قتال اور غلبہ فرائض) تو تم ان کے احکام کو بغیر دل سناؤ اور مستعدی سے انکی تعمیل کرو اور جو

(نقشہ تحت المصحف صفحہ ۱۷) خواب اس طرح میں پڑا کہ میں، کوئی امیر سپہ سالار یا انتال و استیجاب ہیں، اطاعت خدا، اور اطاعت رسول
کی اصلی اور ابتدائی عرص دعایت کو عیاں کر دے گا یہ موقع ہیں۔ یہ موضوع اطاعت امیر کے عوا میں مالا متعلل نامہ لایا گیا ہے جو دوسری صفحہ
میں آئے گا مگر تذکرہ صدر آتات (یعنی ۲۰-۲۱-۲۲-۲۳) سے جو یہاں پر بطور مسد کے پیش کر دی گئی ہیں، اطاعت ہے کہ اطاعت
کا عالمی مطر تہ ن اول میں کچھ ہی ہو، لکن اطاعت رسول، کا مقصود ہی آخر الزماں کے عہد حیات میں اس کے بالمشاہد احکام کی تعمیل ہی تھا۔
آب (۲۱-۲۲) میں وَاتَّقُوا اللَّهَ سَدِيدُ الْعِقَابِ اور فَاتَّقُوا اللَّهَ سَدِيدُ الْعِقَابِ کے الفاظ، اور آ (۲۳-۲۴) میں إِذَا دَعَاكُمْ فِي شَيْءٍ
دعوت کی صریح تائید میں ہے گویا رسول خدا کا کسی بات کو نہ سے کسا، اور صدر اسلام کے مومنین کا طیب خاطر اس حکم کی فوری تعمیل
کرنا، اور لنگ عذرات پیش نہ کرنا ہی اطاعت رسول تھا۔ صدر اسلام میں، کوئی حدیث کی کتاب میں نہیں منی کہ کسی درجہ میں اطاعت
رسول کے مترادف ہی ہے، فقہی اصناف میں جسکو عینک نگار پر لینا، اور پڑھکر ماب تمام مالا سے طاق کر دیا اتنا رسول کے ہم معی
ہا، عینک آج اکثر سہل پسند مسلمانوں کا شیوہ اعتقاد ہے قرن اول میں رسول خدا مسلمانوں کے قائد علم اور سپہ سالار ہی کی حیثیت میں وقتاً
وقتاً احکام نافذ کیا کرتے تھے جو مصالح وقت کے لحاظ سے مسلمانوں کے اجتماعی مصلحت کے لیے مصلوب تھے، عربیکے جس جس گتے میں اس طرح
کی صا میں پونچھتی تھیں لوگ بیک بیک کرتے حاضر ہوجاتے، اور اپنا حق میں دس، اس بیک سہرت سہرا کی خاطر قرآن کریمتے ایہ اطاعت
رسول کا صحیح معہم نہا۔ رہا یہ امر کہ آج جب کہ رسول خدا مبادات خود مصلحت وقت کے مطابق حکم دینے کے لیے موجود ہیں تو اطاعت رسول کا
مدل کیا ہو، اور کس کے حکم کی تعمیل فرض ہے، یہ ایک علیحدہ سوال ہے جسکی تصریح اسے موقع پر کر دی جائیگی مگر اس محنت میں آ (۲۵) کے مطالب
خاص طور پر قائل التفات ہیں جس میں عصیان خدا اور رسول کا نتیجہ وہ فتنہ عظیم قرار دیا گیا ہے جسکی لپیٹ میں ملا امتیار اعدائے ساری کی ساری تھا
آرتی ہے یہ فتنہ لاحالہ سیاسی شکست و ریخت اور اجتماعی بدظنی ہی جو سپہ رجاعت کی بافرمانی اور تشکیک آراستہ رہا بیدہ پڑتی ہو
اور جو نظام کاسات کاہل اصول ہی اس نقطہ نظر سے اطاعت رسول اور امتحانات للرسول کے معانی اور بھی صاف ہوجاتے ہیں اور اسلامی حقا
کی رہبان کے لیے ہوت کسی ایسے امیر کا موجود ہونا لازم و ملزوم ہونا ہے جو خدا اور رسول کے احکام کی نا اعداری نہ کرانے اور جب موقع آئے
فلک و رحمت سے بچاے سلما خفینکہ (۲۴) کے الفاظ ہی اس دعوت کی حقیقی تائید کرتے ہیں کہ رہا اجتماعی اور سیاسی قوت کا حاصل کرنا ہی تھا۔
اب رہا یہ امر کہ أَطِيعُوا اللَّهَ، کا کیا معہم ہے اسکا جواب اعتقاد اور نظریہ اگر چہ یہی رہا، کہ کچھ کلام انہی کے مدد لکھا ہو انکی پیروی کرنی اطاعت خدا
ہو، مگر علی معام نظریہ یہ بات، ماکمل العمل ایسے ہو کہ قرآن حکیم اسے احکام و قوانین کا معہم ہو جس میں اکثر کی سیک وقت پیری کرنی محال ہو جاتی ہو، ان میں
عص (مثلاً جاد باسیف اور بھرت و غیر) ایسے اطاعت میں کا نعدا و قتی اور متامی حال احوال کو دیکھکر متا ہے اور جو لاجالہ کسی امیر کے ماتحت دیکھ کر
ہو سکتے ہیں اس ما پر بھی مسلمانوں کی امت کا کسی ایک ولو الامر کے اذن میں نہا اندر دے قرآن فصرہ ہی ہو، مگر رسول خدا کے عہد حیات میں
۲ اطاعت خدا سے امر و عمل رسول خدا کے احکام کی تعمیل ہی تھی جو وہ احکام، مالا متعلی تھے یا بذریعہ وحی خدا کے یاں سے پہنچتے تھے، حتی کہ سورہ
میں مِنْ تَطِيعُوا اللَّهَ فَقَدْ اطَاعُوا اللَّهَ (۸، ۱۲) کہہ کر اطاعت خدا کو فی حقیقت اطاعت رسول میں مدغم کر دیا ہو گویا قرون اولی کے عہد کے
مارگہ خدا وری سے حکم ہوتا ہے کہ جس شخص نے رسول خدا کے کو ملا پل دیرا تا اسے فی حقیقت خدا کی کے کو ملا، سن أَطِيعُوا اللَّهَ، کا معہم
صدر اسلام میں اطاعت رسول ہی ما اس نکتے کی تائید و لا تُولُوا عَنَّهُ (۲۰) اور إِذَا دَعَاكُمْ (۲۳) کی واحد ما مسمول سے بھی ہوئی ہو

سمجھ لو کہ اندر آدمی اور اُسکے دل کے درمیان حائل ہے، اور جو کچھ اُن کے درمیان بخت و نیز ہوتی ہو اُسکو حجب جانتا ہے یہ بھی حائل رہو کہ تم ایک نہ ایک دل اُسکی حضور میں حاضر کئے جاؤ گے اور اُس اجتماعی موت سے ڈرتے رہا کرو جو ایسے حماحت کی حکم عدولوں اور اہلی فتنہ و فساد سے مالا حصر پیدا ہوتی ہے اور جو حاص کر اُسکی لوگ سیر نازل ہیں ہوگی جہوں نے تم میں سے سترائی کی ہے۔
 ملکہ تم سب اُسکی رو میں آ جاؤ گے، اور حائل رہو کہ اللہ کی مار بڑی سخت ہو۔

هَٰلِكًا بَيْنَ اَصْحٰبِہٖ وَغَرَضُوْہٖ وَلَصْرُوْہٖ وَاتَّبَعُوْا التَّوْحِيْدَ الَّذِیْ یُؤْتِیْ اَوَّلَ مَعٰکَ اُولٰٓئِکَ
 هُمُ الْمُظْلِمُوْنَ ۝ (۱۵۷)

تو جو لوگ اس رسول کی صداقت اور نجات اللہ ہونے پر ایمان لائے، اور انکی حمایت کی، اور اُن کو رد دی، اور ایسے جو راہ ہدایت انہوں نے اس نور عظیم (قرآن) کے ذریعے سے دکھلائی جو اُن کے مامور، یا جو اُن کے فلسفے تھا، اُسکی متابعت کرتے رہے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُس یا میں کلمہ سب بچو۔

آہ! یہ وہ صادق النسیۃ متابعت، اور وہ محبت لہلعل اطاعت ایسی تھی جو مومنوں کے ہمیشہ شال اختلاف مطلوب اور طہارت نفس کا نتیجہ تھی، یہ وہ کرشمہ اتحاد و عمل تھا جس کا قطعی اور تفسی باعث ہوتا نفس اور اُتقائے خدا تھا، یہ وہ محتبانہ اتقا، اور مقام خدا کا ہول تھا جس کا محسوس صلی وجود خدا کا یقین اور اُسکی خالص عبادت تھی، فَاَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (۳۹-۲-۳) یہ وہ وغیرہ

سہ تو حائل حدیث کی فراہم کردی، مطر کھڑکی کی حدت کما کر دیکھو پتی حدت گنداری حدیث کے شایاں ہے۔

(تمہ تحت لہش صفحہ ۱۷۱) جس کا مرجع رسول ہی ہے، تشبیہ کی سمیروں کی ضرورت میں سمجھی لکس ان باتوں سے قطع نظر، آیہ (۲۸۰۸) میں ظاہر ہے، کا لفظ سے زیادہ قائل غور ہے، مقدمہ کتاب میں کئی جگہ (مثلاً صفحہ ۸۱، ۹۶، ۱۰۱) اس قرآنی اصطلاح کی حاسمیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، آیات (یعنی ۸-۲۷-۲۵) سے صاف ظاہر ہے کہ تاریخ کا ناسات کی نگاہوں میں ایسے رجاعت کی مافرمائی کرنا ظلم ہے، اس کا نتیجہ صاف حد اور حد کا سکست ہے، ظلم کے معانی کی یہ دوسری قسط ہے جو صحت میں پڑا کر دی گئی ہے۔ یہی قسط صفحہ ۱۲۰ کی آیہ کریمہ (۳۹-۲-۳) کے تحت لہش میں اولیٰ بھی جہاں تلامذہ گناہ جو قدم ریل پر مبدان جگہ میں لڑتی ہے وہ رت میں و آسمان کی نظروں میں ظالم ہے۔

مہم ان آیات کے مطالب پر غور کر کے بعد لفظ دین کے معانی اور بھی صاف ہو جاتے ہیں جو صفحہ ۱۶۱ کے تحت لہش میں بیان ہوئے، فَاَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ الْخَالِصُ کا مقصود یہی ہے کہ انسان کا سب سے بڑا عمل (اللّٰہی) خالص (اللّٰہی) کی رضا میں وقف (اللّٰہ) ہو، سب حائل فراہم کردی (اللّٰہی) خالص (اللّٰہی) کی ہوا سو اُنکی نہ جو سچے دل سے اطاعت (اللّٰہی) خالص (اللّٰہی) کی ہو، اُنکی اُنکی کی ہو، حائل راول (اللّٰہی) خالص (اللّٰہی) کے لیے مخصوص کر دیا جائے گی، دین کے معنی، یا، عمل کے ہیں اور یہ طرز عمل ہی حد کی نظروں میں کسی شخص کا نہیں یا نہ ہو، یا دین، ہو سکتا ہے، اعتمادی یا نظری، دس کے معنی حد کی نگاہوں میں کیہ ہیں، جیسا کہ آج کل بعض حوش اعتقادوں سے دیں اسلام کو سمجھ لیا ہے، حدت کی سچ کیلئے اور دوسرے کے پہلے صفوں پر غور کرنا چاہیے۔

مغل اور مسکراسوا توحید تھی جس نے دل کی تسلیم پر خدائے برتری کی کامل حکومت قائم کر کے انسان کو تسلیم کا غور اور قانون الہی کا پابند کر دیا تھا **قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَكَذَلِكَ أَتَتْكُمْ أَمْثَلُهُمْ لِيَفْهَمُوا وَكَذَلِكَ أَتَتْكُمْ أَمْثَلُهُمْ لِيَفْهَمُوا** (۲۳-۳۴-۳۵) اور یہ وہ ادب آموز باطن، ماحی نفس مبطل کذب، اور محرک اعتصاب اسلام تھا جس کا واحد مسہاں طہ تقویت قوم اور استحکام جماعت تھا۔ خدائے جل وعز کے اس کے اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بندوں اور لطفہ منی سے بیدار کئے ہوئے انسان کے رسی سجدوں، ظاہری عبادتوں، قربانیوں اور پیوں کی مطابق حاجت نہ تھی: **وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ عَمَلُ الْعَالَمِينَ** (۹۶-۱۳)۔ وہ اس پیغمبر برتر کے ترک ا۔ لاد اور ترک وطن، ابتا مان ایشا رجان سے قطعی بے نیاز تھا۔ اس کو اس فزہ مقدار اور بے حقیقت انسان کی نصرت کی کچھ خواہش نہ تھی: **وَمَنْ حَادَّ قَوْمًا فَاجْعَلْ لَّهُمْ قُلُوبًا يَفْقَهُوا** (۲۹-۶)۔ وہ اگر چاہتا تو ایک آنکھ کی جھپک میں سرکش اور متمرّد انسان کو فطرت کی زمیں پاش طاقوں کے قابض ارواح ملائک، اور طبیعت کے عالم آشوب حوادث کے علمبردار مصیطروں کو ایک اشارہ کر کے مٹھی یا پتھر کی طرح مسل ڈالتا

وَأَوْسَىٰ لَطَمَسًا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَفْزَعُوا الْفَصْلَ فَاثْنِي يَنْحَرُونَ (۶۶-۶۷) **فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ** (۶۷-۶۸)

اور اگر ہم چاہیں تو غولان سب کی آنکھوں سے مینائی اپک لیں اور پھر وہ رستے کی طرف دوڑیں تو کہاں سے دیکھ جائیں اور اگر ہم چاہیں تو یہ جہاں ہیں ہم میں انکی صورتیں اور طاقن مسج گردن پھر نہ تو ان سے آگے جاتے ہیں پڑے اور نہ کہتے ہی بن پڑے۔

سلا تم سگ حد ہی حد سے واحد ہے یہ اس کے احکام کی تعمیل کیا کرو اور اسی کے آگے تسلیم کر دو اور اسے جس راہ ہماری طرف سے ہمارے حضور میں حاضر ہے وہی دے دے دلوں کو شامت دے کہ ہم انکی حد سے خوش ہیں۔ وہ لوگ ہیں جو اسل حکام توہم کار حساسد کا نام لے لے آگے دکر کیا مامی نوالے دل لڑتے ہیں اور اسکی حمایت میں جو معیشتیں بھی آپر ان برقی میں طلب خاطر و دست کرتے ہیں، یہ وہ ہیں پانچو تہا کے سامنے ماہار گئے ہیں اور جو کچھ ہم نے انکو دیا اس میں سے حریج کرتے ہیں۔ سلا اور جو کوئی حد سے مسرت ہوا اور اللہ وہی ذات ہے کہ تمام جہاں سے بے بیارے۔

سلا اور جس نے تکلیفیں نہیں اور جوا دیکھے، سعی و عمل کیا اور مصاب کا مقابلہ کیا سو وہ کچھ ایسے ہی جگے کے لئے کہہ لے ہے وہ حد تو تمام عالم سے مطلقا بے بیار ہے، ان کے واسطے کسی کو کچھ کر کے کی ضرورت نہیں۔

۱۸-۱۸۱ (دیکھو صفحہ ۱۸۱-۱۸۲)

مگر اسکی شان عاطفت اور کبریا ئی اس بات کی مقتضی تھی کہ نہ بیباک کرام اور کتابِ وحی کے ذریعے سے اُس ظُلم و جہول انسان کو جسے فہم و ادراک کی امانت اپنے ذمے لیکر (۳۲-۴۰) اور حیوانوں کی عمرتاً اپنے آپ کو قانونِ فطرت سے قطعی بے خبر کر رکھا ہے، جسکے ایک در تک صاحبِ اختصار ہوئے کی وجہ سے اسکو اپنی راہِ عمل میں ہر قدم پر لغزش کا سامنا ہے، جو آپ صاحبِ ارادہ ہو سیکے باعث اپنے مالکِ حقیقی کے ارادے سے طبعاً نا آشنا ہے، جسکے صاحبِ تدبیر ہو سیکے جرم میں فطرت نے اُس کو لینے پاس سے کوئی ہدایت نامہ یا طرزِ عمل بتایا نہیں کیا، جسکے فساد فی الارض کی اور خوریزی کی دستاویز جسکے ظلم و ستم اور غمزدہ نفس پرستی اور خود پسندی کی بھانپیں، اسکی نشاۃِ اول سے پہلے ہی زمیں و آسمان کی حکمرانِ قوتوں، اور مقدس فرشتوں کے بزبانِ حبیب کی تمہیں، جو آج اپنے علم و عقل کے غرور اور ہوشیور تمیز کے گمراہ میں کتابِ خدا حسی کہ وجود خدا کا بھی مست کبر نہ انکار کر رہا ہے، اَوَّلَهُ تَوَالَا نَسْأُنَا تَحْكُمُهُ مِنْ تَطْعَمَةٍ قَدْ اَتَوْهُ حَيْثُ مَرَّ بِنُورٍ وَصَوَّرَتْ لَنَا مَلَا وَنَبِيَّ خَلَقَهُ كَدَّحَالٍ مِنْ تَحْيَى الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمَةٌ (۳۷-۴۰)، جو اپنی تجویز پر نازل، اور اپنی سعی و عمل پر مستون ہو کر قدرت کی قاہر اور جابر روحانی قوتوں، اور کارخانہ جہان کے اثل اور عظیم المثل جنسِ انسانی اصولوں کی معاندانہ روک اور تمسخر کے درپے ہے، كَذَّامَتِ الْاِنْسَانِ فَتَوَدَّعَالًا نَقَرًا اِذْ خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِمَّا قَالْ رَسْمًا اَوْ تَمِيْنَةً عَلٰى عِلْمٍ نَدْلٰهُ وَنَهْنَةً وَلٰكِنْ اَلَا تَعْلَمُوْنَ (۳۹-۴۰)، ہاں وہ کتابِ وحی کے ذریعے سے انسی ظُلم و جہول انسان کو فطرت کے عالم آرا جنسِ انسانی اور احسانی، مادی اور روحانی قانون سے باخبر کر کے، ابدالاً باد تک بیخوف و خطر، اور قوت و استقامت سے رہنے کے قابل بنادے، وہ اُسکی قوائے مذکرہ کے سامنے **فطرت کی کتابِ مبین کا فوری اور تیار ملخص پیش کر کے** کارگاہ

۱۔ کہ انسان کو معلوم ہوس کہ ہم نے اُسکو گدے یا پی سے پیدا کیا پہر جو کلمہ اہلِ محالہ بار بتا ہے اور ہماری نسبت نامس سائے لگا ہے، یعنی اہل کو بھول گیا اور کتاب ہے کہ ہلالی شہری ہڈیوں کو کول اور سرور مدہ کرے گا۔

۲۔ انسان کی عادت ہے کہ جس سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارے لگتا ہے یہ جو اسکو کوئی صحت ہم بطور احسان عطا فرماتے ہیں تو بکے لگتا ہے کہ یہ ترحمہ میری مافی یاقوت کی دہ سے (یعنی مع واصر اور میں سلیم کے صحیح اسماء کے باعث) (عقلی علیہ کا ترجمہ دیکھو ص ۸۶) (الی وی۔ اے) ماہمہ اسان! یہ صحت تو آقا مائیس کے طور پر ہی جو کہ ہم دیکھیں لیکن تو اسکا عار استعمال بھانگ کرنا ہے لیکن افسوس کہ ہمیں سے اکثر لوگ ہماری نادرہ صحت کے قانون کا ہم نہیں رکھتے۔

قُلْتُ اَنْ يَسْمَعَكُمْ وَانْقُوَ اللّٰهُ وَعَلَى اللّٰهِ فَلَسَوْكُلِ الْمُؤْمِنُونَ ع ۝۵۰۰۱۱
 اے ایمان والو! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جب ایک دشمن قوم سے تم پر یاد دست تعدی
 دراز کرے گا تب یہ کر لیا تھا اور اللہ نے تمہیں صبر و استقامت، تہور اور اتحاد کا سبق دیکر تم کو ان کے
 ہاتھوں کو روک دیا اور اے مسلمانو! مقام خدا کا خوف دل میں ہر آن رکھ کر اس کے احکام کی متابعت
 کرتے رہو کیونکہ دشمن پر غالب آنے کا راز اسی تقویٰ میں ہے اور ایمان والوں کو چاہیے کہ اسی
 حتی الامکان سعی کے بعد نتائج کے بارے میں حدامی پر توکل کیا کریں۔

آہ! اُس مالک الملک، اُس رب العالمین خدا کی عالم آرا رواداری است رسول کے اسی خوف
 حزن کو اُس دامن میں بدل دینے کے اہتمام میں تھی۔ قرآن حکیم کے اوامر و نواہی، آجکل کے عام اور
 بہت کن تختیل کے مطابق، دنیاوی نقطہ نظر سے محض بے وجہ اور بے نتیجہ نظریے نہ تھے، وہ کسی شد
 آخرت اور زاد معاد کے بے سبب اور بے وسیل، انفرادی اور شخصی سامان نہ تھے جن کا تیار کرنا خوشنوی
 خدا کے لیے "لَمْ يَكُنْ لَكُمْ رَحْمَةً" (۱۶) رسا اور فرما صوری تھا، بلکہ وہ مستقل اور نتیجہ خیز اجتماعی اعمال تھے
 جن کا اولین پیش نہاد اِس دنیا کو خوش اسلوبی سے نباہا ہی تھا۔ حدائے وحد پر ایمان، اسکی عبادت
 اور طاعت، اسکی تقویٰ اور اتحاد، اسکی ہمد اور ہجرت، صبر اور توکل، بلکہ صدقات اور زکوٰۃ کا صحیح مال
 یہی تھا کہ دین اسلام مسلمانوں کے متفقہ کسب و عمل سے دہا کی نام مجتمعات پر سیاسی اور اجتماعی
 معنوں میں غالب آجائے۔ وحدت جماعت، مصاحبت افراد، اشتلاف قلوب، اطاعت خدا،
 اطاعت رسول، متابعت اولوالامر، ایمان کے وہ لاینفک اجزا، اور اتقانے خدا کے وہ ناقابل انفصال

۱۱۔ اس آپس پر ایک کے مطالب کی مسئلہ ارتقا کی شرح م دوم صفحہ ۱۱۱ سے حالت عیاں ہے۔ قابل لحاظ بات یہ ہے کہ اس میں دشمن سے پہنچ
 سکتے کو نعمت خدا سے تعبیر کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ قانون حدایہ جلدی دشمن کے دست آئند سے کیے کا سہڑیں مذکور ہے جس بلکہ
 قرآن حکیم کی حکمت ماحدے حفظ نفس کل تیر ہدف نسخہ و انقوا اللہ کے جامع اور مل فی الفاظ کے اندر بد کر دیا ہے گو باس قوم کے
 افراد میں اتفاق کی صلاحیتیں مودہ میں، مودہ مودہ اور متفق نہ کر رہی جس سے تعریف سے اپنے آپ کو کچھ سے رکھا اور خطا تقدم کے طور پر اپنے آپ
 سے دعوہ مبارک اور دعوہ و دعوہ (دیکھو بحث ایش صفحہ ۱۷۴) اس کی دس کی دست داری عیب ہے آیت کے آخری حصے سے توکل کے معانی کی
 ایک جملہ نظر آتی ہے گو توکل یہ کہ اسان فادوں خدا کو کما حقہ پکڑ کر تلخ کا مسطر ہے، عایت پس مسلمانوں سے آج توکل کے معانی ہاتھ پر ہاتھ
 مثلاً سمجھ لے ہیں ۱

حصص تھے جبکہ آل کار لامحالہ اس دنیا میں حصول عاقبت اور غلبہ اسلام ہی تھا۔ فَاتَّبَعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
 ذَاتَ سُلْطَانٍ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۵۹) ۱۱۱، مَا تَنهَا الذِّبْنَ أَمْوًا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
 الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ، فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
 الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (۵۹، ۶۰) ۱۱۲، قَالَ اللَّهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۵۹) ۱۱۳، ہجرت اور حاد کے
 جارحانہ اور مدافعانہ اور امر بھی حفظ نفس اور تقویت جماعت کے وہ عالم آرا، معرکہ الآرا اور عییل القدر اصول
 تھے جن پر طور آفرینش سے آج تک روئے زمین کی ہر زندہ قوم، عالم حیوانات کی ہر صالح اور استعداد نوع
 بلکہ کائنات فطرت کی ہر ذی حیات جنس طبعاً اور ختماً کار بند ہے! شارع فطرت کے نزدیک اعلان حق
 کی خاطر حزب خدا اور علمون بننا ہی وہ لازمی ایمان، مستحق اجر، اور مستوجب رضا فعل تھا جس کا انجام
 راحت دنیا اور صلاح عاقبت دونوں تھا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ
 هُمُ الْمُقْلِبُونَ (۶۰) ۱۱۴، فَلَنْ حِزْبُ اللَّهِ هُمُ الْعَالِمُونَ (۶۰) ۱۱۵، وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۶۰) ۱۱۶

۱۱۵۔ یہی اس حکم کا کہیں کے مقام و منصب دیتے رہو اور اگر تم اس کے منصب کا صحیح احساس ہے تو آپ میں کامل طور پر رہو اور صاحب امت سے رہو
 اور اگر تم اس میں کوتاہی کے معنی ہو تو حد کے سب احکام کی کلی متابعت کرو اور اس کے علاوہ رسول (یعنی مہماتے امیر جماعت) سے جو کچھ نہیں کہیں معا
 فعل کیا کرو۔

۱۱۶۔ اسے ایمان والو! اللہ کے احکام کی عینی اور کلی متابعت کرو۔ رسول کا کہا ملاچین جیسے راہکار، اور تم میں سے کس شخص نے ایسے گمراہ کا امیر مقرر کیا گناہو
 ان کے احکام کی بھی پوری متابعت کرو۔ ہر اگر خدا کو مستند تھا ہے اور حاکم وقت کے دریاں کسی معاملے میں مگر کسی ہو جائے تو اللہ اور رسول پر
 چوتھوہ (اور حاکم جماعت) کی اطاعت میں کسر نہ کرنا۔ کہہ اگر تم فی الحقیقت اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور در قیامت کا نہیں یورافین ہے (رسول) کی
 خدا اور رسول سب لیکے کہ کوئی غلطی نہ ہو، یہی مہماتے لیے بہترین طریق عمل ہو۔ یہ تمہاری اطاعت و نڈاری کی بہترین تاویل ہے۔

۱۱۷۔ تو اس نے کہا اگر تم میں فی الحقیقت ایمان موجود ہے تو خدا کو سرور و محسوس کرتے رہو اور اس کا اٹھا کر بھی نہ کال دیکھو جو آقا کے لیے ضروری ہیں،
 ۱۱۸۔ خدا ان سے ان کے اعمال کے باعث عمن ہو چکا ہے اور وہ عداوت سے کئے کا احرا کر حوش ہو گئے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو ان کی وجہ اللہ کے سپاہی
 ہیں۔ یہ نہ کرو انکس کو جس میں رکھو، یہ وہی وہی کہ خدا کی وجہ سے ہی اس میں طلب آگئی اور آخرت میں صلاح پاکر رہے گی۔

۱۱۹۔ تو لا محالہ خدا کے سپاہی ہی ہیں، یہاں کے اندر غالب اگر رہیں گے۔

۱۲۰۔ اور اگر تم فی الحقیقت ایمان والے ہو تو آقا پر تم ہی ہم غالب اگر رہو گے

۱۲۱۔ اس وسیع التاویل احباب، انکس اہم اہم اس وقت امور امت کے صحیح مطالعہ کی توجہ دوسری مجلس میں پیش کر دی جائے گی۔ یہاں ہر مطالعہ صرف
 اس قسم پر موقوف ہے کہ اطاعت خدا، اور اطاعت رسول، کو ایمان کی مستطلاح سمک قرار مانا جائے اور اطاعت اللہ اور اطاعت رسول میں کیا مانا گیا
 ۱۲۲۔ اس آیت میں صاف طور پر اٹھا کر شرط ایمان قرار دیا، جو گویا آقا کے اعمال کا موجودہ ہوائی تحقیقت ایمان کے وجود پر اس کے مترادف ہو (دیکھو ص ۱۶۶)
 آخری سطر

یہی سروس کو اپنے پروردگار سے ملا، سب اسی ایک خدا کی طرف سے تھا ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی، اس معاملے میں کوئی مابہ الامتیاز تسلیم نہیں کرتے اور ہم تو ہر نوع اسی خدا سے واحد کے فرما سدا میں تو اگر پہنچ جس طرح تم نے اپنے آپ کو اطاعت احکام خدا کے لیے وقف کر دیا ہے یہ بھی اپنے آپ کو سیر و گردیں تو میں راہ راست پر آگئے اور تمہاری ان سے کوئی حد پر حاش نہیں لیکن اگر یہ روگردانی کریں تو سمجھ لو کہ تمہاری ضدیر میں۔ یہ اس حالت میں خدا تم کو ان کے قمر سے اپنے خط و امان میں رکھیں گا اور وہی حقیقت ہے حال اب کا بڑا کسے، الا اور بڑا جانے والا ہے ان کے کہہ کہ جس مصالحت اور اتحادی رنگ میں ہم رنگ ہوئے ہیں یہی اللہ کا رنگ ہو اور اللہ کے رنگ سے ہر رنگ کس کا ہوگا، اور ہم تو اسی کی خدمت کر رہے ہیں۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا اُنزِلَ عَلَى الْاَنْبِيَاۡئِ وَلَا نُمَيِّزُ بَيْنَ الْاَشْخَافِ وَنَعْقُبُ
وَالْاَسْنَادِ وَمَا اُوْرِيْ مُوسٰى عِيسٰى النَّبِيُّوْنَ مِنْ زَكٰرٍ لَّا نَفِيْزُ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْهُمْ
وَلَيْسَ لَنَا مُسْبِلُوْنَ ۝ (۳۲ ۸۳)

اے محمد! اے یہود و نصاریٰ سے صلح صفائی سے کہہ دو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں، اور اس کتاب پر جو ہم کو دی گئی، اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جو کچھ ابراہیم اور اسماعیل اور یعقوب پر نازل کیا گیا تھا اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ اور دنیا کے تمام پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا تھا، اسی خدا کی طرف سے تھا ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی کوئی تفریق تسلیم نہیں کرتے اور ہم تو ہمہ تن اسی خدا کے فرماں بردار علام ہیں۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَنَذِيْرِيْنَ وَاَوَّلَ مَعْتَمِدٍ
الْكِتَابِ بِالْحَقِّ لِيُخَلِّصَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الْاِلٰهِيْنَ اَوْ لَوْ
مِنْ عِنْدِ مَا خَلَقْنَاهُمْ لَنَبَيِّنْهُمْ اٰيٰتِنَا وَلَكِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِۦٓ اَكْرَهًا
مِّنَ الْحَقِّ يَادْرِئُهُۥ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (۲۱۳ ۲۲)

۴ صفحہ ۸ کی آیہ (۱۳۶ ۱۲) سے اس آیت کی ماعت جاس ہے۔ قابل ملاحظہ یہ ہے کہ وَلَيْسَ لَنَا مُسْبِلُوْنَ کی شرط ہاں ہی التزام کے ساتھ موجود ہے گویا مشق مباحہ کی صدا کی کو علامت تسلیم کر لینے کے ہم معنی ہے۔

۵ تاریخیں متراں سے اس آیت تشریف کے مفہوم کو مستغلط سمجھا ہے اور حمایت لایسی، اے قیہ، اور متماقص ترجمہ کر کے مطالب کو کڑوا کر گئے ہیں میں نے حق میں ایک نامی اور بدل ترجمہ کروا سے گراکت و امان لائق تشریح ہیں۔

(۱) كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قُلُوبُهُمْ كَانَتْ كَاسٍ كَدِشْتِہٖ وَاقْدَحُ كُوْبَاہِمْ كَرَنُكُہِمْ لَیْسَ اِسْتِمَالُہِمْ كِبَاہِمْ، بلکہ ایک ایسے، افع الامر کے اظہار کیے جو ہر حال درست ہو۔ اس طرح یہ گمان، کا استعمال قرآن میں میسوں حکم ہوا ہے ہم صرف سہ رسا کے پہلے چہ کہوں سے شاہیں ادا کرتے

اعمال کی رہنمائی کرے اور اگر کسی امر میں اُن میں اختلاف پیدا ہو تو اُس کا قطعی فیصلہ کر دے۔
 لیس جس لوگوں کو کتاب دی گئی تھی وہی لوگ ایسے پاس کھلے کھلے اور واضح احکام آئے جیسے اُس کے
 مقاصد میں اُس کے معانی اور مطالب میں بجز اختلاف، محض ایسی ہی ضرورت کے باعث کرے گئے اور
 فرقے بن گئے پھر آخر کار وہ راہ حق کے مسلق لوگوں میں اس قدر اختلاف پیدا ہو گیا تھا کہ اللہ نے
 اپنے حکم سے ان امان والوں کو دکھادی اور اللہ تو اسی کو راہ راست و کتابت کے حکماسب جتنا

دقیقہ تحت اہل صحر (۱۸۹) کتابوں کو الکتب، کے مانع اور مانع لفظ سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ آگے چکر واضح ہوگا، اور یہی وہ چیز ہے کہ سب
 انبیائے جہان کو منجانب اللہ تسلیم کرنا، اور اُن میں کوئی ماہر الامت یا قاضی قائم نہ کرنا عین اسلام ہے۔ آیت رجب میں بتایا
 کہ 'الکتب' اس لئے بھی لکھی گئی تھی کہ اس کی امت واحدہ میں اگر کوئی جنت دی یا جہنم اختلاف واقع ہو جائے، تو یہ کتاب جلیل اُس کے متعلق اپنا
 قطعی حکم دے کر اُس اختلاف کو مٹاتی رہے، اور یہی نوع انسان پر امت واحدہ میں جیسے کہ وہ فطراناً ماسے کہنے سے یعنی کائنات
 الناس فیما احتلوا ارضہ، اعداد ان انسانوں نے آپس میں حدود و جہت دہری سے اس روئے احکام (الستیج) کو برقرار کر کے معالیٰ سیکھنے
 اور الگ الگ فرقہ بننا یا کر لیں کتاب کے سب انسانی معاملات میں آخری اور قطعی حکم ہو چکے متعلق کسی آیتیں مقدمے کے ایرامی شہداء
 میں پیش کر دی تھیں، مگر آیت پرکٹ سے جہاں ہے کہ الکتب کے سہیجہ اور ادبیات کی جہت کا مقصود بالذات روح انسانی کو متحضر النضر
 اور متفق العمل کرنا ہی تھا، متفرق اور دوسرے کے ایک فرقہ کو دوسرے کے برخلاف لڑنا یا حتمہ تھا۔ یہ اتنا عالم کا مرتبہ کہ کسی اسلام
 کی تعلیم کا وہ درس اولیٰ سے جو اُس کے ہر حصے سے علم ہے اسی کیلئے حتی الامکان کسی کرنا عین ایمان ہے (وہی اللہ علی الذین امنوا) اسی ہی
 ہدایت و اور قرآن حکیم کی حکماء کتب میں ہی صراط مستقیم کے مفہوم کی اہم شق ہے (وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ) اس قسم
 کے معصوم کی پہلی حق، یعنی علم طہرت کا حاصل ہوا صحر ۴ کے تحت اہل بیت (آیہ ۲۴) میں، اور دوسری شق یہی صط بعض صحر ۵ کے تحت اہل بیت
 (۱۶) میں بیان ہو چکی ہے۔ دیا یہ کتاب میں خود سے جس نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ایک سچا پیالے کی بات کو ختم کی تصدیق یہاں پانچوں فرقوں میں
 اس آیت صحر کے مطالب میں اس مقاصد کے باعث صحر ہی تحریف اس قدر واقع ہو چکی ہے کہ مسلمانوں کے لئے مندرجہ صدر معصوم کا
 منسوب ہر عالمات سمات غیر مانوس معلوم ہوتا ہے۔ فرقہ بندی اور مذہبی تعصب انسان کے ہر رنگ پر ہیں اس شدت سے سلطنت کر چکے ہیں کہ اسلام کو
 مانع مل مذہب نفس کر لیا آج مسلمانیت کے منافی اکثر ہو چکا ہے تاہم اگر عاقلانہ نظر سے صحبت کی طرف دیکھا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ رب العالمین
 اور رازق کبر پر ہمیں خدا کے نزدیک سب اسان کسان ہیں، اوس کو کمال محنت سے پال رہا ہے، جسے خزانہ غیبی سب یکساں انعام پارہ ہے
 ایسا حکم دیا کہ کوئی گناہ نہ کرے اور اس ایک دوسرے کو کاٹ کاٹ کر کھائے، اس روحانی باپ کی طرف سے اگر کوئی پیغام ہو سکا ہے
 تو یہی کہ سب انسان مل جل کر رہیں، اتحاد و اتفاق سے رہیں، ایک کلم غلط نہ کہیں، پھیلیں، شیطان کی طاعت نہ کریں، آیتیں سنانی بھائی
 رہیں، وغیرہ وغیرہ۔ یہی علم اسلام ہی، اور یہی اسلاف صالحین کے اس قلب کا سچ معصوم ہے کہ اسلام کے اند کوئی فرقہ نہیں قرآن حکیم کے لطیف فی
 المطالب اور محقق فی الدیالیاں موسے کی یہ آیت ایک دوس شہادت ہے۔

قرآن کی عمارت کے متعلق تفسیر کے نشانات اور مؤثرات اہل عرب کے مراحلی کے بہت، مریجہ غنائم حجاج بن یوسف والی عراق کے ایام
 امیر عبدالملک (التوفی ۷۵) کے عہد خلاف میں لگے تھے۔ سدرہ رمانہ تھا جبکہ قرآن کا صحیح علم سنوں کے اندر مارا تارہ تھا ایسے جیسے کوئلا
 کے نشاں اور اوصاف کی علامتیں اکثر اوقات قرآن کے ربط کو معلوم کرنے اور صحیح مطالب کے حل کرنے میں بہت کچھ، دوتی ہیں آیت یہ رجب میں لگانا
 اَمَّا فَاجِرَةٌ كَيْفَ عَصَاكَ تَقْبَلُ حَسْبُ مَدْرِيَّةٍ كَيْفَ مَطَالِبُ كَيْفَ تَبْلُغُ كَيْفَ كَانِي دِيَرَتِكَ نَهْرًا ضَرُورِيَّةٍ اِذَا رَجَعْتَ مِنْ شَيْءٍ فَكَيْفَ كَانِي
 مسلسل عمارت کا گمان ہوتا ہے لیول کاسے دولاس امر کی شہادہت کہ کائنات اللہ کے آجہ کے ذہنی ہنس و اختلاف، تار جس کے کچھ میں سامیائے
 کرم مگر اس طے کے پے سے تے تے کہ فرقہ ماسکر لوگوں کے آس میں لڑیں۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْلَفُوا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَعَتْ مِنْ رَبِّكَ لَفُصِّحَتْ بَيْنَهُمْ
فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ (۱۹-۱۸)

اور انسان تو فی الحقیقت ایک ہی آئیں میں لیکن انہوں نے خدا اور کتاب خدا کے متعلق باہمی
خلاف اور ہٹ دھرمی سے اختلاف پیدا کر لیا اور اسے بغیر اگر تیرے پڑھو گارنے انکو ایک جہتین
مذمت تک یہاں میں رکھنے کی پہلے سے ہی نہ تھاں لی ہوتی تو جس باتوں میں یہ لوگ اختلاف کر رہے
ہیں اس تک کبھی کا انکو صفحہ ہستی سے معدوم کر کے مصلحہ کر دیا جوتا۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ وَمَا اخْلَفَ الَّذِينَ اتُّوُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا
حَاءَهُمْ الْعِلْمُ نَعْمَ أَنْتُمْ هُمْ وَمَنْ تَكْفُرْ يَا أَيُّهَا اللَّهُ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ فَإِنْ
حَاقَتْكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَحْيِي لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِلَّذِينَ اتُّوُوا الْكِتَابَ الْإِسْلَامُ
أَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ احْتَدُوا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاءُ وَاللَّهُ
يَخْتَصِرُ بِالْعِزِّ (۱۸-۱۹)

خدا کے نزدیک انسان کا سچا دستور عمل ہی ایسے آپ کو خدا کے ہمہ تن مطیع کر دینا ہے۔ اور پہلے کتاب
اگر اسلام کے اس جامع الناس مقصد کو غلط سمجھ کر آپ میں ایک دوسرے سے مختلف ہو گئے تو اس

مذہب میں بھی وہاں الناس کا ایک لفظ سے معصود ایک واقعہ الام کو ظاہر کر رہا ہے۔ کسی گدستہ لفظ کو یاد دلانا۔ اس طرح کا وہاں کا
اسلمت قرآن میں بھی ملے گا وہاں شفاء سورہ توبہ کے احرام و ما کان لکفر ان تکلمہ اللہ کہ و حاشا (۵۱ ۴۲)، اور یہ کسی سے کی
محال نہیں کہ حد اُس سے وہ بدو ہو کر کلام کرے مگر وہی کے درپے سے۔ علی القیاس سورہ کل میں ہے: مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُسَمِّقُوا صَحْفَةً
(۱۹ ۲۴) یعنی تمہاری طاقت میں کہ اُس کے درختوں کو آگ لگو۔ اور سورہ قصص میں مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُهْمُوا فَتُفْطِنَ دُحَى۔ یعنی انکو کچھ احیاء نہیں ہے۔
ہر دین میں بھی صاف ظاہر ہے کہ ہمارے خدا تمام عالم کو مقرر کر رہا ہے۔ یہ کہ اس میں جو دینی کے امت آپ متفرق ہو گیا ہے۔
یہ یہ باہمی اختلاف اور ایک قوم کا دوسری قوم سے خدا کے لئے اور خدا کے لئے کرنا رتبہ و آسمان کی نظروں میں مکروہ اعمال میں جس کا مصلحہ
کسی دینی جان کرے گا اور یاد دینی کرے والوں کو کما حقہ سزا دے گا

چچہ ان آیات حلیہ میں اسلام کی حقیقت قطعاً عیاں ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام صحیح طریقہ عمل (الدین) اور سچا انسانی دستور (سلسلہ
(الدین) اور خدا کا وہ طبعی آئیں کار (الدین) اور یکہ یقین امت میں صمد ۱۶۱ کا ہے جس کا دوسرا نام ایک حاکم اعلیٰ کی ماتحتی میں رکھ کر امت اور
اصلاح میں الناس ہے۔ جو اختلاف پہلے حاکم الناس، اس قائم ہو گا تھا وہ لوگوں کا خود پیدا کر رہا تھا اور اس کا اصلی باعث انسان کی آئیں
خدا (العالم) سے معاشرت تھی (نَعْمَ نَبِيَّهِمْ) اور اس کے لئے (وَحْيِي لِلَّهِ) کی صورت میں افراق قطعاً پسیدہ نہیں سکتا۔
کیوں کہ ایک آقا کے کوئی علام یا ایک حاکم کے کوئی تحت ملازم نہ ہو سکتا وہ اس کے آقا اور حاکم ہونے کے دل سے مقرر ہونے والے کسی طاقت منور سے جو وہ
ہوں آئیں ہوتا پیدا اس کو سکتے ہیں یہی اتحاد، یہی قانون خدا کے آگے سر جھکا دینا، یہی خدا کو خدا تسلیم کر لیا (إِسْلَامٌ) کہ ہم جو ادبی
یہی ہدایت ہے (وَكُلُّ أُمَّةٍ قَدِ احْتَدَتْ) یہاں ہر امت کو ہدایت کیا ہے۔ پہلے دو موقوفے آیت (۱۸ ۱۳۴) صمد ۱۸ اور ۱۳۱ صمد
صمد ۱۸۸ میں گدے ہیں امت تاجید اور دینا چہ کتاب میں میں ہے بصیرت ہی اسلام ہوئی کیلئے دیکھو صمد ۱۳۴ اقتصاد ۲۲ الخ دینا چہ

اگر اسد اپنی مرضی کے مطابق کرتا تو تم کو ایک اُمت بنا کر رکھتا اور تم میں کبھی کسی اہم امر کے متعلق اختلاف نہ پیدا ہوتا۔ لیکن جسکو گمراہی کا اہل سمجھتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جسکو دروغ پختہ دیکھتا ہے ہدایت دیدیتا ہے لیکن لوگو! یاد رکھو کہ یہ سب تعرقہ جو تم بدایت خود آپس میں پیدا کر رہے ہو اسکی باز پرس تم سے ضرور ہونی ہے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ
إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَسَبِّحْوا لِلَّهِ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ (۲۸)

اور اسے ساکنان زمین! اگر خدا اپنی مرضی کرتا (لَوْ شَاءَ اللَّهُ) اگر وہ اپنے حسبِ یس کا تم کو ایک (لَوْ شَاءَ اللَّهُ) تو ضرور تم انسانوں کو ایک ہی اُمت بنا دیتا (تَمَسَّكُ) تم سب کے ساتھ الخیال اور متفق الاعمال ہو جاتے اور

(یعنی تحت اہل صمد ۱۹۲) اور واحد الازل ہوتا ہوا (اللہ کے لفظ پر رہے) لیکن چونکہ اسے تم احقر و مخلوق اور دی شہور انسانوں کو ایسے اعمال پر ایک بہت بڑی حد تک قدرت دے رکھی ہو ایسے یہ اختلاف جو پیدا ہو رہا ہے تمہارے آپس کے قوت سے ہے۔ اس صورت حال میں وہ حد سے عظیم بھی تمہارے اعمال کو دیکھ کر جس قوم کو اہل تہذیب و تربیت ہے اسی مشیت (یعنی قائلوں اور ست اللہ) کے رو سے تعریف و شجاعت کی راہ ضلال دکھاتا ہے، (وَلَٰكِنْ نَّبِئُكُمْ مِنَ الْغَايَةِ) اور جسکو ہمہ جہات اہل سمجھتا ہے ایسی مشیت کے اہل زور سے اتحاد مل کا راہ راست دکھاتا ہے، (وَلَيَقْبَلَنَّ مِنَ الْغَايَةِ) لیکن لوگو! یاد رکھو کہ جو کچھ بھی تم کہتے ہو اسکی سرسختی سو ہوگی (وَلَيَسْطَلْنَ عَلَيْكُمْ تَحَابُّونَ) ۵

آگے چلکر ہم دوسری جگہ میں جہاں کر دینگے کہ حد سے غیر آفریں ہے اپنی سب ادنیٰ حیوانی مخلوق کی ہر بات کو جو انسان کی جہاز اسد ہے میں کچھ خستہ یا زار اور وہ نہیں رکھتی، اور سب ذاتی اقتدار مشائے حد میں کچھ دخل نہیں ہوتا۔ اُمت واحدہ ہی سامانے اہل کے افراد کے مابین جھگڑائی اختلاف رہا نہیں ہوتا۔ وہ سب کے مختلف حالتوں میں مقسم ہیں لیکن آپس میں شہادت و متفق میں ہیں یہ انسان کا ایسی نوع کے ساتھ تعامل تباہی فی الحقیقت اسکی خود رانی اور صاحبِ جنت مار و راہدہ ہونیکے باعث ہر وہ طرکات کا متانے جو دیگر ایک نوع کے افراد میں اتحاد ہی اتحاد ہے۔

۵۔ اس آیت کریمہ سے اور بھی واضح طور پر جہاں ہوتا ہے کہ اختلاف کا اصلی باعث اعتدال و مساوی ہے (یَسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ) اور حد تک میں مرضی یہ ہے کہ کسی نوع انسان متحد ہو کر رہے۔ اَللّٰهُ تَعَالٰی کے صحیح معنوں میں توحید ۱۳ کے تحت اہل میں جو کچھ ہے ایک ظاہر ہے کہ حد کا کسی اُمت کہ اجتماعی اعمالوں سے مشرف کرنا، اس بات کی علامت ہو کہ وہ اُمت مشیت ایزدی کے مطابق چل رہی ہے (مثال کے طور پر اگر وہ اُمت اُمتہ قاضیہ مکرر رہتی ہے اور سرورہ مذہب متی تو لا محالہ حراۃ حد سے ماوراء است یا آراوی وغیرہ کا انعام پائی ہو سکتا ہے اقوام کے بارے میں ایک آیت سمد ارتقاء کے تحت اہل صمد ۱۳ میں آئی ہے۔ اور یہاں بھی ظاہر ہے کہ اقوام عالم کے متعلق مشائے ایزدی انکا سعی عمل اور ایک دوسرے پر مسابقت ہی ہو سکتا تھا کو میں طرک رکھ کر اس آیت کا معنوم اور بھی واضح ہوتا ہے۔

۶۔ آگے چلکر حد عل میں ہم بات کر دینگے کہ حسبِ حدائی بحسب اس کا قانون ہی ہے جو انوں مداسد و عمل سے مداول سے مایا ہے، اُسی کے مطابق عمل کر دے جو ہے، ایسے دوسرے حراۃ سرائل رہی ہے اندہ ہی ایک سمت ہی ہر عقل حاکم کے مابین ساں ہی ہے ایک دوسرے سمجھنا ہواں ماہ کو ہے اور ہر کے مطابق عمل کرنا اس سب سے گروا ہے، اسی لامکان پہر قائم ہے، لکن اسکو ہر جہاں آیت کا ہے کہ حد کی مشب العباد ماہ کوئی استمدادی جنت سس کہ گمراہی میں اسد اندہ گمراہی میں تو اس دیکھا ہے کہ وہ مدافرت میں سے اہل ہے، ناقابلِ مدود اور الاہل مرسس ہے، لکن چھوڑا اُسٹیک اللہ سبب لافلاہ و کُنْ یَحْکُمُ لَیْسَ لَہُ اللہ یَحْکُمُ لَہُ (۳۵) ۳۴) اُسی آسے مطابق قرائن حد میں ہر کوئی مدلی میں یا ہے گا اور ہر کوئی کول س دیکھتا

تم میں کسی امر کے متعلق کوئی کسمکش پیدا ہی نہ ہوتی، لیکن یہ صورتِ استلاف جواب تھا ہی
اپنی خود رانی خدا سے گیسٹنگی، اور ضلال کی وجہ سے یہاں ہوئی۔ یہ اس لیے کہ وہ خدا سے عالمان تم
سب مختلف سدہ امتوں کا امتحان اُن المقتوں کے واسطے میں لے کر آئے تم کو وہی ہیں (المتنقذ
فی قائلہ) تو اسے اسانی آتو ام ہی اس آزمائش میں پورے اترے، اور اس کا کیش بطعم
میں فتح یا نکیلے ہوا اند مالک کے بہترین اجتماعی انعاموں کی طرف مسافت کرو (فانستغرا
الحنوٰث) اچانے رہو کہ تم سب کے ہر ایک طرف لوٹنا، اُن کے حضور میں اپنے سبھی وعل کی چاہی
کرئی ہے، پہنچاؤ وہ اسانوں کا خالق خدا تم کہ اُس جہتِ حال سے آگاہ کرو چاہیے کہ اسے
تم آپس میں اختلاف پیدا کرتے تھے!

وَلَوْ رَٰبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا تَزَالُ تَوْفِقُ الْفٰسِقِينَ ۝ إِلَّا مَن
شَآءَ رَبُّكَ ۚ وَلَٰكِنَّ لَّكَ حَلْفًا مِّمَّا وَنَمَتْ كَلِمَاتُكَ ۚ لَآ مَلَكٌ جَهَنَّمِ مِمَّنْ جَٰئَكَ
وَالنَّاسُ لَخَمَوْنَ ۝ (۱۱۸-۱۱۹)

۱۱۸۔ اے پیغمبر! اگر تیرا رب وہاں اپنے مشائخ کے مطابق کرتا تو تمام لوگوں کو ایک امت بنا دیتا۔ لیکن یہ
لوگوں کی تعاوت ہے کہ وہ ہمیشہ انیس میں اختلاف قائم کرتے رہتے ہیں اور خدا تو حق اہل ہر

۱۱۹۔ حورب اللہ اور موت افراسیخوئی تحریف کچھ مذہب۔ ان دو بیاتِ حلیہ کے مطالب میں بعض ماعاقب اندیش مسلمانوں سے عہد اوٹھ گیا
پیدا کر لی ہے، دیدہ دلبری اور اہلبیسی کر دیا ہے وہ ان آیت الہی کو سب گروا کر اپنی موجودہ فرقہ بند اور شکست انگیز عالم کو حالت
اسانی، ملکیت از روی پر جموں کر کے موب کی سیدوں سے رہے ہیں اور یارہ انگ عالم سے ایک آواز اس تشیخ کے برعکاس ہی
و کما فی ہس مرتبی، اس سے آج عالم اسلام کے فقدانِ فہم و فکر کا خوب پتہ چلتا ہے اور یہ امر متفق ہو جاتا ہے کہ جب کسی امت کی اجتماعی ہوا
قریب ہوتی ہے تو سب معصود و مفسد سب اُس کے افراد سے خود بخود صحت ہو جاتے ہیں، اور اذاعتہ اخص لم یبقی اوف ولا عس کا حال
ہر طرف عکاس ہوا ہے آج مسلمانوں سے وَلَٰكِنَّ لَّكَ حَلْفًا مِّمَّا وَنَمَتْ کَلِمَاتُكَ کا یہ مطلب سمجھ رہا ہے کہ انسان فطرتاً اور خلقاً اختلاف پیدا کرے یہ رسول
محدوسے، اور وَلَٰكِنَّ لَّكَ حَلْفًا مِّمَّا وَنَمَتْ کَلِمَاتُكَ کا حکم اس کی موجودہ حالت طعنا اور حکماً لا علاج ہے، ملک اختلاف پیدا کرنا اور
اتس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے سکسٹ رجعت کے ہتم کی طرف گسٹنا ہی رحمت الہی کی علامت اور شہادتِ خدا کی تکمیل ہے اس تشرارتِ انگریز
تعلیم کی تلشش آج ہر طائفہ غور و فکر سے مایوس ہو کر اپنے مایوس مزاج سے ٹھیک کر کے و گنہگار ہے اور اسے زعم میں رہیں و آسمان کی ایک اہم
ہدایت کی تبلیغ کر رہا ہے۔ اور یہ سب نشرو تبلیغ صرف و نحو کے اُن خدا فرستادہ قاعدوں کے منبع سے ہو رہی ہے جس کے سیر قطرب اور کسائی
و عمر ہم تھے، اور انہوں نے ابی مستحکم کے من بھی کہو ما ہو گا کہ ذلک استمر تارہ قر کے لیے آئے، اور اتارہ بعید کے لئے ذلک کا لفظ
وقف ہے اس فراں صاحب الادعا کے لئے ذلک کا اشارہ مختلف ہے ہی ہو سکتا ہے، اُنکے ذلک کے لئے، ہمیں ہو سکتا اور اسی لیے کہ
میں و آسمان اُن کے زعم میں اختلاف کا یکسر حامی ہے! یہ سب طر استدلال ظاہر ہے کہ ہدایت لغو اور مستحکم ہے۔ اور کسی دینِ سلیم کے لئے
فائل التعاب ہس۔ ہمایرا لآ من تہم ذلک کے الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ اختلاف پیدا نہ کرنا اور امت واحد بنے رہنا ہمت
حد کی نشانی ہے، اور وَلَٰكِنَّ لَّكَ حَلْفًا مِّمَّا وَنَمَتْ کَلِمَاتُكَ کا اشارہ سبب یہاں رحمتِ ستر کی طرف ہے، ذلک یزالی مختلف ہے کے الفاظ کی طرف ہیں و سنا

تو مہی رہتے ہیں جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے۔ فی الحقیقت خدا نے انسانوں کو پیدا بھی لایا
 کیا تھا کہ ایک امت بن کر رہیں، لیکن اگر یہ اختلاف نہ مٹا تو فرمودہ صریح ہو کر رہیگا کہ ہم کیا ہیں
 اور کہا انسان سے دوزخ کو ضرور بہرہ لگے اور نافرمانی احکام کا انتقام لیکر رہیں گے۔

(بقیہ تحت المثل صفحہ ۱۹۴) دوسرا بیسہ ہیں۔ لیکن اتحاد کا اسلامی عظیم کا حرد عظم ہوا چونکہ مسلمانوں کی موجودہ مندرجہ مذکور کا شدت
 سے ماننے ہے اور آگے چل کر ایسی امت کے کل جن واس کو ہم میں سر دیے کی دھکی بھی دی گئی ہے اس لیے اب ماصوبہ کے لیے امت
 کے ماعدوں کے رسم میں جسم کی آگ منہ سے حرام ہو چکی ہے اسکا اطلاق ختم نہیں ہو سکتا اس وجہ اعتقادی کا تیسرے بعض اوقات
 ہا تک ظاہر ہوا ہے کہ لوگوں نے لیل الیک حلفہم، مک ایک مضمون سمجھا ہے اور لا تلتق حلفہم میں الیحدتہ واللکائیں آتجہن کونیا
 معصوموں میں کر کے قرآن کو ٹوٹے ٹوٹے کر گئے ہیں حتی کہ بعض حلقوں میں ہم دوسرے آدمی کے کو پہلے مضمون کے ساتھ ملا کر یضنا مارا
 سمجھا گیا۔ اور دلیل یہ دی گئی ہے کہ جب اختلاف پیدا کرے سے مشتبہ ایروسی کی تکمیل ہو رہی ہے ایسی ہی انسانی طریت ہی سے تو ہر اس
 انسان کا کوئی قصود نہیں اور جسم کی سزا بھی اس قصود کے متعلق نہیں۔

اصل کتاب میں ان آیات کے صحیح مطالب اصح کرنے گئے ہیں اور صاحب مطر بطور خود سمجھتا ہے کہ قرآن حکم کس استقلال اور تسلیم
 سے جا بجا اتحادی نوع انسان کا حامی اور وحدت امت کا مؤید ہے اور ناقص اور اختلاف کے انسانی عیس کے کشف و تفسیر ہے لیکر آیت (۱۱۹)
 کے آخری جملے کے متعلق نکتہ کلیمت ذلک کے معانی کی ضروری توضیح مافی سے جو یہاں پر لکھی جاتی ہے۔

سورہ اعراف میں شیطان کے انسانی اعراف کے متعلق یہی خیر کمالہ درج ہے جس پر آج ہر ملکہ حرف کجسرت حمل ہوتا ہوا صاحب مطر
 کو ٹھہرا رہا ہے

قَالَ قَبَسْنَا مَعَهُ النَّحْيَ لَا تَعْلَمَنَّ لَوْ هُوَ صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِيمَ لَوْ كَذَّبْتَ بِمَا يَكْفُرُ بِهِ أَنتَ وَبَيْنَ حَلْفَيْهِمْ وَعَنْ أَكْثَرِهِمْ
 هُمْ لَا يَعْلَمُونَ وَلَا يَحِلُّ لَكَ إِلَهُ سِوَا اللَّهِ شَرِكُوكَ . قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْذُومًا مَدْحُورًا وَلَنْ نَبْعَثَ مِنْهُمُ إِلَّا مُقْتَلًا
 وَمُتَكَذِّبًا آتِجِينَ ۝ (۱۶۱-۱۸)

پہر شیطان بت رہا تھا کہ میں تو انسان کی حواس میں گستاخی سے لولا کہ اسے ٹال کر کہوں دیکھا اس طرح تو نے مجھے ماضی ماعدہ انسان کے مطیع ہو کر
 رہے اور اسے آگے بڑھ کر مجھے حرم میں حق کے آرام دہ سرور واصل سے نکالا ہے میں بھی ہی نوع انسان کی تلک میں حرم سے مایہ جو
 صراط مستقیم پر مضمون رہو گا، ہر ایک میں صراط مستقیم سے ہٹنے کی حرص سے طرح طرح کے لباس پہن کر اور ہر قسم کے مکروہات سے آڑھ کر
 کہی آگے سے آدھا اور مجھے سے حاد نگا، کہی وہی طرف سے آدھا نگا، کہی اس طرف سے آدھا نگا، اور اس طرح میں نے اسے مادی نوع انسان
 کو ہٹا کر رہو گا، اور اگر میرا سر اسے ترسٹھ گیا تو انسانوں میں بہت کو تو اسے قدردان اور مطیع نہ مانے گا۔ شیطان کی اس انتہائی گستاخی ر
 حد سے عروہ مل مٹا اٹھا اور اب تاکہ باع مشیت سے مکرم کل باہر جوا یہ اس کے لیے لعداں ارمو۔ پارہو۔ لیکن ہی نوع انسان حق
 میں سے تیری پروردی کی ہوگی تو یہ ہر قسمی وعدہ ہے کہ میں ہی تم سے اور اس کے حکم کو لال ہر دوں گا۔

شیطان کی مابہیت سے یہاں پر بحث نہیں اور اس پر کہ یہ کمالہ کیوں ہوا اور کہاں پر ہوا لیکن ان آیات کے آخری جملے سے ظاہر ہے کہ کلیمت
 کلیمت ذلک والی آیت یعنی (۱۱۹) میں اسی قول کی طرف اشارہ ہے صفحہ ۱۸۸ کے تحت المثل میں آیت (۲۱۳-۲۱۲) کی تشریح کے ضمن میں ہم
 اسی اسی بتائے ہیں کہ اتحاد امت ہی صراط مستقیم کی ایک ہم خلق ہے پس شیطان کا صراط مستقیم سے ورغلا ماسالوں کے درمیان ماضی
 پیدا کرنا ہی ہے۔ اور اسی اختلاف کی سرانیں شیطان اور انسان دونوں کو ہم میں ہر دوسرے کی دھکی دی گئی ہے اور صاف فرمایا ہے کہ جو قوم
 اس طرح پر شیطان کی مشاوت کرے گی اس پر قول پورا ہو کر رہے گا۔ یعنی اسی طرح کا کمالہ سورہ ص میں ہے۔ (ماہ)

اسلاف کی طرف یہ جہنسی بازگشت تھی جسکا اولین پیش نہاد ساکنان عالم کو پابندِ خدا اور بربیدہ ماسوا کے ایک کر دینا تھا! دین اسلام کی سلائے عام (۱۳۱۳ھ، ۱۳۱۴ھ، ۱۳۱۵ھ) انسان کی اعتقادی اور سیاسی، ملکی اور بین الملکی تفریق و تخریب کے برخلاف وہ عربہ جو صدار اور آماوہ پیکار آواز تھی جس سے عہدہ برآ ہونے کی شرط وجہ توحید کا علی اقرار، اور بندگی خدا کا علی اعتراف تھا، وَمَنْ يَنْتَه عَنِ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ، وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۸۳/۳)، فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (۱۲۴/۲) بنی ملکی مصاصحت اور جنسی اتحاد عمل کی یہی وہ طبعی اور قابل تسلیم بنا، اور یہی وہ مشترک اساس تھی جس پر خلق خدا کے اجماع و اتلاف کا امکان ہو سکتا تھا! **اِنَّ الدِّنَ لَمُحَدِّدٌ** کی عملی اور تیجہ خیز لکھا میں ہی وہ آسمان نشین

سلا اور تو جس اس علی اسلام کے سوا کسی اور مذہب عمل کی تلاش میں ہوگا اسکا ہر گز قابل تسبیہل ہس ہوگا، اور بالآخر یہ نیاں کاروں میں سے ہوگا

سلا ہواے آماں والو! اپنی تمام ارادہ بندی اور حقیقت کو کسی حد کے لیے مخصوص کر کے اس کو بیکار کر، اگرچہ جس کسب حد کو بڑا کیوں بھی

یہ آیہ شہیدہ قرآن مجیم میں صحت کے حق کی آیہ قل اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا اُنزِلَ عَلٰى اٰرَافِهِمْ ذٰلِكُمْ يَنْتَوِيْنَ وَبَعَثْنَا نَاوِلًا وَمَا اُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا اُنزِلَ عَلٰى اٰرَافِهِمْ ذٰلِكُمْ يَنْتَوِيْنَ (۸۳/۳) کے میں بعد واقع ہوئی جو دوہوں آیتوں کو ملا کر پڑھے سے ظاہر ہوتا ہے کہ الایسلاک، و حقیقت اسیا ہے جہاں کو صرف ایک پیغامہ النکب کا حامل تھے، ان میں سے کسی ایک کو دوسرے سے الگ نہ کیا، اب کاموہ نہ تسبیہ کرے، یہی نوع انسان کو مشترک اساس عمل پر لائے۔ خدا کو صل و عمل میں حاکم اعلیٰ تسلیم کر کے اس کے قانون پر عمل کرے گا نام سے یہی وہ مادہ عمل (دین) تھی جسے سوا کوئی اور طریق اختیار کر امدادی نظروں میں پسند نہ تھا۔ اھل کفر و کفر (۱۲۴/۲) گویا تفرقہ ایجاد خدا و عمل میں اتحاد انسانی کو پیش نظر نہ رکھنا، اور اسے سعی و عمل کا مطمحہ طرہ اصلاح میں الناس سے جدا و ستیوہ کا ہے جسکا نتیجہ ہست نہ ہے، جس کا اتحاد شکست و بخت ہے (وہو فی الاخرہ میں الخبیثین) جس میں انا حشر امرادی ہی نام راوی ہے۔ یہ دونوں آتش اسلام کو محنت و اتحاد تا تب کرنے میں نے مسل میں مگر آج لوگوں سے آیہ وَمَنْ يَنْتَه عَنِ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ کے کرب تک کوئی قسطہ خارج اس اہی جٹھا کاٹ کر امداد کو کسی نام سے نہ کاٹھ پر اس کے کھسے کے مطابق کھسے تھوڑے نہ پھر لیگا، اور بعد ازاں دشمنوں کے پانیچھے ولے یا مائے اور سدی حد و دستار کو تا دم موت ایسا اسلامی شعار نہ مائے کا جس تک اس سے چارے کو قیامت کے دن گھانا ہی گھانا ہے۔ گویا آخرت کو تھوڑے کے لیے اس ہیئت کدافی میں ہوا لاری ہے۔ اور رت زب و آسمان میں طرح کی طرح کی ہوتی فیص وانا کو پسند مائے کسی۔ جس طرح کے ناں کا مابو کیسٹر اسکو پسند ہس۔ اہل قرآن حکیم کے الفاظ اس طرح باقی میں صر۔ ح عمل میں سے امید خلک کسی حقیقت شاس اور قوتہ جس قوم کے جسم کی کس میں ہی ہے اگر جس قوم میں حلول کر گئی ہے اس کی گم رنگ میں اس کرامیں حیات کا عالم گیر حیل ٹھہری ہو سلطان لکھ مارا ہے اس جرمی اہل بیت الگ و اسلام کو سلام تھے رہیں ملکی اسلام وہیں جہاں اس حد نے بیا اور حاکم عادل کے قبولیت کی سہل ہی ہو، جہاں طاقت و حکومت ہو و شریک و ائمہ راہی جہاں سلطان لکھ مارا ہے ہوئی ہیں، جہاں باوجود شہرت میں کی جوس ملوہ کرے جہاں ولک و اعدا و حاکم کی دیوانہ تھوڑے کثرت ہیں۔ آنگہ جہاں سب طرف محو سکسٹا ہی حریف چارگی ہے، مانگے جوئے کثرتوں پر گزرا، اور جو میں حرد مل بہر ہی ہیں!

طاقت، اور وہ انجذابی اثر پہنچاتا جو ہر مقامی نصب العین، اور ہر نسلی مطیع نظر کو نالائق التفات کر دیتا تھا، اسی حقیقت کی عالم آرا عظمت، اور مستم بالشان نافیت کے باعث مومن کا ایمان ایثار کا لازوال مصدر، اضطرابِ راعل کا عظیم الشان پیکر، اور سچو قوت کا بے خوف و خطر مسکن بن گیا تھا۔ لیکن یہ توحید ہی وہ مسکنِ قلب اور مرکزِ نفس دوا تھی جو غلبے کے سُکر اثر کے باوجود قدم قدم پر سہمی جذبات کو مشتعل ہوئیے روکتی تھی، جو بڑے سے بڑے دشمن کے بالمقابل رفق و مسامحت، حُسنِ معاملت اور اخلاق کے ملکوتی صفات کو ہر مومن کے قلب میں جو حسن کیے رکھتی تھی، جو احتسابِ نفس کی پرہیزگار برید کے باعث اُسکے ادنیٰ سے ادنیٰ عمل کو بھی حدِ اعتدال سے گزرنے نہ دیتی تھی، جو حق خدا کی ہر دم محافظ اور حقوقِ عباد کی ہر آن نگران تھی، جسے حُسنِ مذاق کی ربانی فضیلتیں، اور خوبِ خدا کی تسدوسی بزرگیاں ہر نفس کے اعمال میں جاری و ساری کر دی تھیں، جسکے صحیح نقش نے مومنوں کے زندہ قلوب میں باہمی محبت کا حس، اور یک نگی کی لہر دوڑا دی تھی، جسکے مصلح اعمال اثر نے مسلمان کی زندگی کو ہر انسان کے لیے قابلِ تقلید نمونہ بنا دیا تھا۔ اسی توحید کے نفع مند اور تہیجہ خیز یقین نے، مسلمانوں کے روزانہ معاملات میں بلا تفریق قوم، اور بلا امتیاز مذہب رستی اور صلاحیت پیدا کر دی تھی: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مُجِيبُ الدُّعَاءِ** (۲۵) میدانوں میں لڑنے والے پر شیر ہریر، اور پہاڑوں سے اٹھنا پانی کرنے والے یہ سچ تو یہ ہے کہ شخص بھی اپنے عہد پر قائم رہا، اور جو یہ اس کے باعث مدد ملے گی سے بچا تو راتہ رات مٹوئی کرے والوں کو دیکھ دوست رکھتا ہو۔

۴۔ توحید کے مطلق میں بے قلعی طریتات کر رہے کہ اگر کائنات میں اتحادِ قلوب سے علیٰ ہذا القیاس جو قوم متحد ہے اُسکے افراد کے دلوں میں توحید پس ہی ہے! چو کہ سب ایک کام کر رہے ہیں اسلئے انکا قاعی ایک ہی جو قوم مسخر ہو اُسکے مدد ملیں الگ الگ ہیں مگر اسکا حد و حقیقت شیطانی جو حاکمیں ہوتیں دلتا رہتا ہی جس سے یہ جو حد اس حد سے لڑی نے تجار علی کی کرنی صورت یہاں ہوسکتی ہی لہذا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** (۱) ص ۱۲۳ کے الفاظ میں صحتاً ہی نظر کرو جسکی اہمیت ظاہر ہے۔ یہاں ایفا سے عہد کو اتنا سے اتنی پر محمول کیا گیا ہی گو ما تو جس لیے قول کا تھا اور سوائے کارہستان ہے وہ حد سے جمع معمول ہیں رہا ہے، اُسکو اس کے ہر دم حاضر و ناظر ہونے کا نقش ہے، وہ فی الحقیقت اُس پاک ذات کو اسے اور سرِ بقیِ تعالیٰ کے درساں گواہ (یہی شاہد اور صاحبِ شہرہ) عہد کرتا ہے، اور یہی حلیلِ انفس و ذات کی صفاست میں اُس حد کو رہے کے لئے ہی حال تک کی پروا اس کرنا اسکا عہد جس اور اسی قوتِ مطلقہ قومِ ماستہ صلی دوتی کے قابل ہے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** (۱) سورہ کل میں ہے:

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَفْضَحُوا أَلْسِنَكُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا تَعْمَلُونَ (۱۱۱)

اُن میں نام نہ تھا! وَلَا تَمْسُ فِي الْأَرْضِ مَرَجًا إِنَّكَ لَنَ خَيْرَ الْأَرْضِ وَلَكِنَّ سَلْمَةَ الْجَمَالِ طَوَّافًا (۱۴۷) وہ آسمان کی زمینوں پر ممکن کے چشم برہ تھے، مگر اللہ کی اس زمین پر دھیسے جلتے تھے! وَعَبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوًا وَإِذَا حَاطَهُمُ الْجِبَالُ قَوَّاهُمْ وَآخِذُوا بِمُلْكِهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مَقَرٌّ وَمَتَارَافٌ (۱۴۸) مفرود متکبر شہنشاہوں کے تاج آئے دن

۱۴۷ اور اسے اسان ۱ میری اس میں مراکز مرست حلا کر کیونکہ اس دھاک کے ساتھ چلے۔ تہذیب کو بچاؤ میں سکھا، اور ہر شے کی چلنے سے فو پھاڑوں کی لبائی کو فوج سکھا۔ ۱۴۸ اور اللہ کے پیارے مددے تو وہ ہیں جو اس زمین پر رزق کے ساتھ چلیں، اور جب کم علم اور بھول آدمی اُسے سخت مساحت کریں تو سلام کہہ کر مثال دیا کریں۔

(بقیہ تحت اتم ص ۱۹۹) گو کہ وہاں عظیم بڑی ہی عورتیں نکلتی تھیں، ان کے اندر کے حاکم پرہیز اور ان میں نہ صرف اس طرح پٹے سے ہیں کہ ہر سانس لوگوں (المطهر قن) کے سوا کوئی اسکو چومے نہیں پاتا، کوئی ہاتھ نہ لگتا، کوئی نہ کہہ سکتا، اور ان کی عظمت کا اندازہ جس نگاہ سے کیا گیا ہے اس سے ہر کون سہول یہ تو یہ خدا کا عالم کی طرف سے ادا ہوا کلام ہے!

سلطنت کے امور غالب تو ملک طرف، ذاتی اور جہانے جوئے معاملہ میں بھی آج مسلمان کو قطعاً جرح نہیں رہا کہ وعدہ کراتے ہیں، ان کے اعلیٰ کے کیا معنی ہیں، وہ کس سبیل کا نام ہے، ان کے کرتے ہی کس قدر ہر تمام کی ضرورت ہے، وہ ان کے نزدیک اسکا پورا کار کا تقدیر جو کس اسلاف مسلمان کے رد و تکرم کسی ملکہ مروی ہی تھی کہ وعدہ ہر حال و جاوہر ان کے اعلیٰ مل کو کھوینے کے لکھنا یاد دہانی اقل مولوں مان ارد کے ملنے کی شہادت میں ہیں۔ نیکس آج در عہدی ادا مادہ کی کاسیہ و نفاق مسلمانوں میں اس قدر علاج پانیا ہے کہ ہر ایک نظر نہیں آتا۔ یورپ کی قومیں مقالہ اب بھی مدجما بھی ہیں ان میں ابھائے عہد کا عاصی ہر تمام ہے، آمدی وقت جہاں ہے، زمین و آسمان نچلے نکلے اوسط عربی لیے وعدے کو مال دینا نامردی جہتا ہے اور اسی نے صحیح معنوں میں متقی ہے، محبوب خدا ہے، اور اسی محبوبیت کے صدقے میں بادشاہت زمین کا انعام پانیا ہے!

۱۴۸ متکبر کرنا اور میں پر کر کر دہلنا جہاں سامی، حکمرانی، اور ہر قسم کی کاؤٹھم لتاں اصل اصول ہیں جس کی اہمیت کا صحیح اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے منکر اور سرور حال اقوام کی بادشاہت کے نتیجے میں ایسی کمزوری سے لٹے دیکھے ہیں۔ آج مہر کے مقرر اور اہم شہاس مال کوئی کہی غریب سے فرعون سلطنت کا دور، ایک نیمہ صدی مسلمان کی مسافر اور اور غیر یہ زمین میں سے دیکھ رہا ہے کہ برطانیہ کی عالمی تسلط کی خنیا اور سو برس کی مہابت قتل، نت میں سرور ہو چکی ہیں، دلوں پر حکومت کے آثار قطعاً مافی نہیں ہے، اعتماد کا اکثر حصہ کا عدم ہو چکا ہے، عزت کے دل گزرتے ہیں، اور اگر نظام سلطنت اب اس جہاں باقی ہے تو کس قدر حرج و تعدی کے رویہ اور سرچ کھو چکی ہو چکی ہے، اور ان کی انسانی تجویز آج اسکا مضبوطی سے کر سکتی۔

۱۴۹ اس آیت میں مسکرات الزج اور قوت اسان کو عباد الرحمن کا خطاب دیا گیا ہے، گو یا اس اخلاق پیدا کرنا صحیح معنوں میں عبادت ہے۔ جو شخص اس قطع کا ہو، ہر ایک سے مہابت خالق سے ہے جس آئے، غیب خود کا نہیں نام تک ہو، اور جس سے نرا دنیاوی مرتبہ رکھنے کے باوجود غوث خلق سے سب سے وہ فی حقیقت خدا کی مدد سے مروت ہے، اس آیت کو ان کے افعال پہنچ جہتا ہے، سب اسان کو براہین کرتا ہے اور اسی نے صحیح معنوں میں اسکا بندہ (عبد) ہے، علیٰ اللہ اس قابل اور کم علم آدمی سے سخت نہ کرنا اور جسک علی سے اسکو مثال دینا بھی عبادت میں داخل نہ کیا ہے، گو یا باوجود اس تمام کمالات طبیعت کے اور اور لایبی آدمیوں کی صحت سے حتیٰ الوسع اعراض کرنا بھی ملازمت خدا میں شامل ہے سو فی قصص میں صاحب ایمان لوگوں کی تعریف میں ہے

وَأَنذَرِيَهُمُ اللَّعْنَةَ وَنَارَ الْهَیْمَةِ وَقَالَ إِنَّمَا أَتَى النَّاسَ الْكُفْرَ سَلَامًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۱۵۰)

لم یزل کے وجود کی صریح شہادت، اور اسلام کے دین اللہ ہونے کا زندہ ثبوت نہا توحید کی بروج عمل
لاریب اس مصدقہ حقیقت، اس سید البشر، اس نبی دینی اسلام (علیہ التحیت والسلام) کی حیرت انگیز تسلیم اور
مقلوبہ تسلوب صحبت کا نتیجہ تھی جس نے نابھہ کی انجمن آراخلوتوں سے نکھر، ریگ زار عرب کے ان بادیمیا
بتوں کے سامنے حد سے بیشال کی ذات اس قدر مشخص کر دی تھی!

سر خدا کہ عابد و زاہد بکس نگفت

در حیرت کہ در و کشاں از کجا شنید

ثَابِتُهَا الدِّينَ اَمَّا كَوْنُهَا فَوَ اَمِنْ بِالْفُسْطِ شَهَادَةُ اللَّهِ وَلَوْ عَلَى اَنْفُسِكُمْ اَوْ
الْوَلَدَيْنِ وَالْاَكْثَرِيْنَ (۱۳۵)

اے ایمان والو! علی الاعلان خدا کے وجود کی گواہی دیتے ہوئے اعتدال اور بہانہ دہی پر قائم رہو!

خواہ بہ اعتدال تمہیں اپنے پیر یا والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ کرنا ہوا

ثَابِتُهَا الدِّينَ اَمَّا كَوْنُهَا فَوَ اَمِنْ بِالْفُسْطِ وَلَا تَحْزَنْكُمْ نَسْأَلُ فَوْقَهُ
عَلَّا لَعَدُوًّا اَعْدِلُوا اَمَّا قُرْبُ الدُّعْوَىٰ وَانْتَعُوا لِلَّهِ اِنَّ اللَّهَ جَسَدٌ بِالْعُلُوِّ (۸)

اے ایمان والو! انصاف کے شاہد بنکر خدا کی طالب بس ہم کر نہ ہو جاو اور کسی قوم کی عداوت بھی

تم کو اے انصافی کے ارتکاب کی باعث نہ ہو۔ نہیں! بہر حال انصاف کرو! یہی تقویٰ ہے، اور خوف خدا

قریب تر ہے اور اللہ سے ہزیم ڈرتے رہو، وہ جو کچھ تم کر رہے ہو اچھی طرح جانتا ہے۔

۴۔ یہاں ہر معاملے میں قسط و اعتدال پر قائم رہنے، اور عدل کو بہر حال اور بلا اعتبار سے رہائے حیات سے کو اتقانے حل پر محمول کیا گیا ہے جو گویا
وہی شخص خدا کے وجود کا صحیح معنوں میں تہا پہنچو وہی انسان کو اللہ اس سے نیکیاں شامی و حشری سے شری آرائش اور ذاتی معاد کے موت پر ہی انصافی نہیں تہا
ملکہ ہر آن اسکو حاضر و غائز میں کیسے اس کے قانون کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔

آہ! صدر اسلام کا عالم اگر زمانہ قورہ گمارا نہ ہو تو اس کے کامل سات سو برس بعد تک بھی مسلمانوں نے فخر رسل کے آں آہاں سے لائے ہو
یہ عام پوچھ کرنا اس قدر ضروری سمجھا ہوا تھا کہ محمد شاہ تعلق ما رساہ ہند کی انصاف پسندی کا ذکر کرتے ہوئے مشہور رسالہ میں بطور التوفی فرماتے ہیں
اپنا چندیدہ واقعہ (۱۳۵) بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ کسی ایسے لڑکے سے دعویٰ کیا کہ ماوتاہ نے بلا سمٹ سکوا راہی، قاصی سے حکم دیا کہ بادشاہ ہارنے
کو بھی کرے، اور یہ قصاص ہے۔ اس بطور ذکر کرتا ہے کہ شاہ تعلق سے لڑکے کو دریا میں ملا یا اور لکڑی اس کے ہاتھ میں لگا کر کہا کہ ایسا عرض لیجیے پہلے سر کی قسم
دلا کہ اگر میں آپس میں محکوم مارا ہو تو یہی مار لڑکے سے اتھ میں لکڑی لٹکرائیں خدا بادشاہ کے نکاح سے مٹی کہ ایک دفعہ انکی کلا بھی سونے کی پڑی!

ہاں! انکی جان سسٹا نے میں حکم خدا کی تعمیل یہ تھی، جہاں خوف خدا اس اوج کمال تک پہنچ چکا تھا وہاں مارا گاہ خدا سے انعام بھی یہ تھا کہ مسلمان
عالم کے دیا کے طواری عرص کے بادشاہ بن گئے تھے، ۱۰ سال تک رعیت و عار کے آگے لڑے ملہام مارا کرتی تھی۔ آج جبکہ قرآن کو چوم چوم کر مالائے طاق کیسا
اسلام کا حاصل س چکاتے اور دہائی کاں سے پکڑ کر لڑکوں سے نکال رہا ہے۔ فَاَعْبُدُوْا اَنَا قَوْلًا لَّا تَهْتَكُوْا۔

حکمت عبادات

لِيُحْيِيَ قَوْمًا مَّحْكُمًا فَاسْتَغَاثَهُ رَبُّكَ بِالنَّارِ فَقَالَ لَمْ تَكُنْ فِي الْأَرْضِ مَرْبُورًا

رسالت کے لئے ہم جیسے ایک ساں مددگار مہر کا ہے جس کو وہ خدا نے مجھے جس وجہ سے کہ لوگ جانیں کہ میں تم پر ایمان رکھتا

اس روحانیت، اور علو حقائق میں وہ آسمانی طاقت، اور زبردست تبلیغی اثر نہاں تھا جو اسلام کی تقویت اور اشاعت کا بہترین سامان تھا۔ بڑے بڑے دشمنانِ دین اور جب سب سے کفر و منکر کے ان اعمال کو دیکھ کر جو خدا کے از خود قائل ہوجاتے، اور دین الہی کے بہترین معاون اور مددگار بنتے اسلام کا زور اثر قرونِ اولیٰ کے ابتدائی ایام میں، ایک بہت بڑی حد تک اسی خاموش طریقِ عمل، شہادتِ خدا، اور تقویٰ پر نماز، مومنوں کا اصلاحِ عمل، انکی ربانیت، ان کا سچا زہد و توجہ خود بخود دلوں میں گھس کر جاتا اور وہ آپ نمونہ حقائق بنکر عوام کے لئے ایک مستقل اور غیر متزلزل ہدایت کا باعث بنتے۔ خود رسول کریمؐ کی پاکیزہ زندگی کا مقصود بالذات خلقِ خدا کے سامنے انسانی حیات کی ایک لائق رشاک اور قابلِ تقلید مثال قائم کرنا تھا۔ قرآن حکیم کی اصلی غرض و غایت فی الحقیقت نبی نوع انسان کی ہستی اخلاق اور اصلاحِ اعمال ہی تھی: **إِنَّ أَوَّلَ آيَةِ الْإِسْلَامِ مَا اسْتَطَعْتَ وَمَاتَ وَبَنِيكَ إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ** اور سب مذاہب کی غیر مانسدا، انکی حیثیتِ خالصہ و ایمانہ تھی، انکی نسبت بزرگ ترقی، وہ ختم رسالت کی تمامیت اور پیامِ اخیر کی قطعیت کا حکم رکھتا تھا۔ اس میں پیغامِ خدا کی انانیت، اور انتخابِ بے العرش کی رعوت تھی: **إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ** (۲۴) ہمیں تقویتِ نفس کا ہیجان اور اجماعِ خلق کا

اسپیشل اسلام نے اہل دین سے کیا ترقی تھی اسکاں تمام اعمال و افعال میں اسکی ہی پیدائش تھا اور اسکی پوجہ سے اجرت اور ورق نہیں تھا اور اسکی قرآن کریمؐ امیر الین الود سے مرکب کیا گیا تھا اور اسکی ہی سے اسکا تمام قیاس کیا گیا اور تمام کے لئے میں میرا روح بھی اسی کی طرح ہے۔ اس کے لئے میں آسمان کی گاہوں میں اسلام ہی پسندیدہ رہا ہے۔ ایک سری ترقی ہے ہم سے کہ آیا جو اور جو کام کے دہنوں میں رہے اگر کسی شخص کو یہ سمجھ جائے کہ اسکا علم و حکم کا کیا ہے کہ اسکا ہی وہ طریقِ دین ہے جو خدا نے دین آسمان کی نظر میں پسندیدہ تر ہے "میں اسکا ہم سے نمونہ ۱۹۱ میں مانع کر رہا ہے۔"

صطارت تھا، دعوتِ جہان اُسکا مایہ جمنیسرا، اور کل کائنات اُسکی مشارالیه تھی۔

قُلْ تَايَهَا النَّاسُ اِنِّي دَعَاؤُكُمْ اِلَى سُبُوْحَةِ رَبِّكُمْ اَلَا اَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ
 تَبٰرَكَ الَّذِي يَدْعُوْكُمْ اِلَيْهِ وَيَخْتَارُ اَلَا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ
 (۱۵۸)

اے محمد! تمام عالم کے لوگوں سے کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اُس صبح کے عظیم کا قصد ہوں جسکی سلطنت تمام آسمانوں و
 زمین پر حاوی ہے۔ اُنکے سوا کوئی سے لائقِ عبادت نہیں۔ وہی رعد کہرتا ہے، وہی بارشنا ہے۔ تو آؤ! اُس ایک داکِ ایمان تک نص کرو
 اُسکے پیچھے جوئے اتنی سی کہ حاضریاں رکھنا ہے، اُسکے احکام بحال رہے، اہل ایمان تسلیم کرو۔ امدادی کی چوٹی کو تاکہ تم راہ
 راست پر آ جاؤ، اگر دیکھو کہ آقا کا ہاں کر کے سب متحد ہو جاؤ دیکھو ہدایت کا مہم جو کس اہل صوم (۱۹۲)

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَاٰتِلًا بِلَاغِ الْاٰمْرِ وَنَذِيرًا لِّلْكَافِرِيْنَ اَلَمْ يَكُنِ الْاِنۡشَاءُ لَكُمۡ عَلٰمًا
 (۳۴ ۳۸)

اے محمد! ہم نے تو تم کو تمام دنیا کے لوگوں کی طرف کا قصد کر کے بھیجا، تاکہ تم ہر صبح صوموں پر چلے جاؤ، اجماعی، ہمدردی کی حقارت یہ
 حرام ہے مگر وہ کہ دائمی عداوت کا پیغام پہنچاؤ۔ ایک اکثر لوگ اسی تک اس آئی الامر سے غلط ہیں کہ تم ہر پیغام تمام عالم کے تمام

مہر متفق قوم، اور مجتمع انسانی کے پیش پیش رہنا اُسکی حیات کی علامت تھی! اُسکے صلائے عام میں سما
 کی جاذبی تڑپ، اور قبلہ نما کا مقناطیسی اضطراب تھا! حصولِ قوت اُسکا نشانِ سیما، اور غلبہٴ عام اس کا
 طرہٴ امتیاز تھا! وہ عامۃ الناس کو اپنی حقیقت اور سادگی، تعلیم سے، اپنے رفوہ افزوں اثر اور جماعتی قہر و
 سے، اپنی انقلاب انگیز تجویز اور بے مثال ہدایت سے، مومن کے زہدِ حقائق اور روحِ عمل سے خدائے احد کی
 عملی عبادت اور غلامی کی طرف کھینچ کر جامعیت اور وحدت پیدا کرنا چاہتا تھا، اسی حیثیت کی بنا پر
 اُسکے اوامر و نواہی کا ہر شعبہٴ عمل جلبِ اقتدار، توسیعِ اثر، اخوت اور مساوات کا بطور خود متواتر چھاؤ
 تھا۔ حقائق کی درستی میں بلاشبہ ایک سطحی نقطہ نظر سے، تنفس کی ذاتی ہدایت، یا انفرادی نجات ہی پیش
 نظر تھی، صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے انفرادی افعال بظاہر ایک مسلمان کے اپنے خدا سے تعلق قائم کرنے کے انفرادی
 ذرائع ہی تھے، صوم کا فرض بادیٰ نظر میں، کسی ایمان دار کا شخصی اثیار یا اُسکے نفسِ امارہ کا شخصی اجتہاد ہی
 تھا، طواف بیت الحرام بھی ظاہر مسلمانوں کے درمیان خدا سے اظہارِ ارادت کا ایک مقرر شدہ شیوہ ہی تھا۔
 قرآن حکیم کے اور اوامر و نواہی بھی سطحی نظروں میں تین اور نیکو کاری کی یہی انفرادی شان لیے ہوئے تھے،

مگر سر نوشت آنتہ کے سر پر پستہ و پس اپہل تھی۔ نہ، ان تمام احکام کی تہ میں، غلبہ اسلام کی وہ
 نستعلیق حکمت عملی اور نذر لہجہ تھی جو ہمیں جس تک سلاوا کو اور اتوں کے بالقابل با بالاستیبا
 مقام دیتی رہی، ان احکام کی اجتماعیت، ان کی مرکزیت، ان کی پابندی وقت اور یکے کی فطرت
 کی صلائے اتحاد کی تکرار، اور ان کی نوعی وحدت کا اظہار ضبط و انضام کی تعلیم، مساوات کا حوصلہ افزا
 اثر، اور حبیبیت کی روح تھی، ان کے استمرار و تعلق میں، ان کے تہود اور تسلسل میں حکومت خدا کا
 متواتر سماں اور اتقا سے قلوب کا پیغم ضبط باندھ دیا تھا، وہ تقویت اسلام کے بہترین
 اوزار اور تکثیر جماعت کے زبردست محرک تھے، وہ تہذیب نفس اور صلاح اعمال کے بہترین کفیل تھے جس

الصلوة

کے پنجوقتہ قیام میں باہمی محبت کی لہریں تھیں، ان میں خدا کی حمدانی کا مشترک تہرار، اور اللہ کی غلامی
 کا مشترک اعلان تھا، ان میں ہر دل کی دو کھول سے سچی رسم و راہ تھی، ان میں خوف خدا کی مشترک
 لرزشیں، اور نیاز مندی کی مشترک خلشیں تھیں، وَاذْعُوهُ حَزَنًا وَاذْعُوهُ حَزَنًا وَاذْعُوهُ حَزَنًا وَاذْعُوهُ حَزَنًا
 (۱۰۶) ان میں ہم آہنگ دلوں کی طبعی ہم رنگی، اور ہم غرض انسانوں کی فطری یکجہتی تھی، ان میں یک سحر کا
 باہمی انس و اجلاس، اور ہم انعاموں کا برابرانہ ربط و خشت ملا تھا، ان میں ایک امیر کی عملی اطاعت، ایک غرض
 اور ایک غرض، ایک کی پیشوائی اور سب کی اقتداء، ایک کے عرض حال اور سب کے سکوت کا سچا سماں باندھ
 دیا گیا تھا، یہ ایک منظم اور مضبوط، ایک مرعوب خدا اور سرکرا سوا، ایک لرزہ براندام اور سرکب فوج کی پنجوقتہ
 اپنے قائد اعظم کے حضور میں پیشی تھی، ان میں عسکریان کا راور خود پسند، فقرہ ایجاد اور مختلف نواز
 سلاہ عذاب خدا سے ڈر اور انعام کی آس میں، دونوں موقعوں پر سکھ بکار کر دے، تاکہ عمل خدا کو لگن کے حامل حال ہے، عطلوں و دل
 سے اس کو بچا رہے، اور ان کے احکام کی متابعت میں جس عمل کرتے ہیں۔

۱۰۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْهُمُ اِمَامًا رَافِعًا وَاجْعَلْهُمُ اِمَامًا رَافِعًا وَاجْعَلْهُمُ اِمَامًا رَافِعًا
 جو طبعی اور دوسرے ائمہ کی طرح کا صید بھی اسی ہوا ہے

انکسار کے اس ملکوتی ارتعاش میں سب شخصی معاملات اور ذاتی تمناؤں کو بالاسطہ طاق رکھ کر جو
تہنا اور کسب سوال تمام جماعت کی طرف سے متفقہ طور پر، باواز بلند پیش کیا جاتا تھا، یہ تھا کہ اسے بار آگیا!

(تقریباً تحت ایش ص ۳۰۷) کسمیتا پرہتا تاکہ ان کے عیوب اور صفت و مکار میں اظہار ہو جائے، وہ ہمیں ایسے چلنے چاروں کے ہر و گمار میں لگا کر
اور کہ وہاں دیکھنا جو مانتا تو انکو سن سکے پس ہم اس سے حتی الوسع بچے رہو اور ان کے دام ترویج میں ہمسکے آپ کو شکار دے اے۔ ۱۰۲
کو عیاں کرے کا موع۔ دو۔ لکھو ہم اس دنیا میں ہاں لوگوں کو وہاں کے قوت اور اعمال و حصائص سے بے ہوش (الذین لا یفہموا)
اسی مستطاول کا محبہ ہم (اکوینا) مار کراؤ اور ہم ان لوگوں میں کہ سب کوئی متوروم، انت کس یا سوت و اعل (فاحسنہ) جو
ہیں وہی صحت دیتی کے لے۔ ہمارا حکم کر لے ہیں کہ ہم سے تو اپنے آپ داد کو مستوع سے بھی کرتے، ہم لے، علامہ حقیقت دہانے ہم کہ اس کام
کا حکم دے کہ لے، اسے مح اس دادوں سے کہہ دیکھو، اگر کسی مینورہ کام (الخصماء) کا حکم ہیں دیا حکم اسام طاقت ہو، ۱۰۳ خطہ
اس کے مت سے اصرار ہو، کام حادث موث حدارہ، امیں توبہ رہے ہوں کا نفس علم میں

یہ قصہ ہر ایک قلم گیر ہے اور اسکا انطباع جو انسان کی فطرتوں پر کیا گیا ہے اور جو عبرت نگیر ہو مگر نفس قصے سے بہرہ بہت میں آوہم و شیطان کی توجہ دیتا ہے
الذی سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ ماں یہ الخصماء سے مراد قوم کے وہ ہستی عیوب اور اخلاقی بد اعمالیاں ہیں جو لوگ نہایت و لوق سے بدین خیال
کرتے ہیں کہ باپ دادا سے چلی آئی ہیں، اور جس نقطہ نظر سے خدا کا حکم ہیں۔ ان بد اعمالیوں میں خیال کے طور پر سب سے بدیاں، گوہر ہستی اور ہم
قیمہ، اعتقاد و اہمیت غیور شامل ہیں جن کا قیہ محتسب مجموعی یہ ہے کہ اس قوم کے اجتماعی (سنوات) عیوب رفتہ بر رفتہ ہوتے جاتے
ہیں، اور بالآخر وہ ساری کی ساری قوم شیطان کو دوست رکھنے کے جرم میں قوت اور امن کے واسطے سلام سے بیکسی ہو، دو گوش کال
و حاتی ہے خصماء کے ان معانی کی تائید ان آہاسے اگلی آیت سے ہی ہوتی ہے حاش کتابیں صفحہ ۲۰۱، ۲۰۶ پر آجکی ۱۰۱: ۱۰۱
سَبَّحْتَ بِالْقِسْطِ مَسْوَافِهِمْ وَ وَخَّوْهُمْ عَنْ كُلِّ مَسْجِدٍ وَ اذْعَوْهُمْ فَخِصَصْنَا لَهُمُ الدِّينَ ۚ كَذٰلِكَ نَكُوْنُ فِیْ ذٰلِكَ
یعنی آسے پیچھا رہا ان سے کہہ دو کہ ان بد اعتدالیوں کا حکم ہرگز کہیں میں دیا گیا لکھنے پر ہر دو گارنے تو مجھے ہر نوع قسط و اعتدال پر
پر ہے کہ حکم دیا ہے اور سب دیا ہے کہ ہر سب سے کے وقت ہم دن مشورہ سے جایا کرو، اور تمام اور دین مندی اور اخلاص اس حکم الحاکمین
کے لینے وقف کر کے اس کے حصہ میں کرا ہو، حاشے یہ کہ تم انکی سب سے بے یار و مددگار اس کے حصہ میں واپس آؤ گے جس طرح کہ تم
رفتہ رفتہ پیش کو سہے

اس آیت میں صاف کسی اسو کو وسیلہ رہا ہے اور واقعہ خدا کی علامی استار کے کی رعیت دی گئی ہے اور ہر معاملے میں حد سے تجاوز نہ کرے
(وینظر) کو بہتیں سطر رکھنے کی تلقین کی ہے۔ ان تینوں آیتوں میں ظاہر ہے کہ اقل سے اکثر تک ربط تھی مکمل ہو سکتا ہے ص الخصماء کو ان موعوں
میں لٹا ہے جو ہم نے اپنے دور الخصماء کے المقابل العیوب اور اذعوا فخصصنا لہم الدین کے الفاظ شک میں بیٹھے الخصماء کا ذکر
قرآن مجید میں اور جگہ بھی ہے مثلاً یوسف اور یحییٰ کے متورہ فتنے میں حادول الذکر بدعتی سے صاصدج کلے نور بابا وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا
وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلْنَاهَا ذِیۡقَہٗ ۚ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْہُ الشُّرُکَ وَالْخِصَمَاءَ ۚ اِنَّہٗ مِنْ جُنَادِ كَالْفُلَجِیۡنَ ۝ (۱۲، ۱۳) اور وہ عورت تو یوسف کے ساتھ
ارادہ نہ کر ہی تھی اور علیٰ ہذا القیاس اگر یوسف کو اپنے خدا کے احکم الحاکمین اور عاصرونہ نظر ہوئے کی دلیل اسوقت آنکوں کے سامنے نہ پہنچاتی ہو
بھی اس عورت کے ساتھ ارادہ نہ کر بیٹھے، اور اسباب ہم نے اس سے پیدا کر دیے کہ یوسف کو مذکور اور بے حیائی سے اڑھیں، اس میں شک نہیں
کہ وہ ہمارے خالص اطاعت گماروں میں سے تھا، یہاں الخصماء سے مراد صاف رہا کاری اور بے حیائی ہے سورہ نمل میں خدا کے متعلق بھی
عَنِ الْخِصَمَاءِ ۚ وَلِلنَّكَیِّ وَلِلنَّعٰی (۱۱، ۱۲) ہے مگر وہاں الخصماء کا مہم کوچہ ہیں دیا سورہ فہم میں قصہ انا کے متعلق حضرت عائشہ ام المومنین
رضی اللہ عنہا کی بربت کے بعد امان والوں سے خطاب ہے، كَاٰیَمُنَا الَّذِیۡنَ لَا یَسْتَعِیۡزُوْا بِحُطُوٰتِ الشُّكَطِیۡنَ وَفِیۡ تِلْكَ اَمْثَلُ الْخُطُوٰبِ الشُّكَطِیۡنَ

دین الحق ساتھ دے کر ہیجا تھا!

اہل دنیا

۴۰ اہل دنیا اور دین الحق کا اشارہ نہ ہو لکن حق اذکر لہذا بالہدایۃ و قدس الحق لہذا علی اللہ من کلہ و ذکرہ المشرکون (۶۱) کی طرف جو صوم ۱۸۲ برس سے اسلام کی تعلیم کے میں ہیں پھر کی گئی تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس اہل حق کے ہیں مائے کا ذکر اس میں ہے اس کی ایک ہمیشہ کی توضیح صوم ۱۹۲۔ عیویر ہو چکی ہے جہاں پر ثابت کر دیا ہے کہ اہل دنیا کا اتنی معلوم وہ استعداد و صلاح و اتحاد ہے جو پھر پھر انہوں نے عرب قوم کے اندر مکہ قبل مدت میں پیدا کر دی تھی اور جو صحیح معنوں میں لہذا علی اللہ من کلہ کا آثار ہوتی تھی الحق کے معنی سیاحی کی راہ تل کے ہیں گویا سو وفاقہ میں جس الحضرات المستفیضین کے لیے کی دعوہ است جو حقہ ہوتی ہے وہ یہی تھی ان حضرات جو رسول خدا کے ساتھ ہیجا گیا تھا لکن اہل دنیا میں اسی صراط مستقیم کی تعلیم کی گئی ہے اور شاید کیا ہو کہ وہ کیا ہو اور کیا ہو کہ لہذا علی اللہ من کلہ کا مصلحت ہوا تھا۔ ہر مسلمان عوام و عرب کے لیے سورۃ فاتحہ کا صحیح معنوں میں ہاں ہاں اور اور ان کے کتب میں بطور مکرر رنگی کا تہائے عمل ناما اس قدر ہے کہ اس کے بعد نہ کوئی ماضی معنوں میں ماضی ہے اور نہ اس غرض و مصلحت کے کوئی مستقل عمل پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر آج دنیا قرن کے تہیک سیاحی اور خدا علم کے بعد اوسط مسلمان کو یہ بھی ہند میں رہا کہ وہ خدا کے حضور میں بخیرتہ راہ را نہ کر کا مانگ رہا ہے وہ ہر سے کچھ اہل حق ہی ہے انہیں یہ کہ کوئی وجود کیوں ہیں یہ انہیں ہی کا اس مصلحت کے ہے یہ ظاہری ادب اور سلسلہ فروع اور قواعد کے اس مصلحت کے مصلحت کے مظهر ہیں اگر یہ سب حق حقیقی اور انہوں نے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش نہیں کر کے سلسلہ عمل کے بعد نہ رہا نہ قطعاً نہ لا چکا ہے تو یہی ماضی اس کے کہ وہ کچھ جس حالت میں ہو چکا ہے اور کیا ہو سکتی ہے میں آیات میں بعض امور مایہ عورتوں میں الحضرات المستفیضین کا ہے جو اگر اس کی تعریف حضرات اللہ انہیں علیہم السلام سے لڑا میں دعوہ کا کیا معلوم ہے؟ اللعقوبۃ علیہم سے لے کر کون مروتوں والہ الصالحین کے مصلحت کوں لوگ ہیں؟ یہ سب سوالات ایسے ہیں کہ ان کے جواب میں حق حل کے نیر الصالحین کی ماہیت کو سمجھا ان میں حال ہے۔

تاریخیں کلام الہی نے اہل عالم ان ظہم انسان آیات کے مطالب کو اپنے دستور و پیمانہ اور حکم سے لے کر بیان فرما کر چند جہلوں میں مشغول کر دیا ہے ان کے رویہ الحضرات المستفیضین میں اسلام کا سدھار ہے۔ گویا تعریف الجہول بالجہول ہے۔ انہیں علیہم السلام سے مراد ان کی رائے میں روحانی نعمتیں ہیں جن اہل دنیا اہل دنیا سے مسلمان قرار پاتے ہیں اللعقوبۃ علیہم یہودی ہیں جبیر قمر خدا صدیاں گزریں مائل ہوا تھا اور اس تک ان کی اولاد پر مائل ہو رہا ہے۔ الصالحین نصرائی لوگ ہیں جو پھر غصب خدا سے والا ہے اور ان کی گمراہی ہٹ گئی ہے۔ گویا اسلام مصلحت سے مسلمانوں میں پانچ وقت وہ شے مانگ لے جو اس کو احوال حاصل ہے اور ابدالاً باتک حاصل رہے گی بشرطیکہ اس سے مسلمان باسجاء آج یہ مارا تھیل ہر مسلمان کی تعلیم جہاں میں اقتدار شکنم ہو گیا ہے کہ کوئی دلیل اس کو اقوام عالم کی اس معروضہ صدر نشینی سے ہٹا سکے یہ کارگر نہیں ہوتی بلکہ لطف یہ ہے کہ جب اس کو اسلامی امت کی حسد عالی اور نصرائی کی دنیاوی خوشحالی یا دولائی جاتی ہے تو وہ غیظ و غضب میں آکر اور بھی اپنے آپ کو خدا کا مظهر مقرر اللعقوبۃ علیہم کا صحیح مصلحت شمار کرتا ہے اور اس کی نشانی سے دست بردار ہوتا ہے یہ لگا ہوا ہر روحانیت کی نا دیدہ اور ناقابل دیکھ کنویر میں سر ہیا لیتا ہے اس کی نظروں میں نصرائی ہر نوع مستوجب عذاب ہیں ان سے خدا چھڑا ہوا ہے۔ یہ اہل عالم کو جاکمول رہے ہیں مگر استخفاف مل رہے ہیں۔ یہیں لکھ لکھ کے نزدیک آج دنیاوی نعمت کچھ سے نہیں رہی مگر یہ تیر سو برس سے وہ اسی دنیاوی نعمت کا رنگ لاپتے ہوئے بادشاہت میں کو اپنے مظهر خدا ہونے کا ثبوت دیتا رہا ہے اور طرہ تریہ کہ اس کو ہر کے مصروف ہونے کا اعتراف بھی اکثر اسی سا پر ہے کہ ان کی قوم پر اجتماعی مسکت اور کت چاہی ہے ان کی کوئی رہیسی ماہیت میں ہی نہ دیا کے ملکوں میں مدد اور ماضی ہر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ مگر جب اسی حالت کا اطلاق آج ہمیں اپنے آپ پر ہوتا ہوا دیکھتا ہے تو اس کا دہن سلیم اس کو کسر جواب دے دیتا ہے اور وہ ماضی اسی خیال پر قائم ہوتا ہے کہ مسلمان باوجود اس حال کے صراط مستقیم پر ہیں اللہ انہیں علیہم السلام ہیں، معصوب علیہم ہرگز نہیں، الصالحین ہی کے کامکان ان کے حق قطعاً نہیں۔ عمرو و عمرو ان لہ حق کن تھیل کی ہاں

الضراط

دقیقہ تحت اہل صفحہ ۲۱) کہ کوئی مسجد سورہ فاتحہ کے بعد جو وہیں، اور اس جھیلے سے، اور وہ تمام مسلمان عالم کا مسعدہ جھیلے ہی کیوں ہو؟
 قادرِ خدا یا دل رت العالمیں کے معبود میں کوئی تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ حومات کسی بیل کی متاع میں یہ کہ رت میں آسمان سے
 ان آیات تشریح میں ہر مسلمان کو دل میں یا بچہ وقت ملک ہر عارض کی وہ صراطِ مستقیم پر ہے کی عا سکملانی ہے، اگر یا الضراط المستقیم ہی وہ تھے
 سے جس سے ہر انسان کے ہنگ مانے کا ہر خطہ خطہ سے، ہر مسلمان کے اس راہ سے لے راہ موٹے کا ہر آن، مکان ہے، اور جب تک ایک
 تمام لوح صرف ہو، انگلہ سپارو چلے رہتا حال ہے۔ یہ سیدھی سا، دلیل ہر ہر تہمت خاص کو اس تھے پر پوچھا جاتی ہے کہ الضراط المستقیم
 پر قائم رہے کے لئے سچہ حد، حد کی ضرورت ہے اور جب تک وہ ہی فعل جاری سے ایک مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان ہے۔ لگے وقتوں کے توند
 وقفہ میں اور اسلام تناسل نما رہے اس حقیقت کو کہ ہر ایک ہدایت جو صورت، بیخ، اور تہمت جو العاطفین اور کیا تاکہ اسلام کا صراطِ مستقیم
 ایک ہدایت دوسرا گدار بال سے سوا ہر ایک، اور تلوار سے سوا تیر رستم جو حیرت سے ہر تنفس کو گدھا ہے، جو شخص مسلمان ہے وہ
 اس رستم پر سے آسانی سے گدھے مانے گا کہ کوئی مسلمان کی صراطِ مستقیم پر خطہ سہی عمل کرتے رہا اور احتیاط تمام اس راہ کو عود کرنے کی سعی کرنا
 ہے، ہر مسلمان میں کٹ کر ہر قسم میں ماگر سے گا وغیرہ وغیرہ، لکھ کے حال کٹ ملاؤں سے ان العاطف کی حقیقت کو تو نہ ہو نہ صراطِ مستقیم کو
 عالمِ آخرت کے صراطِ مستقیم کوئی نہیں سوا یا سادہ سہی عمل سے گر کر کرنے کا سادہ، نہ بڑے کے لے اس محسوس جرمیاں کو احوال قیامت کا اکٹا تہہ تاکہ
 اعلان کر دیا کہ اس بصرِ صراطِ پُرسے ہر شخص گزرے گا، مسلمان اپنی سرایوں کے دوسوں پر سوار ہو کر سر پٹ حنت میں عا دل ہوں گے۔ یہودی اور
 نصرانی وغیرہ کٹ کر صراطِ مستقیم سے گریزینگے، آج سب حکایت حقیقت سے اس قدر دور ہو گئی ہے کہ ہر مسلم اللہ میں تھیں اس کو شک
 لے اختیار میں پڑتا ہے، ایسا ثابت کو یہود و انساؤں کا موقف تہہ سے کہ اس سے کس قدر متفرق ہو جاتا ہے

ادنیٰ تامل ہی ہر شخص کو اس تھے پر پوچھا دیتا ہے کہ صراطِ مستقیم مال سے سوا ہر ایک اور تلوار سے سوا تیر ہو اس یہ جھیلے رہا کس قدر انتہائی
 احتیاط کا کام ہے اور اس میں اور ہر ہر شے کی کس قدر کم گھاس ہے، ہمیں لکھ میں طرح کوئی مانگر کسی رتی پر ملنے ہوئے تمام توہ عدل و توازن
 قائم رکھنے میں صرف کرتا ہے اسی طرح کسی امت کا ہر خطہ اپنی تمام احتیاط قسط و عتدال پر بننے میں صرف کر دینا صراطِ مستقیم
 پر چلنے کے مترادف ہو۔ دین اسلام کا پہل اصول قل انہی دینا القسط (۱۶۹) کے العاطف سے ہی ظاہر ہے جو اس سے ہر صفحہ ۲۱ پر
 آچکے ہیں اصل کتاب میں آدھ ادا (صفحہ ۲۳۶-۲۳۷) میں صراطِ مستقیم کی قرآنی تعریف نصرت تمام ماں کر دی مانے گی۔ جس کے مطالعے کے
 بعد واضح ہو جائے گا کہ امت صراطِ مستقیم کے اس مفہوم پر بعد تمام اور سہی قائم چل رہی ہے اُس کا اس دیا میں دت ارتکاس سے رہا نکل ہے،
 اُس کا بقایا الارض اور استعلا قسطی ہے، کوئی دوسری قوم اُس کے مقابل صف آرا ہو کر اُسکو میدانِ معات میں پہچان نہیں سکتی اسے یا وہی
 انعام اور مصالح اتنی اُس قوم کے شامل حال ہر دم ہیں اور ہیں گے، جو جو پس پدیا ہی تھیں ہی، صراطِ مستقیم ہے جس کی تعریف رت میں
 آسمان سے صراطِ الذین اٰتٰہم علیہم کے العاطف میں ہے اور اس سے ہر کفر میں معصوب علم س فاتی میں، الضالّین میں سارہ کو قیڑ
 انتخابِ خدا کے خطاب کو دعوتِ دینی میں، ان آیات میں یہود و نصاریٰ کی صفا کئی شخصیں ہیں اور مسلمان بالخصوص الذین اٰتٰہم علیہم میں
 وہ ملائم اُس وقت تھے حدِ قیصر میں حد کے انعام اُن کو ہر طرف سے الا مال کر رہے تھے مگر اب ہر طرف ہر صراط ہے، اہم ماریں جو تہ نگار
 اسی کی ہے کہ ہم کو اس صراطِ مستقیم پر چلا چھوڑے تو خوش ہو جائے اور یا وہی العات اور تہہ سے الا مال کر دے، یہی دعا ایک تھوڑا
 غلام کی اسے آتا ہے جو سکتی ہے، اور اسی صلاحیت عمل کا کوئی آقا ہے علاموں سے متقی ہو سکتا ہے، "اٰھلنا" اور "الذین" اور "علیکم"۔
 اور الضالّین کے العاطف سے ظاہر ہے کہ انعام اور سب امتیں سب اجتماع میں ہیں اور اسی لئے الضالّون خدا کے حضور میں قوم کی طرف سے ایک
 متفقہ درخواست ہے، افراد کا اپنی جماعت سے الگ ہو کر ان کا کوئی صورت نہیں گدھانا ایسا ہی سے معنی ہے صبر کہ کسی مسلمان کا افسردہ

المُسْتَقِيمُ

(بقیہ بحث المس ص ۲۱) قوم سے الگ تہنگ ہو کر صراطِ مستقیم پر طبع کی سعی کرنا عیدِ اک آگے حکمرانِ وقت و اصح ہو گا جب کہ صراطِ مستقیم کے متعلق سب سوال تماشاً تا کر دیے جائینگے۔ عیبر و معلّم ہے اسی مقام طرسے الصلوة کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے ماضی و تمام ماضیہا کرامت کے بغیر کوئی ماضی حقیقت نہیں ہے۔

رہی یہ بات کہ انتہتک حکیم، کے العاط سے دیا وی بعینیں ہی مراد میں، یہ سار کی رکتوں میں دمدم اٹھا اٹھا، یہ کلم الحاکمیں کے
 صورت میں، مست لستہ کنز الجوا، یہ گمشدوں کے مل جھک حانا اصر بار بار اتہار گزنا، ہر اٹھا اور گزنا، و غیرہ و غیرہ مس کچھ دیا وی العام کی
 امید اور اجتماعی سہرا کے خوف سے تھا۔ اس کا ثبوت خود مفسرین کے امداد موجود ہے۔ قرآن حکیم میں نعت کا لفظ کئی جگہ استعمال ہوا ہے مگر
 ماسوائے ستاوہ حقوں کے جس کا کوراگے ملکر آئے گا سہجہ نعت سے مراد و سادی نعتیں ہی ہیں نہ دعائی نعتوں کا جیسے صحیح معانی کی تعبیر ہی
 اس میں مشکل ہے، قرآن حکیم میں کس ذکر نہیں۔ توضیح مطالعے کے لیے یہ سہجہ ہے یہاں پر لکھ دیے جاتے ہیں مگر حروف طوالت کے باعث بعض
 حوالوں کو مختصر اسان کر دیا ہے۔ مزید معلومات کے لیے سیاق کلام کو دیکھا جاسکے

[illegible]

صراط

راعیہ صحت البعث ص ۲۱۰) اَنْ اَتَمَّلَ صَالِحًا نَوْصَهُ وَاصْبِرْ لِي فِي ذَرَّتِي ذَارِي نُبْتُ الْبَلَدِ ذَارِي هِي الْمُسْلِمَانِ (۱۵) اور نوکو ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ ان مائے سادہ سے اس کو کسے مت آئے، وہ فی الحقیقت اس سلوک کے معنی ہی ہیں کہ وہ کھانا کھا کر ہی اسکی ماں سے اسکو میٹھ میں رکھا اور وہ مالک اودیت کے ادھی اسکو حیا، میری ہیں بلکہ اس کاٹھ میں رہا اور اسکے دودھ کا جو سناں ڈبائی برس میں حاکم ہم ہوتا ہے رنگر اس سادہ ماسکر اور احکام خدا سے ماضی اسان ہے کہ ان کی ان مخالف کی کما حد مرد اس میں کرا اور طہو بیت کی مادہ میں انکم حقلوں میں است برکراں اس سے اشتہا اشتہا تر ہے اور اسکے احسان کو کچھ خاطر میں سن لانا اسکو صحیح معنوں میں بوجس میں آئی، سنگ کہ آتھس کارہ سے دست و تیر کے کمال کو بوجھ کر آب حالمس برس کی عمر کا ہوتا ہے (حق) لَدَا نَلَمَ اَسْكَرُ) ہر حباب میں کہ حرواں کا کیف کو سنے لگتا ہے اور ماں حال پکارا تھ ہے کہ لے میرے پھر دگا راجھے اس باب کی تو میں سے دفال زب اور عی) کہ میں تیری ان معنوں کی صحیح معنوں میں سدر کول (ان اَسْكَرُ) دیکھو شک کے معانی میں ص ۱۱۳) و تہے میرے طہو سب عطا کی تیں ادر آج کر رہے، اور جو میرے ماں باب رکی ہیں، اور مجھے توفیق دے کہ میں وہ ماساب اعمال کروں جسے وہ بھی ہوتا ہے اور تیرے اولاد کو بھی (جو ہماری ماں بیوی کی کالیف سے میرے) ماساب راہ رلا (وَاَصْبِرْ لِي فِي ذَرَّتِي) میں تو اب چالیں برس کی صحت کے اندر ہی یہ طہو گوشت کیا ہوں (ان نُبْتُ الْبَلَدِ) اور صحیح معنوں میں سے احکام کو رد ملک سمجھو کہ کو سلیم کر ہوں

(قرآن کی تلاوت یہی ہے کہ کم سے کم الفاظ میں مادہ سے مادہ مطلب ادا ہو جائے اور صاحب عمر و فکیر فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس میں پتھر کا لعیب ہی مطلب سے حریاں ہوا اس میں انسان کی دطرت اور عادت سمجھ کر واضح کیا گیا ہے۔ چالیس برس کی عمر کو نو بچہ حقیقت حال کا گننا صحیح ہے۔ راجح ہے زندگی کی اسی سسرل راستہ و تیر کو پوچھ جاتی ہے اور اسان کو ایسی ماہیت پر غور کرے اور کس دما جاس کے کاجارے کو سطر ترقی دیکھنے کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے جو رسول خدا صلعم کو نبوت کا حکمت بھی اسی عمر میں عطا ہوا تھا۔ فام و دتیر لکس اس بحث سے قطع سطر اس آیت میں صحت، کا مہم سراسر دیادی احسان ہی ہیں۔ دو ماہیت کا مایر کیر ذکر ہیں۔ سورہ یوسف میں علی ہذا الدیاس تاول احادیث کے علم کو تمام نعمت قرار دیا ہے وَتَعْلَمُ اَنْتَ مِنْ نَّازِلِنَا لَا تَحْكُمُ بِغَيْرِ حَكْمَةٍ عَلَيْنَا (۱۳) ۱۴) لیس تو اس حد تک علم کو تاول احادیث کا علم کہا دے گا اور ہی نعمت کا تیر تمام کرے گا۔ تاول احادیث کے صحیح معنوں سے یہاں پر بحث ہیں مگر ظاہر ہے کہ تحصیل علم کو ہاں نعمت دیا ہے سورہ سآو آتہ (۴۲) میں اَنَّمْ اَللّٰهُ كَالْعَاطِیَةِ دِیَادِیِ حَصْنَتِ سے کات لے کے معنوں میں آئے ہیں اور وہ آیت ص ۱۲ کے تحت اس میں گد ریکل ہے مگر یہاں اس سے استدلال اس کا کہ وہ العاط بطور قول عمر استعمال موئے میں بیٹا اسی مقصود اس سے مستطکر زار دہیں سمجھا

(ب) اسان کی اقدار ساسی کے صم میں کی جگہ لفظ و حقیقت کا ذکر ہے جس سے مراد دنیاوی نعمتیں ہی ہیں سورہ رمر میں یُوْلَدُ اَمْشَ الْاِنْسَانُ صَرْفًا دَعَانًا رَسْمًا اِذَا حَوْلَتْهُ بَعْمَةٌ مِّنَّا قَالَ اَلَمْ نَكُنْ عَلٰی عِلْمٍ (۲۹) ۳۰) یہی اسان کی ماد ت ہو کہ جب اسکو کوئی بخل پوچھے تو ہم کو پچا ت ہے۔ یہ صہ ہم اسکو ہی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو کھنے لگتا ہے کہ یہ تو بھوکو میرے علم کی وجہ سے لی ہے۔ سورہ فم السعدہ میں ہے وَكَذٰلِكَ اَنۡعَمْنَا عَلَیۡكَ اَلَا تَشْكُرُ اَعْرَضَ وَنَاہَا یٰۤاِبْرٰہِیْمُ ۚ فَادۡاَمۡنَا لَہُ الشُّرۡکَ فَذُرۡ دُعَآءَہُ عَرَبِیُّنَ (۵۱) ۵۲) یہی تب ہم اسان پر یاد دلائی فعل کر کرتے ہیں فہ ہم سے مسہیر کرنا کہ کن ہو جاتا ہے اور جب اسکو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لیس جوڑی دما میں کرے لگتا ہے سورہ ہی سدر اہل میں قریب قریب ہی مضمون ہے وَكَذٰلِكَ اَنۡعَمْنَا عَلَیۡكَ اَلَا تَشْكُرُ وَنَاہَا یٰۤاِبْرٰہِیْمُ ۚ وَكَذٰلِكَ اَنۡعَمْنَا عَلَیۡكَ اَلَا تَشْكُرُ (۱۸۳) ۱۸۴) لیس تکلیف کے وقت اس توڑ بیٹتا ہے۔ ان دونوں متوں پر آگہا علی کے العاط قائل لگا ہیں۔ سورہ زمر کے شروع میں پہر ہی دنیاوی نعمت کا ذکر ہے۔ وَادۡاَمۡنَا لَہُ الشُّرۡکَ فَذُرۡ دُعَآءَہُ مُمِیۡنًا

عَنْ

(دعوتِ اہل بیت ص ۲۱۶) موسوں کو دے گاں سے (یقیناً اللہ) دیوی اعام واکرام اور فصل کرم کی تاب دے رہے ہیں۔ یہاں دعوتِ صاف و یادی دعوتِ مراد ہے کیونکہ عروہ اعام کا کریمتیر کی آیت میں آچکا ہے۔ سورۃ فتح میں صلح حدیبیہ کی تدبیرِ حکمتِ علی کو فتحِ قدیمانہ (۱۲۸) کہہ کر تمام دعوت اور صراطِ مستقیم کے نبی پر اعاب عطا فرمائے ہیں وَتَكُونُ بِعِمَّتِهِ عَلَیْكَ وَتَحِلُّ لَكَ جِوَارُكَ اَطَايْتُ قَدَمَهُ (۱۲۸) یہی یہ معاہدہ جو بظاہر حق آئینہ معلوم ہوتا ہے کہ درمیانوں کے لیے فصلِ فتح میں ہے کیونکہ ان کو ابنِ تائیں ایسی قوتوں کو اور جمع کرینا موقعِ حلِ حالے گا دشمن ہی قوت کے عروہ میں اور قوی سے کی سہی کرے گا، اور یہ تبارک فی الحقیقت تم پر جسے عروہ کی دعوتِ مکمل ہوگا کا بیتِ نبیہ ہوگا، اور یہ سلیطہ کہ خاتمِ کونش پر عالمِ انبیکہ صراطِ مستقیم پر جائے۔ یہاں دعوت کے سیاسی مہموم کی توضیح کے ساتھ ساتھ صراطِ مستقیم کے مطالب کی بھی ایک حد تک تشریح کر دی ہے۔ سورۃ آل عمران میں قون اولیٰ کے موسوں کے بیتال اتحاد اور حوت کو دوبار دعوت کہا ہے وَادْكُرُوا لِلّٰهِ عَمَلَكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً قَاتِلَ بَنِي فُلَیْكُ فَاصْحَقْتُمْ بِبِعَمَّتِهِ اِحْزَانًا (۱۲۸) مطالب ص ۱۳ پر لکھے ہیں یہاں اعادے کی ضرورت نہیں۔ سورۃ مائدہ میں ہن کی تطہیر اور مانے سے پیتر ائمہ دہوے کو بھی اتمامِ دعوت فرما ہے فَاَنْزَلَ اللّٰهُ بِعَمَلِ عَلَیْكَ كُفُوْنَ حَرِّهٖ وَلَٰكِنْ تَرٰی لَمْ تَطْهَرْ كُفُوْكَ وَلِبَیْتَهُ بِعَمَّتِهِ عَلَیْكَ كُفُوْكَ تَسْكُرُوْنَ (۶۱۵) یہی مدارِ ابراہیم ص ۱۳ پر لکھا ہے فی الحقیقت تم پر کوئی ماروا یا سے سب مسکی کرنا یا ہا، بلکہ وہ اسان ایسی اشرف المخلوقات کو ظاہری نکاست اور آلائش سے ہر نہ پختہ مالِ صاف کرنا یا ہتا ہے، اور جہاں اسے قہاری دیا، ہی ہتری، معاشری سودی، اور اخروی نکات کئے تم کو مات گر انقدر اصول سکھاتے ہیں وہاں وہ قہاری حسانی صغائی کا یہ چوٹا سا اصول سکھانے کی اہمیت تم پر ایسی دعوت کی تکمیل کرنا یا ہتا ہے تاکہ تم اس حقیقی تہ کی اس حیرت انگیز محاطت کی دل سے قد کرو (لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ) یا گویا یہاں ہی دعوت سے۔ یہاں ہی دعوت (یہی جہاں ہی دعوت) مقصود ہے، محض بدن کو دہو لسا کسی شخص میں دعوت پیدا نہیں کر سکتا، اور دھو سے اس دعوت کا اتمام نہیں ہو سکتا یہی لفظِ مطرے اس آیت سے یہی ہے وہ اپنے احکامِ حرمت و کولات کے محض میں اتمامِ دعوت کا تذکرہ کیا ہے اَلْوَمَّ اَحْكَمُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۱۲۸) اَتَمَّتْ عَلَیْكُمْ بِعَمَّتِهِ وَدَرَسَتْ لَعَلَّكُمْ اَلَا سَلَامٌ وَجَمَلًا (۱۲۸) یہی آیت اے مسلمانو! ہم نے معاشری اور اجتماعی اہم و فوہی کی کمال تشریح و بسط کے مدخلت اور حرمت کے ان چہرہ (احکام کی بھی توضیح کر کے گواہاں ائمہ اور مجرہ طرہ عمل کو (دہو لسا) دیا کے اس سنگا گاہ سہی و حل میں یا پختہ تکمیل پختہ پختہ دیا ہے، بلکہ ایک رو سے اپنی تمام نعمتوں کی تعمیل کر دی ہے، اور تمہارے اے ائمہ اور مجرہ طرہ عمل کو (دہو لسا) دیا کے اس سنگا گاہ اسلام کو بطور عامل پسند کیا ہے۔ حلت اور حرمت کے احکام کی تہذیبِ حرمت اور ان کی اہمیت کے متعلق فلسفیانہ بحث کرنے میں اہمیت دیر ہے یہ موضوع غالباً یا چون مجاہد میں آسکیگا، مگر یہی آیت کے مطالعے سے ظاہر ہے کہ قہار نے کے کما فیہ ہما، اور جی کر اہمیت انگیز نے سے پرہیز کرنا، یا ہم ضروری پیدا و نصیبِ رحمت جیہ کرام ہما، یا اوباقی انبیاء علی حوت کی نصیبِ رحمت اس آیت میں ہوئی ہے کے کھانے سے گریہ کرنا فی الحقیقت اسان کی معاشری اور دیادی زندگی کی اصلاح کا ایک منظر ہے، ان کو دعوت سے حنا کوئی تعلق نہیں، اور یہی اتمامِ دعوت کا مفہوم یہاں یہی دنیاوی ہے۔ علیٰ ذلک القیاس طلاق کے متعلق احکام خدا کی تشریح و بسط کے مدارِ شاہ ہے، وَ لَا تَحْزَنْ اَنْسِ اللّٰهُ هَرَوَّارَ وَادْكُرُوا لِلّٰهِ عَمَلَكُمْ وَمَا اَمْرُكَ عَلَیْكُمْ فَرِیْ اَلْکَلِیْ وَ اَلْکَلِیْ یُحْطَکُ بِہٖ (۱۲۸) یہی مسلمانو! ہما حد کو ہسی محول مابے نتیجہ اور سے مطلب ماتیں (دہو لسا) سمجھ کر ڈال دیا کرو، بلکہ ان کی تعمیل حد کے اُن میں قیمت احسانوں کو دل میں رکھ کر کیا کرو جو اسے دہو لسا تم کو ماسب احکام دے کر کہے۔ اور جو انقدر محاب اس نے تم پر ہتا رہی ہے بلکہ حکمتِ الہی کے حوشیال نکات اس نے تم کو اپنی خواب سے عطا فرمائے ہیں اور ان کے دیکھتے وہ تم کو ماسبِ عمل تانا رہتا ہے ان کو بہت نظر رکھ کر تعمیل کیا کرو۔ یہاں بھی دعوت سے مراد وہ اجتماعی حوتِ عالی ہے جو احکامِ خدا پر کما حقہ عمل کرے ہر قوم کو اس دنیا میں نصیب ہوتی ہے، دعوتِ حنا و رحمت خاتمِ انبیاء۔

المَعْنُونُ

رقیعت تحت (پس صفحہ ۲۱) قریب قریب ہی مضمون سورہ مانہ میں احکام و صو کے بعد ہے۔ وَاذْكُرْ اِذْ اٰتٰىكَ اللّٰهُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْفَاؤُكُمْ
 الْاٰتِي وَالْفَلَاؤُكُمْ (اَذْكُرْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاَطَعُوا اللّٰهَ وَاَطَعُوا الرَّسُوْلَ) اللّٰهُ عَلَّمَكُمْ بِمَا كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۱۵)، یہی اسے مسلمانوں اور صو کے آگے
 میں اس آئی حکم کو سب یا سہ سے سمجھو لکہ اس اجماعی راحت اور سو (رقعت) کو خیال میں لاؤ اذ (ذکر) جو تم کو خدا کے ہاں سے
 و سہم نصیب ہوتی رہی ہے، یہ اس آئی عہد و پیمان کے قوت انگیز نتائج پر غور کرو جسے ساتھ نصیب کہہ مدت ہوتی تم کو دستہ کر دیا تھا
 (وَاذْكُرْ سَيِّئَاتِكُمْ) اور اس کی نتیجہ حیرت انگیز کو پیش نظر رکھو تم نے بھی اس کے مستول احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دے کی مثالیں لی تھی (اَذْكُرْ
 سَيِّئَاتِكُمْ) اور دیکھو خدا کے قہر و عصبیت ذکر (وَاَطَعُوا اللّٰهَ) اس کے ہر حکم کی تطیع خاطر تعمیل کھا کر کیونکہ وہ تمہارے
 دلوں کی کشمکش اور سہوں کی تشویش کو بھی مومو مانتا ہے (عَلَّمَكُمْ بِمَا كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ) اس آیت کا ربط پہلی آیت کے ساتھ نہایت غور
 طلب ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ خدا کے عز و جل سے معافی بدن کی اہمیت کو بلنشین کر دے کی غرض سے قول اولی کے مسلمانوں کو ثبوت کے طور پر
 وہ اجماعی فائدہ (بھیت) یاد دلانے جو احکام خدا کی تعمیل کے باعث اس سے سیرت شریکے گئے گویا یہاں پر نہایت تحریر کا بعضی نہ
 وہی رنگ و صیغہ کوئی مادہ اپنی رعیت کو سکے کہ ظلال کام بھی اسی اسماک اور سرگرمی سے کرو حیا کہ اور حکمات سے ہو، اور فرائض میں آؤ
 کہ پہلے حکموں کی تعمیل کے باعث تم کو کیا فائدہ حاصل ہوتے ہیں۔ اس مقام طہر سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے ہی ہمت سے ملو و دنیاوی
 منتقامت ہی نہیں۔ سورہ بقرہ میں علی ہدایا اس قول فہم کی بخت کے من میں اسلام کی عالم آراہنت کے لئے ایک مرکز کی صورت کو دفع
 کے فرمایا ہے: وَلَا تَقْفُ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهِمْ وَلَا تُفْتِنُهُمْ فَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (۱۵-۱۶)، یہی اور نام عالم اسلام کا ایک نقطہ پر مقرر کرنا ہے کہ میں اپنی
 کی مکمل تم پر کروں، اے اللہ انکو اس۔ یا میں ات اہم انکو کے ساتھ رہے کارہ رہت ملانے: سورہ عنکوت میں یہاں یہ احکام کے
 تقدس اور وقوف کی مثال میں ہے اُولَئِكَ سَرُّوا اَنَا حَمَلْنَا حُرْمَةً اُولٰٓئِكَ وَنَحْمُفُ النَّاسَ مِنْ حُرْمَتِهِمْ اَقْلَامًا طِيلَ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَبْعَثُوْنَ اللّٰهَ
 نَكْفَرُوْنَ (۲۹-۳۰)، یہی آئے محمد کیا دنیا میں اسلام اس بات پر نظر میں کی کہ ہم ہی سے میت الاحرام کو رد و اہل سے حائے امن مارا گیا ہے
 حالانکہ میں اسکی جاری واری کے ماہر یہ حال ہے کہ لوگ اس کے آس پاس سے بے دہشک بھیٹا مارے مارے میں (اور کوئی شخص اسکی وادری میں
 کر سکتا) تو کیا یہ لوگ لا طائل اندے نتیجہ ماتوں کو مانتے ہیں اور خدا کی اس امت عطی کی قدر نہیں کرتے؟ گویا خدا کا حرم کہہ کر یہ نظر ماحول کے
 من و سط میں دارالامان سا دیا نعمت آئی ہے اور سب کوں کو جو احکام خدا کے امن انگیز جوئے پر کچھ یقین نہیں رکھتے، ایک لہو مثال لکے
 گرد و پیش سے لیکر ہی ہے لکہ بطور غور و فکر کریں کہ خدا کی مکر و خوف و عطوفت کے دواغ میں امن و آسائش کی صورت پیدا کر سکتا ہو، اور کیوں کر
 ایک وقف اہل، جو فزہ اور حشر متروک قوم میں سے ایک مارجب، اصاحے قار اور مصوطہ امت کثرتی کرے کی قدرت رکھتا ہے۔ یہاں بھی
 صاف ہمت مراد دیا وی اس درجہ ہی ہے۔ جو یہ غیر آخر الزمان کو اتنی ارشاد ہے مَا اَنْتَ بِمَوْعِدُهُمْ ذٰلِكَ رَجَعْتُوْنَ (۶۸-۶۹)، یہی اسے
 تم اپنے یہ رد و گار کے صل و کرم سے باطل نہیں ہو خدا کے اہل تم کہتے ہیں؟ گویا صحیح الاعضاء ہونا ہی نعمت آئی میں داخل ہے۔ ورنہ وائل میں
 خدا کے ہاں سے انعامات کی تقسیم کے متعلق ایک قاعدہ کلیہ بیان کر کے اس کے دنیاوی مفہوم کو ادھی واضح کر دیا ہے وَمَا لَا تَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ
 تَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اَوْ تَكُوْنَ اَوْ تَكُوْنَ (۹۲-۹۳)، یہی اسے لوگو! خدا کے عودل کے پاس (عِندَہ) کسی فرد ۱۰۰ کے لئے بھی
 (کراچیل) کوئی نعمت (میں) (تعمیل) اس کے بطور ملکہ کے دیکھو (مخترائی) مگر یہ کہ وہ انعام اس شخص کو ہے یہ وہ گار وائل علی (ذکر) کی تلاش صا
 کے صلے میں ملتا ہے۔ یہی اس نیک اندر حکو کو کچھ مل رہا ہے و سہوئی خدا کے صلے میں مل رہا ہے یہاں اس طیل انور کچھ کی صداقت
 برکت اس صرف لطیف امت سے سوا کچھ سورہ والضحیٰ میں ہوا اَقْلَامًا يَوْمَئِذٍ ذٰلِكَ حَقِّقَتْ (۹۳-۹۴)، یہاں بھی صاف دیا وی جو۔

(۹) ان تمام اصول و صو کے علاوہ اس کا ذکر اور یہ تھا، قرآن میں چند مرتبے ایسے بھی ہیں جہاں امت کا مہموم باوی نظر میں

اسے صاف اس کے سر میں تقدس کا طہر صاف ماحول کرنا کہ ہدایت کا قرآنی مہموم انکا دی جو اس مہموم کی کہ اس میں صو ۱۹۳ کے تحت اس میں دی ہے۔

اسے یرودوگار عالم اور اے نعمتوں کے بچنے والے خدا! تو ہم سب کو اس سید سے

(فقیر بخش البتہ صفحہ ۲۲) نے مثال عملی نہ کیوں، لہٰذا اس ماس عالم گیر کارناموں، اور مخلوق خدا کی اجتماعی اصلاح کے واسطے جس
اُن کی اُن تھک کوششوں کے بغیر نظر رکھ کر ہی رہیں وہ آسمان سے جا بجا آپر سلام بھیجا جو اُنکے اعمال کو مرانا ہے، اور عوام کے سامنے
اُنکو بطور نمونہ پیش کر کے اَنعَمَ اللہ عَلَیْہِمْ کا عبرت دلانے یا ہے چنانچہ قرآن میں ماحول اس سلام ہی کے کسی مثال نہیں دے ہیں جس کے
اعادے کی ہماری ضرورت نہیں۔

(رضی) امیائے عظام کی اسی عالمہ حیثیت کو پیش نظر رکھ کر سورہ رحرہ میں خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے اِن هُوَ
اَلْاَعْدَاۗءُ اَنعَمَ اللہ عَلَیْہِمْ وَحَلَّلَہُمْ مَّوَدَّۃً لِّیۡنٍ اَمَّا اَمْرُہٗ فَاَمَّا (۴۳-۵۹)، یعنی صبح توئی بحقیق ہمارا اک حکمران اور کارکن سلام (عند) بچو
تحت البتہ معلوم ہے کہ یہی تاحس پر ہم نے اپنی حاسے توفیق علی عظام رکھ کر خاص احسان کا مبادا اَنعَمَ اللہ عَلَیْہِمْ (۱۱۹) پر روح علی احسان
نیک ارادہ کی کر دی تھی کہ ہم نے اُنکو سی اسرائیل کی جمودہ اور عامل قوم کے لئے اک سورہ (مَنَّا) مابداً ہی اسرائیل کے اس مامل نو
اور لوہیم ہی رحلئے علی وعلی کے ہی دے مثال اعانات تھے جس کی مایہ سورہ مائدہ میں حضرت کی رالت پڑھاں قلیائے یہاں
رطفاً تم کر کے لئے اس سے پہلی آیت بھی فصل کر دی مانی سے جس سے احسان خلاقے کا سداور ہی واضح ہو جائے گا۔

تَوَمَّ یَحْمَدُ اللہُ النَّاسُ لَیْسَ لَہٗ مَادَّ اَوْ حِمْلٌ مَّا کَانَ لَہٗ عِلْمٌ لِّمَا اٰتٰ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَیْہِمْ لَعُوْثٌ اِذْ قَالَ اللہُ یَحْیٰی اَسْمٰ
عَرَسَ اَدَکَ یَحْیٰی عَلَیْکَ وَعَلٰی ذٰلِکَ یَتَرَدَّدُ (۱۹-۱۱)

اے میرا وہ وقت بھی نہایت ہی گزرا اور کیا دوسے والا ہوگا جب وہ مالک رہیں وہ آسمان اور صاحب کر پڑا و حروب مدام سے سب معاملوں
اور قاصدوں کو اکٹھا کر کے (تَوَمَّ یَحْمَدُ اللہُ النَّاسُ) اُن سے اپنے پیغام کے صحیح طور پر ادا کر کے تعلق عاں کر کے گا، سراسرے کا کثرت
جواب آج تم اپنا ایمان سس کر کہہ سنا کہاں رہیں کی طرف سے تم کو مایہ پیغام کا کیا جواب (مَدَّ اَوْ حِمْلٌ) (۱۱۹) اسوں
لے تم کو کو کثرت بدل کیا (مَدَّ اَوْ حِمْلٌ) اُس کا اسدگاں رہیں یکبارہ (مَدَّ اَوْ حِمْلٌ) اور مَدَّ اَوْ حِمْلٌ اے میری سب صرف طر
کر کے عیسیٰ علیہ السلام کی طوف جس کی امت نے پیغام رب العالمین کی ہیبت کو قطعی مع کر کے اُسکو خدا کا مینا مایا ماستور ہوگا اور قرآن کا
(اِذْ قَالَ اللہُ) لہٰذا اے مرم کے پیشے ہے اتم میرے اس احسان کو یاد کر دو جس نے تم پر اور ہماری ماں سر کے تھے۔

سورہ مائدہ کے دو آخری رکوعوں کے مطالب کو مریوط کر کے کا یہ موقع ہیں لکہ پوری آیت (۱۱) کی استیج رسطہ گردیا ہی جہاں پر مست کبہ
میں اروقہ ہے، مگر اوقاف قرآن کے رموز کو ملامے والے عود و حوس کے مدام سے پیشے پر بطور وجود پوج سکتے ہیں کہ اس آیت میں یہ اس اِذْ
قَالَ اللہُ سے عَلٰی رَلِّیْ وَتَقَّ یک ایک متقل مایاں ہے جس میں حد سے عظم نے اعتنا مانگہ تبدیلا میرے جس حضرت عیسیٰ کی توفیق علی وعلی
نوت کو آپر لکہ اُن کی ماں یہ بھی احسان کے طہر قلاما ہے۔ اس دعوے کی تائید علامت ہر سے ہوئی جو حَوْلَیْ یَتَّ کے حد سے اس سے
مردہ ہے کہ اُنکے بعد شیر عانا لاری ہے وہ بعد کی عمارت سے ملا کر پڑے سے مطالب کے مگر ہلے (رحی) کو نص طاہر پرست اسخاص کے ربوب
کمر کے مرتکب ہونے) کا حرف جو اگوتا تم جیسے مامل اور کارکن شخص کا ہوا ہی تم پر خدا کا ایک احسان عظیم تھا، امر بالخصوص اس ماں یہ جسے
ایسا سموت جنا ماں اوصیے دونوں کو احسان خلاقے کا سبب سوسہیں رکوع کے ترزع میں طاہر ہوتا ہے جہاں پندہ ہوں رکوع کے بعد
امیائے جہاں کے ہرے مجمع میں فرمایا ہے کہ اے مرم کے پیشے عیسیٰ اگوتا تم نے فی الحقیقت لوگوں کو کسا تا کہ خدا کو چوکر مجھے اور میری ماں
کو خدا مانو، حالانکہ میں نے ہی تم کو ہی اسرائیل کا سردار مایا تا اور تمہاری ماں کو دیا کارکن مینا داسا اکثر تاحس نے کلام خدا کے رکھ کر
انذار کر کے آیت (۵: ۱۱) میں وَلَیْلَیْکَ کے بعد کی حمایت کو مذکرہ صدمہ کثرت سے ملا کر (اِنَّکَ اَنْتَ ثَبَّ یَرْوِی اللہُ یَتَّ مَلِکَہُ لَیْسَ لَیْلَیْکَ) اللہ
وہ کثرت و دیر و دھوکہ کو کثرت قرار دے یہ واقعات بھی تائید روح القدس کو کلام فی المود و عیو حواہاں کا معلوم کبہ ہی ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اُن کی راہ نہ دکھا تو میرے غیظ و غضب کا شکار ہو چکے ہیں۔ اور نہ اُنکی توجیس

دقیقہ تحت اہل ص ۲۲۲) پیکر رہی ہے جو محافظ نفس ہے، زور آور اور نومند ہے، فاتح اور غالب ہے۔ ایسی ہی اس کے لیے
آخری العام بھی قف ہیں، اور یہی وہ قوم ہے جسکی روایت اور تقویٰ، جسکا اعلیٰ لفضل اور علیٰ اقتد اسکو صائے حد کے مال سے
سوا مارک اور تلوار سے سوا تیراہ ویرا ہارنا ہے، لیکن اسل کتاب میں جیسہ اسی شیعہ بر ایک اور طریقے سے پوچھے کی سہی کجائے گی۔

ما لہم من علقۃ، کے صحیح معنی کے سلق ہی قرآن حکیم میں کئی جگہ شہادت موجود ہے۔ یہودیوں کی اجتماعی شکست و بخت اور ان کے
سایہ احاطہ کے دیکر یہ دو جگہ ہے وَصَرَّيْتُ عَلَيْكُمُ الدِّينَ وَالْمَسْكَنَةَ وَنَاءُ ذُرِّيَّتِي مِنَ اللَّهِ (۲۱) ۲۱) رَنَاءُ ذُرِّيَّتِي مِنَ اللَّهِ وَ
صَرَّيْتُ عَلَيْكُمُ الْمَسْكَنَةَ (۲۲) ۲۲) یعنی اُپر دلت اور نرس لیس دی گئی، اور وہ حد کے قاصر کے غصب میں آگے : سورة اعراف میں :
اِنَّ الدِّينَ اِلَھُ الْاِخْلَافِ سَنَّا لَھُمْ عَصَا تِیْنِ فِیْہِمْ وَدَلَّہُ فِی الْحِجْرِ اَلْاَنْبِیَاءُ (۱۵۲) ۱۵۲) یعنی تیس لوگوں نے ہجرت کی کیستش شروع
کر دی ہے ان پر غریب غصب حد مائل ہوئے والا ہے اور اس میں دیا میں دلت کے دستگیر ہو گئی : اور بھی جہاں جہاں عَصَا تِیْنِ کے الفاظ
آئے ہیں اُن سے مراد اجتماعی احاطہ یا ہلاکت ہی ہے، اس شہادت کو مایہ مرجع کوئے کی صورت میں کیونکہ ماہ السراج محض اس قدر کہ لَعَلَّہُ
عَلَّیْمُ کے مراد صرف یہودی ہیں بلکہ جس قوم کا سیاسی اور اجتماعی اقتدار زائل ہو رہا ہے، جو قوم ہلاکت کے قریب پہنچ رہی ہے اُس پر غصب حد
مائل ہو رہا ہے، اُن میں کسی ایک قوم کی تخصیص نہیں اس امر کا ثبوت سورہ طہ کے امد مصلحہ دِل آیات میں ہو چکے محاک کے لَعَلَّہُ اَلْعَصَا تِیْنِ ہے،
نَبِیِّ اِسْرَآئِیْلَ عَلَیْہِمْ اَنْفُسُ عَدُوِّہُمْ وَوَعَدَ لَکُمُ الْاَقْلَامُ الْاَقْلَامُ وَوَعَدَ لَکُمُ الْاَقْلَامُ الْاَقْلَامُ وَوَعَدَ لَکُمُ الْاَقْلَامُ الْاَقْلَامُ
وَوَعَدَ لَکُمُ الْاَقْلَامُ الْاَقْلَامُ وَوَعَدَ لَکُمُ الْاَقْلَامُ الْاَقْلَامُ وَوَعَدَ لَکُمُ الْاَقْلَامُ الْاَقْلَامُ وَوَعَدَ لَکُمُ الْاَقْلَامُ الْاَقْلَامُ
صَلَّیْہُمْ اَنْفُسُ اَهْلُکُمْ (۲۱-۸۲)

(پیرنگو) حوض معر کے واقعہ علی کے بعد ہم نے صاف اور غیر متکلیک الفاظ میں نبوی علیہ السلام کی مسافت سی اسرائیل پر پیرا رواح کو یاد کیا
اسے ہی اسرائیل، ہم نے اب ہم صبی قہودہ اور علای میں بی جہتی قوم کو ظلم کا رتس کی صورت گرفت سے بچا دیا ہے اور اس اور
مارکت کو طور رکھ سہا کے داس میں تم کو جمع کر کے تم سے احکام صادر کی قس، اور شرط قسمل تمہاری اجتماعی مسودی کے سالن جیکرے کا ہوا
سعادہ بھی کر لیا ہے (دفعہ ۱۱۱) اور یہی جس جگہ اس جگہ سے کی جوت ہر کے مد میں مالیش کی یہ صدا دایوں میں تم کو آنا کر کے (دیکھو تحت اہل
ص ۱۵۹) تم پر یہی صحت طاع (الین) اور شیروں کے سکار کا مانہ ہوائی کے طور پر مائل کر دیا ہے تاکہ تم اطمینان سے اس مانہ کی تکمیل
کر سکو، تو اب تم بیکری سے حوضہ مدی ہم نے نکودی ہے کیا وہیو، لیکن اس ہمارے حمد کے اسے میں جو ہم نے تم سے کیا یہ سرسوتا مرد کو
(لا طحوا فیہ) اگر لسا کر گے وہ ہر ہمارا عصا مل ہوگا، اور جس قوم پر ہمارا عصا مائل ہوا تو ہمارے رہو کہ وہ قوم ہلاک ہو گئی (دیکھو) اور یہی
سے رہو کہ وہ قوم میرے مالوں کی طرف ٹوٹ آئی نکات ہمارے یہاں کی قس قس لہے امد قائم کریں (دُائِمَ) اور جسے ساس لعل سے کیے
(نکل جاکھا) اور ہمارے اس راہ رست مقام بھی رہی تو میں اس قوم کے جس میں مل رہے پوچش میں (لَعَلَّہُمْ)

مَنْ یَاہُ اِتَمَاعِی مَوْصُولُہُ جِسْمِی شَرَحُ وِیْطَ صَفْہِہُ کے تحت اہل میں ہو چکی ہے وَوَعَدَ لَکُمُ الْاَقْلَامُ الْاَقْلَامُ وَوَعَدَ لَکُمُ الْاَقْلَامُ الْاَقْلَامُ
ہو رہی ہے اُس پر غریب خدا نازل ہو رہا ہے۔ یہ ایک عام اور مطلق حکم قرآن حکیم کا ہے جس میں اُس اسرائیل کی کچھ تخصیص نہیں پس اس مقام نظر سے بھی غریب
الْعَصَا تِیْنِ کے الفاظ میں اس امر کی استدعا ہے کہ اسلامی اُمت اس رو پر چلے جس پر ہیکر اجتماعی ہلاکت کا ساس ہو گیا یہ قوم کی دنیاوی حالت کا
بگڑنا ہی صراط مستقیم سے ہٹ جانیکے مترادف ہے۔ اس صحت کو پیش نظر رکھ کر لَعَلَّہُمْ اَلْعَصَا تِیْنِ کے مطالب میں اگل صاف پہلے ہیں اور اس امر کے ثبوت
کی مرید ہایت میں جہتی کہ اجتماعی احاطہ کا واقعہ ہو جائے جس سے معنوں میں ضلال ہو۔ ضلال کے اس معانی کی حتمی تائید سورہ اہل ص ۱۵۲) ۱۵۲) (۱۵۲)
سے ہوئی ہے جو علی الترتیب ص ۱۵۲) ۱۵۲) پر آچکی ہیں اور جس کے متعلقہ حاشیوں کے ظاہر کو کسی قوم کا اجتماعی طور پر شکنجہ فی الاضار اور ملتیت نہ ہو اور اُمتیت نہ
ن کر رہا ہے ضلال ہے ضلال کے اس معانی کے علاوہ ایسا بھی فقہان علم ہے جس کا ذکر سورہ کتاب ص ۱۵۲) ۱۵۲) کے حاشیوں میں ہو چکا ہے۔

بتائے ہوئے راستے سے ہٹ گئے ہیں۔

صراطِ مستقیم

یہ تہا سچا فلسفہ اُس نماز کا جسے اہم تر حصے کو خود خدائے جل و علیٰ نے مومنوں کی ہدایت اور آئندہ نسلوں کی رہنمائی اور ٹھہرنا ان مزید کے لیے، بطور وحی نازل کر کے قرآن کے ورقِ اول پر لکھ دیا تھا۔ یہی وہ واحد، فرخوڑ سخی، اور درخوڑ طلبِ نصبِ عینِ تہا جو اسلام کی دُعاویٰ اور خسروی بہتری کے اُس بہترین مجتہد نے، دن میں پانچ وقت مسلمانوں کے پیشِ نظر کر دیا تھا، اس صراطِ مستقیم کی دُعا میں رب العالمین کے حضور میں نعمت کے جلد تر عطا ہونے کی درخواست تھی، اِسمیں اُس اعلیٰ مقام حاصل کرنے کا صبرِ گسلِ اشتیاق شعلہ زن تھا، اِسمیں دنگ کی بے صبرانہ تڑپ، اور توفیق والتوا کا بسلائے اضطراب تھا:

وَاٰمَنَّا بِالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَصَبْرًا جَاهِدْ فِیْ رَحْمَةِ رَبِّہٖ وَفَضْلٍ وَتُہْدِیْ اِلَیْہِ سُبُوْلًا
مُسْتَقِیْمًا (۴) (۱۷۶)

سو جس لوگوں سے خدا کو اپنا آقا مان لیا، اور تم کو اس کے قانون کی تعمیل کرتے رہے، انہیں عظیم اپنی ہر مومنوں اور محنتوں سے ہلاک کر دے گا۔ اور انہیں دیا وہی مردِ محال کی کھڑے مختصر اور قریب راستے سے لے آئے گا۔

اِسمیں اولین نصرت پر، اور سہل تر طریقے سے، اس معاملے کو طے کرنے کی خواہش لگینی تھی، اِسمیں گنجائش صبر اور تابِ محنت کا انکار تھا، اِسمیں ناقابلِ تہمت اور سوتِ تدبیر، نا دور بینی اور غلط طریقِ عمل کی مشکلات سے

۴۔ اس آیت کریمہ میں العاطف تھلکِ یزیم لیکو صبرا ظا مستقیمًا، اس امر کی تہادت میں کہ صراطِ مستقیم کا اتنی اہم و مختصر سے مختصر اور قریب سے قریب راستہ بھی جو۔ دو مقامات کے درمیان سے مختصر راستہ صراطِ مستقیم ہے، اور ایک تہ کو دوسری تہ کی طرف نہیں رہتے، نہ بجا میں اعضاء اور سرعتِ نقل و حرکت دونوں مد نظر رہتی ہیں، یہ ہمارا راستہ اعتبار کر کے جس لامحالہ طوالت اور دیری دونوں کا خوف لاحق ہے پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الَّذِیْ اِلَیْہِکَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ (۱۷۶) کی دعا امدادِ اس نعمت تک نہایت سرعت اور مختصر سے مختصر راستے سے پہنچنے کی دعا بھی ہے اور اِسمیں اس نعمت کے حوالہ حاصل ہوئے کا اضطرابِ معمر ہے۔ قوں اُدلی کے مسلمانوں کے دلوں کی کئی وہ اضطراب کی کیفیت تھی جو ہمارے وقتِ حتمِ حقیقی کے حضور میں اکو متوجع و متوجع کرنے، لگہ بار بار لٹے اور پھول پھول کر دیتی تھی۔ آج بھی ہمارا

میں جہاں ہر قدم پر مشکلات کا سامنا ہے، جہاں معاملات کی عظمت و اہمیت کے باعث کم علم اور کوتاہ بین انسان کے لیے اکثر اوقات حق و باطل میں تمیز، اور صحیح و غلط میں فرق کرنا محال ہو جاتا ہے تو دنیا کے اس وسیع مجاہدے میں اسلام کی جماعت کو حصول قوت کے سیدھے اور آسان طریقے بتا دے تو ان میں حسن تدبیر اور صلاح عمل کی اہلیت پیدا کرے تو ان میں اعتصام خدا اور تسلیم، اتقا اور اتحاد کے جذبات موجزن کرے! وَمِنْهُمْ مَّنْ بِاللّٰهِ فَدَّهَكَ الْاِطَاعَةُ فَقِيْمٌ ۚ نَاْتَمَّ الدِّيَارُ اَمَّا اَللّٰهُ فَحَقُّ تَعْلِيْمِهِ وَلَا يَمُؤْنُ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۚ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا ۚ (۱۱۱-۱۱۲) تو ان میں صبر کی توفیق اور توکل کی ہمت

۱۱۱ اور جو لوگ اللہ کے واسطے کھڑے رہے، ان کے قانون کی سبھی سے تعمیل کر کے اسی کا سرا ڈھونڈتے رہے، وہ تو صلوات مستقیم لگ گئے اے ایمان والو! تمہارے لیے راہِ راست یہی ہے کہ مقامِ جد سے ہر وقت ڈرتے رہو اور ایسا ڈر دیکھا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، ایسے احکام کے آگے مرتے دم تک ہر تسلیم کر لو۔ اور سب ایک دوسرے سے مکمل ملکر اللہ کی رتی کو مضبوط کر دے رہو اور یکساں ہیں تعمیل ہر گریہ و رنج ہو دے دیا۔

۱۱۲ یہاں سے صلوات مستقیم کی قرآنی تشریف شروع ہے۔ بعد کی آیات اس عنوان کے تحت میں مشن کی گئی ہیں۔ سب کی سب الصلوات اللہ تعالیٰ کے معبود کی کسی ایک شے کی تو صحیح کر رہی ہیں یہاں یہ امر ہدایت و ہدایت کے واسطے ایک مقام کے جس کا ذکر آگے چلے گا دیکھو، قرآن حکم کے تمام طول و عرض میں الصلوات اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور فاعل سے قطع نظر، انہیں سب آگے سب موقعوں پر صراط مستقیم، اللہ تعالیٰ کے موجود ہے، جس سے ظاہر ہے کہ ان آیات میں الصلوات اللہ تعالیٰ کے اتنی معبود کی صرف ایک شے بیان کر دی ہے، تمام مکمل معبود کا اقرار کیا اس کا معبود تھا۔ صراط مستقیم کے اتنی معبود کی میں شے یعنی (۱) علم فطرت کا حاصل کرنا صراط مستقیم اس آیت (۱۱۲) میں (۲) حفظ نفس پر کاربند ہونا صراط مستقیم (۱۱۲) میں (۳) اتحاد و امت صراط مستقیم (۱۱۲) میں (۴) اس میں ہر جگہ ہیں ویکہ تحت لفظ صراط مستقیم ۱۹۔

آیت ریکٹ (۱۱۲) کے موضوع کی حاکمیت صراط مستقیم کی آیت (۱۱۲) سے واضح ہے، اے مقامِ ہدایت اور صراط مستقیم کے علاوہ ہر جگہ ہر سال ہوتے ہیں اور معبود ہی قریب درجہ خاص ہے آیت (۱۱۲) سے رکوع کے شروع ہونے کے باعث عہد اس بار جو سکتا ہے کہ لا تَفَرَّقُوا اَمَّا اَللّٰهُ فَحَقُّ تَعْلِيْمِهِ کو جو (۱۱۲) میں آیا ہے صراط مستقیم کا ایک شے معبود سمجھا دہا رکنا تاویل سے مگر اے تامل ہی اس شے پر پوچھا جاتا ہے کہ یہ محاکمہ درست نہیں۔ اہ لا تَفَرَّقُوا حکیم میں نے رکوع کا شروع ہوا اس امر کی ختم کوئی دلیل نہیں کہ بعد کے رکوع کا پہلے رکوع سے علل نہیں، بخلاف اس کے کلامِ الہی کے ربط کو سمجھنے والے اس خاص صراط مستقیم میں کہ قرآنی رکوع سا اوقات ایک سلسلہ استدلال کی کئی مسائل کے مابین بطور حصر کے ہوا کرتے ہیں، اس کے واضح ہونے سے اس موضوع کا انقطاع مراد نہیں ہوتا اکثر موضوع پر کی رکوعوں میں ایک ہی قوت مابین اس سلسلہ چلا جاتا ہے اور بعد کا رکوع پہلے رکوع کے عادی کا مؤید سکڑا سب اس کی تو کس دم پر یا تشریح کر دیتا ہے۔ بعید ہی مانتا ہوں وہ رکوعوں میں ہے جو ریکٹ آیات کے متعلق ہیں جیسا کہ کسی آئینہ موقع پر تمام سورۃ کا مربوط ترجمہ کر کے وقت عیاں ہو جائیگا۔ تاہم آیت (۱۱۲) میں فاعل صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کے علاوہ آیت (۱۱۲) میں تَعْلِيْمِهِ بِاللّٰهِ کو صراط مستقیم کی ایک شے قرار دینا اس امر کی روش دلیل ہے کہ بعد کے رکوع میں صراط مستقیم کے معبود کی مزید توضیح ہی لا تَفَرَّقُوا کے علاوہ کی گئی ہے اور معبود برابر ایک ہی چلا کر آ رہا ہے گویا ہر طور پر اعتصام عمل اللہ کرنا، اور صراط مستقیم بہا۔ صراط مستقیم ایمان (اَمَّا اَللّٰهُ)، اور اتقا (اَتَّقُوا اللّٰهَ)، اور اسلام (وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ) ہی کی ایک اہم شے ہے مگر صراط مستقیم کا ایک شے بھی ہے۔

عطاف سر! وَمَا لَنَا لَا نَشْكُرُ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا شَيْئًا وَلَصِّنَا عَنْ مَّا أَذْنَمْنَا وَلَقَدْ عَلَّمَنَا اللَّهُ
الْمَنْتَوْنَ قُلُوبُهُ (۱۳-۱۲) تُوَان میں قانون خدا کا صحیح علم و عمل، اور ایمان کی اہل طاقتیں قائم رکھ، اَللّٰهُ
طَاعِدِ الْاِيْمَانِ اَمَّا اِلَىٰ طَرَاظٍ مِّنْهُمْ (۲۳-۵۲)، مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْيَكْنُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلَكِنْ حَقَّنْهُ نُوْرًا هَدٰى
بِهِ مَن تَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا فَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۲۳-۵۲) تُوَان میں ایشا رمال کے محبت انگیز و کون
اور ایشا رجان کا نتیجہ خیر بھان پیدا کر! اَمَّا كُنْتَ لَهْمُ حَرَجًا فَهَآءُ زَيْكَ حَرَجٌ وَهُوَ حَرَجُ الشَّرْقِيَّةِ وَلَئِكَ
لَتَدْعُوهُمْ اِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۲۳-۵۲-۵۳) تُوَان کو نفس ربی کے ہونا ک تسلیج اور ہستانت انتشار کی

سلسلہ اور قاصداں عدلے قوم موسیٰ سے کما کہ ہم کوں۔ ایا تمام معاملہ اسدیر جو دیر اور ذرت کوئلے حد کی تملیج و اشاعت کریں،
مالا کہ اسے ہمارا طریق عمل ہم کو بتا دیا ہے اور ہم کوں۔ استقلال سے اس کو کہہ کر دست کریں حرمے ہم کو دیا، اور توکل کر ہوا کو
تو ہی چاہیے کہ اشر بر توکل کریں۔

سلسلہ اور قاصداں عدلے قوم موسیٰ سے کما کہ ہم کوں۔ ایا تمام معاملہ اسدیر جو دیر اور ذرت کوئلے حد کی تملیج و اشاعت کریں،
مالا کہ اسے ہمارا طریق عمل ہم کو بتا دیا ہے اور ہم کوں۔ استقلال سے اس کو کہہ کر دست کریں حرمے ہم کو دیا، اور توکل کر ہوا کو
تو ہی چاہیے کہ اشر بر توکل کریں۔

سلسلہ اور قاصداں عدلے قوم موسیٰ سے کما کہ ہم کوں۔ ایا تمام معاملہ اسدیر جو دیر اور ذرت کوئلے حد کی تملیج و اشاعت کریں،
مالا کہ اسے ہمارا طریق عمل ہم کو بتا دیا ہے اور ہم کوں۔ استقلال سے اس کو کہہ کر دست کریں حرمے ہم کو دیا، اور توکل کر ہوا کو
تو ہی چاہیے کہ اشر بر توکل کریں۔

سلسلہ اور قاصداں عدلے قوم موسیٰ سے کما کہ ہم کوں۔ ایا تمام معاملہ اسدیر جو دیر اور ذرت کوئلے حد کی تملیج و اشاعت کریں،
مالا کہ اسے ہمارا طریق عمل ہم کو بتا دیا ہے اور ہم کوں۔ استقلال سے اس کو کہہ کر دست کریں حرمے ہم کو دیا، اور توکل کر ہوا کو
تو ہی چاہیے کہ اشر بر توکل کریں۔

سلسلہ اور قاصداں عدلے قوم موسیٰ سے کما کہ ہم کوں۔ ایا تمام معاملہ اسدیر جو دیر اور ذرت کوئلے حد کی تملیج و اشاعت کریں،
مالا کہ اسے ہمارا طریق عمل ہم کو بتا دیا ہے اور ہم کوں۔ استقلال سے اس کو کہہ کر دست کریں حرمے ہم کو دیا، اور توکل کر ہوا کو
تو ہی چاہیے کہ اشر بر توکل کریں۔

مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّيْتُمْ لَهُمُ الشِّرْكَ وَالْكُفْرَ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَنَقُولَنَّ لَكَ أَنَّا ظَنَرْنَا أَنَّهُ مِثْلَ الْغَدِ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولَنَّ لَكَ أَمْ يُزِيدُكَ الْكُفْرَ وَالشِّرْكَ لَا يُفْقَهُ ۖ فَزَيَّلُوا ۚ وَلَوْلَا دَرَكُوا لَمَفَّقَنَّهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ (۱۲) (۱۱۲)

تو ان کو براہِ شیعہ کی مخلصانہ اطاعت اور ایک منعمی کے کمالِ اتحاد و عمل کی طرف مائل کر۔ قل رتبی ہدائی

۱۔ سب سے پہلے اور اداں لوگ کو بھی کہیں گے کہ ہلا خیر (صلی) کے پیرو کیوں سے وہ اور لاسب اپنے پہلے سے مٹ کر دوسرے پہلے کی طرف آگے اور وہ کیا ہی معمولی سی مابقی حیرت پروردیوں اور پیما یوں سے لڑائی مول لی تاویل عدل کے ان بادلوں کی ہی مختصر سا جواب دے کر چپ کرادو کہ تمہیں اس بات کی کیوں غلط ہے، ادا ہی کا مشرق اور ادا ہی کا مغرب ہے وہ چاہے سید کے لیکن وہ جس قوم کو چاہتا ہے اور جس اہلیت کے کہتا ہے مکرر اور وحدت کا صراطِ مستقیم دکھا دیتا ہے۔

۲۔ اس آیتِ ربیہ کے صحیح مطالب میں سے مذکورہ بالا ترجمے میں ظاہر کر دیے ہیں۔ سادہ میں سے جو کچھ لکھا ہے۔ سول اور آسمان اور جواساں دیکھا کا مصدر ہے۔ سفہاء اور ماواں کا اعتراض ہے کہ قلد بیت المقدس سے نہ مسئلہ کہ طرف کیوں مل دیا گیا انکوئے۔ تو میں کا سا جواب دیا ہے کہ مشرق ہی اللہ کا ہے اور عرب بھی اللہ کا اسے جو یا ہاں سید کر لیا۔ عاقلوں اور سوچ۔ الوں کے لائق۔ جو اسے کہ اسلام کو ایک مرکز چاہئے تھا سو جس قوم میں خدا اہلیت دیکھتا ہے انکو ایک مرکز کر پائے کا صراطِ مستقیم دکھا دیتا ہے اگر سب اللہ سے دستور قلد بیت المقدس یہ مکرر ممکن نہ تھا۔ عیسائی الگ تہنگ رہ کر اپنی ڈیڑھ ایٹ کی مسجد عدا مانتے، یہود عدا ستور مانتے، اور یہ تپا اتحاد و حبیبین مطر تھا قائم نہ ہو سکتا میں بہتر یہی تھا کہ الگ مرکز مانا جائے حیرت پرورد و نصارت کے ملکہ عالمِ جمع ہو سکے اور نہ جائے۔ صما جواب میں اس اہم صیغہ کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ خدا کا مشرق مغرب کی کچھ تخصیص نہیں، سب اسی کے ہیں۔ اس لئے نہ مت اللہ من مقصود بالذات نہا۔ اب کہ ہے جو مقصود ہے وہ مکرر اور اتحاد و گویا مسلمانوں کو مستند کر دیا ہے کہ اصل قانون کی طرف رجوع کریں جیسا کہ میں نے مسئلہ کے تحت اہلش کے (۱۲۳ ص ۲۳۳) میں اصح کر کے کی سہی کی ہے۔ یہ تحت اہلش چاہے اس سے بھی جاری ہے اور اس آیت کے مطالب پر جو اس تمام خبر کو پڑھ کر دیکھا جائے

(۱۲۳ ص ۲۳۳) تحت اہلش (۲۳۸) علامات کی یا سدی کسی قوم کے انکے ایسے معبود سے لگاؤ کا صرف ایک ظاہری نشان ہے، معبود کے حکام کی تعمیل پر کیا وگی یا انکے تانے بونے قانون کی پابندی ان سے لازم نہیں آتی۔ جب ممکن ملکہ ہے کہ ایک شخص ان رسوا کے ساتھ ساتھ صحیح معنوں میں ملازم داسا رہے۔ مگر ہر کسی ماہی والا غلامی (یعنی عبادت) کا دعویٰ اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک کہ اس قانون اور احکام کی تعمیل ہی کا حقہ نہ ہوتی رہے اس مقام طے کسی مذہب کے اس کے ایسے معبود سے اطاعت کیوں کیوں ظاہری علامات کی نچوڑا کہنا قطعاً نادرست ہے کیونکہ عبادت اقل کے ملکہں یہ پیہم عمل اور اس کی خاطر مسلسل تکلیف برداری ہی ہے۔ اور ان رسوم کو تہذیب و پورا کر لیا صحیح معنوں میں عمل نہیں گو کہ ان کی پاسدی میں مسعود کے احکام میں داخل ہو۔ قرآن حکیم نے اسی نقطہ نظر سے اس طے کے وقتی نہ رہی اعمال کو ہنگامہ کشائے کے جامع اور مانع لفظ سے تفسیر کیا ہے۔ اور عبادت کا لفظ کسی شخص کے مابقی اقتدا اور اس کی تسلی اطاعت کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے۔ جہاں اسی موضوع پر ایک نقل بحث عبادت کے تحت اہلش ص ۵۵ اسلح میں گدی چکی ہے اسلام میں صلوة اور ع، صوم اور زکوٰۃ کے افعال ماہ و شرعی محاسن فقہی مراسم اور اجتماعی تہوار و جلوس و سلام کے عدا امت میں رواج مانگے ہیں، اور جس کے امت مسلمان باقی مسلمان امتوں سے ممتاز نظر آتے ہیں، انکے سب مناسک میں داخل ہیں۔ انہیں شک میں کہ مارا عرج کے ادا کرنے میں ہر عہد کار سے اور مقرو رکھ ادا کرنے کے لئے ہر منتقل میں کچھ نہ کچھ اطاعت کا مادہ موجود ہونا ضروری ہے مگر یہ مار گدار، صائم یا حامی و عسکر بن جانے سے عہد کا وہ لازماً حاصل نہیں ہوتا جس تک کہ اطاعت کا کیفیت ان مناسک کے ادا کرنے کے بعد بھی بہر وقت موجود نہ ہے، اور تمام احکام شریعت کی حسبِ موقع تعمیل نہ ہوتی رہے یہی مناسک اور عبادت میں مسکن فی الحقیقت کیفیتِ فعل کا فرق ہے اور جو مناسک قطعی اطاعت سے ادا ہو اور حاکم کا کشکا پیدا کر دے وہ ماستہ عبادت کا ایک نمونہ ہے مناسک اسلام کی اسی مابقی اقتدا و صلح کو مد نظر رکھ کر صوم و صلوة اور عرج و زکوٰۃ کو عبادت میں داخل کیا ہے، اور اصل کتاب میں بحث اسی الصلوٰۃ پر ہو رہی ہے جو کیفیت دل کے ساتھ ادا ہو کر

مُسْتَقِيمٌ ۝ (۱۵-۱۶)

لوگو! یہ دروغار عالم کی طرف سے نہیں وہ رہ نما اور اور وہ واضح قانون ایسی صحیفہ فطرت کا شخص
دیکھو تحت المتن صفحہ ۶۲) آپکا ہے جسے دینے سے خدا اس قوم کو جو رضائے الہی کی متابعت کرتی
ہے۔ قیام فی الارض اور سلامتی کے رستوں پر لے جائیگا، اُنہیں ایسے فصل و کرم سے جمالت اور
انجام شناسی کی ظلتوں سے نکال کر حفظ نفس و علم اور ممکن کے نور کی طرف لائیگا، اور انکو قیام
و بقا کے صراط مستقیم پر ڈال دیگا۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ وَيُخْرِجُنِيْ مِنْ ظُلُمَاتٍ اِلٰى نُّوْرٍ ۚ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ۝ (۱۵-۱۶)
اور اللہ تو اُمتوں کو حفظ نفس اور سلامتی کے گھر کی طرف نکال رہا ہے، اور جس قوم میں اہمیت دیکھتا ہے
اُنکو ممکن اور قیام کا صراط مستقیم دکھا دیتا ہے۔

یہ صراط مستقیم کیا تھا! تحفظ و بقا تھا! قوم کی سلامتی تھی! اُنّت کا دار السلام تھا! عجا
کاکامل امن اور فرو کا اضطراب عمل تھا! اُتھا و کا التهابِ رون، اور توحید کا کرداری اظہار تھا!
تعبید کا معنوی اقرار اور ملازمت کا عملی پہلو تھا!

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الَّذِيْ دَرَسَكُمْ فَاَعْبُدُوْهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيْمٌ ۝ (۲۳-۲۴)

اے لوگو! وہ خدا ہے عظیم پر اور تمہارا پروردگار ہے، اسی سے اُتھا و ماداسب راق ہے! متاخر وہ حاکم ہے اور اُنکا
حکم الحاکمین کے علامت ہے ربور فاعبُدوْهُ) اُسی کی خدمت میں گئے رہو (فَاعْبُدُوْهُ)، اُسی کے قانون کی تسلی کو (فَاعْبُدُوْهُ)
اُسی کے آگے ہر تسلیم کر (فَاعْبُدُوْهُ) اُسی کے پچھلے سے سو کہ صراط مستقیم ہے!

عبادت کا وصیت اگیزہ کیف، اور ختلاف سے اجماعی گریز تھا! اُنّت تھا! اطاعت امیر تھی!

وَلَمَّا حَآءَ عِيسٰی بِالْبَيْتِ قَالَ دَرَسْتُكُمْ مَّا لَكُمْ بِهٖ وَلَا تَبَيَّنَ لَكُمْ نَعْبَ لِيْ يٰ حٰنِلَعُوْنَ فَاَنْتَوُا
وَاَطِيعُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الَّذِيْ دَرَسَكُمْ فَاَعْبُدُوْهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيْمٌ ۝ (۲۳-۲۴)

فَاخْتَلَفَ الْاَخْرَآءُ مِنْ سِوٰہِمْ قَوْلًا لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابٍ نَّوْمٍ اِلٰہِمْ ۝ (۲۳-۲۴)

۱۔ دالہ التسلو کے اعداد کو لوگوں سے نعمت کا نام سمجھ کر اُنّت کو عالم آخرت میں منتقل کر دیا، لیکن اس میں تاویل کی کوئی سد نہیں تیسری جگہ میں اس کو ع کا مس کیا
یہ آیت واقع ہوئی ہے۔ تمام کمال تر عہد کے واضح کر دیا جائیگا کہ کذا لکھتے ہو کہ کوئی آدمی یہاں نہیں لیکن اگر وہ اللہ کے منت کے ہمارے کوئی راہ صی ہے تو
خوش اعتقاد تار میں سے پرچا ہے کہ ہر نسل اللہ عز و جل (۱۶۰) میں واقع ہوا ہے کیا ہے، کیا وہ بھی حنت کی شریکیں ہیں۔ اسی کو لوگوں سے قرآن حکیم کو کبیر
اشارہ مایا ہے!

اور حب عسی علیہ السلام ہی اسرائیل کے پاس حد سے حل علی کے، اس لئے کھلے کھلے احکام (التائب) کے کر کے تو اس نے ان کو مخاطب ہو کر کہا کہ اے ہائو! میں تمہارے پاس یہ احکام کیا لایا ہوں، وہ اصل عظیم الہامی حکمتی اصول لایا ہوں جس کا تاج یہ حد سے ہمتا ہے (حسب کفر بالیکہو)۔ میرے آئے کا اہم مقصد یہ ہے کہ میں تم پر ان قانون کی صلیت و صحت اور اس کے ردوں میں اختلاف پیدا کر کے کے باعث تم ایک دوسرے سے الگ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو کے ہو، تم میں اتحاد کی مشترک سطح اور سر فوقانہ کم کروں، تم سب کو ملا کر ایک کروں، پس اسے لوگو! اس سے بد العناپ حد سے ڈرو! اس کے مشترک جو سے متحد ہو جاؤ (انھو)، اور اس کے سب ایک ایسی کی (یعنی مسری) اطاعت کرو، میرے پیچھے لگ جاؤ، وہ حد سے عظیم میراؤ تھا۔ انہوں کا آتا ہے پس اسی کی علامی میں لگ کر ایک ہو جاؤ، اسی کے سچے حد سے میں جاؤ کہ صراط مستقیم ہی ہے۔ لکن لوگوں نے اس اصول کو سمجھ کر کچھ کہا، مانا، وہ آئیں میں اسی طرح اختلاف کرتے رہے، اسی طرح فرقہ مد نے رہے، تو جس لوگوں نے یوں ایسی قانون پر ظلم کیا تھا، اسر ہلاکت کے دردناک اور کچھ کاویہ ولے دل کے اعتبار سے ہزار چھ سو۔

تسک قانون حرق تھا!

فَاسْتَمِيتَ بِالَّذِي آفَحَى الْبَلَدَ أَنْتَ عَلَى حِمَارٍ مِّنْ يَّعْقِبُكَ (۲۳-۲۴)

بولے ہمہ اتم اس قانون کو جو ہم پر وحی کر دیا گیا ہے مصدقہ سے کھڑے رہو، اس پر حسم کر عمل کرو۔ اس میں شک میں کہ ہم صراط مستقیم رہو (اور لا محالہ ایی مرد کو دیکھو گے)۔

خوف عذاب اللہ تھا، بیم روز جزا تھا!

وَأَنذَرْتُكُمْ لِبَلَاءٍ فَكُلَّمَا مَرَدُّنَ إِلَيْهَا وَاقِعُونَ فِيهَا مُضَضَّعًا يَّزِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخَذِّلُكُمْ فِيهَا (۲۵-۲۶)

او لوگو! اس میں شک میں کہ عسی (علیہ السلام) بھی نبی اسرائیل جیسی تعزیر آرا اور قریب قوم کے لئے ہلاکت اور موت کی عسی اور قطعی، آخری اور قرار دہی دلیل تھے (وَلَا تَلْمِزُوا لَنَا عَدُوًّا أُوْلَئِكَ كَانُوا فِي أَعْيُنِنَا) اتحاد کی تبلیغ کرنا اور کام رہا، یہود کے لئے صلائے اہل تھا، پیام موت تھا، ہلاکت کی طلی الاعلان سہادت تھی (وَلَا تَلْمِزُوا لَنَا عَدُوًّا)۔ پس اسے لوگو! اس روایت کے آئے میں سمجھی سکتے کرو، اس سے اہل یہود کی طرح سے ہوتا ہوا، ایسی تاں کر رہے ہو (فَكُلَّمَا مَرَدُّنَ إِلَيْهَا)۔ میرے احکام کی تفصیل کر کہ یہی صراط مستقیم ہے (وَلَا يَكُونُ لَكُمْ فِي تَعْرِيفِ قَوْلِ اللَّهِ صَوْرَةٌ)۔ یہ گویا حضرت کا آنا یہود کی ہلاکت (الْبَلَاءُ) کا علم (ناس) تھا۔

وہ صراط تھا جس پر چل کر تعزیر اور نعمت ہو، خدا کے ذیوی انعام، اور بے حساب بخششیں ہیں، صراط الدین

أَنعَمْتَ عَلَيْهِمْ (۲۷)۔ وہ خوف تھا جس کا اٹل نتیجہ انعام و اگر ارم ہے، کائنات اللہ سر لیا حکم کر قریں دیکھو! اننی

خوف اللہ کا وہ نام نہاد ہے جس کے ہاتھ میں ہر شے کی سر کی شے ہی ماری ہو گئے۔ اس کا دل یہود کھلے اسے اس طرح کہ اس سے پہلے اس کا یہ صراط مستقیم ہے۔

وَحَلَّلَكُمْ شُعُونََا وَفَلَّاحِلَ لِعَادَ فَوَادِرَ اَلْوَقَاتِ عِنْدَ اللّٰهِ اَنْفَعَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (۱۳۹، ۱۴۰) جس سے

ہٹ کر قبر خدا نازل ہوتا ہے، اُنہیں منضوب علیہ ہوجاتی ہیں، ذل و مسکنت، موت و افلاس صدیوں

اور قرنوں تک پہنچا نہیں چھوڑتے: عَنِ الْعَصْبِ وَكَهَمَ كَالْصَّالِیْنِ (۱۴۱) وہ سیاست تھی جس پر حکمران

ہر سو امن ہے، امتوں اور نسلوں کا امن ہے، افراد اور قبیلوں کا امن ہے، گھروں اور محلوں کا

امن ہے! وہ مذہب خدا اور راہ مالک الملک تھی جس پر دنیا کی سب زندہ اور انعام یافتہ ہیں آج چل رہی

ہیں اور اختلاف مناسک کے باوجود، اپنے اپنے دائرے کے اندر قانون خدا اور الامر میں نزاع

پیدا نہیں کرتیں، لَقَدْ جَعَلْنَا مَثَلًا هُمْ تَأْسَوْنَ لَا يَتَذَكَّرُونَ فِي الْاَمْرِ فَاذْعُ اِلٰی رَبِّكَ لَعَلَّ

هٰذَا يَوْمَ تَنْفَعُ شَرْعَتُكَ (۱۴۲، ۱۴۳) نہیں! صراط مستقیم وہ تلوار سے سواتیز اور بال سے سوا باریک اہ تھی

جس پر چلنے رہنا کمال حُرم و حسیاط کا کام ہے، جس سے افراد ہر ہٹ کر ضلال ہے، شکست و

انتشار کا جہنم ہے محکومیت کا دفرخ ہے، افلاس کی آہ و بکا ہے! وہ مسلسل سعی اور امن، تلاش

اور مقصود، طالب اور مطلوب کے درمیان وہ خط مستقیم تھا جس کے سوا کوئی دوسرا خطرہ نہ تھا، کوئی

سعی مشکور نہیں، کوئی عمل نسیجہ خیر نہیں! وہ وہ محیفِ قلب اور مضبوط نفس تھا جس سے قوم کے

سب افراد تسلیم کے مجتہد اور سعی و عمل کے فوارے بن جاتے ہیں، جس سے سینے قانون خدا کی طاعت

کے لئے یکسر کھل جاتے ہیں، جس سے دلوں کی تنگیاں اور محسوسوں کی پستیاں کا عدم ہوجاتی ہیں، ہر شخص

۱۴۵ اسے ساکنانِ برین! ہم نے تم سب کو ایک ہی نوع کے مرد، اور اسی نوع کی عورت سے پیدا کیا، اب تم سب ایک ہی صفت کے ہو، اس لیے ہمیں اختلاف پیدا نہ کرو، ہمارے ربوب یک تم سب برابر ہو۔ اور تمہارے مختلف گروہ اور قبیلے صفت اپنے نادیدے کہ تم ایک دوسرے سے امتیاز کر سکو ایک دوسرے کے مصالح اور مصلحت نہ ہو، اور ہر ایک تم میں سے وہی گروہ عورت اور انعام کا مستحق ہوگا جو تمہارے ربانہ قانون خدا سے زیادہ تھوڑا ہے، زیادہ صابر، اور محاط نفس، اولوا العزم، اور امن پہل بن کر رہے گا۔ (۱۴۵) دیکھو! اللہ کے معافی تحت امت ص ۱۵۲) اور استقلال سے احکام خدا پر عمل کرے گا۔ یاد رکھو کہ خدا تمہارے اعمال سے مودود افع، اور تمہاری نیتوں کو مفسر مانے والا ہے۔

۱۴۶ ان قوموں کی راہ نہ دکھا جو میرے قریب صفت میں اگر ہلک ہو چکی ہیں، اور نہ انکی راہ رہے، ہلک کر میرے قریب صفت کو دعوت دے رہی ہیں۔

۱۴۷ اے لوگو! ہم نے تمہیں کی ہرمت کیلئے خدا کی عفویت اور قانون خدا کی طاعت کا کلیط ہر انسان ہر گروہ و شماراتی پر لکھیں اور کسب و کار کے لئے لوگوں کو چاہیے کہ اصل قانون لاکھڑے کے متعلق تم سے کوئی نزاع قطعاً قائم نہ کرے، اور وہ اصل قانون یہ کہ تم تمام عالم کو لیے ہو ہوگا یہی کی طاعت کس طرف پڑے۔ اور سب کو اس ایک مرکز پر جمع کر دے۔ اسے شک نہیں کہ اس اتحاد معنوی قائم کرنے میں تم ضرور مدد مستقیم ہو۔

دوسرے بمقام اور ہم جماعت فرد کے لئے اپنی آغوش مرجا کھول دیتا ہے، کوئی سینہ بچا ہوا اور تنک ظرف نہیں رہتا، پر محبت اور اخوت کی نہر سلسبیلوں میں چل جاتی ہے، اور اس حسن عمل کے صلے میں امن و امان کا دارِ اسلام اس قوم کے استقبال کے لئے دھڑکتا ہے!

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ فَمَنْ يَهْدِيهِ لَا يَفِرُّ لَكَ إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
 صَدْرُهُ صَفِيحًا حَرَّاجًا كَمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ كَذَلِكَ يَخْجَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ○ وَهَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَذُكِّرُوا لَا تَعْزُبُوا عَنْكُمْ
 تَذَكُّرُونَ ○ لَقَدْ دَارَ السَّالِهُ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۱۲۸-۱۲۹)
 اسے لوگو! اس قوم کی نسبت خدا ارادہ کر لیتا ہے کہ اسکو صحیح راہ عمل دکھاوے تو اس کے سینوں کو
 الاسلام اور مسلم قانون خدا کے مطلق مذہب عمل کے لئے یکسر کھول دیتا ہے، اور کچھ اپنی ہی بہ
 اعمالی کے باعث گمراہ کر دینے کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس قوم کے سینوں کو بچا ہوا اور تنگ کر دیتا ہے
 اس میں حوصلہ عمل اور توفیق خیر مقصود ہو جاتے ہیں۔ ماہی مدد اور ہدائی کرنے کا یار نہیں رہتا،
 ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ احکام خدا کی تعمیل کرنا ان کے نزدیک گویا آسمان پر چڑھنا، اور اسے
 آپکو ماقہ تکلیف میں ڈالنا ہے۔ جو لوگ ہمارے احکام کے مفید ہونے پر ایمان نہیں رکھتے اس پر
 خدائی یہ تنکاریوں بڑا کرتی ہے!

اور اسے یہ غیبر! یہ اپنے سینے کسبِ عمل کے لئے کھول دینا ہی تیرے آقا کے جلیل بنایا ہوا
 صراطِ مستقیم ہے۔ یہی عین اسلام ہے، غور و فکر اور صحیح نتائج اخذ کرنے والی قوم کے لئے ہم نے
 اپنے حکم کھول کھول بیان کر دئے ہیں۔ یہی وہ قوم ہے جن کے لئے اس نیا کے اندر انکے پروگام
 کے نزدیک ان کے اعمال کے صلے میں امن و امان کا گھر ہے، اور یہی اس دنیا میں اس کی تپا دہست
 اور شریکِ اہل ہے۔

کیا آج کس پہنائے زمین کے طول و عرض میں صراطِ مستقیم کے اس مفہوم کے متعلق ایک شق باقی ہے
 جیسے اسلام کا کوئی فرد بشر چل رہا ہے، کیا دن بھر میں بار بار اور خوش الحانی سے دہرائے کے باوجود کسی متعسف کو

مذہب یاں نہ تھوڑا صَدْرُہ کے بالاقابلِ نُصْلَہ کا آواز میں بات ہدایت کرتا ہے کہ کلامِ اہل کی اطلال میں کسی قوم کے اندر الاسلام پر عمل کر سکی توفیق کا نایاب
 ہونا (دیکھو تعریف الاسلام تحت اہل حق ص ۱۹۱) حکامِ خدا پر عمل کر سنے ناقابلِ ہدایت تکلیف کا موس پر ہادی ضلال ہے۔ ضلال کے پہلے ہیج ضلالتی
 میں سے ص ۲۲۳ کے تحت اہل حق میں نہ کر دینے میں یہ ایک نئی نقطہ ہے مسلمانوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ کس خدائے اہل ضلال کے مسلمان ہیں تہذیب میں!

اس بات کا احساس رہ گیا ہے کہ صراطِ مستقیم یہ ہے، ہماری پنجوقتہ اسی کی گذارش ہو، اسی سے ہٹ جانے کا ہر لحظہ ڈر ہے، اسی کی آزداد اسی کی تڑپ ہے، اسی کے لئے اٹھنا اور بیٹھنا ہے، اسی کی درخواست میں رکوع و سجود ہیں، قوسے اور قعرے ہیں، جھکنا اور سرنگوں ہو جانا ہے، کیا دلوں میں اسکے متعلق ذرا سی چوٹ، رتی بھر حسرت، ادنیٰ سی سنسناہٹ، یا ارد کی سفیدی کے برابر سعی و عمل باقی ہے؟ نہیں، کیا اس مفہوم کی آج سرے سے خبر بھی ہے! کیا گذشتہ ایک ہزار برس کے اندہ ہزار در ہزار فقرہ بند یوں اور شرک آرائیوں، تفریقِ عمل اور عصیانِ میر، عدم تمرکز اور تشتبہ آرا، حُب نفس اور محبتِ مال، عبادتِ طاغوت اور ملازمتِ شیطانؑ کے مہلک اثرات کے باوجود ہر مسلمان اس رسم میں نہیں کہ وہ دینِ اسلام کے صراطِ مستقیم پر چل رہا ہے، وہ خدا کو خدا مان رہا ہے، رسول کو رسول کہہ رہا ہے، اُس کے حلال حرام کو نباہ رہا ہے، خیرِ اُلم کارِ کنِ عظیم، اسیلئے اسکو کسی اصلاح کی ضرورت نہیں، کسی مغریہ راہ ڈھونڈنے کی حاجت نہیں۔ کیا وہ اس مہلک گراںِ خوابی، کوتاہ نظری اور آشوبِ چشم کا مریض نہیں کہ دنیا کی سب انعامِ یاب اور خدائی نعمتوں سے مالا مال آفتیں اُسکی نگاہ میں ٹیڑھے راستوں پر چل ہی ہیں، جہنم کی مکین ہو رہی ہیں، دوزخ کا ایندھن بن رہی ہیں، مگر اسلام کی لافنی مگر بے نوا اُمت صراطِ مستقیم پر چل رہی ہے، اُنتم علیکم کی مصداق ابدالاً باد تم ہے! کیا آج اضیٰ نعمتوں کے چین جانے کے بعد کسی روحانی نعمتوں کی تاویل کر کے، یا ذرا اسلام کے بے ضرف لفظ کو اسلامی بہشت بنا بنا کر دل کو تسکین دے دینا قہرِ خدا کو کم کر سکتا ہے؟ کیا صاحبِ القرآنؑ کی اس حیرت انگیز اور ناقابلِ انکار، اس نصی اور صحیح شہادت کے ہوتے ہوئے کوئی انسانی لغت، کوئی قیاس و رائے کوئی اجماع اُمت، کوئی یونانی حکمت، کوئی ملائی تاویل، یا خود ساختہ حدیث صراطِ مستقیم کی اس سے بہتر اور صحیح تر تشریح کر سکتی ہے؟ کیا قربانیوں کے حشر سے بکروں کے مینڈھے اور مینڈھوں کے گھوڑے بنا بنا کر اُمت کو پل صراط پر سے گذار دینا، شکتِ خدا اور قانونِ رب العالمین کو بدل سکتا ہے!

میں قرونِ خالیہ کی کئی ایک متمدن اور متسلط قوموں کی ہلاکت ان سرس غلط کاریوں اور سہل انگاریوں کی مثالیں دے کر، ان اعمال کی اہمیت کو بصراحت تمام بیان کر دیا تھا، مگر با اینہما نماز کے صراطِ مستقیم کا فوری اور پیش نظر مفہوم تقویٰ کا وہی اسیام آفریں اثر، اور توحید کا مجتمع القلوب احساس تھا، وَلَا تَعْبُدُوا الشُّعْرَ إِلَّا بِمَا نَزَّلَ عَلَيْهَا مِنْ كِتَابٍ أَوْ مِنْ قُرْآنٍ سَبِيلَهُ دَلِيلُهُ وَضَمُّكُمْ لَهُمْ لَعَلَّكُمْ تُقَوُّونَ (۱۵۳-۶) متحرک اور متفرق قلوب تھا، کی یہ اسلامی جماعت، بارگاہِ خداوندی میں اپنے دن بہر کے حلیل القلب کارناموں کی خاموش شہادت اور حوصلہ افزا سند پیش کر کے، اپنے آپ کو سزاوارِ انعام، اور مستحقِ اجر جہتی تھی، اعلیٰ حق کے متعلق اپنے مخصوصانہ اعمال، اور ربِّ عظیم کی غائبانہ خدمتیں، انہیں تحسینِ آفریں کا بسملانہ اضطراب اور ضرورتی خدا کی اضطرابی تڑپ پیدا کر دیتی تھیں۔ عمروں کے سلبھے ہوئے مخلص ملازم اپنی روزِ روز کی نئی اور خوش کن خدمتوں کے بعد اس انائے نہان و عیاں کے حضور میں پیک پیک کر پونہچتے اور دستِ بے کھرے موجاتے! ان کو روئے زمین کی سلطنتیں اور حفظ و امان کی راہیں ان کے شبانہ رفقہ جہاد اور متواتر عمل کے صلے میں ملا کرتی تھیں: وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فَمَا أَسْلَفُوا فَايَهُمْ بِرَبِّهِمْ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (۶۹-۲۹) انہیں اتمامِ نعمت کا راہِ راست اور حصولِ قوت کا صراطِ مستقیم، صلح حدیبیہ جیسی اہم حکمت عملیوں، اور فتحِ خیبر و فتحِ مکہ جیسے مہتمم بالشان کارناموں کے عوض میں ملتا تھا: إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لَتُعْرِضَنَّ أَلْفًا مِمَّا تَلْتَمِذُ مِنْ دِينِكَ وَمَا نَحْنُ بِمُتَعَدِّينَ عِمَّتَهُ عَلَيْكَ وَهَذَا يَكْفِيكَ لِيُحَرِّجَ اللَّهُ رُسُلَهُ (۸۸-۸۷)

۱۵۳-۶ اور سزاوارِ مختلف رستوں کا اتباع ہرگز نہ کرنا، کہ یہ قسمیں و امتیازات کو خدا کے اسمِ ہستی سے ہٹا کر محض کر دے گا، تمہاری ہیبت اجتماعی کو کم نہ دے، اور قوت کو سلب کر دے گا یہ نصیب تم کو حاصل کر اس لئے کی گئی ہے کہ تم اجتماعی ہلاکت سے بچے رہو۔ سلسلے کے لئے دیکھو آیت (۱۵۴-۶) ص ۶۳۰۔

۱۵۴-۶ اور جس لوگوں نے ہمارا نام بلند کر کے کی خصوص سے جاو کیئے ان کو ہم ضرور دیا میں اس سے رستے کے ایسے طریقے بتا دیں گے اور بیشک اسے دوسرے عمل کرے والوں کا ساتھ دیتا ہے۔ (تحفہ بین کی ترویج ص ۱۳۰) کے تحت اللہ میں ہر جگہ ہے اور یہاں بھی طالعہ ہو کہ جہاد کو باطنی حسنِ عمل سے اسے سمیٹنا یہ معاہدہ حدیبیہ کا ہر اہمیت میں ہم سے تم کو دشمن پر کھلم کھلا مستح دی۔ اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی مصلحتی راہ اندگیوں اور کمزوریوں پر پردہ ڈال دے، اور تم کے مقابل تم اس دنیا میں اور بھی مضبوط ہو جاؤ۔ امتا کہ یہ آئندہ ہمتوں کے اتمام کا شیرِ محب ہے، اور تمہیں خطِ محس کی حکمت عملی اور علی کا صراطِ مستقیم دکھلا دے، لہذا سے یہاں اس طالعہ پر وہ مصلحتی راہ اندگیوں مراد ہیں جو ہر ہاتھ قوم سے کوہاں اجتماعی مصلحت کے متعلق ہر صراطِ مستقیم سلسلے کی دوسرے طالعہ ہوتی ہیں۔

اہیں نگہبانی زمین کا انعام عظیم اتیا جان، ترک وطن، اور شدائد سفر کے بہیم تحمل کے عوض میں میدان جنگ کی روح گسل مصائب کے بطیب خاطر برداشت کے صلے میں، اور اولوالامر کے احکام کی فوری اور فی تعمیل کی شاکست میں ملا کر تاتھا، وَلَوْ اَنَّكُمْ سَاءَ عَلَيْهِمْ اِنْ اَقْبَلُوا اَنْفُسَكُمْ وَاَوْخَرْتُمْ مِنْ دَارِكُمْ فَمَا ضَعُفُوا اِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا نُوْثِرُ عَنْهُمْ لَكُنْ حَزَنًا لَّهُمْ وَاَسَدٌ سَيِّئًا فَادْرَا اَلَا سَمِعْتُمْ لَدُنَّا اَخْرَجْنَا مِنْهُمْ صِغَارًا مُّشِيكَيْنًا وَمَنْ نُطِمْ اللَّهُ وَالرَّسُولَ فَاُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ اَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالصَّهْدَ نَعْنِ وَالسُّهْلَاءِ وَالضُّعُفَاءِ، وَحَسَنَ اُولَئِكَ رَفِيقًا ذَلِكَ الْفَصْلُ مِنَ الْقُرْآنِ وَاللَّهُ وَكُفَى بِاللَّهِ عَلِيمًا ۝ ۶۶

لیکن صراطِ مستقیم کے ان تمام شقی اور قسبی، ان وقتی اور مقامی معانی سے قطع نظر نماز اور فاتحہ کتاب

۱۔ اور اگر ہم اُن کمزریاں، اے مسلمان ہمارے حقوں کو حکم دے کہ تم یہی جانوں کو اللہ کی عبادت میں لڑو، یا ایسے طس سے محبت کرنا اگر تم سے کمزور صلح نہ کرو تو اس میں سے جدا دیووں کے سوا کسی سے ہمارے اس حکم کی تعمیل نہ کرتے۔ اور اگر وہ کچھ ان کو بھایا عات سے کہتے تو اس کی یہی ہی بہتری کی بات تھی کہ ان کی سماعت اور بھی صبر و طاقت اور حقیقت۔ اور اس صحت میں ہم اُن کو صراحتی طرف سے بڑا اچھا مدد دیتے۔ اُن کی جماعت غالب رہتی، اور خط و صراطِ مستقیم انکو ہم دکھا دیتے۔ پس جس سے مدد ملے ایسے آپ کو احکامِ خدا کی متابعت کے لیے قب کر دیا اور جسے اپنے اسی جماعت (رسول کریم) کا کما مانتو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے دوش بہ دوش چل رہے ہیں حیرت مندے ایسی نعمتیں، جتنیں ستارہ اسلحہ کے کرائم جنوں سے راہ حق میں ہموار کیے، یا وہ صادق لوگ جنوں سے اپنے اعمال سے ایسے ایمان کی تصدیق کی یاد وہ شہدائے راہِ خدا و خدا کا نول بالا کرتے کرتے ہلاک ہو گئے، یا وہ صلح و عمل لوگ جنوں سے ایسی جماعت کی حالت کو مدد ست کیا اور یہ کسی اچھے ساتھی ہیں یہ تو سبقت عمل جس اللہ کی طرف سے ہو اور اللہ ہر شخص کی منت دل عامے کے لیے اس ہے

۲۔ تاریخ میں قرآن نے ان آیت کے سباق کو مطلقاً مان کر کے آیت (۱۴۱) کے مطالب پر دیکھ کر عرب اور ملت انگریزوں کی میں اچھا خدا اور رسول کو مدد دانی مجاہد سے دوسرے کر کے بہت اور آخرت میں اسیا، و صاحبین کی مصاحبت کے متعلق اداوں کا وہ طومار عظیم مطالب کے گرداگرد کھڑا کر دیا ہے کہ ان کی طرف ہوا ہی کو دیکھ کر بعض اوقات عقل حیراں ہوا مانی ہے۔ اصل کتاب میں آخری آیتیں (۱۴۱-۱۴۰) پہلے مصرعوں کے تسلسل میں پیش کی گئی ہیں اور ظاہر ہے کہ آیت (۱۴۱) میں لکھنے ایمان والے مافوق کے سامنے میں بجا گیا ہے کہ ان کے حوصلے استقامت بلند ہیں کہ وہ صلح رسول کے حکم سے اسلحہ جماعت کی خاطر ایسی جانوں کو لڑا دیں، یا ایسے گروں کو چوڑ کر جہاد مایہ کریں، حالانکہ یہ جہاد اور ترک وطن اُن کی اپنی بہتری کی خاطر ہی ہے، اور حتمی خط و صراطِ مستقیم ہے (۱۴۰-۱۳۹) آیت (۱۴۰) میں صرف اس قدر کہا ہے کہ حق اور صدیق اور شہداء اور صاحبین کا ملکہ مقام حاصل کر کے اپنے حان و مال کی ایسی ہی انتہائی قربانی کی صورت ہو رہے ہیں میرے خیر کے حاصل کرنا چاہتا ہوں و صاحبین و میرے برابر چاہا با محال ہے۔ منقرہ، اے کے تحت اہل حق میں واضح کر دیا گیا تھا کہ عظیم اللہ وَالرَّسُولَ کا قرآنی مہم صراطِ اسلام میں رسول خدا مسلم کے۔ حتیٰ اور مقامی احکام کی تعمیل تھی۔ علی بدلتھما س یا میری ہی مطلب ہے کہ رسول کو کچھ وقتاً حرم و قاصد نفع و زیان لڑنے اور مال و اولاد سے معارفت چھوڑ کر اسے کا حکم دیتا رہتا ہے اور وہ ان احکام کی تعمیل سے اکثر تڑپتے ہیں، اگر ان میں اطاعت رسول کی فوقیت یہاں ہوتی تو ان کے دوسرے ہی ملکہ ہوتا جسے کہ اسلحہ کے گروں کے حوصلے سے یہی قلم عربی اسلحہ انسانی میں صبر کر دیں، یا ان صدیق

کی جناب میں ان وقف عمل اور اسلام کے سچے خادموں کو ضرب ل اور شیعہ رخنہ سے آمادہ رکوع و سجود
کرویتا تھا، اِنَّهُمْ كَانُوا فِى الْحَزَنِ وَيَدْعُوْنَ اَعْمَارًا مِّنْ هُنَا وَكَانُوا لَنَا حَبِيبِينَ ۝ (۲۱) یہ دیکھ کر
رب پر اعتماد، اور نصرت خدا کا یقین ہی تھا جو مخلوق کی جسم آفریں اور مضطر انعام حالت میں خدا کی تسخّل
سے تحمید و تقدیس کراتا!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ مَلِکُ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِنَّکَ
لَسَدُّدٌ وَّاَنْتَ اَنْتَ لَسَّعِیْدٌ ۝ (۱-۲۴)

اے پروردگار عالمین! سب تعریف اور شکر اے کا مستحق تو ہی ہے۔ تو بڑا ہی رحم کرنے والا،
اور بڑا ہی مہربان ہے۔ روز جزا و جزا کا بھی قوی حاکم ہے۔ ہم اے سب اعمال میں نیری ہی مدد
اور نیری ہی چاکری کریں گے، اور ہر معاملے میں تجھی سے مدد مانگیں گے۔

یہ دوستی حق پر اعتماد، اور تائب خدا کا انتظار ہی تھا کہ انعام کی آس پر سب کی سب جماعت یکدم گمراہیوں
پر، اور ماتھوں کے بل گر پڑتی! پھر شہتی اور بار بار گرتی! اس نماز میں روح تھی، ہمیں مقصد تھا، ہمیں
غرض کی دلچسپی تھی، ہمیں انعام کی لہم اور رکوع و سجود کی منطق تھی، اس میں ایمان کے شعلے تھے، اس میں
عصبیت کی ایک ننگی تھی، ہمیں سچا خشوع و خضوع تھا، ہمیں محبت کی جنبشیں اور موانعات کے باہمی للطم
تھے! ہمیں اطاعت کا پیہم احساس، اور نظم و نسق کا سچا سبق تھا! اس میں توحید کا عملی اور نتیجہ خیز
منظر تھا! ہمیں خدا کی سچی خوشامد، اور متفقہ جماعت کی ہمدردی کے بعد طمانینت دل اور تسکین
قلب حاصل ہوتی تھی! اَلَا یَذِکِّرُ اللّٰهُ نَظْمًا لِّلْقُلُوْبِ ۝ (۱۳-۲۸) یہی وہ مسکن روح اور مسح قلب و دماغ تھی جو

۱۵ ہمیں شک میں کہ یہ لوگ مدد کے قوت اور اور معیہ قوم اعمال (الحیثوت) کی طرف ایک ٹپک کر رہتے تھے، اور ہم کو اتنا ہی انعام کی رحمت سے اور جماعتی
سر کے خوف سے پکارا کرتے تھے، اور ہم اس بیم و دعا کے تکلیف کو دہلیں رکھ کر ہماری حاس میں سچا خشوع و صومع نکالتے تھے۔
۱۶ تو وہ انگوٹھ دل میں رکھ کر دوس کو کامل شفیق مذکر کے تھے احساس سے ہوا کرتی ہے

۱۷ واللّٰتِ ۝ کے صبح معبود کے بارے میں ایک طویل و طویل بحث مندرجہ ۱۳-۱۴ کے تحت اہلن میں گزرتی ہے وہاں پر یہ آیت بھی آئی ہے شد کہ مدد خطاب
کی صداقت کے لئے وہاں کیا چاہیئے۔

۱۸ منقولہ اللہ کے تحت اہلن میں عبادت کا صحیح مفہوم واضح کرتا تھا کہ عین مطہر اِنَّکَ لَمَعْدٌ کا اقرار و شاہدین آسمان کے سامنے کز ان اہل امر کی دلیل ہے کہ وہ
ہم لا رمت ہستار کرتے لادے ہلائے ہے کل۔ یہ تھے ہم سے صوم ۱۱۲ یہ بھی واضح کر دیا ہے۔

مشکلات کے آسان کرنے میں معین خاص ہو کرتی تھی: نَافِثَةُ الدِّينِ اَمَّاوَا اسْتَعِينُوا بِالْغَنِيِّ وَالصَّغِيرِ (۱۵۲)۔ آج بھی نماز جسکے ہر فوے اور قعدے پر خدائے سے نیازی کی رگ لطف و رحمت میں مسلسل متصل جنبشیں ہو کرتی تھیں، جسکے ہر کیف سجود پر منشیان لطف و کرم کے قلم مشرستان صریح بنجاتے تھے: لَئِنْ سَأَلْتُمْ لَازِدْكُمْ (۱۵۳)۔ جسکی ہر تہلیل جراحۃ عشق کی بے اختیاریاں، اور ہر تفسیر کسی نمک پخت ناسور کی جگر تنگ فحیح تھی، جسکے ہر زخمہ اذان اور ہر سراب عایر لطف آبی کے لانتہا ساز یکدم بچے شروع ہو جاتے تھے: وَقَالَ رَجُلٌ اِذْ غَوَىٰ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (۱۵۴)۔ جسکی جاوذب القلبہ میں پردہ زنگاری کے اس بے نیاز، حیر چشم، اور پرکار معشوق کو بھی محبوب و ریاد اور آمادہ جواب کرتی تھیں: وَ اِذَا سَأَلَ عِبَادِي عَنِّي فَاِنِّي قَرِيبٌ اَحْبَبْتُ دُعَوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِلَعَنَتِهِمْ يَوْمَئِذٍ (۱۵۵)۔ قَدْ كَرِهْتُ اِذْ كَرِهْتُ (۱۵۶)۔ آہ! یہی نہایت اہمیت کی بے حتی اور ایمان کی سطحیت، مطالبہ کی نسیان اور مقاصد کی فروگذاشت کے باعث ایک بے معنی اٹھک بیٹھک بگٹی ہے! غرض تو درکنار، اسکے لفظی معانی بھی آج سو میں پانچ نماز گزاروں کو سیر نہیں! اسکی اہمیت، غرض غایت کی ناواقفیت کے باعث روز بروز ذہنوں سے اٹھ رہی ہے! مقصود کے فقدان اور کساد بازاری کی حشمت نے ہمیں بے مطلبی کا متفر، اور بے سبب فرصتیت کا اگرہ پیدا کر دیا ہے! نصب العین کے سقوط، اور

۱۔ اسے ایمان والو! مشکلات و مصائب کا مقابلہ کرنے کے لیے استقلال اور مدد کی پہلی یا دوسری مدد پا کر دے شک خدا انہی کا ساتھ دیتا ہے جو مستقل رہتے ہیں (دیکھو اول مرحلہ سی و عمل میں استقلال (الصَّكْرُ) ہے اور آخری مرحلہ دعا (الدُّعَاءُ) ہے)۔
۲۔ اگر تم میری نعمتوں کا صحیح استعمال اور ان کی بچی بند کر کے پورا مستکر یہ ادا کرتے رہو گے تو میں تم کو ادھی زیادہ کرونگا (شکر کے ان معانی کے لیے دیکھو وقت امتحان صفحہ ۱۳۸)

۳۔ اللہ سرتا ہے مجھے ملاؤ اور مردوں سے ملاؤ میں تمہاری مدد کروں گا (تمہاری روح است کو تسریل کروں گا)۔

۴۔ اولے محفل! اب ہمارے مدد سے تم سے ہماری است ہو چھیں تو ان کو کہہ دو کہ ہم ان کے پاس ہر وقت موجود ہیں ہم ہمارے دے کی بیکار کو سستے ہیں بلکہ اگر شس کا دل کرا ہے گئے تو جواب ہی دیتے ہیں۔ پس انکو چاہیے کہ سرتا یا ہمارے محفلوں اور شامیں بطوریں اور ہر حتی الوسع سعی کر کے ہم راہنہ بھی کریں مگر ہے کہ اکورہ مل جانے

۵۔ تو تم کو ہر وقت ہے دل سے محسوس کرتے رہا کرو ہر ہم بھی تمہارا حال رکھیں گے

سرعت سے ہکتا رہو یہی ہے کہ ہر صاحبِ نظر کی نگاہیں زمین گڑی جا رہی ہیں! نا انجام شناس مسلمان نشرو تبلیغ کے ان متقلب القلوب مرکزوں میں ایک ناقص اور سطحی، نظری اور بیکار کُن علم کی پتلی سی تہ چسپا کر تعلیم کے خوشناتیرے اپنی ہی جسٹر کاٹ رہا ہے۔ اُدھر علمائے دین کی ماتم انگیز کم علمی، علم و شہادت کے اس عہد حکومت میں اسلام کی ایک قطعاً ناقابل تسلیم اور مضحکہ خیز تصویر پیش کرنے میں بڑھ بڑھ کر قدم مارتی ہے۔ الغرض دنیائے اسلام کے کشر اہم حصوں میں خدائے زمین و آسمان کے اس شکر انگیز اور جہاں کشادین کا بہرہ یاقی ماندہ اصول مغرب کے ائمہ المکر کی ہشیار فریب چاباز یوں، اور مشرق کے اجلۃ الجہل کی نارواضہ کے باعث عجب سببی مخول بن رہا ہے!

كَاٰمِنًاۤ اِلَیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَحۡنَ وَاَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَسۡتَوۡنَ فَاُولَٰئِیۡكَ اِلَیۡنَ اَلۡدِّیۡنُ
اَوۡلٰوُا۟ اَلۡكِبَرُ مِنْ فَبِیۡكُمُۥ وَٱلۡكُفَّارُ اَوۡلِیَآءُ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ اِنَّ كُنۡتُمْ مَّوۡفِیۡیۡنَ ۝
وَلَا اَنۡاۡدِبُكُمۡ اِلَی الصَّلٰوةِ اِنَّكُمۡ زُہَاۡمُہُ وَاَلۡعِمَادُ ذٰلِكَ بِاَنۡہُمْ قَوۡمٌ لَا
لَعۡقَلُوۡنَ ۝ (۱۵-۵۸-۵۹)

۱۔ اِن احکام الہی میں اُن اعلیٰ اسلام کے ساتھ جو مذاہب دین کا تسلسلہ ہیں، جو ان کی شیعہ و قویہ کے مسلمانوں کو اس سے بیزار کرنے کی سعی کریں، کسی قسم کی دوستی اور مولات نہ رکھنے کو اتفاق الہی اور ایمان پر معمول کہا گیا ہے، اور صاف لفظوں میں یاں مریا ہے کہ ایسا کرنا ایمان کا جزو لاینفک ہے۔ گو باوجود شخص یا جماعت اُن سے مولات ختم یا نہ کرتی ہو اسکے ایمان میں خلل ہے، اور اُن کے دین میں جوئے کا وجود خاص طبلہ جو (لَا یَسْتَوِیۡنَ) جماعت اس صورت حال کو دیکھ کر بھی ایسی جماعت سے مکر کر دیتی ہے، جو اُس کے ساتھ حقارت کا و یا رضاءہ تعال، مراد جماعت یا تعالوں میں برابر رکھنا کچھ عجیب نہیں سمجھتی وہ لامحالہ اللہ تعالیٰ کی عتاب خدا کی طرف سے کچھ حریف (انعام) میں کرتی، اُن کو اُس اجتماعی ضعف شکست کا کچھ ہلکا نہیں رہا حکایتی حالت میں اُمت پر خدا کے ہاں سے نازل ہونا قطعی ہے، اور اسی سبب سے ایسا اگر وہ کچھ متقی ملکہ کچھ مومن ہیں۔ جو قوم اَعْلَوْنَ کے مصابحین سے پرے مٹ رہی ہے، جس کے اعمال اُمت کی اجتماعی قوت کو ضعف پونچھا رہے ہیں، اُس کا ایذا دار سے رہا اُسے قرآن سے مشکوک ہے۔ مسلمانوں نے آج مولات کے معانی میں بھی حمایت و تاویل میں پیدائش میں حالانکہ آیت (۵۸-۵۹) سے صاف ظاہر ہے کہ اس ترک دوستی سے عرض و ضمن قوم کی متضرر تعلیق و تعلیم کے اثرات سے محفوظ رہا اور صاف اُن کو اس ترک دوستی کے باعث انتہائی مالی اور اقتصادی نقصان پہنچا کر اپنی قوت کو محفوظ رکھا رہا ہے۔ حفظ نفس کا اصل اصول قرآن حکیم کے ہر سبق پر لکھا ہے۔ یہی اسلام کی اصلی تعلیم ہے، یہی ایمان و تقویٰ ہے۔ ایسی انتہائی حفاظت کرنا اور دشمن کو انتہائی صریح و بجا مانا اس دنیا کو عرضِ اسلامی سے باہر کا وہ صراطِ مستقیم ہے جو حریفہ کائنات کے ہر شرمہ نقاب پر علی حروف میں لکھا ہے۔ اُسے مخلوق سے بھر دینا ہے اُسے مخلوق تک سب اسی پر عمل پیرا ہیں، قانونِ مطہرت کا لپٹا ہوا ہے، یہی وظیفۃ اللہ الٰہی فظن الناس غلط ہے، اسی دین اسلام ہے اور یہی داعیِ حکمت علی الصلوٰۃ کے قیام میں ہمیں ہر اگر اس موضوع پر موقوف کسی آئندہ صحبت میں کیجئے گی

اے ایمان کے دعوے دارو! اُن اہل کُناہِ رِہود و نصاریٰ میں سے، جن کو تم سے پہلے کتابِ الٰہی دیا جا چکی ہے، جن لوگوں نے تمہارے دینِ اسلام کو ہنسی کھیل بنا رکھا ہے، نیز اُن لوگوں کو جو حد کے سرے سے منکر ہیں، اپنا دوست نہ بناؤ، اور اگر تم سچے ایمان والے ہو تو خوفِ خدا کر کے اُن سے الگ تھلاک ہو، اور اُن سے میل ملاپ پیدا کر کے خود کُشی نہ کرو۔ اسیہ تقسیم وہ قومیں ہیں کہ جب تم لوگوں کو نمازی کی طرف بلا تے ہو تو یہ لوگ اُسکو ہنسی اور غفلت بسانے جس کوئی کسر اٹھا سہیں رکھتے، اور یہ اس لئے کہ ان نا سچوں اور بے وقوفوں کو نماز کی حتمی اہمیت کا کچھ اندازہ ہی نہیں، دیا محض تجاہلِ عائد کر کے تمہارے دلوں میں اسکی اہمیت کو کم کرنا چاہتے ہیں۔

خود مساجدِ خدا کی مصنوعی حالت اس لحاظ نہ لانا اہمیت سے کہیں اہمتر ہے! اُن کے صحنوں میں دراز نک خموشیاں، اور محجروں میں ہولناک دیرانیاں ہیں۔ خدا کے نام لیواؤں کی ایک تعداد کُثیر بے حتی کے موت آفوں ماحول میں خانہ نشین رہ کر، اس نماز کو، ہمیں اس صراطِ مستقیم کی متفقہ درخواست کو، باگہروں کے اندر ہی اندر غفلتی ہے، لیکن رب زمین و آسمان کیلئے دُش قدم چلنا گوارا نہیں کرتی! سینوں کی کپٹ اور دلوں کی سیاہی کا یہ حال ہے کہ مساجد میں حاضر ہونے کے باوجود، نماز کی جماعتی حیثیت تہا اور معنا نابود ہو گئی ہے! وہ مسجدیں اور آئیں دربار گاہیں جو کسی زمانے میں مسلمانوں کے سیاسی اجتماع اور دینی موافقا کی پختہ نمائندگی ہو کر تھیں، جن میں اسلامی بہبودی کے ہر ممکن موضوع پر بے تکلف مباحثے، اور دشمن سے عہدہ برآ ہونیکے بے خوف و خطر منصوبے سوچے جاتے تھے، وہ اعلانِ خدا کے تقاضائے آج باہمی بے رحمی و حسد کے باعث غموشوں کے مقبرے بن گئے ہیں! ہر مسجد دوسری مسجد کے مقابل صف آرا، اور ہر دل دوسرے دل سے جدا ہے! فرعی ختلافات ہیں، عقائد کی ہولناک تفریق ہے، الفاظ اور لغات پر فرقہ بندیاں ہیں، پیش امام کا جملِ محیط ہے، بیعتی کی بیکاری اور نامردی کا مجموعہ! پھر پریشانیِ دل اور فکرِ محاسن میں چند بے درپے سجدے ہیں، برسوں کی بھولی ہوئی باتوں کی یاد دہانیاں وسط نماز میں ہیں، پھر مناعت کے رسمی علیک سلیک، یادِ اہک سطحی مصالحتیں ہیں، پھر خانہ خدا سے ٹکرا کر ان سجدوں کی رعونت، اور اُن عبادت کا

غروب ہے! فاحش اور منکر خیالات بیش از پیش ہیں، تمام باقی وقت ہتھیصال حریف، ٹھنڈی اور تنک ظرفی، ایذائے خلق اور بد مقابل سے جھڑپ مول لینے میں صرف ہو رہا ہے گویا فلاح و نجات کا منشور ایزدی خانہ خدا کی دہلیز پر مل چکا ہے!

زباہ ہائے صبوحی بدامن عصمت

چہ دلغ شرم کہ نہادہ صبح از تو

وَلِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُدْعَوْنَ
وَيَسْتَعِزُّونَ الْمَاعُونَ ۝ (۱۰۵-۴)

تراسے لوگو! حیف و آن نماز گزاروں پر جو اپنی نماز کی اصلی غرض و عایت کو فراموش کر چکے ہیں، اور یہ وہ لوگ ہیں جو محض کھلاؤ کے کیلئے نمازیں پڑھتے ہیں اور باہمی مصالحت اور تعاونت اور رحمت کے سبق کو بیت نظر نہیں رکھتے۔ انکی باہمی کمپٹیں اس قدر بڑھ گئی ہیں، اور دل ایسے تنگ ہو گئے ہیں کہ محبت تو درکار، وہ ایک دوسرے کو رفقہ قوس کے برتنے کی چوٹی چوٹی چیزوں سے مدد کرنا بھی گوارا نہیں کرتے!

آیہ (۱۰۵-۴) سے ظاہر ہے کہ مار کے ارکان اور سبکی عرض غایت یعنی مسامت اور مصالحت بین الناس کو فراموش کر دیا وہ عمل ہے جس کی حد کے نزدیک کچھ وقعت نہیں، ایسی ماز محض ہو گا اور دکھلا دیا ہے۔ منہ الضلالتہ وہ نیتوں کو نیک، ارادوں کو بلند اور حوصلوں کو فروغ کرنے والی شے ہے کہ اس کے بغیر انسان دوسرے انسان کے لئے ہر ممکن ایثار کرے پر آمادہ ہو جاتا ہے یہ مائیکلایا شہر ملا اور کم حوصلہ ہو جائے کہ ادنیٰ سی مسامت (مثلاً ایک دوسرے کو رفتگی برتنے والی اسٹیا سے مدد دینا) بھی روانہ نہ کرے الضلالتہ کی اس مصلحت سے استعزا و کا و کر سورۃ المعارج میں بھی ہے

رَبِّهِمْ اَوْ لَفِئَتٍ مِّنْهُنَّ لَا تَحْمِلُ الْوِزْرَ ۚ ؕ اِلَّا الْمُضْطَرُّينَ ۚ وَالَّذِينَ
هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ كَاْفٍ ۚ (۱۹-۲۳)

وہ اس میں تک میں کہ آدمی شہی کہ حوصلہ اور ہر وہ پید کیا گیا ہے اگر اسکو کسی طرح کا اصرار ہو جتنا ہے تراسے اسے کرے گناہے اور اگر وہ اسامہ پر کج جائے تو یہ سے درجہ کا حیل انہیں میں مانا ہے اللہ وہ الضلالتہ کو قائم رکھے والے لوگ جس کا پیش سادہی مراح حوصلے دہل کو سہ لسا ہے اور تادم سے مستحق ہیں اور یہ لوگ ہیں جو دم ہر کے لیے الضلالتہ کے پیش سادہ کو نظر انداز کر کے (الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ) الضلالتہ پر یہی موت کر کے ہی جیسی ہیں کہ ایک لمحے کے لیے بھی اسکی اہمیت کو نہ بولا درجہ، ہر دم ماریتہ رہتا ہو نکالتے اور یہ مقصود ہی و علی ہا القیاس پر یہ بحث آتا ہے (۱۱-۴) میں الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ شے ملو مار کے حصوں کو نہلا دیا جائے اور اسے میں مصلحت کرنا ہیں انکے نمازی بنگر مار کے متنا کو نہول ما مار دے دونوں مگر الْمُضْطَرِّينَ کا ذکر ہے بے ماروں سے بحت ہیں اور یہی لیے آئے (۱۱) میں اُولَئِكَ كَانُوا فِي سُبُلٍ غَيْرِ سُبُلِ الْغَايَةِ میں جو سبیل میں

إِنَّ الْمُتَّقِينَ لَنَجْعَلَنَّ اللَّهُ لَهُمْ أَهْلًا وَمَوْلًا وَهُوَ خَيْرٌ مِّنْهُمُ وَلَدًا أَفَأَمَّا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالًا
تُرَافِقُونَ النَّاسَ لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْ مَّوَدَّةِ بَيْنَ بَيْنٍ ذَلِكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَذَلِكَ
وَكَلَّ إِلَى هَؤُلَاءِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ قَوْمًا سَيِّئًا ۝ (۱۴۲:۱۴۳)

اسلامی جماعت میں نفاق ڈالے دے اور فرقہ بندی کو تو گویا ایسی ظاہر داری سے مدد دے کہ وہ دنیا چاہتے ہیں حالانکہ حقیقت میں خدا ہی ان کی بد اعمالیوں کو ان کی نظروں میں اچھا دکھا دے کہ ان کو مدد دے رہا ہے انکی نشانی یہ ہے کہ جب سارے کے لیے کثرت ہوتے ہیں تو بیداری سے اور آگے ہوتے کثرت ہوتے ہیں محض دکھلاوے کی نمازیں پڑھتے ہیں اور خدا کا احساس ان کے دلیں فی الحقیقت بہت ہی کم ہے۔ اہیں خدا کا یقین تو ہے نہیں، کفر اور ایمان کے ہیں بین کفر و بدعت کہتے ہیں۔ نہ یورے اور ہر کے نہ ادھر کے۔ سوچن کو خدا گمراہ کرنے اہیں کوئی مستقل طریق عمل کسی نہیں ملتا۔

جب اسلام کے اس بہترین شعار، اولہ تسبیام جماعت کے اس بہترین چارہ کار کے متعلق مسلمانوں کی کار فرمائی کے یہ عنوان ہوں، افراد میں تفسیق و انتشار، اور اتحاد میں سطحیت اور نمائش ہو، یہ بے توجہی اور خدائے ذوالجلال کی جناب میں پنجوقتہ یہ صریح گستاخی ہو، بندگان خدا میں کفر و الحاد کی یہ طرح دہائی اور خود داری کی یہ وضع بن گئی ہو، اللہ کے آگے ماتھا رکھنا یہ باعث تنگ عار، اور بے روح سجدوں میں کبر و ادعا کی یہ شان ہو، جب نصب العین مفقود، اور مدعائے سوال کا عدم ہو، نہیں، جب سائل کو

۴۔ ہاں یہ لفظ کا تیس مادہ ہی اتحاد اور صلاح میں الناس ظاہر کیا ہے۔ نفاق پیدا کرنے والے لوگوں کی امت کہا ہے کہ سارے کے ہونے شامل ہوتے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا صلح نظر تھا ہے اور یہ لوگ تفریق پیدا کر کے ورے ہیں، میں وجہ ساروں کو کچھ سہلی ہیں گئی۔ ان کی ساریں بھی اسی لیے محض دکھلاوے کی ہیں۔ یعنی محض لوگوں کو مدد ہو کا دینا ہے۔ تَرَافِقُونَ کا لفظ یہاں بچا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے کہ اس سے مراد یہاں بھی دکھلاوے کی نماز پڑھنا اور جیسا کہ پیتر کی آیت (۶۱:۱۱) میں دعوت کا تہا عورت کا مقام ہے کہ آج عالم اسلام میں کتنے لوگ ہیں جو ہمارے اگے ہوتے شامل ہوتے ہیں، اور ان کے منہ میں دھن دھن کی باتیں ہیں، اور ان کی باتیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي الدِّينِ لَأَكْثَرُ مِنِ الْكَافِرِينَ ۝ (۱۴۵:۱۴۶) یہی جماعت میں نفاق پیدا کرنے والے لوگ جنم کے سب سے پہلے سے ہیں ہوں گے۔ جامعہ دہلی۔

ضمناً یہاں اس بات کا فیصلہ بھی ہو گیا کہ منافقوں کی سی نماز پڑھنا اور دعا قلمنا میں ہے (وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْ مَّوَدَّةِ بَيْنَ بَيْنٍ) یہیں بلکہ ذکر سے مراد نہیں جیانا بھی جس میں کہہ رہی خدا کا کشتا دل میں لگے رکھا کہ خدا ہے۔

سوال کی خبر اور منعم سے سوال کا رخ بھی نہ ہو۔ جب اعمال قطعاً نابود، انعام کا جس زائل، اور سعی سے ہر قدر گریز ہو تو پھر خدا سے کیا شکایت ہو کہ ہمیں ہے اور صدیوں کی خواب آفریں مُہلت، اور شوکتِ جہنم کے بعد یہ ناگماں عذاب کیا ہے!

فَلَمَّا سَوَّاهُ وَابْتَدَأَ فَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَخْلُوقٌ إِذْ أَخْرَجْنَا مِنْهَا آدَمَ
أَحَدًا لَهُمْ نَعْمَةً كَذَلِكَ أَهْلُهُمْ مُنْزِلُونَ ۝ فَقَطَّعَ دَائِرَ الْقَوَمِ الَّذِينَ كَفَلُوا وَالتَّحْنُ
بِاللَّهِ رِبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (۲۴-۲۵)

یہ حربِ بہت رفتہ رفتہ اس تمام دستورِ عمل کو ہول گئی وہم نے انکو کسی اچھی طرح یاد دلایا تھا۔ تو ہم نے بھی انکو اور غلطی میں ڈالنے کی غرض سے انپر تمام دنیا ہی نعمتوں کے دروازے پر پٹ کھول دیئے، یہاں تک کہ جب وہ ان نعمتوں کے نئے میں ابھی طسج مست ہو گئے اور یقین کرنے لگے کہ یہی طسجِ برحقِ عمل فرمودہ خدا ہے، اور ہم ہی اس دنیا کے اندہ خدا کے چاہیتے ہیں، تو ہم نے ایک لخت انکو آدو بچا۔ اور عذاب کا آنا تھا کہ اب وہ بے آس ہیں اور ہمارے حضور میں کر رہے ہیں۔ پھر کیا تھا اس ظالم قوم کی جر کاٹ کر کھدی گئی اور اس بے دروگہ عالم کا سنسکر ہے کہ ان نااہل لوگوں کا قصہ پاک ہو گیا!

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِمَارَةِ دَارِيْ
سَبَلِ خَلَوْا جَهَنَّمَ دَارِ الْخَرِيْبِ ۝ (۱۳۰-۱۳۱)

گو! ہر مردہ گار فرما ہے کہ میں پکارا کہ اگر صرف دل سے ہیں پکارو گے تو ہم تمہاری دعا سنیں
میں قبول کر یا کرینگے لیکن جن لوگوں نے اسے آپ کو برا بھلا اور غور کے بارے میں سرتابی
کی انکو ہم عنقریب ذلیل و خوار کر کے جہنم داخل کر دینگے۔

لیکن الصَّلَوة کی ماہیت کے متعلق جو عبرت انگیز تفسیر حکم رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو منافقین دین
کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کرنے، اور مساجد کو تفریق سے باز رکھنے کی غرض سے نازل ہوا تھا بجائے خود
نماز کے فلسفے کی بہترین تشریح تھا۔ مدینے سے یاسیل باہر قصبہ قبا میں بنی عمرو بن نوف کے محلے میں ایک

۴۴ خاتمہ کے صحیح مقدمہ کے متعلق ایک سوطِ عامیہ آگے چل کر صفحہ ۲۵ پر آج یہاں مراد سے کہنا ہو کہ قَطَّعَ دَائِرَ الْقَوَمِ الَّذِينَ كَفَلُوا کے الفاظ سے ظاہر
ہے کہ ظالم قوم کی پاکتِ قطع ہے جس کا منہ ص ۸۱-۸۲ پر آچکا ہے۔

مسجد تھی جسکے محل وقوع پر پیغمبر اسلام نے کئے سے ہجرت کے چند روز بعد تک نماز پڑھی تھی اور بعد ازاں
یہ مقام تعظیماً مسجد میں تبدیل کر دیا تھا۔ محلہ والوں کی ایک شریر مسلمان جماعت نے اسلام میں نفاق ڈالنے
کی غرض سے ایک اور جماعت اس مسجد کے مقابل اس غدر پر کھڑی کی کہ بیماروں اور معذوروں کو
آسانی ہو، مگر نماز اول کی امامت بطور فستلح خود صاحب شریعت سے کرانی چاہی کہ ضد میں کسراقی نہ ہو
اللہ کے اس نیکو کار و نیکو سال رسولؐ نے وعدہ کیا کہ جنگ تبوک سے واپسی پر یہی مسجد میں نماز پڑھ کر
شہر میں داخل ہوں گے، مگر وہ دانائے اسرار قلوب اور محافظ اسلام خدا جسے نماز کی بنیاد میں منوں
کے تالیف قلوب اور حقیقی اتحاد کی اہم حکمت عملی رکھی تھی، جسے نماز کو استحکام جماعت اور عالم آراخت کا
بہترین پیش خیمہ قرار دیا تھا، اس غیر مجاز وعدے پر برہم ہو گیا، اور ارشاد ہوا کہ جس مسجد کی وجہ بنا
پر انگلی امت اور تفریق جماعت ہو، جو مسجد تقویٰ کے حقیقی منہا اور عبودیت کے صحیح مطلع نظر کے
مخالف ہو، اور اسلامی جماعت کو اشتات و انتشار کے جہنمی گڑھے کی طرف لیجاوے اس میں تیرا ایک لمحے
کے لیے بھی کسر ہونا مہلک ہے!

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أُولَٰئِكَ مَعَهُمْ فِي الدَّرَجَاتِ الْعُلَىٰ
حَارَبَ اللَّهُ رَسُولَهُ مِنْ فَنَلْ وَلِيْلَهُمْ لَنْ أَرْدَنَا لَا الْحَسَنِي وَاللَّهُ يَسْمَعُ أَيْتُمْ
لَكَ بَوْنٌ ۝ لَا تَكْفُمْ فِيهِ أَلَدَا لِمَسْجِدٍ أَسْسَ عَلَى النَّفْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقَّ أَنْ
نَقُومَ وَنَدُو فِيهِ وَرَجَالٌ يُحْتَوُونَ أَنْ يَسْطَفُوا وَادَّ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُكْثِرِينَ ۝ أَفَسِنَّ
أَسْسَ سُنَانَهُ عَلَى نَقْوَى مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ حَارَ أَمْرٍ مِنْ أَسْسَ سُنَانَهُ عَلَى
شَفَا حَرْبٍ هَارِ بَعَانَهَا لِيَوْمٍ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝
لَا يَزَالُ بُسِطَ لَهُمُ الدِّينُ بَنُو دِينِهِ فِي قُلُوبِهِمْ لَا أَنْ تَقْطَعُ قُلُوبَهُمْ وَاللَّهُ
عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (۹-۱۰-۱۱)

۱۱۔ ان آیات الہی سے ظاہر ہے کہ جماعت کے اندر نفاق پیدا کرے دے اور فرقہ مدوگ قرآن مجید کی مطلق مطلق میں ظالم ہیں، اور ایسے آیات
(۱۲۸) (۵۹) و (۱۶) (۴۷) صفحہ ۷۹، آیت (۲۵) صفحہ ۲۸ کے رے کی اختتامی طاقت قطعی ہے۔ ایسے لوگوں کو ظالم اس لیے کہا ہے کہ وہ

ہاں جس عہد جلیل چسپیوں کے عزل و التوا کے بعد عرب کا اولو العزم نبی ابدال ہمسیم کا بہترین رکن فائز المرام ہو کر ختم رسالت کی ٹہرا ہوا لایا و تک ثبت کر گیا جس اوج مرتبت اور سراج انعام کا اہل نبوت کے بعد فاروق عظیم صیاحیم المثال شخص سراپا تھا، جو مقام بلند کسی زمانے میں مجاہدین اسلام اور سپاہیانِ خدا کے لیے مختص ہو چکا تھا، آہ! اُس امانت عظمیٰ اور اُس موہبت گہرے کو آج اُمت کے گدیہ گر سنبھال رہے ہیں! اہل زہد قوم کا سب کا گارہ، سب کے بزل، کم حیثیت اور کم علم، فرقہ بند اور محتاجِ مظلوم اس عہدے پر فائز القنوط ہے۔ عجز و سکنت کا ماحول پیدا کر رہا ہے، جبل و جود کا اشتہار دے رہا ہے، تفریق و انتشار کو ثواب سمجھ رہا ہے، شدید العقاب خدا کی سزا کو جزا کہہ رہا ہے، غذا کے انعام تیار رہا ہے، اور کذب غلط کی بیجا منادی کر کے اُمت کو ہلاکت کے قعر عمیق کی طرف گھسیٹ رہا ہے! اُمت مرحومہ کا فقدانِ فہم و عقل اس غلط انتخاب کے بارے میں آج اس کمال تک پہنچ چکا ہے کہ جہاں کسی ادنیٰ سی ادنیٰ دنیاوی حکومت سے تعبد کا اظہار حاکم وقت کے بڑے منظور نظر اس کے بڑے سے بڑے کارندے، اُس کے با اثر کارکن، اُس کے مشہور تر جاں باز اور سر فروش کی سبادت میں کرتے ہیں!

(مدینتِ اہل بیت ص ۲۵۸) اس آخری مکتوب اس ذکرِ الخلیفین کی مٹی بید کی ہے، اس کو دیکھ کر آسمان و زمین گھبرا اٹھیں تو کچھ حبش رسولِ خدا کی اس نام برد اُمت پر آسمان ٹوٹ پڑے تو کچھ وہ ہیں، تناصیر کا ایک رنگہ انشائیٰ کہ وہ ہم کو کچھ بھلائی کی سیج میں ہی مایوس مرامت اور غم کی نگر کے ماتحت اس طرف گیا ہے کہ حضرت اپنے دل کو ماحولِ تہیہ سے پاک صاف رکھا کرتے تھے، زیورات کے مالِ مہارتِ صناعی سے دور کرتے تھے، صبر کے سداکانِ خوشِ ہسلوئی سے ادا کرتے تھے، واپسی کو مستریت اس پہی کے مطابق کرتے تھے، سوچوں کو بڑا کر رکھتے تھے، ماس ترش تھے، خستہ، اُٹھول گئے کر رکھا تھا، مانی سے استکاراؤں کا ستیہ حاصل تھا، اُن امورِ مزہ کے علاوہ حضرت کو توجہ کے کھلے اور عقائدِ اہلِ سبھی جو لوگ رہاں تھے، و عیو۔ اہلِ سبیم علیہ السلام نے اُن احکام کی قیاسی مددی سے کی، اُن کو رائد مالوں سے اس خوشِ ہسلوئی اور حکمت سے صاف نہ کیا واپسی ایسی خوب صورت اور متین تر نہ تھی، اس کی پورے ایک ہی جیسی میں اس طرح دس رات مشغول رہے کہ حدائے رصاصہ ہو کر اُن کو لوگوں کا اہام نہادیا! اُن منصبِ اعلیٰ کو خوشِ مطہر کرتے ہوئے حضرت نے تقاصے حاکم کی اس کی اس میں اس انعام سے محروم نہ رہے، حدائے رصاصہ سے بھی منطوق ہو گیا لیکن صرف اہلِ کوستے گردیا، خانہِ اُتوق سے آجک لالت کی پستری طس راہِ علی آہی ہیں اور اہلِ سبیم علیہ السلام کی فتیتِ سیر کے محروم ہیں موجود ہے۔ اگر ایک ہی آسمان کے اوصاف میں حلم و درگزر کا مایہ اُکھا و صبر شامل نہ ہوتا تو صوب اس آیت الہی کی تشبیہ شارحِ قرآن کی سطح نہیں رہے۔ جی و دنیا و آئینہ کے لیے کافی تو لیکن یہ ایک شالِ طبعی کا ایک منظر ہے جو اس کے باوجود عری گرت میں ہوتی اور شمس ہا پتا ہے اس کی شان میں بے حورِ حاکم نے پتہ یہاں لائے آئے کے نقطہ سے صاف ظہر ہے کہ اہلِ سبیم علیہ السلام کا آسانی استخوان کوئی شریعت نہی اور کڑی سے کڑی آزمائش ہوئی، کوئی سبکدوش نہ تھا، گسلِ عظیم ہوئی، آزمائشِ محلیٰ و علائقِ قطع کی ہوئی کہ اُس نے اُجڑا اُجڑا عالم کو اُکھا و صبر کی مشق اُتی رہی کا اہلِ باہر ہوگا، پس نہ وہ ایک طویل طویل اندھیرہ گناہی جیل کے محروم کو شمر کے علمِ عظیم سے نجات دلا چکے، حق و عدل اور احکامِ شامِ سید

آج شدید العقاب خدا کی یہی آسمانی رخصت مسلمانانِ جہان کو سانپ بن بن کر ڈس رہی ہے، خدا کے ناقابلِ بدلِ قول کو بدل دینے اور مشکل سے پڑھائے ہوئے سبق کو بھلا دینے کے جرم میں مسکنت کے گھٹا ٹوپ بادل سروں پر چھا رہے ہیں، انکی قوت اور امن کی سب کشت زاریں وقف خزاں ہو چکی ہیں، جہان بانی کا زورِ راہِ نشت چکا ہے، اُمت کی سب شیرازہ بندی، اُسکا تعبد سے پیدا کیا ہو گیا نظم و نسق، اُسکا الصلوٰۃ سے باہا ہوا نظام اُسکا خوفِ احکم الحاکمین سے نکلا ہوا بجمانی چارہ معافِ کالعدم ہے اب ہر طرف غیروں کی لتاڑ اور غلامی کی جوت پیزا رہے، مظلومیت کی تحفیں اور لکڑنی کی کڑیاں ہیں، ملک یک یک مائتوں سے کل رہے ہیں، زمینِ خدا تنگ ہو رہی ہے، ظالم اور نااہل مسلمان اس پاکبازی میں مست ہو، خانہٴ خدا کو بارگاہِ ربی مان رہا ہے اور گھر ٹونک اپنی بربادی کا تماشہ نہایت مزے سے دیکھ رہا ہے!

مُنْتَبَہُ الصَّلَاةِ

وَمَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَلْقٍ لَّا يَعْلَمُونَ الْاٰیٰتِ الْكُبْرٰی

(اور مظلوموں کے سامنے مدام سے مظلوم کے اصولوں کے لئے نگاہیں مگھاتی ہیں)

الغرض الصلوٰۃ کی اتنی حکمت کی تہ میں اُمتِ اسلام کا لایینفک اتحاد تھا، باہمیِ رافت اور رحمت تھی، قوم کو پنجوقتہ اطاعت کا مکرر سبق تھا، شاہ و گدا کی مساوات کی یاد دہانی تھی، وقت کی پابندی تھی، اہلِ اہلِ الصلوٰۃ والہدٰی تھا، شبِ روز خدا کی ملازمت اور اطاعت میں صرف کر کے پنجوقتہ اُتارے نام لکھ سلام تھا، اُسکے حضور میں مودتِ بانہ پیشی اور غرض مندانہ حاضری تھی، اسکی خدمت میں دست بستہ عرضِ معروض تھی، صراطِ مستقیم کی استدعا تھی، حصولِ نعمت کی گزارش تھی، باوشاہتِ زمین کی ترپ

(مفہومِ لغت صفحہ ۲۶) اہیت کو ہول گئے۔ آج اگرچہ ملتِ المسلمین سلامت کی نرم اور کرپیکے لئے مسجدِ اصولیہ میں حاکم ہے مگر ولایت میں کراتا۔ لیکن یہ اسی اقتدار کے کم ہوجانے کے باعث اسکا مذہبی مقام خود اس قدر پایا ہو گیا ہے کہ عالمِ اسلام پر اسکی شخصیت کا فی الفور کوئی اثر پڑتا۔

۴ صراطِ مستقیم کے لغوی معنی کے بارے میں جو کچھ اس تک حاصل ہوا ہے اسکو یہاں پر یکجا جمع کر دیا جاتا ہے صفحہ ۲۶۲-۲۶۴ کے مباحثے ظاہر ہے کہ (۱) اعتقادِ عمل اللہ کرنا اور فرقہ بندی سے (۲) (۱۲-۱۱) صراطِ مستقیم ہے (۳) توکل اللہ کے حصولِ استقلال سے مصافحہ کا مقابلہ کرنا اور دشمنِ مخالف اگر رہا (آیت ۱۲-۱۱) صراطِ مستقیم ہے، (۴) ایمان کے اعمال (دیکھو تحت اہل)

لَعْنَتُهُمْ قَبِيلًا قَوْمًا وَجَعَلْنَا فُلُوهُمْ فِيسَبَهُ ، فَخَرَّ قَوْمٌ الْكَلْبُ عَنْ قَوْمٍ صَوْبَهُ وَكَسُوا حَطَايِمًا ذَكَرُوا فِيهِ ۝
 وَلَا تَرَالِ نَكْلِي عَلَى حَاسِبَةٍ قَبِيلَةٍ وَلَا قَبِيلَةٍ قَوْمَةٍ وَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ (۵۰-۱۳)۔ اگر
 مسلمان آج اس عمدہ خداوندی کو توڑ کر لعنت خدا کے مستحق بنے ہونے میں، اگر آج ان سے بھی سب کچھ
 چھین کر ان لوگوں کو دیا جا رہا ہے جنہوں نے عمر بھر ایک رسمی نماز نہیں پڑھی، ایک سلامی رکعت ادا
 نہیں کی، ایک شرعی سجدہ نہیں کیا، ایک محمدی کلمہ نہیں پڑھا تو اسکی وجہ بھی یہی قسوت قلب ہی،
 یہی تحریفِ دین اور نسیانِ درس ہے، یہی مقاصدِ خدا میں مجرمانہ خیانت ہے، یہی الصلوٰۃ کو
 معنًا اور صورتًا بگاڑ دینا ہے، یہی خدا کو چھوڑ کر نفسانی خواہشات کی پیروی ہے۔ ایسی نمازیں پانچ نہیں
 پانچ ہزار ہوں خدا کے نزدیک مباحث ہیں، ان سے ضعف کے سوا کچھ حاصل نہیں، ان کا نتیجہ ہلاکت
 کے کچھ نہیں، فَخَلَفَ مِنْ بَعدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَةَ فَسُوفَ يَلْعَنُونَ عَنَّا (۱۹، ۵۹)۔ پس اگر آج

سارے لکھی اس میں سے اس مٹاؤ تو تھ سے کے اعتہ ہم نے سر لے ادا کی امت رسائی، ان کے دلوں کو یہ احکام کی تعمیل کیلئے تھکروا، پھر وہ اس قدر مجبور و زبور
 مائل ہو گئے کہ ہر کلمات اور احکام کو ان کے سامنے قبول نہ کر سکے بلکہ ان کے الٹی مقاصد میں حسبِ مطلب تو بدل کر لے گئے (فَخَرَّ قَوْمٌ الْكَلْبُ عَنْ قَوْمٍ صَوْبَهُ) ، مگر تاویل سے
 اپنے تو کم کیلئے ان میں سے ہی تحریریں یہ لکھیں (فَخَرَّ قَوْمٌ الْكَلْبُ عَنْ قَوْمٍ صَوْبَهُ) اور یہی ہیں مکہ میں آسانی اور آرام پسندی کے باعث رفتہ رفتہ اس میں اس کی ایک
 اہم حصے کو ہول گئے جو ان کو بھی طرح باوجود لایا گیا تھا، اسے عمداً تم میں سے مسجد و مسجد کے مساوات بخود کسی کسی ایسے منکار کی اطلاع دیتے تھے جو منہ صریح
 خیانت اور پستی سے احکام کے مقاصد میں تبدل کر کے ای امت کو گمراہ کیا ہو تو اس فاضل اور کامل کا علاج سوا اس کے کچھ نہیں کہ تم نے اپنے سر سے بٹے جب
 (وَاعْفُ عَنْهُمْ) ، اسے قطعاً گناہ گشتی اختیار کرو (وَاصْفَحْ) (وہ جو ان معافی کی انہیں میں یا بچہ کتاب ص ۱۱۰ کی آخری سطر) خدا جو عز و جل تو اسی لوگوں کو پسند کرتا جو حق
 عمل کر کے اپنی امت کو قوت امت کے علاج علیاً کسب ہو رہا ہے یہ ہیں (إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ) وہ کچھ تحفید کی توفیق ص ۱۳۰ تحت اہل بیت (۷-۶) ۲۶۶
 تحت اللہ آجری دو سطر پر آیات (۳۴) ۱۲۱-۱۲۲۔

۱۲۱۔ ہر ان لوگوں کو کہ ایسے مکار جاسٹیں نے جنہوں نے الصلوٰۃ کو مائل ماکارہ کر دیا، اسکی حکمت کو اس قدر بھلا دیا کہ وہ اصل ایک مائل مائل شے میں گئی (وَاصْفَحْ)
 (الصَّلَاةُ) اور اپنی نفسانی خواہشات کے چھ لگے رہے تو یہی وہ لوگ ہیں جو مغربِ ہلاکت سے دوچار ہو گئے۔
 تفسیر اہل بیت ص ۲۶۵ میں کہی کہ لغو مطالعے سے اس امر کا فیصلہ ہو جائے تو کج بحث سے مراد اسی یا دوسرا ہستی حق۔ شاہین قرآن نے مادہ امت
 میں ہلاکت مارے اور اسے پس کیلئے آسائیاں پیدا کر دیکھ لیتے اس سے مراد آجری تحت ایما اللہ ص ۱۱۰ ملام کو حق رفتہ رفتہ تھک ماکر ہدایت کی طرف لگے!
 آیت برکت میں مَقْرُونًا سَوَاءٌ السَّبِيلُ کے الفاظ میں سمایت قال عمر بن۔ گویا انھی یا دشاہت کا کفران نعمت کرنا ہی صراطِ مستقیم سے پرے
 بہشتا اور صحیح رسول میں ضلال ہے۔ یہ موم صید ہی جو موم ۱۲۳ کے تحت اہل بیت ص ۱۳۰ تحت اہل بیت کی تشریح میں حاصل ہوا تھا۔

۱۲۲۔ الصلوٰۃ کے ماکارہ یا بچے علاوہ اسکے صورتاً کج خلقی کے متعلق ایک ابتدائی بحث ص ۱۱۱-۱۱۲ کے تحت اللہ میں ہو چکی ہے جس سے کم از کم یہ ظاہر ہے کہ اس حد
 میں ملام صاحبان کا خدا کے حضور میں نماز کو تو ترقی سے ادا کیا۔ بحث سید جو بعض قرآن کے قطعاً ملام ص ۱۱۱ میں سنت اہل مائل کا ادا کرنا اور طرح
 پر۔ حد کے اندر سے ترقی اور ملام کا ماحول پیدا کرنا ہی (جہاں کا ذکر ص ۲۰۶ کے تحت اہل بیت میں ہو چکا ہے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ترقی کی

اُس صادق الوعدہ خدا کی بتائی ہوئی نازلہ نبی قرآن اول کے نتائج پیدا نہیں کرتی تو وہ نازلہ نبی ہو چکا ہے، اُس کا کیف دل بدل چکا ہے، مطمح نظر بدل چکا ہے، اُس کے ادا کرنے والوں کے دل بدل چکے ہیں، حوصلے اور جگر بدل چکے ہیں، نصب العین بگڑ چکا ہے، نہیں اُس کو ادا کرنے کا محرک باقی نہیں رہا، نعمت کا پیش نہاد نہیں رہا، خشوع پیدا کرنے والی غرض نہیں رہی، غرض کا پیدا کیا ہوا اضطراب نہیں رہا، فخر ڈھانچ یا الفاظ باقی رہ گئے ہیں، اُٹھک اور ٹھیک رہ گئی ہے، مصیبت کو کم کرنے کا ترغیب نہ گیا ہے، اِنھما لکنین (۱۴۸) (۲) یا پانی کو بالوں کی جُسروں تک پہنچانے کے دوسرے رہ گئے ہیں یا مسیح اور قصر غزل اور استنجا، تیمم اور وضو کے مسئلے رہ گئے ہیں یا خدا پر احسان اور سجدوں کا اذکارہ گیا ہے، جنت کے سبز باغوں کے خواب رہ گئے ہیں ورنہ نماز کا الصلوٰۃ رہ کر نبی قرآن اول کے نتائج پیدا نہ کرنا ناممکن اور صراط مستقیم کے نصب العین کو ہر وقت پیش نظر رکھ کر اُس کے لئے شبانہ روز سعی و عمل کرنا، سعی و عمل کر کے اُس راہِ راست کی وعدہ دی ہوئی نعمت کی ترپ میں منعم لم نیل کے حضور میں لپک لپک کر پہنچنا، دست بستہ کھڑے ہو جانا اور نعمت کو مانگنا، بیٹھ جانا اور پہر اٹھ اٹھ کر بالاحجام تمام مانگنا، ماتھا گر گر کر گر کر مانگنا، گھنٹوں پر جُک جُک کر مانگنا، اور ساتھ ہی باقی دستوں میں صبر اور استقلال، تکلیف برداری اور مشقت، غم

(بقیہ تحت اہم ص ۲۶۶) اُٹھل مساجد کے اندر و صحرانیکے لئے حوضوں اور کوٹوں، حماموں اور علیحدوں کا موجود ہوا بھی وہ دعت اور قرن آسانی کے تہوے ہیں جو تشریف آمل کی مساجد میں قطعاً موجود نہ تھے۔ اُس زمانے میں لوگ مساجد کے اندر اپنے گروں سے تیار ہو کر آتے اور عامہ عباد کے اندر اُٹھل کی بدعات طایاں اور بے تکلفیاں کرنا گستاخی سمجھتے۔ فرقہ بندی لوگوں نے جو اختلافات نماز کے ارکان میں رائج ہو گئے تھے وہ ان کے علاوہ ہیں اور آہستہ آہستہ تاریکی میں صورت کو بگڑا ہے جس سے اُٹھل کے بعد اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ کے الفاظ جو پڑھے جاتے ہیں گماں غالب ہو کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں امامت کے وقت خود پڑھتے تھے۔ یہ معلوم کر یہ درود مترجم کیسے پڑھے جاتے شروع ہوئے، کس کے حکم سے ہوئے اور جو رسولِ خدا اُن کی جگہ کیا پڑھا کرتے تھے، ممکن اور حد کی مستور آئیں جو اُٹھل نماز عشا کے بعد قیروں میں پڑھی جاتی ہیں اگر مستور صورت میں ہی پڑھی جاتی تھیں تو حیرت ہو کہ جمع قرائن کے وقت اُن کے کلام وحی دہونے میں شکوک کیوں پیدا ہوئے۔ العصر ان سب امور کو پیش نظر رکھ کر یہ کہنا کچھ غلط نہیں کہ نماز کی ظاہری صورت بھی آہستہ آہستہ نامحسوس طور پر گھڑی ہو رہی ہے اور یہ مغلط اس شے میں پیدا ہو گیا ہے جسکی بات پر علماء کا دعویٰ ہے کہ علی التواتر قرآن اول سے لے کر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مؤکدہ سے بہت کم ہو چکی ہے نیز انہیں یہ کہ قرآن اول۔ الیٰ مردوں اور عورتوں کی مخلوط نماز میں کی امامت رسولِ خدا خود کیا کہتے تھے۔ صرف ایسے کثرت حال میں متوجع و مصدع میں، اصلاح قلوب میں، ترکیہ نفس میں، انہماک العشاء میں، میں، اتحاد اور لطافت، مواصلات اور صحبت کا نتیجہ غیر اخلاق پیدا کر کے میں مغلط مختلف تھی بلکہ اُس کے ادا کرنے کا اہتمام، اسکی قرائت کے الفاظ و دعویٰ و غیر

اور محنت کو اپنا ستخان بنا لینا وہ شیوہ مسلمانوں میں تھا جس پر چل کر اسلام کو چند برسوں کے اندر وہ شوکت ہوئی کہ آج اس کو پھر دیکھنے کیلئے آنکھیں مٹ رہی ہیں: **وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكِنَاظِرَةٌ** (۲۵)۔ صاحب القرآن تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کی انہی بار بار اور ضرب دل سے دہرائی ہوئی آیتوں کی اہمیت کو اسی الصبر والے المستقیم کی ہدایت اور انعام علیہم کے راہ رہتے نصب العین کی ضرورت کو اسلامی اُمت پر یکسر واضح کر دیا تھا کہ خدا کا اپنے بندوں پر سب سے بڑا احسان نہ صرف قرآن عظیم کو عطا کرنا بلکہ ساکنان زمین کے سامنے یہی سچ ستانی کا لنگر انگریز نظر بندوں میں پانچ وقت پیش کر دینا ہے!

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ (۱۵، ۱۷)

اور اے محمد! سب سے بڑا احسان جو ہم نے تم پر اور تمہاری اہل زندہ قوم عرب پر کیا ہے یہ جو کہ ہم نے سورہ فاتحہ کی بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کا اہم اور عظیم الشان نصب العین پیش کر کے تمہاری قوم میں حصولِ نعمت اور الصراط المستقیم پر چلنے کی ایک زوال ترغیب تحریک پیدا کر دی ہے (آئینک سنعتائیں الملقان) ان کے دلوں میں اس نعمت کے حامل کر نیے دلوں میں پیدا کر دیئے ہیں (آئینک سنعتائیں الملقان) ان کے اندر اس میں قوت اور زور سے رہنے اور ہلاک شدہ قوموں (دیکھو آیات ۱۵، ۱۷) کا (۱۸، ۱۹) کی طرح مضبوط عیسے اور ضالین رہنے کا ایک نام اور قائم ایجاں پیدا کر دیا ہے اور یہی نہیں بلکہ ہم نے تم کو قرآن عظیم بھی دیا ہے جس کے اندر اس الصراط المستقیم پر چلنے کا مکمل دستور العمل درج ہے۔

یہی وہ فرخندہ سچی اور ضرور طلب نصب العین ہے جس سے بڑھ کر انسانی جماعت کے لئے اس دنیا کے اندر

سے اور اسے لگاؤ اس کا گاہ سہی و عمل میں مشکلات کا خاطر خواہ مقابلہ کرنے کے لئے استقلال سے ہمتا کرتا اور (استعینوا بالصبر والصلوة) اس سچی وسیع سی و عمل کر کے خدا کے صدقہ میں لگاؤ یا بھی کر کے اس طلال مشکلات کے صدر میں حاضری وصولوں کو ثلے میں خاص مدد دیتی ہے اور یہ ماز تو اسواں لوگوں کے ہر گرجہ و حصول ہم ہی سے ہم دیا جو یکے ماعت بنو ماتی کے رو یکے بیکار ہی بیکار ہے

۱۔ اس آیت سورہ کے الفاظ کا حکر قابلِ غور میں حدائے عزوجل سے سنعتائیں الملقان یہی سورہ فاتحہ کو اس قدر اہمیت دی کہ رسولِ صلیم کو ایسے کوئی کر بکا جس فرقِ صلیم کو عطا کر کے احسان سے الگ دیا ہے، مگر سورہ فاتحہ کی اہمیت کو دلشیں کر دینے کے لئے یہ کو ماتی قرآن سے الگ کر دیا ہے۔ سنا صحن قرآن سے چاہئے اس آیت کو پیش نظر رکھ کر سورہ فاتحہ کے الفاظ کی اہمیت پر محکم تئیں کی ہیں۔ **بِسْمِ اللّٰهِ** سے لیکر **الطَّائِبِينَ** تک کے ایک ایک لفظ کو لیا ہے اور غن و اعقاب کے طوار و انداز پر غفلت گیر مناظر سے بیدار کئے ہیں۔ کہیں اللہ کے لفظ کو کوئی اہم غنم قرار دیا ہے حکومت کرنے کے فضائل کا لفظ دلائے ہے ہیں کہ کس الکھن اور ان کے جوہر میں فرق بتلایا ہو، کہیں الصراط المستقیم اور انعام علیہم اور المعصوب علیہم کا لفظ لایا ہے جو خدا صاحبِ چہرہ دیئے ہیں۔ العرص سے نہ اتنی مائیں مگر ایک شخص سے ہی ہم کو کام میں لگا اسطرح صحت نہیں کہ سورہ فاتحہ میں خدا سے عظیم کیا اہمیت ہے اس میں جو بخت مسلمانوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ ایک دو واحد کا خیال اسطرح ہیں دہا کہ وہ الصراط المستقیم کس سے لگا نام ہے اور اس کی صحیح قرآنی تفسیر کیا ہے۔ اس سے متذکرہ صدر ترجمہ میں اللہ صاحب کے سورہ فاتحہ کو عطا کر دینا کی وجہ، اس کے پیش کیے ہوئے نصب العین کی

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا

إِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ سَبَّحْنَا أَوْ خَطَا أَوْ تَبَاوَاهُمْ

عَلَيْنَا أَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا

رَبَّنَا وَلَا تَجْعَلْنَا مَآلَ طَاقَةٍ لَنَا بِهِ

اغْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ

الْكَافِرِينَ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ فَرْحُونَ وَمَلَائِكَةُ زِينَةٍ وَأَمْوَالٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

رَبَّنَا الْيُضِلُّوهُ عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّى يَرَوْا

الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَإِصْرَكَ عَلَيْنَا صِدْقًا وَتَقَبَّلْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى

الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَتَجَاوَزْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّاهُمْ إِلَّا بَرَاءةَ رَبِّنَا وَمَا وَعَدَ قَوْمَنَا

عَلَى رَسُولِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ

أَنِّي لَا أَضِيعُ عَمَلٌ عَابِلٍ مِنْكُمْ مَنْ ذَكَرَ أَوْ أَنْتَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَآخَرُوا

مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا

قَاتِلُوا الْكَافِرِينَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخْلَ لَهُمْ جَهَنَّمَ

بِحَرَمِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَشْهُارُ وَأَبَاقِرُهُمْ

اللَّهُ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنُ الثَّوَابِ ۝